असूल बनजारिफ़

بعونہ تعالے

نسخہ

اصول ونظائر دھرم شاستر

یعنے

تالیف مشعر کلیات ومسائل وراثت ومعاہدات ومضامین متفرقہ

مع

انتخابات اُن ہویستون کے جو عدالتہاے دیوانی تابع
احاطۂ ملک بنگالہ مین درباب مسائل مذکور کے تحریر ہوے

بالحاق

تنبیہات متضمن توضیح وتشریح

مولفۂ

جناب ولیم ہے میگناٹن صاحب

حسب ارشاد جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک
مغربی دام اقبالہ کے لالہ مکندلال سب اسسٹنٹ سرجن نے

بانتظام

محکمۂ صدر دیوانی عدالت ممالک مغربی کے زبان اُردو مین ترجمہ کیا
واسطے فائدۂ عام کے

بار چہارم

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپا

ماہ۔ اگست

سنہ ۱۸۶۹ع

جلد اول

اصول دھرم شاستر

یعنی

تالیف کلیات و مسائل وراثت و معاہدات و امور متفرقہ

مع

تنبیہات متضمن تشریح و توضیح کے

مطبع منشی نول کشور مقام لکھنؤ مین چھپی

۱۸۸۹ء

فہرست مضامین اصول دھرم شاستر جلد اول

ش

تمام شد

اصول دھرم شاستر

پہلا باب

حق ملکیت کے بیان مین

چار قسام کی ملک مین

دھرم شاستر کے بموجب ملک چار قسم کی ہے - غیر منقولہ - منقولہ - موروثی - مکسوبہ - غیر منقولہ و منقولہ گو شاستر کے الفاظ کا ٹھیک ترجمہ ہے مگر اشیاے غیر منقولہ مین دھرم شاستر کے بموجب دوسری قسم کی ملک بھی داخل ہے مثلاً غلام اور حقوق خورونوش اور کفالت اراضی [1] - اِس امر کی تنقیح مین کوشش کرنا کہ ہندوون کے خیالات کے بموجب ملکیت کے حق کی بنا کیا ہے یا کہ ہندوستان مین حقوق مقابضت مال غیر منقولہ کی کیا حقیقت ہے اِس قسم کی کتاب مین جسکا مقصود صرف یہ ہے کہ روزمرہ کے عملدرآمد مین اُس سے منفعت حاصل ہو بیفائدہ ہے ہندوون کے قانون دانون نے (جو شرح و بسط کے ساتھ لکھنے مین مخصوص ہین) استحصال جایداد کے مختلف طریقون مثلاً مقابضت یا وراثت یا بخشش یا اشترا وغیرہ کی تشریح بڑی محنت و موشگافی کے ساتھ کی ہے - اِس جگہ اُس حق ملکیت کی نسبت جو وراثت سے حاصل ہوتا ہے تحقیقات کرنا کافی ہے کیونکہ تمام امور جو مانع انتقال ہین وے اسی استحقاق سے تعلق رکھتے ہین ورنہ ایک شخص جو لاوارث ہے وہ اپنے مال پر خواہ اُس نے

[1] - جیمتواہن جس سے خلاصہ جلد ۳ صفحہ ۴۴ مین حوالہ دیا گیا ہے -

اُسے کسی ذریعہ سے حاصل کیا ہو بلا قیود اختیار کلی رکھتا ہے - یہ امر ظاہر اسلم عام ہے کہ حق مستقل قائم بالوجود ولادت کے رو سے حاصل ہوتا ہے گو کہ اِس امر کے ثابت کرنے کے لیے کہ محض حق مذکور واسطے حاصل ہونے حق ملکیت کے کافی نہین ہے بہت مباحثہ ہوا ہے - اور قول فیصل جو اکثرون نے تسلیم کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حق ملکیت قائم بالوجود جو ولادت سے حاصل ہو وہ اور قابض حال کا ملکیت سے بے تعلق ہو جانا موت کے باعث یا کسی اور وجہ سے دو ایسے امر ہین جو ملکر اس حق ملکیت کو پیدا کرتے ہین استحقاق قائم بالوجود کی تکمیل اُسوقت ہوتی ہے جبکہ امر مانع دور ہو جاوے ¹ یعنی مالک کے مرجانے یا قانوناً محروم ہو جانے جایداد سے خواہ اُسکے بخوشی چھوڑ دینے سے اپنے استحقاق کو ²۔ ملک غیر منقولہ موروثی پر جو استحقاق حاصل ہوتا ہے وہ ہمیشہ محدود ہے اُسکی نسبت یہ امر قرار دیا گیا ہے کہ جو شخص کہ اُسپر قابض ہو اُسکے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے بھی ایسی ملکیت پر اسی قدر استحقاق رکھتے ہین جس قدر کہ خود شخص قابض کو حاصل ہے بشرطیکہ وے اُن عیوب عقلی اور جسمانی سے بری ہون جن سے حقیت ورثہ کی زائل ہو جاتی ہے ³ حتی کہ شخص قابض کو باستثناے خاص اور ضروری صورتون کے اور کسی صورت مین

حق وراثت کیونکر پیدا ہوتا ہے

---

¹ سری کرشنا جسکا حوالہ خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ مین دیا ہے -

² اگر مورث بارہ برس کے عرصہ سے زیادہ مفقود الخبر ہو تو اسکے وارثون کو قانوناً حق وراثت کا پہونچتا ہے یہ مسئلہ ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۵ - اپریل ۱۸۲۰ع کو فیصل ہوا تسلیم کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ شخص مفقود الخبر کو بارہ برس کے عرصہ کی اجازت دینی چاہیے بعد اس عرصہ کے اُسکا وفات پانا قیاس کر لیا جاوے دیگار رپورٹ جلد ۳ صفحہ ۲۸ دیکھو - مگر بعض علما کی راے یہ ہے کہ یہ عرصہ موافق عمر شخص مفقود الخبر کے مختلف ہونا چاہیے جلد ۲ مین مقدمہ ۷ کی تنبیہ متعلقہ صفحہ ۹ - دیکھو -

³ مختلف امراض اور جرائم مصنفان دھرم شاستر نے اس قسم کے بیان کیے ہین جو مزیل وراثت ہین یہ امر ہنوز قرار نہین پایا ہے کہ ہماری عدالتین ان اعراضون کو جو بعض صورتون مین توہمات خلاف عقل مین داخل ہین کسقدر تسلیم کرین - مقدمہ جسمین اس امر کی نسبت بحث پیش آئی ہے

ملک کے انتقال کا اختیار حاصل نہین ہے اور نہ یہ کہ اپنی اولاد مین کسی کو دوسرے کی نسبت زیادہ حصہ جایداد موروثی کا منتقل کردے نسبت ہر قسم کی ملک منقولہ کے خواہ وہ موروثی ہو یا مکسوبہ اور نسبت ملک غیر منقولہ کے خواہ وہ قابض کی مکسوبہ ہو یا اُسنے اپنے مورثون کے قبضے سے نکل جانے کے بعد اُسکو پھر حاصل کیا ہو اُسکو اختیار انتقال یا تقسیم کا جس طرح وہ مناسب جانے حاصل ہے لیکن عقبیٰ کی جوابدہی اُسکے ذمہ ہوگی [1] چونکہ باپ کو درباب ملک غیر منقولہ موروثی کے اختیار کلی حاصل نہین ہے اور دھرم شاستر مین وصیت نامون کا کچھ ذکر نہین ہے تو معلوم ہوا کہ وصیت نامون کو بالکل بیکار تصور کرنا چاہیے اور جبکہ اُنکے مضامین قانون کے خلاف ہون تو اُنپر کچھ لحاظ نہ کرنا چاہیے ورنہ ہر شخص مجاز اسکا ہو جائیگا کہ اس انتقال کو جو وہ اپنے حین حیات نہ کرسکتا بعد اپنی وفات کے نافذ کرا دے [2] اور وصیت

بیان ممانعت انتقال ملک کا

وصیت نامون کا بیان۔

صِرف ایک مندرج رپورٹ ہوا ہے جو کہ بنگالہ کی رپورٹ جلد دوم صفحات ۱۰۸۔ اور ۲۰۷ مین ملیگا۔ اور بمبئی کی رپورٹ جلد اول کے صفحہ ۴۱۱ مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک بیوہ کا دعویٰ اپنے خاوند کی جایداد پر اِس وجہ سے ناجائز ٹھہرا کہ وہ نابینا تھی۔ وے سبب جنکے باعث سے استحقاق وراثت جاتے رہتے ہین اُنکی تفصیل خلاصۂ دھرم شاستر کی جلد سوم ص ۲۰۸ مین اور اصول دھرم شاستر کے ص ۳۳۵ مین مندرج ہے اور اُسی کتاب کی جلد دوسری مین ایک باب ہے جسمین وراثت سے محروم رہنے کا ذکر ہے اور تنبیہ متعلقہ اُسکی بہت سے اُن سببون کی تفصیل ہے جنکے باعث سے استحقاق وراثت نہین پہونچتا۔ جگناتھ خلاصۂ جلد سوم ص ۵۰۴۔

[1] خلاصہ ورہیت جلد ۲ صفحہ ۳۲۔

[2] درباب اختیار وصیت ہندوون کے توضیحات دھرم شاستر کی کتاب کے ص ۲۳۰ مین بہت بحث لکھی ہے اور اُسمین کول بروک صاحب کی راے کا (کہ جسکے مطابق وہ مسئلہ ہے جو یہان مذکور ہے) حوالہ دیا گیا ہے۔ مقدمہ ہری بلب گنگارام مدعی بنام کیشورام شیوداس مدعا علیہ کو بھی بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۶ مین دیکھو اُسمین عذر جو وصیت پر مبنی تھا بمقابلہ وارثون کے نامنظور اور خلاف دھرم شاستر متصور ہوا مقدمہ سوبھارام شمبوداس مدعیان بنام پرمانند بھیم چند مدعا علیہما کو

صرف اُسکو کہتے ہین کہ ایک شخص قانون کے موافق اپنے ارادے (جنکو وہ چاہتا ہے کہ اُسکی وفات کے بعد عمل مین آدین) ظاہر کرے لیکن ایسی خواہش جو قانوناً منع ہو اظہار جائز اُسکے ارادون کا متصور نہ ہوگی ممکن ہے کہ موت کے خیال سے ایک شخص کوئی شے بطور بخشش کے دے مگر ذکر ایسے وصیت نامہ کا جس سے قانون انگلشیہ مراد ہے دھرم شاستر مین بالکل نہین ہے اور اسطرح کی بخشش صرف اُن ہی صورتون مین جائز ہوگی بلحاظ جنکے اور رسمی عطیہ جائز خیال کیے جاتے ہین مگر جو امر کہ حین حیات نہین کیا جاسکتا وہ وصیت کی رو سے بھی نہین ہو سکتا۔ چنانچہ ملک غیر منقولہ موروثی کی غیر مساوی تقسیم ایک ایسا امر ہے جو کسی طرح درست نہین ہے بعض امور ایسے ہین کہ وے قانوناً منع ہین لیکن اگر وے عمل مین لائے جاوین تو بموجب دھرم شاستر بنگالہ کے ناجائز متصور نہین ہو سکتے اور اگرچہ وے از روے اخلاق درست نہین ہین اور ایک معنی کر کے خلاف دھرم شاستر بھی ہین مگر پھر بھی وے ناجائز تصور نہین کیے جاسکتے مثلاً باپ کو اگرچہ اپنے مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے مگر اُسکو یہ امر منع ہے کہ وہ ایسی ملک کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کردے یعنی ایک کو ترجیح دے اور دوسرے کو بغیر کسی وجہ موجہ کے حقیت سے محروم رکھے یہ امر بطور مسئلہ کے دایبھاگ مین لکھا ہے نہ بطور قانون قطعی کے۔ کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ ایک ہبہ یا انتقال ایسی صورتون مین باطل نہین ہے اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سَو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا۔ اِس مسئلہ مین کوئی امر خلاف اُن مسائل کے نہین ہے جنکے رو سے باپ کو ایسی ملک پر اختیار کلی کا حاصل ہونا ظاہر ہوتا ہے بلکہ وہ مؤید اُنکا ہے لیکن اسی مسئلہ کے رو سے خیال کیا گیا ہے کہ ملک غیر منقولہ موروثی کی

بیان مسئلہ دربارہ قوت امر واقع

اُسی رپورٹ کے ص ۱۷۱ ۳ مین دیکھو اور مقدمہ مدعیہ مساۃ گلاب بنام مساۃ پھول مدعا علیہا کو بھی جلد اول کے ص ۳۰۵ مین دیکھو۔ مقدمہ گنگا رام وسون ناتھ مدعیان بنام تاپی بائی مدعا علیہا اُسی جلد کے ص ۳۴۲ مین دیکھو۔ اور مقدمہ تلجا رام ہرجیون مدعیان بنام ہربھرم وغیرہ مدعا علیہم اُسی جلد کے ص ۳۰۸ مین معائنہ کیا جائے اصول دھرم شاستر کے ص ۹۔ اور ص ۵۰۴ بھی دیکھنا چاہیے۔

غیر مساوی تقسیم بھی جائز ہو سکتی ہے اور اسی وجہ سے اِس مسئلہ کی تعبیر صریح خلاف اُس قانون قطعی کے کی گئی ہے جسکی رو سے ملک مذکورہ بالا کا مالک باپ اور بیٹا یکسان ہے لیکن در اصل یہ تعبیر اِس مسئلہ کی نہین ہو سکتی۔ اس سے ایک مروج قانون منسوخ نہین ہو سکتا گو اس سے یہ تعبیر ہو سکتی ہے کہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ بلحاظ اُس اختیار کے جو قانون کے رو سے صراحتاً حاصل ہے غیر مؤثر ہوگا یعنی اِس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ ایک امر قانوناً درست ہو سکتا ہے مگر اخلاق کی رو سے قابل اعتراض ہے۔ مثلاً شریک کو منجملۂ جایداد مشترکہ موروثی کے اپنے حصہ کا انتقال کرنا منع ہے اور متاچھرا کے اصول کے بموجب ایسا امر بلاشک ناجائز اور باطل ہوگا کیونکہ متاچھرا کی رو سے جب تک کہ تقسیم ملکیت نہووے علٰحدگی حق کی جائز نہین ہو سکتی اور نہ اُسکے رو سے مسئلہ وقعت امر واقع کا جائز ہے۔ لیکن دایبھاگ مین یہ مسئلہ جائز ہے اور قبل از جدا ہونے شریکون کے ہر ایک شریک کو حق علٰحدہ (گو اُسکا تعین نہ ہوا ہو) حاصل ہے۔ اور ایسی صورت مین بیع یا اور طرح کا انتقال جو کسی شریک کی جانب سے نسبت اُسکے خاص حصہ کے وقوع مین آئے وہ جائز اور واجب التعمیل ہوگا۔ بمقدمۂ بھوانی پرشاد گواہ مدعی بنام مسماۃ تارامنی مدعا علیہا کے صدر دیوانی عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ دھرم شاستر کے مطابق جو بنگالہ مین جاری ہے ایک شخص اپنے حصۂ ملک موروثی غیر منقولہ کو بطور ہبہ یا کسی اور طرح پر جسکو چاہے دے سکتا ہے گو اُسکی دختر یا نواسہ بقید حیات ہوں۔ لیکن نند رام وغیرہ کے مقدمہ مین یہ فیصلہ پایا کہ بموجب قانون متمشیہ ملک بہار کے ایک ہبہ مشترک غیر منقسم ملک کا غیر منقولہ ہو یا منقولہ ناجائز ہے گو وہ بقدر حصۂ خاص واہب کے ہو۔ ہمین معلوم ہے کہ جس مسئلہ کی بابت ہم

کن صورتون سے مسئلہ مذکور متعلق ہے۔

صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد سوم ص ۱۳۸۔ وہی مسئلہ رام کنھی رائے وغیرہ مدعیان اور بنگا جنم جیا مدعا علیہ کے مقدمہ مین قائم کیا گیا تھا اُسی رپورٹ کے ۱۷۰ ص مین دیکھو۔ اور اسی مطالب پر کول برک صاحب نے اول جلد کی تنبیہ متعلقہ ص ۴۷۔ اور ۱۱۷ مین بہت مفصل لکھا ہے۔

نند رام وغیرہ مدعیان اور کاشی پانڈے وغیرہ مدعا علیہ کا مقدمہ صدر دیوانی رپورٹ جلد ۳ ص

مقدمات جنمین مسائل وصیت نامجات اور غیرمساوی تقسیم ملک مشتمل ہین۔

اس جگہ بحث کر رہے ہین اُسکے برعکس مقدمات فیصل ہوے ہین اُنکا ہم اس جگہ مختصر بیان کیا چاہتے ہین۔ اول مقدمہ رشک لال دت اور ہرنال دت کا ہے جو مدن موہن دت مدعی کے وصیت نامہ کے وصی تھے اور جسمین چیتن چرن دت مدعاعلیہ تھا چنانچہ مقدمہ کو سر طامس اسٹرینج صاحب نے اپنی کتاب اصول دھرم شاستر مین بطور نظیر مندرج کیا ہے ۔ صاحب ممدوح فرماتے ہین کہ یہ مقدمہ ۱۸۱۶ عیسوی کے قریب فیصل ہوا اور موصی ایک ہندو چار بیٹون کا باپ تھا اور اُسکے قبضہ مین دونون قسم کی ملک یعنی موروثی اور مکسوبہ تھین۔ سب سے بڑے بیٹے کے واسطے اُسنے کچھ نوکری کی تدبیر کردی اور تین چھوٹے بیٹون کو حین حیات اپنے سرمایہ بقدر ضروریات کے دیا اور اُس نے مناسب یہ سمجھا کہ کُل اپنی ملک دونون چھوٹے بیٹون کو دے اور دو بڑے بیٹے ورثہ سے محروم رہین۔ اُن مین سے ایک وصیت کی نسبت معترض ہوا جب کہ اس مقدمہ مین پنڈتون سے رائے طلب ہوئی تو انھون نے مختصر جواب مین ایسے وصیت نامہ کو صحیح اور جائز قرار دیا اور سر ولیم جونز صاحب اور سر رابرٹ چمبرز صاحب نے اِس رائے کے ساتھ اتفاق کیا مؤلف اصول دھرم شاستر یہ بھی فرماتے ہین کہ اِس مین پنڈتون کی رائے غالباً بموجب مسئلہ مروجہ بنگالہ کے تھی یعنی یہ امر گو کتنا ہی معمولی قاعدون وراثت اور قانون کے خلاف ہو مگر پھر بھی اُسکے صحیح ہونے مین کچھ کلام نہین ہے اِسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ وے سبب جنکے باعث سے پنڈتون نے اسطور پر بوستہ دیا اور حکام نے فیصلہ کیا محض قیاسی ہین اور اگر ایسے ہی قیاسی امور جائز رکھے جائین تو جملہ قوانین بیکار ہو جاتے ہین اور مسئلہ وقعت امر واقع باعث تنسیخ ہر مسئلہ اور جواز ہر فعل کا ہو جاتا ہے۔ چونکہ اِس مقدمہ کا مفصل احوال نہین لکھا گیا ہے

۲ اور ص ۲۳۲ مین دیکھو دہی مسلہ اُمان دت مدعی اور کنہیا سنگھ مدعاعلیہ کے مقدمہ مین قائم رکھا گیا تھا اُسی رپورٹ کے ص ۱۴۲ مین دیکھو۔

ص ۲۶۲۔

لہٰذا اسپر بطور نظیر استدلال مناسب نہین ہے۔

دوسرا مقدمہ ایشان چندراے مدعی اور ایشر چندراے مدعا علیہ کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۳- فروری ۱۸۰۹ء مین فیصل ہوا[1] اس مقدمہ مین ندیا کے زمیندار نے اپنے چار بیٹون مین سے سب سے بڑے بیٹے کو اپنی کُل زمینداری بصورت وصیت بخش دی تھی اس شرط پر کہ باقی چھوٹے بیٹون کو کچھ زر خرچ ملا کرے۔ عدالت مین وہ ہبہ جائز ٹھہرا۔ بیان یہ ہے کہ اِس راے کی تائید مین پنڈتون نے ۶ دلیلین پیش کین اُن مین سے سواے ایک پچھلی وجہ کے اور کوئی وجہ قابل لحاظ معلوم نہین ہوتی اور اخیر وجہ اُنکی یہ ہے کہ سب سے بڑے بیٹے کو کُل ریاست کا دیدینا جائز و درست ہے یہ امر بلاشک صحیح ہے اور اگر زمینداری کو بطور ایک ریاست کے سمجھ لین تو اِس مسئلہ کا اُسپر اطلاق ہوگا اور صرف یہی وجہ واسطے جواز معاملہ بخشش کے کافی ہے۔

ریاست بلاشک اُن چیزون مین شمار کی گئی ہے جنکی تقسیم نہین ہوسکتی ہے اور بقیہ وجوہات جو پنڈتون نے پیش کین اُنکا جواب مختصر یہ ہے۔ اول وجہ اُنکی یہ تھی کہ بموجب دھرم شاستر کے جبکہ باپ اپنی محبت سے کسی اپنے بیٹے کو کچھ عطا کرے تو اُسمین بھائیون کی شرکت نہین ہو سکیگی مگر اسپر اعتراض یہ ہے کہ یہ مسئلہ اُس صورت مین درست ہے جبکہ ملک موروثی نہو جسپر کہ باپ کو اختیار کلی حاصل ہوتا ہے دوسری وجہ اُنکی یہ تھی کہ جو شے جائز ذریعون سے حاصل ہوتی ہے کہ اُن کی تفصیل مین وراثت بھی داخل ہے اُسکا بخش دینا جائز ہے مگر اِس وجہ مین ایسی قسم کی شے کا حاصل ہونا فرض کیا گیا ہے جسمین کہ دوسرا شخص شریک ہونے کا مستحق نہو موروثی وراثت فرض نہین کی جاسکتی کیونکہ موروثی وراثت کی نسبت لکھا ہے کہ اُسپر باپ اور بیٹے دونون کا برابر حق ہے۔ تیسری وجہ یہ تھی کہ منجملہ ورثہ کے ایک وارث ملک غیر منقسم مین سے اپنا حصہ منتقل کرسکتا ہے۔

[1] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد اول ص ۲۔

یہ امر البتہ تسلیم کیا گیا ہے مگر اس مین یہ بات نہین ہے کہ وہ شخص اورون کے حصون کو بھی منتقل کردے۔ چوتھی وجہ یہ تھی کہ اگرچہ باپ کو اراضی کا دے ڈالنا منع ہے مگر پھر بھی اگر وہ ایسا کرے تو یہ امر صرف داخل گناہ ہے اور ہبہ قائم رہیگا مگر یہ مسئلہ صرف اُس صورت مین درست ہے جبکہ ملک اُس قسم کی ہو جسپر کہ باپ کا اختیار کلی ہے یہ مسئلہ اُس قانون پر مؤثر نہو گا جس مین صیح لکھا ہے کہ باپ کا حق موروثی جایداد پر اُسی قدر ہے جتنا کہ اُس جایداد پر اُسکے بیٹے کا ہے۔ پانچوین وجہ یہ تھی کہ رگھنندن نے جو دائنتو مین یہ قید لگائی ہے کہ باپ سوائے کپڑے اور زیور کے زمین کو اپنے بیٹون مین سے صرف ایک کو نہین دے سکتا وہ جمتواہن کی رائے کے خلاف ہے جس کے مسئلہ کو خود اُسنے اختیار کیا ہے۔ مگر دراصل ایسا اختلاف نہین ہے کیونکہ جمتواہن کی رائے یہ ہے کہ اگر باپ ایسا کرے تو صرف قابل الزام ہے۔ علاوہ ان مراتب کے کہ جو اوپر لکھے گئے ہین یہ بھی لکھنا مناسب ہے کہ یہ مقدمہ چچا نے اپنے بھتیجے پر دائر کیا تھا اور دعویٰ اُسکا واسطے دلائے جانے ایک حصہ منجملہ اُس جایداد کے تھا جو پیشتر تمام وکمال مدعی کے بھائی کو وراثتاً پہونچی تھی اور جو معلوم ہوتا ہے کہ کبھی تقسیم نہین کی گئی تھی[1]۔

تیسرا مقدمہ رام کمار نیائی بچسپتی مدعی بنام کشن کنکر ترک بھوسن مدعا علیہ ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۴ تاریخ نومبر ۱۸۱۲ عیسوی مین فیصل ہوا[2]۔ اُس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ باپ کا ہبہ کر دینا کل موروثی جایداد کا ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کو بلکہ ہبہ کر دینا ایک بیگانہ شخص کو بموجب مسائل مجاریہ بنگالہ کے جائز فعل ہے گو اخلاق سے بعید ہو۔ پنڈتون نے جو اس مقدمہ مین اپنی رائے دی ہے اُسکی تردید کے واسطے

---

[1] اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ کو دیکھو ص ۱۳۱-۲۴۔
[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ ص ۴۲۔

صرف اُن ہی حوالون پر حصر کرنا کافی ہے جو اُنھون نے دیے ہین اور جو واسطے
قائم کرنے مسئلہ نقیض کے زیادہ تر موضوع ہین اور جو حوالے کہ اُنھون نے اپنی
راے مذکورۂ بالا کی تائید مین دیے ہین وے یہ ہین اول، وشن کا قول جو
دای بھاگ مین نقل ہے۔ ”جبکہ باپ اپنے بیٹون کو علٰحدہ کر دیتا ہے تو اُسکو اختیار
ہے کہ وہ اپنی دولت مکسوبہ کو چاہے جس طور پر تقسیم کر دے“۔ دوم دای بھاگ
سے یہ قول منقول ہے ”کہ باپ جواہرات اور موتی اور اَور منقولہ اشیاء کا
مثل اشیاے خاص مکسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین وراثت مین دادا سے
حاصل ہوئی ہون اور خود حاصل نہ کی گئی ہون اور اُسکو اختیار ہے کہ وہ غیر مساوی
طور پر اُنکو تقسیم کر دے“۔ جیسا کہ جاگیلک نے لکھا ہے ”کہ جواہرات اور موتی اور
مونگہ اور منقولہ مال کا باپ مالک ہے لیکن غیر منقولہ جایداد کا نہ باپ مالک ہے
نہ دادا“۔ چونکہ یہان نام دادا کا لکھا ہے لہذا اس قول کو اُسکے مال منقولہ سے
بھی متعلق تصور کرنا چاہیے اور لفظ ”اور“ جو بعد لکھنے الفاظ جواہرات اور موتی
وغیرہ کے لکھا ہے اُن سے ظاہر ہوتا ہے کہ باپ کو اختیار ہے کہ سواے زمین یا اَور
مال غیر منقولہ مثلاً خورونوش و غلام وغیرہ کے اور کُل مال کو بخش دے یا جسطرح چاہے
جس طرح انتقال کر دے چونکہ ابھی کتاب مین لفظ کُل جایداد غیر منقولہ کا آیا ہے تو اُسکی
رو سے بخش دینا یا کسی اور طرح پر منتقل کر دینا غیر منقولہ مالک اور راوایسی قسم کی جایداد
کا منع ہے کیونکہ ایسی جایداد خاندان کی پرورش کے واسطے ہے اور خاندان کی
پرورش ایک نہایت ضروری فرض ہے جیسا کہ منو نے تاکیداً یہ لکھا ہے کہ پرداخت
اُن اشخاص کی جن کی پرورش کرنی ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے
اور اگر وے لوگ تکلیف اُٹھاوینگے تو اُس آدمی کے لیے جو باعث تکلیف رسانی ہو
دوزخ ہے۔ اسی واسطے مالک خاندان کو اپنے عیال کی پرورش مین متوجہ رہنا
ضرور ہے۔ ایک تھوڑا سا حصہ اُس ملک مین سے جو خاندان کی پرورش کے واسطے
بخش دینا یا منتقل کر دینا منع نہیں ہے اسواسطے کہ اگر تھوڑا سا حصہ بھی بخش دینا منع ہوتا

تو پہر لفظ "کل" کا جو لکہا ہے اُسکا لکہنا بے معنی تہا۔ جاگبلک کا قول جو پرآچیت پوتہ میں منقول ہے اُس مین یہ لکہا ہے کہ "وہ اُن افعال کے نکرنے سے جنکے کرنے کا حکم ہے اور اُن افعال کے کرنے سے جو گناہ مین داخل ہین اور خواہش کو اپنی قدرت مین نہ رکھنا ایسے امور ہین جنکے باعث سے ایک شخص کو عقبیٰ مین سزا ملیگی" پس جو حوالے مذکور الصدر کہ پنڈتون نے اِس مقدمہ مین دیے ہین اُنپر غور کرنے سے ظاہر ہوگا کہ وے اُس مسئلہ کی تائید کے واسطے مطلق کافی نہین ہین جس سے اُن کا متعلق کرنا مقصود تہا۔

چوتہا مقدمہ شام سنگہ مدعی بنام مساۃ امراوتی مدعا علیہا کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۲۸۔ تاریخ جولائی ۱۸۱۳ع مین فیصل ہوا۔ اِس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ دہرم شاستر کے بموجب جو کہ متہلا مین جاری ہے باپ اپنی کل موروثی جایداد صرف ایک بیٹے کو باقیون کو محروم رکہکر نہین دے سکتا ہے مؤلف توضیحات دہرم شاستر اِس مقدمہ کی نسبت راے تحریر کر کے یہ مستنبط کرتے ہین کہ اگر صدر دیوانی عدالت اُس دہرم شاستر پر جو بنگالہ مین جاری ہے لحاظ فرماتی تو بلاشک اِس ہبہ کے جائز رکہنے مین کچہ شک و شبہہ نفرماتی۔ لیکن یہ نتیجہ جو صاحب موصوف نکالتے ہین اُسکے واسطے کوئی وجہ نہین ہے سواے اُن غلط مسائل کے جو اوپر کے دو مقدمون کے بیان مین لکہے گئے ہین اور بجز اِس امر کے کہ فریقین مین تنازع یہ تہا کہ کس قانون کے بموجب فیصلہ مقدمہ کا ہونا چاہیے۔

پانچوان مقدمہ بہوانی چرن بنہوجیا مدعی بنام وارثان رام گنت بنہوجیا مدعا علیہم کا ہے جو صدر دیوانی عدالت سے ۱۲۔ دسمبر ۱۸۱۶ع کو فیصل ہوا۔ اِس مقدمہ مین یہ امر تجویز ہوا کہ باپ جو موروثی غیر منقولہ جایداد کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرے تو یہ امر خلاف قانون اور ناجائز ہے اور نیز غیر مساوی تقسیم

صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ صفحہ ۷۸۔

صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۲ ص ۲۰۲۔

اُس مال کی جو باپ نے خود حاصل کیا ہے اور علیٰ ہذا القیاس مال منقولہ موروثی کی بھی غیر مساوی تقسیم ناجائز ہے بشرطیکہ وہ اُس وجہ کے باعث سے کی گئی ہو جس وجہ سے کہ قانوناً ایک شخص کو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہین رہتا ہے - اِس مقدمہ مین باپ کے اختیار کی تحقیقات کامل ہوئی تھی جبکہ پنڈتان متعلقۂ صدر دیوانی عدالت کی راے مین اختلاف ہوا تب سوال مرقومۂ ذیل تاراچند اور مرتن جاے پنڈتان سوپریم کورٹ اور نرہری پنڈت متعلقۂ عدالت ضلع کلکتہ اور رام جیا پنڈت متعلقۂ فورٹ ولیم کالج کے پاس بھیجا گیا وہ سوال یہ تھا کہ ایک شخص جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو تمام جایداد موروثی و مکسوبہ منقولہ اور غیر منقولہ ہبہ کردے تو ایسا ہبہ بموجب دھرم شاستر کے جو بنگالہ مین جاری ہے جائز ہے یا نہین اور اگر یہ ناجائز ہے تو ایسا ہبہ منسوخ کیا جاسکتا ہے یا نہین - اِس سوال کا جواب چارپنڈتون مذکورۂ بالا نے اپنے دستخط کرکے یہ بھیجا - اگر باپ جسکا بڑا بیٹا زندہ ہو اور وہ تمام اپنا مال مکسوبہ منقولہ یا غیر منقولہ چھوٹے بیٹے کو بخش دے اور نیز مال موروثی منقولہ بھی دے دے تو یہ ہبہ جائز ہے مگر ہبہ کرنے والا پاپی ہے اگر بڑے بیٹے کے جیتے جی وہ اپنے چھوٹے بیٹے کو کل ملک موروثی غیر منقولہ بخش دے تو یہ ہبہ ناجائز ہے لہذا اگر ایسا ہبہ کیا جاے تو وہ قابل منسوخی ہے - عالمون کی راے ایسے ہبہ کے منسوخ کرنے کے باب مین متفق ہے کسواسطے کہ ایسا ہبہ بدرجۂ اولیٰ ان وجوہ سے ناجائز ہے کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ غیر منقولہ موروثی جایداد کو اپنے بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرے اور وہ کل جایداد کا مالک نہین ہے اور جایداد جو موروثی ہے وراُسکی خاص مکسوبہ یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی نہین اُسکو اُسے اپنے بیٹون مین تقسیم کرنا واجب ہے گویہ امر اُسکی مرضی کے خلاف ہو اور وہ ایسی جایداد کو تقسیم نہین کرسکتا جب تک کہ مان کو ماہواری معمول ہوتا رہے کیونکہ شاید بعد تقسیم کے کوئی اور بیٹا پیدا ہو اور وہ اپنے حق سے محروم رہے اور جب تک کہ اُسکے بیٹے زندہ ہین اُس وقت تک اُسکو جایداد موروثی پر اختیار کلی حاصل

نہین ہے۔

راے مذکورۂ بالا کی تائید مین حوالے یہ ہین۔

۱۔وشن سے دای بھاگ مین منقول ہے کہ ”جو دولت کہ اُسنے بذات خود حاصل کی ہے اُسکی تقسیم اُسکی مرضی کے مطابق ہوگی“۔

۲۔جاگبلک سے دای بھاگ مین منقول ہے ”کہ باپ جواہرات اور موتی اور مونگہ اور اور منقولہ مال کا مالک ہے“۔

۳۔دای بھاگ مین لکھا ہے ”کہ باپ جواہرات اور موتی اور اور منقولہ اشیا کا مثل اشیاے خاص مکسوبہ اپنے مالک ہے گو وے چیزین وراثت مین دادا سے حاصل ہوئی ہون اور خود حاصل نہ کی گئی ہون“۔

۴۔دای بھاگ مین لکھا ہے ”لیکن ایسا نہ ہوگا اگر وہ غیر منقولہ جایداد ہے اور دادا سے ورثہ مین ملی ہے اسواسطے کہ اُنکا استحقاق اُس جایداد پر برابر ہے ایسی صورت مین باپ کو بلاقیود اختیار حاصل نہین ہے“۔ بلاقیود اختیار حاصل ہونے کے معنی سری کرشنا ترک لنکارا نے یہ لکھے ہین کہ اِس عبارت سے مراد یہ ہے کہ اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ اپنی خوشی کے مطابق وہ جایداد کو علیحدہ کردے۔

۵ دای بھاگ مین لکھا ہے ”چونکہ یہ امر بطور ایک وجہ کے بیان ہوا ہے کہ باپ کُل دولت کا مالک ہے مگر دادا کی جایداد کا نہین ہے تو اِس صورت مین غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا باپ کا صِرف اُسی صورت مین جائز ہے جبکہ دولت خاص اُسکی اپنی مکسوبہ ہو“۔ عبارت مذکورۂ بالا پر سری کرشنا نے یہ شرح کی ہے۔ اگرچہ واقع مین باپ مالک کل جایداد کا ہوتا ہے جو کہ اُسکو اُسکے مورثون سے ورثہ مین ملی ہے مگر پھر بھی استحقاق سے جسکا بیان ذکر ہے صِرف مالک ہونا مراد نہین ہے بلکہ اِس امر کے اختیار حاصل ہونے سے کہ جایداد کو جیسا چاہے جس طرح علیحدہ کرسکے باپ کو ایسا اختیار کل جایداد موروثی پر نہین ہے۔

۶ - داد بھاگ ہی سے منقول ہے "اگر باپ اپنی جایداد موروثی کو بیگانہ آدمیون سے جو اُسپر غصبناً قابض ہوگئے ہون حاصل کرے اور اور حصہ دار حاصل نہ کرسکین اور نہ اُسکے اپنے باپ کو حاصل ہوئی ہو تو اُس صورت مین اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا اِسواسطے کہ اُس جایداد کو گویا اُسنے خود حاصل کیا ہے"۔ اِس فقرہ مین منو اور روشن نے یہ فرمایا ہے "کہ اگر اُسکی مرضی نہو تو اُسکے بیٹون کا حصہ اُسمین نہین پہونچتا"۔ اِس سے اُنکی یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ ایک موروثی جایداد جو اُسکے باپ کی مکسوبہ یعنی دوبارہ حاصل کی ہوئی نہو اُسکی مرضی کے خلاف بھی بیٹون مین تقسیم ہوسکتی ہے۔

۷ - داد بھاگ مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے "کہ جب ماں کی عمر اسقدر ہوگئی ہو کہ اُسکے اولاد پیدا نہ ہوسکے"، وہ نسبت اُس جایداد کے ہے جو دادا سے وراثت مین پہونچے۔

چونکہ ماہواری معمول بند ہوجانے سے اور اولاد پیدا نہین ہوسکتی لہٰذا بیٹون کے باہم تقسیم ہوسکتی ہے مگر با این ہمہ باپ کی مرضی درکار ہے۔

لیکن اگر موروثی جایداد اُسوقت تقسیم ہوجائے جبکہ ماں اولاد پیدا ہونے کے قابل ہو تو جو اولاد کہ بعد ازان پیدا ہو پرورش سے محروم رہینگے اور یہ امر درست نہین ہے کیونکہ ایک قول یہ ہے۔ "وے جو پیدا ہوگئے ہین اور وے جو ابھی نہین پیدا ہوے اور وے جو فی الواقع ماں کے پیٹ مین ہین اُن سب کے واسطے ذریعہ پرورش چاہیے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا مذموم قرار دیا گیا ہے"۔ سری کشن تعبیر کرتا ہے کہ وجہ معاش کا تلف کرنا موروثی دولت کے حصے سے محروم رکھنا مراد ہے۔ روایت نرنے مین لکھا ہے کہ اگر اولاد موجود ہے تو والدین کو موروثی دولت پر اختیار نہین ہے اور چونکہ یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ اُنکو کچھ اختیار نہین ہے اِس لیے اگر اُنسے کوئی ناجائز فعل سرزد ہو تو وہ باطل سمجھا جائیگا۔ بگنیشر سے بدھاتی مین منقول ہے کہ جو چیز ملکیت مین نہین ہے

اُسکی بیع کو حاکم ناجائز ٹھہراوے اور اُس ہبہ یا رہن کو بھی جسکے عمل مین لانے کا مالک مجاز نہو۔ ملکیت مین نہونے سے مراد یہ ہے کہ جایداد پر اتنا اختیار کلی نہو کہ جس طرح چاہے اُس طرح علیحدہ کردے۔ نارد کا قول ہے کہ وہ جو فعل کہ بچے سے ہو یا کسی ایسے شخص سے جسکو اُسکے کرنے کا اختیار حاصل نہین ہے تو اُسکی نسبت یہ خیال کرنا چاہیے کہ گویا عمل مین نہین آیا ہے کیونکہ علماے قانون نے ایسا ہی لکھا ہے،،۔

مین نے راے مرقومۂ بالا کو مع اُن جوابون کے جو اُسکی تائید مین دیے گے ہین مفصل لکھا ہے کیونکہ اِس مطلب پر جو کچھ کہ اب تک لکھا گیا ہے اُسمین سے یہ مقولہ نہایت معقول ہے جایداد غیر منقولہ موروثی کے انتقال ناجائز کو باطل ٹھہرانے سے قانون پر یہ حرف نہین آتا کہ وہ بیکار رہے اور بیٹے کے حق مین یہ حفاظت ہوتی ہے کہ باپ کی تلوّن مزاجی اُسے اُس چیز سے محروم نہ کرے جسکی بابت دھرم شاستر مین بار بار اور صراحتاً لکھا ہے کہ جایداد کے دونون برابر مالک ہین۔ اِس امر کی نسبت رام کنت کا مقدمہ سب سے پچھلا ہے جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین مندرج ہے۔ مصنف توضیحات دھرم شاستر نے [1] بہت سے مقدمون کا حوالہ دیا ہے جنمین ہندوون کے وصیت نامے سوپریم کورٹ مین خلاف مسئلہ مرقومۂ بالا کے جائز رکھے گئے ہین ان مقدمون مین سے ایک نہایت عجیب مقدمہ شاید راجہ نوب کشن کے وصیت نامہ کا ہے راجہ ممدوح کے گو صلبی بیٹا اور ایک متبنیٰ تھا مگر باوجود اسکے اُنھون نے اپنے موروثی تعلقہ کو بھائی کے بیٹون کے نام لکھدیا مگر اِس مقدمہ مین اور اَور مقدمون مین مسئلہ دھرم شاستر کی نسبت کبھی توجہ نہین کی گئی تھی صرف امور واقع کی بحث طرفین مین تھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ داے بھاگ جسکے باعث سے شبہات اور دقتین اِس امر مین واقع ہوئی ہین اُس سے اختیار جائز جایداد کے انتقال کا صرف

[1] اُس باب کو دیکھو جسمین وصیت نامون کا ذکر ہے ص ۳۱۶۔

اُس صورت مین حاصل ہونا متصور ہے جب کہ اُور قول اُسکا صراحتاً مانع نہ ہو
مثلاً بنگالہ مین باپ اپنے خاص مال مکسوبہ یا موروثی مال منقولہ کو اپنے بیٹون مین
غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے کسواسطے کہ گو یہ حکم ہے ** کہ باپ اپنی زندگی
مین ایک بیٹے کو تقسیم مال کے باب مین ترجیح نہ دے اور بغیر کسی وجہ کافی
کے کسی بیٹے کو اُسکے حصے سے کبھی محروم نہ رکھے مگر چونکہ ایک اور مقام مین یہ
لکھا ہوا ہے کہ باپ تمام مال منقولہ اور مکسوبہ کا مالک ہے لہذا *** اِس مسئلہ کی
رو سے کہ جو امر واقعی ہے وہ ****** مسائل سے بدل نہین جا سکتا اِس جگہ
خلاف ورزی حکم امتناعیہ مذکور کی لازم آتی ہے کیونکہ بعض مقوے ایسے ہین
کہ جنسے اختیار بلا قیود حاصل ہے اور علی ہذا القیاس بعض ایسے ہین جو اِس
دستور کو قبیح قرار دیتے ہین اور وے باعتبار وثوق مساوی ہین ہندوستان کے
اور مقامات مین جہان کہ مسئلہ مذکور جاری نہین ہے وہان حکم مرقومۂ بالا بخوبی
نافذ ہے اور کوئی انتقال جو منع ہے ناجائز متصور ہو گا ***

اِس مطلب پر تقسیم ملک کے باب مین پھر ذکر ہو گا

موروثی غیر منقولہ جائداد جس طرح سے خوشی ہو اِسطرح انتقال نہین کیجا سکتی

باب دوسرا

حق وراثت کے بیان مین

بیٹون کا ذکر

بموجب احکام دھرم شاستر کے جو بالفعل وراثت کے باب مین جاری ہین
تمام صحیح النسب بیٹے جو بالاتفاق اپنے باپ کے ساتھ بزمانۂ وفات اُسکے رہتے ہون

** کاتیائن سے خلاصہ جلد ۲ ص ۵۰۸ مین نقل ہے۔
*** جاگیملک خلاصہ جلد ۲ ص ۱۵۹۔
**** اصول دھرم شاستر کی جلد اول ص ۱۴۳ اور اُسکے ضمیمہ کے باب اول کو دیکھو اور بمبئی کی م

اُسکی ملک غیر منقولہ و منقولہ موروثی اور مکسوبہ کے برابر وارث ہین زمانۂ سابق مین کسیقدر وہ قانون جاری تھا جسکی روسے سب سے بڑا لڑکا وارث کُل مال غیر منقولہ کا ہوتا ہے لیکن یہ قانون مع اور رسوم کے زمانۂ حال یعنی کلجگ مین منسوخ ہوگیا ہے، ۵ حق قائم مقامی کا پرپوتے تک پہونچتا ہے یعنی پوتا اور پرپوتا جس حال مین کہ ایک کا باپ اور دوسرے کا باپ اور دادا مر جاتین تو وے برابر حصے بعوض باپ اور دادا متوفی کے اپنے چچا اور بڑے چچا کے شامل لینگے اور حقیقت یہ ہے کہ لفظ تقسیم

۴ رپورٹ جلد اول کے صفحون ۱۵۴ — اور ۲۷۲ — اور ۳۸۰ دیکھو اور دوسری جلد کے ص ۶ اور ۴۷۱ کو دیکھو۔

۵ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۳ ص ۲۰۳ مین طالع ور سنگھ مدعی بنام پہلوان سنگھ مدعا علیہ کا مقدمہ دیکھو اِس مقدمہ مین دعویٰ مدعی کا بڑے بیٹے ہونے کی بناپر تھا مگر یہ فیصلہ ہوا کہ سب سے بڑا ہونا حصۂ کثیر کا مستحق نہین کرسکتا۔ ایک اور مقدمہ بھی جلد ۲ ص ۱۱۶ مین ہے، اسمین چند بیٹے مختلف ازواج سے تھے اُنمین سے ایک نے یہ دعویٰ کیا کہ جایداد بموجب تعداد ازواج کے تقسیم ہو اور تقسیم کرنے مین اسبات کا لحاظ نہ کیا جاوے کہ ہرایک زوجہ کے کتنے لڑکے ہین اِس قسم کی تقسیم کو شاستر کی اصطلاح مین پتنی بھاگ کہتے ہین اور بیان کیا کہ یہی کُل آچار یعنی رسم قدیم خاندان ہے لیکن عدالت نے فیصلہ یہ کیا کہ جایداد کی تقسیم بلحاظ تعداد ماؤن کے نہ چاہیے بلکہ بلحاظ تعداد بیٹون کے۔ اور ور باب کُل آچار کے یہ راے دی کہ اگرچہ مقدمات وراثت مین کُل آچار یعنی رسم خاندان حکم قانون رکھتی ہے مگر پھر بھی کُل آچار کی نسبت یہ ثابت کرنا ضرور ہے کہ ایسی رسم قدیم ہے اور کبھی اُسکے خلاف عمل مین نہین آیا ہے جلد ۱ ص ۲۷ مین مقدمہ بھیرون چندراے مدعی بنام رسومنی مدعا علیہا کو بھی دیکھو جلد ۲ ص ۲۶۵ مین شیو بخش سنگھ مدعی بنام وارثان فتح سنگھ مدعا علیہم کے مقدمہ کو دیکھو۔ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۸۸ کو بھی دیکھو اُسمین لکھا ہے کہ ریاستون اور بڑی زمینداریون مین قائم مقام ہونے کے باب مین یہ بات ہے کہ جو کُل آچار قبل سے قائم چلا آتا ہے وہ قانون کے حکم کے برابر ہے اور اُسکے باعث سے ایک بیٹے کو سب جایداد مل سکتی ہے اور باقیون کو نہین۔ مسٹر کول بروک صاحب نے جلد ۲ ص ۱۱۹ مین ۶

یعنی بیٹا معنی پوتے اور پرپوتے کے مستعمل گردانا گیا ہے۔ درصورت نہ ہونے صلبی بیٹے کے متبنی قایم مقام اُسکا ہوتا ہے اور ویسا ہی حقدار بھی ہے۔ قوم شودر مین غیر صحیح النسب جو لونڈی کے پیٹ سے ہو وہ اپنے بھائیون کے ساتھ جو صحیح النسب ہین نصف لے سکتا ہے۔ درصورت نہونے بیٹون کے جنین پوتے اور پرپوتے بھی داخل ہین صرف نواسہ اگر ہو تو وہ شریک ورثہ اور برابر کا حصہ دار ہے ؎

پوتون کا ذکر

جب بیٹے نہون تو پوتے ورثہ کے مالک ہوتے ہین اِس صورت مین وے بموجب بالاصول ورثہ پاتے ہین یعنی اُنکو صرف اُنکے باپ کا حصہ ملتا ہے گو بیٹے ایک بیٹے کے زیادہ ہون اور دوسرے کے کم لیکن حصہ کم و بیش نہین لے سکتے۔

ذکر بیٹے کے پوتون کا۔

جس صورت مین بیٹے اور پوتے نہون تو پرپوتون کو ورثہ پہونچتا ہے اِس صورت مین بھی ایک پوتے کے خواہ کتنے ہی بیٹے ہون اور دوسرے پوتے کے کتنے ہی کم وے بالاصول حصہ پائینگے یعنی وہ جو ہر ایک کے باپ کو بشرط زندہ رہنے کے ملتا۔

بیوہ کا ذکر

درصورت نہونے بیٹون اور پوتون اور پرپوتون کے ورثہ آگے کسی کونسل ذکور مین نہین پہونچتا اور بیوہ موافق قانون بنگالہ کے وارث ہوتی ہے قطع نظر اِس سے کہ اُسکا شوہر متوفی جدا رہتا تھا یا شریک اپنے کنبے کے جو بالاتفاق ہو لیکن بموجب قوانین اور مقامات کے بیوہ صرف صورت اول مین وارث ہوسکتی ہے یعنی اُسوقت جبکہ اُسکا شوہر کنبے سے علحدہ رہتا ہو اور بیوہ کے بعد اُسکا دیور یعنی اُسکے شوہر کا بھائی جو جدانہ رہتا تھا وارث ہوگا۔ اگر ایک بیوہ سے زیادہ ہون تو اُنکا حق برابر ہے ؎۲ جبکہ بیوہ کو اُسکے شوہر کے مرجانے سے

؎ خلاصہ کے ایک مقام مین یہ تنبیہ لکھی ہے کہ بڑی جایداد جنکو باصطلاح عدالت زمینداریان کہتے ہین اُنکو زمانۂ حال کے ہندو قانون دان باج گزار ریاستین سمجھتے ہین۔

؎۱ متاچھرا کے باب اول دفعہ ۱۲۔ اور ضمن ۱ و ۲ دیکھو۔

؎۲ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۵۹۔

وراثت ملی تو اِس باب مین کہ اُسکو اپنی ملکیت پر کسقدر اختیار حاصل ہے بہت مباحثہ ہوا ہے اور فی الواقع اِس صورت اور بہت سی اور صورتون مین تعبیر قانون کو بڑی وسعت ہے یہ امر معروف ہے کہ بنگالہ اور اور مقامون مین اِس باب مین اختلاف راے ہے کہ کن صورتون مین بیوہ کو اپنے شوہر متوفی کے ورثہ پہونچتا ہے ابھی یہ مذکور ہو چکا ہے کہ بموجب قانون مروجہ بنگالہ کے بیوہ کو ورثہ پہونچتا ہے خواہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون کے ساتھ رہتا تھا یا اُنسے علیحدہ مگر اور مقامون کے بموجب بیوہ وارث اُسی صورت مین ہو سکتی ہے جبکہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا تھا - بیوہ کے وارث ہونے کے باب مین جو قانون ہے وہ صاف ہے اُسمین کوئی تکرار نہین ہے مگر یہ امر صاف نہین ہے کہ کون شے اُسکے ورثہ مین آتی ہے اُسکو ملکیت پر حق مطلق حاصل نہین ہوتا اور نہ وہ کماحقہٗ حین حیات تک قابض کہلا سکتی ہے کسواسطے کہ قانون کے بموجب اُس بیوہ کے قائم مقام اور بھی ہو سکتے ہین اور تصرف ملک کی نسبت بھی اُسکے اختیارات بہت محدود ہین - ایک ذرا حصہ بھی وہ اُس ملک مین سے نہین بیچ سکتی الا بعض ضروری اور خاص مطالب کے واسطے جنکی تصریح بخصوصیت کر دی گئی ہے - اِس سے ظاہر ہے کہ وہ گویا اُس ملک کو خاص مطالب کے واسطے بطور امانت اپنے پاس رکھتی ہے حتیٰ کہ اگر وہ اُسکے تلف کرنے کا ارادہ کرے تو وے لوگ جو اُسکے قائم مقام ہونے والے ہون اُنکو اختیار ہے کہ وہ اُسکو اِس امر سے باز رکھین - لیکن یہ امر کہ ایسا اتلاف جایداد کس صورت مین لازم آتا ہے بلحاظ حالات ہر صورت کے منقح ہوگا کیونکہ قانون مین یہ امر بصراحت نہین بیان کیا گیا ہے کہ بیوہ کو ملک پر کسقدر اختیار حاصل ہے اور غالباً منشا واضع قانون کا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوہ اپنے شوہر کے رشتہ دارون سے علیحدہ اور اُنکی خاص حفاظت سے باہر کبھی نہ رہے اور جو کچھ کہ وے لوگ درست و مناسب سمجھین اُس سے زیادہ بیوہ خرچ کرنے نہ پاوے - اِس حکم کے مقرر کرنے کا باعث کہ بیوہ اپنے شوہر متوفی کے قائم مقام تو ہو مگر وہ اُن حقوق سے بھی محروم رہے جو کہ قابض کو

مین حیات حاصل ہوتے ہین غالباً یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسمین مد نظر یہ تھا کہ بیچاری عورت کے واسطے بہرحال آذوقہ کی تجویز ہو جاوے تاکہ وہ ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رہے جسکے باعث سے خاندان کی عزت اور نام مین داغ لگے اور بر اسے نام اُسکو مالک کردینے سے لوگ اُسکی عزت اور تعظیم کرتے ہین اور اس امر کے مقرر کرنے سے کہ دولت اُسکے پاس جمع رہے یہ فائدہ ہے کہ اُسکے شوہر کے رشتہ دار اُسکی نسبت کوئی امر بیرحمی یا غفلت کا نہ کرسکین اور ساتھ ہی اِسکے یہ امر ہے کہ عورت کے اختیارات کو محدود کردینے سے اُسکی کوتہ اندیشی اور دنیوی ناتجربہ کاری کا انسداد ہوتا ہے۔ جو اختلاف کہ اِس باب مین بموجب طریقۂ بنارس کے ہے اُس سے بھی اِس رائے کی تائید ہوتی ہے اور طریقۂ مذکور ہندوون کے قانون کا چشمہ اور مخزن ہے قانون بنارس کے بموجب اختلاف یہ ہے کہ اسمین یہ حکم ہے کہ جبکہ شوہر متوفی کے بھائی اُسکے شامل رہتے تھے اور اُسی سبب سے اُنکے آپس مین اختلاط اور محبت کا ہونا بوجہ احسن قیاس کرسکتے ہین اور جہان کہ کوئی وجہ یہ خیال کرنے کی نہین ہے کہ بیوہ کی نسبت اُسکے شوہر کے بھائیون سے غفلت عمل مین آئیگی تو اُس صورت مین بیوہ کو ورثہ نہین پہونچتا ہے۔ ورثہ اُسکو اُسی صورت مین پہونچیگا جبکہ کنبے مین تفرقہ ہے اور اُسی وجہ سے گمان یہ ہے کہ بھائیون مین محبت برادرانہ نہو گی اِس حالت مین بیوہ کے حقوق کی حمایت کے واسطے قانون کی مداخلت ضرور ہوئی۔ اِس جگہ یہ بھی بیان کردینا چاہیے کہ اگر ایک شخص مرجاوے اور ایک بیوہ سے زیادہ چھوڑے مثلاً تین بیوہ تو اُس صورت مین ملکیت بیوون کی ہوتی ہے اور بعد وفات ایک یا دو بیوہ کے پس ماندہ خواہ ایک بیوہ ہو یا دو وے مالک ہوتی ہین اور قبل از وفات بیوون کے اور کوئی اُنکے شوہر کا وارث حصہ دار ملک کا نہو گا۔ بموجب مسئلہ سمرتی چندریکا کے جو کتاب کہ جنوب ہند مین بدرجۂ اعلیٰ معتبر گنی جاتی ہے ایک بیوہ جسکی اولاد مین دختر ہون وہ اُس صورت مین جبکہ خاندان مین تفرقہ اور علحدگی ہو تو اپنے شوہر کے مال منقولہ

اور غیر منقولہ پر قابض ہوتی ہے لیکن لاولد بیوہ صرف مال منقولہ پاویگی۔ اور اگر دو بیوہ ہون ایک کی اولاد مین دختر ہون اور دوسری لاولد ہو تو صاحب اولاد صرف غیر منقولہ جایداد پاویگی اور مال منقولہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی۔

دختر کے بیان مین

اگر بیوہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے مگر اُسکا استحقاق کامل نہین ہے موافق مسئلہ بنگالہ کے ناکتخدا بیٹی اول استحقاق قائم مقامی کا رکھتی ہے اور یہ نہو تو وہ بیٹی جس کی اولاد ذکور ہو اور جسکے ایسی اولاد پیدا ہونے کا احتمال ہو بالاشتراک مستحق قائم مقامی کی ہین [1] اور اُنھین سے جو کسی کے اولاد ذکور نہو تو دوسری جسکے ہو وہ ورثہ پاویگی لیکن بیٹی عقیمہ یا بیوہ بیٹی جسکے اولاد ذکور نہو یا یہ کہ اولاد مین اُسکے صرف بیٹیان ہون کسی صورت سے وارث ملک نہین ہوسکتی۔

فرق مابین بنگالہ اور بنارس کے مسائل کے۔

بنارس مین اِس امر کی نسبت قانون مختلف ہے یعنی وہان کے قواعد کے بموجب ناکتخدا بیٹی پہلے حقدار ہے اور یہ نہو تو کتخدا بیٹی جو مفلوک ہو اور یہ بھی نہو تو متمول بیٹی وارث ہوگی مگر ذکور اولاد والی بیٹی کو یا اُسے جسکے اغلب ہے کہ ایسی اولاد پیدا ہو عقیمہ بیٹی یا بیوہ بیٹی لاولد پر فوقیت نہین ہے۔

قانون متھلا کا اختلاف دختر کی نسبت۔

بموجب قانون متھلا کے ناکتخدا بیٹی کو کتخدا پر ترجیح ہے اور جو کواری بیٹی نہو تو بیاہی بیٹیان وارث ہونگی اور بیاہی بیٹیون مین کسی طرح کی تمیز نہین کی گئی ہے ایک بیٹی جو منکوحہ اور صاحب اولاد ہے یا اُسکے اولاد ہونے کی توقع ہے اُسکو اُس بیٹی پر جو بیوہ ہے یا عقیمہ ہے فوقیت نہین دی گئی ہے اور نہ مابین افلاس اور دولتمندی کے کچھ تمیز کی گئی ہے۔

فرق جس جگہ کنبہ جدا نہو۔

یہ بات یہان ذکر کرنی مناسب ہے کہ قاعدہ مرقوم الصدر قائم مقامی کے بابت

---

[1] داۓ بھاگ پر جو سری کرشن نے شرح لکھی ہے اُسمین بہ لحاظ کواری لڑکیون کے ایک تمیز کی ہے اُنکی راۓ یہ ہے کہ وہ لڑکی جسکی نسبت نہین ہوئی وہ اول مستحق وراثت کی ہے اور اگر ایسی لڑکی نہو تو وہ لڑکی ورثہ پاوے جسکی نسبت ہوگئی ہے لیکن اِس مسئلہ مین اور عالمون کا اتفاق نہین ہے بلکہ مصنف داۓ کرم سنگرہ نے اُسکو بالتصریح غیر مستحکم قرار دیا ہے۔

بنگالہ کی ہر صورت ممکن الوقوع سے متعلق ہوسکتا ہے لیکن اور مقامون مین صرف جبھی برتا جا سکتا ہے جبکہ کنبہ جدا ہو کیونکہ بموجب مسئلہ بنارس اور اور جگہون کے مسائل کے بھی وہ بیوہ جسکے بعد بیٹی مالک ہو در صورت شمول کنبے کے وارث نہین ہوسکتی اور نہ مان اور نہ بیٹی اور نہ نواسہ اور نہ نانی وارث ہوسکتی ہے ایسی صورت مین باپ کے جو وارث ہین اُنکے باعث سے انکا حق جاتا رہتا ہے۔ اگرچہ شاستر کے طریقون مین جو بمقامات مختلفہ مروج ہین اِس باب مین اختلاف ہے لیکن جو طریقۂ وراثت کہ بعد وفات دختر در صورت نہونے اُسکی اولاد ذکور کے ہے اُسمین سبکو اتفاق ہے۔ بموجب قانون مروجۂ بنارس وغیرہ کے وہ ملک بطور استری دھن کے اُسکے شوہر یا کسی اور وارث کو نہین پہونچتی اور مطابق قانون بنگالہ کے بھی وہ ملک اُسکے باپ کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے [1] بمقدمہ راج چند دوسا مدعی بنام دھن منی مدعا علیہ کے یہ فیصلہ ہوا کہ موافق دھرم شاستر کے جو بنگالہ مین جاری ہے بعد وفات ایک بیوہ کے جو اپنے شوہر کے مال پر قابض تھی اُسکی بیٹی وارث ہوگی اور دیور نہوگا بشرطیکہ وہ بیٹی اولاد ذکور والی ہو یا اغلب یہ ہو کہ اُسکے ایسی اولاد ہوگی اور جبکہ وہ لاولد مر جائے تو اُسکا چچا وارث ہوگا اُسکا شوہر نہین ہوسکتا [2] بمبئی مین ایک عجیب مقدمہ درباب بیٹی کے حق کے ہوا اور وہ اِس محل پر قابل بیان ہے [3] دو بیوون مین سے ایک کے دو بیٹے تھے

[1] اصول دھرم شاستر کے مصنف نے بیان کیا ہے ص ۱۶۱ دیکھو کہ جایداد جو بیٹی کو ورثہ مین ملے اُسکو جنوب ہند کے عالمون نے استری دھن قرار دیا ہے اور اُسی بموجب ورثہ اُسکا پہونچتا ہے اور اِس مسئلہ کی تائید مین اُس حصۂ متاچھرا مین حوالہ دیا ہے جسمین اُس خاص جایداد کا ذکر ہے جو عورتون سے تعلق رکھتی ہے اور اِسی وجہ سے وہ حوالہ صرف ورثہ جایداد عورت کے متعلق ہے کوئی اور حوالہ مجھے اِس مطلب پر نہین مِلا ہے۔

[2] صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۲۶۲ دیکھو۔

[3] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۲۹۲۔

اور دوسری سے ایک بیٹی تھی اور جبکہ دختر والی بیوہ مرگئی تو تامل یہ ہوا کہ اسکی قائم مقام ملکن ملک مین اُسکی بیٹی ہو یا اُسکی سوتن بیوہ کے بیٹے ہون۔ چند عالمون سے اِس باب مین مصلحت چاہی گئی سب کی راے مین یہ آیا کہ بیٹی مالک نہین ہو سکتی کیونکہ بیوہ کا حصہ ملک مین بعد اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتا ہے اور اُن ہی مین بیٹی صرف درصورت موجود نہونے اُسکے حقیقی بھائیون کے گنی جاتی ہے۔

نواسون کا ذکر۔ بنگالہ اور بنارس کے قانون کے بموجب درصورت نہونے اُن بیٹون کے جو مجاز وراثت ہون نواسے ورثہ پاتے ہین لیکن متھی لا کے قانون کے بموجب نواسون کا کچھ حق نہین ہے اگر کئی بیٹیون کے بیٹے ہون تو ہر واحد اُن مین سے بالرؤس برابر حصہ لیگا نہ بالاصول مثل پوتون کے [1] اگر متعدد لڑکیون مین سے ایک لڑکی جو نا کتخدا ہو اور بموجب آئین کے قائم مقام باپ کی ہو اور بیٹی اور بہنین یا بھانجے چھوڑ کر مرجائے تو موافق قانون بنگالہ کے صرف اُسکے بیٹے اُس حصے کے وارث ہونگے جسکی بابت اُنکی مان کو استحقاق حاصل تھا اور بہنین اور بھانجے نہ پاوینگے [2]

[1] ص ۱۶۰ مین وہی مصنف لکھتا ہے کہ جہان ایسے لڑکے بہت ہون تو درصورت ورثہ پانے کے وے بالاصول پاوینگے نہ بالرؤس مگر جو حوالہ کہ اِس مسئلہ کی تائید مین منقول ہے اُس سے برعکس اِس مسئلہ کے ثابت ہوتا ہے۔ خلاصہ جلد ۳ ص ۱۰۵ دیکھو۔ جگناتھ نے وہان یہ قاعدہ لکھا ہے کہ اگر نواسے بہت ہون تو آپس مین تقسیم کر دینا چاہیے۔ اُس صورت مین اگر ایک دختر کے دو بیٹے ہین اور دوسری کے تین ہین تو پانچ حصے برابر کرنے چاہئین وے ایسا نہ کرینگے کہ جایداد کو اول دو حصون مین تقسیم کرین اور بعد ازان آپس مین برابر حصے بانٹ لین اِس قاعدہ کی بناپر مقدمہ رادھن سین وغیرہ مدعیان بنام کشن کنت سین وغیرہ مدعاعلیہم کا بھی فیصل ہوا ہے اِس مقدمہ مین یہ تجویز پائی کہ نواسے جو مختلف مادرون کے پیٹ سے ہون اور نانا کی جایداد کا دعویٰ کرین تو وے ورثہ بالرؤس لین نہ کہ بالاصول صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۱۰۰۔

[2] اِس مسئلہ کے موافق ایک مقدمہ جو اول عدالت ضلع رنگپور مین دائر ہوا اُسکا فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے ۱۹۔ اپریل سنہ ۱۸۱۶ع کو کیا جسمین یہ تجویز ہوئی کہ جایداد جو دختر کو ورثہ مین ملی ہے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے بیٹے یا پوتے کو پہونچیگی اور بہن اور بہن کے بیٹے کو نہ ملیگی۔ رپورٹ جلد ۲ ص ۲۶ دیکھو۔

اگر منکوحہ لڑکیون مین سے ایک لڑکی قائم مقام باپ کی ہوئی ہو اور بیٹی اور بہنین یا بھانجے چھوڑ کر مرجائے تو قانون مذکور سے صرف بہنین وارث ہونگی اور اگر بہن نہو تو ملک اُسکے بیٹون اور بہن کے بیٹون مین مساوی تقسیم ہو جائیگی ایسا فرق سوائے بنگالہ کے اور کہین نہین ہے - مصنف توضیحات دھرم شاستر نے ایک مقدمہ مرقومۂ ذیل اسطور پر لکھا ہے - اگر تین بہنین آ و ب و س اپنے باپ کی جایداد پر بالاشتراک قابض ہون اور فرض کرو کہ آ لا ولد ہے اور ب کے ایک بیٹا ہے اور س کے تین اور س فرض کرو کہ آ کے پیشتر مرجائے اور ب زندہ رہے اور یہ قرار پاجائے کہ آ کی وفات کے بعد اسکی جایداد ب کو ملے لیکن اب سوال دقیق یہ ہے کہ ب کی وفات کے بعد وہ جایداد صرف اُسکے اکلوتے بیٹے کو پہونچیگی یا باہم اُسکے اور تینون بیٹون س کے تقسیم ہوگی - اِس مقدمہ مین میری رائے یہ ہے کہ اگر جایداد لڑکیون کو اُسوقت مین ملی ہے جبکہ وے ناکتخدا تھین تو اُس صورت مین س کی موت کے بعد اُسکی جایداد اُسکے تینون بیٹون کو ملیگی نہ بہنون کو اور اگر وے اُس وقت کتخدا تھین تو جایداد بہنون کو پہونچیگی - اور آ کی وفات کے بعد اسکی جایداد ب کو ملیگی اور ب کی موت کے بعد مالک اُسکا بیٹا اور س کے بیٹے بالروس مالک ہونگے اور ایسا عمل درآمد اُس عام قاعدہ کے بموجب ہے کہ جب ملک بیٹی کو ملتی ہے تو اُسکے بعد اُسکے باپ کے وارث مالک اُس ملک کے ہوتے ہین نہ وارث بیٹی کے اور اِس صورت مین باپ کے وارث اسکی بیٹی کے بیٹے ہین جو حقدار برابر کے حصے پاتے ہین ۱؎ بیٹی کا پوتا یا اور کوئی اولاد یا دختر کی دختر یا شوہر وارث اُس ملک کا کسی نہج سے نہین ہوسکتا جو کہ بیٹی کو اُسکے باپ سے ملی ہو ایسی ملک بموجب مسائل سب جگہ کے طریقون کے اُس شخص کو پہونچیگی جو اُسکے باپ کے بعد وارث ہو اور بطور استری دھن کے اُسکے اپنے خاص وارث کو نہین ملیگی -

۱؎ جمتواہن کی دایہ بھاگ کے باب ۹ دفعہ اول ضمن ۶۵ دیکھو - اُس باپ کو جو بیٹون کے حق وغیرہ کی نسبت ہے اُسمین جو پانچوان مقدمہ ہے اُسے دیکھو جلد ۲ -

اگر نواسے نہون تو باپ کو بموجب قانون منتشیہ بنگالہ کے ورثہ ملیگا اگر بموجب مسائل اور جگہون کے بمحرومی باپ مان کو حق وراثت پہونچتا ہے - ۱؎

مان کا ذکر

اگر باپ نہو تو مان مستحق وراثت ہوتی ہے لیکن استحقاق اُسکا کامل نہین ہے اور اُسی قسم کا ہے جیساکہ بیوہ کا ہوتا ہے - ایک مقدمہ مین جسمین ایک بیٹے کے مرنے کے بعد جایداد اُسکی مان کو ملی تھی اُسمین پنڈتان صدر دیوانی عدالت نے یہ قرار دیا تھا کہ جو قواعد کہ اُس جایداد پر جو بیوہ کو ملتی ہے مؤثر ہین وہی اُس جایداد پر بھی مؤثر ہونگے جو مان کو ملے ۲؎ اُسکی وفات کے بعد وہ جایداد اُسکے بیٹون کے وارثون کو ملیگی نہ اُسکے وارثون کو -

بھائیون کا ذکر

اگر باپ اور مان دونون نہون تو بھائیون کو حق وراثت پہونچتا ہے - اول اُن بھائیون کو جو ایک ماجائے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون - دوم اُنکو جو ایک ماجائے ہون مگر بالاتفاق نہ رہتے ہون تیسرے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق رہتے ہین چوتھے سوتیلے بھائی جو بالاتفاق نہ رہتے ہون - اِس اوپر کی ترتیب سے یہ امر فرض کیا گیا ہے کہ متوفی کے یا تو صرف ایک ماجائے بھائی تھے یا سوتیلے اور وے سب شامل رہتے تھے یا علحدہ - لیکن اگر ایک شخص مرجائے اور ایک ماجایا بھائی چھوڑ مرے جو علحدہ رہتا ہو اور ایک سوتیلا بھائی جو شامل رہتا ہو یا بعد ازان شامل ہوگیا ہو تو ان دونون بھائیون کو برابر حصہ ملیگا - بہنون کو وارثون مین شمار نہین کیا ہے -

ایک مقدمہ جو حال مین صدر دیوانی عدالت سے فیصل ہوا ہے اُسمین ایک بیوہ کو بعد وفات اُسکے شوہر کے ورثہ ملا تھا اب اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا بھائی اور بھائی کا بیٹا دونون وارث تھے مگر کلام اسمین تھا کہ دونون کا کسقدر

۱؎ مختلف رائین جو اس باب مین ہین اُنکا ذکر چودھوین مقدمہ کے حاشیہ مین بخوبی لکھا ہے جلد ۲ بیٹون کے حق وغیرہ کے باب کو دیکھو -

۲؎ مقدمہ مساۃ بجے دیبی مدعیہ بنام انپورن دیبی مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۱ صفحہ ۱۶۲

حق ہے اول تو پنڈتون نے یہ راے دی کہ بھائی اور بھائی کا بیٹا جسکا باپ مرگیا ہو
دونون مستحق وراثت ہین مگر آخر کو اِس راے کا غلط ہونا ثابت ہوا اور تسلیم کیا گیا۔
دادا کی جایداد پر ایسا حق قائم مقامی کا بلاشک قائم ہے یعنی ایک متوفی بیٹے کا بیٹا
یعنی پوتا مع اپنے چچا کے وارث ہوتا ہے اگرچہ جایداد کہ بھائی چھوڑ مرے اُس مین
ایسا نہین ہوتا ہے۔ بھائی کا بیٹا ایک لاولد شخص کی جائداد کا وارث بھائی کے
بعد شمار کیا جاتا ہے یعنی جبکہ شخص متوفی کے کوئی بھائی نہو تو صرف اُس صورت مین بھائی
کے بیٹے کو ورثہ ملیگا اِس مقدمہ مین جسکا یہان ذکر ہے متوفی دو بھائی اور
ایک بیوہ چھوڑ مرا بیوہ مالک ہوئی اور جبکہ وہ ملکیت پر قابض تھی اُسی زمانہ مین
دونون بھائیون مین سے ایک بھائی مرگیا اِس بھائی کے بیٹے نے بعد وفات
بیوہ کے اپنے چچا کے شامل وراثت کا دعوی کیا اور راے جو اول مرتبہ دربارہ
جائز متصور ہونے دعوی کے دی گئی اُس مین غلطی اِس امر کے فرض کرلینے سے
واقع ہوئی کہ اول بھائی کے مرجاتے ہی اُسکے دونون بھائی جو زندہ تھے انکا حق وراثت
قائم ہوگیا اور یہ حق جو ابھی تک معطل تھا ایک بھائی کے مرجانے سے اُسکے بیٹے کو
پہونچا۔ لیکن اصل مین ایسا نہ تھا کیونکہ بیوہ کے زندہ رہتے بھائیون مین سے
کسی کا حق جایداد پر نہ تھا بلکہ اُنکے حق کا وجوہ اُنکے بھائی کے مرجانے سے
ظہور پذیر بھی نہین ہوا تھا اِسی جہت سے وہ بھائی جو بیوہ کی زندگی مین مرگیا ایک حق
کو جو اُسے خود کبھی حاصل نہین ہوا تھا اپنے بیٹے کے واسطے نہین چھوڑ سکتا۔ سلہ

ذکر برادرزادونکا

اگر بھائی نہون تو جس ترتیب سے کہ وے ورثہ پاتے اُسی ترتیب سے برادرزادون کو
ورثہ ملیگا لیکن بلحاظ اُنکی قائم مقامی کے یہ خصوصیت ہے کہ اگر ایک بھائی کے بیٹے
جن کا باپ قبل ورثہ پہونچنے کے مرگیا ہو قائم مقام ہونے کے باعث سے دعوی

سلہ مقدمہ رودر چندر چودھری مدعی بنام شمبھو چندر چودھری مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ
جلد ۳ ص ۱۰۶ - وہی مسئلہ مقدمہ جمنی دیبی مدعیہ بنام رام جاسے چودھری مدعا علیہ مین قائم رکھا گیا تھا
ایضاً ص ۲۹۸ -

ورثہ کا کرین تو وے بالا صول چچا کے شامل حقدار ورثہ کے ہونگے اِس صورت مین پوتے ایک بیٹے کے ساتھ حصہ لیتے ہین لیکن جبکہ حق وراثت بھائی کے بیٹون کو صرف بھتیجے ہونے کی جہت سے پہونچے تو اُس صورت مین اُن مین سے ہر واحد بالرؤس برابر حصہ لیتا ہے جیساکہ دخترزادے لیتے ہین۔ سبودھنی مین لکھا ہے کہ قائم مقامی کسی حالت مین اسطور پر کہ ہر واحد برابر حصہ پاوے نہین ہوسکتی مگر یہ راے اُسکی ناجائز ٹھہرائی گئی ہے۔ مصنف سبودھنی کی یہ راے بھی ہے کہ بھائی کی بیٹیون کو بھی حق وراثت پہونچتا ہے اُسکی راے کے ساتھ نندا پنڈت کی راے کا بھی اتفاق ہے مگر اور سب جگہ علی العموم یہ مسئلہ متروک ہے۔ ؎۱

ذکر بھائی کے پوتون کا

اگر بھائی کے بیٹے نہون تو جس ترتیب اور طور سے کہ وے ورثہ پاتے اُسکے مطابق اُنکے پوتے بموجب قانون متمشیہ بنگالہ کے وارث ہونگے۔ ؎۲

لیکن از روے قانون بنارس اور متھی لا اور اَور اضلاع کے بھائی کے پوتے وارثون کے سلسلے مین شمار نہین کیے جاتے ہین اور بعد بھائی کے بیٹے کے ورثہ دادی کو ملتا ہے۔

فرق

یہان تک تو مختلف مقام کے طریقے درباب ترتیب وراثت باستثناء اُن امور کے جو اوپر بیان ہوے متفق ہین مگر نسبت وارثان بعید کے جیساکہ آگے بیان کیا جائیگا اُنمین بہت اختلاف ہے۔

ہمشیرزادون کا ذکر

درصورت نہونے بھائی کے پوتون کے بموجب قانون متمشیہ بنگالہ ہمشیرزادے وارث ہوتے ہین لیکن بموجب طریقے اور جگہون کے دادی کو حقیت پہونچتی ہے جیساکہ اوپر بیان ہوا اور بھائی کے بیٹے کے بعد دوسرا

؎۱ تنبیہ ملخصہ ص ۲۴۳ تا ۲۴۴ دیکھو۔

؎۲ یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ پوتے کے بھائی کے ساتھ علیحدگی کے بعد پھر اتفاق نہین ہوسکتا دوبارہ اتفاق صرف تین رشتہ دارون کے ساتھ ہوسکتا ہے باپ اور بھائی اور چچا۔ ورہسپتی سے دایہ بھاگ مین منقول ہے باب ۹ فصل ا دفعہ ۳۰۔

درجہ دادی کا ہے۔ اور بہن کا بیٹا بھی وارثون مین شمار نہین کیا جاتا۔ ایک مقدمہ جو صدر دیوانی عدالت مین فیصل ہوا اُسمین اِس امر قانونی کی تنقیح ہوگئی یہ مقدمہ ایک زمینداری واقعہ بنگالہ کے باب مین تھا جو مِلک کہ ایک ہندو متوفی کی تھی اُسکی بہن کے بیٹے نے اُسکے چچا کے بیٹے پر دعوی کیا تھا اُس مین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب قانون بنگالہ کے مدعی وارث ہوگا اور متھلی لا کے قانون کے بموجب مدعا علیہ کو حق وراثت پہونچتا ہے ۱؎

درباب حقیقی اور سوتیلے رشتہ دارون کے مصنفان اہل بنگالہ مین بہت اختلاف راے ہے بعض کی یہ راے ہے کہ ایک ماجائی بہن کا بیٹا سوتیلی بہن کے بیٹے پر حقیت ورثہ پانے مین فوقیت رکھتا ہے لیکن بموجب اکثر معتبر عالمون کے انمین کچھ فرق نہین ہے۔ کسی جگہ ہمشیر کی دختر کو سلسلۂ وارثان مین داخل نہین کیا ہے ۲؎

اور وارثون کا ذکر بموجب داے کرم سنگرہ

بموجب مسائل متمشیہ بنگالہ جیسا کہ داے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اگر بھانجے نہون تو وراثت کا حق بطور مفصلۂ ذیل جاری رہتا ہے۔ بھتیجی کا بیٹا۔ دادا۔ دادی۔ چچا۔ چچا کا بیٹا۔ چچا کا پوتا۔ پھوپیرا بھائی۔ چچیری بہن کا بیٹا۔ پردادا۔ پردادی۔ دادا کا بھائی۔ دادا کے بھائی کا بیٹا۔ دادا کے بھائی کا پوتا۔ پردادا کا نواسہ۔ اور پردادا کے بھائی کا نواسہ۔ جبکہ انمین سے کوئی نہو تو وراثت مادری نسل مین نانا کو پہونچتی ہے ۳؎ ماموں اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور اُسکا نواسہ۔ پرنانا اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ۔ سکڑنانا اور اُسکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا

۱؎ مقدمہ راج اندر نراین مدعی بنام گوکل چندر گواہ مدعا علیہ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ا ص ۳۰۴۔ جلد ۲ ص ۱۵۲ مین مقدمہ ۶ کو بھی دیکھو۔

۲؎ نندا پنڈت اور بلم بھٹ کی راے ہے کہ ہمشیر کی دخترون کو بھی ورثہ کا حق پہونچتا ہے لیکن علی العموم اس امر مین اُنکی راے کوئی نہین مانتے ہین تنبیہہ ملحقہ ص ۲۴۸ لغایت ۲۴۸ مترجمہ اد دیکھو۔ ضمیمۂ اول اصول دھرم شاستر کے ص ۲۴۹ مین ایک مقدمہ ہے اُسے بھی دیکھو۔

۳؎ جگناتھ نے لکھا ہے ص ۵۰۳ جلد ۳ کہ پوتی کا بیٹا اور پرپوتی کا بیٹا اور بھتیجی کا بیٹا اور بھتیجی کی بیٹی کا بیٹا اور علی ہذا القیاس بترتیب دل مستحق ورثہ کے ہین اور بعد ازان نانا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اِس راے کی اور عالمون نے تائید نہین کی ہے

اور نواسہ - اگر ان مین سے کوئی نہ ہو تو بعد رشتہ دارون اعلی اور اسفل کو چودھوین پیڑھی تک ملک پہونچتی ہے زان بعد گرو کو - شاگرد کو - ہم مکتب کو[1] ہم گوتی کو - اُنکو جو ایک فرقے کے سردار کی اولاد مین ہون - برہمنان عالم بید کو اور آخر راجہ کو - لیکن برہمن کی ملک نزول مین نہین رہ سکتی وہ چاہیے کہ اور برہمنون مین تقسیم ہو جائے -

حق وراثت بموجب سری کشن ترکالنکار

لیکن یہ ترتیب وراثت جو اوپر لکھی گئی اُسکو سب مصنفان بنگالہ بھی قبول نہین کرتے ہین سری کشن ترکالنکار اپنی شرح مین جو دا ابھاگ پر لکھی ہے بھانجے کے بعد حقیقی چچا کو قائم مقام لکھتے ہین اور بعد ازان سوتیلا چچا - حقیقی چچا کا بیٹا - سوتیلے چچا کا بیٹا - اُنکے پوتے علی سبیل الترتیب - پھوپیرا بھائی - دادا - دادی - دادا کا حقیقی بھائی - دادا کا سوتیلا بھائی - اُنکے بیٹے اور پوتے بترتیب - پردادا کا نواسہ - سپنڈون مین سے - ماموں اور وے لوگ جو مثل متوفی کے پنڈہ پانی دینے کے مجاز ہون جسکا کرنا متوفی پر فرض تھا - موسیرا بھائی - ماموں کے بیٹے اور پوتے اور سگر پوتے اور تین پشت تک اولاد مین سے علی التواتر - دادا کے دادا کی اولاد مین سے اور اور بزرگون کی اولاد مین سے تین پیڑھی تک - سمندگ اور آخر کار گرو وغیرہ -

بموجب بادارنونون کے -

مؤلفان بباد آرنو ستو اور بباد بھنگارنو نے وارثون کے سلسلہ کو یون لکھا ہے[2] بھانجے کے بعد دادا اور دادا کے بعد دادی اور دادی کے بعد وارثون کی ایک دوسرے کے بعد یہ ترتیب ہے چچا - اور چچا کا بیٹا اور پر پوتا - پھوپیرا بھائی -

---

[1] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۰۷ کو دیکھو اُسمین ایک مقدمہ جو بمبئی مین ہوا ہے لکھا ہی جسمین یہ فیصلہ ہوا کہ ایک فقیر کو اُس فقیر کی جایداد پر جسکے ساتھ وہ رہتا ہو ورثہ کا حق پہونچتا ہے اور چیلے کو گرو کی جایداد پر اور گرو کو ایسے چیلے کی جایداد پر جسنے علم دین تحصیل کیا ہو -

[2] حال مین جو خلاصے دھرم شاستر کے لکھے گئے ہین اُن مین بڑے مشہور یہ ہین بباد آرنو ستو جو مستر ہستنگز صاحب کے حکم سے مرتب ہوا - بباد بہ ازنو جو حسب فرمایش سر ولیم جونز صاحب کے تالیف کیا گیا - بباد بھنگارنو جگناتھ نے تصنیف کیا - کولبروک صاحب نے جو خلاصہ کا دیباچہ لکھا اُسکے ص ۲۳ کو دیکھو -

سکر دادا سکر دادی - اُنکا بیٹا اور پوتا اور پرپوتا اور نواسہ - نانا - ماموں - ماموں کا بیٹا - اور پوتا - متوفی کے پوتے کا پوتا اور پرپوتا اور سکر پوتا - تب پردادا کا باپ اُسکا بیٹا پوتا اور پرپوتا ۱؎

بنگالہ مین یہ چار کتابین جنکا اوپر بیان ہوا بڑی معتبر ہین اور جہان کہین کہ اُنمین اختلاف ہو تو اُس صورت مین جو کچھ کہ داد کرم سنگرہ مین سری کشن نے لکھا ہے اُسکو معتبر جاننا چاہیے ۲؎ لیکن یہ واضح ہو گا کہ جتنے حوالے اوپر دیے گئے ہین وے سب ورثہ کی ترتیب مین بھانجے تک متفق ہین اور روزمرہ کے عملدرآمد مین یہین تک کام پڑتا ہے لہذا درباب اختلاف رائے مصنفان کم رتبہ کے مباحثہ کرنا صرف تضیع اوقات ہے -

وارثون کی ترتیب بنارس کے قانون کے بموجب -

بموجب دھرم شاستر کے جو بنارس مین رائج ہے درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو وراثت حق محدود جسکا اوپر بیان ہو چکا ہے پہونچتا ہے بشرطیکہ جایداد اُسکے شوہر کی علیحدہ ہو - لیکن اگر اُسکے شوہر کی جایداد اجمالی ہو اور اُسپر قبضہ بالاشتراک ہو تو اُسکی بیوہ صرف وجہ معاش کی مستحق ہو گی -

بیوہ نہو تو ناکتخدا بیٹی ورثہ کی مالک ہوتی ہے یہ نہو تو کتخدا مفلس بیٹی ہو گی اور یہ بھی نہو تو کتخدا متمول بیٹی - بعد ازان نواسہ لیکن بباد چندر اور بباد رتناگر اور بباد چیندر تامنی جو متھلا مین جاری ہین اُنکے بموجب نواسہ وارثون کے سلسلہ مین نہین ہے ۳؎

۱؎ جس ترتیب سے کہ سلسلہ وارثون کا بیان لکھا گیا ہے اُس ترتیب مین جگناتھ کو اسقدر اختلاف ہے کہ اُنکے نزدیک ماموں کے پوتے کے بعد سکرنانا اور سکرنانا کے باپ اور اُنکی جو اولاد مین ہون اُنکا حق ہے اور اُنکی یہ رائے بھی ہے کہ دادا اور سکر دادا کی حقیقی اولاد ذکور مین سے ہون اُنکو اُنکی سوتیلی اولاد ذکور پر فوقیت چاہیے -

۲؎ مسٹر کولبروک صاحب کی راے دیکھو جو ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۶۱ مین نقل ہے -

۳؎ بموجب شرح بلم بھٹ کے اگر نواسہ نہو تو نواسے کو ورثہ پہونچتا ہے لیکن اِس راے کو سب قبول نہین کرتے ہین اور ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے فیصلہ ہوا اُس مین چار دختر ون مین سے دو اپنی مان کے سامنے مر گئین اور ایک اُن مین سے ایک دختر چھوڑ مری جس لڑکی نے

بعد کتخدا بیٹی کے ماں کو ورثہ کا حق پہونچتا ہے ۱ اور ماں کے بعد باپ کو اور
باپ نہو تو حقیقی بھائی کو ورنہ سوتیلے بھائی کو ورثہ ملیگا۔ ۲
اگر سوتیلے بھائی نہون تو اُنکے بیٹے بترتیب ورثہ پائینگے ۳ بعد ازان دادی
بعد ازان دادا ۴ حقیقی چچا۔ سوتیلا چچا اُنکے بیٹے علی الترتیب۔ سکر دادی
۵ دادا اور اُسکا بیٹا اور پوتا بترتیب۔ سکر دادا کی ماں ۶ اور اُسکا باپ اور
اُسکا بھائی اور اُسکے بھائی کا بیٹا اگر اُن مین سے کوئی نہو تو سپنڈ مین سے

ہ کہ اپنی سوتیون پر چوتھائی حصہ کا دعوی کیا جو حصہ کہ اُسکی ماں کا حق تھا لیکن بموجب قانون
متمشیہ بنگالہ اُسکا دعوی خلاف قانون ٹھہرایا گیا۔

۱ وہی شارح لکھتا ہے کہ اول باپ کو ورثہ ملنا چاہیے اور بعد ازان ماں کو۔ نند پنڈت جسنے
متاچھرا پر شرح لکھی ہے اُنکی راے کا بلم بھٹ کی راے سے اتفاق ہے۔ اپرارگ جو ایک اور شارح ہے
اور کمل کر جو بیاد تندیو کا مصنف ہے اور مصنفان سمرتی چندرکا اور مدن رتن اور ربیو بار میوکھ
اور بیاد چندریکا اور رتناگر اور عالمان بنارس کی راے یہ ہے کہ باپ کو ماں پر ترجیح چاہیے۔
اور جمتواہن اور رگھونندن اور اور سب عالمان بنگالہ اِس مسئلہ کی تائید کرتے ہین لیکن اور سب
عالمان بنارس متاچھرا کے پیرو ہین جسکی رو سے ماں کو باپ پر ترجیح ہے۔ اور سری کر کی راے
یہ ہے کہ ماں اور باپ دونون شامل مستحق وراثت ہین۔

۲ بلم بھٹ کی یہ راے ہے کہ بھائی اور بہنون کو شامل ورثہ ملنا چاہیے لیکن اِس مقولہ کو کوئی تسلیم نہین کرتا ہے

۳ بلم بھٹ کے بموجب بھائی کی بیٹیان اور بھائی کے بیٹے شامل ورثہ کے مالک ہین لیکن اِس
راے کے مطابق بھی عمل نہین ہے۔

۴ سری کراچارج کی یہ راے ہے کہ اگر بھائی کے بیٹے نہون تو بھائی کے پوتون کو حق وراثت پہونچتا ہے
اور یہی راے بیاد چندریکا کے مصنف کی بھی ہے مگر اور کسی کی نہین ہے۔ اور در باب تقدیم حق وراثت دادی کے
کے بھی اُسی قسم کا اختلاف راے ہے جیسا کہ باپ اور ماں کی صورت مین ہے اور جسکا اوپر ذکر ہوا ہے۔

۵ وہی اختلاف راے اِس صورت مین بھی ہے۔

۶ وہی اختلاف راے اِس صورت مین بھی ہے۔

بموجب ترتیب مذکورۂ بالا ساتوین پیڑھی تک اُنہین صرف اوپر کی طرف کی ایک پیڑھی بہ نسبت وارثان مذکورۂ بالا کے زیادہ شامل ہے۔ سپنڈ مین سے کوئی نہو تو سمندک مین سے کسی کو ورثہ ملیگا اور اُنہین چودھوین درجہ تک کے وارث جنکا اوپر ذکر ہوا اُسی ترتیب کے ساتھ داخل ہین ۱؎ اگر سمندک بھی نہون تو بندھو ورثہ پاوینگے یہ بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین ذاتی اور پدری اور مادری ذاتی رشتہ دار یہ ہین اپنے حقیقی باپ کی بہن کے بیٹے اور اپنی حقیقی ماکی بہن کے بیٹے۔ اور حقیقی ماموکے بیٹے۔ پدری بندھو یہ ہین۔ باپ کی چچی کے بیٹے۔ باپ کی خالا کے بیٹے۔ باپ کے ماموکے بیٹے۔ مادری بندھو رشتہ دار یہ ہین۔ مان کی چچی کے بیٹے۔ مان کی خالا کے بیٹے۔ ماکے ماموکے بیٹے ۲؎ اگر یہ نہون تو وراثت اچارج کو ملنی چاہیے بعد ازان شاگرد کو۔ ہمدرس جو علم دین مین ہو۔ ذی علم برہمنون کو اور آخر کو باستثنا برہمنون کی مِلک کے اور سبھون کی ملک حاکم وقت کو ملتی ہے۔

سلسلۂ وراثت جو متھلی لا مین جاری ہے ترتیب مرقومۂ بالا کے مطابق ہے۔ مقدمۂ گنگادت جا مدعی بنام سری نراین اور مسماۃ لیلاوتی مدعا علیہما کے فیصلہ ہوا (صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۱ دیکھو) کہ حسب قانون منشیہ متھلی لا کے دعویداران وراثت کو ساتوین درجہ یعنی سپنڈ تک اور بھی چودھوین درجے یعنی سمندک تک جو اولاد ذکور مورث اعلیٰ سے ہون مالک متوفی کے موسیرے بھائی یعنی مان کی بہن کے بیٹے پر ترجیح ہے۔ اگر یہ مقدمہ حسب قانون بنگالہ کے فیصلہ پاتا تو موسی کا بیٹا ترجیح پاتا۔ چونکہ متخاصمین بنگالہ مین رہتے تھے تو اُسی

ف اور اوہ مقامون کے بموجب۔

۱؎ گوترج کی اصطلاح کے معنی بلم بھٹ نے یہ لکھے ہین کہ اُس سے سپنڈ اور سمندک مراد ہے اور سبودھنی وغیرہ مین بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

۲؎ متاچھرا کے ص ۳۵۲ کو دیکھو۔ وارثون کی اِس ترتیب مین مادری رشتہ دار اسفل کے واسطے کچھ حق نہین لکھا گیا ہے لیکن وشسر پتی مصر باد چنتامنی مین مامو وغیرہ کو سمندک کے بعد وارث ٹھہراتے ہین اور متر مصر بیر متراودا مین اپنی راے یہ بیان کرتے ہین کہ جیسا کہ مامو کا بیٹا ورثہ پاتا ہے اسی طرح خود اُسکا بھی حق مناسبت سے قائم رکھنا چاہیے۔

ملک کے قانون کے بموجب فیصلہ ہوتا اگر یہ قرار نہ پاجاتا کہ ایک شخص گو ضلع غیر مین جاکر رہے لیکن وہ اپنے وطن کے قوانین سے محروم نہ رکھا جائیگا بشرطیکہ وہ پابند رسم ورواج اپنے ضلع کا رہے۔ بموجب قانون بنگالہ کے موسی کا بیٹا سپنڈا اور سمندک مین شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ مقدمہ روپ چرن مہاپتر مدعی بنام انند لال گھن مدعا علیہ کے مقدمہ سے ظاہر ہے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۳۵ دیکھو اس مقدمہ مین یہ فیصلہ ہوا کہ بموجب ایک تفسیر دھرم شاستر مروجہ بنگالہ کے ماموں کے بیٹے کو جو ایک بندھو ہے اُن وارثون پر ترجیح دی جاتی ہے جو بعد تین پشت گذشتہ کے مورث اعلیٰ کی اولاد صلبی مین ہون وراثت کی ترتیب جو بموجب قانون متمشیہ جنوب ہند کے ہے وہ بنارس کے قانون سے مختلف نہین ہے بیوہار میوکھ جو مغربی ہند مین بہت معتبر متصور ہے اُسکے بموجب وراثت کی ترتیب مذکور الصدر مین بڑا فرق معلوم ہوتا ہے اور ماں کے بعد جو وارث ہون اُنکی تفصیل یہ ہے حقیقی بھائی حقیقی بھائی کا بیٹا۔ دادی۔ بہن [1] دادا اور سوتیلا بھائی باہم وارث ہوتے ہین۔ جو یہ نہ ہون تو سپنڈا اور سمندک اور بندھو علی سبیل الترتیب بموجب درجۂ قربت وارث ہونگے۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ کلیہ عامہ قانون جو سب مقامات سے متعلق ہے یہ ہے کہ وہ شخص جسکو کریا کرم کا منصب پہونچتا ہو اُسکو وارثون کی ترتیب مین ترجیح ہے مگر اس قاعدہ مین چند مستثنیات بھی ہین مثلاً ایک بیوہ جو بھائی اور دختر چھوڑ مرے تو ورثہ کا حق بیٹی کو پہونچتا ہے اور بھائی کو نہین پہونچتا گو بھائی پر ادا کرنا رسوم کریا کرم کا

[1] رپورٹ بمبئی جلد ص ۷۱ مین ایک مقدمہ لکھا ہے جس سے بموجب اس مسئلہ کے بہن کا حق ثابت ہوتا ہے اور ایک مقدمہ مین جو باہم دو بھانجون کے درباب اُنکے ماموں کی جایداد کے تھا یہ فیصلہ پایا کہ دونون مین ایک کو بھی ماموں کی بہن کے ہوتے ورثہ نہین پہونچتا۔ ایسا ہی ایک مقدمہ جلد ۱ کے ص ۷۱ مین ہے۔ لیکن اسطور پر بہن کے حق کو تسلیم کرنا صرف ایک ایسا خاص امر ہے جو اُسی طرف ہندوستان مین رائج ہے ضمیمۂ اصول دھرم مین کولبروک کا قول منقول ہے۔ ص ۲۵۲ دیکھو۔

لازم ہے [۱] دھرم شاستر کے اُن مقامات سے جنسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حصول وراثت جائداد اور منصب کریا کرم کرنے کا لازم ملزوم ہین یہ مراد نہین ہے کہ صرف رسوم کریا کرم کردینے سے وراثت کا استحقاق حاصل ہو جاتا ہے بلکہ وارث پر فرض ہے کہ اُس شخص کے واسطے جسکی دولت اُسے حاصل ہو کما حقہٗ رسوم اخیر بجالاوے [۲]

تیسرا باب
استری دھن کے بیان مین

اس قسم کی ملک مین رسمی قوانین وراثت کے مستعمل نہین ہین یہ ایک مخصوص اور علیحدہ ملک ہے اور مختلف صورتون کے بموجب اسپر حق وراثت پہونچتا ہے اور حق مذکور کے حاصل ہونے کی صورتین بمقتضاے حال عورت اور بلحاظ اُن ذریعون کے جنکی روسے اُسکو ملک حاصل ہوئی مختلف ہین [۳].

[۱] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۴۵ - اور ۲۵۱ دیکھو -

[۲] تنبیہہ ملحقہ ص ۲۲ جلد ا رپورٹ صدر دیوانی عدالت کو دیکھو -

[۳] دھرم شاستر کے بموجب اِس قسم کی جایداد کی بہت سی قسمین ہین اور بعض اُن مین کی یہ ہین آدھ اگنیک یعنی جو کہ پھیرون کے وقت دیجاے - ادھیا واہن جو دولھن کی رخصت کے وقت دی جاے - پریتی دت وہ جو بطور نشان محبت دی جاے ماتری پتری اور بھراتری دت وہ جو ماں سے اور باپ سے اور بھائی سے ملے - آدھی وآہنگ یعنی وہ عطیہ جو دوسری شادی کے وقت دیا جاوے یعنی وہ دولت جو کہ ایک شخص دوسری شادی کرنے کے وقت اپنی پہلی زوجہ کو خوش کرنے کے واسطے دے -

پرناے نیگ یعنی زیور و لباس وغیرہ ضروری - ان ودھیگ یعنی جو بعد بیاہ دی جاے - سودئیک یعنی جو ایک رشتہ دار محب سے ملے - سلاک یعنی وہ جو اپنی محنت سے حاصل کی ہو - جونک وہ جو بیاہ کے وقت ملے - پاد بندنک یعنی جو زوجہ کو بعوض پاد ن پڑنے ا

جو کچھ کہ عورت کو بطریق ورثہ یا خرید یا از روے تقسیم یا بذریعۂ غصب یا بطور یافتگی
حاصل ہوا ہو وہ متاچھرا کے بموجب عورت کا مال کہلاتا ہے لیکن وہ اُسکی ملک
خاص نہین ہو سکتا۔ اِستری دھن کے اقسام مین مصنفون کی راے مختلف ہے بعض کے
نزدیک آٹھ اقسام ہین اور بعض کے نزدیک چھ اور بعض کے گمان مین پانچ اور
اورون کے قیاس مین تین۔ مگر چونکہ فرق صرف اسیقدر ہے کہ بعض نے شمار اقسام مین کمی کرکے
اُسمین کُل قسمون کو داخل کر دیا ہے اور بعض نے اُنکو بڑھا کر لکھا ہے لہذا اِس فرق کا
بخصوصیت ذکر کرنا ضرور نہین ہے۔ منکوحہ عورت کے ذات خاص کے مال کی
تعریف جو مینو نے بہت وسعت کے ساتھ لکھی ہے یہ ہے۔ ”جو کچھ کہ پھیرون کے وقت
دیا جاے یا بوقت رخصت برات یا بطور نشان محبت ملے یا جو کہ مان اور بھائی اور والد نے
عطا کیا ہو یہ چھہ قسم کی خاص جایداد ہین جو عورت منکوحہ کے مال مین داخل ہین“[1]
اور اِس جگہ یہ لکھنا مناسب ہے کہ جبکہ اُس قانون کے بموجب جسکی رو سے ایسی جایداد
بطور ورثہ ایک مرتبہ ملجاے تو پھر وہ استری دھن شمار نہین ہوتی اور عام قوانین
وراثت کے اُس سے متعلق ہو جاتے ہین مثلاً وہ مال جو عورت کو بیاہ کے وقت ملے
وہ استری دھن ہے جو اُسکے مرنے کے بعد اُسکی دختر کو ملتا ہے اور اُس دختر کے مرنے کے بعد
وہ جایداد مثل اور جایداد کے اُس لڑکی کے وارثون کو ملتی ہے۔ چنانچہ وہ جایداد اُن
کے بھائی کو بترجیح اُسکی اپنی دختر کے ملیگی بشرطیکہ اُسکی لڑکی بیوہ اور لاولد ہو اگر مالکہ
متوفی ناکتخدا ہو تو اُسکا بھائی اور باپ اور مان علی السبیل الترتیب اُسکے مال کے وارث
ہونگے اور جو اُنمین سے کوئی نہو تو اُسکے پدری رشتہ دار حسب ترتیب مالک ہونگے۔
اگر مالکہ کتخدا ہو اور ایسے مال کو جو اُسے بیاہ کے وقت ملا تھا چھوڑ مرے تو اُس

مینو کے بموجب استری دھن کی تعریف۔

انتقال وراثت

اگر مالکہ ناکتخدا ہو

اگر کتخدا ہو

۴ اپنی سسرال کے بزرگون کے دیجاے بعض قانون دان پریتی دت اور پاوبندنک جایداد کو
ایک ہی قسم کا اِستری دھن بتلاتے ہین اور اُسکو لاون نیا رجبت کہتے ہین یعنی وہ جایداد جو
عزیز ہونے کے سبب سے حاصل کی ہو۔

[1] ضمن ۱۹۵۔

مال کی وارث اُسکی بیٹیان ہین بموجب عام قاعدہ وراثت کے حق کواری لڑکیون کا مقدم ہے بعد ازان اُس کتخدا بیٹی کا جسکی اولاد ذکور ہونے کا احتمال ہو ۔ لے یہ نہون تو عقیمہ اور بیوہ بیٹیان بالاتفاق وارث ہین ۔ اگر بیٹیان نہون تو بیٹے کو حق پہونچتا ہے بعد ازان نواسہ کو ۔ ؎ اُسکے بعد پوتے کو پرپوتے کو ۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کو ۔ پوتے کو ۔ پرپوتے کو ۔ اگر اتنی اولاد مین سے کوئی نہو اور شادی پانچ قواعد اول مین سے کسی قاعدے کے بموجب ہوئی ہو ؎ تو شوہر مالک ہوگا ۔ پھر بھائی ۔ پھر مان ۔ پھر باپ ۔ اگر شادی تین اخیر کے قواعد مین سے کسی قاعدہ کے بموجب ہوئی ہو ؎ تو بھائی کو شوہر پر ترجیح ہے اور یہ دونون مان اور باپ کے بعد وارث ہونگے اگر انمین سے کوئی وارث نہو تو پھر ورثہ بموجب ترتیب ذیل کے وارثون کو ملیگا ۔ شوہر کا چھوٹا بھائی ۔ اُسکے چھوٹے بھائی کا بیٹا ۔ اُسکے بڑے بھائی کا بیٹا ۔ بہن کا بیٹا ۔ شوہر کی بہن کا بیٹا ۔ بھائی کا بیٹا ۔ داماد ۔ خسر ۔ جیٹھ ۔ بعد ازان سپنڈ اور سکل اور سمندک اس مال کے وارث جو کتخدا عورت چھوڑ مری ہو اور جو کہ اُسکو قبل بیاہ باپ سے ملی ہو اُسکے وارث ایک بعد دوسرے کے اِس ترتیب سے ہوتے ہین ناکتخدا بیٹی ۔ بیٹا ۔ وہ بیٹی جسکے اولاد ذکور ہے یا احتمال ہے کہ اُسکے ہوگی ۔ نواسہ ۔ پوتا ۔ پرپوتا ۔ سکر پوتا ۔

جو باپ نے ملک دی ہو ۔

لے یہان یہ بیان کرنا چاہیے کہ اگر ناکتخدا لڑکی یا وہ لڑکی جسکی نسبت ہوگئی ہو اور جو بعد ازان عقیمہ معلوم ہو ورثہ پانے کے بعد مرجاے یا بیوہ جسکے کوئی بیٹا پیدا نہوا ہو وفات پائے تو وہ جایداد جو اُسکو وراثتاً ملی تھی اُسکی اُن بہنون کو ملیگی جنکے اولاد ذکور ہو یا جنکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو اگر یہ نہون تو وہ جایداد عقیمہ اور بیوہ لڑکیون کو ملیگی ۔

؎ جمتواہن کے بموجب دوسری زوجہ کے بیٹے کے سامنے دختر زادہ کا حق معرض التوا مین رہتا ہے لیکن سری کشن اور اور معتبر عالمون نے اِس قول کی تردید کی ہے ۔

؎ اِن قواعد کی تفصیل اُس باب مین ہے جو بیاہ سے متعلق ہے ۔

؎ یہ ترتیب بادی النظر مین مناسب نہین معلوم ہوتی خصوصاً اُس بیاہ کی نسبت جسمین کہ دولھا کے خاندان کے لوگ روپیہ بیاہ کے واسطے دیتے ہین ۔ کیونکہ ایسی صورت مین یہ قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ روپیہ دولھن کی موت کے بعد دولھا کے خاندان کی طرف عود کرے ۔

دوسری زوجہ کا بیٹا - پوتا - پرپوتا - اگر انمین سے کوئی نہو تو عقیمہ اور بیوہ بیٹیان بالاتفاق وارث ہوتی ہین انکے بعد اُن وارثون کا حق ہے جیساکہ پانچ اول قسم کے ازدواج مین دستور ہے -

اگر باپ سے نملی ہو -

مال جو منکوحہ عورت چھوڑمری ہو اور جس مال کو اُسے اُسکے باپ نے نہ دیا ہو اور نہ وہ اُسکو بیاہ کے وقت ملا ہو اُسکے وارث بھی ترتیب مرقومۂ بالا کے بموجب ہونگے الا فرق اتنا ہے کہ بیٹا اور کواری لڑکی دونون شامل ورثہ پاوینگے نہ کہ ایک بعد دوسرے کے اور پوتے کو نواسہ پر ترجیح ہے ۲ -

یہ بیان کرنا یہان مناسب ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنی علٰحدہ اور مخصوص ملک پر اختیار حاصل ہے جسطرح چاہے منتقل کرے الا اُس زمین پر جو اُسے شوہر نے دی ہے - باوجود اسکے اُس مال پر بھی جو عورت کی ذات خاص کا ہو شوہر کو اختیار ہے کہ وہ افلاس کے وقت اُسکو صرف مین لاوے اور عورت اپنے علٰحدہ اور خاص مال کی نسبت بھی اپنے شوہر کے حکم کی مطیع ہے ۳ -

۱ - رگھونندن کا قول ہے کہ اگر ایک منکوحہ عورت لاولد مرجائے تو صرف شوہر کو اپنی زوجہ کے اُس مال پر حق پہونچتا ہے جو کہ اُسنے اُسے بعد بیاہ دیا ہو لیکن کوئی مال جو اُسکو اُسکے باپ نے یا مان نے دیا ہو اُسمین بھائی کا حق مقدم ہے -

۲ - یہ وارثون کی ترتیب کولبروک صاحب کے ترجمۂ داوبھاگ ص ۱۰۰ سے اکثر منقول ہے - اِس ترتیب کی بابت میرے نزدیک مختلف مقامون مین کچھ بڑا فرق نہین ہے الا بنارس اور اَور جگہ کے قوانین کی رو سے فرق مابین دولتمند اور مفلس بیٹیون کے کیا گیا ہے جیساکہ معمولی جایداد کے انتقال مین ہے - علاوہ اسکے اور بھی باریک فرق اور اختلاف راے ہین چنانچہ بعض اُن مین سے مندرج ہین مگر زیادہ تفصیل اُنکی اِس جگہ بیفائدہ ہے جسقدر ہین اور بہت سے عالمان بنگالہ کے بموجب متوفی عورت کی وہ مِلک جو اُسکو بیاہ مین نہین ملی ہے اور جسکو اُسے اُسکے باپ نے نہین دیا ہے اُسکے بیٹے اور کواری لڑکیون کو برابر حصون مین ملیگی عام اِس سے کہ لڑکیون کی نسبت ہوگئی ہو یا نہوگئی ہو — جگناتھ کی یہ راے ہے کہ وہ لڑکی جو منسوب ہوگئی ہے اُسکا حق اُس لڑکی کے سامنے جسکی نسبت

چوتھا باب

تقسیم ملک کے بیان مین

جایداد جو ورثہ سے حاصل ہوئی اُسکا بیان اوپر ہوچکا اب اُس جایداد کا بیان کرینگے جو مورث کے جیتے جی تقسیم کی رو سے حاصل ہوتی ہے اور جو وارثون کو قائم مقام ہونے کے بعد تقسیم کی رو سے ملتی ہے۔

بنگالہ مین تقسیم ملک کے واسطے باپ کی رضامندی ضرور ہے۔ مستثنیٰ۔ جگناتھ کی راے

تقسیم کی نسبت باپ کی رضامندی ضرور ہے اور جبتک کہ باپ جیتا رہے تب تک بنگالہ کے قانون کے بموجب لڑکون کو اختیار نہین ہے کہ اُسکی رضامندی جبراً حاصل کرین الا اُس صورت مین جبکہ باپ کا حق ملکیت سے بالکل باطل ہوجاے مثلاً وہ نیچ قوم مین شامل یا تارک دنیا ہوجاے۔ جگناتھ نے البتہ اپنی راے یہ لکھی ہے کہ بیٹے جنکو سوتیلی مان سے تکلیف پہونچے وہ راجہ سے درخواست کرکے تقسیم اُس میراث کی جو دادا کی ہے کرا سکتے ہین۔ مگر اُس مال کی تقسیم نہین کرا سکتے جو کہ خود باپ کا مکسوبہ ہو۔ باپ کے اختیار تقسیم جایداد کی نسبت صرف ایک شرط یہ ہے

ہ نہین ہوئی جاتا رہتا ہے اور دونون کو حق مساوی بھائی کے ساتھ برابر حصہ پانے کا نہین ہے۔
رگھونندن کہتے ہین کہ کوئی قول ایسا نہین ہے جس سے منسوب لڑکی کا حق وراثت جائز ہو۔
بیوہار میوکھ اور بیرامترادوا، کے مصنف صاف یہ لکھتے ہین کہ اگر کواری لڑکی نہو تو منکوحہ لڑکی جسکا شوہر زندہ ہو بھائی کے شامل ورثہ پائیگی۔

متاچھرا اور راورثہ انی معتبر کتابون کے بموجب جو بنارس مین جاری ہین بھائی اور بہن کسی نہج سے شامل ورثہ نہین پاسکتین۔ لیکن مادھواچارج بیان کرتے ہین کہ بیٹے اور بیٹیان اپنی مان کی ذات خاص کے مال کی بالاشتمال وارث ہین مگر صرف اُس صورت مین جبکہ وہ مال عورت کو شوہر کے خاندان سے ملا ہو۔ اور برخلاف اسکے وشس پتی بھٹاچارج کہتے ہین کہ وے ہر صورت مین بالاشتمال ورثہ پاوینگے الا اُس صورت مین جبکہ مال بیاہ کے وقت ملا ہے اور عورت کے والدین سے دیا ہے ایسے ایسے مسائل متناقض امور بفیقہ مین جنکا اوپر بیان ہوا جتنے جاہین لکھ سکتے ہین۔

کہ اُسکی زوجہ اُس عمر کو پہونچ جاے جبکہ اُسکے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن نہو اور یہ شرط صرف غیر منقولہ جایداد موروثی کے واسطے ہے اور جو جایداد کہ خاص اُسکی مکسوبہ ہے منقولہ ہو یا غیر منقولہ اور وہ جایداد موروثی کسی قسم کی جسپر ایک شخص اجنب نے غصب کرلیا ہو اور وہ اُسکو دوبارہ حاصل کرلے ایسی ہے جسکی تقسیم کے واسطے صرف باپ کی رضامندی ضرور ہے لیکن جو قانون کہ درباب تقسیم جایداد موروثی کے بنارس اور اور مقامون مین جاری ہے وہ بنگالہ کے قانون سے بہت مختلف ہے یعنی اگر ماں سے اولاد کا آیندہ پیدا ہونا ممکن نہو تو بموجب قانون متمشیہ بنارس کے بیٹے جایداد موروثی جبرًا تقسیم کراسکتے ہین گو باپ تارک الدنیا نہوا ہو اور تقسیم کرنا نہ چاہتا ہو۔ ۱؎

قانون بنارس کے بموجب بیٹے ملک موروثی کی تقسیم کراسکتے ہین

قانون بنگالہ کے بموجب وہ ملک جو باپ کی مکسوبہ خاص ہے اُسکو وہ غیر مساوی طور پر تقسیم کرسکتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس ملک منقولہ موروثی اور بھی کسی قسم کی ملک کو جو اُسنے دوبارہ حاصل کی ہو۔ اور اُسمین سے اُسے اختیار ہے کہ جتنی مناسب جانے اپنے پاس رکھے۔ اگر باپ جایداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے یا ایک بیٹے کو تقسیم ورثہ سے ناحق محروم رکھے تو یہ جائز گر داخل گناہ ہے۔

قانون بنگالہ کے بموجب باپ کیونکر تقسیم کرسکتا ہے۔

لیکن موروثی غیر منقولہ جایداد پر جسکے حاصل کرنے مین ممکن ہے کہ بیٹون نے بھی مدد کی ہو باپ کو ایسا اختیار حاصل نہین ہے۔ ایسی جایداد پر بیٹے برابر کے حصہ کے حق دار ہین باپ البتہ اِس جایداد مین سے اور اُس مین سے جو اُسکے بیٹون کی مکسوبہ ہے دوچند حصہ لے سکتا ہے۔

قانون بنارس

بخلاف اِسکے قانون بنارس کے بموجب باپ کو موروثی جایداد کا خواہ کسی قسم کی ہو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا منع ہے اور اُس غیر منقولہ جایداد کا بھی جو باپ کی خود مکسوبہ ہو۔ اور جو مال کہ اُسکا مکسوبہ خاص ہو اُسکی بھی تقسیم مین وہ دوچند حصہ نہین لے سکتا اور چونکہ مسئلہ وقعت امر واقع بنارس مین جاری نہین ہے لہذا غیر منقولہ جایداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا صرف گناہ ہی نہین ہے بلکہ خلاف

۱؎ متاچھرا کا باب فصل ۲ دفعہ ۷۔

قانون ہے۔ لے

مصنف توضیحات دھرم شاستر نے اُس باب مین جو بخشش اور غیرمساوی تقسیم سے متعلق ہے اِس مطلب کو بہت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے اور اگرچہ وہ اقرار کرتے ہین کہ یہ ایک بڑا دقّت طلب مضمون ہے کیونکہ مختلف فیصلے ایسے ہوئے ہین جو ایک دوسرے کے نقیض ہین مگر پھر بھی اُنکی راے یہ ہے کہ عطا کر دینا کُل جایداد غیرمنقولہ موروثی کا صِرف ایک بیٹے کو اور محروم رکھنا باقیون کو گو ایک گناہ ہے مگر قانوناً ناجائز نہین ہے لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مصنف مذکور کی یہ تحریر صِرف اُس قانون کی نسبت ہے جو بنگالہ مین جاری ہے۔ میری راے تحریر مذکورہ بالا کے خلاف ہے اور وجوہات اسکے یہ ہین۔ اول یہ کہ مسئلہ جسکی مین تائید کرتا ہون وہ اُن فیصلون کی رو سے جو حال مین ہوے ہین مسلم قرار دیا گیا ہے اور یہ فیصلے بعد اِسقدر تحقیقات کما ینبغی کے ہوے ہین کہ کبھی پہلے عمل مین نہین آئی تھی اور دوسرے یہ کہ صِرف ایک قول جو خلاف اِس مسئلہ کے ہے وہ دادبھاگ کے بموجب سطور ذیل لکھا ہوا ہے کہ "قول بیاس جس سے ممانعت ظاہر ہوتی ہے منشاء اُسکا اُس گناہ سے ہے جو اخلاق کے خلاف ہے اُس سے یہ مراد نہین ہے کہ بیع یا انتقال ناجائز ٹھہرایا جائے پس چونکہ بخشش یا بیع کرنا تسلیم نہین کیا گیا ہے لہٰذا درصورت عمل مین آنے بخشش یا بیع کے خلاف ورزی اِس ہدایت کی لازم آتی ہے لیکن بخشش یا انتقال باطل نہین ہے اسواسطے کہ ایک امر واقعی سو مسائل سے بدل نہین جاسکتا"۔ اب اگر اِس عبارت کے معنی علی العموم طور پر لیے جائین اور یہ سمجھا جاے کہ اُنکی رو سے جملہ افعال جو صریح خلاف قانون کیے جائین وہ سب جائز ہونگے تو اِس عبارت سے قطعی منسوخی قانون کی لازم آتی ہے اور بہتر ہوگا کہ عدالت مین کل فیصلون کی ہدایت کے واسطے صِرف یہی قول کافی متصوّر ہو

وجوہات خلاف غیرمساوی تقسیم جو خاص صورتون مین کیجاے۔

لے حالانکہ منقولہ مال کو جسطرح باپ کی خوشی ہو اُسطرح علیحدہ کرنے کے واسطے ممانعت نہین ہے پس اِسلیے مال کو اگر وہ ایک بیٹے کو عطا کر دے تو یہ امر خلاف قانون نہوگا۔ ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صٓ مین کولبروک صاحب کا کلام منقول ہے اُسی کتاب کے صٓ مین یہ مذکور ہے کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ مال غیرمنقولہ مکسوبہ کو حسب لخواہ علیحدہ کر دے۔

جو تمثیل کہ دای بھاگ کے شارح نے بغرض توضیح اِس قول کے لکھی ہے اُس سے اُسکی وہ طینت جسکے سبب سے یہ بے معنی بلکہ نقصان رسان مسئلہ غیر معقول لکھا گیا صاف ظاہر ہے بیان اُسکا یہ ہے کہ جیسا ایک امر واقعی سو مسائل سے نہین بدل سکتا ویسا ہی مار ڈالنا ایک برہمن کا گو بہت بڑا گناہ اور نا جائز فعل ہے مگر جبکہ ارتکاب اُسکا ہو گیا تب اُسکا کچھ علاج نہین ہے یعنی وہ مردہ برہمن پھر زندہ نہین کیا جا سکتا - مگر تمثیل اُس صورت مین مناسب ہو سکتی تھی جبکہ انتقام نہ ہو سکتا اور قانون مین ضرر رسانی کے واسطے مکافات ممکن الوقوع کا حکم نہوتا - علاوہ اِسکے اِس نتیجہ مین اِسوجہ سے بہت کم حجت باقی رہتی ہے کہ یہ مقولہ بیاس کا دای بھاگ کے اُس باب مین واقع ہوا ہے جسمین مال مکسوبہ کا بیان ہے اور جہان موروثی مال کا کچھ ذکر بھی نہین ہے - اور اگر دلیل مزید اِس امر کی مطلوب ہو کہ باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی غیر منقولہ جایداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے یا اُس جایداد کی نسبت کوئی اور امر ایسا کرے جس سے بیٹے کو نقصان پہونچنا متصور ہو تو صرف حوالہ دینا اِس قاعدے کا کافی ہے جو ترجمہ انتخاب متاچھرا کے تیسرے باب کی فصل ۷ دفعہ ۱۰ مین بہ بحث مقدمات درج ہے اور وہ قاعدہ یہ ہے "وہ زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے کا حق ملکیت یکسان ہے" الخ - اِس مقولہ سے ظاہر ہے کہ زمین جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسکے حقدار باپ اور بیٹا دونون یکسان ہین پس اگر باپ جایداد غیر منقولہ کو جو دادا کی مکسوبہ ہے کسی طرح علیحدہ کرے اور بیٹا اِس امر کی عدالت مین نالش کرے تو یہ مقدمہ باپ اور بیٹے کے باہم مسموع ہوگا - یہ فقرہ اُس بحث مین ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ کن شخصون کا عدالت مین متخاصمین ہونا زیبا ہے اگرچہ یہ صاف لکھا ہے کہ وہ تنازع جسمین باپ اور بیٹا مدعی اور مدعا علیہ ہین اخلاق کے خلاف ہے مگر پھر بھی بیٹے کا حق اسقدر مستقل قرار دیا گیا ہے کہ اُسکے قائم رکھنے کے واسطے وہ اپنے باپ کے خلاف نالش دائر کر سکتا ہے کیونکہ ایک استحقاق جو قانوناً جائز ہے بہ نسبت اُسکے فسخ کر دینے کے امر خلاف اخلاق کا کرنا بہتر ہے

اِس امر کی بحث کہ باپ کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا مِلک کا بنگالہ مین کس مرتبہ تک جائز شمار کرنا چاہیے ایک مقدمہ مین جسکو صدر دیوانی عدالت نے ۱۸۱۶ع مین فیصل کیا کما ینبغی ہوئی ہے سلہ اِس مقدمہ مین یہ قرار پایا کہ جایداد غیر منقولہ موروثی کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا خلاف دھرم شاستر اور ناجائز ہے لیکن باپ اگر اپنی مکسوبہ جایداد اور نیز منقولہ موروثی جایداد کو غیر مساوی طور پر تقسیم کرے تو یہ امر دھرم شاستر کے مطابق اور جائز ہوگا بشرطیکہ تقسیم ایسی نیت سے نہ کی گئی ہو جس سے کہ قانوناً تقسیم کرنے کا اختیار زائل ہو جاتا ہے۔ ایک تنبیہ متعلقہ مقدمہ مذکور مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جایداد غیر منقولہ موروثی کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جسکی بابت بموجب معتبر عالمون دھرم شاستر کے امتناع صریح ہے ایک ایسا امر ہے کہ اُسپر جمتو اہن وغیرہ نے جو تاویلات لکھی ہین اُنمین سے کسی کے بموجب وہ ناجائز نہین ٹھہرایا جا سکتا

جگناتھ کی رائے کی تنسیخ۔

جگناتھ اپنے خلاصہ مین راے مرقومۂ بالا کے خلاف لکھتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر باپ بخلاف ورزی قانون تمام یا تھوڑا سا حصہ موروثی جایداد غیر منقولہ کا دے ڈالے تو ایسا ہبہ جائز ہے بشرطیکہ وہ غصہ کی حالت مین یا کسی اور ایسی حالت مین نہو جسکے باعث اُسکو تقسیم کرنے کا اختیار حاصل نہین رہتا ہے اگر یہ مقولہ مان لیا جاے تو یہ امر بدرجۂ اولی مستنبط ہونا چاہیے کہ باپ کو اختیار ہے کہ جایداد موروثی غیر منقولہ کو غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے لیکن مقدمۂ مذکورۂ بالا مین بموجب قول اکثر عالمون کے بالعکس اِس مسئلہ کے تجویز ہوا ہے۔

حق اُس بیٹے کا جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو۔

اگر باپ نے جایداد کو تقسیم کر دیا ہو اور بعد ازان لڑکا پیدا ہو تو وہ تنہا مالک اُس مِلک کا ہوگا جو باپ نے اپنے پاس رکھ لی تھی اور اگر باپ نے اپنے پاس کچھ نہ رکھی ہو تو اور بیٹون پر واجب ہوگا کہ اپنے حصون مین سے سب سے چھوٹے بھائی کو ایک حصہ دین

لاولد زوجہ کا حق بنگالہ کے عالمون کے بموجب۔

جمتو اہن اور رگھونندن اور سری کشن اور اور مصنفان بنگالہ کے بموجب جبکہ باپ جایداد کو تقسیم کرے تو اُسکو چاہیے کہ ایک حصہ جو بیٹے کے حصہ کے برابر ہو لاولد زوجہ کو دے اور اُسکو نہ دے جسکے اولاد ذکور ہے۔

ہری ناتھ کی رائے

لیکن ہری ناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر باپ دو حصے یا دو سے زیادہ حصے اپنے واسطے رکھ لے تو اُس صورت مین ازواج کو

سلہ کل بحث کے واسطے صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۲۱۴ دیکھو۔

کوئی حصہ دینا ضرور نہین ہے کسواسطے کہ حصون مذکورہ سے اُنکی پرورش ہوسکیگی۔

بجاد آرنوستو

بباد آرنوستو مین لکھا ہے کہ جبکہ باپ جایداد برابر کے حصون مین بیٹون کو تقسیم کرے تو ایک مساوی حصہ اپنی زوجہ کے واسطے رہنے دے لیکن جس صورت مین کہ وہ جایداد کو غیر مساوی حصون مین تقسیم کرے اور اپنے واسطے حصہ کثیر رہنے دے تو ایسی حالت مین اُسپر واجب ہے کہ وہ اپنی ہر ایک زوجہ کے واسطے اپنے حصہ مین سے اِسقدر دے جسقدر کہ بحساب اوسط اُسکے ایک بیٹے کا حصہ ہو مگر یہ حصے ازواج کے واسطے صرف اُسی صورت مین مقرر کیے جاتے ہین جبکہ کسی طرح کا مال اُنکو کبھی نہ دیا گیا ہو۔ بعض عالمون کی یہ راے ہے کہ اگر زوجہ کو کسی اور صورت سے کوئی جایداد حاصل ہوگئی ہے تو بیٹے کا جو حصہ ہو اُس سے نصف زوجہ کو ملے اور بعض یہ لکھتے ہین کہ جو جایداد کہ زوجہ نے پائی ہو اور اُسمین کمی ہو تو بقدار اُس کمی کے بیٹے کے حصہ مین سے مقرر کیا جاوے۔ جگناتھ کا یہ قول ہے کہ اگر زوجہ کو کہین سے کچھ ایسی دولت ملے جسپر اخیر کو اُسکے شوہر کا حق پہونچتا ہو تو یہ دولت اُس حصہ مین محسوب ہوگی جو حصہ کہ زوجہ کے واسطے تقسیم کے وقت مقرر ہو لیکن اگر مال اُسکو اُسکے باپ یا کسی اور رشتہ دار سے مِلا ہے یا شوہر کے ماموں یا شوہر کے کسی اور ہمجاری قرابت دار سے حاصل ہوا ہے تو چونکہ اُس مال پر شوہر کا کچھ تعلق نہین ہے لہذا ایسا مال تقسیم جایداد کے وقت اُسکے حصہ مین محسوب نہوگا۔

قاعدہ جبکہ زوجہ کو مال ملا ہے

دھرم شاستر جو بنارس اور متھلا وغیرہ مین جاری ہے وہ اِس باب مین بنگالہ کے دھرم شاستر سے مختلف ہے اور خود اُس مین بھی اختلاف واقع ہے۔

بنارس اور اور مقامات کے مسائل حصص ازواج کے باب مین۔

وگنیشر کا قول ہے کہ "جبکہ باپ اپنی رضامندی سے اپنے تمام بیٹون مین جایداد مساوی طور پر تقسیم کردے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے واسطے بھی جنکو کوئی مال بطریق استری دھن اُنکے شوہر یا خسر سے نہین ملا ہے حصے اپنے بیٹون کے حصون کے برابر مقرر کرے"۔ اور وہی مصنف آگے لکھتا ہے کہ اگر کوئی علیحدہ جایداد اُنکو ملی ہے تو اُنکو نصف حصہ ملے یعنی اُسکے قول کا مضمون یہ ہے

کہ وہ اگر کوئی جایداد ملی ہے تو شوہر کو نصف حصہ مقرر کرنا چاہیے"۔ مادھواچارج کے بموجب اگر باپ اپنی برضا و رغبت اپنے بیٹون کو برابر حصہ دے تو اُسپر لازم ہے کہ اپنی ازواج کے واسطے جنکو کوئی علٰحدہ جایداد نہین ملی ہے، ایک حصہ جو ایک بیٹے کے حصے کے برابر ہو مقرر کرے لیکن اگر کوئی علٰحدہ جایداد اُنکو ملی ہے تو اُس صورت مین نصف حصہ ملے۔ کلکرجو بادتندیو کا مصنف ہے علی العموم یہ کہتا ہے کہ اگر باپ مرگیا ہو یا زندہ ہو اُسکی ہر ایک زوجہ اُسیقدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیٹا لیکن سول پان نے دیپاک لیکھہ مین لکھا ہے کہ اگر باپ اپنی خوشی سے جایداد کو اپنے لڑکون مین برابر تقسیم کردے تو اُسکو لازم ہے کہ اپنی صرف ہر ایک ایسی زوجہ کو جسکے اولاد ذکور نہو بیٹون کے حصہ کے برابر حصہ دے۔ اور ہل یودھ بھی یہ لکھتا ہے کہ جن ازواج کی اولاد مین بیٹا نہو اُنھین کو حصہ ملے۔ سمصر یہ کہتا ہے کہ جبکہ باپ اپنی جایداد کا حصہ کثیر اپنے پاس رکھ چھوڑے اور جزوی اُسمین سے اپنے بیٹون کو دیدے یا کہ دو چند حصہ اپنے پاس رکھ لے تو اُسپر لازم ہے کہ وہ خاص اپنے حصہ مین سے اپنی ازواج کو دے پس ازواج کو صرف اُسی صورت مین حصص جداگانہ دینے کا حکم ہے جبکہ وہ اپنی جایداد کو برابر تقسیم کرے۔ غرض ان وجوہات کا خلاصہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب باپ جایداد کو اپنے بیٹون مین برابر تقسیم کرے تو اُسکی ازواج جنکے اولاد ذکور نہین ہے برابر حصے پانے کی مستحق ہین اور جب وہ ایک حصہ کثیر اپنے پاس رکھ چھوڑے تو اُس صورت مین اُسکی ازواج کسی خاص حصہ کے پانے کا استحقاق نہین رکھتی ہین مگر اُسکو اُنکی پرورش لازم ہے اور جس صورت مین کہ تقسیم غیر مساوی طور پر عمل مین آئی ہے تو ازواج کے حصص کا تعین بحساب اوسط بیٹون کے حصون کے ہونا چاہیے۔ در صورت تقسیم موروثی جایداد کے دادی کی نسبت بھی یہی قواعد متعلق ہین۔

کن صورتون مین بھائی تقسیم کرسکتے ہین

والدین کی وفات یا اُنکی جایداد سے قانوناً محروم ہوجانے کے بعد بھائیون کو اجازت ہے کہ چاہین جب جایداد منقولہ و غیر منقولہ اور موروثی اور مکسوبہ کو آپسمین تقسیم کرلین۔ اذ رہو بہ آئین متمشیہ ضلع بنگالہ کے بیوہ اپنے شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ جایداد غیر منقسمہ مین صرف شریک ہی ہونے کی مستحق نہین ہے بلکہ اُسے اُس جایداد کو تقسیم بھی کراسکتی ہے

خلاصۂ وجوہات

گو اُسکا حصہ بعد اُسکی وفات کے اُسکے شوہر کے وارثون کو پہونچیگا[1] حین حیات والدہ کے بھی تقسیم ممکن ہے۔ یہ مسئلہ اگرچہ جمتواہن کے قول کے خلاف ہے مگر عالمان حال نے اسکو تسلیم کیا ہے اور بالعموم اسپر عمل ہوتا ہے[2]۔

بھتیجون کا حق

بھتیجے جنکے باپ مرگئے ہون یا اُنکی اولاد چوتھی پشت تک بشمول متوفی کے بھائیون کے برابر کے حقدار ہین اور بالاصول حصہ پائینگے اور اُنمین سے ہر شریک کو اختیار ہے کہ وہ اپنا حصہ جدا کرا لے[3]۔

مان اور دخترون کا حق۔

تمام ایسی صورتون مین مان کو بقدر بیٹے کے حصے کے ملنا چاہیے اور جو زوجہ باپ کی لاولد ہو اُسکے واسطے مقرر ہونا وجہ معاش کافی کا ضرور ہے۔ اور متاچھرا اور کتب کے بموجب جو بنارس اور جنوبی اضلاع ہند مین جاری ہین ازواج لاولد بھی برابر کے حصے پانے کے مستحق ہین کیونکہ لفظ ماتا سے حقیقی اور سوتیلی مان دونون مراد لی گئی ہین۔ صرف سمرتی چندریکا ہی ایسی کتاب ہے جسکی رو سے مان کو بالکل حق نہین پہونچتا۔ ناکتخدا دخترون کے واسطے اسقدر حصہ مقرر کرنا چاہیے جو اُنکے بخوبی بیاہ ہو جانے کے واسطے کافی ہو[4] اور یہ حصہ بھائی کے حصہ مین سے بقدر چہارم مقرر کیا گیا ہے یعنی فرض کرو کہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے تو اِس صورت مین جایداد کے دو حصے کرنے چاہیین اور اُنمین سے ایک حصہ کے پھر چار حصے کیے جائین اور اِن چار مین سے ایک حصہ دختر کا ہے۔ اگر دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو تو اُس صورت مین جایداد کے تین سہام کرکے اُنمین سے پھر ایک حصہ کی چہارم یعنی کُل جایداد کا بارھوان حصہ بیٹی کا حق ہے۔ اگر ایک بیٹا او

[1] بھیرون چند مدعی بنام رسومنی مدعا علیہا کے مقدمہ مین جو تنبیہہ لکھی ہے اُسکو صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۲ ص مین دیکھو۔ اُسی جلد کے ص ۵۸ مین مقدمہ نیلکنٹھ رائے مدعی بنام منی چودھراین مدعا علیہا دیکھو۔ اور اُسی جلد کے ص ۱۳۵ مین مقدمہ رانی بھوانی دیبی وغیرہ مدعیان اور رانی سورج منی مدعا علیہا کو بھی معائنہ کرو۔ بنارس کا قانون اِس امر کے خلاف ہے مقدمہ دلجیب سنگھ مدعی بنام شیومنوک سنگھ مدعا علیہ جلد ایضاً ص ۵۹ مین دیکھا جاے۔

[2] خلاصہ کے ص ۳ و ۸۰ دیکھو۔

[3] خلاصہ کے ص ۲ و ۷ مین منقول ہے اور اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۲۹۲ کو بھی دیکھو۔

[4] ایضاً ص ۸۶ و ۹۷۔

دو بیٹیان ہون تو اِس صورت مین جایداد کے تین حصے کرکے اُنمین سے دو حصون کے چار حصے کرنے چاہئین اور اُنمین سے ایک ایک ربع لڑکیون کا حق ہے ۱؎۔ لیکن نہایت معتبر عالمون کے بموجب اسطرح پر حصے دخترون کے واسطے عموماً مقرر نہین کیے جاتے ہین کیونکہ اسواسطے کہ جس صورت مین جایداد قلیل ہے اور اسوجہ سے اُسکا اسطور پر تقسیم کرنا موجب قباحت ہے یا کہ جایداد کثیر ہے اور اِس جہت سے پہنچانا اُسکے بطور مذکورہ بالا حصہ دینا بیاہ بخوبی ہو جانے کے واسطے غیر ضرور متصور ہے تو ایسی صورتون مین بہنین صرف اِس قدر پانے کی مستحق ہین جو کہ صرف بیاہ کے واسطے کافی ہو ۲؎۔

بہنون کا حق غیر معین ہے

غرض کہ بہنون کے واسطے جو معین کیا گیا ہے اُس سے منشا یہ ہے کہ خاندان کی عزت قائم رہے اور یہ امر بطور سلوک کے ہے نہ کہ بطور استحقاق کے۔

حصہ جایداد حاصل کرنیوالے کا

اگر ایک بھائی جایداد مشترک مین کوئی صورت بہبود پیدا کرے تو اِس وجہ سے وہ حقدار زیادہ حصہ نہین ہو جاتا ۳؎ مگر جبکہ اُسنے صرف اپنی کوشش سے بلا مدد غیرے مِلک حاصل کی ہو تو بموجب قانون متمشیہ بنگالہ کے بحالت تقسیم ملک مذکور اُسکو دو چند حصہ مل سکتا ہے۔ اور صدر دیوانی عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ جبکہ چار بھائیون مین سے جو متفق رہتے ہون ایک بھائی سرمایہ مشترکہ یا بھائیون کی ذاتی مدد سے جایداد حاصل کرے تو اِس جایداد کے دو خمس اُسکے حاصل کرنے والے کو ملینگے

۱؎ متاچھرا کا باب جو وراثت کے بیان مین ہے اُسکی دفعہ ۷ دیکھو۔

۲؎ توضیحات دھرم شاستر کے مصنف نے اپنی کتاب کے ص ۱۰۳-اور صفحات مابعد مین اِس امر کی بحث بصراحت لکھی ہے اور جو اختلاف کہ قواعد ہنود مین اِس امر کی نسبت مین اُنکی تصریح کی گئی ہے لیکن اخیر مین اُنھون نے بھی یہی نتیجہ نکالا ہے کہ بہن کا البتہ ایک دعوی ہے مگر استحقاق نہین ہے۔ صدر لینڈ صاحب کی راے بھی دیکھو جو اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۲۰۱ مین منقول ہے اُسکا مطلب بھی یہی ہے۔

کولبرک صاحب کی راے بھی کتاب مذکور کے ص ۳۶۱-اور ۳۸۵ مین دیکھو۔

۳؎ متاچھرا باب فصل ۳ دفعہ ۴-اور جلد ۲ مین تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۱۵ کو معائنہ کرو مقدمہ مذکور اُس باب مین لکھا ہے جسمین تفصیل اِس امر کی ہے کہ کون اسباب قابل تقسیم ہے اور کون نہین۔

قانون بنارس کے بموجب

اور ایک ایک خمس اور بھائیون کو ملیگا [1] لیکن قانون متمشیہ بنارس کی رو سے
باہم اُس بھائی کے جسنے اپنی ذات خاص سے مدد کی ہو اور اُس بھائی کے جسکی جانب
سے کچھ کوشش نہوئی ہو امتیاز نہین ہے اگر جایداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی
صرف ہوا ہے تو سب بھائیون کا حصہ مساوی ہوگا [2] اگر سرمایہ مشترکہ صرف نہوا ہو
تو جسنے اپنی جہد وسعی سے جایداد حاصل کی صرف وہی مستحق اُسکا ہوگا [3] اور جس
صورت مین کہ جایداد بلا امداد سرمایہ مشترکہ کے خاندان مین سے صرف ایک شخص کی
محنت وکوشش سے حاصل ہوئی ہے تو کنبے کے اور اشخاص گو وے بہ زمانۂ
حصول اُسکے آپس مین شریک رہتے ہون مستحق شرکت جایداد مکسوبہ مذکور کے
نہونگے [4] یہی قاعدہ اُس مال کی نسبت بھی مستعمل ہے جو دوبارہ حاصل کیا گیا ہو لا

صورت دوبارہ حاصل کرنے کی

اراضی کی صورت مین حاصل کرنے والا بہ نسبت اور بھائیون کے ایک ربع کا زیادہ
مستحق ہے [5] اور یہ امر بھی تجویز پاچکا ہے کہ اگر اراضی ایک بھائی کی محنت اور
دوسرے بھائی کے زر سے حاصل ہوئی ہو تو ہر ایک اُن مین سے نصف حصہ کا حقدار
ہے اور اگر وہ اراضی ایک کے زر اور محنت اور دوسرے کی صرف محنت سے
حاصل ہوئی ہو تو اول شخص کو حصہ بقدر دو ثلث اور دوسرے کو ایک ثلث ملیگا۔
مگر ظاہرا یہ تجویز طریقۂ انصاف پر مبنی ہے نہ کسی خاص قاعدۂ دھرم شاستر پر [6]

[1] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲۔
[2] تنبیہہ متعلقۂ مقدمۂ ۴ جلد ۲ کے اُس باب مین جو بیٹیون وغیرہ کے بیان مین ہے معائنہ کیجاے۔
[3] تنقیح اِس امر کی کہ کام مین لانا سرمایۂ مشترک کا کس صورت مین لازم آتا ہے اکثر دشوار ہے اور اسکے واسطے
کوئی ایسا عام قاعدہ نہین لکھا جا سکتا جو سب صورتون پر صادق آئے ہر ایک مقدمہ بموجب اُسکی رویداد کے
فیصل کرنا چاہیے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۳۰۶ دیکھو۔
[4] خلاصہ کے ص ۳ و ۱۱۰ دیکھو۔
[5] مقدمۂ کالی پرشاد راے وغیرہ مدعی بنام ڈگمبر راے مدعا علیہ کو جلد ۲ ص ۲۳۷ مین دیکھو۔
[6] دوسری جلد کے ص ۳۶۵ مین سنگھ سے منقول ہے۔
[7] مقدمہ کوشل چکروتی مدعی بنام رادھا ناتھ مدعا علیہ مندرجۂ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۳۳۶۔

جایداد غیر ممکن التقسیم

نذرانہ جو بیاہ کے وقت ہو اور نیز جو کچھ علم یا شجاعت کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو اُسپر علی العموم تقسیم کے وقت بھائیون کا دعویٰ نہیں پہونچتا ہے اور بعض چیزین ایسی ہین کہ قانوناً اُنکی تقسیم نہین ہو سکتی - جایداد غیر ممکن التقسیم اور ممکن التقسیم کی تفصیل مزید ناظرین نسخۂ ہذا کو ترجمہ خلاصۂ جگناتھ کی جلد ۲ ص ۳۳۲ سے واضح ہوگی اور دوسری جلد کا وہ باب بھی کہ جسمین بیان مال ممکن التقسیم اور غیر ممکن التقسیم کا ذکر ہے ملاحظہ طلب ہے ایک قول کے بموجب جو زیادہ ترصحیح ہے یہ قرار پایا ہے کہ اگر منجملۂ جایداد منقسمہ کے ایکجز بطور غیر منقسم رہے تو اُسپر عام قواعد تقسیم جو مال مشترک کے واسطے مستقل ہین موثر نہونگے یعنی اگر وقت تقسیم کل جایداد کے کوئی جزو اُسکا مشترک چھوڑ دیا جاے تو باوجود علٰحدہ ہونے کے متوفی بھائی کی زوجہ اُس مین شریک نہین ہو سکتی بلکہ وہ بقیہ جایداد صرف بھائی کا حق ہے[1]

ثبوت تقسیم ملک

ملک کی تقسیم بلا تحریر یا بغیر کسی اور تکمیل ضابطہ کے ممکن ہے اور اگر ثانی الحال کچھ حجت واقع ہو تو اُسکی تنقیح ثبوت قرائن سے ہو جایگی - تقسیم ہونے یا نہونے کا حال بھائیون کے صرف سکونت کے طریقے سے مستنبط نہین ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ وے بظاہر بالاتفاق رہتے ہون مگر معاملات جایداد مین ہر واحد علٰحدہ ہو - یا بالعکس اسکے وہ علٰحدہ رہتے ہون مگر بلحاظ ملکیت وے آپس مین شامل ہون گو کہ طریقۂ مذکور فی الحقیقت منجملہٗ اُس ثبوت قیاسی کے ہے جسپر درصورت ہونے تذبذب کے واسطے تنقیح شرکت یا علٰحدگی خاندان نسبت مال مکسوبہ اور دیگر جایداد کے لحاظ ہو سکتا ہے لیکن[2] اس باب مین صرف یہی ایک ذریعہ شناخت کا معلوم ہوتا ہے کہ اگر وے لوگ جداگانہ معاہدے کرین اور ایک دوسرے کا ضامن ہو یا اُنکی جانب سے اسی قسم کے فعل بالافراد عمل مین آوین تو ان امور سے معلوم ہو جائیگا کہ ایک دوسرے کا پابند نہین ہے

[1] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۳۲۲ کو دیکھو -

[2] تنفیہ متعلقۂ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۳۶ -

یا ایک دوسرے کے باہم کچھ تعلق نہین ہے ۱؎ ایک مشترک ہندو خاندان کے مقدمہ مین صدر دیوانی عدالت سے یہ تجویز ہوئی کہ ملک مکسوبہ اہل خاندان کی مشترک تصور کیجائگی تاوقتیکہ خلاف اسکے ثابت نہو اور ثبوت اِس امر کا اُس شخص کے ذمہ ہے جو اپنی حقیت بلاشرکت غیرے بیان کر کے دعوی پیش کرے ۲؎ ایک اور مقدمے کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص ہندو خاندان کا جس مین ظاہری مراتب جدائی کے نہ تھے جدا تصور کیا گیا اور اُسکو مال مکسوبہ خاندان مین سے کچھ حصہ نہ ملا اِس وجہ سے کہ وہ مع اپنے باپ کے اور کنبے کے لوگون سے علٰحدہ کھاتا تھا اور تجارت مین نفع ونقصان کے شامل نہ تھا گو بعض اوقات اُس سے اُسکے کنبے کے لوگ کام لیتے تھے اور اُسکو اُسکے ذاتی اخراجات کے واسطے کبھی کبھی کچھ دیتے تھے ۳؎ قانون مین نسبت استحقاق اُس اولاد کے جو باپ کی جایداد تقسیم کرنے کے بعد پیدا ہو بخصوصیت احتیاط کی گئی ہے ۔ لیکن ملک موروثی کی نسبت یہ احتمال نہین ہوسکتا کہ کسی حقدار وارث کا حق باطل ہوسکے کیونکہ جب تک کہ مان کے اولاد کا پیدا ہونا ممکن ہو اُس وقت تک تقسیم ملک قانوناً منع ہے اگر احیاناً ایسا امر ظہور مین آئے تو اسکے لیے یہ مقرر ہے کہ باپ تقسیم کرنے کے وقت اپنے پاس دو حصے رکھ لے اور اِن حصون کا صرف وہی بیٹا مستحق ہوگا جو بعد تقسیم ملک کے پیدا ہو اور واسطے حفظ استحقاق ایسی اولاد کے ایک اور قاعدہ موثر بھی قرار دیا گیا ہے یعنی باپ کو در صورت ضرورت اختیار ہے کہ کل

۱؎ خلاصۂ جلد ۳ ص ۱۴۴ ۔ اور اُن مقدمات کو اُس باب مین دیکھو جو تقسیم کے ثبوت مین ہے ۔ کولبروک صاحب کی رائے کو بھی دیکھو جو کہ اصول دھرم شاستر کے ضمیمۂ ص ۳۲۵ مین منقول ہے ۔

۲؎ مقدمۂ گوبند رائے وغیرہ مدعیان بنام ہرچند رائے مدعا علیہ مندرجۂ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۴ ص ۱۶۲ ۔

۳؎ راج کشور رائے وغیرہ مدعیان بنام بیوہ سنتو داس مدعا علیہا کے مقدمہ کو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۳۰۲ دیکھو ۔

ملک کو جو اُسنے اپنے بیٹون مین تقسیم کردی ہے پھر واپس لے لے۔[1]

پانچوان باب

بیاہ کے بیان مین

چونکہ ہنڈ ستان عدالت سے بیاہ کے امور مین کمتر استفسار ہوا ہے تو اِس سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ عدالتہاے دیوانی مین اِس قسم کے تنازع اکثر دائر نہین ہوتے ہین۔ اِس قسم کے تنازع اور وے جو ذات کی بابت ہین اکثر آپس کی پنچایت سے فیصلہ پاتے ہین۔ مگر احاطہ بمبئی اور مدراس کے اضلاع مین ایسا نہین ہے وہان بہت سے بیاہ اور ذات کے مقدمات عدالتہاے مقررہ سرکار انگریزی مین فیصلے کے واسطے دائر ہوے ہین[2] پس چونکہ امور متعلقہ بیاہ کا فیصلہ بھی سرکار کمپنی کی عدالتون کو قانوناً کرنا ہوتا ہے لہذا اُن اصلی قواعد کا جو بیاہ کے باب مین ہین اِسجگہ لکھنا نامناسب نہوگا۔

بیاہ قوم ہنود مین صِرف ایک دنیوی معاہدہ ہی نہین ہے بلکہ دین کی رو سے ایک بڑا متبرک معاملہ ہے۔ جو رسوم کہ تین اعلیٰ قومون کے واسطے مقرر ہین اُن مین سے یہ اخیر رسم ہے اور شودر کے واسطے صِرف یہی ایک رسم مقرر ہے[3] اور یہ لکھا ہوا ہے کہ وہ شخص جس کا ازدواج نہین ہوا ہے وہ قابل ادا کرنے

[1] جلد ۲ تقسیم ملک کے باب مین مقدمہ ۳ کو دیکھو۔

[2] ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲۰ دیکھو۔ اور بمبئی کی رپورٹ جلد ا کے صفحات ۱۱۔ ۳۵ ۔ ۳۶۳ ۔ ۳۷۰ ۔ ۳۷۹ ۔ ۳۸۹ ۔ ا ۔ اور جلد ۲ کے صفحات ۱۰۸ ۔ ۳۲۳ ۔ ۳۴۴ ۔ ۳۴۴ ۔ ۴۷۳ ۔ ۵۷۶ ۔ ۶۸۵ کو معائنہ کرو۔

[3] خلاصہ جلد ۳ ص ۱۰۴۔

فرائض مذہبی کے نہین ہے ؎۱ یہ امر معروف ہے کہ عورات نہایت صغر سنی ہین منسوب کی جاتی ہین اور اِسطور پر منسوب کردینا درحقیقت بمنزلۂ بیاہ کے ہے اور نسبت کے بعد معاہدۂ ازدواج بہر صورت جائز و مستحکم ہو جاتا ہے - اور بفور ادا ہونے بعض رسوم کے معاہدہ مذکور مکمل ہو جاتا ہے اور بیہودہ نہین ہوسکتا گو بلحاظ مصاحبت اتمام کو نہین پہونچتا ؎۲ بعد وفات شوہر اول کے دوسرے بیاہ کا دھرم شاستر مین مطلق ذکر نہین ہے ؎۳ اگرچہ نیچ قوم مین اس امر کا بہت رواج ہے کثیر الازواجی بغیر کسی وجہ قوی کے قانوناً منع ہے الا اُن صورتون ہین جنھین ازدواج کے معاہدے کو منسوخ کرنا جائز ہے یعنی عقیمہ ہونے کی صورت مین یا مرض وغیرہ کے سبب سے مگر اس قاعدہ کی پابندی چندان نہین ہے چنانچہ قول مینو ؎۴ جسکی رو سے کثیر الازواجی منع ہے اُسکو فی زمانہ اُسکے جائز ٹھہرانے کے واسطے پیش کرتے ہین مینو کہتا ہے کہ دوجنمے ؎۵ قومون کے شخصون کو اول بیاہ ہم قوم عورت کے ساتھ کرنے کا حکم ہے لیکن اگر وے بسبب خواہشات نفسانی کے پھر بیاہ کرنا چاہین تو درصورت نہ مل سکنے عورات ہمقوم کے بہ ترتیب اقوام دوسری

؎۱ خلاصۂ جلد ۲ ص ۴۰۰-

؎۲ ایضاً ص ۴۰۸ - اور بیاہ مین جو رسوم ہوتی ہین اُنکا احوال ایشیاٹک ریرچز جلد ۷ ص ۲۸۸ تمون معائنہ ہو وارڈ صاحب نے جو اہل ہنود کے باب مین کتاب لکھی ہے اُسکی جلد ۱ کا ص ۱۳۰ دیکھا جاے -

؎۳ لیکن ایک بیوہ جو اولاد کی خواہش سے دوبارہ بیاہ کرے اور اسطور پر اپنے متوفی شوہر کی تحقیر کا باعث ہو تو وہ اپنی بے حرمتی کرتی ہے اور اپنے مالک متوفی کے مقام سے نکال دیجائیگی - یہ امر خلاصہ کی جلد ۲ ص ۴۶۳ مین مینو سے منقول ہے -

؎۴ منو باب ۳ دفعہ ۱۲-

؎۵ دوجنمی قومون سے برہمن اور چھتری اور ویش مراد ہین اور دوجنمی اُنکو اسواسطے کہتے ہین کہ زنار بندی کے وقت گویا اُنکا دوبارہ جنم ہوتا ہے - مِن مترجم -

قوم مین بیاہ کرنا بہتر ہوگا اِس مقولہ سے زمانۂ حال کے لوگ یہ قرار دیتے ہین کہ چونکہ اِس زمانہ مین بیاہ غیر قوم کی عورت سے منع ہے پس اِس سے بالضرور یہ لازم آتا ہے کہ ایک ہی فرقے کی متعدد ازدواج جائز ہین لیکن یہ استنباط ہرگز درست معلوم نہین ہوتا اور ارتکاب ایسے فعل کا پنڈتون کے نزدیک مذموم ہے گو یہ امر خصوصاً گلین مین جو سب سے اونچی ذات کے برہمن ہین بہت رائج ہے۔

اگر ایک شخص بلا وجہ معقول اپنی زوجہ کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے تو پہلی زوجہ کو اُسے اُسقدر روپیہ دینا ہوگا جس قدر کہ اُسکا دوسرے بیاہ کرنے مین صرف ہوا ہے بشرطیکہ زوجۂ مذکور نے استری دھن نہ پایا ہو اور اگر پایا ہو تو شوہر کو لازم ہے کہ بقدر کمی اُسکو روپیہ دے مگر شوہر کو کسی حالت مین اپنی جایداد کے ایک ثلث سے زیادہ دینا ضرور نہین ہے۔ زوجہ کو کسی وجہ سے چھوڑا ہو تمام صورتون مین شوہر کو اُسکی بخوبی پرورش کرنی ہوگی مگر متاچھرا مین اسکی بابت فرق ہے۔ اُسمین لکھا ہے کہ جبکہ پہلی زوجہ کے چھوڑ دینے کی نسبت کوئی اعتراض جائز ہو اور دوسرا بیاہ کر لیا جاے تو وہ عورت اُسقدر زر پانے کی مستحق ہے جس قدر کہ دوسرے بیاہ مین صرف ہوا ہے لیکن جبکہ اول زوجہ کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہے تو اُس صورت مین چھوڑ دینے کے بالعوض شوہر کو اپنی جایداد کا ثلث حصہ زوجہ کو دینا چاہیے [1] لیکن بموجب رواج حال کے پہلی زوجہ کے واسطے صرف خور و پوش کا سرانجام کرنا شوہر بس جانتا ہے۔

بیاہ کے آٹھ طریقے ہین۔ برہم۔ دیو۔ ارش۔ پراجاپت۔ آسور۔ گندھرب۔ راکھش۔ پیساچ۔

انہین سے اول چار طریقے برہمنون کے واسطے مخصوص ہین۔ اِن معاہدون سے اصل منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ طرفین باہم راضی ہین اور طمع کی وجہ سے کاربند

[1] جاگیلک سے خلاصہ جلد ۲ ص ۴۲۰ مین نقل ہے اور اُس مقدمہ کو بھی دیکھو جو اِس امر کی نسبت اصول دھرم شاستر کے ضمیمہ ص ۵۱ مین لکھا ہوا ہے۔

نہین ہوے ہین۔

پانچوان طریقہ ویش اور شودر کے واسطے مخصوص ہے مگر چونکہ یہ ایک معاہدہ زر کے سبب سے ہوتا ہے لہذا مذموم ہے اِس مین لڑکی کا باپ کچھ زر لیکر بیاہ قبول کرتا ہے۔

چھٹا اور ساتوان طریقہ چھتریون کے واسطے مخصوص ہے انہین انعقاد بباعث آپس کی محبت کے ہوتا ہے یا فتح کے استحقاق کے سبب سے۔قسم اخیر یعنی آٹھوان طریقہ بیاہ کا ناپسندیدہ ہے کیونکہ دغا اور فریب کے ذریعہ سے عمل مین آتا ہے ۱؎

نہایت مروج طریقہ بیاہ کا برہم ہے جسمین دولھہ بُلایا جاتا ہے اور لڑکی کا باپ اپنی لڑکی کا جہان تک ممکن ہے سنگھار کرکے دولھہ کے حوالہ کرتا ہے اور رسوم بیاہ کی البتہ بموجب قواعد معمولی کے عمل مین آتی ہین۔دوسرا طریقہ بیاہ کا بھی جو بہت مستعمل ہے وہ آسر ہے اسمین لڑکی کا باپ روپیہ لیتا ہے۔اور مین نے سنا ہے کہ پیشاچ کے طریقے سے بھی بیاہ کم نہین ہوتے ہین۔جوان عورات جنکا حاصل ہونا اُنکے متمول یا خوبصورت ہونے کے باعث ہو اُنکو اکثر فریب سے پھسلا کر اُنکے ساتھ بیاہ کر لیتے ہین اور جب یہ رسم بیاہ کی ایکبار ہو جاے تو پھر فریب یا نیز جبر کے عذر سے سترد نہین ہو سکتی۔ ۲؎

بیاہ کے آٹھ طریقون مین سے گندھرب کے مطابق جو بیاہ ہو اُس کے

۱؎ خلاصہ جلد ۳ ص ۶۰۶۔

۲؎۔صرف یہی ایک صورت نہین ہے جسمین کہ دھرم شاستر کے بموجب فریب جائز رکھا گیا ہے دھوکا دینے کی غرض سے تحائف دینا یا وعدہ کرنا گو فریب مین داخل ہے اور وہ شخص جو ایسے اگرے مستحق کسی رعایت کا نہین ہے مگر دھرم شاستر مین اِسکا کچھ لحاظ نہین کیا ہے۔دھرم شاستر کی رو سے قرضخواہ کو اجازت ہے کہ قرضدار نے اگر کوئی مال امانتاً اُسکے سپرد کیا ہو تو وہ اُسکو ادا سے زر قرضہ مین سمجھ لے اور نیز یہ اجازت ہے کہ قرضدار ایسی چیز کو بطور کفالت قرض دار سے فریباً حاصل کر لے۔کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقابلہ ہو

جواز کے واسطے کچھ رسوم ضرور نہین ہین [۱] معلوم ہوتا ہے کہ صرف مصاحبت جسکے معنی بموجب منشاء قانون قرارداد عشقیہ کے ہین ضرور ہے اور واسطے استحکام بیاہ کے کافی ہے بشرطیکہ مرد کے کسی قول یا فعل سے اِس قرارداد کی تائید ہو [۲] رشتہ دار جنسے بیاہ کرنا منع ہے اُنکی مینو نے یہ تفصیل کی ہے۔

اُس عورت کے ساتھ جو مرد کی پدری یا مادری نسل مین چھٹی پیڑھی تک نہ ہو اور اُس سے جو گوت کی روسے والدین کی نسل مین سے نہو دوجنمے قوم کے آدمی کو بیاہ کرنا جائز ہے۔

زنا ایک جرم قابل سزاے عدالت فوجداری ہے عدالت دیوانی سے کچھ تعلق نہین اگر شوہر زرتاوان کی فاسق پر عدالت دیوانی مین نالش کرے تو مسموع نہوگی [۳]

---

۱ دفعہ ۹۵ - اور مقالۂ ۴ دفعہ ۱۰۱۵ معائنہ طلب ہین۔

[۱] اِس طریقہ کا بیاہ چھتریون کے واسطے مخصوص ہے ممکن ہے کہ اسی طرح کی اجازت شاید اُسی قاعدہ پر مبنی ہو جسکی روسے قوانین انگلشیہ اور رومیہ قدیمہ کے بموجب سپاہیون کو زبانی وصیت اور اپنے مال کو بلا تکمیل ضوابط معمولی جو اور صورتون مین ضرور ہین علنحدہ کرنے کی اجازت ہے جلد ۵ ص ۱۴

[۲] صدر دیوانی عدالت کے پنڈتون نے تھوڑا عرصہ ہوا اِسی قاعدہ پر ایک بیاہ کو جو کٹک مین ہوا تھا جائز ٹھہرایا اِس مقدمہ مین متعاقدین تھوڑے عرصہ سے ساتھ رہتے تھے اور مرد نے اپنا ارادہ ظاہر کرنے کے واسطے عورت کے گلے مین ایک پھولون کا ہار پہنا دیا تھا ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۱۹۸ بھی معائنہ طلب ہے۔

[۳] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۴۳ مین کولبروک صاحب سے نقل ہے - علی ہذا القیاس بموجب اُن قوانین سرکار انگریزی کے جو اِس امر مین پابند شرع اسلام ہین یہ جرم عامہ خلائق کے خلاف قرار دیا گیا ہے نہ خلاف خاص ایک شخص کے - ایسے مقدمون مین چاہیے کہ شوہر نالش کرے - مصنف اصول دھرم شاستر نے ضمیمۂ ص ۴۴ مین ایک مقدمہ کا حوالہ دیا ہے اُسمین پنڈتون نے یہ حکم دیا کہ ضرر رسیدہ شوہر کا جتنا روپیہ کہ دوسرے بیاہ کرنے مین صرف ہو اُسقدر فاسق سے دلوایا جاوے لیکن یہ راے اُنکی البتہ مبنی بانصاف متصور ہوئی نہ دھرم شاستر کے کسی خاص مسئلہ پر۔

زانی ہونا شوہر کا عورت کے واسطے کافی وجہ نہین ہے کہ اِس باعث سے اپنے شوہر کو چھوڑ دے اور نہ بہت سی صورتین ایسی ہین کہ جنمین زوجہ کو ترک کرنا اپنے شوہر کا درست ہو۔

مجنونیت و نامردی و ذات سے خارج ہونے کی صرف ایسی صورتین ہین کہ جنمین زوجہ کا شوہر کو چھوڑ دینا جرم مستلزم سزا متصور نہوگا۔ [1]

منکوحہ عورت کو اختیار کسی طرح کے معاہدہ کرنے کا نہین ہے اور کوئی معاہدہ جو اسکی جانب سے عمل مین آئے اُسکا ایفا نہ اُسپر اور نہ اُسکے شوہر پر فرض ہے الا اُس صورت مین کہ معاہدہ عورت کی ذاتی جایداد کے باب مین ہو یا شوہر نے سربراہی اپنے امور کی اُسکو تفویض کی ہو یا یہ کہ وہ معاہدہ واسطے حصول مایحتاج کے عورت نے کیا ہو۔ [2]

چھٹا باب

تبنی کے بیان مین

بیٹے کے واسطے جو سنسکرت لفظ پُتر ہے اُسکے اشتقاق سے صاف وہ ضرورت ظاہر ہے بلحاظ جسکے ہر ایک ہندو اپنا بقاے نام اپنے اوپر واجب سمجھتا ہے چونکہ تریت یعنی بیٹا اپنے باپ کو پت یعنی دوزخ سے نجات دلواتا ہے اسواسطے خود برہم نے بیٹے کو پُتر کہا ہے۔ [3] منو کہتا ہے کہ جس کسی کے اولاد ذکور نہو اُسکو کسی قسم کا ایک بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور نام روشن کرنے کے واسطے

[1] خلاصہ جلد ۲ ص ۲۱۳ مین منو کا قول نقل ہے۔

[2] کولبروک صاحب کا رسالہ جو در باب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکے مقالہ ۲ کا ص ادفعات ۵۰ و ۵۵ معائنہ ہو۔

[3] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۳۸۔

گود لینا چاہیے"۔ پس ظاہر ہے کہ بلحاظ اِس عقیدہ کے اختیار کرنا طریقہ تبنی کا ناگزیر ہوا۔ منو نے بارہ طرح کے بیٹے بیان کیے ہین۔ "بیٹا صلبی جو زوجہ منکوحہ سے ہو۔ بیٹا ایک شخص کی زوجہ کا دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہوا ہو۔ بیٹا جو کسی نے دیا ہو۔ بنایا ہوا بیٹا یعنی متبنی۔ بیٹا مخفی الولد یعنی جسکا اصلی باپ نہ معلوم ہو۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کر دیا ہو۔ یہ چھ قسم کے بیٹے اپنے یگانے اور وارث ہین۔ غیر منکوحہ جوان عورت کا بیٹا۔ حاملہ دولھن کا بیٹا۔ زرخرید بیٹا۔ دوبارہ منکوحہ عورت کا بیٹا۔ شخص جو خود اپنے تئین دوسرے کا بیٹا بنائے۔ شودر کا بیٹا۔ یہ چھ بیٹے یگانون مین ہین مگر قرابتیون کے وارث نہین ہین"۔ [1]

تاریخ زمانہ قدیم کے مصنف نے یونان کے مختلف دستورات کے بیان مین یہ لکھا ہے [2] "کہ متبنی لڑکون کو یونانی زبان مین پیدس سیطان یا اسپوریطور کہتے تھے اور اُنکو مثل صلبی بیٹون کے جملہ اختیارات وحقوق حاصل ہوتے تھے اور انھین کے مطابق اُنپر لوازم پسری کا بجالانا واجب ہوتا تھا۔ جبکہ اسطور پر اُن کے واسطے ایک اور خاندان مین حقوق حاصل ہو جاتے تھے تو اُنکو اول خاندان سے کسی طرح کا دعویٰ ورثہ یا رشتہ داری کا نہین رہتا تھا الا اُس حالت مین کہ وے پہلے اپنی تبنی سے دست بردار ہوتے۔ یہ امر صولن کے قانون کے بموجب منع تھا مگر نہ اُس صورت مین کہ اُنسے اولاد ہو گئی ہوتی اور اولاد مذکور سے گود لینے والے کا نام قائم رہتا۔ اِس تدبیر کا یہ مقصود تھا کہ خاندان اُس تباہی سے محفوظ رہین جو بسبب دست بردار ہونے اُن اشخاص کے جو بقاے نام کے واسطے گود لیے گئے ہون لازم آتی۔ اگر شخص متبنی لاولد مر جاتا تھا تو اُسکی جایداد کے وارث وے لوگ نہین ہوتے تھے جن سے وہ گود لیا گیا تھا بلکہ اُس شخص کے رشتہ دار جس نے گود لیا تھا۔ بعض لوگ خیال کرتے ہین کہ اہل اسپینہ مین اُس شخص کا بیاہ کرنا جسنے

[1] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۵۹۔ اور ۱۶۰۔
[2] جلد ۲ ص ۳۳۶۔

لڑکا گود لیا ہو بلا اجازت حاکم کے منع تھا چنانچہ ایک کتاب مین ایک شخص لیوغورس نام کا ذکر لکھا ہے کہ اُسنے عند وسیدس کو جو یونان مین فصیح گذرا ہے گود لیا تھا اور چونکہ وہ بدسلوکی کے ساتھ پیش آیا لہذا لیوغورس نے بیاہ کرنے کے واسطے اجازت چاہی۔ مگر یہ تحقیق ہے کہ بعض اشخاص نے بعد گود لینے بیٹون کے بھی بیاہ کیا اور اِس صورت مین اگر اُنکے اولاد ہوتی تھی تو اُنکی جایداد صلبی اور متبنی بیٹون مین برابر تقسیم ہو جاتی تھی،،۔

جتنی شرائط کہ متبنی کے واسطے اوپر منقول ہوئی ہین وے سب یا قریب سب فی زمانہ ہندوون مین گود لینے کے طریقہ کے کماحقہٗ متعلق ہین۔ مگر متبنی کی تنسیخ ایک ایسا امر ہے جسکو اِن اضلاع مین نہین جانتے اور نہ کسی صورت مین یہ قرار قانوناً جائز ہے۔ دھرم شاستر مین کوئی مسئلہ ایسا نہین ہے جس سے متبنی کی تنسیخ ناجائز ٹھہرائی گئی ہو مگر کوئی ایسا مسئلہ بھی نہین ہے جس سے اُسکے کچھ بھی جائز ہونے کی تعبیر ہو سکے۔

زمانہ حال مین صرف دو یا غایت تین طریقے گود لینے کے اِن اضلاع مین جائز ہین۔ دت تک یعنی دیا ہوا لڑکا اور کرتریم یعنی بنایا ہوا لڑکا یہ دو طریقے ایسے ہین جو بہت عام ہین[1] پچھلا طریقہ صرف متھلا مین رائج ہے۔ لیکن درحقیقت شاید یہ چاہیے کہ یہ طریقہ منسوخ سمجھا جائے کیونکہ سواے اپنے خاص بیٹے کے جو منکوحہ زوجہ سے ہوا اُسکے جو گود لیا ہوا ہو اور کسی کو بیٹا قرار دینا زمانہ حال مین متروک ہے[1]۔ گود لینے کے طریقے جو فی الحال مروج ہین

مگر برہسپتی کے قول کے بموجب سب طریقے جو مدت مدید سے جاری ہین درست ہین[2]

[1] سر ولیم جونس صاحب نے جو قوانین منو کا ترجمہ کیا ہے اُسکے ملحق اُنھون نے ایک عام تمہید لکھی ہے اُسکو اور مقولہ ادی تیا پُران کو جو خلاصۂ جگناتھ جلد ۳ ص ۲۷۲ مین منقول ہے معائنہ کرو۔

[2] خلاصۂ جلد ۲ ص ۱۲۸ مین منقول ہے۔

گود لینے کی بعض شرائط ضروری منو کے قول مرقومۂ ذیل مین مشتمل ہین "جس لڑکے کو

وت تک طریقہ گود لینے کا۔

اُسکا باپ یا اُسکی مان اپنے شوہر کی رضامندی سے [1] دوسرے شخص لاولد کو بطور فرزند دے اور لڑکا ہمقوم کا ہو اور براہ شفقت دیا گیا ہو تو وہ دیا ہوا لڑکا خیال کیا جاتا ہے۔ اور سنکلپ کرنے سے یہ دینا استحکام پاتا ہے" "جس کیسکو کوئی شخص

کرتریم طریقہ

بطور اپنے لڑکے کے لے اور وہ لڑکا ہمقوم ہو اور سپوت ہو اور جو کریا کرم کہ اُسکو گود لینے والے کی نسبت کرنے ہون اُنکے حقیقت حال سے واقف ہو اور جانتا ہو کہ اُنکا نہ بجالانا داخل گناہ ہے تو وہ بطور بنائے ہوے یا متبنٰی لڑکے کے خیال کیا جائیگا [2]۔ لیکن علاوہ اِن اصل شرائط کے اور بہت سی شرائط بھی ہین جن مین کچھ حجت باقی نہین ہے اور مسلمہ عام ہین اُنکا مختصر بیان کرکے بعد ازان اُن قواعد کا بیان کیا جائیگا جو مشکوک ہین اور جو قواعد کہ غیر متحقق ہین اُنکی تنقیح حتی المقدور بحوالۂ قول عالمون کے کیجائیگی۔ دھرم شاستر کی اس خاص فروع کی نسبت مختلف مقامون مین چندان فرق نہین ہے۔ دت تک چندریکا اور دت تک مانسا دو بڑی معتبر کتابین اِس مضمون پر ہین جنپر سب لحاظ کرتے ہین۔ قول اول مذکورۂ بالا سے اُن شخصون کی بخوبی توضیح ہوتی ہے جنکو گود دینے کا استحقاق حاصل ہے

بیوہ بحالت محتاجگی اپنا بیٹا گود دیسکتی ہے۔

اور صرف ایک استثنا جو اِس باب مین شارحون نے بیان کیا ہے وہ دت تک مانسا مین مندرج ہے اور وہ یہہ ہے کہ بیوہ زمانۂ قحط مین اپنا بیٹا کسی کو دے سکتی ہے اور یہ امر سمجھا گیا ہے کہ آیا بیوہ جس نے اپنے شوہر متوفی سے بھی پیشتر اجازت لے لی ہو

بیوہ اپنے شوہر متوفی کی اجازت سے گود دے سکتی ہے

بیٹا گود دینے کی مجاز ہے یا نہین بلکہ مجاز ہونا اُسکا اِس باب مین کتب مروّجہ کے بموجب متحقق ہے لیکن یہ قاعدہ قرار پایا ہے کہ اگر بیٹا گود دے اور اُس نے پیشتر اپنے شوہر متوفی سے اجازت اِس امر کی نہ حاصل کرلی ہو یا اُس متبنٰی بیٹے کو اُسکے

شرائط جو گود لینے اور دینے والے کے لیے ضرور ہین

وارثون مین سے کوئی حوالہ نہ کرے بلکہ صرف اُسکا بھائی اُسے دے دے تو

[1] فصل ۴ دفعہ ۱۲۔

[2] قوانین منو باب ۹ دفعہ ۱۶۸ و ۱۶۹۔

یہ متبنیٰ نادرست ہے ۱؎ یہ ضرور ہے کہ جو شخص بیٹا گود لیا چاہتا ہو ۲؎ اُسکے بیٹا اور پوتا اور پر پوتا نہو ۳؎ اور جو شخص متبنیٰ ہو وہ نہ اکلوتا بیٹا ہو اور نہ سب سے بڑا بیٹا ہے

۱؎ مقدمہ تارامنی دیبی مدعیہ بنام دیونراین رائے وغیرہ مدعا علیہم مندرجہ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۴ ص ۳۸۷ کا معائنہ کیا جاے اور اُسی قاعدہ پر مقدمہ راجہ شمشیر مل مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا فیصل ہوا ہے جلد ۲ ص ۱۶۹ مین مندرج ہے۔

۲؎ صدرلینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ مین بیان کیا ہے کہ آیا ایک شخص گرہی یعنی جسکا بیاہ نہوا ہو گود لینے کا مجاز ہے یا نہین مگر راے اُنکی یہ ہے کہ وہ مجاز ہے ص ۲۱۲ - اِس کتاب کی دوسری جلد نظائر مین متبنیٰ کا جو اول مقدمہ ہے اُسمین پنڈتون نے بتصریح یہ بیان کیا کہ گود لینا ایسے شخص کا جائز ہے اور فی الواقع کوئی حکم اِس امر کے خلاف نہین ہے - بے شک نابینا اور نامرد اور لنگڑے اور لولے کے باب مین بھی بیان ہوا ہے مگر اِن صورتون مین بھی آخر کو نتیجہ یہی معلوم ہوا ہے کہ وے بھی گود لینے کے مجاز ہین -

۳؎ سونکھ کا قول دت تک مانسا مین منقول ہے مصنف توضیحات کو بھی اِس امر مین شک ہے ص ۱۵ مین مندرج ہے کہ آیا ایک شخص جسکی بیٹی کا بیٹا موجود ہے وہ متبنیٰ کر سکتا ہے یا نہین مگر یہ شک کسی مستحکم بنا پر مبنی نہین ہے مغالطہ انگریزی ترجمہ کا ہے کیونکہ انگریزی مین پوتے اور نواسے کے واسطے ایک ہی لفظ ہے - صدرلینڈ صاحب نے اپنے خلاصہ کے ص ۲۱۲ مین یہ امر بوجہ معقول مستنبط کیا ہے کہ اگر اولاد ذکور ہو لیکن وہ دہرم شاستر کے بموجب ناقابل ہونے کی وجہ سے مثلاً ذات مین سے خارج ہونے وغیرہ کے باعث سے رسوم کریا کرم نہ کر سکے تو اُس صورت مین کسی اور کو بیٹا بنا لینا قانوناً جائز ہے خلاصہ دہرم شاستر ص ۸۸ مین یہ قاعدہ ثبت ہے کہ اگر اصلی بیٹا جو منکوحہ زوجہ سے ہو مجنون ہو تو بھی باپ اور کو گود لینے کا مجاز نہین ہے مگر اِس قاعدہ اور اور عام قواعد کو جو اُسمین لکھے ہین مین قطعاً تسلیم نہین کر سکتا مثلاً اُسمین لکھا ہے کہ پونہ کے شاستری اِس امر کو ضرور نہین سمجھتے کہ بیاہ کے پہلے کوئی متبنیٰ کرے یا کہ چھوٹے بھائی کو بڑا بھائی گود لے یا کہ سب سے چھوٹا بیٹا متبنیٰ نہین ہو سکتا - اور علیٰ ہذا القیاس اور ایسے ہی مسائل ہین جنکی تائید مین مجھکو کسی عالم کا قول نہین ملتا گو یہ مسائل ہندوستان کے اُس نورح مین بلحاظ رواج قدیمہ وہان کے بلاشک صحیح ہو سکتے ہین -

۴؎ قول باسشت اور منو کا دت تک نرنے مین مندرج ہے - لیکن یہ حکم زیادہ تر اُنکے واسطے معلوم ہوتا ہے جو اپنا بیٹا کسی کو گود دے نہ اُسکے واسطے جو کسی کا اکلوتا یا بڑا بیٹا گود لے جبکہ ایک مرتبہ بیٹا کسی کو دے دیا جاتا ہے تو پھر اِس معاہدے کی تنسیخ نہین ہو سکتی اور یہ امر اِس خیال سے کہ جب تبنیٰ عمل مین آجاے تو لڑکے کا کوئی دعویٰ اِسی وجہ سے اُسکے اصلی کنبے کے مال پر نہین رہتا ہے ؟

قوم شودر کیواسطے استثنا۔

بعض کے قول کے بموجب عورت باجازت اپنے رشتہ دارونکے بیٹا گود لے سکتی ہے۔ بھائی کے بیٹے کو ترجیح ہے۔

اور رشتہ مین بھی بڑا نہو مثلاً چچا یا ماموں نہو[1] اور گود لینے والے کا ہمقوم ہو[2] اور جس عورت کے ساتھ گود لینے والے کو بیاہ کرنا منع ہے اُسکا بیٹا نہو مثلاً بہن کا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا لیکن یہ اخیر قاعدہ صرف تین اعلیٰ قومون سے متعلق ہے قوم شودر کے لیے نہین ہے[3] اور ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی عورت بیٹا گود لے تو اُسکو اپنے شوہر کی یا بعض کتب کے بموجب اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی رضامندی حاصل کرنی ضرور ہے[4] اگر بھائی کا بیٹا موجود ہو تو اُسکو متبنیٰ کرنے مین اورون پر ترجیح ہے مگر یہ قاعدہ کلیہ نہین ہے اِس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ غیر کو گود لینا نادرست سمجھا جائیگا[5] چنانچہ ودت تک چندریکا کی فصل اول دفعہ ۲۲ سے امر مذکورہ بالا واضح ہے۔ بمقدمہ اُمان دت مفلس اپیلانٹ بنام کنہیا سنگھ کے یہ تجویز ہوئی کہ جس صورت مین بھائی کا بیٹا موجود ہے کسی اور شخص کو گود لینا ناجائز ہے یہ مسئلہ

م بہت مناسب معلوم ہوتا ہے بمبئی کی رپورٹ مین مقدمہ ہیبت راو مدعی بنام گوبندراو مدعا علیہ کا جلد ۲ ص ۷۵ مین معائنہ کیا جاے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۸۲-۱ اور ۸۳ بھی ملاحظہ طلب ہین۔

[1] ودت تک مانسا کی دفعہ ۲ ضمن ۳۲ دیکھی جاے۔ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۳ ص ۲۳۲ کو بھی دیکھو۔ ستا چھراباب ۱۔ جو وراثت کے بیان مین ہے اُسکی فصل ۱۱ کو ص ۱۲ مین دیکھو۔

[2] منو باب ۹ فصل ۱۶۸۔

[3] نارد کا قول دت تک نرنی مین منقول ہے۔

[4] بیوہار کستبہ اور بیوہار میوکھ جو مرہٹون مین نہایت معتبر کتابین ہین اُنکے قول بھی مطابق دت تک چندریکا کے ہین۔ اُنکے نزدیک شوہر کی رضامندی حاصل کرنی ضرور نہین ہے مگر اِس رائے مین اور عالمون کا اکثر اتفاق نہین ہے بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۸۱- اور جلد ۲ ص ۶۷۴ و ۶۹۳ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۱۶۶ و ۶۸- اور ۷۱-

[5] صدر دیوانی کی رپورٹ جلد ۳ ص ۱۴۴-

بلا شک بموجب دت تک ممانسا کے صحیح ہے لیکن دت تک چندریکا مین اسکو ستر دکیا ہے
لیکن معلوم یہ ہوتا ہے کہ بموجب قانون بنگالہ اور اور جگہون کے جہان دت تک چندریکا
کے مسائل پر زیادہ عمل ہے اور وقعت امر واقع کا مسئلہ جاری ہے وہان باوجود موجود
ہونے بھتیجے کے کسی غیر کو گود دے سکتے ہین اور بنارس اور دیگر مقامات مین بھی جہان
کہ لوگ ممانسا کے اکثر پیرو ہین اور جہان قاعدہ امتناعیہ اکثر صورتون مین حکم قانون
رکھتا ہے اور جو کوئی امر اُسکے خلاف ہو تو وہ ناجائز شمار کیا جاتا ہے بھائی کے
بیٹے یا کسی اور رشتہ دار قریب کو گود لینا امر لازمی نہین ہے اور جواز ایسے تبنی کا
جو فی الواقع عمل مین آئے اُس قاعدہ کی تعمیل قرار واقعی پر منحصر نہین ہے جو درباب
ترجیح بھتیجے کے ہے بلکہ گود لینے والے کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے گود لے ؎۱
پس یہ تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ یہ حکم اپنے سپنڈون مین سے کسی کو خصوصی بھائی کا بیٹا
اول ہی گود لینا چاہیے اور یہ نہون تو اپنے گوت مین سے کوئی متبنی کیا جاے
لازمی نہین ہے اور اگر اس حکم سے تجاوز کیا جاے تو گود لینا نادرست نہوگا - اور
یہ بھی ضرور ہے کہ متبنی لڑکا طریقہ اور رسوم معینہ کے ذریعہ سے گود لینے والے کے
کنبے مین داخل کیا جاے ؎۲ جبکہ رسم تبنی ایک مرتبہ عمل مین آجاے تو پھر متبنی کا
دعوی اُسکے اصلی خاندان کی جایداد پر کچھ نہین رہتا ہے ؎۳ گو وہ اُس سے

گر اس قاعدہ کی رو سے ضرور نہین کہ بھتیجے کو گود لینا نادرست ہے

متبنی کا بیٹے کو بموجب رسوم معینہ کنبے مین داخل کرنا ضرور ہے

؎۱ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۷۴- اور ۸۰ مین کولبروک صاحب کی راے منقول ہے -
؎۲ اُن رسوم کی تفصیل جو تبنی کے وقت عمل مین آتی ہین خلاصۂ دھرم شاستر کے ص ۲۱ مین -
اور اصول دھرم شاستر کے ص ۸۲ مین مندرج ہین لیکن یہ ضرور نہین ہے کہ اِن رسوم پر ہمیشہ بجنسہ
عمل کرنا چاہیے خلاصہ ۳ ص ۲۴۴- اور ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۱- اور ۱۰۶-
؎۳ مصنف اصول دھرم شاستر بیان کرتے ہین کہ بیٹا جو معمولی قاعدہ کے بموجب گود لیا جاے گو
اُسکا بیاہ اُنہین نہین ہو سکتا جس خاندان مین وہ گود لیا گیا ہے لیکن کوئی حوالہ معتبر اِس باب مین نہین دکھایا
ظاہرا مصنف مذکور نے پریچت کے اِس قول سے کہ دیے ہوے اور خریدے ہوے وغیرہ بیٹے
جو دو باپ کے بیٹے ہین وے دونون خاندانون مین بیاہ نہین کر سکتے جیسا کہ سنگہ اور سیسر کی

بالکل علیحدہ تصور نہین کیا جاتا ہے کیونکہ شادی اور غمی وغیرہ مین وہ بیگانہ شمار نہین کیا جاتا ہے اور جن واسطہ دارون کے ساتھ بیاہ کرنا ممنوع ہے وہ امتناع بدستور اُسی طور پر نافذ رہتا ہے گویا کہ وہ خاندان سے جدا نہین کیا گیا ہے جو جایداد کہ اُسکو متبنیٰ ہونے سے حاصل ہوا ہے پر اُسکے حقیقی کنبہ کا کچھ دعویٰ نہین پہونچتا ہے اور درصورتیکہ متبنیٰ اپنے متبنیٰ کرنے والے باپ کی ملک پر قائم مقام ہوکر لاولد مرجاوے تو اُسکا حقیقی باپ اُسکی جایداد کا قانوناً دعویدار وارث نہین ہوسکتا بلکہ متبنیٰ کرنیوالے باپ کی بیوہ اُس جایداد پر قابض ہوگی [۱]

تبنی کا اثر۔

اُسکے اصلی رشتہ دار اُسکے وارث نہونگے

علاوہ استثنا مذکورۂ بالا کے متبنیٰ ہر صورت مین گود لینے والے باپ کے خاندان مین سے تصور ہوتا ہے اور وہ قرابتاً اور نسباً مستحق وراثت ہوتا ہے [۲] لیکن باستثناء اُس خاص صورت تبنی کے جب کو دوآئے مکھائن کہتے ہین متبنیٰ کو اپنے حقیقی باپ کی جایداد پر شراکت کا حق نہین رہتا ہے [۳] اگر گود لینے کے بعد ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو وہ اور متبنیٰ دونون وارث ہونگے لیکن بنگالہ کے قانون کے بموجب متبنیٰ کو جایداد کا ایک ثلث اور بموجب مسائل اور مقامون کے ایک ربع ملتا ہے [۴] اگر تبنی کے بعد دو صحیح النسب بیٹے پیدا ہون تو اُس صورت مین

استثنا بصورت دوآئے مکھائن

متبنیٰ کا حصہ اُس بیٹے کے ساتھ جو بعد تبنی پیدا ہو۔

م صورت مین ہوا ہے یہ مستنبط کیا ہے کہ متبنیٰ لڑکے جو دوہرا رشتہ نہین رکھتے ہین ایسا کر سکتے ہین مگر یہ استنباط صریح نادرست ہے کیونکہ صدر لینڈ صاحب نے جنکی تحریر کا مصنف مذکور نے حوالہ دیا ہے اپنے خلاصہ کے ص ۲۱۹ مین بصراحت لکھا ہے کہ متبنیٰ لڑکا اپنے حقیقی والدین کی رشتہ دار عورت سے اُن درجون تک جنمین کہ بیاہ کرنا منع ہے بیاہ نہین کرسکتا کیونکہ اصلی واسطہ اُسکا قائم رہتا ہے۔

[۱] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۱۰۳۔

[۲] منو باب ۹ دفعہ ۱۵۹۔

[۳] تبنی کی نظائر کو دیکھو مقدمہ ۱۰۔ اور بھاجون وغیرہ کے مقدمہ ۷ کو معائنہ کرو باشسٹ کا قول دت تک مانسا مین اور کاتیاین کا قول دت تک چندریکا مین منقول ہے۔

[۴] مقدمہ سری ناتھ سربنام رادھاکنت اور مقدمہ دت نراین سنگھ وغیرہ مدعیان بنام رگھبیر سنگھ مدعاعلیہ

بنارس کے قانون کے بموجب مال کو سات حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے چھ حصے صحیح النسب بیٹون کے ہونگے اور ساتوان حصہ متبنیٰ کا ہوگا اور بموجب قوانین کے جو اور مقامون مین جاری ہون جایداد کو پانچ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے اُنمین سے چار حصے صحیح النسب بیٹون کے ہین علیٰ ہذا القیاس اسی مطابق جایداد کتنے بیٹے صحیح النسب بعد تبنی پیدا ہون اُنمین تقسیم کیجائیگی ۔ ؎

بیوہ کے گود لیے ہوے بیٹے کو وہی حقوق حاصل ہوتے ہین جو اُس بیٹے کو کہ بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہو

اگر بیوہ نے باجازت شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو تو اُسکو تمام وے حقوق حاصل ہونگے جو اُس لڑکے کو جو بعد وفات اپنے باپ کے پیدا ہو حاصل ہوتے ہین حتیٰ کہ اگر بیوہ نے اپنے شوہر کی جایداد کو قبل از گود لینے کے بھی بیع کیا ہے جس سے نقصان متبنیٰ کا متصور رہے تو بیع مذکور جائز نہو گا اِلّا اُس صورت مین کہ وہ بسبب اشد ضرورت عمل مین آیا ہو ۔ ؎

تمثیل

ایک بنگالی ہندو باپ کے جیتے جی لاولد مر جائے اور ایک بیوہ چھوڑ مرے اور اُسکو اجازت متبنیٰ کرنے کی دیجاے اور وہ بیوہ ایک بیٹا باطلاع و رضامندی خسر قبل اسکے کہ خسر جایداد کو کسی اور طور جائز سے علیحدہ کردے یا کہ اُسکے نواسہ بصورت جائز پیدا ہوا ہو گود لے لے تو انتقال مابعد یا پیدا ہونا نواسہ کا متبنیٰ کے دعوی وراثت کو ناجائز نہ کریگا ؎ جو قاعدے کہ اوپر بیان

دو آئے مکھائن طریقہ گود لینے کا

ہوے وے اُس لڑکے سے متعلق ہین جو دتک کے طریقہ سے گود لیا جاے ۔ لیکن ایک اور خاص صورت گود لینے کی بھی ہے جسکو دو آئے مکھائن کہتے ہین اُسکے بموجب متبنیٰ اپنے اصلی کنبے سے جدا تصور نہین کیا جاتا اور اصلی باپ اور اُس باپ کی جایداد کا بھی جسنے گود لیا ہے وارث ہوتا ہے اور اسطور پر وارث ہونے کے باعث سے ادا کرنا قرضہ ہر ایک باپ کا اُسپر واجب ہوتا ہے

؎ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ا ص ۱۵ - اور ۲۰ -

؎ دتک چندریکا مین لکھا ہے کہ شودر کے اگر بعد گود لینے کے ایک صحیح النسب لڑکا پیدا ہو تو وہ اور متبنیٰ لڑکا دونون برابر حصہ پانے کے مستحق ہین چنانچہ یہی قاعدہ ہند کے جنوبی اضلاع مین رائج ہے -

؎ مقدمہ رانی کشنر منی مدعیہ اور راو دونت سنگھ وغیرہ مدعا علیہما مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی جلد ۴ ص ۴۴ -

؎ مقدمہ رام کشن سرکل مدعی اور سری متی دیبی مدعا علیہا مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۳۶۷ - اور ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۱۰۲ مین جو کولبروک صاحب کا قول ہے معائنہ کیا جاے -

اس قسم کے تبنی کے باب مین یہ امتناع نہین ہے کہ اکلوتا بیٹا کیسکو گود نہ دیا جاے [1]
اور اُسکے دو طریق ہین ایک یہ خاص قرارداد ہو جاے کہ لڑکا دونون باپ کا بیٹا گنا جائیگا
اور اِس صورت مین وہ متبنی انت دواے ئکھائن کہلاتا ہے دوسرا طریق ہے کہ لڑکے
کے اصلی باپ کے ہان بعد ہو جانے موتراشی کے تبنی عمل مین آوے اور اُس لڑکے کو
انت دواے ئکھائن کہتے ہین پچھلی صورت مین متبنی کے صرف حین حیات تک شتہ
ہین گود دینے اور گود لینے والون کے رہتا ہے متبنی کی اولاد پھر اصلی خاندان کی طرف
عود کرتی ہے [2] صحیح النسب لڑکا جو بعد رسم تبنی کے پیدا ہو تو اُسکا اور دواے ئکھائن
لڑکے کا حصہ باپ کی جایداد مین بالمضاعف ہوتا ہے [3]

طریقۂ نت۔ طریقۂ انت۔ حصہ متبنی کا بمقابلہ اُس لڑکے کے جو بعد تبنی پیدا ہوا ہو۔

اِس باب مین کہ کِس عمر کے لڑکے کو متبنی کرنا چاہیے بہت مباحثہ ہوا ہے اور
راے جو زیادہ تر صحیح ہے یہ معلوم ہوتی ہے کہ کوئی قاعدہ معین وکلیہ اِس امر کی نسبت
نہین ہے کہ کِس عمر سے زیادہ کا لڑکا گود لینا منع ہے مگر قید یہ ہے کہ بعض کی راے
کے بموجب قبل اسکے کہ حقیقی باپ کے گھر مین موتراشی یا کہ بعض کے بموجب زنار بندی
ہوئی ہو تبنی عمل مین آوے۔

تبنی کس عمر مین چاہیے۔

دت تک ممانسا کی روسے پانچ برس سے زیادہ عمر کا لڑکا گود لینا ممنوع ہے
اگر رسم موتراشی کی اِس عرصہ مین اُسکے اصلی باپ کے گھر ہو چکی ہے تو متبنی احسن طریقہ
مرسوم دت تک نہین ہو سکتا لیکن انت دواے ئکھائن یعنی دونون باپ کا بیٹا
متصور ہوگا اور یہ رسم تبنی کی اُس جگ کے کرنے سے جسکو پتر شٹی کہتے ہین عمل مین آتی ہے
اور اِس عمل سے وہ لڑکا دونون خاندانون کا بیٹا بنتا ہے۔

دت تک ممانسا کے بموجب۔

دت تک چندریکا کے [4] بموجب تین اعلیٰ قوم کے لوگون کے واسطے یہ خصوصیت

دت تک چندریکا کے بموجب۔

---

[1] راجہ شمشیر مل مدعی بنام رانی دلراج کنور مدعا علیہا صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۱۶۹ –

[2] دت تک ممانسا فصل ۶ دفعہ ۱۸ و ۴۲ –

[3] دت تک چندریکا فصل ۵ دفعہ ۲۳ –

[4] اِس باب مین جو اختلاف ہے وہ ترکیب نحو کے اختلاف پر مبنی ہے۔ اصل سنسکرت مین جو لفظ م

کی گئی ہے کہ بعد زناربندی کے بھی اوپن آین کہتے ہین وے گود لے سکتے ہین اور زناربندی موتراشی کے بعد جسکو چوڑاکرن کہتے ہین عمل مین آتی ہے۔ اور شوود رکیواسطے اختیار ہے کہ جب تک لڑکے کا بیاہ نہو جاے اُسوقت تک وہ گود لے سکتا ہے مگران قیود مین شرط یہ ہے کہ رسم زناربندی اور بیاہ کی گود لینے والے باپ کے گھر ہونی چاہیے۔

لیکن تینون اعلیٰ قومون مین درباب تعین زمانۂ زناربندی کے اختلاف ہے — برہمن کا جنیو اُسوقت ہوجانا چاہیے جبکہ وہ آٹھ برس کی عمر کا ہو اسمین دونون باتین اختیاری ہین یعنی یہ عرصہ خواہ روز حمل سے شمار کیا جاے یا روز ولادت سے — چھتریون مین گیارہ برس کی عمر کی قید ہے اور ویش مین بارہ سال کی — علاوہ ازین ان سب کے واسطے دوسرا زمانہ بھی تعین کیا گیا ہے مثلاً زناربندی ایک برہمن کی سولہ برس کی عمر تک ملتوی رہ سکتی ہے چھتریون کی بائیس برس تک اور ویش کی چوبیس برس تک اور یہ عمرین روز حمل سے گنی جاتی ہین۔ یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہ رسم اوپن آین کی ایک مرتبہ ہو جاے تب پھر وہ لڑکا متبنی نہین ہوسکتا — موتراشی جو قبل پانچ برس کی عمر کے ہو اُسکے بعد بھی بموجب دت تک ممانسا دوبارہ موتراشی ہوکر پترشٹی یعنی تبنی ہوسکتی ہے لیکن زناربندی کے بعد رسم تبنی ادا ہوکر دوبارہ زناربندی نہین ہوسکتی۔ ملے

زناربندی کیواسطے تعین اوقات مختلف اقوام مین

ہ چدا ایک ہے اُسکے معنی موتراشی وغیرہ کے ہین اور یہ لفظ مرکب ہے اور مرکب کو بھوبری ہی کہتے ہین جسکی دو قسمین ہین تدگن اور اتدگن یعنی مشتمل اور غیر مشتمل بس جو لوگ کہ اول ترکیب کو اختیار کرتے ہین اُنکے نزدیک بعد موتراشی کے بھی تبنی قانوناً جائز ہے لیکن جو دوسری ترکیب کو صحیح جانتے ہین اُنکے نزدیک یہ امر نہین ہے پہلی ترکیب تو دیوندب بھٹ کے بموجب ہے اور دوسری نند اپنڈت کے بموجب۔

ملے دت تک چندریکا اور دت تک ممانسا کے مترجم نے جو خلاصہ اپنے ترجمہ کے اخیر مین ملحق کیا ہے اُسکے ص ۲۲۵ مین انھون نے اس باب مین شک ظاہر کیا ہے اور معذوری اپنی نسبت حل کرنے اِس مسئلہ کے لکھی ہے گو اُنکی راے یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ امر صحیح نہین ہے لیکن

جو کتابین کہ مختلف اضلاع ہند مین جاری ہین وے اپنے اپنے مقام مین معتبر متصور ہین

اس صورت مین ایک کتاب کو دوسری پر ترجیح دینے کی وجہ صرف مختلف دستورات پر

(تعین عمر تبنی بنگالہ اور جنوبی اضلاع ہند مین بنارس کے بموجب) جو مختلف مقامات مین مروج ہین منحصر ہے پس چونکہ بنگالہ اور جنوبی اضلاع ہند مین زیادہ

عمر مین متبنی کرنا وہان کے دستور مسلمہ کے مطابق ہے لہذا زمانہ تبنی کا تعین بہت وسعت

کے ساتھ تصور کرنا چاہیے [1] اور بنارس مین اسیوجہ سے دت تک ممانسا پر عمل

کرنا چاہیے جسمین کہ متبنی کی عمر کا تعین ہے مگر اس قاعدہ کی نسبت یہ اعتراض ہوسکتا ہے

(اس قاعدہ کی وجہ) کہ اسکے اثبات صحت کے واسطے وجوہ کافی نہین ہین لہذا مناسب یہ ہے کہ اس قاعدہ کی

وجوہ مان لی جائین۔ نظائر جو مین نے فراہم کی ہین انمین کوئی مقدمہ خاص اس

باب مین نہین ہے۔ مقدمہ ۲ جو بنگالہ کا ہے اُس سے یہ امر بالتصریح نہین پایا جاتا ہے

کہ لڑکے کو پانچ برس کی عمر کے بعد گود لینا نہ چاہیے اور میرے نزدیک اس امر سے متعلق

صرف مقدمہ کیرت نراین مدعی بنام مساۃ بھوبی نیسری مدعا علیہا کا ہے جو بموجب دھرم شاستر

(نظائر۔) متمشیہ بنگالہ کے فیصل ہوا [2] اور اُسمین وہ قاعدہ بعد مباحثہ کامل تسلیم ہوا ہے

جسکی رو سے عمر تبنی کو وسعت دی گئی ہے۔ پانچ برس کی قید کا لگاپر ان کے ایک

فقرے کے بموجب ہے [3] مگر اُس فقرے کے صحیح ہونے مین شبہہ ہے۔ دت تک چندریکا

مین اس قید کا کچھ ذکر نہین ہے اگرچہ دت تک ممانسا مین ہے اور یہ دت تک ممانسا

---

* قطع نظر اس بات کے کہ کوئی حوالہ اس مسئلہ کی تائید مین نہین ہے صرف یہی امر کہ زنار بندی دوسرا جنم ہے ایک قطعی دلیل اس مسئلہ کے صحیح ہونے کی ہے لیکن پدر حقیقی کے خاندان مین زنار بندی ہو جانے کے بعد کہ اُس سے دوبارہ جنم ہونا مراد ہے تبنی نہین ہوسکتی۔

[1] جنوبی ہند کے عالمون کے بموجب جو عمر گود لینے کے واسطے تعین ہے اُسکی بحث اصول دھرم شاستر کے ص ۷۵۔ اور اُسی کے خلاصہ کے ص ۵۰ مین معائنہ کیجائے۔

[2] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۱۶۱۔

[3] خلاصہ جلد ۳ ص ۲۲۸۔

بنارس مین رائج ہے تو اُس قاعدہ کی تعمیل جسکی رو سے عمر متبنی پانچ سال ہے ضلع بنارس مین ہو گی نہ بنگالہ یا دکھن مین کیونکہ بنگالہ اور دکھن مین یہ قاعدہ صرف ناجائز ہی نہین ہے بلکہ اُس سے انکار ہے اور پانچ برس سے بہت زیادہ عمر کا لڑکا اکثر گود لیا جاتا ہے۔

بنارس مین مانسا کے مسئلہ کو ترجیح ہے اور اور بنگالہ مین چندریکا کے مسئلہ کو

بنگالہ مین کوئی خاص مستند کتاب تبنی کے باب مین نہین ہے لیکن جب اِس باب مین مابین دت تک مانسا اور دت تک چندریکا کے اختلاف ہے تو دت تک چندریکا کے مسئلہ کے بموجب بنگالہ مین تعمیل ہوتی ہے مثلاً حصہ تقسیم ترکہ مین جو باہم متبنی اور پسر صلبی کے ہو[1] علاوہ اسکے اور بھی تمثیلین لکھی جاسکتی ہین۔ اگر یہ تصور کیا جاے کہ جو دلائل اِس جگہ لکھی گئی ہین وہ استخراج نتیجۂ مذکورۂ بالا کے واسطے کافی نہین ہین تو بھی اِس امر پر بحث کیجاسکتی ہے کہ بنگالہ کے پنڈت کو اختیار ہے کہ چاہے جس کتاب کے بموجب کاربند ہو اور اگر وہ اُس قاعدے کو جسمین عمر متبنی کو وسعت ہے بدین نظر کہ اُسمین قید کم ہے اختیار کرے تو قابل اعتراض نہین ہے۔ مصنف توضیحات دھرم شاستر بنگالہ کی راے مسئلۂ وسعت عمر تبنی کے خلاف معلوم ہوتی ہے[2]

مباحثہ کا ذکر نمبر

وہ کہتا ہے کہ گوپی ناتھ دت کے مقدمہ مین کل پنڈتون کی راے جنسے اُسکے باب مین استفسار کیا گیا یہ تھی کہ اِس امر کا ثبوت نہایت ضرور ہے کہ اُسکی عمر پانچ برس سے کم تھی۔ اور مصنف مذکور اُس کیفیت کا بھی حوالہ دیتا ہے جو مقدمہ کیرت نراین مجی بنام مسماۃ بھوبھی نیسری مدعا علیہا منفصلۂ صدر دیوانی عدالت سے متعلق ہے مگر اول مقدمہ کی نسبت یہ واضح ہو کہ ایسا معلوم نہین ہوتا کہ فی الواقع پنڈتون کی کوئی راے حسب ضابطہ طلب کی گئی ہو اور دوسرے مقدمہ کے باب مین یہ معلوم نہین ہوتا کہ کس نے وہ کیفیت لکھی ہے۔ مصنف مذکور نے دوسرا قاعدہ یہ قرار دیا ہے کہ بعد رسم موتراشی کے کسی قوم مین تبنی نہین ہو سکتی لیکن جو کچھ کہ اِس باب مین اوپر لکھا گیا ہے اُس سے واضح ہو گا کہ لفظ موتراشی کی جگہ لفظ زناربندی

---

[1] دار بھاگ ص ۱۵۵۔

[2] ص ۱۴۴۔

لکھنا درست ہوتا اور یہی مسئلہ درست متصور کیا جا سکتا تھا اگر اُسمین یہ شرط ہوتی کہ اگر موتراشی پانچ برس کی عمر سے پیشتر عمل مین آچکی ہے تو وہ رسم گود لینے والے باپ کے ہان دوبارہ ہو سکتی ہے اور متبنیٰ آنت دو آئے مکھائن کہلائیگا۔ میوکھ کے بموجب جو مرہٹون کے نزدیک نہایت معتبر کتاب ہے عمر کی قید صرف اُسی صورت مین لحاظ کیجائیگی جہان کہ کچھ رشتہ نہین ہے لیکن جبکہ کوئی سگوتر یعنی رشتہ دار یکجدی متبنیٰ کیا جاسے تو اُس صورت مین اُسکا جوان اور کتخدا اور صاحب اولاد ہونا مانع تبنی نہوگا[1] متھلا مین جہان کہ کری تریم کا طریقہ جاری ہے[2] وہان کوئی امر بجز قومیت کے مانع نہین ہے قومیت طرفین کی یکسان ہونی ضرور ہے اِس طریقہ کے بموجب کوئی قید عمر کی نہین ہے اور نہ کوئی شرط ادائے رسوم کے واسطے ہے[3] یہان تک کہ کیشب مصر دوایت پر ہی شششٹ مین جہان کہ اُنھون نے یہ طریقہ گود لینے کا بیان کیا ہے لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے خاص بھائی کو بھی گود لے سکتا ہے[4] اور نیز اپنے باپ کو۔ لیکن وہ اور اُسکی اولاد بعد رسم تبنی کے اُسکے اصلی کنبے مین شمار ہوگی اور اُسکو ورثہ اپنے کنبے کی جایداد کا[5]۔ اور بھی اُس باپ کی جایداد کا

گود لینا بعد زنار بندی نہین ہو سکتا مگر موتراشی کے بعد پانچ برس کی عمر کے اندر ہو سکتا ہے

اگر رشتہ دار متبنیٰ کیا جاسے تو رشتون مین عمر کی قید نہین ہے

کری تریم طریقہ مین بھی یہ قید نہین ہے

اس طریقہ کے بموجب بھائی یا باپ متبنیٰ ہو سکتا ہے۔

کری تریم متبنیٰ کا استحقاق وراثت اُسکے اصلی کنبہ سے نہین جاتا رہتا ہے اور دونون کنبہ مین اُنکا حق وراثت پہونچتا ہے

---

[1] رپورٹ بمبئی جلد ا ص ۱۹۵۔

[2] بنگالہ مین اِس قسم کا گود لینا مطلق مروج نہین ہے مگر تنبیہ متعلقہ خلاصہ صدر لینڈ صاحب ص ۲۲۱۔ اور مقدمۂ اُمان وت مدعی بنام کنھئی سنگھ مدعا علیہ مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۱۴۴ کو دیکھو۔

[3] مقدمۂ کلیان سنگھ مدعی بنام کرپا وغیرہ مدعا علیہما کو رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ا ص ۹ مین معائنہ کرو۔

[4] مقدمۂ بابو رنجیت سنگھ مدعی بنام ادبھائی نراین سنگھ مدعا علیہ جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۲۴۵ مین مرقوم ہے بالعکس مسئلہ کے راے قرار پائی ہے لیکن حوالے جو پنڈتون نے بتائید اِس مسئلہ کے اِس مقدمہ مین دیے ہین وے دتک طریقہ تبنی سے متعلق ہین۔

[5] خلاصہ جلد ۳ ص ۲۷۶۔

جسنے اُسے گود لیاہے ملیگا۔ [1]

ایک اور خاص امراس قسم کے طریقے گود لینے مین یہ ہے کہ اگرایک بیوہ اِس طریقے کے بموجب متبنیٰ کرے تو وہ اُسکے شوہر کا متبنیٰ نہ تصور کیا جائیگا گوکہ شوہر نے پیشتر اپنی اجازت دے دی ہو۔ [2]

جو متبنیٰ کہ بیوہ کرے وہ اُسکے شوہر کا بیٹا نہ خیال کیا جائیگا

خاص رضامندی اُس شخص کی جسے گود لینے کے واسطے نامزد کیا ہو حین حیات گود لینے والے کے حاصل کرنی چاہیے [3] یہ واسطہ کری تریم متبنیٰ کا جیساکہ ابھی مذکور ہوا صرف گود لینے والے کی ذات سے تعلق رکھتا ہے یعنی اسطرح کا متبنیٰ گود لینے والے کے باپ کا پوتا نہین تصور کیا جاسکتا نہ اُس متبنیٰ کا بیٹا اُسکے باپ کا پوتا متصور ہوگا اور چونکہ جاگیلاک کے بموجب ترتیب ورثہ مین اُسکا نوان درجہ ہے لہذا قرابتاً وارث نہین ہوسکتا۔ [4]

متبنیٰ کی خاص رضامندی ضرورہے

اسواسطے سے حق ارث لازم نہین آتا۔

اِس امر کا ابھی بیان ہوچکا ہے کہ جس شخص کے بیٹا یا پوتا یا بیٹے کا پوتا ہو وہ شخص گود نہین لے سکتا اور اِس سے یہ نتیجہ مستخرج ہوسکتا ہے کہ اگرایک شخص کے بیٹا اور بڑے بیٹے متوفی کا ایک بیٹا ہو تو وہ شخص اپنے بیٹے کو گود دے سکتا ہے [5] کسواسطے کہ وہ صرف اپنے ہی بیٹے کا باپ خیال نہین کیا جاسکتا بلکہ متوفی بیٹے کا بیٹا بھی بہر صورت اُس سے تعلق فرزندی رکھتا ہے اور قائم مقام بڑے بیٹے کا ہے وت تاک مماتسا کی روسے اگر صرف دو بیٹے ہون تو اُن مین سے ایک کا دیدینا

جس شخص کے بیٹا اور پوتہ ہو وہ بیٹے کو گود دے سکتا

[1] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۳۰۷۔

[2] رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۲ ص ۲۷۔

[3] ایضاً ص ۱۷۳۔

[4] خلاصہ جلد ۳ ص ۲۷۶۔

[5] اِس صورت مین وہ مسئلہ جس کے بموجب دو بیٹون مین سے ایک بیٹا گود دینا منع ہے صادق آئیگا لیکن باوجود اس امر کے گود لینا ایسے لڑکے کا جائز ہوگا۔

منع ہے مگر یہ مسئلہ صرف نصیحتاً لکھا گیا ہے نہ حکماً۔

دو آدمی ایک ہی شخص کو گود نہین لے سکتے۔

دو شخص ایک لڑکے کو متبنی نہین کرسکتے اکثر لوگون کو یہ خیال ہے کہ دو بھائی ایک ہی شخص کو گود لے سکتے ہین مگر یہ محض غلط ہے ؎۱ اور ظاہرا یہ امر بوجہ غلط فہمی قول منو مرقومۂ ذیل کے فرض کیا ہے قول مذکور یہ ہے "اگر چند حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی کے بیٹا پیدا ہو تو منو کہتے ہین کہ وے سب اس لڑکے کے باپ تصوّر کیے جائینگے" ؎۲ لیکن اس قول سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ دو یا زیادہ بھائی ملکر اپنے بھتیجے کو بھی گود لے لین البتہ ایک بھائی کا متبنی لڑکا اپنے باپ کے سب بھائیون کے مورثون کو پانی دے سکتا ہے اور صرف اس معنی کر کے وہ اُن سب کی نسبت بھی فرض پسری ادا کرتا ہے اگر در صورت ہونے قریب تر وارثون کے یہ متبنی اپنے گود لینے والے کے بھائیون کا ترکہ نپاویگا۔

دت تنک بیٹا قرابتاً قائم مقام ہوتا ہے لیکن ہندو کی جائداد کا وارث نہین ہوسکتا۔

ایک اور امر جسمین بہت مباحثہ ہوا ہے یہ ہے کہ ایک لڑکا جو دت تنک طریقہ کے بموجب متبنی کیا جاے قرابتاً اور بھی نسلاً قائم مقام ہوسکتا ہے یا نہین مگر یہ امر ابتوجہ احسن طے ہوچکا ہے کہ دونون صورتون مین اُسکی قائم مقامی ممکن ہے یہ سچ ہے کہ جمتواہن نے دایبھاگ مین یہ بحث کی ہے کہ بیٹا جو دت تنک طریقے کے بموجب متبنی کیا جاے وہ اپنے باپ کے رشتہ دارون کی حقیت کا وارث نہین ہوسکتا مگر چونکہ یہ مسئلہ قول منو کے خلاف ہے لہذا معتبر نہین گنا جاتا ہے ؎۳ لیکن واضح ہو کہ ایک بیٹا جو اسطرح متبنی کیا جاے اُسکو ہندو کے مال پر قانوناً

؎۱ توضیحات دھرم شاستر کا ص ۴۷۳۔

؎۲ یہ امر خلاصہ جلد ۳ ص ۲۶۶ مین منقول ہے۔

؎۳ توضیحات دھرم شاستر کے ص ۱۲۸ مین اس امر کا بیان بہت مفصل ہے۔ اور بھی مقدمہ شام چندر اور رود رچندر مدعیان بنام نرائنی دیبی اور رام کشن راے مدعا علیہما (جو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۲۰۹ مین مرقوم ہے) دیکھا جاے۔

مثال -

دعویٰ نہین پہونچ سکتا ہے مثلاً اگر ایک عورت جسے بابت اپنے باپ کی وراثتاً ملی ہو لڑکا باجازت اپنے شوہر کے گود لے تو وہ بعد وفات اُس عورت کے مستحق ملکیت کو کا نہوگا بلکہ وہ ملک اُس عورت کے باپ کے بھتیجے کو ملیگی بشرطیکہ کوئی اور قریب تر وارث نہو - یہ امر ایک مقدمہ مین جو صدر دیوانی عدالت سے حال مین فیصل ہوا ہے منقح ہو چکا ہے [1] یہ بخوبی واضح نہین ہے کہ دختر کا متبنیٰ بیٹا اپنے نانا کی جایداد کے ورثہ سے کیون خارج کیا گیا ہے حال آنکہ بیٹے کے متبنیٰ کا حق وراثت نسبت ترکہ

وجہ جسکی رو سے وہ متبنیٰ لڑکی کے جایداد کا وارث نہین ہو سکتا

قرابت دارون کے تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ہندوون کے جملہ واضعان قانون نے ناناکو رشتہ دارون مین شمار کیا ہے مگر وجہ اِسکی یہ ہے کہ پچھلی صورت مین متبنیٰ ایک ایسے شخص کا بیٹا ہو جاتا ہے جسکی نسل ناناکی نسل سے مختلف ہے -

وجہ اسکی کہ دت تک کے قرابتاً وارث ہونے مین کیون اختلاف واقع ہوا ہے

اختلاف راے اِس باب مین آیا کہ ایک شخص جو بموجب طریقۂ دت تک کے متبنیٰ کیا جاے وہ گود لینے والے کے رشتہ دارون کا وارث ہے یا نہین اسوجہ سے واقع ہوا ہے کہ بارہ قسم کے بیٹون کی ترتیب مین اختلاف ہے - بعض واضعان قانون کی راے ہے کہ منو نے دت تک کو اُن پہلے چھہ قسم کے بیٹون مین داخل کیا ہے جنکو حق وراثت قرابتاً پہونچتا ہے اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُنھون نے اُسکو اُن اخیر چھہ قسم کے بیٹون مین شمار کیا ہے جو صِرف نسباً وارث ہو سکتے ہین اس باب مین جو مختلف قول ہین اُنکا ذکر دو آیت نرفی مین مندرج ہے اور مصنف کتاب ہٰذا کو ر نے اپنی راے بھی بہ تسلیم استحقاق دت تک لکھی - قوانین منو کا جو سر ولیم جونس صاحب نے ترجمہ کیا ہے اُسمین دت تک اول چھہ قسم کے بیٹون مین داخل ہے اور جبکہ اِس معاملہ کی بحث سوپریم کورٹ مین درپیش تھی اُسوقت کُل ہندوستان کے اکثر پنڈتون نے جنسے اِس باب مین استفسار ہوا تھا یہ راے دی تھی کہ دت تک قرابتاً وارث ہونے کا مستحق ہے [2] مصنف دت تک چندریکا جو اکثر اقوال مخالف کا

ذکر مختلف قولون کا اِس باب مین

[1] مقدمہ گنگا بائی مدعیہ بنام کشن کشور وغیرہ مدعا علیہم رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ص ۱۲۸ مین دیکھو

[2] یہ سوال صدر دیوانی عدالت نے کل اپنی ماتحت عدالتون کے پاس بھیجا تھا کہ وے اپنے اپنے

تصفیہ کرتا ہے اِس باب مین اُسکی یہ راے ہے کہ اِس امر کا فیصلہ چال و چلن مدعی پر منحصر رکھنا چاہیے مگر درحقیقت یہ قاعدہ بہت صحیح نہین ہے۔ ـــلہ

۵ پنڈتون سے اِسکا جواب استفسار کرین۔ توضیحات دھرم شاستر ص ۱۶۱۔

ـــلہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس جگہ تجویز اُس مقدمہ کی جو ۳۰- اپریل ۱۸۲۱ء کو فیصل ہوا لکھی جاے اُس سے امر مذکورۂ بالا کی تنقیح ہوتی ہے اور تبنی کے آئین عامہ سے متعلق ہے اُسی سال مین اور اور فیصلے جو صدر دیوانی عدالت مین ہوے اُنکے ساتھ اِس مقدمہ کی رپورٹ طبع نہین ہوئی اور چونکہ یہ مقدمہ بڑا ہے تو اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سہواً یہ مندرج نہو۔

اپیلانٹ اِس مقدمہ مین گورہری کبراج شیو پرشاد چودھری نابالغ کا ولی تھا اور مسماۃ رتنیسری دیبی کرونا کنت راے کی والدہ مدعا علیہا تھی کرونا کنت راے بھی نابالغ تھا۔

ابتداءً یہ مقدمہ اپیلانٹ نے بنام کاشی کنت راے کے مرشد آباد کی پروفشل کورٹ مین ۱۴- مارچ ۱۸۱۶ء کو دائر کیا تھا اِس غرض سے کہ زمینداری پرگنۂ ناہرپور اور ضلع راج شاہی کی حضوری قسمت تالگاچی و جگنا تھ پور وغیرہ مین تین آنہ کے حصہ پر قبضہ ملے اور تعین نالش بہ تعداد ۱۰۰۵۱ محاصل مشخصہ سالانہ کے کیا گیا تھا عرضی دعویٰ کا مضمون یہ تھا کہ راجہ مہندر نراین کے پانچ بیٹے تھے یعنی رام اندر نراین و رب اندر نراین و جادب اندر نراین و منی اندر نراین و اوپندر نراین۔ انمین سے جادب اندر نراین اور منی اندر نراین و اوپندر نراین لاولد مر گئے جبکہ مہندر نراین نے وفات پائی تو حصہ چھ آنے اُسکی حقیت زمینداری پرگنۂ ناہرپور سے ایک نصف انندا اندر نراین کو جو رام اندر نراین کا متبنی تھا اور شیو پرشاد نابالغ کا باپ ملا اور بقیہ نصف حصہ بھروپ اندر نرائن کو جو کہ متبنی رگھو اندر نراین ولد رب اندر نراین کا تھا وراثتاً ملا۔

انندا اندر نراین چودھری نے اپنے تین آنے کے حصے مین سے پانچ پائی کا حصہ بیع کیا اور باقی اپنے قبضہ مین رکھا۔ بھروپ اندر نراین ۱۲۰۲ بنگلہ مین مر گیا اور اپنی زوجہ جگدیسری اور بن مالی دیبی دختر چھوڑ مرا۔ جگدیسری اپنے شوہر کی جایداد پر قابض ہوئی اور اُسکا نام بطور مالک حصۂ شوہری کے رجسٹر مین مندرج ہوا اور اُسنے ۱۲۱۴ بنگلے مین مدعا علیہ کے ساتھ بن مالی اپنی دختر سے جبکہ اُسکی عمر نو برس کی تھی شادی کر دی۔ پھاگن مہینہ کی ۲۷- تاریخ ۱۲۱۳ بنگلہ کو

یہ امر صاف ہے کہ ایک شخص حین حیات ایک متبنیٰ کے دوسرا متبنیٰ نہین کرسکتا-

مع قبل بالغ ہونے کے بن مالی نے وفات پائی اور اُسی سال مین ۱۷ تاریخ جیٹھ کو جگدیسری بھی بھی فوت ہوئی - چونکہ شیو پرشاد مستحق سرادھ کرنے اور جگدیسری کی جایداد پر وارث ہونے کا تھا لہذا اُسنے صاحب کلکٹر کے ہان سوال گذرانا کہ اُسکا نام بطور مالک جایداد متوفیہ کے مندرج رجسٹر کیا جاے مدعا علیہ نے اِس باب مین عذر پیش کیا اور بیان کیا کہ سنہ ۱۲۰۰ بنگلہ مین جگدیسری نے اپنی زمینداری اور اور ملکیت مجھے اور میری زوجہ بن مالی کو ہبہ کردی تھی لہذا اُسپر قبضہ پانے کا مین مستحق ہون مدعا علیہ کے مقابلہ مین ایک شخص ایشر چند نے بھی اِس بنا پر دعویٰ کیا کہ مین متوفیہ کا متبنیٰ ہون لہذا میرا نام رجسٹر مین داخل ہو - صاحب کلکٹر نے شیو پرشاد کی درخواست نامنظور کی اور حکم دیا کہ بموجب ہبہ نامہ مشروط مدعا علیہ کے گو وہ ہبہ نامہ خلاف شاستر کے ہے اُسکا نام جگدیسری کی زمینداری کی نسبت مندرج ہو اور شیو پرشاد اور ایشر چند کو ہدایت ہوئی کہ عدالت دیوانی مین اپنا دعویٰ پیش کرین - ایشر چند نے ضلع کی عدالت مین بولایت گنگارام بھادری اپنا دعویٰ پیش کیا اور ڈگری حاصل کی مگر جبکہ پروینشل کورٹ مین اسکا اپیل ہوا تو ڈگری منسوخ ہوئی اور ایشر چند کا دعویٰ متبنیٰ ہونے کا نامنظور کیا گیا بعد ازان یہی فیصلہ صدر دیوانی عدالت نے بھی بحال رکھا اور ۴ - فروری سنہ ۱۸۱۳ء کو عدالت مذکورہ نے حکم صادر کیا کہ شیو پرشاد اپنا دعویٰ وراثت اُس جایداد پر جو جگدیسری چھوڑ مری ہے عدالت ضلع یا پروینشل کورٹ مین پیش کرے اُس وقت فیصلہ اِس امر کا ہوگا کہ آیا ہبہ نامہ جسکو کاشی کنت راے نے پیش کیا ہے بموجب شاستر جائز ہے یا نہین - سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ مین بن مالی کا بیاہ کاشی کنت کے ساتھ ہوا اور ہبہ نامہ جو مدعا علیہ نے باظہار تحریر ہونے اُسکے منجانب جگدیسری بنام اپنے اور اپنی زوجہ بن مالی کے پیش کیا وہ مورخہ ۲۳ - اساڑھ سنہ ۱۲۰۸ بنگلہ کا تھا - جگدیسری اپنے حین حیات یعنی ماہ جیٹھ سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ تک اپنی جایداد پر قابض رہی اُس زمانہ مین کاشی کنت راے کو اُس سے کچھ علاقہ نہ تھا اور نہ کبھی ہبہ نامہ کا ذکر درپیش ہوا اور نہ اُسکو اُس وقت تک منصب اداے رسوم کریا کرم کا حاصل نہ تھا شرط جو اُس ہبہ نامہ مین لکھی تھی اُس سے ظاہر ہوا کہ وہ ہبہ نامہ بنام کاشی کنت اور بن مالی بشرط حاملہ ہونے بن مالی کے عمل مین آیا تھا یہ امر بہت مشتبہ بلکہ مع

دت تک میمانسا مین لکھا ہے کہ ایک شخص آپتر یعنی جسکے بیٹا نہو وہ ہے جسکے کوئی بیٹا

۴ قرین قیاس نہین معلوم ہوتا کہ بن مالی کے حاملہ ہونے کا خیال پانچ برس پیشتر اُسکے بیاہ کے ذہن مین گذرا اور اُس ہبہ نامہ مین درج کیا گیا ہو۔ وثیقہ جسکی رو سے جگدیسری نے اپنی وفات کے بعد اپنی جایداد کو مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ مسماۃ بن مالی کو ہبہ کیا ناجائز ہے کیونکہ شاستر کی رو سے جگدیسری کو اپنی جایداد بذریعۂ بیع یا ہبہ انتقال کرنے کا اختیار نہ تھا علاوہ ازین بن مالی نے حین حیات جگدیسری کے وفات پائی لہذا حق وراثت اُسکا جاتا رہا۔ اور اُسکے بموجب ایک اقرار نامہ کے جو سابق مین مابین آنند اندر نرائن پدر شیو پرشاد اور بہروپ اندر نراین شوہر جگدیسری کے وقوع مین آیا اُسمین یہ شرط ہوئی تھی کہ کوئی دونون مین سے ایک اگر لاولد مرجاے تو اُسکا مال وجایداد جو زندہ رہے اُسکو اُسکے وارثون کو ملے لہذا ہر صورت سے شیو پرشاد جگدیسری کی جایداد پانے کا مستحق ہے مدعا علیہ نے جواب مین بیان کیا کہ جب راجہ مہنار نراین کے پانچ لڑکون مین سے تین لاولد مرگئے تو رب اندر نراین دادا بہروپ اندر نراین شوہر رانی جگدیسری کا اور رام اندر نراین شیو پرشاد کا دادا جیسا کہ مدعی کا بیان ہے تاہر پور کے چھ آنہ حصہ پر قابض ہوے۔ رب اندر نراین کی وفات کے بعد حصہ تین یعنی چھ آنہ کا نصف رگھا اندر نراین کو وارثاً پہونچا اور اُسکی وفات کے بعد بہروپ اندر نراین اُسکا وارث ہوا اور جب وہ لاولد مرگیا تو وہ حصہ اُسکی زوجہ مسماۃ جگدیسری کو ملا۔ بقیہ تین آنہ کا حصہ آنند اندر نراین کو بذریعۂ ہبہ منجانب رانی لکھی زوجۂ رام اندر نراین اور بموجب ایک اقرار نامہ کے جسکا تحریر ہونا منجانب بہروپ اندر نراین کے بیان ہوا ملا۔ مگر متبنی کے استحقاق کی رو سے جایداد مذکور آنند اندر نراین کو نہین ملی اسواسطے کہ رانی لکھی نے بعد وفات اپنے شوہر کے حسب اجازت محصلہ حین حیات اُسکے اول ایک شخص مسمے رودر نراین کو گود لیا اور جب رودر نراین نے وفات پائی تو آنند اندر نراین کو گود لیا یہ امر بلا اجازت شوہر کے اور شاستر کے خلاف تھا اسی وجہ سے اُسنے اپنی جایداد اُسے ہبہ کردی اسطور پر متبنی کرنا کبھی شاستر کی رو سے جائز نہین ہوا ہے نہ برہمنون اور اور ہندو کی اقوام کے دستور کے مطابق ہے لہذا ایک نالش مابین بہروپ اندر نراین اور آنند اندر نراین کے ضلع کی عدالت مین دائر ہوئی اور وہان سے صدر دیوانی عدالت مین نوبت بہ اپیل پہونچی چنانچہ بموجب بیوستہ پنڈت عدالت ضلع کے باتفاق جسکے پانچ بیوستہ مدخلہ بہروپ اندر نراین کے تھے ایسا گود لینا ناجائز م

پیدا نہ ہوا ہو یا جسکا بیٹا مر گیا ہو کیونکہ سانکھہ کا قول یہ ہے کہ وہ جسکے کوئی لڑکا پیدا

قرار پایا مگر ضلع کے صاحب جج نے اور پنڈتون کے بیوستون پر جو آنند اندر نراین نے پیش کیے تھے ۴
عمل کر کے آنند اندر نراین کے حق مین بتاریخ ۳۰ - جون ۱۸۶۹ع اس حکم سے ڈگری صادر کی کہ رانی
لکھی کا مطلب اِس ہبہ نامہ کی تحرسے یہ تھا کہ کسی طور سے آنند اندر نراین کو اُسکے بعد جایداد
ملجاوے خواہ گود لینے کی رو سے یا ہبہ نامہ کے بموجب اور اگر بعد اُسکی وفات کے دربارۂ دوبارہ
گود لینے کے کوئی تنازع ہو تو اُس صورت مین ہبہ کی رو سے آنند اندر نراین کو جایداد ملنے مین
کچھ شک نہ رہے - مگر عدالت اعلی نے آنند اندر نراین کا متبنی ہونا ناجائز ٹھہرایا اور صرف ہبہ نامہ
اور اقرار نامہ کی رو سے جنکی صداقت کی تحقیقات نہین کی گئی اُسکو جایداد پر قابض ہونے کی
اجازت دے - علاوہ اِسکے بالفرض اگر ایسا گود لینا جائز ٹھہرایا جاسے تو بھی شخص متبنی کا استحقاق صرف
اُس جایداد پر جو اُسکے گود لینے والے باپ کی ہے پہونچتا ہے اور اُسکا کوئی دعوی گود لینے والے
باپ کے کنبے یا قرابت وارون کی جایداد پر نہین ہے لہذا شیو پرشاد کو منجملہ جایداد متنازع کے حصہ
۳ - آنے کی نسبت کچھ حق نہین پہونچتا بعد ازان حاکم عدالت مذکور نے لکھا کہ اصل حال مقدمہ کا حسب
شرح ذیل ہے یعنی برہمنون مین یہ رسم ہے کہ جب کلین ایک نیچے خاندان کی لڑکی سے بیاہ
کرتا ہے تو مایہ کثیر معاوضہ مین لیا کرتا ہے چنانچہ ۱۲۴۵ بنگلہ مین رانی جگدیسری زوجہ بھروپ اندر نراین نے
جو ایک نیچے خاندان کی لڑکی تھی اپنی لڑکی بن مالی کے ساتھ مدعا علیہ سے کہ کلین کی ذات مین سے
ہے بیاہ کرنا چاہا اور اُسنے اپنے مال اور زمینداری کو اپنی لڑکی بن مالی دیبی اور مدعا علیہ کے نام
ہبہ کردی اور یہ امر تمام کنبہ اور آنند اندر نراین کی آگہی اور رضامندی سے عمل مین آیا مگر بباعث
اُنکی صغر سنی کے رانی مذکورہ نے ایک اقرار نامہ بطور وصیت کالی کنت رائے مدعا علیہ کے باپ
کے نام لکھدیا اور اُسکو اختیار دیا کہ تا زمانہ اُنکی نابالغی کے وہ جایداد کو اپنے اہتمام مین رکھے
۱۲۵۱ بنگلہ مین رانی مذکورہ نے وفات پائی اور بعد تحریر اور رجسٹری ہو جانے اِس ہبہ نامہ کے
انند اندر نراین بھی ۱۲۶۲ بنگلہ تک زندہ رہا اگر وہ اپنے تئین رانی جگدیسری کی جایداد کا
وارث سمجھتا تو بلاشک وہ اُسی وقت یا بعد ازان کسی وقت اپنے حین حیات اِس امر کی نسبت
معترض ہوتا مگر اُسنے ایسا کبھی نہ کیا - رانی جگدیسری کی وفات کے بعد گنگا رام بہادری مدعی کے ۴

نہین ہوا ہے یا جسکا لڑکا مر گیا ہے اور وہ لڑکے کے واسطے برت بکھار کر الخ"۔ له لیکن

ہم چچا نے بنود رام رائے کو جو پرگنۂ مذکورہ بالا مین دس آنے کے حصہ کا مالک ہی اپنا کر اور سازش مین شریک کرا کے ایک اجازت نامہ گود لینے کے واسطے اور ہبہ نامہ اور اور کاغذ جعلی بنائے اور اول انھون نے مدعا علیہ پر یہ نالش کی کہ الیشر چندر رانی کا متبنی بیٹا ہے مگر یہ دعوی عدالت سے نامنظور ہوا لہذا یہ مقدمہ جواب فریقاً اس بنا پر دائر ہوا ہے کہ شیو پرشاد وارث اور مستحق جایداد موہوبہ رانی کا ہے بالکل خارج از سماعت ہے بسبب عدم جواز تبنی آنند اندر نراین کے دعوی شیو پرشاد کا نسبت جایداد ورانی جگد بیسری کے باطل ہے اور چونکہ رانی نے قبل ولادت شیو پرشاد کے اپنی جایداد کو مدعا علیہ اور اُسکی زوجہ کے نام ہبہ کر دیا تھا لہذا رانی کے مرتے وقت وہ جایداد رانی کی نہ تھی علاوہ اِسکے مدعا علیہ نے خاص اپنے پاس سے زر رہن جایداد مذکور کا جو بھروپ اندر نراین کے زمانہ سے رہن چلی آتی تھی ادا کیا اگر رہن سے نہ چھوڑائی جاتی تو بیع ہو جاتی۔ جعلی ہونا اقرارنامہ مدعا علیہ مدعی کا اس وجہ سے کہ وہ مورخہ ۱۱ بھادون سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ کا ہے ظاہر ہے۔ آنند اندر نراین کے متبنی ہونے کا مقدمہ مابین آنند اندر نراین اور بھروپ اندر نراین مدعا علیہ ضلع راج شاہی کی عدالت مین ۱۳۔ اساڑھ سنہ مذکور کو فیصل ہوا بعد ازان پروونشل کورٹ اور آخر صدر دیوانی عدالت سے ۹۔ آسن سنہ [illegible] بنگلہ کو مقدمۂ مذکور نے انفصال پایا اگر یہ اقرار نامہ اصلی اور آنند نراین مع

له ص ۲۔ ایک بیوستہ مین مسئلہ بالعکس ہے اور اُسکی تائید مین ایک اشلوک کا حوالہ دیا ہے جسکو منو کا قول کہتے ہین مگر وہ اُسکے آئین مین کہین نہین ہے "بہت سے بیٹون کی اسواسطے آرزو ہوتی ہے کہ کوئی اُنمین سے گیا کو جاے"۔ لیکن یہ قول خاص صحیح النسب بیٹون کی نسبت ہے۔ مقدمۂ گوری پرشاد راے مدعی بنام جے مل مدعا علیہ کو صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۳۶ مین دیکھو اور رپورٹ مذکور کے ص ۲۴۴ سے جو کولبروک صاحب نے ایک تنبیہ ملحق کی ہے اُسمین اُنھون نے بیان کیا ہے کہ جائز ہونا دوسرے متبنی کا جبکہ ایک اور بیٹا خواہ صلبی یا متبنی زندہ ہو ایسا امر ہے جسکی نسبت بڑے بڑے مصنفون کا اختلاف راے ہے۔ جگناتھ اپنے خلاصہ مین اسکو جائز تصور کرتا ہے اور دت تک مانسا مین جو بڑی معتبر کتاب ہے جگناتھ کی راے کے خلاف ہے۔

ایک آدمی جسکے بیٹا ہو یا متبنی ہوا اور وہ مرجاے تو وہ اپنی زوجہ کو ایک اور متبنی کرنے کی اجازت دے سکتا ہے

معلوم ہوتا ہے کہ اِس امر کو سب تسلیم کرتے ہین کہ اگر ایک شخص کے صحیح النسب بیٹا ہو

ہ کے قبضہ مین ہوتا تو وہ اُسکو بلا شک کسی عدالت مین پیش کرتا اور چونکہ مقدمہ مابین آنند اندر نراین اور بھروپ اندر نراین کے سنہ ۱۲۲۰ بنگلہ تک دائر رہا تو یہ امر بدرجہ غایت خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے کہ اقرار نامہ سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ مین تحریر ہوا ہو - آنند اندر نراین بھی اُس زمانہ مین نابالغ تھا اور اکثر مقدمے عدالت دیوانی و فوجداری اور کلکٹری مین جایداد کی بابت مابین بارہ برس یعنی سنہ ۱۲۲۰ بنگلہ سے سنہ ۱۲۳۲ بنگلہ تک رجوع ہوے اور اِس مدت مین رانی جگدیسری زندہ تھی مگر کبھی ذکر ایسے اقرار نامہ کا نہین آیا نہ کبھی اُسپر رجسٹری ہوئی اور نہ وہ سابق مین کبھی پیش کیا گیا -

مدعا علیہ کے مرنے کے بعد اُسکی زوجہ مسماۃ رتنیسری دیبی یعنی کرونا کنت راے کی ماں بقائم مقامی متوفی مقدمہ ہذا مین مدعا علیہا گردانی گئی -

مدعی نے جواب مین بیان کیا کہ رام اندر نراین شیو پرشاد نابالغ کا دادا اور اُسکا بھائی رب اندر نراین دونون شامل اور بالاتفاق رہتے تھے رب اندر نراین نے وفات پائی اور اپنے بیٹے رگھو اندر نراین کو وارث چھوڑا اور رام اندر نراین اپنی بیوہ مسماۃ لکھی ایشری جسکو اُسنے ایک بیٹا گود لینے کی اجازت دے دی تھی چھوڑ مرا کاتک کے مہینے سنہ ۱۲۱۱ بنگلہ مین رگھو اندر نراین مرگیا اور ایک بیوہ مسماۃ سُرستی چھوڑ مرا اور وہ بشمول لکھی ایشری دادی شیو پرشاد نابالغ کے ہمراہ بالاشتراک جایداد پر قابض رہی - مسماۃ سرستی نے بھروپ اندر نراین کو گود لیا اور اُسکا نام لکھی ایشری کے نام کے شامل کلکٹری کے دفتر مین داخل کرایا اور سنہ ۱۲۶۲ بنگلہ مین مرگئی - اور بموجب اجازت اپنے شوہر کے شیو پرشاد کی دادی نے آنند اندر نراین کو گود لیا اور حین حیات اُسکو اپنی جایداد پر قابض اور بذریعہ درخواست بجاے اپنے نام کے اُسکا نام جایداد کی نسبت داخل کرایا - بھروپ اندر نراین نے بعد ازان نالش اس امر کی دائر کی کہ آنند اندر نراین کو متبنی کرنا خلاف دھرم شاستر تھا لیکن عدالت ضلع اور پرونشل کورٹ کی عدالت اور صدر دیوانی عدالت کے فیصلے سے گود ہونا اُسکا جائز ٹھہرایا گیا اور اُسکے حق مین ڈگری دی گئی پس نسبت استحقاق شیو پرشاد اور درباب اِس امر کے کہ نابر وہ پنڈادھکاری یعنی مجاز ادا کرنے رسوم کریا کرم جگدیسری اور بھروپ اندر نراین کا ہے کچھ شک باقی نرہا - چونکہ کالی کنت راے کاشی کنت راے مدعا علیہ کے باپ کو کشن کنت راے نے

تو وہ اپنی زوجہ کو صرف یہی اجازت نہین دے سکتا ہے کہ اُسکے مرنے کے بعد اگر وہ

جہ گود لیا تھا اور شاستر کے بموجب گود لینے کے بعد کلین ذات کی تمیز جاتی رہتی ہے اور چونکہ آبا و اجداد مہندر نراین کے راجہ تھے اور اُنکا بڑا مرتبہ تھا تو اُس صورت مین مدعا علیہ کا یہ بیان کہ جگدیسری نے بلحاظ مدعا علیہ کے مرتبہ کے اُسکے ساتھ اپنی بیٹی سے بیاہ کرنے کے وقت اپنی کل جایداد دے دی صریح جھوٹ ہے بلکہ مہندر نراین اور رام اندر نراین و آنند اندر نراین کے آبا و اجداد کے وقت سے اُنھین اور کلین برہمنون مین رشتہ چلا آیا ہے۔ کسی نے کبھی اپنی بیٹی اور داماد کو کل جایداد نہین دے دی ہے اور دھرم شاستر اور دستور کے بموجب بھی اگر کوئی شخص بغیر اولاد ذکور مر جاے تو اُسکی جایداد اُسکی بیٹیون یا دخترزادون کو نہین پہونچتی ہے بلکہ اُنکو جو ایک ہی دادا کی اولاد سے ہون۔ اِس دستور کے مطابق رام اندر نراین راے کی وفات کے بعد جو بغیر اولاد ذکور مر گیا اُسکی جایداد رام سنگھ اُسکے دخترزادہ کو جو زندہ تھا نہین ملی بلکہ اُسکے ہم جدیون کو۔ تحقیقات سے اِن سب امور کی صداقت معلوم ہو جائیگی اگر شیو پرشاد کے باپ کو اِس ہبہ سے جو مدعا علیہ بیان کرتا ہے اطلاع ہوتی تو وہ بلا شک تعرض کرتا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ہبہ نامہ مین یہ لکھا ہے کہ رسوم کریا کرم کے کرنے کے واسطے ہبہ کیا گیا اور اُسمین شرط ہے کہ رانی جگدیسری اپنے حین حیات جایداد مذکور پر قابض رہیگی اور اُسکو بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے انتقال کر دینے کا اختیار حاصل رہیگا۔ چونکہ رانی کا قبضہ اپنی جایداد پر قائم رہا اور اُسکو اختیار تھا کہ وہ اپنی جایداد کو بذریعۂ ہبہ یا بیع کے منتقل کر دے اور بعد ازان اُسنے بہ تحریر ہبہ نامہ ایسا ہی کیا یعنی بہت اشخاص کو دیوتر اور برہموتر اراضیات بذریعۂ اپنے استحقاق ملکیت دین اور موہوب الیہ نے اُن اراضیات پر جو اُنکو دی گئین کبھی قبضہ حاصل نہین کیا لہذا یہ امر صاف معلوم نہین ہوتا کہ وصیت نامہ مدعا علیہ کے باپ کے نام کس غرض سے عمل مین آیا اور کس قانون کے مطابق اِس قسم کا ہبہ مشروط جائز ہے اور درصورتیکہ بن مالی دیبی حین حیات اپنی مان کے لاولد مر گئی تو پھر رسوم کریا کرم کے کرنے کی شرط کیونکر صحیح متصور کیجا سکتی ہے۔

تنیسری دیبی کی جانب سے جواب ہدین مضمون داخل ہوا کہ چونکہ واہب اور موہوب الیہ

بیٹا مرجاوے تو کوئی اور بیٹا گود لے بلکہ اس امر کی بھی اجازت دے سکتا ہے کہ درصورت

ہ دونون مرگئے اور ملک عطیہ بطور جایداد موروثی کے وراثت مین آئی تو بموجب شاستر کے کسی شخص کا دعوی اُسپر نہین پہونچتا اور تیسری دیبی کا بیٹا بوجہ پنڈادھکار ہونے بن مالی دیبی کے بلاشک اُسکی جایداد پانے کا مستحق ہے۔

۱۳ تاریخ ماہ جون سنہ ۱۸۱۸ع کو پرونشل کورٹ کے حاکم دوم نے دعوی مع خرچہ ڈسمس کیا بدین وجہ کہ بیوستہ جو پنڈت عدالت نے پیش کیا اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متبنی لڑکے کو اپنے متبنی کرنے والے باپ کی جایداد پر وراثت کا حق پہونچتا ہے اور متبنی کرنے والے باپ کے قرابت دارون کی جایداد پر نہین پہونچتا اور عورت کو اختیار حاصل نہین ہے کہ متبنی بیٹے کے مرجانے کے بعد دوسرے شخص کو بلا اجازت شوہر کے متبنی کرے۔ اسیواسطے آنند اندر نراین اور شیو پرشاد مستحق جایداد متنازعہ کے نہین ہین۔ اور ہبہ نامہ جو جگدیسری نے بن مالی دیبی اپنی بیٹی اور کاشی کنت اپنے داماد کے نام تحریر کیا ہے وہ جائز ہے۔

اپیلانٹ نے بناراضی اس فیصلہ کے تعین اپنے دعوے کا بتعداد پندرہ ہزار ایک سو کیا دس روپیہ یعنی شہ چند صدر جمع اراضیات متنازعہ کرکے صدر دیوانی عدالت مین رجوع کیا۔

ایشر چندر راے نے جسکو رانی جگدیسری کے متبنی ہونے کا دعوی تھا ایک سوال بمضمون مندرجہ ذیل گذرانا۔

گنگارام بھادری بیرے ولی نے جو مقدمہ بنام کاشی کنت اس غرض سے دائر کیا تھا کہ قائم مقام صاحب کلکٹر کا حکم مشعر داخل خارج نام کاشی کنت بطور زمیندار نسبت زمینداری حصہ نین آنے پرگنہ تاہر پور کے منسوخ ہوجاوے وہ بتجویز صاحب جج ضلع راج شاہی کے ڈگری ہوا لیکن پرونشل کورٹ سے یہ فیصلہ مسترد ہوا اور حکم جو کورٹ مذکور کا بتاریخ ۴۔ فروری سنہ ۱۸۱۳ع ڈبلیو اے ریس صاحب قائم مقام جج سابق صدر دیوانی عدالت نے بحال رکھا۔ مجھ سائل نے جبکہ سوالات متعدد بغرض دادرسی اپنی اس عدالت کے حکام سابق کے حضور مین گذرانے تو پیشگاہ ہیرنگٹن صاحب سے یہ حکم ہوا کہ وقت پیش ہونے مقدمہ شیو پرشاد چودھری کے سوال سائل پر لحاظ ہوکر تجویز عمل مین آئیگی چونکہ مجھ سائل کا متبنی ہونا کاغذات مقدمہ نمبر ۱۷۷۹

مرجانے متبنیٰ کے وہ دوسرا متبنیٰ کرسکتی ہے ؎ اور یہ بھی قاعدہ مقرر ہوا ہے

شیو پرشاد مدعی اور کاشی کنت مدعا علیہ سے ثابت ہے لہذا مین مستدعی ہون کہ وقت پیش ہونے مقدمہ مذکور کے حضور نسبت اِس سوال اور اُن کواغذ کے جو ہنگام تجویز سابق داخل کیے گئے تھے اور نیز نسبت درخواستہاے تجویز ثانی اور اُن بیوستون پنڈتان عدالت ہذا کے جو بمقدمہ رانی سری منی وغیرہ داخل ہین لحاظ فرماکر انصاف فرمادین۔

مقدمہ حاکم دوم مسٹر سی اسمتھ صاحب کے حضور مین پیش ہوا اور تمام کواغذ سوال و جواب و دستاویزات فریقین پڑھی گئین اور کواغذ مرقومہٴ ذیل بھی ملاحظہ مین گذرے۔ دو قطعہ سوالات مدخلہٴ ایشر چند سرما۔ عدالت صدر دیوانی کے پنڈتون کے دو بیوستہ ایک بمقدمہٴ بجے دیبی اپیلانٹیہ بنام انپورن دیبی رسپانڈنٹیہ اور دوسرا بمقدمہٴ شام چندر چودھری اور رودر چندر چودھری اپیلانٹیان بنام نرائنی دیبی چودھراین اور رام کشور راے رسپانڈنٹ۔ تین سوالات جو عدالت سے پنڈتون کے پاس مرسل ہوے تھے۔ عدالت ضلع راج شاہی کے کاغذات۔ پرونشل کورٹ اور صدر دیوانی عدالت کے کاغذات بمقدمہٴ نمبر ۴۶۸ گنگا رام بہادر ولی ایشر چند سرما اپیلانٹ بنام کاشی کنت راے رسپانڈنٹ۔ ڈگریان جو تینون عدالتون مذکور سے صادر ہوئین۔ نقول دو قطعہ بیوستہ پنڈتان عدالت ہذا مدخلہٴ وکیل اپیلانٹیان۔ کواغذات مقدمہٴ بجے دیبی اپیلانٹیہ بنام انپورن دیبی رسپانڈنٹیہ۔ مسل مقدمہٴ سوہن لال کھن اپیلانٹ بنام رانی سرومنی رسپانڈنٹیہ۔ کاغذات مقدمہٴ ایشر چندر پال وغیرہ اپیلانٹ بنام کشن گوبند سین رسپانڈنٹ۔

شام چندر اور رودر چندر کے مقدمہ مین جو بیوستہ ۲۱ تاریخ اگست سنہ ۱۸۱۶ع کو داخل ہوا تھا اُسکا مضمون یہ تھا۔

سوال۔ کشن کشور کی وفات کے بعد اُسکی بڑی زوجہ نے نند کشور کو متبنیٰ کیا اور اُس متبنیٰ کی

؎ صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد اص ۲۰۹ مین شام چندرا اور رودر چندر کے مقدمہ کو معائنہ کرو اس مقدمہ مین یہ منفصل ہو چکا ہے کہ ایک شخص کو دو بیوہ متبنیٰ کرسکتی ہین اور جلد اص ۲۴۴ مین مقدمہ سولکھن مدعیہ اور رامدولال پانڈے وغیرہ مدعا علیہما کے مقدمہ کو دیکھو۔

کہ زوجہ کو متبنی کرنے کے واسطے اُس صورت مین اجازت دینا جبکہ باہم اُسکے

ہو وفات کے بعد کشن کشور کی دوسری بیوہ نے ایک شخص مسمی رام کشور کو گود لیا جو ابھی تک حیات ہے۔ اِس صورت مین ایک شخص جگل کشور نے (جسے کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور نے گود لیا) اور کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نراین کے دو بیٹون یعنی شام چندر اور رام چندر نے جایداد متروکہ نند کشور اور کشن کشور کا دعوی کیا۔ اگر اِس صورت مین دونون بیٹون کا متبنی ہونا ثابت ہو جاوے تو دعویدارون مین سے کون مستحق پانے کشن کشور اور نند کشور کی جایداد کا ہے اور متبنی انکا قرابتاً اور بھی نسلاً مستحق ورثہ ہو سکتا ہے یا نہین۔ جواب۔

کشن کشور متوفی لاولد مرگیا اُسکی جایداد منقولہ و غیر منقولہ اُس بیٹے کو ملیگی جسے اُسکی چھوٹی زوجہ نے موافق دستور دہرم شاستر کے گود لیا۔ کشن کشور کے حقیقی بھائی نے جو بیٹا گود لیا اُسکا کچھ استحقاق نہین ہے اور نہ کشن کشور کے سوتیلے بھائی لچھمین نراین کے بیٹون کا حق ہے۔ نند کشور متوفی کی جایداد در صورت نہونے اولاد اُسکی گود لینے والی مان کے اُس بیٹے کو ملیگی جسکو اُسکی سوتیلی مان نے باجازت اپنے شوہر کے گود لیا ہے بشرطیکہ اُس لڑکے مین صفات ضروری موجود ہون اور وہ بذریعہ رسوم مرقومہ ذیل کے اپنے والدین کو فائدہ پہونچا سکے یعنی نت جس سے فرائض ضروری و مقررہ مراد ہے نمت تک یعنی رسوم اتفاقی۔ کام یعنی زائد کام جو اپنی خوشی سے اور باُمید کسی فائدہ کے کیے جاتے ہین ایشٹ یعنی ضروری رسوم مثلاً نہانا دہونا اور زنار بندی وغیرہ۔ پورت یعنی افعال سخاوت جو خدا پرستی کے ساتھ ہون مثلاً کنوان کہدوانا و باغ لگانا و مندر بنوانا اور دیگر مراتب جو اُسکی قوم کے واسطے مخصوص ہین۔ اِس مقدمہ مین متبنی دوسری بیوہ کا جو زندہ ہے بالکل مالک جایداد کا ہوگا اور رشتہ دارون کو کچھ دعوی نہوگا کیونکہ وہ اُس متبنی کا جو بڑی زوجہ نے گود لیا تھا بمقابلہ اُنکے جو جایداد کا دعوی کرتے ہین نزدیک تر سپنڈ ہے۔ یہ مسئلہ موافق قول منو و گوتم و بودہائن کے ہے اور واضح ہو کہ منجملہ اِن واضعان قانون کے منو کا درجہ اول ہے اور یہی مسئلہ سن ورد مکتاولی اور دت تک مانسا اور بیاد بھنگارنو اور رتناگر اور دیگر کتابون شاستر کے بموجب ہے۔

اور شوہر کے صلبی بیٹے کے جو زندہ ہونا چاہیے ہو صحیح نہین متصور ہوگا البتہ اُس

ماخذ - قول دیول وا سے منو اور کتابون شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے - ‘‘تمام یہ بیٹے اُس شخص کی ملک کے جسکے صحیح النسب صلبی اولاد نہین ہے وارث ہین’’ - جاگبالک کا ایک فقرہ واز منو اور دھرم شاستر کی کتابون مین مندرج ہے وہ یہ ہے - ‘‘زوجہ اور دختر اور والدین بھی اور علیٰ ہذا القیاس بھائی’’ -

منو کا قول ہے کہ ایک شخص جو بیٹا نہ چھوڑ مرے تو باپ کو ورثہ پہونچیگا یا بھائیون کو - برہسپتی کا قول رگھونندا اور اَوْر لوگون نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے - ‘‘واضعان قانون مین منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھون نے تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ مین ادا کر دیے ہین کوئی مجموعہ جو اُنکے اقوال مشتہرہ کو مسترد کرے پسند خاطر عوام نہین ہے’’ - منو کا قول جو رتناگرا اور کتابون مین مندرج ہے وہ یہ ہے - ‘‘منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین اُنمین سے چھ قرابتی اور وارث ہین اور چھ قرابتی ہین اور وارث نہین الّا صرف اپنے باپ کی جایداد کے - تفصیل اُنکی یہ ہے - بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو - بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو - بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو - متبنیٰ بیٹا - بیٹا جس کی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو - بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کر دیا ہو - یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین’’ - اِس قول منو کی تشریح کالکا بھٹ نے یہ کی ہے - کہ ‘‘منو جو برہم یعنی ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اور جنکا مرتبہ چودہ منو مین سے اول ہے اُنھون نے انسان کے بیٹون کی بارہ قسمین بیان کرکے منجملہ اُن کے چھ بیٹون کو قرابت دارون کا وارث اور واسطہ دار قرار دیا ہے پس نتیجہ اِسکا یہ ہے کہ قرابتی ہونے کے باعث سے وے پنڈ اور پانی سپنڈ اور سمندک کو دے سکتے ہین اور وارث ہونے کے ذریعہ سے ہجدی واسطہ دارون کی وراثت اُنکو ملتی ہے بشرطیکہ اُن واسطہ دارون کے اولاد ذکور نہو اور اِسی ذریعہ سے وے اپنے باپ کی جایداد کے بھی وارث ہین’’ - گوتم کا قول رتناگرا اور اَوْر کتابون مین یہ لکھا ہے - ‘‘بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے

بیٹے کی وفات کے بعد گود لینے کی اجازت جائز ہوگی ؎۱ اِس باب مین تکرار ہے کہ آیا

جو بطن سے ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہوا ہو اور ایسے قرابت وار کے صلب سے ہو جو بغرض توالد مقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو۔ بیٹا جو برسم متبنیٰ بنایا جاے بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو۔ وہ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے مالک کے وارث ہوتے ہین۔ بیٹا ایک غیر منکوحہ لڑکی کا۔ بیٹا حاملہ دولھن کا۔ بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔ جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا جانے۔ زر خرید بیٹا۔ یہ چھ بیٹے اپنے گود لینے والے باپ کے کنبے مین ہونے کا دعویٰ کر سکتے ہین،،۔

قول بودھائن۔ جایداد مین شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہین۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض توالد بطور جائز تقرر کیا جاے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہے۔ بیٹا جو برسم متبنیٰ بنایا جاے۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو۔ بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو چھ قسم کے بیٹے جنکی تفصیل ذیل مین لکھی جاتی ہے داخل نسل جس سے گوتر عبارت ہے ہوتے ہین۔ غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا۔ حاملہ دولھن کا بیٹا۔ زر خرید بیٹا۔ بیٹا اُس عورت کا جسکا دوسرے مرتبہ بیاہ ہوا ہو۔ جو شخص اپنے تئین آپ دوسرے کا بیٹا بنائے۔ برہمن کا بیٹا شودر کے بطن سے۔ اگرچہ جمتواہن اور رگھونندن وغیرہ نے بضمن بیان قول دیول منقولۂ دا ئبھاگ کے اِس تکرار کو رفع نہین کیا ہے کہ دیا ہوا بیٹا اور اور قسم کے بیٹے قرابت دارون کے وارث ہو سکتے ہین یا نہین لیکن اِس سے یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ دیے ہوے بیٹے کو قرابت دارون کی وراثت کا حق نہین پہونچتا اختلاف راے جو اِس باب مین ہے اُس فرق کے لحاظ کرنے سے رفع ہو سکتا ہے جو متبنیٰ کی نسبت کیا گیا ہے یعنی سگن جس سے صفات فضیلہ مراد ہے یا نرگن یعنی ضد اُسکی۔ یہ مقولہ بموجب رتناکر اور اَور کتابون کے ہے۔ اور یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا اور اَور قسم کے بیٹے جو صفات فضیلہ رکھتے ہون اپنے

؎۱ مقدمۂ مسماۃ سولکھن مع عبہ اور رامد و لال پانڈے وغیرہ مدعا علیہا کو جلد اص ۳۲۵ مین دیکھو۔

بیوہ جسنے با جازت شوہر کے متبنیٰ کیا ہو اور وہ متبنیٰ مرجاے تو وہ دوسرے شخص کو

گود لینے والے باپ اور بھی اُسکے قرابت دارون کے ورثہ پانے کے مستحق ہین۔

یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ مقصود لفظ سگن جو اِس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ ہے کہ دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹون کو درصورت نیک رویہ ہونے کے ایسے بیٹے پر جو دوبارہ منکوحہ عورت سے ہو یا مثل اُسکے اور بیٹون پر درباب استحقاق کے ترجیح ہے بشرطیکہ ایسا بیٹا نرگن ہو لیکن اگر جملہ قسم کے بیٹے نرگن ہون تو وہ بیٹا جو ولادت کی رو سے زیادہ قربت اور فرق رکھتا ہو باپ کی جایدادون سے حصہ کامل پاویگا اور بقیہ بیٹے بموجب تفصیل مندرجۂ برہم پوران اور اور کتابون کے حصہ پاوینگے۔ وجہ معاش سے جسکے دینے کا حکم ہے اِسی طرح کے حصہ کے محاصل سے مراد ہے ورنہ جو اختلاف کہ بظاہر باہم اقوال منو وغیرہ اور جاگبلک وغیرہ کے معلوم ہوتے ہین بخوبی رفع نہ ہو سکینگے لیکن بموجب قول دیول کے جسکے مقصود مین کہین اختلاف نہین ہے بعض شخص یہ حجت کرتے ہین کہ برہم پوران کا قول دیے ہوے بیٹون اور نیز اُن بقیہ بیٹون سے متعلق ہے جو اپنے گود لینے والے باپ کو ذات سے کمتر ہین۔ بباد بھنگارنو۔ بمقدمہ سنبجے دیبی بنام الپوورن دیبی مین جو بیوستہ لکھا گیا تھا اُسکا مضمون یہ تھا۔

سوال۔ تارنی چودھرائن بعد وفات اپنے شوہر کے کل شوہر کی جایداد منقولہ وغیر منقولہ پر قابض ہوئی اور ایک لڑکے مسمیٰ کالی کنت کو گود لینے کے واسطے پسند کیا اِس مین اُسکے شوہر کی بھی اجازت تھی۔ کالی بہروب اور تارنی مذکور مدعا علیہما کے گواہ بھوانی شنکر کے اظہار سے معلوم ہوا کہ کالی کنت قبل ادا اداے رسوم تبنی مرگیا لیکن سنبجے دیبی مدعیہ کا بیان یہ تھا کہ لڑکا بعد متبنیٰ ہونے کے مرا۔ تارنی مذکورہ نے چند سال بعد مرجانے اُس لڑکے کے تمام جایداد کو جسپر وہ قابض تھی اپنی چھوٹی دختر کے لڑکے کالی بہروب کو ہبہ کردی اُسوقت اُسکی بڑی دختر موجود تھی اور اُسکے ایک لڑکی اولاد مین تھی۔ بعد اِس ہبہ کے بڑی لڑکی کے ایک پسر پیدا ہوا اُس نے جایداد مذکورۂ بالا مین سے نصف حصہ کا دعویٰ کیا۔ اِس صورت مین تارنی مذکورہ کو بحالت موجودگی ایک اور دختر کے تمام شوہری جایداد دوسری دختر کے متبنیٰ کو دینے کا اختیار ہے یا نہین اور ایسا ہبہ نامہ اُسکا جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اگر کالی کنت کا فی الحقیقت متبنیٰ ہونا

بلا حصول اجازت متوطنہ شوہر کے گود لے سکتی ہے یا نہیں۔ بموجب مسئلہ دتک مانساگر

لیکن اس بات مین تکرار ہے کہ آیا وہ بلا اجازت ایسا کرسکتی ہے یا نہین

مان لیا جائے تو اُس صورت مین تارنی مذکورہ بعد مرجانے اپنے متبنیٰ کے اُسکی جایداد کو اپنے دختر زادہ کو بذریعہ ہبہ نامہ دے ڈالنے کی مجاز نہین ہے۔

جواب۔ بیوہ کو بلا اجازت اپنے شوہر کے وارثون کے یہ اختیار نہین ہے کہ شوہر کی جایداد کو جو اُسے ورثہ مین ملی ہے کسی کو ہبہ کردے۔ اور ہبہ نامہ نوشتہ اُسکا جائز یا واجب التعمیل متصور نہین ہوسکتا۔ کسی گود لینے والی عورت کو اجازت اِس امر کی نہین ہے کہ بعد وفات متبنیٰ کے اُسکی جایداد کو جو اُسے ورثتاً ملے ایک وارث کو جبکہ دوسرے وارث کے پیدا ہونے کا امکان ہے بذریعہ ہبہ نامہ دے دے یہ راے داے بھاگ و وائے ترنے و وار روہس و بیوستھا نیو واسے تو اور اور کتابون شاستر کے مطابق ہے جو بنگالہ مین رائج ہین۔

ماخذ۔ کاتیاین کہتا ہے وہ کہ صرف زوجہ بعد وفات شوہر کے جایداد سے متمتع ہوتی ہے لیکن اُسکو یہ استحقاق نہین ہوپنچتا کہ اُسکو ہبہ یا رہن یا بیع کردے‘‘۔ دار بھاگ مین لکھا ہے کہ ’’لاولد بیوہ جو پاک دامن رہی اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو وہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو اور بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکے وارث لے لین‘‘ ’’محافظ واجب التعظیم‘‘ کے ساتھ رہنے سے اِس جگہ یہ مراد ہے کہ وہ اپنے خسر یا کسی اور رشتہ دار خاندان شوہری کے ساتھ رہی۔ بیوہ اپنے حین حیات شوہر کی جایداد سے متمتع ہوسکتی ہے مگر اُسکو اپنی خاص علٰحدہ جایداد کے مانند یہ اختیار نہین ہے کہ حسب خوشی اپنی اُسے ہبہ یا رہن یا بیع کرے۔ وادرنے مین لکھا ہے کہ ’’بیوہ کو اختیار نہین ہے کہ وہ اپنے شوہر کی جایداد کو ہبہ یا رہن یا بیع کرسکے الا شوہر کے کریا کرم یا کسی اور ضرورت کے لیے۔ اور چونکہ وہ اپنے شوہر کے کنبے کے ساتھ رہتی ہے تو اُسکو جایداد مین سے صرف اُس قدر صرف کرنا چاہیے جتنا اُسکے گذارہ کے واسطے ضرور ہے‘‘۔

عورتون کے واسطے لکھا ہے کہ وے اپنے ورثہ شوہری سے استفادہ اُٹھا سکتی ہین — مگر عورت کو کسی وجہ سے اپنے شوہر کی جایداد کو تلف نہین کرنا چاہیے یہ قول بھارت ہے — وادرو ہس مین لکھا ہے کہ تلف کرنے سے مراد یہ ہے کہ عورت اپنے شوہر کی جایداد کا ہبہ یا بیع یا

ایسا امر محض خلاف دھرم شاستر ہو گا مگر جگنا تھہ کی یہ راے ہے کہ دوبارہ

رہن یا کسی اور طرح سے انتقال نہین کرسکتی۔

بیوستھار نیو مین لکھا ہے کہ ایک شخص جو مرجاے اور اُسکے نہ بیٹا ہوا ور نہ پوتا اور نہ بیٹے کا پوتا تو اُسکی جایداد اُسکی عفیفہ زوجہ کو ملیگی لیکن وہ اُسکو انتقال نہین کرسکتی ہے مثلاً بیع وغیرہ کا اُسکو ایسی جایداد کی نسبت اختیار نہین ہے الا وہ اپنے شوہر کو فائدہ عقبیٰ پہونچانے کے واسطے ایک جزو اُسمین سے صرف کرسکتی ہے یا اپنی جان بچانے کے لیئے"۔

نارد کا قول دایر وہس مین مندرج ہے کہ "ہر قسم کا معاہدہ جو عورت کی جانب سے عمل مین آئے مگر مصیبت کے وقت نہ کیا گیا ہو تو باطل و نادرست متصور ہو گا خصوصاً وہ جو مکان اور اراضی کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کے لیے کیا جائے"۔

دایر بھاگ کے بموجب لفظ زوجہ کا جو مستعمل ہوا ہے وسیع المعنی ہے اور مراد اُس سے یہ ہے کہ قاعدہ مذکورہ بالا کو بالعموم اُن عورتون سے متعلق تصور کرنا چاہیے جن کو جایداد وراثتاً پہونچے۔

دای بھاگ اور دایر وہس مین یہ فقرہ منقول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی تک پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین اُن سب کے واسطے ذریعۂ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے"۔

حاکم دوم نے بتاریخ دوسری جنوری ۱۸۲۳ع اِس مقدمہ مین یہ راے لکھی۔

"میری راے اِس مقدمہ مین یہ ہے کہ فریقین مین سے کوئی مستحق پانے جایداد رانی جگدیسری کا نہین ہے کیونکہ یہ ثابت ہوا ہے کہ ایشر چند چودھری اپیلانٹ مقدمہ نمبر ۸۴۶ وارث و حق دار ہے اور وجہ ثبوت جو اِس راے کے باب مین ہے تفصیل اُسکی ہمارے روبکار مورخۂ امروزہ مین درج ہے اگر اور حکام عدالت ہماری راے کے ساتھ اتفاق کرکے بعد منظوری تجویز ثانی مقدمہ نمبر ۸۴۶ اور منسوخی فیصلجات اِس عدالت اور پروونشل کورٹ کے ڈگری عدالت ضلع راج شاہی کو بحال کرین تو اُس ڈگری کو بھی جو اُس مقدمہ مین مرشد آباد کی پروونشل کورٹ سے صادر ہو چکی ہے بحال کرنا ضرور ہو گا لیکن اگر خلاف اسکے حکام موصوفین اُس فیصلہ کو جو بتاریخ

گود لینا ایسی صورت مین جائز ہوگا کیونکہ متبنیٰ اولی سے جو غرض تھی وہ برآمد نہوئی

تھی - فروری سنہ ۱۸۱۳ع اِس عدالت سے صادر ہوا ہے برقرار رکھین تو ہماری دانست مین شاستر کے بموجب شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ کا استحقاق کاشی کنت راے پدر رسپانڈنٹ کے استحقاق سے بلاشک فائق ہے کسواسطے کہ کاشی کنت راے کا رشتہ صرف دامادی کا ہے اور یہ رشتہ اُسکی زوجہ کے مرنے کے بعد جو اپنی مان کے سامنے لاولد مرگئی جاتا رہا اور نامبردہ کا دعویٰ بذریعہ ہبہ نامۂ مشروط کے قاعدۂ وراثت کی روسے قطعی ناقابل سماعت ہے کیونکہ شرط مندرجۂ ہبہ نامہ بسبب فوت ہونے اُس عورت کے جسکی ذات پر ایفا اُسکا منحصر تھا باطل ہوگئی اور درصورت نہونے رانی جگدیسری کے بطنی یا متبنیٰ بیٹے کے صرف شیو پرشاد چودھری اپیلانٹ بطور وارث مستحق قائم مقامی کا معلوم ہوتا ہے وہ بمنظر ان حالات کے حاکم دوم نے یہ راے لکھی کہ عدالت الیشر چند چودھری کے مقدمہ کی تجویز ثانی منظور کرکے اِس عدالت اور پروونشل کورٹ کے فیصلون کو منسوخ اور راج شاہی کے ضلع کے فیصلہ مورخہ ۱۲- جولائی سنہ ۱۸۰۸ع کو بحال کرے اور مرشدآباد کی پروونشل کورٹ کے اول حاکم کا فیصلہ مورخہ ۱۳- جون سنہ ۱۸۱۷ع کو جسکی روسے شیو پرشاد کا دعویٰ ڈسمس کیا گیا ہے بحال رکھے اور خرچۂ طرفین بابت کل عدالتون کے ذمۂ طرفین ہو یا عدالت مقدمۂ نمبر ۸۶۴ کی تجویز ثانی نامنظور کرکے اِس عدالت کے فیصلہ مورخہ ۱۴- تاریخ فروری سنہ ۱۸۱۳ع کو بحال رکھ کے مرشدآباد کی پروونشل کورٹ کے اول حاکم کے فیصلہ کو منسوخ کرے اور زمینداری پرگنہ تاہرپور مین شیو پرشاد چودھری کو حصہ تین آنہ کا دلاوے اور جس مدت تک پرگنہ مذکور کاشی کنت راے کے قبضہ مین رہا اُسقدر زر واصلات بھی دلایا جاوے اور دونون عدالتون کا خرچہ ذمۂ رسپانڈنٹ ہو-

بعد ازان مقدمہ حاکم سوم ایس- ٹی گوڈ صاحب اور قائم مقام جج ڈبلیو ڈورن صاحب کے سامنے پیش ہوا اور روبکاری مورخہ ۸- فروری کا یہ مضمون تھا-

واضح ہو کہ شیو پرشاد اپیلانٹ پرگنہ تاہرپور کی زمینداری مین تین آنہ کے حصہ کا دعویٰ پیش کرتا ہے یہ زمینداری رانی جگدیسری کے قبضہ مین تھی رانی مذکور نے سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ مین وفات پائی - یہ تین آنہ کا حصہ متنازعہ رانی کے قبضہ مین بعد وفات اُسکے شوہر ہروپ اندر نراین کے

بموجب کتب شاستر مروجہ بنگالہ و بنارس کے عورت کو بعد وفات شوہر کے اختیار

سنہ ۱۲۰۸ بنگلہ میں آیا تھا بھروپ اندر نراین کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی وہ صرف ایک دختر چھوڑ مرا اور وہ دختر بھی کاشی کنت رائے کے ساتھ بیاہ ہو جانے کے بعد نو یا دس برس کی عمر میں گذر گئی اور بعد ازان ناہر دہ نے رسپانڈنٹیہ کے ساتھ بیاہ کیا۔ اپیلانٹ کا بیان ہے کہ حصہ متنازعہ جو بھروپ اندر نراین شوہر جگدیسری نے چھوڑا اُسپر اُسکے وارث کا استحقاق ہے اور چونکہ اپیلانٹ آنند اندر نراین چچا بھروپ اندر نراین کا بیٹا ہے اور آنند اندر نراین کو رانی سرستی نے گود لیا اور نیز وہ رانی لکھی کا بھی دوسرا متبنیٰ تھا لہٰذا وہ بموجب قاعدہٴ وراثت کے مستحق ورثہ ہے۔ رسپانڈنٹیہ کا بیان یہ ہے کہ رانی جگدیسری نے اپنی جایداد کو اپنی دختر زادہ داماد کے نام بذریعہٴ ہبہ نامہ مورخہ ۲۳ - اساڑھ سنہ ۱۲۰۸ بنگلہ اِس توقع سے کہ دختر مذکورہ کے بیٹا پیدا ہو گا منتقل کر دیا مگر اِسکے ساتھ شرط یہ قرار پائی کہ رانی مذکورہ حین حیات اُس جایداد پر قابض رہے چنانچہ بموجب اِس شرط کے وہ چھہ یا سات برس تک قابض رہی اور اپیلانٹ نے جو بہ بنا رحق موروثی اپنا دعویٰ پیش کیا ہے اُسکی نسبت رسپانڈنٹیہ متعرض ہے۔

اول یہ کہ رانی لکھی زوجہٴ رام اندر نراین نے جو آنند اندر نراین کو متبنیٰ کیا وہ شاستر کے بموجب نہ تھا۔

دوم یہ کہ اگر آنند اندر نراین کا متبنیٰ ہونا جائز سمجھا جاوے تو بھی اپیلانٹ کا دعویٰ وراثت بھروپ اندر نراین اور رانی جگدیسری کی جایداد کا شاستر کے بموجب قابل سماعت نہیں ہے کیونکہ اُسکا رشتہ رانی جگدیسری کے ساتھ بذریعہٴ گود لیے جانے اپنے باپ کے قائم نہیں ہو سکتا۔

لیکن نسبت اُن اعتراضات کے جو رسپانڈنٹیہ نے درباب ناجائز ہونے تبنیت آنند اندر نراین باظہار اِس امر کے پیش کیے کہ رانی لکھی نے بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے گود لیا صرف اُسیقدر بیان کرنا ضرور ہے کہ آنند اندر نراین نے سنہ ۱۲۱۲ بنگلہ میں وفات پائی اور اُس وقت تک وہ اپنے گود لینے والے باپ کی جایداد پر قابض رہا اور اِس عدالت کے فیصلہ کی رو سے جو تاریخ ۲۸ - ستمبر سنہ ۱۸۱۶ عیسوی بمقدمہٴ رانی جگدیسری

متبنیٰ کرنے کا ہے بشرطیکہ شوہر نے اپنے حین حیات زوجہ کو اس امر کی اجازت

۲ اپیلانٹیہ بنام آنند اندر نراین نابالغ رسپانڈنٹ صادر ہوا ظاہر ہے کہ جملہ اعتراضات درباب تبنیت آنند اندر نراین کے عدالت سے نامنظور ہوے اور متبنیٰ ہونا اُسکا جائز ٹھہرایا گیا علاوہ ازین بھروپ اندر نراین شوہر اپیلانٹ نے بھی اُس موقع پر اس تبنیت کے جائز ہونے کا اقرار کیا ان حالات پر نظر کر کے عدالت کی راے یہ ہے کہ رسپانڈنٹ مجاز نہین ہے کہ اسقدر زمانہ دراز گذر جانے کے بعد درباب جواز تبنیت آنند اندر نراین کے اعتراض پیش کرے اور چونکہ رانی جگدیسری نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد جو بغیر اولاد ذکور مرگیا اُسکی جایداد پر قابض ہو کر ہبہ نامہ تحریر کیا اور وہ ہبہ نامہ سابق کے بیوستون کی رو سے قطعی ناجائز ہے لہذا اب صرف یہ امر تنقیح طلب ہے کہ آیا اپیلانٹ دھرم شاستر کے مطابق اس جایداد متنازعہ پر استحقاق وراثت رکھتا ہے یا نہین۔

حکم ہوا کہ نقل اس روبکار کی پنڈتان عدالت کے سامنے مع اُس شجرہ کے جو اپیلانٹ نے داخل کیا ہے پیش ہو تاکہ وے اُنکے مضامین پر غور مناسب کر کے عرصۂ چودہ روز مین بیوستۂ دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب سوالات مرقومۂ ذیل کے جواب مین لکھکر داخل کرین۔

سوال۔ اگر ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے ناجائز ہو اور جگدیسری کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے وارثون کا حق جگدیسری کی قائم مقامی کا ہو تو اس صورت مین اپیلانٹ بموجب شاستر بنگالہ کے بذریعۂ استحقاق قائم مقامی یا اور طور پر مستحق پانے جایداد مذکور کا ہے یا نہین۔

جواب۔ اگرچہ بھروپ اندر نراین باستثناے ایک دختر کے لاولد مرگیا اور اُسکی جایداد پر اُسکی زوجہ حین حیات قابض و متصرف رہی اور گو ہبہ نامہ جو رسپانڈنٹ نے پیش کیا ہے اور جگدیسری نے اپنی دختر اور داماد کے نام لکھا تھا ناجائز ہو مگر پھر بھی جگدیسری کی جایداد پر گو وہ اُسکے شوہر کے وارثون سے ورثہ مین ہو اپیلانٹ کا حق نہین پہونچتا کیونکہ وہ قائم مقامی کے استحقاق کا دعویٰ اس وجہ سے نہین کر سکتا کہ وہ بیٹا آنند اندر نراین کا ہے اور آنند اندر نراین

اضلاع مغربی کے مسائل۔

دے دی ہو۔ اور بموجب شاستر اضلاع مغربی ہند کے زوجہ بعد وفات شوہر جائز

مہارانی لکھی کا دوسرا متبنیٰ ہے اور وہ سپنڈ ون مین شمار نہین ہو سکتا ایک شخص شاستر کی روسے اپنی زوجہ کو گود لینے کے واسطے اجازت دے سکتا ہے مگر وہ نہ از روے شاستر اور نہ از روے رواج یہ ہدایت کرسکتا ہے کہ زوجہ ایک شخص کو گود لے اور بعد اُسکے مرجانے کے دوسرے کو متبنیٰ کرے۔ بیوہ کا دوسرے مرتبہ گود لینا ناجائز خیال کرنا چاہیے اور ایسا متبنیٰ سپنڈ رشتہ دارون مین شمار نہین کیا جاسکتا اور جبکہ اپیلانٹ کے باپ کو ایسا استحقاق حاصل نہین ہوا تو اِس سے یہ امر بدرجہ اولیٰ ثابت ہے کہ اپیلانٹ کو متوفی کے ساتھ کچھ رشتہ نہین ہے۔

سوال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آنند اندر نراین کے متبنیٰ ہونے کا بہروپ آنند نراین بھی مقر تھا اور سابق مین جتنے اعتراض درباب آنند اندر نراین کی تبنیت کے کیے گئے تھے اُن سب کو عدالت نے نامنظور کر کے تبنیت کو جائز قرار دیا تھا۔ حاکم خود مختار ہے جس طرح اُسکی خوشی مین آوے کرے مگر شاستر کے بموجب دوسرا متبنیٰ بیٹا صِرف اُسی شخص کے مال کے پانے کا مستحق ہے جو متبنیٰ کرنے والی سے متعلق ہے مگر وہ اپنے گود لینے والی کے سپنڈ رشتہ دارون کے مال کا وارث نہین ہوسکتا یہ راے وت تک مانسا اور دت تک چندریکا اور بیوہار تتر بکا اور اور کتابون شاستر مروجہ بنگالہ کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ کتابون مذکورۂ بالا مین یہ اقوال مندرج ہین۔ ایک شخص جسکے بیٹا نہو اسے پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم کے واسطے لازم ہے کہ بیٹا گود لے پنڈ سے مراد ہے اور پانی دینے سے ترپن یعنی دونون ہاتھون مین پانی لیکر متوفیون کے نام پر دینا وغیرہ عبارت سے کریا کرم بجالانا خاص رسوم یعنی لاش کا جلانا وغیرہ مراد ہے ہت یعنی سبب گود لینے کا یہ سب امور ہین اور چونکہ لفظ ہت یعنی سبب بصیغۂ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا ظاہر ہے کہ اِن سب امور کو بالاشتمال ایک سبب قرار دیا ہے نہ بالانفراد پس معنی اِس سے یہ نکلتے ہین کہ اِس ہر ایک امر کے واسطے جدا جدا بیٹا بنانا ضرور نہین ہے بلکہ کُل امور کے واسطے صِرف ایک بیٹا گود لیا جاے کسواسطے کہ اگر بیٹا نہو تو سرادہ اور اور رسوم ادا نہین ہوسکتین یہ قول دت تک مانسا کا ہے۔

چونکہ روبکار مورخہ ۸۔ فروری ۱۸۲۴ء مین عدالتون نے پنڈتون سے درباب جائز نا جائز ہونے

اقربا شوہر کے گود لے سکتی ہے - اور وہان کی کتابون مین یہ بحث کی گئی ہے

اس مسئلہ کے واسطے وجہ-

م تبنیت آنند اندر نراین کے استفسار نہین کیا تھا لہذا اُنکو ہدایت ہوئی کہ اس باب مین وے کچھ اپنی راے نہ لکھین اور آنند اندر نراین کو رانی لکھی زوجۂ رام اندر نراین کا متبنیٰ جائز فرض کرکے تین روز کے عرصہ مین صرف اُسی سوال کا جواب جو روبکار مورخہ تاریخ مذکورۂ بالا مین استفسار کیا گیا ہے لکھکر داخل کرین اور یہ بھی لکھا گیا کہ بعد داخل ہونے دوسرے بیوستہ کے عدالت اُس امر پر بھی لحاظ کریگی جو پنڈتون نے بیوستہ اول مین تبنیت آنند اندر نراین کے باب مین لکھا ہے - ۲۱ - مارچ ۱۸۲۱ء کو پنڈتون نے جواب مطلوبہ گذرانا اُسکا مضمون یہ تھا -

اگر عدالت نے رانی لکھی زوجۂ رام اندر نراین کا آنند اندر نراین کو متبنیٰ کرنا درست قرار دیا ہے تو بھی چونکہ آنند اندر نراین دوسرا متبنیٰ ہے اسواسطے وہ بھروپ اندر نراین کا سپنڈ نہین ہے اور بالاولیٰ اُسکا بیٹا شیو پرشاد بھی بھروپ اندر نراین کا سپنڈ شمار نہین کیا جا سکتا پس اگر بعد وفات رانی جگدیسری بیوہ بھروپ اندر نراین کی وہ جایداد جو اُسکو شوہر سے ملی تھی اُسکے شوہر کے وارثون کو پہونچے تو اس صورت مین شیو پرشاد کو اُس جایداد کی نسبت کوئی حق قائم مقامی حاصل ہے -

چونکہ پنڈتون نے پھر بھی خاص اُس سوال کا جواب شافی نہین دیا جو عدالت نے اپنے روبکار مورخہ ۸ - فروری کو پوچھا تھا لہذا اُنکو ہدایت ہوئی کہ از سر نو اپنی راے لکھین اور فرض کرلین کہ آنند اندر نراین کا متبنیٰ ہونا درست ہے اور کسی صورت سے قابل اعتراض نہین ہے اور گویا صرف آنند اندر نراین اپنے گود لینے والے باپ کا متبنیٰ ہوا چنانچہ اُنھون نے ۳ - تاریخ اپریل ۱۸۲۱ء کو تیسرا بیوستہ لکھکر داخل کیا اُسکا مضمون یہ تھا کہ اگر آنند اندر نراین ہی صرف متبنیٰ بیٹا اپنے متبنیٰ لینے والے باپ کا ہے اور جواز تبنیت مین کوئی اعتراض نہین ہے تو اس صورت مین اُسکو متبنیٰ کرنے والے باپ کے گوتر مین شمار اور از روے شاستر اُس جایداد کا مستحق تصور کرنا چاہیے جو اُسکے متبنیٰ کرنے والے باپ کے سپنڈون کی ہے اور اگر بہ نسبت شیو پرشاد اپیلانٹ کے کوئی اور نزدیک تر سپنڈ بھروپ اندر نراین کا نہ ہو تو اپیلانٹ مذکور کو مستحق ترکہ متنازعہ تصور کرنا چاہیے - پنڈتون نے اِس راے کے آگے اسطور سے لکھا - اگرچہ عدالت کا حکم تھا کہ ہم بیوستہ بموجب قانون متمشیہ بنگالہ کے دین

کہ گو عورت رسوم تبنی کو خود ادا نہین کرسکتی لیکن اگر وہ ذی علم برہمنون کی مدد سے

م اگر یہ راے ہماری مطابق منو کے ہے اور منجملۂ کتابون شاستر کے دایبھاگ بنگالہ مین بہت مروج ہے اور اگرچہ اُس کتاب مین جمتواہن کی راے جو اُسنے دیول سے نقل کی ہے یہ ہے کہ وہ بیٹا جو دتک طریقہ سے متبنی کیا جاے وہ قرابت داران نسبی یعنی سپنڈون وغیرہ کا وارث نہین ہے مگر چونکہ اکثر ہوستے عدالت مین ایسے داخل ہوے ہین جنکی روسے مطابق آئین منو کے متبنی کا استحقاق نسبت وراثت قرابت داران نسبی کے قائم کیا گیا ہے لہذا ہم نے بھی اپنی راے اُسی آئین کے بموجب دی ہے۔

ماخذ۔ منو۔ "منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوے ہین اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملۂ اُنکے ۶ قرابت دار اور وارث ہین اور ۶ صرف قرابت دار ہین مگر وارث نہین الاورثۂ باپ کے تفصیل بیٹون کی یہ ہے۔ بیٹا صلبی جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے دوسرے شخص سے بطور جائز پیدا ہو۔ بیٹا جو دیا گیا ہو۔ بنایا ہوا یا متبنی۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا اصل باپ معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسکو اُسکے اصلی والدین نے ترک کردیا ہو۔ یہ چھ قسم کے بیٹے قرابت دار اور وارث ہین"۔ قول مذکورۂ بالا کی بلم بھٹ نے یہ شرح لکھی ہے "منو جو برہم یعنی واجب الوجود کی ذات سے پیدا ہوے اور منجملۂ چودہ منو کے جنکا درجۂ اول ہے اُنھون نے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین منجملۂ اُنکے پہلے چھ واسطہ دار اور نسبی قرابت دارون کے وارث قرار دیے گئے ہین۔ پس نتیجہ اسکا یہ ہے کہ بذریعۂ واسطہ دار ہونے کے وے سپنڈون اور سمندکون کو پنڈ اور پانی دیتے ہین اور بذریعۂ وارث ہونے کے وے درصورت نہونے اولاد ذکور کے اپنے قرابت داران نسبی کے وراثتاً قائم مقام ہوتے ہین"۔ قول منو جو دایبھاگ اور دایتتو اور دایکرم سنگرہ اور اَور کتابون شاستر مین درج ہے اُسکا یہ مضمون ہے کہ "بعد ازان واسطہ داران قریب یعنی سپنڈون کو ورثہ پہونچتا ہے"۔

بعد پہونچنے اِس ہوستہ کے عدالت نے تجویز کیا کہ ہوستہ مذکور کی روسے ظاہر ہے کہ جب رانی جگدیسری بیوہ بھروپ اندر نراین کی بلا اولاد ذکور سنہ ۱۲۱۳ بنگلہ مین مرگئی تو اُسکے

ایسا کرے تو اسمین کچھ اعتراض کی جاے نہین ہے چنانچہ ایسی صورتون مین شو درلوگ

ہ شوہر کی جایداد جسپر وہ مین حیات قابض رہی تھی اُسکے شوہر کے نزدیک رشتہ دارون کو ورثہ مین پہونچنی چاہیے اور فرض کیا جاے کہ آنند اندر نراین متبنیٰ بیٹا رام اندر نرائن اور رانی لکھی کا تھا اور اُسی کنبے مین داخل ہو گیا تھا تو شیو پرشاد اصل مدعی کو اِس مقدمہ مین دعویٰ کا استحقاق بطور سپنڈ وراثتاً پہونچتا ہے چنانچہ او رحکام نے دوسرے حاکم کی راے سے اتفاق کرکے اپیلانٹ کے دعوی کی بابت ڈگری دی اور مرشد آباد کی پرونشل کورٹ کے فیصلہ کو منسوخ کرکے دونون عدالتون کا خرچہ ذمہ رسپانڈنٹ عائد کیا۔ اِس ڈگری کی روسے تین آنہ کا حصّہ متنازعہ اپیلانٹ کو مع زر واصلات تاریخ ارجاع نالش سے تاریخ دخلیابی تک دلایا گیا۔ اِس اخیر فیصلہ مین مراتب ذیل لکھے گئے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ اِس عدالت کے روبکار مورخہ ۸۔ فروری گذشتہ مین یہ تحریر ہو چکا ہے کہ رسپانڈنٹ کو اِس موقع پر یہ منصب حاصل نہین ہے کہ درباب جائز یا ناجائز ہونے تبنیت آنند اندر نراین پدر اپیلانٹ کے کوئی اعتراض پیش کرے کیونکہ اُسکا متبنیٰ ہونا بفیصلہ عدالت ہذا مورخہ ۲۸۔ ستمبر سنہ ۱۸۰۱ع مطابق سنہ ۱۲۰۸ بنگلہ تسلیم و جائز قرار پا چکا ہے اور وہ فیصلہ بمقدمہ رانی جگدیسری اپیلانٹیہ بنام آنند اندر نراین رسپانڈنٹ صادر ہوا ہے۔ علاوہ ازین یہ معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۲۰۰ بنگلہ مین رانی لکھی نے آنند اندر نراین کو گود لیا اور آنند اندر نراین اپنے وقت وفات یعنی سنہ ۱۸۱۷ع تک اپنے گود لینے والے باپ کی جایداد پر قابض رہا بعد ازان اُسکا بیٹا وارث ہوا اور تا دائر ہونے اِس مقدمہ کے یعنی سنہ ۱۲۲۰ بنگلہ تک وہ اُسپر متصرف رہا۔ وہی اعتراض جو اب پیش کیا گیا ہے سابق مین بھی تجویز مقدمہ کے وقت پیش کیا گیا تھا یعنی یہ ایک زمیندار کی زوجہ کا بعد وفات ایک متبنیٰ بیٹے کے دوسرا بیٹا متبنیٰ کرنا ناجائز ہے۔ اُس زمانہ کے دو نہایت عقیل اور عالم پنڈتون نے جن سے اِس امر مین استفسار ہوا تھا اور جو ترہوت اور ندیا کے ضلع کی عدالتون سے متعلق تھے باتفاق راے پنڈت عدالت ضلع راجشاہی کے اِس تبنیت کو جائز قرار دیا اور چونکہ اِس عدالت کے حکام سابق نے سنہ ۱۸۰۱ع مین بمقابلہ اعتراض مذکورہ اپنے فیصلہ مین جائز ہونا

ایساہی کرتے ہین لیکن بموجب قول ورہسپتی کے جسکو متھی لا مین بہت معتبر جانتے ہین

مسئلہ اہل متھی لا کے بموجب۔

۔آنند اندر نراین کی تبنیت کا تسلیم و منظور کیا ہے لہذا عدالت کی یہ راے ہے کہ بوجہ صادر ہونے فیصلہ مذکورۂ بالا اور گذر جانے مدت دراز کے اِس امر قانونی کی تحقیقات کے واسطے ہمین جگہ باقی نہین رہی ہے اِس عدالت کے فیصلۂ سابق سے یہ دریافت نہین ہوتا کہ کس بنا پر فیصلہ ہوا ہے لیکن دو شبہہ واقع ہین ایک یہ کہ آیا حکام سابق نے آنند اندر نراین کی تبنیت کو وہ تبنی ثانی تصور کیا جو رانی لکھمی کی جانب سے بلا اجازت اپنے شوہر کے عمل مین آئی اور گو اُس اجازت نامہ مین جو رانی مذکورہ نے اپنے شوہر سے حاصل کیا تھا دوسرے مرتبہ تبنی کرنے کی اجازت نہ تھی لیکن حکام موصوفین نے تبنیت کو بلحاظ اُس اجازت کے قرار دیا۔ یا چونکہ پہلے بیٹے کے مرجانے سے مقصود تبنیت فوت و باطل ہوگیا لہذا حکام مدوحین نے مضمون اجازت نامہ سے تاویلاً یہ مستنبط کیا کہ جبکہ تاویز مذکور مین تبنی ثانی کے امتناع نہونے سے ایجاب اُسکا مفہوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ حاکمان موصوفین نے خیال کیا ہو کہ اول متبنی کی رسوم تبنیت کی تکمیل نہوئی تھی کیونکہ لڑکا گود لیے جانے کے چند مہینے بعد مرگیا اور بموجب شہادت اکثر گواہون کے قبل اداے رسوم زنار بندی فوت ہونا اُسکا واضح ہے اگرچہ یہ کُل حالات فیصلۂ مذکور مین مفصل درج نہین ہین تاہم اُس سے یہ واضح ہے کہ حکام نے اُن جملہ اعتراضات پر جو تبنیت کی نسبت پیش ہوے کماحقہ غور کرکے آنند اندر نراین کی تبنی کو جائز اور اُسکا داخل خاندان ہوجانا تجویز کیا اور واضح ہو کہ فیصلہ مین نامبردہ کی تبنیت کو بنامزد تبنی ثانی کسی مقام پر نہین بیان کیا ہے لہذا اِس امر قانونی کی بحث مقدمۂ ہذا سے محض متعلق متصور نہین ہے اور شاستر کا حوالہ صرف اِس غرض سے چاہا گیا تھا کہ آیا اپیلانٹ شیو پرجو یکجدی ہے ازروے قاعدۂ وراثت مستحق پانے جایداد متنازعہ کا ہے یا نہین اور حکام عدالت نے جو اُسکو مستحق قرار دیا ہے تجویز اُنکی اقوال دھرم شاستر مذکورۂ بالا کے اور اُس بیوستہ کے بموجب ہے جو بمقدمۂ شام چندر وغیرہ اپیلانٹیان بنام نراینی دیبی رسپانڈنٹیہ پیش ہوا۔ چند اور بھی مراتب ایسے ہین جنکا اِس جگہ ذکر کرنا عدالت کے نزدیک مناسب معلوم ہوتا ہے۔

اول۔ جن قولون کا حوالہ اِس مقدمہ کے پہلے بیوستہ مین دیا گیا ہے اُس سے

ایک عورت نے باوجودیکہ پیشتر سے رضامندی اپنے شوہر کی حاصل کر لی ہو تو بھی بعد وفات شوہر کے وہ دتک کے طریقہ کے بموجب متبنی نہین کرسکتی اور اِسی ممانعت کی وجہ سے وہان کرتی تریم کا طریقہ گود لینے کا عمل مین آتا ہے۔

طریقہ کرتی تریم

اِس طریقہ کی تکمیل کے لیے کچھ ضرورت رسوم کی نہین ہے اور گود لینے والے کی درخواست اور متبنی ہونے والے کی رضامندی سے یہ معاملہ فوراً عمل مین آجاتا ہے یہ مقتضاے طبیعت ہے کہ ہر شخص کو اپنی تندرستی اور زندگی تک وارث پیدا ہونے کی امید رہتی ہے اور اِسی سبب سے اکثر لوگ صرف بیماری کے وقت اپنی ازدواج کو اجازت گود لینے کی دیتے ہین۔ لیکن متھلا مین جہان شوہر کی اجازت بیکار ہے شوہر خود گود لے سکتا ہے اور اِسی جہت سے ایسا طریقہ تبنی کا اختیار کرنا ناگزیر ہوا جسکے انصرام مین نہایت سہولت ہے اور ظاہر ہے کہ ایسی صورت مین بوجہ قریب المرگ ہونے اُس شخص کے جو متبنی کیا چاہتا ہو رسم تبنی کی تکمیل نہ ہونے کا

متھلا مین اس طریقہ کی مروج ہونے کی وجہ

یہ واضح نہین ہے کہ کسی شخص متوفی کی ایک زوجہ کو دو بیٹے متبنی کرنے کی یا آنکہ بالعموم تبنی ثانی کی نسبت بھی ممانعت ہے نہ یہ امر ان بیوستون کے مضمون سے متحقق ہے جو پنڈتون نے سابق مین بمقدمات شام چندر وغیرہ اپیلانٹیان بنام نراینی دیبی رسپانڈنٹیہ اور گور پرشاد چودھری اپیلانٹ بنام مساۃ جی مالا رسپانڈنٹیہ دیے تھے۔

دوم۔ بعد داخل ہونے بیوستہ کے جب مقدمہ زیر تجویز تھا رسپانڈنٹ کے وکیل نے صرف اِس امر پر بحث کی کہ یہ تبنی ناجائز ہے کیونکہ بلا اجازت شوہر کے عمل مین آئی ہے۔

سوم۔ اِس عدالت کے روبکار اور سوال مین جسکا پنڈتون سے استفسار کیا گیا تھا صرف لفظ تبنی پہلے لکھا گیا تھا مگر لفظ ثانی کا بعد ازان حسب درخواست وکیل رسپانڈنٹ لکھا گیا کیونکہ یہ خیال کیا گیا کہ لفظ مذکور کے لکھے جانے سے فیصلہ مین چندان ہرج واقع نہ ہوگا۔
لیکن اِس امر کا بیان کر دیا گیا کہ گواہی کی رو سے یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا رسوم تبنی اول صورت مین حسب قاعدہ عمل مین آئین یا نہین۔

کم احتمال ہے۔

بنگالہ اور بنارس مین یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے کہ عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے جسکا پیشتر سے حاصل کر لینا ضرور ہے نہ بیٹا گود لے سکتی ہے نہ دے سکتی ہے۔ مگر معلوم ایسا ہوتا ہے کہ متھلا مین جہان ممانعت ہے کہ عورت باوجود اجازت شوہر متوفی کے جو پیشتر سے حاصل کر لی گئی ہو لڑکے کو دت تک طریقہ کے مطابق متبنی نہین کر سکتی ہے وہان کری تریم کے طریقہ کے مطابق گود لینے کے واسطے عورت کو شوہر کی اجازت حاصل کرنی ضرور نہین ہے۔ بیٹا جو اس طریقہ کے مطابق گود لیا جاوے وہ عورت مذکورہ کا کریا کرم کریگا اور اسکی ذات خاص کے مال پر قائم مقام ہوگا مگر اسکو اس عورت کے شوہر متوفی کی جایداد نہین ملیگی[1] متھلا کے ضلع مین یہ اکثر ہوتا ہے کہ شوہر کری تریم کے بموجب ایک لڑکے کو گود لے اور زوجہ دوسرے لڑکے کو۔

اس طریقہ کے بموجب تبنی کرنے مین اجازت شوہر کی ضرور نہین ہے

شوہر ایک بیٹا کری تریم کے بموجب متبنی کر سکتا ہے اور زوجہ بھی ایک اور کو

قاعدۂ عام یہ بیان ہوا ہے کہ زمانہ حال مین صرف طریقون دت تک اور دو اسے نکھائن اور کری تریم کے بموجب گود لینے کی اجازت ہے لیکن کتاب اصول دھرم شاستر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ نسبت جائز ہونے کرت یعنی زر خرید بیٹے کے گفتگو درپیش آئی تھی اور اس باب مین بڑی تکرار رہی اور مابین دو عالمون اس زمانہ کے بہت طویل مباحثہ ہوا[2] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ مین[3] ایک مقدمہ ہے جسمین یہ بیان کیا گیا کہ مدعی پاز بھاد کی قسم مین سے ہے[4] اس مقدمہ مین اگر یہ ثابت ہو جاتا کہ اس قسم کے بیٹون کے قائم مقام ہونے کا دستور ہے تو غالباً دعوی مدعی قابل پذیرائی ہوتا۔ پس اگرچہ عموماً کہا جا سکتا ہے کہ فی زمانہ صرف

کرت بیٹے کا ذکر۔

پاز بھاد کا ذکر۔

---

[1] تنبیہ ۵ متعلقہ ص ۲۲۲ خلاصۂ صدر لینڈ صاحب۔

[2] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ۱۸۷ و مابعد۔

[3] جلد ا ص ۲۸۔

[4] متاچھرا باب ا فصل ۲ دفعہ ۸۔

گوسوامی کرت طریقے کے بموجب متبنیٰ کرتے ہین

تین قسمین گود لینے کی جائز ہین تاہم اگر جاری ہونا کسی رسم خاص کا مدت مدید سے ثابت ہو جاے تو بحالت تسلیم ہونے ایسی صورت مستثنیٰ کے قاعدۂ مذکور الصدر مین ترمیم لازم آئیگی - مثلاً معلوم ہوتا ہے کہ گوسوامی اور اَور عابد جو طریقۂ تجرد کے پابند ہین لڑکے خرید کر کے کرت طریقے کے مطابق اُنھین گود لیتے ہین - اور ملک اُڑیسہ مین بھائیون کے مقرر کرنے کا دستور اس غرض سے کہ اُنسے ایک متوفی یا نامرد یا غیر حاضر شوہر کی زوجہ سے اولاد پیدا ہو ابھی تک جاری ہے [۱] جو اسطرح سے لڑکا پیدا ہو اُسے کھترج یعنی زوجہ کا بیٹا کہتے ہین اور بلاشک یہ سب قسم کے لڑکے اُن

کھترج کا ذکر -

جگھون مین جہان کہ قانون مختص المقام کی رو سے ایسی فرزندی جائز ہو اپنے گود لینے والے باپ کی میراث پانے کے مستحق متصور ہونے چاہین [۲] - زمان سابق مین درصورت نہونے اولاد ذکور کے بیٹیون کے متبنیٰ کرنے کا دستور تھا مگر یہ اب ممنوع ہے [۳] - اور اور طریقے گود لینے کے جو منو نے بیان کیے ہین وے اِس زمانہ مین بالکل متروک ہین لہذا اُنکے حسن و قبح کی نسبت بحث کرنا اِس کتاب کے مطلب سے خارج ہے [۴]

اور طریقے جو متروک ہین -

ساتوان باب

نابالغی کے بیان مین

دھرم شاستر متمشیۂ بنارس اور متھی لا کے بموجب جب تک سولہ برس کی

[۱] تنبیہ متعلقہ خلاصۂ جلد ۳ ص ۲۷۶ -

[۲] صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۷۵ -

[۳] جتواہن سے خلاصہ کی جلد ۳ ص ۴۹۳ مین منقول ہے -

[۴] آئین منو باب ۹ دفعہ ۱۵۹ و ۱۶۰ -

نابالغی کا تعین

عمر نہ ہو جاے اُس وقت تک نابالغی رہتی ہے[۱] اور رسئلہ بنگالہ کے بموجب پندرھوین سال کا انجام نابالغی کی حد ہے[۲]

ولیون کا ذکر- باپ کا ولی ہونا

اگر باپ زندہ ہو تو وہ اپنی اولاد کا ولی جائز گنا جاتا ہے اور اگر وہ مرگیا ہو تو مان ولیہ ہو سکتی ہے[۳] لیکن جب کہ منصرم اور ولی کے کام مشتمل ہون تو منصرمی کے نفاذ مین ضرور ہے کہ مان شوہر کے رشتہ دارون کی مطیع رہے - اور نسبت نابالغ کی ذات خاص کے

مان کا ولی ہونا — پدری رشتہ دار

بھی چند کام ایسے ہین کہ سرانجام اُنکا مان سے نہین ہو سکتا مثلاً چند ابتدائی رسوم کا ادا کرنا ایسا ہے جن کا انصرام پدری رشتہ دارون سے متعلق ہے-

اگر مان نہ ہو تو نابالغ کا بڑا بھائی اُسکا ولی ہو سکتا ہے اگر یہ نہ ہو تو پدری رشتہ دار اکثر مستحق ولی ہونے کے ہین اور اگر ایسے رشتہ دار نہ ہون تو پھر یہ خدمت مادری رشتہ دارون کے ذمہ بموجب اُنکے مدارج قربت کے ہوگی لیکن عموماً مقرر کرنا ولیون کا حاکم کے اختیار مین ہے-[۴]

مادری رشتہ دار — ولیون کا مقرر کرنا حاکم کے اختیار مین ہے۔

عورت کی ولایت-

ایک عورت خواہ نابالغ ہو یا بالغ جب تک اُسکا بیاہ نہو وہ اپنے

۱- ”جب تک کہ نابالغ سن شعور کو پہونچین“- اِس فقرہ مین سن شعور سے سترھوان سال مراد ہے- رتناکر- خلاصہ کی جلد ۴ ص ۲۴۳ - کولبروک صاحب کے بموجب سولہ برس کی عمر پوری ہونی چاہیے- ضمیمہ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۸-

۲- دایبھاگ کی شرح ص ۷۰ - اور خلاصہ کی جلد ۱ ص ۳۰۰-

۳- سوتیلی مان بھی ولیہ نابالغ قرار دی گئی ہے اور اُسکا حق ولایت چچا کے حق سے مرجح تجویز ہوا ہے- بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۴۴-

۴- خلاصہ جلد ۳ ص ۳۴۵ - اور ضمیمہ اصول عام دھرم شاستر کے ص ۲۰۲-

باپ کی ولایت مین رہتی ہے اگر وہ مرگیا ہو تو پدری اقارب جو رشتہ مین قریب ہون اُسکے ولی ہوتے ہین ۱؎ بیاہ کے بعد عورت ماتحت اپنے شوہر کے خاندان کے ہو جاتی ہے - اول تو اُسکا شوہر اُسکا ولی ہے وہ نہ ہو تو اُسکے بیٹے پھر پوتے پھر پرپوتے اُسکے ولی ہونے کے مجاز ہین یہ نہ ہون تو بالعموم جو اُسکے شوہر کے وارث یعنی وے جو بعد وفات اُس عورت کے مستحق پانے اُسکے شوہر کی جایداد کے ہون مجاز بجالانے خدمات ولایت نسبت اُس عورت کی ذات اور جایداد کے ہین - اگر شوہر کے وارث نہ ہون تو اُس عورت کے پدری رشتہ دار اُسکے ولی ہونگے اور یہ نہون تو اُسکے مادری رشتہ دار - دراصل عورات ہمیشہ ولی کی ولایت مین رہتی ہین -

منکوحہ ہونے کی صورت مین -

بیوہ ہونے کی صورت مین -

اگر نابالغ کے ولی حقیقی یعنی والدین یا مجازی زندہ ہون یا مردہ ہر صورت مین حاکم وقت تمام نابالغون کی جایداد کا خواہ وے لڑکے ہون یا لڑکیان جائز اور اعلیٰ ولی تصور کیا جاتا ہے ۲؎ اور ضمناً یہان یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی کے قواعد کے بموجب اٹھارہ برس کی عمر کے انجام تک نابالغی تصور

تمام نابالغون کا ولی اعلیٰ حاکم ہوتا ہے -

۱؎ ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۲ - اور ۲۰۴ -

۲؎ مثلاً اگر ایک عورت کی جایداد یا ایک نابالغ کا مال راجہ کے قبضہ مین آوے تو وہ اُسے بطور مالک کے نہ لے چنانچہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے -

لیکن یہان یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ نابالغ کا مال اُسکے وارثون اور اَور شخصون سے جو برضامندی اُسکے مقرر کیے جائین سپرد کیا جاے اور اگر طفل معصوم نہ ہو تو اُسکے قریب اور غیر ملوث واسطہ دار شلاً والدہ وغیرہ کی رضامندی لینی چاہیے - [illegible] جلد ۲ ص ۲۴۳ -

کی جاتی ہے ۱؎

دیون کا اختیار نابالغون کے مال پر

درباب اُس اختیار کے جو ویون کو نابالغون کے مال پر حاصل ہوتا ہے میرے نزدیک بہت غلط فہمی واقع ہے - اس امر مین دہرم شاستر کا حکم حسب فہم میرے یہ ہے - ''کہ نابالغ قانون کی حفاظت مین ہوتے ہین جو امور اُن کے مفید ہین اُن سب کے حاصل کرنے مین مدد دی جاتی ہے اور کوئی امر جو اُنکے غیر مفید ہے اُس سے اُنھین مضرت نہین پہونچنے پاتی'' ۲؎ سرولیم جونز صاحب نے لکھا ہے کہ ''جو جایداد کسی قائم مقام کے قبضہ مین ہو اُس پر مطالبہ کا مواخذہ ہوسکتا ہے'' ۳؎ یہ بلاشک صحیح ہے مگر وسعت جو اِس قاعدے کے معنی کو دی گئی ہے وہ اِس کے الفاظ سے نہین نکلتی ہے - میری دانست مین یہ بغرض قائم کرنے اِس معنی کے تصور کر لیا گیا ہے کہ ولی کو متوفی کا قائم مقام خیال کرنا چاہیے حال آنکہ ظاہر ہے کہ ولی صرف متوفی کے وارث کا قائم مقام ہے - عبارت مذکورۂ بالا کے معنی میرے نزدیک یہ ہین کہ جس کسی کو متوفے کی جایداد پہونچے خواہ وہ سلسلۂ وارثون مین قریب ہو یا بعید ذمہ دار قرضۂ متوفی کا بقدر جایداد مذکور کے ہوتا ہے بشرطیکہ وارث سن بلوغیت کو پہونچ گیا ہو اور جبکہ وارث نابالغ ہے تو قرضخواہ کو قبل اِسکے کہ وہ اپنا قرضہ نابالغ کی جایداد سے وصول کرنا چاہے اُسکے

۱؎ قانون ۲۶ سنہ ۱۷۹۳ دفعہ ۲-

۲؎ کول بروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُن کی تعمیل کے باب ۱ دفعہ ۵۸۵-

۳؎ کول بروک صاحب نے جو جگناتھ کے خلاصہ کا ترجمہ کیا ہے اُسکی تنبیہ متعلقۂ ص ۲۲۶ جلد ۱ معائنہ کی جاے-

بالغ ہونے تک انتظار کرنا چاہیے - یہ پابندی شرط بلوغ کے بیٹے کو چاہیے کہ اپنے باپ کا قرضہ اور بھی وہ روپیہ جو ضرورتاً اسکے واسطے بزمانہ نابالغی لیا گیا ہو ادا کرے اور بنارس کے علما کے بموجب بیٹے پر باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے ؎ گو وہ کچھ جایداد چھوڑ مرا ہو یا نہین اور نیز دادا کا قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے لیکن اِس پچھلی صورت مین ادا کرنا سود کا ضرور نہین ہے -

حال مین مقدمۂ ذیل صدر دیوانی مین دائر ہوا تھا - زید ایک ہندو زمیندار اہل بنگالہ نے اپنی جایداد مین سے ایک جزو کا بیعنامہ بکر کے نام لکھدیا اور بکر نے ایک علٰحدہ اقرارنامہ اِس اقرار سے تحریر کیا کہ ایک سال کے عرصہ مین اگر بائع روپیہ مع سود ادا کردیگا تو بیع مشروط قابل انفکاک ہوگا - زید قبل انقضاے میعاد مرگیا ایک بیوہ اور نابالغ متبنیٰ بیٹا چھوڑ مرا وہ بیٹا اُسکی اجازت سے جو پیشتر حاصل کرلی گئی تھی بیوہ نے بعد وفات شوہر کے گود لیا تھا - چندروز قبل اختتام میعاد دستاویز کے جبکہ بیع قطعی اور غیر ممکن الترديد ہوجاتا بیوہ نے بمنصب ولیہ نابالغ ایک شخص خالد سے روپیہ قرض لے کر بکر کو ادا کیا

؎ اگرچہ فرض حرف اخلاق کی روسے ہے نہ قانوناً بشرطیکہ باپ کی جایداد نہو کولبروک صاحب کا قول جو ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۴۷ مین منقول ہے دیکھا جاے مگر اسی معتبر مصنف نے اپنے رسالہ مین جو معاہدون اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے یہ قاعدہ لکھا ہے (باب ۲ دفعہ ۵۱) کہ وارثون پر مورثون کا دین بلا لحاظ کافی ہونے جایداد موروثی کے واجب ہوتا ہے اور اگر اداے دین سے انکار ہو تو حق وراثت سے دست بردار ہونا چاہیے - اور اِسی امر کی نسبت ص ۲۶۴ و ۲۵۹ ضمیمۂ اصول دھرم شاستر معائنہ کیا جاے -

اور زمین چھوڑا لی مگر خالد کو اُسی اراضی کی بابت ویسا ہی بیعنامہ مشروط میعادی لکھدیا لیکن میعاد معینہ منقضی ہوگئی اور بیوہ مذکور روپیہ ادا نہ کرسکی اب اس صورت مین اول سوال یہ تھا کہ اگر پہلی بیع کی میعاد بغیر ادا کرنے روپیہ کے منقضی ہوجاتی تو دھرم شاستر کے کس قاعدہ کے بموجب ممکن تھا کہ وہ زمین بکر کی ملکیت نہ ہوجاتی۔ دوم یہ کہ اگر کوئی ایسا قاعدہ ہو اور بیوہ نے بیع ثانی مشروط کے ذریعہ سے اراضی کو ایک خاص مدت تک محفوظ رکھا تو یہ صورت ایسی ضرورت کی ہے یا نہیں جس مین ایسا فعل جو نابالغ کے واسطے صریح بغرض فائدہ اُسکے کیا گیا جائز سمجھا جاے۔ سوم یہ کہ اگر باپ اپنی اراضی سے ایک جزو کو اس شرط سے کہ بعد انقضاے خاص مدت کے واگذاشت کرائیگا بیع کرے اور اُسکا وارث نابالغ یا نابالغ مذکور کا ولی اُسکو نہ چھوڑاے تو اس صورت مین یہ اراضی مذکور بالکل ہاتھ سے جاتی رہیگی یا نہین چہارم یہ کہ جب باپ کی جایداد ایک وارث نابالغ کے قبضہ مین ہو تو باپ کا قرضہ اُسکی جایداد سے وصول کرنے کے لیے ولی سے مطالبہ ہوسکتا ہے یا نہین۔ پنڈتون نے جنسے اس امر مین استفسار کیا گیا تھا جو جواب دیا اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ ضرورت بیع کرنے کی ثابت نہ ہوئی کیونکہ متوفی کی جایداد بابت قرضہ ذمہ مورث کے تابلوغ نابالغ قانوناً منتقل نہین ہوسکتی تھی لیکن مقدمہ حسب مراد مشتری فیصل ہوا اور وجوہ تجویز یہ تھین کہ اگر مورث کی بیع مشروطہ کا انفکاک بعد انقضاے میعاد معہودہ و میعاد معینۂ اطلاعنامہ کے نہ کیا جاتا تو بلاشک وہ اراضی قرضخواہ کے ہاتھ لگتی اور یہ حجت کرنا محض بیوقوفی ہے کہ مان نے جو اراضی کو تھوڑے عرصہ تک محفوظ رکھا اور مہلت مزید حاصل کی یہ عمل اُسکا نادرست اور صریح نابالغ کے مفید نہ تھا۔ کیونکہ اگر اُسکی مان نے بحیثیت ولیہ قرضہ جدید لیکر انعقاد معاملہ دوبارہ

نہ کیا ہوتا تو بیع مشروط بالاشک بحق قرضخواہ قطعی ہو جاتا۔ عدالتون کے
دستور مستمرہ کے مطابق عذر نابالغی قابل التفات نہین ہے نہ کوئی اور
مسئلہ بجز اس امر کے تسلیم ہوسکتا ہے کہ جایداد ایک ہندو اہل بنگالہ کی
اُسکی وفات کے بعد اُسکے قرضۂ جائز کے ادا کے لیے ذمہ دار ہے خصوصاً
اُس صورت مین جبکہ اُس نے اراضی کو قرضہ مین ضمانتاً مکفول کردیا ہو
اور درباب اس امر کے کہ شخص مذکور کو اپنی کل جایداد اراضی یا اُس کے
ایک جزو شرطیہ بیع کرنے کا اختیار حاصل ہے کچھ اعتراض عاید نہین ہوسکتا۔
اگر کسی اور مسئلہ کی پیروی کی جاے تو سنین گذشتہ کے عمل درآمد عدالت
مین ابتری واقع ہوگی کیونکہ اِن اضلاع مین جہان بیع مشروط بہت مروج
ہے ایک معاملہ بھی بیع مشروط کا ایسا نہ ہوگا جس مین منجملہ بہت سے
شرکون کے بعض شرکا بیع کامل ہوجانے کے وقت نابالغ نہ ہون اور اگر
اُنکی نابالغی ایسی صورتون مین مانع بیعبات متصور ہو اور پندرہ برس تک
معاملہ تعویق مین رہے تو غالب ہے کہ ایسے معاملے بالکل بند ہوجائین اور روپیہ
بطور قرض حاصل ہونا غیر ممکن ہو یا اگر غیر ممکن نہو تو شرائط حال کی نسبت
سے سخت تر شرطون کے ساتھ ملے۔ مسئلہ جس پر عدالت کا عمل ہے شارح
جگناتھ کی راے مؤید اُسکی معلوم ہوتی ہے اور گو اس قانون پر رایون
مین بہت اختلاف ہو مگر جو رواج و دستور مقررہ ہے اُسکو جاری رکھنا
چاہیے۔

الغرض دھرم شاستر کا اِس باب مین کیساہی مقولہ ہو عدالت معاہدہ کے
معاملون مین اُسکے مطابق کاربند نہ ہوگی اور یہ مقدمہ بھی اِسی قسم سے معلوم
ہوتا ہے۔ عدالت پر صرف معاملات وراثت اور ازدواج اور ذات اور
رسوم مذہبی مین دھرم شاستر کے مطابق پیرو ہونا واجب ہے۔
وجوہات مرقومۂ بالا کے جواب مین یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر بالفرض نابالغ کی

جایداد ذمہ دار ادا ے قرضہ نہین ہے تو اِس صورت مین بیوہ کو بیع مشروط کرنے کی مطلق ضرورت نہ تھی۔ یہ بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ ہمارے قوانین کے بموجب بھی بمقابلہ نابالغ کے معاملہ رہن کا بیعبات نہین ہوسکتا اور جبکہ وہ بلوغ کو پہونچے تو اُسے انفکاک رہن کا اختیار ہے۔ اِس لیے یہ امر قابل لحاظ نہ تھا کہ میعاد رہن ختم ہونے والی تھی یا نہ تھی۔ الا چونکہ ممکن ہے کہ راہن کا جایداد مرہونہ سے تعلق قبل انقضاے میعاد رہن زائل ہو جاے لہذا ایسے رہن کا خطرہ مرتہن کے ذمہ ہے۔

مین اِس جگہ اِس امر کی بحث نہ کرونگا کہ یہ مقولہ جو اِس مقدمہ مین قائم کیا گیا مناسب ہے یا نامناسب لیکن اِس مقدمہ کے خاص مسئلہ قانون کی مختصر تحقیقات پر اکتفا کرونگا اور اگر اُس شرح سے جو جگناتھ نے اِس مسئلہ کی نسبت لکھی ہے قطع نظر کیا جاے تو مسئلہ مذکور محض صاف ہے کیونکہ جگناتھ کا کلام ایسا نہین ہے کہ کسی صورت مین اُسکو بمنزلہ الہام یا غیر قابل تردید سمجھا جاے خصوصاً جبکہ باہم اُسکے اور اُن قوانین کے اختلاف ہے جو مستند اور باعتبار معنی غیر مشتبہ ہین۔ پہلا قول جو کسی قدر اِس امر سے متعلق ہے جاگبلک کا ہے (دفعہ ۱۹۱) اور کولبروک صاحب نے بغرض مطابقت قول مذکور اور اُس شرح مابعد کے جو جگناتھ نے لکھی ہے ترجمہ قول مذکور کا یہ کیا ہے کہ "وہ شخص جس کو ایسے مالک کی جایداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کاروبار نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جایداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا نہو تو وہ شخص جو متوفے کی زوجہ کو لے ذمہ دار قرضہ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جس کے باپ کی جایداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہین ہے"۔ واضح ہو کہ الفاظ زیر مد اصل متن مین نہین ہے اور یہ الفاظ یعنی لائق کاروبار شارح نے صریح اپنی طرف سے داخل کیے ہین۔

حوالے جو اِس قول کی تائید مین مذکور ہین۔

اصل متن مین لفظ "دورکھت گر ہے"۔ واقع ہے جسکے معنی مال لینے والے کے ہین۔ اور قول مذکور کے اخیر مین صاف یہ لکھا ہے کہ بیٹون کو جنکے باپ کی جایداد اور شخص کے قبضہ مین ہو قرضہ ادا کرنا واجب نہین ہے۔ دوسرا قول نارد کا ہے (دفعہ ۱۷۲) اور کولبروک صاحب نے قول مذکور کا ترجمہ بموجب شرح جگناتھ کے اسطور پر کیا ہے۔ "منجملہ وارث جایداد متوفی اور بیوہ کے ولی اور اُس بیٹے کے جو قابل انصرام کاروبار نہ ہو اُس شخص کے ذمہ قرضہ واجب ہوتا ہے جو متوفی اکی جایداد پر متصرف ہوا اور اگر بیوہ کا ولی یا جایداد متوفی اکا وارث نہ ہو تو بیٹے پر باوجودیکہ وہ قابل انصرام کاروبار نہو ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اگر جایداد متوفے اکا وارث یا بیٹا قابل انصرام کاروبار کے نہ ہو تو وہ ذمہ وار قرضہ کا ہوگا جو متوفی کی زوجہ کو لے"۔ یہان اصل متن مین یہ مراد نہین ہے کہ بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل انصرام کاروبار کے ہو بلکہ ایک ایسے بیٹے سے مراد ہے جو خلقی نقص مثل نابینائی یا مرض وغیرہ محجوب الارث نہو۔ جو بیٹا کہ قابل ورثہ پانے کے نہو اُسپر باوجود اس امر کے مثل اُس بیٹے کے جس نے ورثہ مین کچھ نہین پایا ہے اخلاق کی رو سے باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے اور قول مذکور سے ظاہر کرنا اُس فرض کا مقصود ہے جو بیٹے پر درصورت نہونے وارث جایداد متوفی یا بیوہ کے ولی کے واجب ہے۔ میری نظر سے کوئی ایسا قول نہین گذرا ہے جس مین ولی کی نسبت قرضہ ادا کرنے کا ذکر ہو۔ بالآخر دو مقولے نارد اور کاتیاین کے یہ ہین (دفعہ ۱۸۷ و ۱۸۸)۔

"باپ کی وفات کے بعد اُسکا قرضہ اُسکے بیٹے جبکہ وے نابالغی کی وجہ سے اپنے کاروبار کا اہتمام نہ کرسکتے ہون کسی صورت مین ادا نہین کرسکتے لیکن جب کہ وے پورے پندرہ برس کی عمر کے ہو جاوین تو اپنے اپنے حصہ کے بموجب قرضۂ مذکور ادا کرینگے ورنہ اُنکو عقبیٰ مین بمقام ہیبت ناک رہنا

نصیب ہوگا۔ جو بیٹا نابالغی کی وجہ سے ناقابل انصرام کاروبار ہو وہ باوجود خودمختار ہونے کے بھی بحالت نابالغی ذمہ دار قرضہ کا نہین ہے۔ واضح ہو کہ جگناتھ نے فقرون مذکورۂ بالا کی شرح کرنے مین باہم نابالغی اور طفولیت کے فرق ظاہر کرنے کا قصد کیا اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ صرف طفولیت کی صورت مین بیٹے پر ذمہ داری اداے زرقرضہ باپ کی نہین ہے لیکن اصل متن مین الفاظ اپراپت بیوہار لکھا ہوا ہے اُس سے صاف وہ شخص مراد ہے جو کاروبار کرنے کی عمر کو نہ پہونچا ہو غرض نتیجہ اِس تحریر سے یہ ہے کہ جب بیٹے کی نابالغی کے باعث سے باپ کی جایداد ایک دوسرے شخص کے سپرد ہو تو ایسا شخص جایداد کے کسی جزو کو اداے زرقرضۂ متوفی کے لیے قانوناً صرف نہین کر سکتا اور صرف اُس صورت مین جب ایک شخص اپنی حقیت کے باعث سے ملکیت پر خود قابض ہو اُسکو اختیار ہے کہ بذریعۂ ایسی ملکیت کے اپنے آبا و اجداد کا قرضہ ادا کرے اگر واسطے سبیل وجہ نابالغ کے اُسکا ولی جایداد کا ایک جزو منتقل کرے تو وہ بلاشک ایسے انتقال کا مجاز ہے مگر وقوع کسی ایسی ضرورت کا ممکن نہین ہے جس کی وجہ سے انتقال ایک جزو جایداد نابالغ کے باپ کا بغرض ادا کرنے باپ کے قرضہ کے لازم آوے کیونکہ نابالغ قبل بلوغ اپنے ذمہ دار قرض کا نہین ہے۔ اِس قاعدے مین چنداں سختی بھی معلوم نہین ہوتی ہے بلکہ احکام قانون انگلشیہ سے زیادہ تر سختی تراوش کرتی ہے کِسواسطے کہ قانون مذکور کے بموجب وہ قرضہ جو بلاتحریر دستاویز لیا جاے اُسکا مطالبہ جایداد مذکور پر مطلقاً نہین ہو سکتا الا اُس حالت مین کہ وہ جایداد بذریعۂ وصیت نامہ کے دین مین ماخوذ کیجاے دھرم شاستر کے مطابق کُل مال منقولہ سے ایک طرح کا موروثی کا حق متعلق ہے حتیٰ کہ مال مذکور اگر موروثی ہے تو اُسپر بیٹے کا استحقاق باپ کے استحقاق کے برابر ہے پس اس صورت مین اگر باپ کی غفلت بیٹے کی تباہی کا باعث ہو

نتیجہ کہ وارث جو نابالغ ہو اُسکی ذات اور جایداد واسطے ادا قرضہ کے تا بلوغ اسکے ذمہ دار نہین ہو سکتی۔

تو یہ امر بہت سخت ہوگا۔ خصوص ایسی حالت مین کہ بیٹے پر شاستر اور نیز تہذیب اخلاق کی رو سے باپ کا قرضہ ادا کرنا فرض ہے شاید یہ امر قرین انصاف معلوم ہوتا ہے کہ ادا کرنا زر قرضہ کا تاوقتیکہ نابالغ سن شعور کو پہونچے ملتوی رہے تاکہ وہ قرضہ ادا کرنے کی سبیل ایسے ذریعون سے کرسکے جنسے اُسکی مضرت بہت کم متصور ہو۔ اِس عرصہ مین نابالغ جایداد کو انتقال نہین کرسکتا اور درصورت موجود ہونے جایداد کے قرضخواہ کو آخر کار اُسکا مطالبہ مع سود یقیناً وصول ہوگا۔ خصوصاً رہن کے معاملہ مین پیداوار جایداد یعنی محاصل شے مرہونہ قرضخواہ کو بالعوض سود مل سکتا ہے ایسی صورت مین فریقین سے کسی کو مضرت نہین پہونچ سکتی اور نہ اِس سے خلاف ورزی شاستر لازم آتی ہے کسواسطے کہ مِلک مرہونہ کا محاصل ایک قسم کا سود جائز ہے اور اُسکو بھوگ لابھ یعنی انتفاع بالتصرف کہتے ہین۔ ایک مقدمہ جو فی الحال بمبئی مین فیصل ہوا [1] اُس مین ایک ایسے ہی امر کی نسبت پنڈتون سے بیوستہ طلب ہوا تھا اُنھون نے یہ جواب دیا کہ جو عورت بطور وراثت جائز اپنے باپ کے متروکہ پر قابض ہو وہ اُس جایداد کو اپنے شوہر کے قرضہ ادا کرنے کے لیے منتقل نہین کرسکتی الا اُس صورت مین کہ اُسکا بیٹا سولہ برس کی عمر یعنی سن شعور کو پہونچ گیا ہو اور اِس باب مین رضامند ہو اِس تحریر سے واضح ہوگا کہ یہ صورت بصورت مذکورۂ بالا کے سخت تر ہے کسواسطے کہ بیٹے پر قطع نظر اِس سے کہ اُسے جایداد وراثتاً ملے یا نہ ملے باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے اور فیصلۂ مذکور مین یہ امر قرار پایا کہ وہ جایداد بھی جسکے پانے کا بیٹا متوقع تھا ادائے قرضۂ پدری کے واسطے تا بلوغ بیٹے مذکور منتقل نہین ہوسکتی۔ ایک مقدمہ جو احاطۂ مندراس مین

مقدمہ رائے مذکورۂ بالا کے اثبات مین

[1] بمبئی کی رپورٹ جلد ۱ ص ۱۷۶-

فیصل ہوا اُس مین یہی تجویز ہوئی کہ درصورت وفات باپ کے اُس کا بیٹا ذمہ دار اُسکے قرضہ کا نہین ہے تا وقتیکہ وہ سترہ برس کی عمر کا نہ ہو جاوے۔ [1]

آٹھوان باب

غلامی کے بیان مین

تاویل صدر دیوانی عدالت نسبت غلامی۔

غلامی قوم ہندو مین منجملۂ احکام مذہبی کے فی الواقع شمار نہین کیجا سکتی سنہ ۱۷۹۸ع مین صدر دیوانی عدالت نے بلحاظ دستور قدیمہ مجریہ اِن اضلاع کے اپنی راے یہ دی کہ قاعدہ جو نسبت تعمیل دھرم شاستر شرع محمدی کے ہے بلحاظ فحواے اُسکے مقدمات غلامی سے متعلق ہونا چاہیے گو غلامی عبارت قاعدۂ مذکور مین داخل نہین ہے۔ اور یہ تاویل پیشگاہ نواب گورنر جنرل بہادر سے باجلاس کونسل ۱۲ - اپریل سنہ ۱۷۹۸ع کو منظور ہوئی معہذا یہ بھی قرار پایا کہ قاعدۂ مذکور اُن صورتون سے صریحاً و حقیقتاً متعلق نہ ہوگا جن مین ایک شخص کی آزادی یا غلامی کی بحث پیش ہوے [2]

لہذا اِس جگہہ مختصر بیان اِس امر کا کافی ہوگا اور جس خوبی و اختصار کے ساتھ - ایچ - ٹی - کول بروک صاحب نے اسکو لکھا ہے [3]

---

[1] ضمیمۂ اصول دھرم شاستر ص ۲۰۶-

[2] تفسیر ہیرنگٹن صاحب تنبیہ ۳ متعلقہ ص ۷۰ جلد ۱-

[3] قول منقولہ تفسیر ہیرنگٹن صاحب جلد ۳ ص ۲۲۳-

اُس سے بہتر نہین لکھا جاسکتا وہ بیان کرتے ہین کہ دھرم شاستر کے بموجب غلامی کہانتک جائز ہے۔ اُس مین اُن مختلف طریقون کا مفصل بیان ہے جنکے باعث سے ایک شخص دوسرے کا غلام ہوجاتا ہے اور تفصیل اُن طریقون کی بصورت ذیل ہوسکتی ہے یعنی جنگ مین اسیر ہونا۔ مختلف باعثون کی وجہ سے ایک شخص کا اپنی برضا و رغبت غلامی اختیار کرنا مثلاً بہ طمع زر یا قحط سالی مین نان و نفقہ کے حصول کے لیے اور علیٰ ہذا القیاس۔ بلا اپنی رضا و رغبت بالعوض اداے زر قرضہ یا بطور سزاے خاص جرائم کے ولادت کی رو سے مثلاً کنیزک کی اولاد۔ ہبہ و بیع یا کسی اور طرح کا انتقال جو مالک سابق کی جانب سے عمل مین آئے۔ بیع یا دے دینا والدین کا اپنی اولاد کو۔ دھرم شاستر کے بموجب غلام اپنے آقا کی مِلک مطلق مین داخل ہے اور اُس مین اکثر اِس قسم کا مال مویشی کے ضمن مین دوپائے اور چوپائے کے حقیر نام سے مذکور ہے۔ اُس مین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جس کے ذریعہ سے وہ بے رحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے۔ اور نہ اُسمین آقا کے اختیار کی جو اُسکو اپنے غلام کی ذات پر حاصل ہو تصریح ہے [1] اختیار مذکور کی نسبت حدود خاص معین نہین کی گئی ہین اور نہ اُس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکو اپنے غلام کی جان کا اختیار ہے یا کہ صرف ضرر جسمانی پہونچانے کا۔ غلامی کی اصل اور حالت کا ذکر

---

[1] مقدمۂ غلامی نمبر ۹ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ جب اِس امر مین پنڈتون صدر دیوانی عدالت سے بیوستہ طلب ہوا تو اُنھون نے بلا تامل آقا کے اُس اختیار کا تعین کیا جو اُسکو غلام کی ذات پر حاصل ہے مگر یہ راے اُنھون نے غالباً بلحاظ اصول عقلی کے دی نہ دھرم شاستر کے مطابق یا شاید اُس قاعدے کی مناسبت سے جو نوکرون سے متعلق ہے قول منو نوکرون کے باب مین خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۰۹ مین منقول ہے۔

کوئی حق ملکیت دھرم شاستر کی روسے غلامون کو حاصل نہین ہے حتی کہ اُن کو اپنے مال مکسوبہ پر بھی حق نہین پہونچتا ہے الا آقا کی رعایت سے۔ اُسمین کوئی راہ ایسی نہین ہے جس کے ذریعہ سے غلام کو مخلصی اور آزادی حاصل ہو سکے خصوصاً اُس غلام کو جو خانہ زاد یا زرخرید ہو الا اُس صورت مین جبکہ آقا اپنی خوشی سے اُسے آزاد کر دے یا اُس خاص صورت مین جبکہ اُس نے اپنے آقا کی جان بچائی ہو ایسی حالت مین وہ خواستگار اپنی آزادی کا اور بیٹے کے حق کے حصہ کا ہو سکتا ہے [1]۔ یا اگر کنیزک کے اولاد پیدا ہو تو وہ اور اُسکی اولاد دونون مستحق آزادی کے ہین بشرطیکہ آقا کے کوئی صحیح النسب اولاد نہ ہو۔ یا اُن خاص صورتون مین آزادی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ غلامی کے عارضی باعث دور ہو جائین مثلاً قرضہ وجرمانہ وہم بستری کنیزک کے ساتھ و پرورش بالعوض خدمتگزاری یعنی ادا کر دینا زر قرضہ یا جرمانہ یا ترک کرنا ہم بستری کا یا پرورش سے دست بردار ہونا باعث آزادی ہین۔

جبید الارض یعنی غلام جو کاشت اراضی سے تعلق حق موروثی رکھتے ہین اور

[1] لیکن اس صورت مین جگناتھ کے بموجب ایک فرق ہے جلد ۲ ص ۲۴۲ مین اُسنے یہ تمثیل لکھی ہے۔ اگر غلام اپنی جان کا خیال نہ کرکے اور آقا کی زندگی نہایت عزیز جانکر اُسے ایک شیر وغیرہ کے مقابلہ سے بچاوے اور بفضل خدا آپ بھی سلامت رہے تو اِس صورت مین وہ غلامی سے آزاد کر دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص ایک آدمی کو زہر دیکر ہلاک کرنا چاہے اور اُس آدمی کا غلام اِس امر کو دریافت کرکے اُسے شے مسموم کے کھانے سے باز رکھے یا اگر آقا کا ارادہ گھر سے باہر جانے کا ہو اور دروازے پر شیر کے کھڑے ہونے سے وہ مطلع نہ ہو اور اُسکا غلام شیر کو دیکھ کے اور آقا کو باہر جانے سے منع کرے تو اِن صورتون مین اور اَور اسی قسم کی صورتون مین

بموجب تحریر اسی عالم مصنف یعنی کول بروک صاحب کے اضلاع غربی ہند مین بکثرت ہین ۱؎ اُن سے جایداد موروثی غیر منقولہ کے قواعد متعلق ہین اور وے منتقل نہین ہو سکتے الا اُنھین قیود کے ساتھ جو جایداد مذکور کے واسطے معین ہین جاگبلک کا قول ہے ،، کہ دادا کی مکسوبہ اراضی اور حقوق خورونوش اور غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے لیے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے ،، ۲؎ تمام اور قسم کے غلام داخل مال منقولہ معلوم ہوتے ہین۔

باستثناے ایک قسم کے غلام کے اور سب مال منقولہ مین داخل ہے

انسداد غلامی کا ذکر۔

گورنمنٹ کو اصلاح حال غلامانِ ہند کی نسبت توجہ ملحوظ رہی ہے مگر ایسے نازک امر کی نسبت قانون جاری کرنے مین جو مشکل ہے وہ ظاہر ہے جو شخص کہ خوش طالعی سے حالت آزادی مین پیدا ہوا ہے وہی اُسکی نعمتون کی خوب قدر جانتا ہے اور انسداد غلامی ایک ایسا امر ہے کہ اُسکی نسبت ہر شخص بہت سی وجوہ پیش کر سکتا ہے۔

اسمین کچھ شک نہین ہے کہ غلامی سے بہت طرح کی برائیان پیدا ہوتی ہین اور ساتھ ہی اِسکے اِسمین بھی کچھ شک نہین ہے کہ غلامی کا قطعی وکلی انسداد باعث شر ہوگا ہندوستان کی نسبت یہ امر تسلیم کرنا چاہیے کہ گو غلامی کے مروج ہونے مین کیسے ہی قیاسی اعتراض پیش کیے جائین مگر درحقیقت خاص غلام کی اور ملازم کی حالت مین بجز نام کے اور کچھ زیادہ فرق نہین ہے۔

مسلمانون مین جو غلامی جاری ہے اُسکی نسبت ایک اور مقام مین مین نے لکھا ہے ۳؎ کہ ،، ہندوستان مین عموماً مابین ایک غلام اور آزاد نوکر کے نام کے سو

ہو یہ تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ وہ غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا۔

۱؎ کتاب جگناتھ جلد ۲ ص ۷۴۵۔

۲؎ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۵۶ مین منقول ہے۔

۳؎ شرع محمدی کے اصول اور نظائر کی کتاب کے دیباچہ کو معائنہ کرو۔

کچھ فرق نہین ہے بلکہ غلام کی نسبت بڑہی رعایت ملحوظ رہتی ہے اور وہ اپنی اور اپنے کنبے کے روزمرہ کی ضروریات کے افکار سے بری ہے اور اُسکا آقا اُس سے بزمی پیش آتا ہے اور بالعوض اُسکے اُسکو معمولی کاروبار خانگی جن کا انصرام بسہولت ہوسکتا ہے کرنے ہوتے ہین"۔ رواج غلامی کی نسبت جو ہندوون مین جاری ہے کوئی ایسی وجہ باور نہین ہوسکتی جس سے یہ معلوم ہو کہ رواج مذکورہ کے باعث سے انسان کو تکلیف شدید پہونچتی ہو گو یہ امر عامہ خلائق کے واسطے کتنا ہی زبون ہو۔ دروازۂ عدالت غلام اور آزاد کے لیے یکسان کھلا ہے اور صاحب فوجداری غلام پر تشدد کرنے کے جواب مین عذر حق ملکیت کا کبھی نہ سنینگے پس تشدد کی بنا پر استغاثے کم دائر ہون تو اِس سے یہ نتیجہ بوجہ احسن نکال سکتے ہین کہ فی الواقع تشدد کم ہے۔

اس باب مین دہرم شاستر کے بجاے شرع محمدی کے بموجب عمل کرنے کا ذکر۔

ایک صاحب جو ہندوستان مین غلامی موقوف ہوجانے کی نسبت براہ محبت بشری ساعی تھے اُنکی یہ راے تھی [1] کہ اگر انسداد قطعی اِس دستور کا مناسب نہ ہو تو اِس باب مین بجاے احکام شاستر کے شرع محمدی کے احکام پر علی العموم عمل ہو کیونکہ مسائل شرع اِس باب مین سخت نہین ہین۔ لیکن ظاہر ہے کہ مسلمانون کا مسئلہ ہنود کی نسبت صادق نہین آسکتا کسواسطے کہ مسلمانون کے عقائد کے بموجب شرعاً صرف وے شخص غلام ہوتے ہین جو کافر کے ملک مین لڑائی کے وقت اسیر ہون یا اُنکی اولاد مین ہون۔ جیساکہ شرع محمدی مین ہے ویسا ہی لڑائی مین اسیر کرنا ہندوون کے شاستر کے مطابق بھی بلاشک ایک سبب غلام کرنے کا ہے اور شاید دراصل کُل قومون مین اسیری باعث غلامی ہوتی تھی۔

[1] مسٹر جے رچرڈسن صاحب جو سابق مین مجسٹریٹ اور جج بندیلکھنڈ کے تھے اُنھون نے سنہ ۱۸۱۰ع مین اِس امر کی نسبت مسودہ قانون کا پیش کیا تھا۔

حالت انسانی مین جو مساوات اصلی ہے وہ قوی کے ضعیف پر غالب آنے سے جاتی رہتی ہے اور وجوش اپنے مغلوب اشخاص کو فتحمندی کا انعام جائز تصور کرتے ہین چنانچہ تمام ملکون مین آزادی کے زائل ہونے کا یہی سبب متصور ہو سکتا ہے۔ لیکن جب عقل کی ترقی بتدریج ہوتی گئی اور صرف طاقت جسمانی کا کم لحاظ ہوتا گیا تو اور ایسے امور وقوع مین آئے جنسے غلامی کی حالت مین کم وبیش اصلاح ہوئی چنانچہ ہنود مین علاوہ اُس استحقاق کے جو فتح اور انتقال سے پیدا ہوتا ہے ایک اور قسم بھی غلامی کی ہے جسکو اتم بکرئی کہتے ہین اِس سے وہ شخص مراد ہے جو بطمع زر اپنی آزادی کو معاوضہ مین دے اور واضح ہو کہ لفظ انتقال سے ایک ایسا حق مستنبط ہوتا ہے جس کا وجود پیشتر سے ہو اور انتقال سے جو غلام حقیت مین پہونچتے ہین وے یہ ہین۔ گرِہی ہاجت یعنی غلام جو آقا کے گھر مین ایک کنیزک کے بطن سے پیدا ہو۔ کرت یعنی زر خرید۔ لبدھا یعنی جو کسی سے ہدیۃً ملا ہو۔ کرٹم گت یعنی غلام جو آبا و اجداد سے ورثہ مین ملا ہو۔ تمام قسم کے غلامون کو جنکا اوپر ذکر ہوا ہے اور اُنکی اولاد کو ایسی غلامی کی حالت مین جو دوامی اور موروثی ہے تصور کرنا چاہیے۔ غلامی دوامی

علاوہ صورتون مذکورۂ بالا کے غلامی کی چند صورتین عارضی ہین اور منجملہ اُنکے اکثر ایسی ہین کہ اُن مین اور اُس حالت غلامی مین جو رضا و رغبت سے قبول کی جائے فرق نہین ہے اور اگر کچھ ہے تو بہت جزوی ہے۔ جو شخص خود غلام بنے اور جو کہ شرط مین جیت لیا گیا ہو اور نیز جو اسیر ہو تو وہ کسی شخص کو جو اُسکی قائم مقامی کے قابل ہو بطور عوض مقرر کر کے آزادی حاصل کر سکتا ہے [۱] جو شخص اپنی پرورش کے واسطے غلامی کی عارضی صورتین۔

[۱] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۶ مین نارد سے منقول ہے۔

غلامی اختیار کرتا ہے اور جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر سے غلام ہو جائے ایسے شخص درصورت باز رہنے اُس مقصود سے بغرض حصول جس کے اُنھین غلام ہو جانے کی ترغیب ہوئی آزاد کیے جا سکتے ہین ۱؎ جس شخص نے قحط مین ماحتاج پایا ہے وہ بالعوض اسکے ایک جوڑی بیل کی دے کر مخلصی پا سکتا ہے۔ جو شخص زر قرضہ کثیر کے عوض غلامی قبول کرے یا جو اپنے تئین بالعوض ایک خاص رقم کے گرو کر دے تو وہ بعد ادا ے زر مذکور کے آزاد ہو گا۔ اور جو ایک خاص وقت معین کے واسطے غلامی مین اجرت پر رکھ لیا گیا ہو وہ بعد انقضاے میعاد مقررہ کے رہا ہو گا ۲؎ جو تارک ہو کر اپنے فرائض بجا نہ لائے اور اُس فریق کے عقائد سے جس مین وہ داخل ہے انحراف کرے مثلاً بیاہ کرے یا اور کسی طرح سے دنیا دار بنے ۳؎ تو اُسپر فتویٰ غلامی کا لازم آتا ہے مگر کفارہ اُس خطا کا ادا ے جرمانہ سے بھی ممکن ہے۔ ۴؎

آزادی کیونکر حاصل ہوتی ہے

بیان مذکورۂ بالا سے ظاہر ہو گا کہ غلامی دائمی کی پانچ قسمین ہین جنسے مخلصی صرف آقا کی مرضی اور خوشی پر منحصر ہے اور چار قسمین اِن پانچ مین سے ایسی ہین کہ جن مین غلامی کا وجود بیشتر سے ہوتا ہے علاوہ اِن پانچ قسمون کے باقیون کی نسبت یہ امر ہے کہ بعد ادا ے اُن خاص شرائط کے جو ہر ایک کے واسطے مخصوص ہین غلام مستحق آزادی کا ہے۔

۱؎ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۷ مین نارد سے منقول ہے۔
۲؎ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۲۴۳ و ۳۴۷ مین نارد سے منقول ہے۔
۳؎ خلاصہ کے ص ۲۲۷۔
۴؎ ایضاً ص ۲۲۹۔

یہ بات درست ہے کہ اگر کسی قسم کی غلامی کو جائز قرار دین تو ضرور ہے کہ وہ ہمیشہ جاری رہے مگر ساتھ ہی اسکے دستورات قدیم کا لحاظ رکھنا ضرور ہے خصوص ایسی حالت مین کہ عامۂ خلائق اِس بات کی تمیز رکھتے ہون کہ اُن کے اِس قبیل کے طریقون مین مداخلت کرنے سے کیا منفعت مقصود ہے جب تک واضع قانون براہ دانشمندی اور بوجہ لحاظ دستورات قدیم کے طریقۂ غلامی مین بنظر انسداد اُسکے دخل دینا قرین مصلحت نہ سمجھیگا اُس وقت تک صرف یہ امید ہو سکتی ہے کہ جس قدر علم کی بتدریج اشاعت ہونے سے عقل کو فروغ ہوتا جائیگا اُسی قدر ہر فرقہ کے لوگون کو یقین ہوگا کہ آزادی جو بمقتضاے عقل درست ہے واسطے آسودگی و رفاہ عامۂ خلائق کے نہایت مفید ہے۔ ۱؎

نوان باب
معاہدون کے
بیان مین

معاہدون کے باب مین دھرم شاستر کے اصول معقول اور قرین انصاف ہین جن صورتون مین کہ بموجب دیگر قوانین کے معاہدے باطل متصور ہوتے ہین اُنھین صورتون کی تصریح ہندوون کے قانون ونوفی

۱؎ اِس کتاب کی دوسری جلد مین نو مقدمے طریقۂ غلامی کی توضیح کے لیے مندرج ہین معلوم ہوتا ہے کہ عدالتون ماتحت احاطۂ مدراس و بمبئی مین بھی اِس امر مین بہت بحث درپیش ہوئی ہے ضمیمۂ اصول دھرم شاستر کے ص ۲۳۰ کو معائنہ کرو۔

بھی کی ہے شلاً مجنونیت و نابالغی و مناکحت و ناقص العقلی و غلطی و جبر و فریب و غیر مجازیت و عدم قابلیت و تنسیخ ۱ منجملہ اِن سببون کے ہر سبب سے انفساخ معاہدہ لازم آتا ہے علاوہ اِسکے یہ سبب بھی ہین ذات سے اُتر جانا اور کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہونا ۲ اور کسی صورت مین جایداد سے قانوناً محروم ہونا۔

معاہدون کے فسخ ہونے کے سبب۔

مجنونیت۔

مجنونیت کے لفظ سے صِرف فاتر العقل اور مخبط فطری ہی مراد نہین ہے بلکہ جملہ اُن اشخاص سے مراد ہے جو کسی قسم کی ضعیف العقلی مین مبتلا ہین اور جو بالخلق اِس امر کی تمیز نہین رکھتے کہ کیا کرنا چاہیے اور کیا نہین ۳

نابالغی۔

سولھوین سال کے آغاز تک نابالغی تصور کیجاتی ہے اور بعد ازان وہ کاروبار سے واقف یعنی قانون کے مطابق بالغ ہو جاتا ہے ۴ لیکن دھرم شاستر مین لفظ نابالغی کے معنی غیر معین ہین اور یہ لفظ اُن شخصون پر بھی حاوی ہے جو نہایت کبر سنی یا صغر سنی کے باعث سے اپنے کاروبار کرنے کے لائق نہین ہین ۵۔

---

۱ برہسپتی سے خلاصہ کی جلد ۲ کے ص ۲۲۸ مین منقول ہے۔ اور اُسی کتاب کی جلد ۱ ص ۵۸ ۴ مین منو سے نقل ہے۔

۲ خلاصہ کی جلد ۳ ص ۲۷ ۴ مین باشسٹ سے نقل ہے۔

۳ خلاصہ کی جلد ۱ ص ۱۸۷۔ بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۱۴ مین ایک مقدمہ مندرج ہے جسمین ایک مکان کا بیع جو ایک مُسن اور ضعیف اور بیوقوف شخص سے عمل مین آیا اُسکی زوجہ کے نالشی ہونے پر بموجب بیوستہ پنڈتون کے منسوخ کیا گیا یہ امر ثابت ہوا کہ قیمت جو مکان کے واسطے ادا کی گئی تھی وہ کافی نہ تھی گو مخبط فطری ہونا بالغ کا متحقق تھا۔

۴ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۱۵ مین سمرتی سے منقول ہے۔

۵ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۸۷۔

مناکحت

دہرم شاستر کے بموجب منکوحہ عورت کو اپنے علیحدہ اور خاص مال پر باستثنار اُس زمین کے جو اُسکے شوہر نے اُسے دی ہو اختیار کلی حاصل ہے تاہم افلاس کی صورت مین شوہر کو مال مذکور کے کام مین لانے اور صرف کرنے کا اختیار ہے اور زوجہ نسبت اپنے علیحدہ اور خاص مال کے بھی مطیع حکم اپنے شوہر کے ہے ؎۱ یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ مناکحت کی وجہ سے عورت معاہدہ کرنے کے قابل نہین رہتی لیکن جب ازواج کی محنت پر اُنکے شوہرون کا آزوقہ زیادہ تر منحصر ہے ؎۲ تو اُنکی جانب سے جو معاہدے عمل مین آئین وے جائز اور واجب التعمیل متصور ہونگے اور علیٰ ہذا القیاس وے معاہدے بھی جو شوہر کی غیر حاضری مین یا بحالت اُسکے ضعیف العقل یا ضعیف الجسم ہونے کے کسی سے پرورش کیلیے کیے جائین ؎۳

ناقص العقل

منو کہتا ہے کہ اگر ایک بدمست یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا مطیع محض یا طفل یا پیر یا ضعیف یا ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت معاہدہ کرے تو وہ باطل متصور ہوگا ان صورتون مین بوجہ عدم قابلیت ناقص العقلی متصور ہوتی ہے لیکن اُن شخصون سے جو معاہدہ کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین یہ مسئلہ متعلق ہے ۔ دو کہ مشتری کو احتیاط لازم ہے مثلاً نارد کا قول ہے کہ مشتری کو چاہیے کہ جنس کو اول معائنہ کرکے

؎۱ کولبروک صاحب کا رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ۔ مقالہ ۴ دفعہ ۶۱ ۔

؎۲ خلاصہ کی جلد ا ص ۳۱۸ ۔ اور دوسری جلد مین دوسرا مقدمہ جو قرضہ کے باب مین ہے اُسے معائنہ کرو ۔

؎۳ خلاصہ کی جلد ص ۲۹۶ ۔

جو کچھ اُس مین عیب وصواب ہو دریافت کرلے اور بعد اس معائنہ کے اگر وہ خریدنے کا اقرار کرے تو پھر وہ اُسے بائع کو واپس نہین کرسکتا الا اس صورت مین جب اُس مین کوئی مخفی عیب ہو"[1] جیسا کہ ایک حکم شرع محمدی مین اختیار معائنہ کی نسبت جاری ہے ویسا ہی شاستر مین بھی ہے اور اشیاے دیرپا کی نسبت جو معاہدہ عمل مین آوے وہ دس روز کے اندر منسوخ کیا جاسکتا ہے[2] اور اور اشیا کی نسبت جو دیرپا نہین ہین مختلف اوقات معین ہین اور واپس کرنے والے کو تھوڑا سا جرمانہ ادا کرنا ہوتا ہے۔[3]

غلطی

بخشش اگر غلطی سے ہوئی ہو تو مسترد کیجاسکتی ہے اور اسی قاعدہ کی مناسبت سے ہر ایک معاہدہ جو غلطی سے کیا جاے باطل ہوگا[4]

جبر کسی قسم کا ہو معاہدہ کو باطل کردیتا ہے مثلاً نارو کا جو یہ متن ہے۔ ددجو کچھ آدمی اُس حالت مین کرتا ہے جب اُسکی عقل مین بہ نسبت اصلی حالت کے خلل واقع ہو۔ اسپر جگناتھ نے یہ شرح لکھی ہے کہ خوف اور جبر کی صورتون مین آدمی اپنی مرضی کے مطابق نہین کرتا ہے بلکہ محض دوسرے شخص کی مرضی کے بموجب۔ اگر ایک شخص کسی سے خوف کھا کر اپنی کل جایداد اُس آدمی کو جو اُسے خوف سے بری کرائے دے دے تو اس صورت مین اُسکی عقل حالت اصلی مین نہین ہے لیکن جو اس ٹھگانے

---

[1] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۳۱۳ مین منقول ہے۔

[2] منو۔

[3] خلاصہ کی جلد ۲ ص ۳۲۱۔

[4] کولبروک صاحب کا رسالہ جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکا مقالہ ۲ باب ۷ دفعہ ۱۰۲۰ معائنہ کرو۔

ہو جانے کے بعد اگر وہ بطور معاوضہ کچھ دے تو وہ عطیہ جائز ہے ؎۱
یہ امر اُس بیان کے مطابق ہے جو کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ
مین لکھا ہے اور وہ رسالہ درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے
اگرچہ تمام امور جو بجبر کیے جائین دھرم شاستر کے بموجب باطل ہین مگر
فی الواقع وے ہر ایک اور آئین کے بموجب باطل نہین ہین بلکہ قابل
ابطال ہین کیونکہ ممکن ہے کہ استحکام اُنکا بذریعۂ رضامندی مابعد عام اس سے
کہ وہ ظاہری ہو یا معنوی ہو جاے۔ ؎۲

فریب واضح ہو کہ فریب کے ضمن مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ ہر طرح کا فریبی
عمل معاہدے کو باطل کر دیتا ہے فریبی عمل کے واسطے شاستر مین لفظ چھل
کا استعمال ہے ؎۳ اور بیع کے معاہدہ مین اگر بائع ایک اچھا نمونہ دکھا کر
ناقص مال حوالہ کرے تو مشتری چاہے جب اُسے واپس کر سکتا ہے اور بائع
اپنی بددیانتی کی وجہ سے مستوجب ادائے جرمانہ اور ہرجہ کا ہے۔ ؎۴

غیر مجازیت ایسی مثالین جن مین باوجود ہونے قبضے اور حق ملکیت کے معاہدہ کرنا
جائز نہین ہے بہت ہین مثلاً ایک بہت معروف مثال شریک کی ہے
جس کو اپنے حصۂ غیر منقولہ جایداد کا دینا یا رہن کرنا یا بیع کرنا منع ہے
اِلّا زمانۂ افلاس مین اپنے کنبے کی پرورش کے واسطے ؎۵ لیکن بموجب

؎۱ خلاصہ کی جلد ۲ ص ۱۸۳۔

؎۲ باب ۷ دفعہ ۱۰۹۔

؎۳ ایضاً۔

؎۴ کاتیائن اور نارد سے خلاصہ کی جلد ۲ ص ۳۲۳۔ اور ۳۲۷ مین
منقول ہے۔

؎۵ بیاس سے خلاصہ کی جلد ۳ ص ۳۳ مین منقول ہے۔

قانون متمث یہ بنگالہ کے معاہدہ جو بائع نے اپنے خاص حصہ کی نسبت کیا ہو
جائز ہے مگر نہ وہ جو اور شرکا کے حصون کی نسبت کیا جاے [1] اگر شرکا
مین سے ایک شریک قرضدار مرجاے اور وہ زر قرض سب شریکون کے
کام مین آیا ہو تو ادا کرنا اُسکا صرف شرکاے حی القائم پر فرض نہین ہے بلکہ منو
کہتا ہے۔ "دو کہ اگر ایک غلام بھی اپنے آقا کی غیر حاضری مین اُسکے
نام سے کنبے کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا اپنے وطن
مین ہو یا ملک غیر مین اُسکو منسوخ نہین کرسکتا"۔ معاہدہ کرنے کی
نسبت ایسی ہی ممانعت اُن بیوون کو بھی ہے جنکو جایداد شوہری ورثہ
مین ملی ہو جایداد مذکور کے انتقال کرنے کا اُنھین اختیار نہین ہے الا خاص
ضرورت کے واسطے۔ ایک مقدمہ مجوزۂ حال مین ایک شخص متوفی کے
وارثون نے ایک تمسک کا روپیہ ادا کرنے سے انکار کیا تھا وہ تمسک
بیوہ کا لکھا ہوا تھا اور بیوہ بھی مرگئی تھی اِس مقدمہ مین یہ ثابت ہوا کہ منجملۂ
زر تمسک کے کچھ روپیہ اداے قرضۂ شوہر مین صرف ہوا تھا چنانچہ یہ تجویز
ہوئی کہ جس قدر زر اسطور پر صرف مین آیا ہے وہ وارثون کو ادا کرنا چاہیے
لیکن بیوہ کو یہ اختیار نہ تھا کہ جایداد یا وارثون پر کوئی بوجھ بلا ضرورت ڈالے
[2] اور ایک عام قاعدہ کولبروک صاحب نے یہ قرار دیا ہے کہ کنبے کے
مصارف لازمی کے واسطے جو ضروریات ہون اُنکا سرانجام کرنا خاندان کے
بزرگ کے ذمہ ہے اور نیز وہ ذمہ دار اُن شخصون کی خبر گیری کا ہے جنکی
پرداخت اُسپر واجب ہے مثلاً اُسکی زوجہ یا والدین یا طفل یا غلام
یا نوکر یا ستاگردیا شاگرد حرفہ اِن شخصون کے واسطے اشیاء ضروری کا

[1] بیاس سے خلاصہ کی جلد ۳ ص ۴۴۳ مین منقول ہے۔

[2] بیاس سے خلاصہ کی جلد ۳ ص ۴۴۲

مہیا کردینا اور لابدی اسباب کا دینا ضرور ہے۔ ؎۱

عدم قابلیت

عدم قابلیت کے سبب جاگیلاک نے یہ بیان کیے ہین کہ "وہ ایک معاہدہ جو بدمست آدمی یا فاتر العقل یا مبتلاے مرض شدید یا سخت معذور یا طفل یا ایک شخص مخوف وغیرہ سے عمل مین آئے یا اُسے ایک شخص دوسرے کے نام سے بلا اجازت کرے تو وہ معاہدہ باطل ہے" اِس فقرہ پر جگناتھ نے یہ شرح لکھی ہے "ایک آدمی بحالت ثبات حواس صرف اُجرت دے تو وہ جائز ہے" یا جنون وغیرہ کی صورت مین اگر ایک شخص بحالت افاقہ یعنی جسوقت جنون کا دورہ نہو اجرت کو ارادۃً دے تو وہ بھی جائز ہے لیکن صرف ایک عطیہ مجنون وغیرہ کا ناجائز ہے اِس شرح سے یہ قاعدہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ مجنون کا فعل اِس قیاس سے کہ وہ بحالت افاقہ عمل مین آیا ہے جائز ہوگا بشرطیکہ معاہدہ اہم اور قرین عقل ہو لیکن اگر وہ فعل مجنون کے مضر ہو اور اُسمین کوئی فائدہ متصور نہو تو اُسکو فی الواقع ناجائز سمجھنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس اُس وثیقہ کو بھی جو ایک شخص قریب المرگ بحالت بیماری تحریر کرے جائز تصور کرنا چاہیے بشرطیکہ اُسکی تحریر کے وقت اُس کا صحیح الحواس ہونا ثابت ہو اور اگر یہ ظاہر ہو کہ اُسکی عقل بحالت اصلی نہ تھی تو وہ وثیقہ ناجائز ہوگا۔

یہ امر صدر دیوانی عدالت سے بمقدمۂ ایک ہندو بیوہ کے جس نے اپنے لاولد شوہر متوفی کے بھائیون پر نالش کی تھی قرار پایا تھا مدعا علیہما کا جواب یہ تھا کہ اُنکے بھائی نے مرض مہلک کی حالت مین چار روز قبل وفات اُنکے نام جایداد انتقال کردی تھی اور یہ تجویز ہوئی کہ قانون کے بموجب صرف تنقیح طلب

؎۱ رسالہ جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی دفعہ ۹۴ معائنہ کی جاے۔

یہ امر ہے کہ فی الواقع وہ شخص وفات کے وقت صحیح الحواس تھا یا نہ تھا۔ [۱]

تنسیخ

آٹھ قسم کی بخشش مین جسکی کاتیائن کے بموجب تنسیخ یا تردید نہین ہوسکتی یعنی جو کچھ بطور اجرت دیا گیا ہو۔ یا بالعوض دعوت کے یا بابت قیمت اسباب معینہ یا جو عروس یا اُسکے اہل خاندان پدری کو بطور نذرانہ دیا گیا ہو۔ جو کچھ کہ بطور شکریہ محسن کو یا بطور نذر ایک لئیق آدمی کو یا جو بوجہ یگانگت یا دوستی کے دیا جاوے [۲] ہربیت کا بیان ہے کہ ‘‘اگر ایک اقرار جو قانوناً زبانی کیا گیا ہو مگر ایفا اُسکا نہ کیا جاوے تو ذمہ داری اُسکی اِس دنیا اور عقبیٰ مین ایمان سے متعلق ہے’’ لیکن جس صورت مین کہ اقرار ایک ایسے شخص کے ساتھ جو قانوناً اِس امر کے واسطے ناقابل ہے کیا جاوے یا ایسے شخص کو کوئی چیز دی جاوے جو قانوناً قابل اُسکے لینے کے نہین ہے یا وہ ایک کام کے واسطے جو نہ کیا گیا ہو دی جاوے تو صورت اول مین عدم ایفاے وعدہ اور صورت ثانی مین اُسکی تنسیخ جائز ہے [۳]۔

یہ ایک قاعدہ عام ہے کہ رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاتا ہے وہی نہایت معتبر گنا جاتا ہے اور اور تمام امور متنازع مین جو معاہدہ کہ بالآخر کیا جاوے وہی نافذ رہیگا۔ [۴]

اداے زر قرضہ کے لیے تاکید شدید ہے مثلاً حکم یہ ہے کہ باپ کا قرضہ بحالت ثبوت اُسکے بیٹون کو بطور اپنے قرضہ کے ادا کرنا ضرور ہے یعنی

---

[۱] مقدمہ رادھامنی دیبی بنام سیام چندر رور و درچندر سندر جو رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۱ ص ۵۰۔

[۲] خلاصہ جلد ۲ ص ۱۷۴۔

[۳] خلاصہ جلد ۲ ص ۱۷۱

[۴] جاگیلک سے خلاصہ کی جلد ۱ ص ۷۷،۴ مین منقول ہے۔

مع سود دینا چاہیے گو اُنکو ورثہ مین جایداد ملی ہو یا نہ ملی ہو۔ پوتے پر دادا کا
قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر بلا سود۔ اور پر پوتے پر قرض ادا کرنا ضرور نہین ہے
الّا اُس صورت مین جبکہ وہ وراثتاً جایداد پاوے۔ اِس فرق کی کوئی وجہ ظاہر
معلوم نہین ہوتی نہ یہ واضح ہوتا ہے کہ قاعدہ واجب جسکی رو سے عائد ہونا
ذمہ داری قرضہ کا جایداد کی نسبت ضرور ہے کسواسطے کہ صرف پر پوتے ہی تک
محدود کیا گیا ہے۔ لیکن جملہ صورتون مین ذمہ داری صرف اُسی قرضہ کے
ادا کرنے کی ہے جو واجب و جائز ہو۔ بخشش جو مورث کی جانب سے عمل مین
آئی ہو تعمیل اُسکی ہندوون مین قائم مقامون پر واجب نہین۔ چنانچہ ایک
مقدمہ کی نسبت جسمین ایک شخص نے دوسرے شخص کو اِس غرض سے کہ وہ
اپنی دختر سے اُسکے بیٹے کے ساتھ بیاہ کردے کچھ زرنقد دینے کا معاہدہ کیا تھا
یہ تجویز ہوئی کہ ایسے معاہدہ کا ایفاء اُسکی وفات کے بعد قائم مقامون پر فرض
نہین ہے کیونکہ شاستر مین دولھن کے واسطے روپیہ دینا ممنوع ہے اور اِسی جہ
سے زرمعہودہ جائز نہین ہے۔[۲]

ذکر اُن معاہدون کا جنکا ایفاء قائم مقامون پر واجب ہے

اور واضح ہو کہ تمام ایسی صورتون مین لینے والا روپیہ کا ذلیل سمجھا جاتا ہے
اور دینے والے کی نسبت یہ خیال نہین کیا جاتا کہ فی الواقع اُسکا ارادہ
دینے کا تھا۔[۳]

میرے نزدیک معاہدون اور ضمانت اور اور امور متعلقہ کارروائی عدالت کے

---

[۱] خلاصہ جلد ۱ ص ۲۶۶ ۔ سر ولیم جونز صاحب کی یہ راے ہے کہ در صورت نہونے جایداد کے بیٹے اور پوتے پر قرضہ ادا کرنا اخلاق اور مذہب کی رو سے فرض ہے نہ قانون کی رو سے۔ تنبیہ متعلقہ خلاصہ کو دیکھو۔

[۲] بمبئی کی رپورٹ جلد ۲ ص ۱۹۴۔

[۳] رسالہ کولبروک صاحب جو معاہدات اور اُنکی تعمیل کے باب مین ہے اُسکے مقالہ ۲ کی ضمن ۱۲۴ کو دیکھو۔

باب مین زیادہ تر بیان کرنا محض فضول ہے - جن شخصون کو اس باب مین اور
اور امور متفرقہ کی نسبت زیادہ حال دریافت کرنا منظور ہووے اصول دھرم شاستر
کو جسمین معاہدون کے قانون کا خلاصہ مندرج ہے معائنہ کرین اور توضیحات
دھرم شاستر متمشیۂ بنگالہ بھی جس مین اصول معاہدات کا ذکر ہے ملاحظہ طلب
ہے اگر ان مضامین کی بحث کا اس جگہ ارادہ کیا جاے تو غالباً اعادہ
اُن ہی مراتب کا ہوگا جو نسخون مذکورۂ بالا مین مندرج ہین آئین شہادت
سے جو قواعد متعلق ہین وے چند اور صاف ہین چنانچہ ایسے شخص کی شہادت
جو مقدمہ سے کسی طرح کا تعلق رکھتا ہو قابل منظوری نہین ہے گواہان
غیر مجاز کی بہت سی قسمین لکھی ہین اور شہادت کو معتبر یا غیر معتبر قرار دینا
زیادہ تر حاکم کی راے پر منحصر کیا گیا ہے اور اخیر تدبیر انکشاف مقدمہ کے واسطے
یہ ہو سکتی ہے کہ مدعا علیہ حلف لینے یا تصدیق غیبی کے لیے مجبور کیا جاے ؎۱
آگے معلوم ہوگا کہ گواہی کی نسبت مفصل کی عدالتون سے ایک یا دو مقدمون
مین پنڈتون سے بیوستہ طلب ہوا ہے لیکن نسبت اِس بحث اور دیگر امور کے
جو بالعموم کارروائی عدالت سے متعلق ہین ابواب آیندہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے -

---

؎۱ تصدیق غیبی جسکو سنسکرت مین دِب کہتے ہین انکشاف جرم کا ایک طریقہ ہے
شلاً ملزم کے ہاتھون کو گرم تیل مین ڈال دینا اِس غرض سے کہ اگر وہ مجرم ہے تو اُسکے ہاتھ
جل جائینگے اور قصوروار نہین ہے تو اُسپر کچھ اثر نہوگا - من مترجم -

متا چھرا

کے

ایک جزو کا

ترجمہ

متاپچھرا

باب اول

طریقۂ دادرسانی کے بیان مین

فصل اول

ترتیب انجمن عدل

راجہ کی خدمت منصبی متعلق بعدالت۔

۱۔ سب سے اعلیٰ خدمت منصبی راجہ کی جو رسوم دینی کے بموجب مسندنشین کیا جاوے اور اور طرح پر بہمہ صفت موصوف ہو یہ ہے کہ وہ اپنی رعایا کی حفاظت کرے اور یہ امر بغیر انتظام مفسدون کے نہین ہو سکتا لیکن بلاتحقیقات معینۂ قانون کے ایسے شخصون کا دریافت ہونا متعذر ہے اسی واسطے مقدمات کی طرف ہر روزہ توجہ کیجاوے چنانچہ اِس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ ”راجہ کو چاہیے کہ بذات خاص اپنے مشیرون کی امداد سے ہر روز مقدمات کی تحقیقات کرے“ ۱؎ لیکن مقدمات کی نوعیت وتعداد واقسام کی نسبت ابھی تفصیل نہین کی گئی ہے چنانچہ بیان دوسرے مضمون کا جو ذیل مین درج ہے بغرض توضیح اِن مراتب کے شروع کیا جاتا ہے۔

۱؎ یہ اُس فقرۂ جاگبلک سے متعلق ہے جو آچار کے باب مین منقول ہے۔

۲- اور راجہ کو چاہیے کہ غصہ اور طمع سے بری ہو کر بشمول عالم برہمنون کے مقدمات کی تحقیقات دہرم شاستر یعنی آئین مقدس کے بموجب کرے۔ کس آئین کے مطابق عمل کرنا چاہیے

۳- مقدمات۔ ایک امر کا ایک شخص کے حق مین بغرض محرومی مفاد دوسرے شخص کے قیاس کر لینا۔ مثلاً ایک شخص یہ ظاہر کرے کہ یہ کھیت یا کوئی اَور ایسی شے میری ملکیت ہے اور دوسرا خلاف اسکے بیان کرے کہ میری ہے۔ مقدمہ کی عام تعریف

۴- کثرت مقدمات کے ظاہر کرنے کے واسطے جمع کا صیغہ مستعمل ہوا ہے۔ وجہ استعمال صیغہ جمع

۵- راجہ۔ لفظ راجہ سے جو اِس جگہ مستعمل ہوا ہے یہ مقصود ہے کہ جس خدمت منصبی کے انصرام کی اُسکو بیان تاکید کی گئی ہے وہ صرف قوم چھتری سے متعلق نہین ہے بلکہ اُن جملہ اشخاص سے جن کے مہام ملکی سپرد ہون۔ خدمت منصبی مذکورۂ بالا جملہ حاکمون پر واجب ہے

۶- تحقیقات۔ اِس خاص خدمت منصبی کی تاکید کے لیے یہ لفظ مکرر مستعمل ہوا ہے (عالم) وے جو قوانین اور بید اور علم صرف و نحو وغیرہ سے واقف ہین ۱؎ (بشمول برہمنون کے) چھتری اور اَور قومون کے لوگ نہون۔ پس اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل مین غفلت یا خلاف عدل کرنے کی جوابدہی راجہ کے ذمہ ہے نہ برہمنون کے چنانچہ منو کا قول ہے ۲؎ "راجہ جو ایسے شخص کو سزا دیتا ہے جو اُسکا مستوجب نہین ہے اور ایسے شخص کو سزا نہین دیتا جو اُسکا مستوجب ہے تو وہ اپنی زندگی مین اپنے اوپر بدنامی لاتا ہے اور بعد مرگ کے وہ عذاب کی جگہ ڈالا جائیگا"۔ قول مذکورۂ بالا کی زیادہ تر تصریح — راجہ کے ذمہ جوابدہی

۱؎ جاگبلک سے بیوہار مادھو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور بیرمترادی اور بیوادتانڈو مین منقول ہے۔

۲؎ منو فصل ۸ شلوک ۱۲۸- ڈنڈ بویکہ اور بیرمترادوا سے اور بیوہار مادھو وغیرہ مین منقول ہے

تصریح اس امر کی کہ کس آئین کی پیروی کرنی چاہیئے۔

۷۔ دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کے بموجب)۔ مراد اس سے یہ ہے کہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے مطابق نہین۔ قاعدہ مختص المقام اور رسوم دنیوی اور اَور قواعد جو آئین مقدس کے خلاف نہین ہین اُن کا بیان نہین کیا گیا ہے کیونکہ وے داخل مضامین جداگانہ نہین ہین علاوہ ازین قول مرقومۂ ذیل اِس جگہ لکھا جا سکتا ہے۔ "ایک شخص پر ہر دنیوی رسوم یا حکم جائز کی جو اُسکے کار خاص کے مضر نہو اطاعت کامل واجب ہے"۔[1]

غصہ اور طمع کی اصطلاح کا ذکر

۸۔ غصہ اور طمع سے بری ہو کر)۔ چونکہ تاکید اِس امر کی ہے کہ آئین مقدس کے بموجب کاربند ہونا چاہیے لہذا یہ تاکید فضول معلوم ہوتی ہے مگر ایسے رویّہ کی اشد ضرورت ظاہر کرنے کے لیے یہ الفاظ مستعمل ہوے ہین۔ "غصہ" سے غیر استقلالی مزاج کی اور "طمع" سے استحصال کی خواہش بے غایت مراد ہے۔

مشیروں کا تقرر

۹۔ علاوہ اِسکے "اشخاص جو علم سے ماہر اور آئین سے واقف ہون اور راست بازی جنکا شیوہ ہو اور دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون ایسے لوگ راجہ کو عدالت مین مشیر مقرر کرنے چاہئین"۔[2]

قول مذکورۂ بالا کی تصریح۔

۱۰۔ اشخاص جو علم سے ماہر ہون) یعنی وے لوگ جو علم فلسفہ اور صرف و نحو وغیرہ اور بید کے سمجھنے مین مشہور ہون۔ "آئین سے واقف ہون"۔ مضامین آئین مقدس بخوبی سمجھتے ہون "راست بازی جن کا شیوہ ہو" یعنی عادتاً صلح کی طرف مائل ہون۔ "دوست و دشمن کی جانب داری نہ کرتے ہون"۔

---

[1] دیپک لیکہ اور بیرمتراد وائے اور سمرتی چنتامنی اور بیوہار مادھوین جاگبلک سے منقول ہے۔

[2] بیرمتراد وائے کی شرح اور دیپک لیکہ اور بیوہار مادھو اور بیاد آرنو ستو اور بیاد بھگارنو اور بیاد ستدیو اور بیوہار سوکہ اور سمرتی چندریکا مین جاگبلک سے منقول ہے۔

یعنی جو لوگ کہ دشمنی اور محبت اور جانب داری اور تعصب وغیرہ سے بری ہون جن اشخاص مین ایسی تعریف پائی جاے انکو بطور مشیر یعنی سبھاسد کے انجمن مین بیٹھنا چاہیے اور راجہ کی عالی حوصلگی اور قدر شناسی اور اعزاز بخشی کے باعث سے انھین ایسا کرنے کے لیے ترغیب ہوئی ہو۔

برہمن کی قوم سے متعلق ہے۔

۱۱- اگرچہ یہ اصطلاح کہ "علم سے ماہر ہون" بلا تخصیص اشخاص مستعمل ہوئی ہے مگر پھر بھی مراد اسکی برہمن کی قوم سے ہے چنانچہ کاتیاین کہتا ہے کہ اسکو (یعنی راجہ کو) مشیر دانا اور تجربہ کار اور بزرگ اور اشرف الاقوام کے ساتھ جو آئین مقدس اور آئین اخلاق کے مضامین بخوبی جانتے ہون مشورت مین شریک رکھنا چاہیے۔ [۱]

مشیرون کی تعداد۔

۱۲- مشیر تعداد مین تین ہون جیسا کہ صیغہ جمع کے استعمال سے معلوم ہوتا ہے۔ اور منو کے قول کے بموجب یہی تعداد مشیرون کی ضرور ہے۔ "کسی ملک مین ایسے تین برہمن جو بیدون سے خصوصاً آگاہ ہون مشیر انجمن ہونگے" الخ [۲] لیکن برہسپتی نے بیان کیا ہے کہ تعداد مشیرون کی تین ہو یا پانچ یا سات۔ "جس انجمن مین کہ سات یا پانچ یا تین ایسے برہمن مشیر ہون جو فرایض دینی اور دنیوی سے آگاہ ہون تو وہ مثل ایک مقام متبرک کے ہے"۔ [۳]

---

[۱] بیرمترادواے اور سمرتی چندریکا اور کل پترو۔

[۲] اس قول کا بقیہ یہ ہے۔ مع عالم برہمن مقررہ راجہ کے۔ تو ایسی انجمن کو عقلمند لوگ کہتے ہین۔ منو کی فصل ۸- اشلوک ۱۱ کو سمرتی چندریکا اور مدہ تتھی اور بیرمترادواے مین دیکھو۔

[۳] سمرتی چنتامنی اور بادتندیو اور بیوہار میوکہ اور بیوہار مادھو اور بیرمترادواے اور مادھواے اور کل پترو وغیرہ مین برہسپتی سے منقول ہے۔

برہمنون سے جنکا ذکر اول ہوا ہے مشیر علحدہ ہوتے ہین۔

۱۳- یہ صفت کہ "علوم سے ماہر ہون"، لفظ برہمنان سے جو قول اول مین واقع ہے متعلق نہ سمجھی جاے کسواسطے کہ جو صفت اِس مقام پر استعمال کی گئی ہے وہ بتدا واقع ہوئی ہے لہذا وہ لفظ برہمنان مندرجۂ قول مابعد سے ترکیباً مطابق نہین ہوسکتی کیونکہ لفظ مذکور بطور خبر واقع ہوا ہے علاوہ اِسکے اگر ایسا ہو تو تکرار شرط علم ضروری کی لازم آتی ہے۔ کاتیائن کے قول سے مابین برہمنون اور مشیرون کے صریح فرق معلوم ہوتا ہے قول یہ ہے کہ "راجہ اگر بشمول حاکم اعلیٰ اور وزرا اور پروہت اور مشیرون عدالت کے شاستر کے مطابق تحقیقات کرے تو اُسکو بہشت حاصل ہوگا"۔

مشیرون کی خدمت منصبی کا ذکر۔

۱۴- فرق اِس جگہ یہ ہے کہ مشیرون کا تقرر عمل مین آتا ہے اور برہمنون کا نہین اِسی وجہ سے یہ حکم ہے کہ "ایک شخص جسکا تقرر عمل مین آیا ہو یا نہین وہ مشورت قانونی دینے کا مجاز ہے"۔ ۱ جو حاکم کہ مقرر کیے گئے ہون اُنکو لازم ہے کہ بعد دینے صحیح مشورت کے اگر راجہ خلاف قانون کرے تو اُسے ایسا کرنے سے باز رکھین اور اگر وے ایسا نہ کرینگے تو بموجب قول کاتیاین کے مستوجب سزا ہین اور وہ قول یہ ہے "جو مشیر کہ راجہ کے ساتھ طریقۂ ناانصافی اختیار کرین تو وے راجہ کے فعل کے شریک ہو جاتے ہین"۔ ۲ لہذا اِس سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وے لوگ راجہ کو ایسے طریقہ پر عمل کرنے سے باز رکھین۔

اور صلاح کار دینا کی خدمت منصبی۔

۱۵- بخلاف اسکے اگر وے لوگ جنکا تقرر حسب ضابطہ عمل مین نہین آیا ہے صلاح خلاف قانون دین یا صلاح دینے سے باز رہین تو مستوجب سزا ہین

۱ واشسٹ کا قول برہتراودائے مین منقول ہے لیکن بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی مین بطور قول نارد کے منقول ہے۔

۲ سمرتی چنتامنی اور رباد تندیو بیوہار مادھو۔

لیکن اگر وے راجہ کے امر نا جائز کرنے کے معترض نہ ہون تو مستوجب سزا نہ متصور ہونگے چنانچہ یہ امر مطابق قول مرقومۂ ذیل منو کے ہے۔ "دو حاکمون اور فریقین اور گواہون کو چاہیے کہ یا تو عدالت مین داخل نہون اور اگر ہون تو قانون اور امر حق کا اظہار صاف صاف کرنا چاہیے"۔ جو شخص کہ کچھ نہین کہتا ہے یا اگر کہتا ہے تو دروغ اور غیر واجبی وہ مجرم ہے۔ ۱

چند اشخاص تاجرون مین سے مشورت کے لیے طلب کرنے چاہئین۔

۱۶۔ قول ۱ مین جو لفظ "عطف" اور کا مستعمل ہوا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بغرض اسکے کہ عامہ خلائق کو انجمن پر اعتماد ہو چند اشخاص تاجرون مین سے بھی مدد دینے کے واسطے داخل کیے جائین چنانچہ کاتیاین کہتا ہے کہ "چند تاجر جو اچھے خاندان اور مزاج کے اور عمر رسیدہ اور نیک وضع اور دولتمند ہون اور حسد نہ رکھتے ہون طلب کرنے چاہئین"۔ ۲

راجہ اپنے قائم مقام مقرر کرنے کا مجاز ہے۔

۱۷۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مقدمات کی تحقیقات راجہ کو خود کرنی چاہیے لیکن اگر ایسا نہو سکے تو اُسکا بدل اسطور پر بیان کیا گیا ہے۔ "اگر راجہ کو مقدمات کی تحقیقات کی فرصت نہو تو وہ ایک برہمن کو جو جملہ فرائض سے واقف ہو مقرر اور مشیرون کے ساتھ شامل کرے"۔ ۳

قول کی تصریح

۱۸۔ ایک برہمن (یعنی کوئی شخص چھتری یا اور کسی قوم سے نہو۔ جملہ فرائض سے واقف ہو) یعنی ایسا شخص جو جملہ فرائض دنیوی و محکومۂ دھرم شاستر جانتا اور اپنے دل مین انکا ورد رکھتا ہو وہ تحقیقات مقدمات کے لیے مقرر

۱ سمرتی چنتامنی مین منو کی فصل ۸ و اشلوک ۱۳ منقول ہے۔ لیکن بیاد تندیو اور ڈنڈ بوکھ مین بطور قول کاتیاین منقول ہے اور سمرتی سار اور مدھ نتھی اور کالکا بھٹ مین بطور قول منو اور نارد کے منقول ہے۔

۲ سمرتی چندریکا اور کل تہر و اور مادھو یا سے اور بیر متر اودا ئے اور بیاد تندیو مین منقول ہے۔

۳ بیوہار میوکھ اور بیر متر اودا ئے و دیپ کلکہ و سمرتی چنتامنی و بیاد تندیو جا بجا پردتیائے مین باگیاک سے منقول ہے۔

اور مشیرون سکے ساتھ اُس صورت مین شامل کیا جاے جب کہ راجہ اَور کامون مین مصروف ہو۔

راجہ کے قائم مقام کی تعریف

۱۹- راجہ کو ایسا برہمن مقرر کرنا چاہیے جسمین سب صفات کاتیاین کے قول مرقومۂ ذیل کے بموجب پائی جائین۔ "دو مسکین مزاج۔ عالی نسب۔ غیر جانب دار۔ پرہیز گار۔ مستقل۔ عقبیٰ کا خیال کرنے والا۔ نیک۔ صاحب غوض۔ جسپر خواہشات نفسانی کا اثر نہو" ۔ ۱ط

قائم مقام کس قوم کا ہو۔

۲۰- اگر ایسا برہمن دستیاب نہو تو راجہ ایک چھتری یا ویش کو مقرر کرسکتا ہے لیکن شودر کو نہین چنانچہ کاتیاین نے کہا ہے کہ "دو جب کہ اِس صفت کا برہمن نہ ملے تو وہ ایسے چھتری یا ویش کو جو قانون سے ماہر ہو مقرر کرے لیکن احتیاط رہے کہ شودر نہ مقرر کیا جاے۔ ۲ط

حاکم اعلی کا اقتدار

۲۱- راجہ کے ایسے قائم مقام کو نارد نے بطور میر مشیر کے بیان کیا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ راجہ کو چاہیے کہ آئین مقدس کی ہدایت کے بموجب اور جس شخص کو اُسنے حاکم اعلیٰ مقرر کیا ہے اُسکی راے پر غور کرکے مقدمات کی تحقیقات سوچ سمجھکر اور حسب ضابطہ کرے۔ ۳ط

قول کی تصریح

۲۲- اُسکی راے پر غور کرکے) یعنی اپنی راے پر اعتماد کلی نہ رکھے مثلاً جیسا کہ راجہ جاسوس کے وسیلہ سے دشمن کی راج کا حال دریافت کرتا ہے اُسی طور پر تحقیقات مقدمہ مین بھی عمل کرے۔

ذکر اشتقاق لفظ پراد ویواکہ۔

۲۳- لفظ پراد ویواکہ سے حاکم اعلیٰ مراد ہے اور یہی معنی بلحاظ اُسکے اشتقاق کے درست ہین حاکم اعلیٰ مدعی اور مدعا علیہ سے (پری چتی) یعنی

۱ط سمرتی چندریکا دکل پترو ویر متراودا ئے وسمرتی چنتامنی مین منقول ہے۔

۲ط سمرتی چندریکا وکل پترو ومادھویائے و دیپک لیکھہ مین منقول ہے۔

۳ط ویر متراودائے اور بیاد تند یومین نارد سے منقول ہے۔

استفسار کرتا ہے اور پری چتی سے صرف و نحو کے قواعد کے بموجب اسم فاعل پراد یعنی مستفسر مشتق ہے ۔ اور چونکہ وہ بشمول مشیرون کے بیانات مدعی و مدعا علیہ کے (دیوے کیتی) یعنی جھوٹ و سچ کی تحقیقات و تجویز کرتا ہے تو اس سے دیو اکھ جسکے معنی تحقیقات کرنے والے کے ہین مستخرج ہے پس ان دو لفظون کی ترکیب سے پراد دیو اکھ بنا ہے ۔ قول یہ ہے کہ "جو شخص بشمول و موجودگی مشیرون کے و باحتیاط بیان نالش کے تفتیش اور امر متنازعہ کی تحقیقات کرتا ہے اسکو پراد دیو اکھ یعنی حاکم اعلیٰ کہتے ہین" ۔ [1]

بد اعمال حاکمون کی سزا ۔

۲۴ ۔ ایک اور قول یہ ہے کہ "جو حاکم جانب داری یا طمع یا خوف کے باعث سے قوانین کے خلاف یا کسی اور طرح نامناسب طور پر کام کرین تو ہر واحد پر جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے ہوگا" ۔ [2]

قول کی تصریح ۔

۲۵ ۔ قوانین کے خلاف ۔ یعنی آئین مقدس کے خلاف (یا کسی اور طرح نامناسب طور پر) یعنی رسوم مروجہ کے خلاف (جانب داری کے باعث سے) یعنی نامناسب طرفداری ۔ (طمع) یعنی استحصال کی خواہش بے غایت ۔ (خوف) یعنی ڈر کے باعث سے یا کسی اور طرز پر اپنی خواہشات نفسانی سے مغلوب ہوکر ۔ (ہر واحد) یعنی جتنے حاکم ہون انمین سے ہر ایک جداگانہ ۔ (جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے ہوگا) اس جملہ سے یہ مراد ہے کہ اس تاوان کا دو چند جو فریق مغلوب کی نسبت عائد ہو نہ دو چند مالیت شے متنازعہ کیونکہ اگر قانون کا ایسا منشا ہوتا تو مقدمات زنا اور اسی قبیل کے اور مقدمات مین مطلق کچھ جرمانہ عائد نہو سکتا ۔

[1] ہبا دتندیو اور کل پتر دہین بیاس سے منقول ہے ۔

[2] دیپک لیکھ مین اور متر مصر اور اپرادت وغیرہ نے جاگبلک سے نقل کیا ہے ۔

سزا صرف اُس صورت مین واجب ہوتی ہے جب ضرر بالعمد پہونچایا جاے

۲۶- جانب داری یا طمع یا خوف کے بالتخصیص ذکر کرنے سے منشاء یہ ہے کہ جرمانہ بقدر دو چند مقدار نالش کے اُن صورتون مین نہ ہوگا جنمین غلطی یا غفلت وغیرہ واقع ہوئی ہو- اِس حکم کے یہی معنی ہین-

برہمنون پر جرمانہ ہوسکتا ہے-

۲۷- "راجہ کا مرتبہ باستثناء برہمنون کے اور سب سے عالی ہے" ؎ یہ قول گوتم کا ہے مگر اِس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ برہمن جرمانہ سے بری ہین بلکہ یہ مقولہ علی العموم بغرض اظہار برہمنون کی بزرگی کے لکھا گیا ہے- سوتر مین حکم ہے کہ "راجہ کو برہمنون کی نسبت چھ چیز سے پرہیز کرنا چاہیے سزاے تازیانہ- قید- جرمانہ- جلاوطنی- تحقیر کرنا- نکال دینا"، ؎

لیکن مستثنیٰ شخص ضرور ہے کہ بہت بڑا عالم ہو- دنیوی معاملات سے اور بید و بیدانک سے بخوبی واقف ہو اور عاقل لدنی ہو- اور منقولات اور علم تاریخ خوب جانتا ہو اور اِن مضامین کا مدام اپنے دل مین ورد رکھتا ہو اور اُنکے مطابق عمل کرتا ہو اور اڑتالیس رسوم جانتا ہو اور تین طرح کے اور چھ طرح کے فرائض کی تعمیل کرنے مین مصروف رہتا ہو اور دستور مختص المقام اور قواعد مروجہ سے آگاہ ہو ؎

صرف برہمنون کے فرقے مین ہونا جرمانہ سے بری ہونے کے واسطے کافی نہین ہے-

---

؎ ہیر متراو داسے اور دنڈ بویکہ اور ربادتندیو مین بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے-

؎ ڈنڈ بویکہ اور ربادتندیو مین بطور قول گوتم اور باشسٹ کے منقول ہے

؎ ہیر متراو داسے اور ربادتندیو مین منقول ہے-

فصل دوسری

بیان نالش

بیان نالش کی تعریف

۱- بیان نالش کا اب ذکر ہوگا - "جب ایک شخص کو دوسرے سے ایسے طور پر جو قانون یا دستور مسلمہ کے خلاف ہو رنج پہونچے اور وہ اُسکو راجہ یا حاکم اعلیٰ کے سامنے ظاہر کرے تو ایسے بیان کو بیان نالش کہتے ہین" ۔ سلہ

قول کی تصریح -

۲- جب ایک شخص کو دوسرے سے اس طور پر یا ایسے ذریعون سے مخالف یا منافی دستورات یا قانون مجاریہ کے ہون رنج یا تکلیف پہونچے اور وہ اُس ظلم کو راجہ یا حاکم اعلیٰ کے سامنے ظاہر یا پیش کرے تو اُسکو بیان نالش کہتے ہین - اور یہ اظہار دعوی یا الزام اور جواب سے مرکب ہے اور اسی پر غور اور شہادت اور فیصلہ اور تجویز مبنی ہے بیان نالش کی یہی تعریف عامہ ہے -

الزام دو قسم کے ہین قیاسی اور یقینی

۳- الزام یا اظہار دعوی دو قسم کا ہوتا ہے قیاسی اور یقینی چنانچہ نارد کا قول یہ ہے کہ "اظہار دعوی کی دو قسمین ہین قیاسی اور یقینی یعنی جو قیاسی یا یقینی امور پر منحصر ہے قیاس اُس صورت مین کیا جاتا ہے جب ایک شخص صحبت بد رکھتا ہو اور کسی طرح کے ثبوت معائنہ سے یقین ہو جاتا ہے مثلاً شئے مسروقہ کا دیکھ لینا" - الخ سلہ

سلہ دیپ کلکہ دبیر متر اودائے وسبودھنی وسمرتی چنتامنی وبیادتندیو وبیوہارمیوکھ واداھویائے وسمرتی سار مین جاگباک سے منقول ہے -

سلہ بیادتندیو اور سمرتی چنتامنی مین منقول ہے -

ازام یقینی دو دام یعنی ارتکاب فعل و ترک فعل کی نسبت ہوتا ہے

۴- ایک الزام یا اظہار دعوی جسکی بنا امر یقینی پر ہو اسکی دو تقسیمین ہین ترک فعل یا ارتکاب فعل- ترک فعل کی تمثیل اس بیان سے واضح ہے- "فلان شخص کے پاس میرا سونا یا کوئی اَور شے ہے مگر وہ مجھے واپس نہین دیتا ہے"- اور ارتکاب فعل کی تمثیل مین یہ بیان ہو سکتا ہے کہ "وہ جبراً میری اراضی پر قابض ہو گیا ہے" کاتیاین نے اِن دونون مین یہ فرق بیان کیا ہے کہ "وہ شخص ایک امر حق کے کرنے مین راضی نہین ہے یا وہ ایک فعل ناحق کا ارتکاب کرتا ہے" [1]

نالش کی اٹھارہ قسمین ہین-

۵- منو کے قول کے بموجب نالش کی اٹھارہ قسمین ہین "تفصیل ان قسمون کی یہ ہے- پہلا قرضہ یا روپیہ جو صرف کے واسطے لیا جاوے- دوسرا امانت اور قرضہ کاروبار کے لیے- تیسرا بیع بلا اپنی ملکیت کے- چوتھا وے معاملے جو شرکا مین ہون- پانچوان سپرد کی ہوئی چیز مین سے نکال لینا چھٹا محنتانہ یا مزدوری کا ادا نہ کرنا- ساتوان ایفاء وعدہ نہ کرنا- آٹھوان بیع اور خرید کی تنسیخ- نوان آقا اور نوکر کے باہم نزاع- دسوان زمین کی حدود کے تنازع گیارھوان اور بارھوان حملہ اور ازالہ حیثیت عرفی- تیرھوان سرقہ- چودھوان سرقہ بالجبر اور امور بالجبر- پندرھوان زنا- سولھوان نزاع باہم زوجہ اور شوہر کے اور وے امور جنکی تعمیل باہم اُنکے لازم ہے- سترھوان زمین وراثت- اٹھارھوان پانسہ سے کھیلنا یا جانورون کی بازی بدنا- تمام مقدمات دنیوی کی ان اٹھارہ قسمون پر ہے" [2]

---

[1] ببا و تندیو اور بیر مترادوائے مین منقول ہے-

[2] منو کی فصل ۸ دفعہ ۴ و ۷ - سمرتی چنتامنی و بیوہار میوکھ و دیپ لیکھ و مدھ تھی و ببا دھنگار نو مین منقول ہین اور ستر مصرا اور کالکا بھٹ اور گوبند راج نے بھی انکی نقل کی ہے مگر ببا و تندیو نے بطور قول منو اور مریکھی کے منقول ہے-

مختلف قسم کے دعوے

۶- مختلف قسم کے دعودن کی وجہ سے انکی پھر اور زیادہ قسمین قرار پائی ہین چنانچہ نارد کہتا ہے ’’ انکی ایکسو آٹھ طرح کی قسمین ہین آدمیون کے مختلف دعودن کے سبب سے سیکڑون طرح کی فروع ہوئی ہین ‘‘ ؎۱

نالش اپنی رضا و رغبت سے دائر کرنی چاہیے -

۷- اِس جملہ سے کہ ’’ جب ایک شخص کو رنج پہونچے تو وہ راجہ کے سامنے ظاہر کرے ‘‘ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود اپنا دعویٰ پیش کرے اور اپنی رضا و رغبت سے اپنا بیان ظاہر کرے نہ راجہ یا اُسکے حاکمون یا اُنکے نائبون کی تحریک کے باعث سے چنانچہ منو کہتا ہے کہ ’’ راجہ کو اور اُسکے حاکمون کو نزاع کا بڑھانا کبھی نہ چاہیے نہ کبھی مقدمہ مین جو دائر ہو غفلت کرنی چاہیے ؎۲

متعدد نالشین ایک شخص پر جائز جائز ہین -

۸- اور لوگ ’’ (اِس اصطلاح مین صیغۂ واحد و تثنیہ و جمع شامل ہین پس اِس سے ظاہر ہے کہ ایک یا دو اشخاص اپنا اظہار دعویٰ ایک ہی شخص کی نسبت بیان کرسکتے ہین) لیکن نارد کا قول مرقومۂ ذیل اُس صورت سے تعلق رکھتا ہے جسمین کہ امور متنازعہ مختلف ہون ‘‘ - محققان قانون بیان کرتے ہین کہ ’’ ایک شخص کا اظہار دعویٰ بہت سے آدمیون کی نسبت اور اظہار دعویٰ عورات یا ایک نوکر کا خارج کرنا چاہیے ‘‘ ؎۳

فصل تیسری

حکمنامہ طلبی کے بیان مین

مدعا علیہ کے نام اطلاع نامہ جاری کیا جاے

اِس جملہ سے کہ ’’ راجہ کے سامنے بیان کرے ‘‘ - جو فصل ۲ دفعہ ۱ مین

؎۱ ببادتندیو اور بیرمتر اودائے مین منقول ہے -

؎۲ منو کی فصل ۸ - شلوک ۴۳ بیرمتر اودائے و مدن تہتی مین منقول ہے اور کالکا بھٹ اور گوبند راج اور رتنا کر نے بھی نقل کیا ہے اور مادھویاے اور سمرتی چنتامنی مین بھی منقول ہے -

؎۳ بیرمتر اودائے و بیوہار میوکھ و مادھویاے و سمرتی سار و سمرتی چندریکا و دیپ کلیکا و ببادچندر مین منقول ہے -

دیا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ مدعی کو استفسار کے بعد اپنے مقدمہ کا حال عجز کے ساتھ بیان کرنا چاہیے اگر اُسکا بیان درست معلوم ہو تو اُسکے فریق مخالف کو بشرطیکہ وہ ضعف جسمانی کے باعث سے قابل معذوری نہو حکمنامہ مُہری کے ذریعہ یا کسی اور طریقہ سے طلب کرنا چاہیے یہ ایک ایسا ظاہر امر ہے کہ مصنف نے اُسکا بیان نہیں کیا ہے اگرچہ اور کتابون مین اُسکا صراحتاً حکم مندرج ہے۔

قبل اجراء اطلاعنامہ کے مدعی سے استفسار کرنا چاہیے۔

۲۔ جو شخص بوقت مناسب اور مادب طور پر راجہ کے سامنے آوے تو راجہ کو یہ کہکر استفسار کرنا چاہیے۔ "اے آدمی خوف مت کر بلکہ ظاہر کر کہ کسنے اور کہان اور کس وقت اور کس وجہ سے تجھپر ضرر پہونچایا ہے" ۱؎ بعد ازان راجہ کو چاہیے کہ بشمول برہمنون اور مشیرون کے مدعی کے بیان پر غور کرے اور اگر بیان اُسکا معقول معلوم ہو تو وہ مدعی کو فریق مخالف کی طلبی کے واسطے ایک اطلاعنامہ حوالہ کرے یا کوئی عہدہ دار اِس کام کے لیے مامور کیا جاوے ۲؎

اشخاص جنکو طلب نہ کرنا چاہیے۔

۳۔ بیمار اور نابالغ اور ضعیف یا جو مبتلاء تکلیفات ہو یا رسوم مذہبی مین مصروف ہو یا وے جنکا غیر حاضر ہونا اُنکے حق مین مضر ہو یا جو مصیبت مین ہون یعنی کسی عزیز کے مرجانے سے رنج مین ہون یا سرکاری کام مین یا اداے رسم تیوہار مین مصروف ہون ایسے اشخاص کو طلب کرنا نہ چاہیے اور راجہ کو چاہیے کہ بدمست یا فاتر العقل یا مخبط فطری یا اُن شخصون کو جو مغموم ہون یا نوکرون کو یا اُنکو جو دوسرے کے تابع ہون

۱؎ سمرتی چندریکا وکل پتر و بیوہار میوکھ و مادھو باسے مین کاتیائن سے منقول ہے۔

۲؎ بیوہار میوکھ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

طلب نہ کرے۔ ؎۱

مستثنیات دیگر

۴۔ایک جوان عورت جسکے شوہر نہو یا عالی خاندان کی عورت یا زچہ یا اعلیٰ قوم کی نوعمر عورت کو بھی طلب کرنا نچاہیے کیونکہ یہ عورات اپنے رشتہ دارون کی تابع کہلاتی ہین۔ ؎۲

اُنکا بیان جو طلب کی جاسکتی ہین

۵۔لیکن وے عورات جنکی ذات پر اُنکے کنبہ کا مدار ہو اور بدکارہ اور فاحشہ اور جو کنبے سے نکال دی گئی ہون یا قوم سے اُتار دی گئی ہون وے طلب کی جاسکتی ہین۔ ؎۳

۶۔بعد دریافت کرنے وقت اور مقام اور اِس امر کے کہ الزام کس قدر سنگین ہے راجہ اُن اشخاص کو بھی جو بیمار ہین طلب کرسکتا ہے اُنکو بسواری گاڑی آہستہ آہستہ لے آنے کا حکم دے ؎۴ بعد تحقیقات مراتب نالش کے راجہ اُنکو جو جنگل مین روپوش ہوگئے ہین بنرمی طلب کرلے۔ ؎۵

گرفتاری کا ذکر

۷۔بطور خود گرفتار کرنے کا جواز بھی نارد کے قول آیندہ سے مستنبط ہے وہ قول یہ ہے کہ ایک شخص جو نالش کیا چاہتا ہو وہ تا پہونچنے اطلاعنامہ کے اپنے فریق مخالف کو جو دعوے سے گریز کیا چاہتا ہو یا معاملہ مین اطمینان نکرے بطور خود گرفتار کرنے کا مجاز ہے“ ؎۶

؎۱ بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن کے منقول ہے۔اور سمرتی چندریکا مین بطور قول ہریت کے۔

؎۲ بیوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا وغیرہ مین کاتیاین سے منقول ہے۔

؎۳ ایضاً۔

؎۴ بیوہار میوکھ مین کاتیاین کا قول منقول۔

؎۵ ہریت کا قول سمرتی چندریکا مین منقول ہے۔

؎۶ سمرتی چندریکا مین اِس قول نارد کو بطور قول منو لکھا ہے۔

گرفتاری چار طرح کی ہے-

۸- گرفتاری چار طرح کی ہے- مختص المقام- عارضی- امتناع سفر- امتناع حرفہ خاص- اور جو شخص کہ ایسی گرفتاری مین ہو اُسکو فرار نہ ہونا چاہیے- ملہ

گرفتاری سے مفرور ہونا-

۹- ایک شخص جو بوقت مناسب گرفتار کیا جاے اور وہ فرار ہو تو مستوجب جرمانہ ہو گا اور جو شخص کہ نامناسب طور پر گرفتار کرے تو وہ بھی مستوجب سزا ہو گا- ملہ

گرفتاری بیجا-

۱۰- اگر ایک شخص دریا سے عبور ہونے کے وقت یا ایسے مقام پر جہان پہونچنا دشوار ہو گرفتار کیا جاے اور وہ اُس گرفتاری سے فرار ہونا چاہے تو مستوجب جرم نہین ہے نہ اُس صورت مین جبکہ وہ دشمن کے ملک مین یا کسی اور طرح پر خطرناک حالت مین ہو- جو شخص اپنا بیاہ کیا چاہتا ہو- بیماری مین مبتلا ہو- یا کوئی رسم دینی ادا کرنے کو ہو- مشکلات مین مبتلا ہو- کسی اَور نے اُسپر نالش کر رکھی ہو- سرکاری کام مین مصروف ہو- چرواہے جبکہ وے اپنے مویشی کی خبرداری مین مصروف ہین- کاشتکار جو زراعت مین مصروف ہین- اہل حرفہ جو اپنے پیشہ مین مشغول ہین- سپاہی جو لڑائی مین ہین ان شخصون کی گرفتاری نہ مدعی کی جانب سے بطور خود ہو سکتی ہے نہ راجہ اُنکو طلب کر سکتا ہے ملہ

لفظ گرفتاری کے معنی-

۱۱- حاکم کے حکم سے حراست مین رہنے کو گرفتاری کہتے ہین-

۱۲- بیمار اور مستثنی اشخاص بیٹے وغیرہ یا رشتہ دار یا کسی دوست کو اپنی جانب سے بھیج سکتے ہین ایسے اشخاص کی نسبت دخل نامناسب کے

ملہ نارد-

ملہ ایضاً-

ملہ نارد کا قول بہاد تشدیو اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چندیکا اور بیرمتر اودے مین نقل ہے

جرم کا الزام عائد نہین ہو سکتا چنانچہ نارد نے قول مرقومۂ ذیل مین یہ بیان کیا ہے "جو شخص فریق کا نہ بھائی ہے اور نہ باپ اور نہ بیٹا اور نہ مختار مقبول تو وہ دخل نامناسب کے جرم کا مجرم ہے اور اگر وہ دخیل ہو تو مستوجب جرمانہ ہوگا" ؎۱

فصل چوتھی

اظہار دعوی کے بیان مین

اظہار دعوی کے لکھنے کا طریقہ-

۱- اب اِس امر کا بیان ہوگا کہ جب اطلاعنامہ یا حکم راجہ سے کسی عہدہ دار کے ذریعہ سے فریق مخالف حاضر کیا جاے تو کیا کرنا چاہیے ؎۲ "مدعی کا اظہار دعوی جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو فریق مخالف کے سامنے بقید سال و ماہ و پاکھ و دن و وقت و قومیت وغیرہ کے لکھنا چاہیے" ؎۳

اظہار دعوی مین کیا ہونا چاہیے

۲- جو کچھ مدعی کا اظہار یا بیان ہو اُسکا ثبوت چاہیے- جو شخص کہ دعوی کا اظہار یا بیان کرے وہ مدعی یعنی مستغیث ہے اور اُسکا فریق مخالف مدعاعلیہ یعنی وہ شخص ہے جسپر نالش کی گئی ہو- "فریق مخالف کے سامنے لکھا جاے" یعنی بمواجہہ اُسکے- "جیسا کہ اُسنے بیان کیا ہو" یعنی اُسی بیان کے مطابق جیسا کہ اُسنے اول کہا ہو نہ کسی اور طرح کیونکہ اگر اسمین کچھ اختلاف

؎۱ قول نارد بحوالہ تند یو د بیوہار میوکھ و بیر متر ودائے و سمرتی چنتامنی بحوالہ آرتستو مین نقل ہے-

؎۲ چونکہ دھرم شاستر مین لفظ مقدمہ متعلق دونون مقدمات دیوانی و فوجداری سے ہے اور طریقہ تحقیقات تنقیح مقدمہ بھی دونون صورتون مین یکسان ہے لہذا بلحاظ لفظ شے دعوی کے الفاظ الزام و اظہار دعوی کا کام مین لانا ضرور رہوا-

؎۳ جاگبلک سے دیپ کلکا و بیر متر ودائے و سمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ بحوالہ تند یو د اودھو یائے و سمرتی سار مین منقول ہے اور اپرادت اور وشروپ نے بھی نقل کیا ہے-

واقع ہوگا تو وہ اُسکے مقدمہ کی نسبت مضر ہوگا۔

سبب اخراج مقدمہ قبل تجویز۔

۳۔ خلاف بیان کرنے والا اور جو شخص اپنے مقدمہ کے بلا ضرورت ناقص کرنے کا خود باعث ہوا اور جو شہادت پیش نہ کرے اور جو خاموش کھڑا رہے اور جو باوجود طلب ہونے کے روپوش ہوجاے ایسے پانچ شخصون کے مقدمہ کو قبل تجویز خارج کرنا چاہیے۔

بیان نالش کے مکرر لکھنے کی وجہ

۴۔ چونکہ مستغیث کا اظہار مرتبۂ اول کے بیان کے وقت لکھ لیا جاتا ہے لہذا یہ حکم کہ وہ پھر تحریر ہو فضول معلوم ہوتا ہے لیکن دوسرے مرتبہ تحریر کرنے مین چند مراتب زیادہ لکھے جاتے ہین مثلاً سال۔ مہینہ۔ پاکھ۔ تاریخ۔ تاریخ قمری۔ یوم۔ مستغیث اور اُسکے مخالف کا نام۔ اُنکی قوم برہمن وغیرہ۔

چند اور مراتب جو اظہار دعوی مین مندرج ہون

۵۔ چند اور مراتب سے مراد نوعیت و مقدار و وقت و مقام و سبب تحمل وغیرہ سے ہے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے۔ "دوالزام یا اظہار دعوی اُسکو کہتے ہین جو بامعنی و اصطلاحاً درست و حاوی و باترتیب و مطابق مطلب و غیر مبہم و استغاثہ مرتبۂ اول کے مطابق و قرین قیاس و غیر متناقض و صاف و قابل ثبوت و مختصر و غیر ناقص ہو اور اُس مین لحاظ مقام اور وقت کے اختلاف نہ ہو اور اُسمین یہ امور بھی شامل ہون یعنی سال و موسم و مہینہ و پاکھ و تاریخ و گھنٹہ و ہاٹک و موقع و مقام و ہمسایگی و دعوی مع اُسکی اصلیت و قوم و حلیہ و عمر فریق مخالف و شے متنازعہ کا عرض و طول و مقدار و مستغیث و فریق مخالف کے نام اور اُنکے مورثون اور راجاؤن حکمران کے نام و سبب تحمل و ضرر اور نام اصلی حاصل کرنے والے اور بخشنے والے کا۔ ۱؎

فرق مابین استغاثہ مرتبۂ اول و اظہار دعوے کے

۶۔ یہ سب امور جو راجہ کے سامنے بیان کیے جائین انکو اصطلاحاً

۱؎ سمرتی چنتامنی اور ربادتندیوا اور بیوہارمیوکھ مین کاتیائن سے منقول ہے۔

اظہار دعویٰ یا الزام کہتے ہین اول مرتبہ استغاثہ کرنے مین صرف شے متنازعہ کا بیان کرنا ہوتا ہے اور بعد ازان فریق مخالف کے روبرو سال وماہ وتاریخ وغیرہ مراتب لکھے جاتے ہین اور یہی فرق مابین استغاثہ مرتبۂ اول واظہار دعوی کے ہے

۷- اکثر سال کی تخصیص سب مقدمون مین ضرور نہین مگر بمقدمات رہن وقبولیت وبیع وشرئی کے فیصلہ کے واسطے بہت ضرور ہے چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ہویدا ہے۔ "در رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین معاملۂ ماقبل پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے" ملہ علیٰ ہذا القیاس معاملات تجارت مین بھی تخصیص تاریخ ضرور ہے یعنی اگر ایک شخص نے کسی سال مین خاص مقدار کسی شے کی لی ہو اور اُسکو واپس کردیا ہو اور ایک اور سال مین بھی اُسنے وہی شے اُسی قدر اور اُسی شخص سے لی ہو اور اگر اُسپر نالش ہو اور وہ پانا اُس شے کا قبول کرکے عذر اُسکی واپسی کا پیش کرے تو ایسی حالت مین مدعی کو رد جواب مین یہ بیان کرنا ضرور ہوگا کہ وہ واپسی اُس شے کی تھی جو اُسی سال سابقہ مین دی گئی تھی۔ مہینہ وغیرہ کی بھی تخصیص ضرور ہے۔ مقدمات جنمین تخصیص تاریخ ضرور ہے۔

۸- مقدمات مال غیر منقولہ مین تصریح ملک اور مراتب متعلقۂ موقع بقید مقام وزمانہ وغیرہ ضرور ہے۔ چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے "در مقدمات متعلقۂ مال غیر منقولہ مین اِن دس امور کی تخصیص چاہیے یعنی مالک ومقام وموقع وقوم ونام وہمسایگی وطول وعرض وقسم زمین ومورثون اور پہلے راجاؤن کے نام" ملہ مقدمات جنمین مراتب متعلق موقع کا بیان ضرور ہے۔

ملہ ایک مصنف سے جسکا نام تحقیق نہین ہے بیاد ستدیو اور بیرمتر اودائے اور بیوہار متریکا اور بیاد چندر مین منقول ہے اور رتناچرا اور سمرتی سار مین جاگیلک سے منقول ہے اور مختلف مصنفون نے اِس قول کے مختلف معنی لگائے ہین۔

ملہ سمرتی چندریکا اور رکل پترو اور سمرتی چنتامنی مین کاتیاین سے نقل ہے لیکن بیادستدیو اور بیوہار میوکھ مین ایک مصنف سے منقول ہے جسکا نام معلوم نہین۔

قول کی تصحیح

۹- "ملک" یعنی ضلع وسط وغیرہ - "مقام" شلاً شہر بنارس وغیرہ - "موقع" یعنی تفصیل اُن مکانات یا اراضی کی جو جایداد کی حدود مین چارون طرف واقع ہین - "قوم" یعنی فرقہ مثلاً برہمن وغیرہ - "نام" مثلاً دیودت وغیرہ - "ہمسایگی" یعنی نام اُن اشخاص کے جو متصل رہتے ہون - "عرض وطول" یعنی تعداد بیگہہ یا مقدار اراضی کسی اور پیمایش کے بموجب "قسم زمین" مثلاً دھان کا کھیت یا سپاری کے درختون کی زمین یا دلدل یا چکنی مٹی کی زمین "مورثون کے اور پہلے راجاؤن کے نام" یعنی فریقین کے باپ دادا کے نام اور اُن راجاؤن کے نام بھی جو سابق مین حکمران تھے - سال اور مہینہ وغیرہ کی تخصیص سے مراد صرف یہ ہے کہ خاص مقدمات مین جہان تک ضرور ہو تاریخین مندرج کی جائین -

اظہار دعوی کی تقلید -

۱۰- چونکہ امور مذکورۂ بالا اظہار دعویٰ کے واسطے ضرور ہین لہذا اگر منجملہ اُنکے کوئی امر نہو تو وہ اظہار دعویٰ اظہار دعوے کی صرف تقلید ہے تقلیدی اظہار دعوی کی تعریف ستاچرا کے مصنف واجب التعظیم نے علیحدہ بیان نہین کی ہے لیکن اور مصنفون نے اِس امر کو بصراحت بیان کیا ہے - "اظہار دعویٰ جو خلاف قدرت اور غیر مضر اور بے معنی اور لغو اور ناقابل ثبوت اور غیر ممکن الوقوع ہین وے صرف تقلیدی ہین اُنکو نامنظور کرنا چاہیے - ط

ط- کاتیاین کا قول سمرتی چندریکا اور مادھویاے اور بیوہار متریکا مین نقل ہے - لیکن سمرتی سار مین بطور قول نارد مندرج ہے اور بیادتندریو اور بیوہار میوکھ اور بیادچیندرادر برہسپتی اور سمرتی چنتامنی مین ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہین منقول ہے -

قول مذکورۂ بالا کی تصریح۔

۱۱- "خلاف قدرت" ؎۱ مثلاً فلان شخص نے میرے خرگوش کے سینگ لے لیے ہین اور واپس نہین دیتا ہے "غیر مضر"۔ مثلاً ایک شخص یہ بیان کرے کہ میرے مکان مین جو چراغ جلتا ہے اُسکی روشنی مین فلان شخص اپنے گھر مین کام کرتا ہے۔ "بے معنی" یعنی جس سے کچھ مدعا نہ نکلے مثلاً بے ربطی عبارت۔ "لغو" مثلاً دیودت ایک شیرین راگ میرے گھر کے نزدیک گاتا ہے۔ "ناقابل ثبوت" مثلاً دیودت میری جانب گبہری نظر سے دیکھکر میری تحقیر کرتا ہے چونکہ اِس بیان کا ثبوت نہین ہوسکتا لہذا اسکو ناقابل ثبوت کہا ہے۔ فعل مذکور کے معاً عمل مین آنے کے سبب سے ثبوت تحریری کیا بلکہ اُسکا کوئی گواہ بھی نہین ہوسکتا اور چونکہ ایسی نالش ایک خفیف امر کی ہے لہذا تصدیق غیبی عمل مین نہین لائی جاسکتی۔ "غیر ممکن الوقوع" مثلاً فلان گونگے آدمی نے مجھے سخت وسست کہا یا "اظہار دعویٰ اعتراض باشندگان مقام خاص کے برخلاف ہو" چنانچہ اِس امر مین قول یہ ہے — "جس نالش کا سرکار سے اقتناع ہے یا جو نسبت اغراض باشندون ایک شہر یا ملک یا مختلف فرقون عامہ خلائق کے مضر ہے وہ ناقابل سماعت قرار دیگئی ہے" ؎۲

؎۱ ہرچند تمثیل مرقومۂ ذیل خفیف متصور ہوسکتی ہے مگر اور طریقون مین بھی اِسی طرح کی جزئیات کا ذکر ہے۔ مثلاً اگر کسی ایسے امر کی بابت شرط کیجاے جسکا وقوع وقت انعقاد معاہدہ طاقت بشری سے خارج ہو تو ایسی شرط سے ابطال معاہدہ لازم آتا ہے اور اگر شرط درباب عدم وقوع ایسے امر کے ہو تو ایسی حالت مین شرط بالذات باطل ہوگی مگر معاہدہ کے خلوص اور اصلیت مین کچھ ہرج واقع نہوگا۔

؎۲ سمرتی سار مین نارد کا قول منقول ہے۔ لیکن سمرتی چنتامنی اور مادھویا ے اور بیرمترا ودائے مین برہسپتی کا قول نقل ہے اور بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ اور بیاد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام دریافت نہین نقل ہے۔

اظہار دعوی جسمین کتنے ہی اشیاء کے دعوی ہون قابل سماعت ہے۔

۱۲- لیکن اس مقولہ سے کہ "ایک اظہار دعوی جسمین اشیاء متعددہ کا دعوی ہونا قابل سماعت ہے" یہ مراد نہین ہے کہ دعوی بابت سے جداگانہ اشیاء کا باطل سمجھا جاے۔ مثلاً اگر ایک آدمی دوسرے شخص پر نالش کرے کہ اُسنے میرا سونا اور کپڑے اور چاندی وغیرہ لی ہے تو اس اظہار دعوی مین کُچھ غلطی نہین ہے اور یہ کہنا چاہیے کہ اظہار دعوی جسمین دعوی زر قرضہ کے علاوہ اور مضامین بھی ہین ناجائز ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص یہ اظہار کرے کہ فلان شخص نے مجھ سے روپیہ سودی لیا اور مین نے اُسکے پاس سونا امانتاً سپرد کیا اور اُسنے میرا کھیت غصباً لے لیا تو یہ اظہار دعوی درست ہے۔ غرض منشاء قول مذکورۂ بالا یہ ہے کہ جملہ امور کی تحقیقات بزمانۂ واحد ناجائز ہے جب یہ دریافت ہو جاے کہ ایک مقدمہ مین اظہار دعوی درباب چند اشیاء کے ہے اور راجہ اُنکی حقیقت حال تحقیق کیا چاہے تو مجاز ہے کہ جس امر کی چاہے پہلے تحقیقات کرے[1]

مدعی یا مستغیث کا لفظ اسکے بیٹے اور پوتے اور مختار پر بھی حاوی ہے۔

۱۳- لفظ مدعی یا مستغیث مین اُسکے بیٹے اور پوتے بھی داخل ہین کیونکہ اُنکی غرض اور مدعی کی غرض یکسان ہے اور لفظ مذکور مختار مقبولہ پر بھی حاوی ہے کیونکہ اُسکو بوجہ تقرر کے مثل اپنے موکل کے تعلق ہو جاتا ہے چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے۔ "وہ ایک شخص جسکو مدعی یا مستغیث اپنی طرف سے مقرر کرے یا مدعا علیہ جسپر نالش ہوئی ہے تقریباً اُسکا بطور اپنے مختار کے کرے اور شخص مذکور اپنے موکل کی جانب سے کاربند ہو تو وہی بمنزلۂ اپنے موکل کے ہارتا جیتتا ہے"[2] "موکل اپنے قائم مقام کی[3] ہار جیت کا شریک ہوتا ہے۔"

[1] بباد تندیو مین نارد کا قول منقول ہے لیکن مادھویائے اور سمرتی چندریکا اور رکل پترو مین کاتیائن سے نقل ہے اور بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور بباد چندر مین ایک مصنف سے جسکا نام معلوم نہین ہے نقل ہے۔

[2] بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور مادھویائے اور بباد چندر اور بیرمترا ودائے مین نقل ہے۔

[3] نارد کا قول بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور رکل پترو اور سمرتی سار مین نقل ہے لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول کاتیائن مندرج ہے۔

اظہار دعوی کے لکھنے کا طریقہ۔

۱۴۔ جبکہ اظہار دعویٰ زمین یا تختہ پر کھریا سے لکھ لیا جاے تو اسمین سے فضول امر نکال دینے سے اُسکی تصحیح کیجاتی ہے اور بعد ازان کاغذ پر لکھا جاتا ہے چنانچہ کاتیائن کے قول مرقومۂ ذیل سے ہویدا ہے۔ ''مدعی یعنی مستغیث کا بیان جو وہ خود بلا تحریک غیرے ظاہر کرے اُسکو حاکم تختہ پر کھریا سے لکھوالے اور بعد تصحیح ہوجانے کے کاغذ پر۔ ۱ط''

تاوقتیکہ جواب دعوی نہ داخل ہو تصحیحات ہوسکتی ہین۔

۱۵۔ جب تک جواب دعویٰ داخل نہو اُسوقت تک اظہار دعوے مین ترمیم ہوسکتی ہے نہ بعد ازان کیونکہ شاید اسمین ایک صورت لاانتہا کی پیدا ہو چنانچہ نارد کا قول ہے۔ ''وہ اپنے اظہار دعویٰ مین تاوقتیکہ جواب دعویٰ داخل نہ ہو ترمیم کرسکتا ہے مگر جبکہ وہ جواب دعوی کے سبب سے بند کیا جاے تو تصحیح کرنا بھی موقوف ہونا چاہیے'' ۲ط

قبل از ترمیم اظہار دعوی کے جواب دعوی نہ لینا چاہیے

۱۶۔ اگر حکام قبل ترمیم اظہار دعوی کے جواب دعویٰ داخل کرالین تو وے مستوجب اُس سزا کے ہونگے جو غصہ اور طمع کے واسطے مقرر ہے اور راجہ کو چاہیے کہ بعد لینے اظہار دعویٰ جدید کے دعویٰ کی تحقیقات کرے۔

فصل پانچوین

جواب دعوے کے بیان مین

جواب دعوی لکھنا چاہیے۔

اب یہ بیان ہوگا کہ بعد تحریر اظہار دعوی کے جسمین ترمیم ہوگئی ہو کسطور پر عمل کرنا چاہیے۔ ''اُس فریق کا جواب جسنے اظہار دعویٰ شنا ہے مدعی کے

۱ط بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور دیپ لیکہ اور مادھویاے اور بیوہار متر کا مین نقل ہے۔

۲ط بیادتندیو اور بیوہار میوکھ اور مادھویاے اور بیاد آرنوستو اور بیاد چندر مین نقل ہے لیکن سمرتی سار مین بطور قول نارد مندرج ہے۔

روبرو قلمبند ہونا چاہیے۔ [۱]

تصریح۔ ۲۔ جبکہ فریق مخالف اظہار دعویٰ کا خلاصہ سُن چکے تو اُسکا جواب یعنی وہ بیان جو بعد اظہار دعویٰ ہونا چاہیے مدعی یعنی دعویدار یا مستغیث کے روبرو لکھا جاے۔

جواب دعویٰ مین کیا مراتب ضرور ہین۔ ۳۔ جس سے کہ تردید بیان اول یعنی اظہار دعویٰ مدعی کی ہو اُسے جواب دعویٰ کہتے ہین چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے۔ "دانایون نے قرار دیا ہے کہ جواب دعویٰ وہ ہے جس سے اظہار دعویٰ کا ابطال ہو اور جو معقول و مصرح و باترتیب و بدیہی ہو"۔ [۲]

۴۔ "جس سے اظہار دعویٰ کا ابطال ہو" یعنی اُس سے تردید اظہار دعویٰ کی ہو سکے۔ "معقول" یعنی عقل کے خلاف نہو۔ "باترتیب" یعنی اُس مین کسی جگہ تناقص نہو۔ "بدیہی" یعنی جو محتاج ایسی شرح کا نہو کہ درصورت استعمال الفاظ غیر مانوس یا بحالت ملحوظ نہونے قواعد صرف و نحو نسبت ترکیب یا اجتماع اُنکے یا بوجہ استعمال جملہاے مقدر یا زبان غیر کے ضرور ہوتی ہے۔ ایسا جواب دعویٰ درست کہا جاتا ہے۔

جواب دعویٰ چار طرح کے ہین۔ ۵۔ جواب دعویٰ چار طرح کا ہے۔ اقبال۔ انکار۔ عذر خاص۔ عذر فیصلۂ سابق۔ چنانچہ کاتیائن کا قول ہے۔ "اقبال و انکار و عذر خاص و عذر فیصلۂ سابق چار طرح کے جواب ہین"۔ [۳]

---

[۱] بباد تندیو اور بیو ہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین جاگبلک سے منقول ہے۔

[۲] بباد تندیو اور بیوہار میوکھ اور سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار اور بباد آرنو ستو اور بباد چندر اور بیر مترا و داے اور کل پترو مین بطور قول نارد نقل ہے مگر یہ قول اُسکے آئین مین نہین پایا جاتا ہے اور بطور قول پراجاپتی کے سمرتی چندریکا اور مادھویا مین منقول ہے۔

[۳] بباد تندیو وغیرہ مین منقول ہے اور کل پترو مین بطور قول نارد مندرج ہے۔

اقبال کیا ہے

۶- اقبال کی تمثیل ذیل لکھی جاتی ہے - مثلاً مدعی بیان کرے کہ فلان شخص پر میرے سو روپیہ قرض آتے ہین اور وہ شخص اُسکا جواب یہ دے کہ یہ امر سچ ہے اور فی الحقیقت مجکو اسقدر روپیہ دینا ہے - چنانچہ کاتیاین کا قول ہے کہ "ایجاب دعوی کو اقبال کہتے ہین" [1]

انکار کیا ہے

۷- انکار یہ ہے مثلاً وہ کہے کہ مجھے دینا نہین ہے - چنانچہ کاتیاین کہتا ہے "دھرم شاستر مین اُس جواب دعوی کو انکار کہتے ہین جبکہ مدعا علیہ یعنی ملزم الزام یا اظہار دعوی کے برعکس بیان کرے" [2]

انکار چار طرح کا

۸- جواب دعوی انکاری چار طرح کا ہے "اختلاف محض - عذر لاعلمی - کسی دوسرے مقام مین ہونے کا عذر - معاملہ متنازعہ کے وقت وجود نہونے کا عذر" [3]

عذر خاص کیا ہے

۹- "عذر خاص" - وہ ہے جبکہ مدعا علیہ مطالبہ تسلیم کرے مگر اُس سے بدین وجہ گریز کرنا چاہے کہ وہ ادا کر دیا گیا ہے یا کہ وہ زر نقد اُسنے ہدیۃً پایا ہے چنانچہ نارد کہتا ہے "جبکہ فریق مخالف دعوے کو جو مستغیث نے لکھکر پیش کیا ہے تسلیم کرے یا بسبب لحاظ کسی وجہ خاص کے وہ اُس سے گریز کرے

[1] قول بیاس بیاد چنتامنی اور بیرمترا ودائے مین منقول ہے لیکن بیاد تندیو مین ایک مصنف اسم نامعلوم سے منقول ہے -

[2] سمرتی چنتامنی اور بیاد تندیو اور سمرتی سار اور بیاد آرنوستو اور بیاد چندر اور سمرتی چندریکا مین مندرج ہے - برہسپتی سے کل پترو اور مادھویاے مین نقل ہے اور بیوہار تتو مین بطور قول نارد لکھا ہے -

[3] کاتیاین سے بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا مین نقل ہے اور نارد سے سمرتی چنتامنی اور سمرتی سار مین مندرج ہے اور بیاس سے کل پترو اور بیاد متریکا مین منقول ہے - اور پراجاپتی سے مادھویاے مین اور ایک مصنف اسم نامعلوم سے بیاد چندر مین لکھا ہے -

تو اُسکو عذر خاص کہتے ہین "[1]

عذر فیصلۂ سابق۔ ۱۰- جبکہ فریق مخالف یہ بیان کرے کہ مدعی نے یہی دعویٰ پہلے پیش کیا تھا اور وہ خارج ہو چکا ہے تو عذر فیصلۂ سابق ہے چنانچہ کاتیائن نے اِس باب مین یہ کہا ہے "اگر کوئی شخص جسکے خلاف فیصلہ ہو چکا ہے اُسی امر کو پھر پیش کرے تو اُسکے جواب مین عذر فیصلۂ سابق بیان کرنا چاہیے۔ "[2]

جواب دعوی تقلیدی۔ ۱۱- چونکہ جواب دعویٰ کی تکمیل کے واسطے مراتب مذکورۃ الصدر ضرور ہین لہٰذا جس جواب دعویٰ مین کہ یہ مراتب نہون وہ محض تقلیدی ہے اور یہ امر ایک لازمی نتیجہ ہے مگر اور کتب قانون مین یہ امر بصراحت لکھا گیا ہے "جو جواب دعویٰ کہ مبہم یا خارج از بحث یا بہت مختصر یا بہت مطول ہو یا جسمین تمام امور مصرحۂ اظہار دعویٰ کا جواب نہ ہو وہ جواب دعویٰ نہین ہے جسمین خارجی مراتب کا ذکر ہے یا جو ناتمام یا متناقض یا غیر بدیہی یا لغو ہے وہ جواب دعویٰ ناقص ہے۔ "[3]

تصریح۔ ۱۲ "مبہم جواب دعویٰ" کی تمثیل یہ ہے مثلاً ایک قرضہ کی نالش مین مدعی کا دعویٰ ایک سو سورن کا ہو۔ اور مدعا علیہ تسلیم کرے کہ اُسپر قرضہ ایک سو سورن یعنی ایک سو ماشہ کا واجب ہے "خارج از بحث" مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ اپنے جواب مین ایک سوپن کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرلے۔ "بہت مختصر"۔ مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب دعوے مین پانچ سورن کا قرضہ اپنے اوپر تسلیم کرے۔ "بہت مطول" مثلاً بجواب ایک سو سورن کی نالش کے مدعا علیہ اپنے ذمہ دو سو سورن کا قرضہ تسلیم کرے "یا جسمین تمام امور مصرحۂ

[1] بیوہار میوکھ اور ببادرتندیو اور سمرتی سار اور سمرتی چندریکا اور بیرمترا و دائے اور ببادآرنوستو اور ببادچندریکا مین نقل ہے لیکن مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے یا دونون مین بموجب اُس قول کے نقل ہے جو کل تیرہ مین منقول ہے۔
[2] سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ اور ببادتندیو اور سمرتی سار اور ببادآرنوستو اور ببادچندریکا مین نقل ہے لیکن کل تیرہ اور مادھویاے مین برہسپتی سے منقول ہے۔
[3] نارد کا قول سمرتی چنتامنی اور ببادتندیو مین نقل ہے لیکن بیوہار میوکھ مین ایک اسم نامعلوم مصنف سے منقول ہے سونے کا وزن ہے جو سولہ ماشہ کے برابر ہوتا ہے۔

اظہار دعویٰ کا جواب نہو" مثلاً سونے اور کپڑے اور اور اشیا کے دعویٰ مین مدعا علیہ جواب
گذرانکر صرف سونے کا اقبال کرے اور باقی اشیا کا جواب نہ دے جسمین خارجی مراتب کا ذکر
ہے" مثلاً سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ یہ بیان کرے کہ مدعی نے اُسپر حملہ کیا تھا"
"وہ نا تمام" یعنی جسمین ملک اور مقام وغیرہ کی تصریح نہو مثلاً ایک نالش مین جو درباب حصول
ایک کھیت کے ہو مدعی اپنے اظہار دعوی مین بیان کرے کہ کھیت مذکور ضلع وسط
شہر بنارس کے مشرق کی طرف واقع ہے اور مدعا علیہ اپنے جواب مین علی العموم
قبضہ کر لینا ایک کھیت کا بلا تصریح بیان کرے "وہ مغلق" مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین
مدعا علیہ یہ جواب دے کہ کیا مین ہی صرف اس شخص کا قرضدار ہون یعنی منشا اس کلام کا
یہ ہو کہ حاکم اعلیٰ یا شیر یا مدعی بھی کسی اور شخص کے مقروض ہین۔ "وہ متناقض" مثلاً
ایک بات دوسرے کے خلاف ہو مثلاً ایک سو سورن کی نالش مین مدعا علیہ جواب
یہ دے کہ اُسنے زر نقد تو وصول پایا مگر وہ اُسکا دیندار نہین ہے "وہ غیر بدیہی" یعنی بباعث
استعمال عبارت و ترکیب خلاف قاعدہ صرف و نحو یا زبان غیر کے محتاج شرح ہو مثلاً اگر
ایک شخص پر ایک سورن کی جو قرضہ کہ اُسکے باپ کا ہو نالش ہو اور وہ بجائے اِسطور پر
جواب دینے کے کہ مجھے میرے والد نے بابت لینے سورن کے اطلاع نہین دی یہ معنی
جواب دے کہ بموجب اطلاع قرض لینے والے سو کے میرے باپ کے مین سورن
کی نسبت کچھ نہین جانتا "وہ لغو" یعنی جو فہم اور عقل سلیم کے خلاف ہو مثلاً قرضہ کی نالش
مین مدعی ایک سو سورن کا باظہار اس امر کے دعوی کرے کہ زر مذکور سود پر دیا گیا تھا
اور سود وصول ہو گیا ہے مگر اصل نہین اور مدعا علیہ جواب دعوی مین بیان کرے کہ
اُسنے زر سود ادا کر دیا ہے مگر زر اصل اُسکو کبھی وصول نہین ہوا۔

۱۳- لفظ جواب دعویٰ جو بصیغۂ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے نتیجہ یہ پایا جاتا ہے کہ عذرات کا اختلاط نا قابل منظوری ہے "وہ جس جواب دعویٰ مین کہ ایک جزو سے اقبال ہے اور ایک جزو کی نسبت اعتراض اور ایک جزو کی نسبت انکار تو وہ جواب دعوی اختلاط کے باعث سے بیجا ہے (عذرات کا اختلاط نا قابل منظوری ہے)

۱ سمرتی چندیکا اور بیوہار میوکھ اور بہادمندیو اور بیر متر اودے مین منقول ہے۔

یہ قول کاتیائن کا ہے چنانچہ اُسنے ایسے جواب دعوی کے بیجا ہونے کی دلیل پیش کی ہے "ایک مقدمہ مین فریقین پر ثبوت داخل کرنا منحصر نہین ہوسکتا ہے اور نہ فیصلہ حسب او دونون کے صادر ہوسکتا ہے اور نہ دو جواب دعوی آن واحد مین پیش کیے جاسکتے ہین"[1]

صورت جسمین انکار اور عذر خاص پیش کیا جاے۔

۱۴- لیکن یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ جواب دعوی جسمین انکار اور عذر خاص دونون ہون اُسمین ثبوت فریقین کے ذمہ ہے کیونکہ قول یہ ہے کہ "انکار محض کی صورت مین ثبوت مستغیث کے ذمہ ہے اور عذر خاص کی حالت مین بذمہ فریق مخالف"[2] "لیکن دونون عذر ایک مقدمہ مین تسلیم نہین کیے جاسکتے مثلاً ایک سو سورن اور نیز ایک سو روپیہ کی نالش مین ایسا نہوگا کہ مدعا علیہ دعوی اول سے انکار کرے اور دوسرے کی نسبت عذر خاص پیش کرے۔"

صورت جسمین عذر فیصلہ سابق اور عذر خاص پیش ہو۔

۱۵- بخلاف اسکے اگر جواب دعوی مین عذر خاص اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش ہو تو مدعا علیہ کو دونون امور کا ثبوت داخل کرنا چاہیے چنانچہ قول ہے کہ "مدعا علیہ جو عذر فیصلہ سابق و عذر خاص پیش کرے تو ثبوت انکا اُسکے ذمہ ہے"[3] مثلاً ایک شخص بیان کرے کہ مین نے سونا پایا تھا مگر پھر اُسکو واپس کردیا اور چاندی کی نسبت مجھپر پیشتر بھی نالش ہوئی تھی اُسمین مدعی کا دعوی خارج ہوچکا ہے مگر یہ امر متناقض ہے کیونکہ عذر اول کا ثبوت گواہون اور دستاویزات کی رو سے چاہیے اور عذر دوم کا بذریعہ فیصلہ اور مجوزین کے۔

صورت جسمین تین یا چار عذر پیش کیے جائین۔

۱۶- جس جواب دعوی مین تین عذر ہون اب اُسکا بیان ہوتا ہے مثلاً ایک سو سورن اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کی نالش مین مدعا علیہ اول دعوی کا انکار کرے

[1] سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور بیرمترا اودا ئے مین منقول ہے۔

[2] بیوہار میوکھ مین قول نارد منقول ہے مگر بیاد تندیو اور مادھویا ئے مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے منقول ہے۔

[3] بیاس اور ہریت کا قول بیوہار میوکھ مین مندرج ہے لیکن بیاد تندیو اور بیاد چندریکا مین ایک مصنف اسم نامعلوم کا قول لکھا ہوا ہے۔

اور دوسرے دعوے کی نسبت بیان کرے کہ زر مذکور ادا کر دیا گیا ہے اور کپڑون کی بابت عذر فیصلۂ سابق پیش کرے جب جواب واحد مین یہ سب عذر پیش کیے جائین تو وہ جواب متصور نہوگا علیٰ ہذا القیاس نہ وہ جسمین چار عذر ہون۔

۱۷- مگر چونکہ دعوی مختلفہ کا جواب عذرات مختلفہ کے بغیر نہین ہوسکتا لہذا اُنکو بہ ترتیب بیان کرنا چاہیے۔ عذرات بہ ترتیب بیان کیے جائین۔

۱۸- عذرات کی ترتیب متخاصمین اور حاکمون کی راے پر منحصر ہے مگر جس صورت مین کہ دو عذر شامل ہین اُنمین سے جو عذر اہم ہے اُسکی تنقیح پہلے کرنی چاہیے اور بعد ازان اُسکی جو پہلے کی نسبت سے خفیف ہے۔ عذر اہم کی تنقیح اول کرنی چاہیے۔

۱۹- جبکہ اقبال ہو مگر بشمول اُسکے کسی خاص امر کی بابت کوئی عذر بھی ہو تو ایسی صورت مین امر تنقیح طلب بلحاظ عذر مذکور کے قائم ہوگا اسواسطے کہ اقبال کے واسطے کوئی ثبوت درکار نہین ہے چنانچہ ہریت کا قول ہے ”ا اگر یہ پوچھا جاے کہ اُس صورت مین جب دو عذر یعنی انکار محض و عذر خاص پیش کیے جائین۔ یا کہ اقبال کے ساتھ ایک اور امر کی نسبت عذر کیا جاے تو کون سے عذر کی اول تحقیقات کرنی چاہیے اسکا جواب یہ ہے کہ جو عذر نہایت اہم ہے یعنی انفصال مقدمہ مین مؤثر ہو اُسکو بطور ایک جدا گانہ جواب دعوی کے سمجھکر اُسکی تحقیقات اول کرنی چاہیے اور اگر باہمی عذرات کے ایسا فرق نہو تو اور طور پر عمل کیا جاے“ ۔ یعنی جبکہ عذرات مین کچھ فرق نہو تو اُس صورت مین متخاصمین کی راے کے بموجب اُنکی تحقیقات ہوگی۔ اقبال پر بعد تحقیقات اور عذرات کے لحاظ کیا جاے۔

۲۰- ”جو عذر کہ نہایت اہم ہے“ اِس جملہ کے معنی یہ ہین مثلاً نالش ہین جو واسطے وصول ایک سو سورن اور ایک سو روپیہ اور کپڑون کے ہو اسمین اگر مدعا علیہ اول دعوی کی نسبت اقبال کرے اور دوسرے سے انکار محض اور تیسرے کی نسبت کیے گئین نہایت اہم عذر سے یہ مطلب ہے کہ عذرات کے لحاظ کیا جاے۔

ا سمرتی چندریکا اور مادھویا ے اور بیوہار میوکھ اور بباد تندیو اور سمرتی سار مین منقول ہے بیوہار میوکھ مین بطور قول ہریت اور بیاس کے لکھا ہے اور بباد مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم مندرج ہے اور کل تیرو مین بطور قول بیاس۔

ادا کر چکا ہون تو اس جگہ انکار محض نہایت بڑا عذر ہے اسکا ثبوت مدعی سے لیکر اُسکی تحقیقات کرنی چاہیے اُسکے بعد تیسرے عذر کی جو کپڑون کی نسبت ہے اور یہی ترتیب اس مقدمہ مین بھی ملحوظ رکھنی چاہیے جسمین انکار کے ساتھ عذر فیصلۂ سابق یا عذر خاص ہو مثلاً ایک اسی قبیل کے مقدمہ مین جیساکہ اوپر مذکور ہوا مدعا علیہ سونے اور چاندی کے قرضہ کا اقبال اور اُسکے ادا کرنے مین رضامندی ظاہر کرے لیکن کپڑون کی نسبت انکار یا انکا واپس کرنا بیان کرے یا یہ کہے کہ کپڑون کی بابت مدعی کے خلاف پیشتر عدالت سے فیصلہ ہو چکا ہے تو اس صورت مین گو اقبال امر متنازعہ کی نسبت نہایت مؤثر ہے مگر چونکہ اُسکے واسطے کچھ ثبوت درکار نہین ہے لہذا انکار یا اور عذرات کی اول تحقیقات کرنی چاہیے۔

اگر دعوی کی نسبت دو عذر پیش ہون تو ایسی صورت مین ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔

۲۱- مگر جس صورت مین کہ دو عذر ایک ہی الزام سے متعلق ہون یعنی اگر ایک شخص دوسرے کی نسبت یہ الزام لگائے کہ ایک زمانۂ خاص مین میری گاے گم ہوگئی تھی اب وہ گاے دوسرے شخص کے گھر مین ملی ہے اور مدعا علیہ یہ کہے کہ مدعی کا بیان جھوٹ ہے کیونکہ جو زمانہ گم ہونے کا مدعی نے بیان کیا ہے اُسکے پیشتر سے وہ گاے میرے پاس تھی یا وہ مجھ مدعا علیہ کے گھر مین پیدا ہوئی تھی تو ایسا جواب دعوی ناقص نہ سمجھا جائیگا کسواسطے کہ وہ تردید دعوی کے واسطے پیش کیا گیا ہے اور اسمین صرف انکار نہین ہے کیونکہ مدعا علیہ کو اس سے اپنے عذر کا استحکام مقصود ہے اور نہ اسمین کوئی عذر خاص ہے کیونکہ اسمین کسی جزو اظہار دعوی کو تسلیم نہین کیا ہے بلکہ یہ انکار بنظر اپنی بریت کے ہے اور ثبوت اسکا مدعا علیہ کے ذمہ ہے کیونکہ قاعدہ مقررہ کے بموجب جب مدعا علیہ کو اپنے عذر کا استحکام مقصود ہو تو اسکا ثبوت اسی پر منحصر ہے۔

ثبوت مدعی کے ذمہ نہین ہے

۲۲- لیکن اگر اعتراض ہو کہ یہ امر مدعی کے ذمہ بھی واجب ہو سکتا ہے جیساکہ انکار کی صورتون مین مقرر ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قاعدہ مذکور صرف انکار کی صورتون سے متعلق ہے۔ اس جواب کی تردید مین اگر یہ کہا جاے کہ قاعدہ جسکی روسے ثبوت کسی امر کا مدعا علیہ کے ذمہ ہے وہ بھی صرف ایک خاص عذر ہی سے تعلق رکھتا ہے

تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ بیان غلط ہے کیونکہ عذر خاص انکار کی بابت ہوتا ہے اور کوئی ایسی شے نہین ہے جسکو صرف عذر خاص کہہ سکین۔

امتیاز مابین انکار بریت و انکار محض

۲۳- عموماً عذر خاص مین کچھ اقبال ہوتا ہے اور کچھ انکار مثلاً سو روپیہ کے وصول ہونے سے اقبال ہو اور اُسکے ساتھ ہی ایک ایسا عذر پیش کیا جاے جس سے وہ اقبال بے اثر ہو جاے لیکن اِس مثال مین کسی جزو کا اقبال نہین ہے یہی وجہ امتیاز مابین انکار بریت و انکار محض کے ہے چنانچہ اِس امر کو ہریت نے بصراحت لکھا ہے - وہ جبکہ جواب دعوی مین انکار اور عذر خاص ہو تو عذر خاص کی تحقیقات اول چاہیئے ہے

بحالت انکار اور پیش کرنے عذر سابق کے ثبوت مدعا علیہ کے ذمہ ہے

۲۴- اگر عذر انکار و فیصلہ سابق کل شے دعوے کی نسبت متعلق ہو مثلاً سو روپیہ کے وصول کی نالش مین اگر مدعا علیہ انکار کرے اور عذر فیصلہ سابق بھی پیش کرے تو اِس صورت مین بھی ثبوت کا حصر مدعا علیہ پر ہے چنانچہ قول مرقومۂ ذیل سے ظاہر ہے وہ اگر کسی امر کی نسبت انکار کے ساتھ عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق بھی پیش کیا جاے تو مدعا علیہ کو ثبوت داخل کرنا چاہیئے" سے کوئی صورت ایسی نہین ہے جسمین صرف فیصلۂ سابق کا عذر پیش ہو سکے کیونکہ ایسا امر جواب دعوی متصور نہین ہو سکتا۔

اقبال ایک معقول جواب دعوی ہے۔

۲۵- اقبال بنفسہ ایک معقول جواب دعوی ہے کیونکہ جو شے ثبوت کے واسطے پیش کی گئی ہے اُسکو صحیح قرار دینے سے کچھ ضرورت اُسکے ثبوت کی نہین رہتی ہے۔

عذر خاص اور عذر فیصلۂ سابق کی صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جسے پہلے ثابت کرے

۲۶- اگر کسی امر کی نسبت عذر خاص کے ساتھ عذر فیصلۂ سابق کا بھی پیش کیا جاے مثلاً ایک شخص پر کسی شخص نے سو روپیہ کی نالش کی ہو اور مدعا علیہ جواب مین روپیہ پانے کا اقبال کرے مگر ادا کر دینے یا تجویز فیصلۂ سابق کا عذر پیش کرے تو اِس صورت مین مدعا علیہ کو اختیار ہے چاہے جس عذر کو اول ثابت کرے۔

فریقین بزمانہ واحد عذر پیش نہین کر سکتے۔

۲۷- لیکن کسی صورت مین ایسا نہین ہو سکتا کہ ایک ہی مقدمہ مین طرفین بزمانہ واحد عذر پیش کرین۔

لہ او جو بارے اور سمرتی چندریکا مین نقل ہے لیکن کل تیرو مین بطور قول بیاس -
ئہ ہریت اور بیاس کا قول بیوہار میوکھ مین مندرج ہے لیکن بیاد تندیا اور بیاد چندرین ایک مصنف اسم نامعلوم کے قول کے طور پر -

فصل چھٹی

بار ثبوت و تجویز کے بیان مین

بفور داخل ہونے جواب دعوی کے ثبوت گذرانا چاہیے

۱- چونکہ دعوی کا استحکام وجہ ثبوت پر منحصر ہے لہذا اس باب مین کہ وجہ ثبوت کسکو پیش کرنا چاہیے یہ لکھا ہے کہ "وہ دعوی دار کو چاہیے کہ اُس شے کی نسبت جسکا ثبوت درکار ہے فوراً شہادت قلمبند کرے" [1] بعد گذر جانے جواب دعوی کے دعویدار یعنی اُس شخص کو جسپر امر متنازعہ کا ثابت کرنا واجب ہے فوراً اور بلا توقف اپنی شہادت یعنی اُس شے کو جس سے امر مذکور کا ثبوت ہو لکھے - اس حکم سے کہ فوراً لکھے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جواب دعوی کے داخل کرنے مین بعض اوقات توقف جائز ہے چنانچہ اسکا آگے بیان ہوگا - چونکہ جواب دعوی کی نسبت تاکید نہین ہے کہ وہ بلا تساہل داخل کیا جاے جیسا کہ شہادت ثبت کرنے کی صورت مین ہے تو اسکا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات بموجب اس مسئلہ کے "کہ جب کوئی امر ایک طور پر بیان کیا گیا ہو تو تعبیر اُسکی دوسرے طور پر نہین ہو سکتی" دعوی کے جواب داخل کرنے مین توقف جائز ہے -

فیصلۂ سابق یا عذر خاص کی صورتون مین مدعا علیہ کو ثبوت پیش کرنا چاہیے

۲- اس ہدایت کی رو سے کہ دعویدار اپنی شہادت کو قلمبند کرے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جس شخص کو کوئی امر ثابت کرنا ہے وہ اُس امر کی نسبت شہادت تحریر کرے چنانچہ اگر عذر فیصلۂ سابق پیش کیا جاے تو اُسکا ثبوت دیا جاے کیونکہ یہی امر واجب الثبوت ہے اور جو شخص ایسا عذر پیش کرے وہ دعویدار ہے پس مدعا علیہ دعوی دار متصور ہوگا اور اُسیکو وجہ ثبوت داخل کرنا چاہیے - چونکہ عذر خاص بھی ایک امر واجب الثبوت ہے پس جو شخص اس عذر کو پیش کرے وہ دعویدار ہے اور اُسی پر وجہ ثبوت گذرانا واجب ہے -

انکار محض کی صورت مین مدعی کو ثبوت پیش کرنا چاہیے -

۳- لیکن انکار محض کی صورت مین مدعی دعویدار ہے لہذا وجہ ثبوت کا پیش کرنا

[1] جاگبلک سے سمرتی چندریکا اور بیویار میوکھ اور راد ہو یا سے اور دہیاپ لیکھا اور بیواد چنتی مین نقل ہوا اور مسٹر مصر اور نشن روپ اور بلمبھٹ نے بھی اُسی سے نقل کیا ہے -

اُسی پر منحصر ہے پس معلوم ہوا کہ اس جملہ کے استعمال سے کہ ”دعویدار اپنی شہادت لکھے“ مراد یہ ہے کہ جس شخص کو کسی امر کا ثابت کرنا ہے وہی اُسکو ثابت کریگا اور شخص دیگر نہین۔

اقبال کی صورت مین کوئی وجہ ثبوت درکار نہین۔

۴- اِسی وجہ سے چونکہ اقبال کی صورت مین کسی امر کا ثابت کرنا نہین ہے اور نہ فریقین کو کوئی دعوی رہتا ہے تو ایسی صورت مین پیش کرنا وجہ ثبوت کا ضرور نہین ہے اور مقدمہ کا اختتام ہو جاتا ہے چنانچہ ہریت نے اِس باب مین صاف یہ کہا ہے کہ ”اگر عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق پیش کیا جاے تو مدعا علیہ کو وجہ ثبوت داخل کرنا ہوگا اور انکار محض کی صورت مین مدعی کو۔ اور اقبال کی صورت مین کوئی امر تنقیح طلب نہین ہے“۔ ۱

وجہ ثبوت پیش ہونے کے بعد تجویز آخر ہونی چاہیے۔

۵- ”اگر وہ صحیح ہے تو وجہ ثبوت داخل کرنے والے کے حسب مراد مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اُسکے ظہور مین آئیگا“ ۲ ”وہ“ سے اسجگہ ثبوت تحریری و زبانی وغیرہ مراد ہے اور بیان اِس امر کا یہ ہے کہ اگر کوئی فریق صداقت اپنے دعوی کی بذریعہ شہادت زبانی یا تحریری کے ثبوت کو پہونچاے تو مقدمہ حسب مراد اُسکے فیصل ہوتا ہے یعنی نالش اُسکی سرسبز ہوتی ہے بخلاف اِسکے اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو وہ مغلوب ہوتا ہے یعنی دعوی اُسکا زائل ہو جاتا ہے۔

فصل ساتوین

خلاصۂ مضامین سابقہ کے بیان مین

خلاصہ

۱- بعد مختصر بیان کرنے مقدمہ کے اصل کے مصنف متاچھرا نے خاتمہ مین

۱- کل پتر مین بیاس کا قول ہے اور بیو ہار میوکہ مین بطور قول بیاس اور ہریت کے مندرج ہے لیکن بیاد تندیو اور بیاد چندریکا مین بطور قول ایک مصنف اسم نامعلوم کے۔

۲- جاگبلک کے قول کا ذخیر اشلوک ہے جو سمرتی چنتامنی اور بیاد تندیو اور دیپ کلیکا اور سبودھنی مین نقل ہے اور بلم بھٹ اور متر مصر نے بھی اُسکو نقل کیا ہے۔

اِس مضمون کو بطریق اختصار لکھا ہے۔ "مقدمہ کی ترتیب بلحاظ جملہ اقسام دعوی کے چار مدارج پر منقسم ہے"۔ [۱] مقدمہ جسکا اس جگہ ذکر ہے اُسی مقدمہ سے مراد ہے جسکی تحقیقات کا راجہ کو حکم ہے اور ترتیب اِسکی بلحاظ جملہ اقسام دعوی یعنی مقدمات قرضہ اور اور معاملات کے چار مدارج پر منقسم ہے۔

مدارج اربعہ مقدمہ

۲ "مستغیث کا اظہار دعوی فریق مخالف کے سامنے لکھا جاسکے"۔ اِسکو درجہ اول یا "اظہار دعوی" کہتے ہین "جوابدعوی اُس فریق کا جسنے اظہار دعوی سنا ہے مستغیث کے سامنے قلمبند ہو"۔ یہ دوسرا درجہ ہے اور اِسکو جواب دعوی کہتے ہین"۔ "دعویدار کو چاہیے کہ جس امر کو ثابت کرنا چاہتا ہے اُسکی نسبت شہادت قلمبند کرے"۔ یہ تیسرا درجہ ہے۔ اور اِسکو وجہ ثبوت کہتے ہین۔ "اگر وہ صحیح ہے تو دعویدار کے حسب مدعا مقدمہ فیصل ہوگا ورنہ خلاف اسکے"۔ یہ چوتھا درجہ ہے اور اِسکو تجویز کہتے ہین چنانچہ اس باب مین قول ہے کہ "مقدمہ اُسکو کہتے ہین جسکے ذریعہ سے اُن تنازعات کی نسبت جو اشخاص کے باہم واقع ہون قانون و انصاف کی بنا پر فیصلہ صادر ہو"[۲] "اور اُسکے چار مدارج ہین یعنی اظہار دعوی و جواب دعوی و ثبوت دعوی و تجویز دعوی اور یہی چار مراتب مقدمہ کے مدارج اربعہ ہین"

اقبال کی صورت مین استثناء

۳۔ لیکن چونکہ اقبال کی صورت مین ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے اور دعوی کا ثابت کرنا ہوتا ہے تو اس صورت مین کوئی امر تنقیح طلب نہین ہے اور مقدمہ کے صرف دو درجے ہوتے ہین۔

۴۔ بعد داخل ہونے جواب دعوی کے حاکمون کا غور کرنا اِس امر کے دریافت کرنے مین کہ وجہ ثبوت کا پیش کرنا فریقین سے کسکے متعلق ہے ایسا امر نہین ہے جو مقدمہ کا ایک علیحدہ درجہ متصور ہو کیونکہ مصنف واجب التعظیم نے ایسا نہین لکھا ہے [۳] اور نیز یہ امر فریقین پر خود منحصر رکھا گیا ہے۔ مقدمہ کا بیان اسطور پر ختم ہوا ہے۔

---

[۱] سمرتی چندریکا مین جاگبالک سے منقول ہے۔

[۲] مادھویاے اور سمرتی چندریکا۔

[۳] بوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا مین اور ہرادت نے ایسا لکھا ہے۔

[۴] جاگبلک۔

باب دوسرا
تعارض الزام کے بیان مین
فصل پہلی

امتناع تعارض الزام وغیرہ۔

۱- مصنف متاچھرا نے اُس ضابطہ کی نسبت جو کل مقدمات مین مرعی ہے ایک عام عہد تحریر کرکے اب اُن بعض قواعد مختص کا بیان کیا ہے جو خاص مقدمات مین ملحوظ ہونے چاہئین "جو وہ شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہو کر مدعی کے اظہار دعوی سے صفائی اپنی حاصل نکر سکے وہ مجاز تعارض الزام نہو گا علیٰ ہذا القیاس جو شخص کہ ایک الزام مین ماخوذ ہو اُسکی نسبت کوئی اور الزام پیش نہین ہو سکتا اور مستغیث مجاز نہین ہے کہ کوئی امر اپنے اصل استغاثہ سے خارج بیان کرے" مل

شرح جزو اول قول مندرجہ بالا

۲- اظہار دعوی سے مراد ہے وہ الزام جو کسی شخص کی نسبت قائم کیا جاے اور جو شخص کہ کسی علت مین ماخوذ ہو صفائی یا برأت اپنی حاصل نکر سکے وہ مستغیث کی نسبت مجاز تعارض الزام نہو گا

عذر تعارض الزام اُس صورت مین جائز ہے کہ جبکہ اس سے بریت لازم آتی ہو

۳- لیکن یہ اعتراض مانع پیش ہونے اُس عذر کا نہین ہے جو فیصلہ سابقہ پر مبنی ہو کیونکہ گو ایسا عذر کسیقدر داخل تعارض الزام ہے مگر اُس سے مدعا علیہ کی بریت لازم آتی ہے پس اس تشریح سے یہ واضح ہے کہ یہ قید نسبت پیش ہونے ایسے الزام کے ہے جس سے الزام پیش شدہ کی تردید متصور ہو۔

بیان جزو دوم قول مندرجہ بالا

۴- مصنف مذکور مدعا علیہ کی نسبت حسب تصریح بالا قیود بیان کر کے چند مراتب مستغیث کی نسبت لکھتا ہے۔ مدعی مجاز نہو گا کہ جو الزام ایک شخص کی نسبت پیش ہو چکا اور وہ اپنی صفائی نہ کر سکا ہو اُسی الزام کو شخص مذکور پر دوبارہ پیش کرے اور نہ مدعی خلاف اُس بیان کے جو وقت پیش کرنے دعوی کے ہوا ہو یا خارج اُس سے کوئی امر ظاہر کر سکیگا چنانچہ اِس باب مین یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ وقت پیش ہونے اصل دعوی۔ بیان کیا جاے وہی وقت تحریر ہونے اظہار دعوی کے بجنسہ بلفظہ قلمبند ہونا چاہیے۔

مل قول یاگیاولک منقولہ مارھویاسے و سمرتی چندریکا و سمرتی سار و دیپ کلیکا و سبودھنی و بلم بھٹ و متر مصر
مل تعارض الزام کے معنی یہ ہین کہ الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کیا جاے۔ من مترجم

جواب اعتراض۔

۵۔ درحالیکہ اوپر تاکید کی گئی ہے کہ جو بیان مدعا علیہ کے روبرو قلمبند کیا جاوے وہ بجنسہ مطابق اصل دعوی کے ہونا چاہیے تو یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ مکرر لکھنا اِس بات کا فضول ہے کہ بیان سابقہ سے کوئی امر خارج بیان نہ کیا جاوے جواب اِس اعتراض کا یہ ہے کہ قول اولی مین صرف یہ حکم ہے کہ جو کچھ کہ مدعی نے وقت پیش کرنے اپنے دعوے کے بیان کیا ہو وہی بجنسہ قلمبند ہونا ضرور ہے نہ یہ کہ مدعی اُسی دعوی مین بیان مختلف پیش کرے مثلاً اگر مدعی وقت ارجاع اپنے اصل دعوی کے مظہر ہوا ہو کہ فلان شخص کے ذمہ میرا سو روپیہ مع سود یافتنی ہے تو اُسکو بمقابلہ طرفثانی وقت تحریر ہونے اپنے اظہار دعوی کے یہ بیان نہین کرنا چاہیے کہ زر مذکور بابت سو تھان پارچہ کے مع سود یافتنی ہے۔

فرق باہم قول ہذا و قول سابق۔

۶۔ اگر مدعی ایسا کرے تو اُس سے اختلاف دعوی لازم آتا ہے اور اُسکے پاداش مین مقدمہ خارج اور جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن جو قول کہ مانع پیش ہونے ایسے کسی امر کا ہے کہ اصل دعوی سے خارج ہو اُسی مین نیز واسطے تبدیل نوعیت دعوی کے گو منشاء دعوی بدستور قائم رہے امتناع ہے مثلاً مدعی وقت رجوع کرنے اپنے اصل دعوی کے یہ بیان کرے کہ فلان شخص نے مجھ سے سو روپیہ سودی قرض لیا تھا اور وہ ادا نہین کرتا۔ اور وقت تحریر ہونے اظہار دعوی کے مدعی مذکور مظہر ہو کہ میرے طرفثانی نے زر مذکور مجھسے زبردستی لے لیا تھا۔ پس پہلے قول مین درباب پیش کرنے امر جدید کے امتناع ہے اور پچھلے مین درباب تبدیل بناء نالش کے۔

قول نارد۔

۷۔ قول نارد کا اس باب مین صاف یہ ہے کہ "جو شخص اپنے اصل دعوی سے انحراف کرکے اُسکو دیگر وجوہ پر مبنی کرتا ہے نالش اُسکی بوجہ مختلط ہونے اُسکے بیانات دعوی کے خارج ہونی چاہیے" [۱]

نالش کے خارج ہونے سے عدم جواز دعوی لازم نہین آتا۔

۸۔ جس شخص کی نالش خارج ہو اُسپر جرمانہ عائد ہونا چاہیے لیکن خارج ہونے کی وجہ سے قطعی حرمان شئے دعوی لازم نہین آتا۔ پس مقصود اِس حکم امتناعیہ متذکرہ بالا کا

---

[۱] منقول اسمرتی چندریکا دبیوہار میوکھ ادربادتندیوا وربیر متراودائے ودکا پیتروماد ھویائے۔

کہ ”جو شخص کسی علت مین ماخوذ ہو کر صفائی اپنی مدعی کے اظہار دعوی سے حاصل نہ کرسکے“ الخ۔ صرف یہ ہے کہ لوگ متنبہ ہو کر غلطی نہ کرین لیکن یہ قول نسبت جواز اصل دعوی کے موثر نہین ہے چنانچہ اسی جہت سے ایک حکم مابعد مین یہ لکھا ہے کہ ”راجہ سہویات سے قطع نظر کرکے مقدمات دیوانی و فوجداری کی نسبت نیک عملی کے ساتھ تحقیقات کرے“۔ ؎۱

فرق درمیان نالش دیوانی و استغاثۂ فوجداری۔

۹۔ یہ قول جو اوپر لکھا گیا اُسکو مقدمۂ دیوانی سے متعلق سمجھنا چاہیے کیونکہ مقدمۂ فوجداری مین وقوع غلطی مضر ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ ”غلطی لفظی جملہ مقدمات دیوانی مین مضر نہین ہے یعنی اگر ایسی غلطی بمقدمات اغوا کرنے کسی شخص یا قرضہ یا ملکیت اراضی کے واقع ہو تو مدعی پر جرمانہ ہونا چاہیے مگر اصل دعوی اُسکا ساقط نہین ہوسکتا“ ؎۲ اِس قول سے یہ مراد ہے کہ جملہ مقدمات دیوانی مین جنسے کارروائی فوجداری کا تعلق نہو وقوع غلطی لفظی یا ظہور سہو مضر خواہ مسقط دعوی نہین ہے یعنی اصل دعوی باطل نہین ہوتا اور تمثیل جو دی گئی ہے وہ اغوی وغیرہ کی ہے۔

وقوع غلطی مضر استغاثۂ فوجداری ہے نہ نالش دیوانی

۱۰۔ جیسا کہ مقدمات اغوا یا قرضہ یا ملکیت اراضی مین سہو ظاہر ہونے سے مدعی مستوجب جرمانہ ہوتا ہے لیکن اصل دعوی اُسکا باطل نہین ہوتا ویسا ہی جملہ مقدمات دیوانی مین تصور کرنا چاہیے کیونکہ تخصیص الفاظ ”مقدمات دیوانی“ سے یہ مستنبط ہے کہ استغاثۂ فوجداری مین وقوع غلطی مقدمہ کی نسبت مضر ہے مثلاً ایک شخص وقت پیش کرنے اصل استغاثہ کے یہ ظاہر کرے کہ مجکو مدعا علیہ نے سر پر لات ماری اور وقت تحریر ہونے بیان استغاثہ کے مظہر ہو کہ میرے پانون پر صدمہ مارا تھا ایسی صورت مین مستغیث پر صرف جرمانہ ہی نہین ہوگا بلکہ اُسکی نالش بھی خارج کی جائیگی۔

استثنا بہ نسبت قاعدۂ تعارض الزام

۱۱۔ قاعدہ جو مشعر امتناع تعارض الزام قبل تردید علت کے ہے اُسمین ایک

؎۱ قول جاگبلک منقولہ سمرتی چنتامنی اور بیادتندیو اور سبودھنی اور دیپ کالک اور وشورو ومترمصرودیم بھٹ۔

؎۲ منقولہ بیوہار میوکھ اور بیادتندیو اور بیرمترا ودائے وماد ھویاے۔

استغاثہ کیا گیا ہے یعنی "مدعا علیہ مجاز ہے کہ مقدمات عمل بیجا و حملہ مین الزام کے مقابلہ مین الزام پیش کرے"۔ ؎۱

تشریح۔ ۱۲۔ اُن استغاثون مین جو بابت عمل بیجا دائر ہون عام اس سے کہ وہ قولی ہو یا فعلی اور نیز مقدمات حملہ مین یعنی جب ارتکاب اُسکا بذریعۂ زہر یا آلات حرب کے کیا جاے تعارض الزام جائز ہے یعنی مدعا علیہ مجاز ہے کہ قبل تردید اُس علت کے جو اُسپر قائم ہوئی ہو مدعی کی نسبت الزام پیش کرے۔

جواب اعتراض۔ ۱۳۔ لیکن یہ اعتراض پیش کیا جا سکتا ہے کہ ایسی صورت مین سماعت دو بیانون کی زمانۂ واحد مین ناممکن ہے کیونکہ درصورت ہونے تعارض الزام کے دوسرا استغاثہ پیدا ہوتا ہے اور الزام ثانی بوجہ اسکے کہ وہ مشعر تردید الزام اولی نہین ہے جواب نالش متصور نہین ہو سکتا۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ تعارض الزام بغرض تصفیہ دو مختلف عذرات کے نہین کیا جاتا بلکہ بغرض تخفیف سزا یا محفوظ ہے سزاے شدید سے۔

تمثیل۔ ۱۴۔ مثلاً اگر ایک شخص کی نسبت عمل بیجا یا حملہ کا استغاثہ پیش کیا جاے اور مدعا علیہ یہ عذر کرے کہ پہلے مستغیث سے زیادتی ہوئی تھی تو اس امر سے تخفیف سزا ممکن ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو پہلے زیادتی کرے وہ زیادہ مجرم ہے اور جو بعد ازان حملہ کرتا ہے وہ بھی خطاوار ہے لیکن جس شخص سے ابتدا ہو وہ مستوجب زیادہ سزا کا ہے"۔ لیکن قول مندرجۂ ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ جب طرفین سے ایک ہی زمانہ مین برابر زیادتی ہو تو سزا مین کچھ فرق نہین ہے ؎۲۔ اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر طرفین مین کوئی امر فارق نہ پایا جاتا ہو اور عمل بیجا و حملہ اور زیادتی دونون طرف سے بزمانۂ واحد برابر وقوع مین آئے تو جانبین کو سزا مساوی ہوگی"۔

؎۱ قول جاگلک منقولۂ بیادتندیو وما دھویاے اور سمرتی چندریکا اور دیپک لیکھ وسبودھنی اور وش روپ ومترسمرہ بلم بھٹ۔
؎۲ ڈنڈ بویکھ وسمرتی چندریکا وبیرمترادداسئے۔

اعادہ بیان سابق

۱۵- اگرچہ سماعت دو شکایتون کی بزمانۂ واحد ناممکن ہے لیکن مقدمات حملہ وغیرہ مین تعارض الزام جائز ہے ورنہ یہ امر بمقدمات قرضہ اور مثل اُسکے فضول ہے۔ المختصر اِس فصل مین قانون جو اہل خصومت سے متعلق ہے بیان کیا گیا اب حاکمون اور پنچون کی خدمات منصبی کا بیان ہوگا۔

فصل دوسری

احکام اثناء تجویز مقدمہ کے بیان مین

لینا ضمانت کا واسطے ایفاء فیصلہ کے۔

۱- "دو متخاصمین سے ایک ضامن معقول بغرض ایفاء فیصلہ کے لیا جاے" ۔ ۱؎ "دو متخاصمین" سے مراد ہے مدعی اور مدعا علیہ اور "ضامن معقول" عبارت ہے اُس شخص سے جسکو مثل مدعی و مدعا علیہ کے معاملہ سے تعلق ہو متخاصمین یعنی مدعی اور مدعا علیہ سے ایک قائم مقام بغرض ایفاء فیصلہ یا واسطے اداے زر یا اُس جرمانہ کے جو کُل کارروائی مقدمہ مین بتجویز حاکمان اور پنچون کے عائد کیا جاے لینا چاہیے۔

درصورت نہ ملنے ضمانت کے متخاصمین حراست مین رہین۔

۲- اگر امر مذکورۂ بالا ناممکن ہو تو چند اشخاص واسطے حراست متخاصمین کے مقرر ہون اور اُنکی خوراک روزانہ کا صرف متخاصمین مذکور دین چنانچہ کاتیائن کا یہ قول ہے کہ "اگر کوئی فریق ضامن معقول بہم نہ پہونچا سکے تو وہ حراست مین رہے اور اپنے حارسان کو روزانہ وقت اخیر ہونے دن کے مزد محنت دیا کرے" ۔ ۲؎ غرض کہ قاعدہ لینے ضمانت کا متخاصمین سے اوپر تحریر ہوا اور اب مقصود اِس طریقہ کا بیان کیا جائیگا۔

فصل تیسری

مقدمات قرضہ کی تجویز کے بیان مین

اگر مدعا علیہ مغلوب ہو تو کیا تجویز ہونی چاہیے

۱- اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر اور مغلوب ہو جاے

۱؎ قول جاگبلک مندرجہ بیوہار میوکھ وسبودھنی اور بیاد تندیو و دیپک لیکہ اور منقولہ دش روپ وحتر مصر و بلم بھٹ۔

۲؎ منقولہ بیوہار میوکھ اور بیاد تندیو اور بیر متر او دے اور دیپک لیکہ و مادھویا ے۔

تو مدعا علیہ مذکور زر مدعوہ اور اُسیقدر روپیہ راجہ کو ادا کرے" جو شخص جھوٹا دعوے پیش کرے اُسکو اپنے دعوے سے دوچند روپیہ ادا کرنا چاہیے ۱؎ اگر مدعا علیہ دعوی مظہرۂ مدعی سے منکر ہوکر مغلوب ہوجاے یا ازروے گواہی گواہان خواہ بلحاظ دیگر ثبوت کے مجبور ہوکر دعوی کو تسلیم کرے تو وہ مدعی کو زر مدعوہ اور اُسیقدر روپیہ راجہ کو بطور جرمانہ ادا کریگا۔

اگر مدعی اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے تو کیا تجویز ہونی چاہیے

۲- لیکن اگر مدعی اپنا دعوی ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور اِس جہت سے اُسکو زر مدعوہ کا دوچند روپیہ راجہ کو بابت جرمانہ کے ادا کرنا چاہیے اور یہی قاعدہ اُس صورت سے بھی متعلق ہے کہ جب مدعا علیہ کا عذر فیصلۂ سابقہ پہ مبنی ہو یا اُسنے عذر خاص پیش کیا ہو۔ اگر اِن صورتون مین مدعی امر واقع کو چھپاوے اور مدعا علیہ غالب رہے تو مدعی راجہ کو زر مصلہ کا دوچند بابت جرمانہ کے ادا کریگا لیکن اگر مدعا علیہ صادر ہونا فیصلۂ سابقہ کا اپنے حق مین اور عذر خاص ثابت نکرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور مدعی غالب آتا ہے ایسی صورت مین مدعا علیہ کو واجب ہوگا کہ مدعی کو زر مدعوہ اور راجہ کو جرمانہ دوچند زر مذکور کا ادا کرے اور اقبال کی صورت مین جرمانہ نہین ہے۔

قول متذکرۂ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے

۳- قول منقولۂ بالا صرف مقدمات قرضہ سے متعلق ہے کیونکہ ذکر اُن جرمانون کا جو دیگر مقدمات سے متعلق ہین علٰحدہ کیا گیا ہے اور یہ قول سب صورتون کی نسبت مؤثر نہین ہے کسواسطے کہ جن مقدمات مین مال کا دعوی نہوگا اُنکی نسبت یہ قول صادق نہین آسکتا۔ اور اگرچہ ایک حکم خاص بدین عبارت ہے کہ راجہ مدیون سے روپیہ دلائیگا" الخ ۲؎ موجود ہے اور وہ مقدمات قرضہ سے بھی متعلق ہے لیکن اسمین ایک فرق ہے کہ اُسکا بیان آیندہ کیا جائیگا۔

۱؎ قول جاگیلک منقولۂ بادہ تندیوا ور بیر متراودائے اور سمرتی چندریکا و دیپ کلیکا و سبودھنی اور وش روپ و متر مصر و بلم بھٹ۔

۲؎ قول جاگیلک منقولۂ دیپ کلیکا اور بادہ بنگار نو اور بادہ آرنو ستو اور بادھو یاے و سمرتی چندریکا

۴- یا قول منقولۂ بالا کا کل مقدمات سے متعلق ہونا تسلیم کرکے تعبیر اسکی بصورت ذیل کیجاے یعنی اگر مدعا علیہ دعوی سے منکر ہو اور ثبوت مدخلۂ مدعی سے مغلوب ہو جاے تو وہ جرمانہ بقدر بناہاے دعاوی متعدد ادا کریگا- اس صورت مین لفظ اتصال یعنی اور جو قول مندرجۂ دفعہ اول مین واقع ہوا ہے تاکیداً اور لفظ راجہ تبکرار مستعل ہو سکتا ہے- اگر مدعی اپنا بیان ثابت نہ کرسکے تو وہ جھوٹا دعویدار قرار پاتا ہے اور وہ بقدر دوچند اس جرمانہ کے جو ہر بناء نالش کے واسطے معین ہے جرمانہ زرنقد ادا کریگا- اس صورت سے بھی مثل صورت متذکرۂ بالا کے قاعدۂ مذکور نسبت عذر فیصلۂ سابقہ اور عذر خاص کے متعلق ہے-

یا اس قول کی تعبیر اسطور پر کیجاے کہ وہ جملہ مقدمات سے متعلق سمجھا جاے

فصل چوتھی

قاعدۂ خاص جواب دعوی کے بیان مین

۱- اس حکم سے کہ "مدعی نسبت اس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرے" یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جواب کے داخل کرنے مین کسیقدر توقف روا رکھا گیا ہے[1]- نتیجہ جو قول سابق سے مستنبط کیا گیا

۲- لیکن اس حکم کی نسبت یہ استثنا کیا گیا ہے کہ "جرم کبیرہ اور سرقہ اور حملہ اور عمل بیجا کے مقدمہ مین جبکہ بنا مخاصمت ایک گاے کی نسبت ہو اور اتہام اور تقدیم حملہ اور عورات کے مقدمون مین مدعا علیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے[2]- اور دیگر صورتون مین جب چاہے" مستثنی-

۳- "جرم کبیرہ" سے جسم وغیرہ پر بذریعۂ زہر یا حراب کے صدمہ پہونچانا مراد ہے- "سرقہ" سے چوری مراد ہے- "حملہ اور عمل بیجا" سے یہ عبارت ہے کہ ذات یا حیثیت کی نسبت ضرر پہونچایا جاے- "گاے" سے مراد ہے دودھ دینے والی گاے- "اتہام" سے مراد ہے ایسا الزام جس سے ذات یعنی قومیت مین فتور تشریح قول مندرجۂ بالا-

[1] قول جاگنبالک منقولۂ دیباچہ لیکھ ولیم جونز-
[2] ایضاً-

لازم آوے۔ "تقدیم حملہ" سے عبارت ہے اقدام نسبت جان یا مال کے "عورات" سے مقصود ہے کنبہ کی عورات اور کنیزان "عورات کے مقدمات سے حیثیت کی بحث متعلق ہوتی ہے اور کنیزون کے مقدمات سے مال کی۔ "مدعاعلیہ کو چاہیے کہ فوراً تردید پیش کرے" اس سے یہ مراد ہے کہ جواب دعویٰ فوراً داخل ہو اور توقف نہ کیا جاے "دیگر صورتون" سے یہ مراد ہے کہ دیگر مقدمات مین توقف نسبت داخل کرنے جواب دعوی کے متخاصمین یا مشیرون اور حاکمون کی راے پر منحصر رکھا گیا ہے۔

فصل پانچوین

علامات دروغگوئی کے بیان مین

تفصیل علامات دروغگوئی۔

١۔ایک حالت پر قائم نہ رہنا۔ گوشہ لب چاٹنا۔ پیشانی پر عرق آنا۔ چہرہ کا رنگ بتواتر متغیر ہونا۔ دہن کا خشک ہونا۔ گفتگو مین لغزش کرنا۔ اکثر ایک قول دوسرے قول کے خلاف کہنا۔ آنکھ اُٹھا کر اوپر نہ دیکھنا یا جواب نہ دینا۔ ہونٹھ کاٹنا۔ از خود طاری ہونا تغیرات طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین۔ جس شخص مین یہ امور پاے جائین عام اس سے کہ وہ مدعاعلیہ ہو خواہ گواہ وہ جھوٹا متصور ہوگا ؎

تفسیر قول مندرجہ بالا۔

٢۔ "از خود طاری ہونا تغیرات کا" اگر کسی شخص پر ایسے تغیرات خوف یا کسی اور وجہ طبیعی سے طاری نہون" تو عام اس سے کہ وہ طبیعت یا کلام یا جسم یا حال مین واقع ہون دال ہونگی اس امر پر کہ شخص مذکور خواہ وہ مدعاعلیہ ہو یا گواہ جھوٹا ہے۔

تشریح مزید

٣۔ بعد اس بیان کے مصنف ان تغیرات کا حال تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے "ایک حالت پر قائم نہ رہنا" یعنی جو شخص کہ ایک جگہ نہ رہ سکے "گوشہ لب چاٹنا" یعنی جو شخص کہ نوک زبان لبون کے گوشون کی طرف پھرادے"۔ یہ صورتین تغیرات حال کی ہین۔

؎ قول جاگبلک منقولہ اسبو دھنی ودیپ لیکہ واپرادیتا وتر مصر وبرہم بھٹ اور وش روپ۔

تشریح مزید-

۴- "پیشانی پر عرق آنا" یعنی جسکی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہون "چہرہ کا رنگ بتواتر متغیر ہونا" یعنی چہرہ کا سیاہ سے سفید ہو جانا- یہ صورتین تغیرات جسم کی ہین- "دہن کا خشک ہونا اور گفتگو مین لغزش کرنا" یعنی جو گفتگو مین تامل کرے اور جسکے منھ سے آواز بمشکل نکلے "اکثر ایک قول دوسرے کے خلاف کہنا" یعنی جس شخص کے کلام مین نہایت اختلاف ہو- یہ صورتین تغیرات کلام کی ہین "آنکھ اُٹھا کر اوپر نہ دیکھنا یا جواب نہ دینا" یعنی جو صاف جواب نہ دے سکے اور جب اُسکی طرف دیکھا جاوے تو وہ آنکھ مقابل نہ کر سکے- یہ علامت تغیر طبیعت کی ہے "ہونٹھ کاٹنا" یعنی سکیڑنا اُنکا" یہ بھی ایک تغیر جسم کی صورت ہے-

علامات مذکور تحقیق یا مزیل مقدمہ نہین ہین

۵- اِن علامات سے صِرف احتمال جھوٹ متصور ہے نہ امر تحقیقی کیونکہ یہ تمیز کرنا دشوار ہے کہ وقوع تغیرات کسی سبب سے ہوا یا از خود اور اگر کوئی عقیل آدمی اِس امر مین تمیز بھی کر سکے تو بھی اِس سے مغلوب ہونا اُس شخص کا لازم نہین آتا جسپر ایسی کیفیت طاری ہو جیسے کہ باوجود ظاہر ہونے احتمال مرگ کسی شخص کے کریا کرم اُسکا نہین کیا جاتا ویسے ہی گو اِن صورتون مین احتمال اِس بات کا ہو کہ جس شخص پر ایسے تغیرات طاری ہون وہ مغلوب ہوگا لیکن یہ امر مغلوب ہونے کا قرینہ متصور نہین ہو سکتا-

مقدمات مستوجب جرمانہ واخراج قبل تجویز-

۶- علاوہ اسکے "جو شخص کہ اختیاری سے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے اور جو بھاگ جاوے اور جو طلب ہو کر خاموش رہے مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کا ہے" ۱؎ شرح اِسکی یہ ہے کہ "جو شخص خود اختیاری سے" یعنی بلا لحاظ ثبوت زبردستی یا اور ذریعہ سے کسی مشتبہ مقدمہ کو فیصل کرے- جس مقدمہ مین مدیون دعوی سے منکر ہو اُسمین مدعی مغلوب ہوگا اور اُسپر جرمانہ عائد کیا جائیگا- اگر کسی شخص پر نالش دائر کیجاوے اور وہ دعوے سے مقبل ہو کر یا بعد ثبوت دعوے کے اُسپر "بھاگ جاے" یعنی روپوش ہو جاوے یا کسی شخص پر نالش دائر کیجاوے اور وہ راجہ کے حکم سے طلب ہو کر

۱؎ قول ۱۶ ناگ بلک مندرجہ ویک لیکھ وسبودھنی اور منقولہ وش روپ اور بلم بھٹ اور اپرادت اور متر مصر-

انجمن عدل مین ''خاموش رہے''[1] تو یہ شخص بھی مستوجب مغلوب ہونے اور جرمانہ کے ہین۔

تشریح۔

۷ ''دعا م اس سے کہ وہ مدعا علیہ ہو خواہ گواہ وہ چھوٹا متصور ہوگا'' اِس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ اِس سے صرف تحقیق کرنا احتمال مغلوبیت کا مقصود ہے لیکن لفظ ''جرمانہ'' بغرض مستنبط نہ کرنے اِس امر کے مستعمل ہوا ہے اور استعمال لفظ ''مغلوب'' اِس نظر سے کیا گیا ہے کہ ایسے شخص پر صرف جرمانہ عائد ہوگا لیکن دعوی اُسکا ساقط نہوگا۔[1]

فصل چھٹی

طرفین سے دعوی واحد پیش ہونے کے بیان مین

صورت پیش ہونے دعوی واحد کی طرفین سے۔

۱- اگر دو دعویدار عدالت مین رجوع لاکر بزمانۂ واحد ایک دعوی پیش کرین مثلاً ایک شخص کو ایک کھیت بذریعۂ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اُسپر چندے متصرف ہو کر کسی اَور مقام کو ضرورتاً مع اپنے کنبے کے چلا جاے اور دوسرے شخص کو وہی کھیت بذریعۂ ہبہ کے حاصل ہوا اور وہ اُسپر چندے متصرف ہو کر کہین چلا جاے اور بعد ان دونون واپس آکر عدالت مین بزمانۂ واحد کھیت مذکور کے بابت دعویدار ہون تو ایسی صورت مین پہلے کسکا مقدمہ مرتب ہوگا۔ جواب اسکا ذیل مین درج ہے۔

کسکا مقدمہ پہلے مرتب ہوگا۔

۲- اگر ''دونون گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے لیکن اگر اول دعوی نامنظور ہو جاے تو وہی گواہ دعویدار ثانی کے ہو جائینگے''[2] ''دونون'' سے مراد ہے دونون دعویدار اور شرح اسکی یہ ہے کہ اگر وہ گواہ رکھتے ہون تو

---

[1] ایک فقرہ سابق یعنی باب دوم فصل اول کی دفعہ ۹ مین یہ قاعدہ مندرج ہے کہ بعض صورتون مین سقوط دعوی لازم نہین آتا اور جو قاعدہ کہ اِس جگہ تحریر ہوا غرض اُسکی یہ ہے کہ بعض صورتون مین ایسا ہو سکتا ہے۔

[2] قول جاگیلک منقولہ وشرو روپ دیم بھٹ و متر مصر و سبودھنی و دیپک لیکا اور بیادتندیو اور بیوہار پرکاشنی اور سمرتی سار۔

اول دعویدار کے گواہ سنے جائینگے - دعویدار اول سے وہ شخص مراد نہین ہے جو پہلے دعوی پیش کرے بلکہ وہ شخص جو بذریعۂ اول ہبہ اور قبضہ کے دعویدار ہو -

منتفی - ۳ - لیکن اگر فریق ثانی اول دعویدار کے بیان کو اِس اظہار سے تسلیم کرے کہ بیان اُسکا سچ ہے مگر میرے فریق مخالف نے کھیت کو راجہ کے ہاتھ بیع کیا تھا اور راجہ نے کھیت مذکور مجکو دیا یا یہ کہ وہ کھیت میرے فریق مخالف نے ایک شخص ثالث کو دیا تھا اور اُس سے مین نے لیا تھا تو درحالیکہ اول دعویدار ثبوت دینے مین عہدہ برا نہو سکے دعوی اُسکا نامنظور ہوگا اور دعویدار ثانی کے گواہ سنے جائینگے یہی نہایت صحیح تعبیر اِس مضمون کی ہے -

قاعدہ کلیہ جو اس صورت سے متعلق نہین ہے - ۴ - قاعدہ یہ ہے کہ درصورت پیش ہونے انکار کے گواہان مدعی کا اظہار اور درصورت عذر فیصلۂ سابق یا عذر خاص کے دعوی نامنظور ہو کر مدعا علیہ کے گواہون کا اظہار ہونا چاہیے لیکن اِس قاعدہ کو صورت ہذا سے متعلق کرنا صحیح نہین ہے -

دلیل تائید رائے مذکورۂ بالا - ۵ - یہ قاعدہ اِس قول مین کہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرے [۱] اور بھی اقوال مابعد مین مذکور ہو چکا ہے اور اگر یہی مقصود ہوتا تو اعادہ اُسکا کیا جاتا لیکن اقوال مندرجۂ ذیل مین نارد نے بصراحت اِس باب مین امتیاز کیا ہے یعنی وہ [۲] انکار کی صورت مین مدعی اور بحالت پیش ہونے عذر خاص کے مدعا علیہ شہادت پیش کرے اور اگر بربناء فیصلۂ سابق عذر کیا جاوے تو صرف پیش کرنا فیصلہ کا ضرور ہوگا [۲] بعد بیان کرنے اِس قول کے نارد یہ کہتا ہے کہ جب ایک شے کی بابت دو دعویدار ہون اور ہر ایک اُنمین سے گواہ رکھتا ہو تو دعویدار اول کے گواہ سنے جائینگے" [۳] چونکہ

---

[۱] دیکھو باب دوم دفعہ ۲ فقرہ ۱ -

[۲] یہ قول بیوہار چنتامنی کے بموجب نارد کا ہے لیکن سمرتی چندریکا کے بموجب کاتیاین کا معلوم ہوتا ہے -

[۳] قول مندرجۂ بالا مندیو اور بیوہار چنتامنی اور سمرتی سار -

یہ صورت جملہ اور صورتون سے جداگانہ ہے لہذا اسکی نسبت قاعدہ خاص قرار دیا گیا ہے

فصل ساتوین

شرط ہار جیت مقدمہ کے بیان مین

اگر شرط بدنے والا ہار جاوے تو اُسکو جرمانہ اور زر شرط علاوہ دعوی کے ادا کرنا چاہیے۔

۱- اگر دعوی مین ہار جیت کی شرط ہو تو ہارنے والے سے مدعی کو جرمانہ اور زر شرط اور شے مدعوہ دلانی چاہیے ۱؎ اگر دعوی یا مقدمہ ہار جیت کی شرط پر مبنی ہو یا اُس سے ایسی شرط متعلق کی گئی ہو تو اُس شخص سے جو ایسے معاملے اشتراط مین ہارے یا مغلوب ہو جاوے راجہ جرمانہ بمقدار زر مصرحہ اور زر شرط شخص مذکور سے جبر لیگا اور مدعی کو شے مدعوہ دلائیگا۔

صرف ایک ہی فریق بھی شرط بد سکتا ہے۔

۲- جب کوئی شخص بمقتضاے جوش طبیعت کے یہ شرط بدے کہ درصورت اپنے مغلوب ہونے کے ایکسو پن اداکرونگا اور اُسکا فریق مخالف مطلق کچھ شرط نہ بدے تو ایسی صورت مین بھی ترتیب مقدمہ ممکن ہے۔

کس صورت مین شرط بدنے والا زر شرط کے بابت ذمہ دار ہو سکتا ہے

۳- اگر نتیجہ تجویز مقدمہ کی رو سے شرط بدنے والا ہارے تو اُس سے زر مشروطہ مع جرمانہ دلایا جائیگا لیکن اگر طرف ثانی مغلوب ہو جاوے تو وہ صرف جرمانہ ادا کریگا نہ زر شرط کیونکہ اس صورت مین فرق یہ ہے کہ صرف ایک فریق نے شرط بدی تھی۔

ہر فریق اپنے لئے زر شرط کا ذمہ دار ہے

۴- علی ہذا القیاس اگر ایک فریق سو روپیہ اور دوسرا پچاس روپیہ کی شرط بدے تو درصورت ہارنے مقدمہ کے ہر فریق اپنا زر مشروطہ ادا کریگا- اس شرط صریح سے کہ ''اگر دعوی ہار جیت کی شرط پر مبنی ہو'' یہ مستنبط ہوتا ہے کہ دعوی بغیر ایسی شرط کے بھی ہو سکتا ہے۔

۱؎ قول واگیاک منقولہ سبودھنی و دیپک لیکھ اور اپرادت اور متر مصر اور بلیہ چند اور دوش روپ۔

فصل آٹھوین

خاص قواعد کارروائی کے بیان مین

تجویز مقدمہ نیک عملی کے ساتھ ہونی چاہیے

۱- ”راجہ کو لازم ہے کہ چھل [1] یعنی فریب پر لحاظ نکر کے مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے لیکن اگر امر واقع حسب ضابطۂ عدالت کے ثابت نہو تو نتیجہ اسکا ناکامیابی ہے“ [2]

فریقین کو امر واقع بیان کی فہمایش کرنی چاہیے۔

۲- ”راجہ کو چاہیے کہ فریب یا اُس امر پر جو بلا عمد بیان کیا گیا ہو لحاظ نکر کے یا اُس سے قطع کرکے مقدمات کی نسبت مطابق اصل حالات کے نیک عملی کے ساتھ تحقیقات و تجویز کرے“ اور اگر امر واقع متحقق نہون یا حسب ضابطہ عدالت کے ثبوت کو نہ پہونچین تو نتیجہ اسکا مغلوبی یا ناکامیابی ہے لہذا بموجب اصل حالات مقدمہ کے تجویز کرنا ضرور ہے۔

حاکمون اور مشیرون کو چاہیے کہ فریقین کو امر واقع بیان کرنے کی فہمایش کرین۔

۳- حاکم اور مشیرون کو لازم ہے کہ فریقین کو ہر طرح سے یعنی بملائمی خواہ اور طور پر ایسی فہمایش کرین کہ وے اصل حال بیان کرین اور ایسی صورت مین جائز ہے کہ بلا لحاظ گواہون خواہ دیگر ثبوت کے فیصلہ صادر کیا جاے لیکن چونکہ فیصل ہونا ہر مقدمہ کا بموجب انکشاف اصل حال کے ناممکن ہے لہذا چارہ کار یہ ہے کہ فیصلہ بلحاظ گواہان خواہ دیگر ثبوت کے صادر کیا جاے۔

انفصال مقدمہ کے دو طریق ہین ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق۔

۴- جیساکہ پیشتر بیان ہو چکا ہے ”انفصال مقدمہ کے دو طریق بیان کیے گئے ہین ایک متحقق اور دوسرا غیر متحقق متحقق وہ ہے جب مقدمہ کے اصل حالات بیان کیے جائین اور غیر متحقق وہ ہے جب حالات بنسبت مقدمہ مین تذبذب ہو“ [3]

---

[1] فریب یا چھل سے انحراف راستی و غلطی تعبیر مراد ہے اور فریب کی تین قسمین ہین ۱- عبارت مبہم کو غلط تعبیر کرنا ۲- جو امر کنایۃً بیان کیا گیا ہو اُسکو حقیقۃً تصور کرکے غلط کرنا ۳- امر خاص کو عام قرار دینا
از فلسفۂ ہنود مؤلفۂ کولبروک صاحب۔

[2] قول جاگبلک منقولۂ سبودھنی اور دیپکلکا اور ویشروپ و بلم بھٹ و اپرادت و دھرمسر۔

[3] قول جاگبلک منقولۂ اپرادت و بلم بھٹ اور برادتشدیو۔

"جو کارروائی کہ طریقۂ متحقق کے مطابق عمل مین آوے وہ اعلی ہے اور غیر متحقق طریقہ ادنی ہے کیونکہ یہ ممکن ہے کہ فیصلہ جو باعتبار ثبوت تحریری اور گواہون کے صادر کیا جاے بعض اوقات صحیح ہو اور بعض اوقات غیر صحیح کسواسطے کہ بیان گواہان اور دیگر ثبوت جھوٹ ہو سکتا ہے۔

در صورت ہونے انکار نسبت کل دعوی کے ثبوت ایک جزو سے کل کا ثبوت متصور ہے۔

۵- اگر "امر واقع حسب ضابطۂ عدالت کے ثابت نہ ہو تو مقدمہ ہر سہ جہت ہوگا" اب قول کے اس پچھلے جزو کی تمثیل دیجاتی ہے "اگر چند دعوی تحریری سے انکار ہو اور وہ انکار ایک جزو کی بابت باطل ہو جاے تو راجہ شخص منکر سے کل مقدار مدعوہ دلائیگا لیکن جو امر کہ دعوی مین بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیے"ملہ

تشریح۔

۶- اگر ایک بیان تحریری مین ایک سے زیادہ دعوے مندرج ہون یعنی مثلاً دعاوی متعدد وبابت سونے اور چاندی اور پارچہ کے پیش ہون اور مدعا علیہ کل دعاوی سے منکر ہو مثلاً بیان اُسکا ایک جزو دعوی مثلاً سونے کی نسبت باطل ہو جاے یا وہ بسبب گواہی گواہان خواہ دیگر ثبوت کے مجبور ہو کر اقبال کرے تو راجہ اُس سے مدعی کو کل مال مدعوہ مع چاندی اور دیگر اشیاء مصرحہ کے دلائیگا- لیکن جو "امر کہ دعوی مین بیان نہین کیا گیا وہ منظور نہین ہونا چاہیے" یعنی جس شے کا ذکر کہ وقت پیش کرنے اول بیان نالش کے نہ کیا گیا ہو وہ شے نہین منظور ہونی چاہیے مثلاً اگر مدعی یہ ظاہر کرے کہ مین ایک شے کا خاص کا ذکر کرنا بھول گیا تھا تو راجہ کو اُسکے بیان کو منظور اور اُسپر لحاظ نہ کرنا چاہیے۔

یہ قاعدہ صراحتاً بیان نہین ہوا ہے بلکہ دلیلاً مستنبط کیا گیا ہے۔

۷- یہ مسئلہ کہ جھوٹا ثابت ہونا مدعا علیہ کا ایک امر کی نسبت محتمل اس بات کا ہے کہ وہ دوسرے امر کی نسبت بھی جھوٹا ہے اور چونکہ مدعی ایک امر کی بابت سچا ثابت ہو لہذا سچا ہونا اُسکا دوسرے امر کی بابت بھی مظنون ہے صراحتاً بیان نہین ہوا ہے بلکہ یہ قول جاگبلک کا کہ وہ ایک دانا دانا تامل شعار ہے نتیجہ استنباط

ملہ قول جاگبلک منقولۂ بلم بھٹ اور وش روپ ومتر مصر واپرادت او رسول پان۔

یعنی قیاس پر مبنی ہے۔

در صورت غلط ہونے اُس فیصلہ کے جو استنباط پر مبنی ہو کچھ الزام عائد نہیں ہوتا

۸- اگر ایک فیصلہ بلحاظ استنباط اور قانون صریح کے صادر ہو مگر رُو داد مقدمہ کے خلاف ہو تو حاکمان عدالت ملزم نہین ہو سکتے کیونکہ گوتم کا یہ قول ہے کہ ”استنباط امر حق کے انکشاف کا طریقہ ہے لہذا باعتبار اُسکے نتیجہ مستخرج ہونا چاہیے بعد ازان وہ بیان کرتا ہے کہ ”ایسی صورتون مین راجہ اور اُسکے عہدہ دار الزام سے بری ہین“ ملہ

فرض غلط کا ذکر

۹- یہ قاعدہ جو درباب باطل ہونے قول ایک شخص کے نسبت دعوی جزو کے ہے اُسکی تعبیر یہ نہین ہونی چاہیے کہ اُس سے صرف نامنظوری مدعا علیہ کے بیان کی مراد ہے کیونکہ اُسمین صاف یہ لکھا ہے کہ جس شخص کا قول ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے اُس سے راجہ کل شے دعوی دلائیگا۔

قول کاتیائن سے ایک خاص امر مراد ہے

۱۰- کاتیائن کا یہ قول ہے کہ ”جس نالش مین متعدد دعوے شامل ہون اُسمین مدعی صرف وہی شے پاویگا جسکی بابت وہ اپنا دعوی گواہون اور دیگر ثبوت سے ثابت کر سکے“ ملہ

یہ قول متعلق ہے اِس امر سے کہ باپ یا مورث نے روپیہ قرض لیا ہو اور بیٹا یا دیگر ورثہ قرضہ ادا کرین۔

درصورت جسکے قاعدہ مذکورہ بالا متعلق نہین ہے

۱۱- اگر ایسی صورت مین بیٹے یا دیگر وارث پر متعدد دعوی دائر ہون اور وہ عذر لاعلمی پیش کرے تو وہ منکر متصور نہوگا اور اگر قول اُسکا ایک جزو کی بابت باطل ٹھہرے تو اُسپر جھوٹ بولنے کا الزام عائد نہین ہوتا پس جو قول کہ درباب انکار نسبت مقدمہ متعدد دعاوی تحریری کے ہے وہ صورت ہذا سے متعلق نہین ہے کیونکہ یہ صورت انکاریہ نہین ہے اور اِسی جہت سے وہ استنباط لازم نہین آتا جو صورت انکاریہ سے متعلق ہے۔

ملہ- قول منقولہ بیاد تندیو۔

ملہ- منقولہ بیاد تندیو اور بیوہار چنتامنی اور بیاد آتر نوستو۔

کاتیاین کا قول عذر لاعلمی سے متعلق ہے۔

۱۲- پس پچھلے قول کاتیاین کو جو بالعموم عذر لاعلمی کی بابت ہے اُس حکم خاص سے جداگانہ تصوّر کرنا چاہیے جو انکار کی نسبت ہے۔

اگر ازروئے شہادت دعوی سے کم یا زیادہ ثابت ہو تو دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

۱۳- "اگر جملہ مقدمات قرضہ اور دیگر ایسے مقدمات مین جو قریب التحقیق ہون[1] دعوی سے کم یا زیادہ ثابت ہو تو دعوی بخوبی ثابت متصور نہین ہے[2]" یہ قول کاتیاین کا ہے اور مراد اُسکی یہ ہے کہ اگر شہادت یا اور ذریعہ سے دعوی کا صرف ایک جزو یا دعوی سے زائد ثابت ہو تو کُل دعوی ثابت متصور نہ ہوگا اگر یہ قول اعتراضاً پیش ہو کر یہ بحث کیجاے کہ دعوے کے ایک جزو کے ثبوت سے کسی حالت مین وہ جزو ثابت نہین ہو سکتا جو غیر ثابت ہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ گو قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ بوجہ ضرورت ثبوت کُل دعوی کے اگر دعوی کا ایک جزو یا زیادہ بگواہی گواہان ثابت کیا جاے تو اس سے ثابت ہونا کل دعوی کا لازم نہین آتا تاہم اس عبارت کے مستعمل ہونے سے کہ "دعوی بخوبی ثابت متصور نہین ہے" یہ مراد ہے کہ شک باقی رہتا ہے اور دیگر ثبوت کی طرف متوجہ ہونا چاہیے چنانچہ اس عبارت سے بھی کہ "فریب پر لحاظ نکیا جاے" اس راے کی تائید ہوتی ہے۔[3]

فوجداری کے استغاثون مین ایک جزو کا ثبوت واسطے ثبوت کل کے کافی ہے۔

۱۴- لیکن اگر فوجداری کے استغاثون مین الزام کا ایک جزو اُن گواہون سے ثابت ہو جاے جو واسطے اثبات کُل الزام کے گذرے ہون تو ایسی صورتون مین

---

[1] "مستہر پراے یعنی قریب التحقیق" اغوا یا ایسی قسم کے مقدمہ کا ثبوت ایسی شہادت وغیرہ پر منحصر ہے جو علامات اور دیگر وجوہ ضعیفہ پر مبنی ہو لہذا ایسے مقدمات مذبذب ہین لیکن قرضہ اور اسی قبیل کے مقدمات کا ثبوت اُس شہادت پر منحصر ہے جو وجوہ قویہ پر مبنی ہو چنانچہ یہ مقدمات قریب التحقیق ہین۔ سبودھنی۔

[2] قول منقولہ بیرمتراودیا ئے وسمرتی چندریکا و ربادتندیو۔

[3] فصل ۲- اشلوک ۱-

اثبات کل الزام کا لازم آتا ہے کیونکہ بموجب قول کاتیائن کے ایسے استغاثون مین اسیقدر ثبوت کافی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ " اگر زنا اور چوری کے مقدمات مین گواہان گذرانیدہ کے اظہارات سے الزام کے صرف ایک جزو کی صداقت ہو تو کل الزام کا ثبوت لازم آتا ہے " ۱؎

۱۵- لیکن ایک قول مقدس یہ ہے کہ " درصورت انکار ایک سے زیادہ دعوی تحریری کے " الخ اور دوسرا قول مقدس یہ ہے کہ " اگر ایک مقدمہ مین دعوی متعدد ہون " ایسی صورت مین یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ منجملہ دونون قولون کے ایک بھی قابل وثوق نہین ہے کیونکہ اُنکے باہم تناقض اور تخالف ہے اور اختلاف اُنکا بذریعہ متعلق کرنے اُنکے مطالب جداگانہ کے رفع نہین ہو سکتا- جواب اسکا یہ ہے کہ " جب دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو جو قول زیادہ تر بحث سے متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق ہے " ۲؎ جب باہم دو قول مقدس کے تناقض ہو تو ہر قول پر فرداً فرداً لحاظ کر کے تناقض کو رفع کرنا چاہیے اور جو قول کہ بلحاظ عام یا خاص استنباط کے یا اور کسی طور پر ۳؎ متعلق ہو وہی زیادہ تر موثق اور محکم ہے- اگر یہ پوچھا جاوے کہ یہ تعلق کس طرح سے معلوم ہو گا تو جواب اسکا یہ ہے کہ وہ تعلق بذریعہ تجربہ دیرینہ تجربہ کے جس سے علت و معلول کے باہم واسطہ واضح ہوتا ہے دریافت ہو سکتا ہے- ۴؎

مباحثہ اس بات مین کہ جب دو قول مقدس مین اختلاف ہو تو کیا کرنا چاہیے-

۱؎ منقولہ ویر متر اودائے و سمرتی چندریکا اور بیاد آرنوستو-

۲؎ قول جاگبلک منقولہ سول پان و بلم بھٹ وغیرہ-

۳؎ عام یا خاص استنباط کو " ارتھ سرگا پیاد ویچھن " کہتے ہین- استثناء سے قاعدہ عام منسوخ ہوتا ہے اور طریقہ تعبیر قواعد عام و خاص کا یہی ہے- " یا اور کسی طور پر " اسکے یہ معنی ہین کہ اگر ایک قول امر متنازعہ سے مناسبت رکھتا ہو تو وہ اُس سے متعلق ہو گا یا درصورت مخالفت کے غیر متعلق ہو گا- سبودھنی-

۴؎ اسکو نیار یعنی منطق مین انوییہ اور وترک کہتے ہین- انوییہ سے وہ تعلق افعال مراد ہے کہ دونین سے جب ایک فعل وقوع مین آوے تو دوسرا بھی وقوع مین آوے اور وترک مراد ہے اُس واسطہ افعال سے کہ اگر منجملہ اُنکے ایک فعل ظہور مین نہ آوے تو دوسرا بھی ظہور مین نہ آوے- ستنبیہ متعلقہ خلاصہ دھرم شاستر جلد اص ۹-

فرداً فرداً متعلق کرنا قواعد کا۔

۱۶- علاوہ اسکے جس صورت کا ذکر کہ پیش ہے اُسمین قواعد کو فرداً فرداً متعلق کرنا چاہیے جملہ اور دیگر حالتون مین اختیار ہے کہ جن خاص صورتون سے وے قواعد متعلق ہو سکتے ہون اُنسے متعلق کیے جاوین۔

استثنا بہ نسبت آئین مقدس کے

۱۷- قاعدہ کلیہ جو درباب تناقض اقوال کے ہے اُسکی نسبت ایک استثنا خاص بیان کیا گیا ہے "یہ ایک قاعدہ مقررہ ہے کہ دھرم شاستر یعنی آئین مقدس کو بمقابلہ ارتھ شاستر یعنی آئین مدنی کے زیادہ تر وثوق ہے" [۱] بلحاظ اس عبارت کے کہ "بموجب مجموعۂ قوانین مقدس کے" [۲] اس جگہ قوانین مدنی مثل تالیفات اسناس وغیرہ کے خارج قرار دیے گئے ہین پس اس سے مستنبط ہے کہ قواعد مدنی سے وہ قواعد مراد ہین جو درباب راجاؤن کی خدمت منصبی کے ہین اور آئین مقدس مین داخل ہین- اگر کسی صورت مین باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین مقدم الذکر کو بمقابلۂ آئین آخر الذکر کے زیادہ وثوق ہوگا- جو کچھ کہ بیان کیا گیا یہی قاعدہ یا تعریف مسلمہ ہے۔

فائق ہونا آئین مقدس کا بمقابلۂ آئین مدنی کے

۱۸- اگرچہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بوجہ اشتمال منشار اُنکے چندان اختلاف نہین ہے لیکن چونکہ فرض مذہبی کی بحث فائق اور آئین مدنی بمقابلۂ اُسکے کم رتبہ ہے لہذا آئین مقدس زیادہ تر وثوق کے قابل ہے اور اس قول سے مراد یہی ہے چنانچہ اس کتاب کے شروع ہی مین امور مذہبی کی بزرگی ظاہر کی گئی ہے [۳] پس جب کہ باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے اختلاف ہو تو آئین آخر الذکر پر لحاظ نہوگا اور یہ اختیار نہین ہے کہ اُپر قسر ادافراد استدلال کیا جاے۔

---

[۱] قول جاگیاولک منقولہ سول پان و بلم بھٹ وغیرہ۔

[۲] باب اول ص ۱-۱ اشلوک ۲-

[۳] باب اول درباب فرائض مذہب درسیاق کے

بعض قول جو بظاہر متناقض معلوم ہوتے ہین قواعد مذکورہ بالا کی تمثیل نہین ہوسکتے

۱۹- مثلاً اگر "کوئی آدمی ایک مرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی یا عالم دین کو جو بہ ارادہ مخالفت آوے بلا تامل مار ڈالے تو مواخذہ نہین ہوسکتا"[۱] اُس شخص کے قاتل کی نسبت جو بارادہ مخالفت چڑھکر آوے عام اس سے کہ وہ ارادہ ظاہر ہو یا مخفی مطلق کچھ جرم عائد نہین ہوسکتا کیونکہ غیظ کا مقابلہ غیظ ہے[۲] اگر دو لڑائی مین ایک آدمی بہ ارادہ مخالفت دوسرے شخص پر چڑھکر آوے تو شخص مذکور کو چاہیے کہ اُس آدمی کے مارنے کے واسطے کوشش کرے گو وہ آدمی کُل بیدانت جانتا ہو ایسے فعل سے شخص مذکور برہمن کا قاتل متصور نہین ہوتا"[۳] یہ تمثیلین قواعد مدنی کی ہین "اگر برہمن کو نادانستہ مار ڈالے تو اُسکے واسطے یہ کفارہ معین ہے لیکن جو شخص کہ عمداً ایک برہمن کو مار ڈالے اُسکے واسطے کسی کفارہ کی اجازت نہین ہے"[۴] یہ اور دیگر قول آئین مقدس کے ہین لیکن جب کہ آئین مقدس بمقابلہ آئین مدنی کے فائق تصور کیا جاے تو اُس صورت مین ان انتخابات کو بطور تمثیلات اختلاف ہردو آئین کے منقول نہین کرنا چاہیے۔

قواعد مدنی صرف سولہ یا آئین مقدس کے ہین۔

۲۰- چونکہ یہ دو قول مذکورہ بالا ایک ہی مطلب سے متعلق نہین ہین لہذا باہم اُنکے تناقض نہین ہے اور اسی جہت سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی ضرورت نہین ہے- یہ قول "کہ اگر ایک شخص ایک مرشد یا بچے یا بوڑھے آدمی کو بلا تامل مار ڈالے" الخ اور دیگر قول صرف بتائید ان قولون کے بیان کیے گئے ہین "کہ ایک برہمن مجاز ہے کہ بنظر حفظ مذہب کے

---

[۱] قول منو اور وشن جو بیاس اور نوستو مین درج ہے لیکن بیرمتر او دائے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

[۲] بیرمتر او دائے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے لیکن کالکا بھٹ کہتا ہے کہ یہ قول منو کا ہے

[۳] قول کاتیائن مندرجۂ بیاس اور نوستو اور بیرمتر او دائے۔

[۴] قول منو منقولہ کالکا بھٹ وغیرہ۔

ہتھیار سے حربہ کرے۔ ’’جو شخص کہ اپنی ذات کے حفظ کے واسطے اور بنظر بچانے اسباب عبادت کے لڑائی مین اور محفوظ رکھنے برہمنون یا عورات کے دوسرے شخص کو بطور جائز مار ڈالے وہ مجرم نہین ہے‘‘ یعنی جو شخص کہ اپنے حفظ کے واسطے یا بنظر حفظ اسباب عبادت یعنی اُن چیزون کے جو لڑائی مین واسطے انصرام رسوم عبادت کے درکار ہون دوسرے شخص کو تیز ہتھیارون سے مار ڈالے یا اُس شخص کو مار ڈالے جو بارادۂ مخالفت عورات یا برہمنون پر چڑھکر آوے تو قاتل مستوجب سزا نہین ہے۔

۲۱۔ درحالیکہ مار ڈالنا مرشد یا اور لوگون کا جنکی ذات نہایت مقدس ہے درصورت چڑھکر آنے اُنکے بارادۂ مخالفت کے جائز ہے تو مار ڈالنا اورون کا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوا۔ پچھلے قول مین لفظ ’’یا‘‘ اور اِس قول کے شروع مین کہ ’’وہ کل بدذات جانتا ہو‘‘ لفظ ’’گو‘‘ مستعمل ہوا ہے اِس سے ظاہر ہے کہ یہ بطور قطعی بیان کرنا مقصود نہین ہے کہ مرشد اور دیگر شخص مثل اُنکے مار ڈالے جائین ۔ چنانچہ سومنتو کے اِس قول سے بھی یہی معنی مستنبط ہوسکتے ہین کہ ’’جو کوئی

جو قول کہ نسبت مار ڈالنے ایک برہمن کے ہے تعبیر اُسکی بلحاظ معنی لفظی کے نہین ہونی چاہیے۔

ملہ قول منو سنفولہ کالکا بھٹ وغیرہ۔

ملہ یہ کل بحث کسیقدر غیر مصرح ہے مراد اسکی یہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ جب آئین مقدس اور آئین مدنی کے احکام مین باہم اختلاف ہو تو آئین مقدس کے احکام پر بلا لحاظ آئین مدنی کے عمل ہونا چاہیے لیکن منصف کو یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گو صورتہاے منقولہ مین بظاہر اختلاف ہے مگر درحقیقت وہ باہم مخالف نہین ہین اور اگر تعبیر لفظی نہ کیجاے تو دونون صورتین قائم رہ سکتی ہین اور آئین مدنی کے احکام کو ان صورتون مین بمعنی مبالغہ مفہوم کرنا چاہیے اور اجازت جو درباب عمداً قتل کرنے ایک برہمن کے درصورت چڑھکر آنے اُسکے ساتھ ارادۂ مخالفت کے ہے اُسکو بلحاظ معنی لفظی کے نہین مفہوم کرنا چاہیے بلکہ یہ امر محض اِس بات کے ثابت کرنے کے واسطے قائم کیا گیا ہے کہ اور لوگ جو بادی مخالفت ہون اُنکے مار ڈالنے کے واسطے اجازت ہے۔

باستثنار گاے یا برہمن کے بارادہ مخالفت چڑھکر آوے اُسکا مار ڈالنا جرم نہین ہے؟
اور منو کے اِس قول سے بھی واضح ہے کہ وہ مرشد یا مفسر علم اور باپ یا مان اور برہمنون یا گایون کو کہ ان سب کا وجود پاک ہے قتل کرنا نہین چاہیے؟ ۱

لیکن برہمنون کے باب مین ایک استثنار ہے۔

۲۲۔ یہ قول اُسی صورت مین صادق آتا ہے کہ جب وہ اُس امتناع سے متعلق کیا جاے جو درباب قتل مرشدون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے ہے کہ بارادہ مخالفت چڑھکر آوین لیکن اور کسی صورت مین صادق نہین آتا کیونکہ ہلاکت کی نسبت شاستر مین بالعموم امتناع ہے۔ وہ جو شخص کہ بارادہ مخالفت چڑھکر آوے اُسکا مار ڈالنا جرم نہین ہے؟ الخ۔ یہ قول بھی باستثنار برہمنون اور مثل اُنکے دیگر شخصون کے اور لوگون سے متعلق ہے۔

تعریف عامہ اشخاص بانی فساد

۲۳۔ چھ قسم کے شخص بانی فساد موسوم ہین یعنی آتش زن۔ وہ شخص جو زہر دیوے وہ شخص جو قتل کرنے والے آلہ سے حملہ کرے۔ جو رغاصب اراضی۔ جو شخص دوسرے کی زوجہ کو بھگا لیجاوے ۲ اور جو تلوار یا زہر یا آگ سے ہلاک کرنے کا قصد کرے اور جو ہاتھ اُٹھا کر بددعا مانگے اور جو بذریعہ منترون ۳ کے ہلاک کرے اور جو راجہ کی نسبت جاسوسی کرے اور زانی اور عیب جو۔ اِن شخصون اور مثل اُنکے اور لوگون کو بانی فساد تصور کرنا چاہیے۔ بانی فساد کی یہی تعریف عامہ ہے۔

برہمنون اور دیگر شخصون کو جنکا وجود پاک ہے کسی صورت مین قتل کرنا نہین چاہیے

۲۴۔ لیکن اگر برہمنون اور مثل اُنکے اور لوگ بانی فساد ہون تو ایک شخص جو اُنکی ہلاکت کا ارادہ نہ رکھتا ہو صرف بنظر اپنے حفظ کے اُنکا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اگر برہمن وغیرہ بالعمد ہلاک ہوجائین تو ایک کفارہ مختصر کرنا چاہیے لیکن راجہ

---

۱ قول منو مندرجہ کالکا بھٹ وغیرہ۔

۲ قول مندرجہ برستر او داسے اور بادار نوستو اور بردیپ لیکھ۔

۳ اصل مین لکھا ہے جو منبذریعہ اتھرو وید کے اور یہ خوب معلوم ہے کہ اتھرو وید مین دشمنون کی ہلاکت کے واسطے بہت سی صورتین بددعا کی مندرج ہین۔

کچھ سزا نہ دیگا۔ چونکہ یہ نتیجہ قرار پایا لہذا ضرور ہوا کہ اور قول بطور تمثیل اختلاف باہم آئین مقدس اور آئین مدنی کے بیان کیا جاے۔

(قول بطور تمثیل قاعدۂ مذکورۂ بالا کے۔)

۲۵۔ مثلاً اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ "حصول دوست کا زیادہ مرغوب ہے سونے اور اراضی کے حصول سے لہذا آدمی کو دوست کے حاصل کرنے مین بدل کوشش کرنی چاہیے"[1] یہ قاعدہ آئین مدنی کا ہے لیکن آئین مقدس کا یہ حکم ہے کہ "راجہ کو غصہ اور طمع سے مبرا الخ"[2] ان دو قونون مین کسیقدر اختلاف ہے کیونکہ مقدمۂ مرجوعۂ عدالت مین دوستی اُسی صورت مین حاصل ہوگی جب جتانا ایک فریق کا پیشتر سے تجویز کیا جاے لیکن یہ امر آئین مقدس کے مطابق نہوگا کیونکہ اُسکے مطابق فریقین سے کسی فریق کا جتانا پیشتر سے تجویز نہین ہو سکتا اور اس جہت سے دوستی کا حصول متعذر ہوگا۔

(کفارہ درصورت ترجیح دینے آئین مدنی کے۔)

۲۶۔ پس اس صورت مین آئین مقدس بمقابلۂ آئین مدنی کے زیادہ مؤثق ہے اور اپاس بھٹ نے ایک سخت کفارہ اُس شخص کے واسطے تجویز کیا ہے جو درصورت ہونے مخالفت باہم آئین مقدس و مدنی کے آئین مدنی کی نسبت متوجہ ہو۔ مدت کفارہ مذکور بارہ برس ہے۔

باب تیسرا

شہادت کی نوعیت عامہ کے بیان مین

فصل پہلی

(قول منقول کیا گیا۔)

۱۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو غور گ

[1] یہ منو اور واسے سے معلوم نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

[2] باب اول فصل ۱۲ اشلوک ۲۔

شہادت قلمبند کرے۔ لیکن قبل اسکے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ وہ شہادت کس قسم کی ہوگی۔

شہادت چار قسم کی ہے۔

۲- یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت مراد ہے ثبوت تحریری اور قبضہ اور گواہون سے اور درصورت موجود نہونے ان کل شہادتون کے یہ حکم ہے کہ منجملہ تصدیق ہاے غیبی کے ایک تصدیق پر عمل کیا جاے۔[1]

شہادت کی تقسیم مزید۔

۳- شہادت وہ ہے کہ جسکے ذریعہ سے ایک امر ثابت یا فیصل کیا جاے اور یہ دو قسم کی ہے انسانی اور غیبی۔ انسانی شہادت تین قسم کی ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہان۔ یہ قول زبردست عالمون کا ہے۔ دستاویزات دو قسم کی ہین سرکاری اور خانگی چنانچہ سرکاری دستاویزات کی تشریح ابھی ہوچکی ہے[2] اور خانگی دستاویزات کا ذکر آیندہ لکھا جائیگا۔ قبضہ سے تصرف مراد ہے۔ گواہون کا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

جواب اعتراض نسبت شہادت ضعیف کے۔

۴- اگر یہ تسلیم کیا جاے کہ دستاویزات پر بوجہ زبان سے بیان ہوسکنے اُنکے مضمون کے اور گواہون پر بوجہ کان سے مفہوم ہونے اُنکے قول کے[3]

---

[1] قول جاگبلک منقولہ بیر متراد داے اور بیوہار چنتامنی اور بیادتندیو اور بیوہار میوکھ۔

[2] باب اول مین جو درباب فرائض مذہب اور رسوم کے ہے جاگبلک کے یہ قول منقول ہین یعنی جب مہاراجہ اراضی یا کسی طرح کے حقوق بخشے تو اسکو چاہیے کہ واسطے اطلاع اُن اچھے راجاؤن کے جو اُسکے جانشین ہون ایک بخشش نامہ تحریر کرے[4] اپنا نام اور اپنے مورثون کے نام بیان کرکے ریشمی پارچہ پر جو تحریر کے واسطے تیار کیا گیا ہو یا تانبے کے ترپتر پر دستاویز لکھاوے اور اُسپر اپنی مُہر کی انگوٹھی سے مُہر کردے[5] سبودھنی۔

[3] واسطے بخوبی سمجھنے اِس امر کے یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ بموجب مانسا شاستر کے ثبوت کے تین طریق ہین پرتکش یعنی شہادت حواس اور انومان یا شہادت بذریعہ استنباط اور شبد یا شہادت قول۔

شہادت کا اطلاق ہوسکتا ہے لیکن ساتھ ہی اسکے یہ حجت پیش کی جاے کہ کہ قبضہ مین یہ صفت نہین ہے لہذا وہ شہادت متصور نہین ہوسکتا تو اِسکا جواب یہ ہے کہ قبضہ بشمول اور صفتون کے شہادت متصور ہے کیونکہ اشترا خواہ حقیقت ملکیت کا اور قرینۂ مناسبت سے [1] مستنبط اور قیاس [2] سے مستخرج ہوسکتا ہے پس قبضہ پر ازروے استنباط خواہ بوجہ اُسکے قائم بالذات نہونے کے ثبوت کا اطلاق ہوتا ہے۔

درصورت نہونے اور شہادت کے تصدیق غیبی پر عمل کیاجاے۔

۵- درصورت نہونے دستاویزات اور دیگر دو قسم کی شہادت کے یہ لکھا ہے کہ تصدیق غیبی پر کہ وہ شہادت کی ایک قسم ہے اور بیان اُسکی حقیقت اور اُس فرق کا جو باہم اُسکے اور دیگر شہادت کے ہے آیندہ کیا جائیگا بلحاظ مناسبت قوم اور موقع اور زمانہ کے عمل ہونا چاہیے چنانچہ یہ امر اِس قول منقولہ بالا سے متحقق ہے کہ۔ درصورت موجود نہونے اِن کل شہادتون کے یہ حکم ہے کہ منجملہ

[1] ویو بچار یعنی مناسبت منطق کی اصطلاح ہے۔ ہتوابھاس پانچ قسمین ہین۔ سویو بچار۔ برودھ ست پرتی پکس۔ اسدھی۔ وادھو۔ بغرض اثبات کسی امر کے پیش کرنا ایسی دلیل کا جو بظاہر معقول لیکن دراصل لغو ہو ہتوابھاس کہلاتا ہے۔ اگر علت اور معلول کے باہم موقع کی نسبت مطابقت ہو یا غیر مطابقت تو یہ سویو بچار کہلاتا ہے۔ کتاب وارڈ صاحب جلد اول ص ۴۰۹۔

[2] قیاس یعنی ارتھاپت۔ یہ طریقہ دلیل کا خاص مانساشاستر سے متعلق ہے۔ کولبروک صاحب نے اپنی تصنیف فلسفۂ ہنود مین یہ لکھا ہے کہ قیاس یعنی ارتھاپت نتیجہ اُس شئے کا ہے جو خلاف ایک قیاس خاص کے اور طور پر نہوسکے یعنی اِس قاعدہ سے وجود اُس شئے کا جو خود محسوس نہو بذریعۂ دوسری شئے کے جو محسوس یا مسموع یا ثابت ہو خواہ مخواہ مستنبط کیا جاتا ہے۔

تصدیق ہائے غیبی کے ایک تصدیق پر عمل ہونا چاہیے [1] - اور بھی یہ بات اِس وجہ سے متحقق ہے کہ تصدیق غیبی کی حقیقت اور اُسکے ثبوت کا بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے - [2]

۶- لیکن اگر دو شخص بزمانہ واحد عدالت مین دعوی دار ہون اور ایک کو شہادت انسانی پر استدلال ہو اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر تو جس شخص کو کہ شہادت انسانی پر استدلال ہو اُسکا دعویٰ پہلے مسموع ہونا چاہیے - چنانچہ کاتیاین کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر ایک فریق شہادت انسانی پیش کرے اور دوسرے کو تصدیق غیبی پر استدلال ہو تو راجہ کو چاہیے کہ پیشتر نسبت شہادت انسانی کے تحقیقات کرے اور تصدیق غیبی پر عمل نہ کیا جاے" [3]

شہادت انسانی کو ترجیح ہے تصدیق غیبی پر

۷- علاوہ اسکے جب واسطے ثبوت جزو کشیدہ دعوی کے شہادت انسانی موجود ہو تو ایسی صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا نہین چاہیے مثلاً قرضہ سودی بقدر سو روپیہ کے لیا گیا ہو اور اُسکے لینے سے انکار ہو اور نسبت دیے جانے روپیہ کے گواہ موجود ہون لیکن نہ بہ نسبت اُسکی تعداد خواہ شرح سود مصرحہ کے اور دعویدار یہ درخواست کرے کہ مین ان مراتب کو

اگر دعوی کا جزو کثیر شہادت انسانی سے ثابت ہو جاے تو تصدیق غیبی پر عمل نہین کرنا چاہیے

---

[1] دفعہ ۲ مرقومہ بالا دیکھی جاوے -

[2] "بیان دھرم شاستر مین کیا گیا ہے" یعنی جب ثبوت محسوس ہو تو ثبوت غیر محسوس پر عمل کرنا بیجا ہے اور چونکہ تصدیق غیبی کی حقیقت کا بیان بطور ثبوت کے صرف دھرم شاستر مین مندرج ہے اور اہل دنیا اُسکی حقیقت مفہوم نہین کر سکتے لہذا جب تک کہ ثبوت محسوس موجود ہو غیر محسوس شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے - سبودھنی -

[3] منقولہ بیرمترا ودائے اور بیوہار چنتامنی اور بیادتندیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار مادھویاے لیکن سمرتی چنتامنی اور بیوہار میوکھ مین نارد کا قول ہے

تصدیق غیبی سے ثابت کریگا تو ایسی حالت مین بھی بموجب اِس قاعدہ کے کہ "وہ اگر ایک سے زیادہ دعوی تحریری سے انکار ہو" الخ تصدیق غیبی بغرض اثبات مقدار قرضہ خواہ سود مصرحہ کے عمل نہین ہوسکتا۔

کاتیائن نے بھی یہی قاعدہ بیان کیا ہے۔

۸- کاتیائن نے یہ بیان کیا ہے کہ "وہ اگر شہادت انسانی مقدمہ کے صِرف ایک جزو کی نسبت بھی متعلق ہو تو وہ بترجیح منظور کیجاے اور اُن شخصون کی شہادت پر عمل کرنا نہین چاہیے جو اِس بات پر راضی ہون کہ کُل مقدمہ بذریعۂ تصدیق غیبی کے ثابت کیا جاے"۔ ۱؎

تصدیق غیبی پر صرف انھی صورتون مین عمل ہونا چاہیے جب شہادت انسانی موجود نہو۔

۹- لیکن اگر کوئی قول مشعر اس حکم کے ہو کہ بحالت تجویز جرائم مخفی کے تصدیق غیبی پر عمل ہونا لازم ہے تو بھی وہ قول صِرف اُن صورتون سے متعلق ہوگا جب شہادت انسانی موجود نہو اور ہر چند نارد نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ "وہ اگر صحرا یا غیر آباد مقام مین یا رات کے وقت یا مکان کے اندر حملہ کیا جاے یا امانت سے انکار ہو تو ایسی صورتون مین تصدیق غیبی پر عمل کرنا واجب ہے"۔ ۲؎ لیکن یہ قاعدہ بھی صِرف درصورت موجود نہ ہونے شہادت انسانی کے متعلق ہوگا۔ عام یہ قاعدہ مقررہ ہے اور استثنا جو اُسکی نسبت کیا گیا ہے اُسکا ذکر آیندہ کیا جائیگا۔

استثنا۔

۱۰- تقدیم حملہ یا حملہ اور عمل بیجا کی تحقیقات اور کُل مقدمات شدائد مین جنکے وقوع کو عرصہ گذرا ہو گوا ہون سے تصدیق غیبی کا عمل کرانا واجب ہے۔ ۳؎

۱؎ منقولۂ بیر متراودائے اور بیوہار میوکھ اور بہا دتندیو اور سمرتی چندریکا۔

۲؎ منقولۂ بہا دتندیو اور بیر متراودائے۔

۳؎ قول برہسپتی منقولۂ بہا دتندیو اور کاتیائن کا قول منقولۂ بیر متراودائے اور سمرتی چندریکا اور بیوہار چنتامنی۔

رواج کا ثبوت منحصر ہے اوپر دستاویزات کے

۱۱- مراتب مذکور الصدر کے بعد چند قواعد درباب دستاویزات اور دیگر شہادت کے بیان کیے گئے ہین وہ نسبت جماعت ہاے اہل شہر یعنی لوگ اور مجمعہاے اہل تجارت یعنی سرینی یا کارخانجات مختلف حرفون یعنی گنا کے رواج مستمرہ کا ثبوت شہادت دستاویزی پر منحصر ہے اور ایسی صورت مین نہ تصدیق غیبی کی ضرورت ہے نہ گواہون کی"۔ ۱

دیگر صورتون مین قبضہ ثبوت ہے

۱۲- وہ علی ہذا القیاس جو دعوی کہ درباب حق ایک راستہ یا سڑک کے ہو اور نیز بدررو کے دعوے مین قبضہ سے نہایت واثق ثبوت حاصل ہوتا ہے ایسی صورت مین تصدیق غیبی یا گواہون کی ضرورت نہین ہے"۔ ۲

اور صورتون مین گواہ درکار ہین

۱۳- وہ جبکہ مقدمات درباب ادا ہونے یا نہ ہونے زرمشاہرہ باہم آقا اور ملازم یا درباب ندینے قیمت شے خریدہ کے ہون یا جبکہ بوسیلۂ پانسہ پھیکنے خواہ جانوران بازی کے شرط بدی گئی ہو اور اُسکی بابت تکرار پیدا ہو توان کل صورتون مین گواہون کی شہادت پر عمل کرنا چاہیے نہ تصدیق غیبی یا دستاویزات پر"۔ ۳

۱ قول برہسپتی منقولۂ بیادتندیو اور کاتیائن کا قول منقولۂ بیرمترادواے وسمرتی چندریکا اور بیوہار چنتامنی۔

۲ قول کاتیائن منقولۂ بیرمترادواے اور بیوہار چنتامنی اور سمرتی چندریکا لیکن بیادتندیو مین بطور قول برہسپتی مندرج ہے۔

۳ ایضاً ایضاً۔

فصل دوسری

ایک امر کو دوسرے پر ترجیح دینا

بعض صورتون مین فعل مابعد نہایت موثر ہوتا ہے۔

۱- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر ہر فریق کی جانب سے ایسی شہادت پیش ہو جسکے باہم ترجیح کی کوئی صورت ممیزہ نہ ہو اور ایک فریق کا دعوی فعل زمانہ سابق کی بابت ہو اور دوسرے کا زمانہ مابعد کی بابت تو منجملہ ان دونون فعلون کے کس فعل کو زیادہ تر وثوق ہوگا۔ اِسکے جواب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ در جملہ دیگر معاملات مین فعل مابعد غالب رہیگا[1]

تشریح۔

۲- جائداد کے مقدمات مین بالعموم اور زر قرضہ وغیرہ کے مقدمات مین "فعل مابعد" یعنی جو پیچھے وقوع مین آیا یا معاملہ مابعد غالب رہیگا۔ اگر فعل مابعد ثابت ہوجاے تو مظہر اُسکا جیتے گا اور گو فعل سابق ثابت ہوجاے تو بھی مظہر اُسکا اپنا مقدمہ ہاریگا۔

تمثیل۔

۳- اگر ایک فریق اثبات زر قرضہ کا اُسکے دیے جانے کی بنا پر کرے اور دوسرا یہ عذر پیش کرے کہ مجکو کچھ نہین دینا ہے تو ایسی صورت مین گو دونون فعل یعنی دیا جانا اور ادا کیا جانا زر کا شہادت سے ثابت ہو ادا کیا جانا زر کا زیادہ تر موثق ہے اور جس فریق نے کہ ادا ہوجانے کا عذر پیش کیا اُسکے حق مین فیصلہ صادر ہوگا۔

تمثیل مزید۔

۴- علی ہذا القیاس اگر ایک شخص نے سو روپیہ سودی بشرح فی صد ایک روپیہ کے قرض لیا ہو اور وہ بعد ازان یہ اقرار کرے کہ مین تین روپیہ سیکڑا سود دونگا اور ان دونون معاہدون کی نسبت ثبوت موجود ہو تو ثبوت

[1] قول جاگیلک منقولہ بیاو بھنگار نواد ربیاد آرنوستو اور واے نت۔

نسبت مین تین روپیہ سیکڑے کے زیادہ تر موثق ہوگا کیونکہ وہ قریب مین واقع ہوا اور وجود فعل سابق سے متناقض ہے۔ علاوہ اِسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "فعل مابعد جو فعل سابق کا ناسخ نہو بے وجود ہے"۔

رہن اور ہبہ اور بیع کی صورت مستثنیٰ ہے

۵۔ اِس قاعدہ کی نسبت ایک استثناء کیا گیا ہے "لیکن رہن اور ہبہ اور بیع کی صورت مین معاملہ سابق کو نہایت زیادہ وثوق ہوگا"۔ مد اِن تینون صورتون یعنی رہن وغیرہ مین فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا مثلاً کوئی شخص ایک قطعہ اراضی بابت زرمعاوضہ کثیر کے ایک شخص کے پاس رہن رکھکر اُسی قطعہ کو بعدازان دوسرے شخص کے پاس بابت زرمعاوضہ کثیر کے رہن کرے تو حق اُس اراضی کا مرتہن اولی کو حاصل ہوگا نہ مرتہن ثانی کو اور یہی صورت معاملات ہبہ اور بیع کی ہے۔

جواب اعتراض

۶۔ اگر غیر متعلق ہونا اِس قاعدہ کا باظہار اِس حجت کے بیان کیا جاے کہ چونکہ ایک شے جو ایک شخص کے پاس رہن ہوگئی ہو وہ دوسرے شخص کے پاس بسبب خارج ہوجانے اصل مالک کے حقیت سے رہن نہین ہوسکتی اور ہبہ یا بیع اُس شے کا جو کسیکو دی گئی یا فروخت ہوئی ہو ناممکن ہے تو ایسی حجت درست نہین ہے کیونکہ اِس جگہ یہ مقصود ہے کہ جب ایک شخص رہن ثانی وغیرہ براہ مغالطہ یا طمع کے کرے اور اُسکو اِس امر کا استحقاق حاصل نہ ہو تو فعل سابق زیادہ مستحکم ہوگا پس قاعدہ ہذا ایسی صورت سے متعلق ہے اور اسپر اعتراض نہین کرنا چاہیے۔

مد قول بِاَکیالک منقولہ بیاد کھنگا رنو اور وداے تنت اور بیادتندیو ۔ لیکن بیوہار چنتامنی مین بطور قول منو۔

فصل تیسری

تاثیر قبضہ کے بیان مین

تاثیر قبضہ۔ ۱۔ قبل بیان کرنے اِس امر کے کہ قبضہ بشمول اور صفات کے کیونکر داخل شہادت ہے مصنف نسخۂ ہذا قبضہ کی ایک اور تاثیر بیان کرتا ہے۔ ”جو شخص اپنی اراضی پر دوسرے شخص کا قبضہ بیس[۲] برس تک یا اپنی جائداد منقولہ پر دس برس تک بچشم خود دیکھے اور اِس عرصہ مین استحقاق اپنا ظاہر نہ کرے اُسکا حق ملکیت جاتا رہتا ہے“[۱]۔

تشریح۔ ۲۔ ”دوسرے شخص“ سے مراد ہے شخص اجنب اور یہ قول کہ ”جو شخص دوسرے شخص کا قبضہ اپنی اراضی یا جائداد منقولہ پر بلا مزاحمت بچشم خود دیکھے“ مانع اِس بات کا نہین ہے کہ دوسرا شخص مذکور اُس جائداد پر باظہار ملکیت اپنی متصرف نہو۔ اِسطرح کا قبضہ بست سالہ یعنی قبضۂ علی الاتصال اور نسبت مال منقولہ یعنی ہاتھی اور گھوڑون کے قبضہ وہ سالہ باعث زوال حق ہوگا۔

اعتراض نسبت اس تعبیر کے۔ ۳۔ لیکن یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ یہ تعبیر اِس جہت سے متناقض ہے کہ تسلسل قبضہ سے حق ملکیت مثل ہبہ یا بیع کے زائل نہین ہوسکتا اور اُس سے سقوط حق لازم نہین آتا کیونکہ تسلسل قبضہ قیاساً یا عملاً نہین قرار دیا گیا ہے پس حق ملکیت بیس[۲] برس کے قبضہ سے پیدا نہین ہوتا اور چونکہ قبضہ صرف ثبوت حقیت کا ہے لہذا اُس سے وہ امر پیدا

---

[۱] قول باگیانک منقولہ باد تندیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ اور سمرتی سار اور بباد بھنگار نو۔

نہین ہوتا کہ جسکا اثبات منظور ہے علاوہ اِسکے وراثت وغیرہ اسباب جنسے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اُنہین قبضہ داخل نہین ہے چنانچہ تفصیل ان اسباب کی اِس قول مین درج ہے ؎ وہ کہ مالک بذریعۂ وراثت یا اشترا یا تقسیم یا زبردستی لینے خواہ پانے سے ہوتا ہے اور علاوہ اِن طریقون کے برہمن کے واسطے قبول کرلینا اور چھتری کے واسطے بذریعۂ فتح کے حاصل کرنا اور ویش یا شودر کے واسطے نفع سے پیدا کرنا بیان کیا گیا ہے ؎ اِن آٹھ باتون کو گوتم نے سبب حقیت بیان کیا ہے لیکن اُسنے قبضہ کو اُسمین شامل نہین کیا پس یہ کہنا درست نہین ہے کہ بیس۲۰ برس کا قبضہ استحصال ملکیت کا ایک طریقہ ہے اور چونکہ استنباط حقیت کے اسباب دنیاوی امور ہین لہذا استنبط کرنا اِن سببون کا صِرف دھرم شاستر سے نادرست ہے۔ وراثت کے باب مین اِس امر کی بحث بخوبی کیجائیگی لیکن گوتم کا قول صرف بطور نصیحت کے ہے۔ ؎

۲۔ علاوہ اِسکے ؎ جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکم روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے ؎ پس یہ بیان کہ محض قبضہ سے حق ملکیت پیدا ہوتا ہے اِس قول کے خلاف ہوتا ہے اور یہ حجت نہین پیش ہونی چاہیے کہ یہ پچھلا قول کہ ؎ جو بلا استحقاق متصرف ہو الخ ؎ قبضۂ مخفی سے متعلق ہے اور پہلا قول یعنی یہ کہ۔ جو بیس۲۰ برس تک

دیگر وجوہ تائید اعتراض مذکور

؎ بہاوتن. پو.

؎ حاصل اِس عبارت کا یہ ہے کہ اِس قول مین مختلف قومون کی خدمات کا ذکر ہے اور اُس سے کچھ ثبوت اِس امر کا حاصل نہین ہوتا کہ استحصال ملکیت کے طریقے صرف بموجب قول دھرم شاستر کے متحقق ہونگے۔

؎ قول نارد منقولۂ بہادتندیو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

اپنی اراضی پر شخص اجنبی کا قبضہ بچشم خود دیکھے"۔ الخ ۱ قبضۂ علانیہ سے متعلق ہے کیونکہ یہ قول کہ جو بلا استحقاق متصرف ہو" الخ دونون صورتون مین بلا کسی امتیاز کے بیان کیا گیا ہے اور کاتیائن نے بھی یہی قاعدہ بیان کیا ہے۔ "جو شخص بطور ناجائز مویشی اور غلامون یا کنیزکون کو اپنے قبضہ مین لاوے تو اُسکا یا اُسکے بیٹے کا قبضہ جائز نہین ہے اور یہی قاعدہ مستمرہ ہے"۔ ۲ علاوہ اسکے قبضۂ علانیہ سے نقصان عائد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ سبب نقصان نہین ہے۔

ذکر مزید مباحثۂ مذکور کا۔

۵- جو استثناء کہ درباب ترجیح جواز فعل سابق نسبت رہن وہبہ و بیع کے کیا گیا ہے اُس سے یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ اِس صورت مین جسکا کہ اب ذکر ہے درحالیکہ جایداد اراضی پر بیس برس تک اور جایداد منقولہ پر دس برس تک قبضہ رہا ہو جواز فعل مابعد کی تقدیم مقصود ہے کیونکہ رہن اور مثل اُسکے دیگر معاملون کا وقوع حقیقۃً مکرر نہین ہوسکتا۔ ایک شخص کو اپنی جایداد کے رہن رکھنے یا دیدینے یا بیع کرنے کا اختیار ہے لیکن جو اشیاء کہ دے دی گئی یا رہن رکھی گئی یا بیع ہوچکی ہون اُنکی نسبت اُسکو حق ملکیت نہین پہونچتا جس شے کی نسبت کہ ملکیت حاصل نہو اُسکے بخشنے اور لینے کی نسبت سزا کا حکم ہے"۔ "جو شخص کہ وہ شے لیوے جسکا دینا جائز نہو اور جو شخص کہ اُس شے کو بخشے یہ دونون شخص مثل چور کے مستوجب سزا ہونگے اور اُنپر زیادہ سے زیادہ جرمانہ کیا جائیگا"۔ ۳ اگر اِس قول کو اُس قاعدۂ عامہ سے جو درباب رہن وہبہ و بیع کے ہے غیر متعلق رکھنا مقصود ہوتا تو ایک استثناء جو قول مابعد مین کیا گیا اور جسکا شروع یہ ہے کہ "بجز جائداد متعلقۂ رہن ہانے بالکفالت اور حدود کے" الخ ۴ غیر متعلق مقصود ہوتا ہے پس اِس سے

۱ دیکھو دفعہ ۱۔

۲ بباو چندریکا اور بباو تندیو اور بیوہار میوکھ

۳ دیکھو دفعہ ۱۳ فصل ہذا۔

۴ بباو تندیو و بیرمتراودائے۔

یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اراضی یا دیگر جایداد کا حق تلف نہین ہو سکتا۔

ذکر مزید مباحثۂ مذکور کا اور یہ کہ اِس قول سے حق نالش زائل نہین ہوتا۔

۶- نہ استحقاق نالش زائل ہوتا ہے۔ نارد کا یہ قول ہے کہ استحقاق نالش اُبھاد کی صورت مین زائل ہوتا ہے یعنی جبکہ غفلت کا سبب نپایا جاے نہ جایداد کے قبضہ مین نہونے سے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ "جو شخص بے اعتنائی کرے اور خاموش رہے نالش اُسکی بعد میعاد معینہ کے سرسبز نہوگی" ؎۱ اور منو کا بھی یہی قول ہے یعنی وہ لکھتا ہے کہ "اگر مالک مخبط فطری نہو نہ پندرہ برس کی عمر سے کم ہو اور شے بقبضہ مخالف ایسے مقام پر ہو کہ جہان وہ اُسے دیکھ سکتا ہو تو ملکیت اُسکی نسبت ایسی شے کے قانوناً زائل ہو جاتی ہے اور وہ شے شخص مخالف کے قبضہ مین رہیگی" ؎۲ اِس قول سے حق مرافق کی نسبت مضرت مقصود ہے نہ جایداد کی نسبت اور ایسی مضرت اُس صورت مین عائد ہوتی ہے کہ جب شخص قابض یہ عذر پیش کرے کہ "نہ مدعی مخبط فطری ہے نہ بچہ نابالغ اور بمقابلہ اُسکے مین بیس برس سے برابر قابض چلا آیا ہون۔ اگر مجکو قبضہ جائداد کا بطور ناجائز حاصل ہوا تھا تو مدعی اِس مدت دراز تک کسواسطے ساکت رہا چنانچہ بصداقت اِس بیان کے مین بہت سے گواہ رکھتا ہون" ایسی صورت مین مدعی ردّ جواب نہ دیسکیگا لیکن قول مندرجہ ذیل سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر مدعی ردّ جواب نہ دے سکے تو بھی مقدمہ اُسکا ترتیب پاویگا اور وہ قول یہ ہے کہ "راجہ کو لازم ہے کہ فریب پر لحاظ نہ کرکے مقدمات کی تحقیقات نیک عملی کے ساتھ کرے" الخ ؎۳ یہی تعبیر اِس قول کی صحیح ہے۔

مباحثۂ مزید۔

۷- یہ نہین فرض کرنا چاہیے کہ چونکہ نہ حق ملکیت زائل ہوتا ہے نہ حق نالش لہذا قول منقولہ بالا کا صرف یہی مقصود ہے کہ سکوت نہ کیا جاے کیونکہ جو شخص کہ دوسرے کا قبضہ روا رکھے مگر اِس باب مین دست انداز نہ ہو اُسکا حق نالش زائل ہو سکتا ہے

؎۱ قول نارد منقولۂ بیاد تندیو اور بعض نسخجات متاچھرا۔

؎۲ قول منو باب ۸ اشلوک ۱۴۷ منقولۂ سمرتی چندریکا اور بیاد تندیو۔

؎۳ قول جاگیلک منقولۂ سمرتی چندریکا۔

حال آنکہ یہ بات نہین ہے کسواسطے کہ اگر اِس قول کا صِرف یہی مقصود ہوتا کہ سکوت نہ کیا جاے تو تعین کرنا مدت بیس۲۰ برس کا بیفائدہ تھا کیونکہ اگر کوئی شخص کسی عرصہ تک جو یاد انسانی کے قابل ہو صرف قابض رہے تو اِس سے کوئی وجہ احتمال نقصان کی پیدا نہین ہوتی اگر یہ ظاہر کیا جاے کہ بیس۲۰ برس کی میعاد خاص بلحاظ اس قول کا تیائن کے کہ وہ جو شخص بذریعہ کسی دستاویز استحقاق کے کسی شخص مجاز کی جایداد پر بیس۲۰ برس تک متصرف رہے اُسکی دستاویز بعد مدت مذکورہ کے غیر ممکن التردید ہے؛؛ ۱؎ اِس غرض سے معین کی گئی ہے کہ جو دستاویز استحقاق بابت اسقدر مدت کے ہو اُسکی نسبت کوئی اعتراض وارد نہو سکیگا تو یہ امر بھی مقبول نہین ہوا ہے کیونکہ دستاویزات استحقاق کی نسبت جو اعتراض وارد نہو سکنے کی صورت ہے اُسکا اطلاق معاملات رہن و سرحد اور اِسی قسم کے دیگر معاملون پر بھی نہین ہوسکتا اور ایسی تعبیر عامہ سے وہ استثنا باطل ہوتا ہے جو اِس طرح کے معاملات کی نسبت کا تیائن کے اقوال مندرجہ ذیل مین کیا گیا ہے اور وہ قول یہ ہین اگر ؛؛ شے مرہونہ پر بذریعہ دستاویز استحقاق کے بیس۲۰ برس تک متصرف رہنا متحقق ہو تو ایسا تصرف برقرار رہنا چاہیے بشرطیکہ دستاویز مذکور کی نسبت اعتراض وارد نہوسکتا ہو بعد تصفیہ تنازع سرحد کے ایک وثیقہ جسمین حدود کی تفصیل درج ہو دینا چاہیے اور جو کچھ غلطیان اُس مین پائی جائین اُنکی نسبت بیس۲۰ برس کے اندر اعتراض پیش ہونا چاہیے؛؛ ۲؎ اور جائداد منقولہ کے واسطے جو دس۱۰ برس کا قبضہ معین ہے اُس سے بھی یہی قاعدہ متعلق ہے۔

تاویل صحیح اس قول کی یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ منافع نہ ملے۔

۸۔ پس قول محولۂ بالا کے معنی اب اور طور پر لیے جاتے ہین یعنی مقصود اُسکا یہ ہے کہ جو منافع بابت جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے حاصل ہو اُسکے ملنے کا استحقاق جاتا رہتا ہے نہ حق نالش یا ملکیت۔ غرض کہ معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مالک حقدار بیس۲۰ برس کے بعد اپنا حقیت

۱؎ میو ہار مادھو اور بیاد تندیو۔

۲؎۔ ایضاً۔

دوسرے شخص سے جو اُسپر اس عرصہ تک علی الاتصال قابض رہا ہو دوبارہ حاصل کرے تو وہ باوجود اس بات کے اسقدر مدت کا منافع نہین پا سکتا۔ یہ تاویل مطابق الفاظ صریح قول مذکور کے ہے اور مالک کے قصور سکوت سے مستنبط ہے۔

(حاشیہ: یہ ضرور ہے کہ قبضہ بیس برس کا علی الاتصال ہو اور بچشم خود دیکھا جا سکے۔)

۹۔ لیکن صورتہاے مندرجۂ ذیل مین مالک کو اپنی جایداد مع منافع ملیگی یعنی اگر مالک کی غیبت مین قبضہ رہا ہو جیسا کہ اس شرط سے واضح ہے "جو شخص بچشم خود دیکھے"۔ اگر قبضہ بچشم خود دیکھا جاے مگر اُسکی نسبت تکرار پیش ہو جیسا کہ "شرط بلا مزاحمت" سے ظاہر ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر قبضہ بچشم دیکھا جاے اور اُسکی نسبت تکرار بھی نہو مگر بیس برس کی مدت نہ گذری ہو جیسا کہ لفظ "بیس" سے ظاہر ہے۔

(حاشیہ: اگر محاصل موجود ہو تو مالک کو ملنا چاہیے۔)

۱۰۔ چونکہ محاصل موجودہ کی نسبت بھی استحقاق پہونچتا ہے لہذا یہ لکھنا کہ وہ نہ ملے فی الواقع بیجا متصور ہوگا لیکن محاصل مذکور صرف اُس صورت مین مل سکتا ہے کہ جب وہ بحالت خود قائم ہو شلاً اگر سپاری یا کٹھل کے درخت مع ثمر موجود ہون تو ایسا ہو سکتا ہے لیکن اگر محاصل صرف مین آجانے سے منافع ضائع ہو جائے تو اُس صورت مین محاصل پانے کا استحقاق بھی زائل ہو جاتا ہے۔

(حاشیہ: جو شخص بطور ناجائز قابض ہو اُسکی نسبت بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے۔)

۱۱۔ "جو شخص کہ بلا استحقاق صدہا سال تک متصرف ہو حاکمان روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دین"[1] اس قول سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ جیسا چوری کی صورتون مین ہوتا ہے ویسا ہی اُسقدر جائداد جسپر تصرف بیجا کیا گیا ہو تخمینہ کی رو سے واپس ہونی چاہیے لیکن چونکہ اس قول کی نسبت یہ اشتناء ہے کہ بیس برس کے بعد حق زائل ہو جاتا ہے لہذا یہ استنباط درست نہین ہے پس اگر قبضہ ناجائز ہو تو بیس برس کے بعد بھی سزا ہو سکتی ہے کیونکہ قول مذکور کے اس جزو کی نسبت کوئی اشتناء نہین کیا گیا ہے۔

(حاشیہ: اعادہ۔)

۱۲۔ پس یہ متحقق ہوا کہ اگر مالک غفلت کرے تو وہ بوجہ اپنے قصور اور

[1] دفعہ ۴ مرقومۂ بالا دیکھی جاے۔

نیز بلحاظ الفاظ صریح قول مذکور کے بیس ۲۰ برس کے بعد محاصل متصرفہ نہین پا سکتا اور یہی قاعدہ جائداد منقولہ سے جسپر دس برس تک تصرف رہا ہو متعلق ہے۔

استثناء۔ ۱۳- اب اِس قاعدہ کی نسبت ایک استثنار کیا گیا ہے یعنی "باستثنار جائداد متعلقہ معاملات رہن و سرحد و امانت اور جائداد اشخاص مخبط فطری اور نابالغون اور امانت و جائداد راجاؤن و عورات اور ذیعلم طالب علمون کے"[۱]

امانت۔ ۱۴- امانت اُسے کہتے ہین جو شے بتخصیص اُسکی نوعیت یا مقدار کے دوسرے شخص کے سپرد کیجاوے[۲] چنانچہ نارد کا قول اِس باب مین یہ ہے کہ "جب کوئی شخص اپنا مال دوسرے کے سپرد کرے جسپر اُسکو اعتماد ہوا اور جس سے اُسکو مال مذکور کے واپس ملنے مین کچھ شک نہو تو یہ امانت کہلاتا ہے اور عاقل اُسکو نکھیپ کہتے ہین اور امانت مُہری اُپنادہ کے نام سے مشہور ہے"[۳]

رہن وغیرہ مین غفلت کے سبب سے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا۔ ۱۵- معاملات رہن اراضی مین بیس برس تک اور کفالتہاے جائداد منقولہ مین دس برس تک اُس شخص کے منافع پانے کا حق زائل نہین ہوتا جو دوسرے کا قبضہ بچشم خود دیکھے اور اُسمین مزاحم نہو وجہ اِسکی یہ ہے کہ ایسی صورتون مین شخص مذکور کا کچھ قصور نہین ہوتا کیونکہ غفلت بوجہ معقول وقوع مین آتی ہے اور رہن بالخصوص اِسی غرض سے عمل مین آتا ہے کہ دوسرے شخص کو قبضہ دیا جاے پس غفلت کا الزام عائد نہین ہو سکتا۔

سرحدات اور امانت مُہری مخصوص الذکر کی صورت مین بھی حق مذکور زائل نہین ہوتا۔ ۱۶- چونکہ سرحدات کی تنقیح بذریعۂ قدیم نشانہاے اراضی جو بھوسہ یا خاکستر خواہ اَور چیزون سے قائم کیے جاتے ہین بسہولت ممکن ہے اِسلیے غفلت کا وقوع

---

[۱] بیاد تندیو اور بیرمترا و دائے۔

[۲] بیرمترا و دائے مین بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن سبودھنی مین آپدرشٹن یعنی بلا تخصیص کا لفظ مندرج ہے کیونکہ بشیشٹر کی یہ راے ہے کہ جب اعتبار ہو تو اِس صورت مین شمار اور آگاہ کرنا ضرور نہین لیکن پہلے قول کو اکثر لوگ پسند کرتے ہین۔

[۳] بیوہار میوکھ اور بیرمترودائے اور بیاد آرنوستو۔

روا رکھا جاسکتا ہے اور امانت ہاے مُہری و مخصوص الذکر کی صورت مین بھی ظہور غفلت روا ہوسکتا ہے کیونکہ شاستر کے بموجب اُنپر متصرف ہونا ممنوع ہے اور اگر اس حکم امتناعیہ سے انحراف کیا جاے تو منافع مع سود ملنا چاہیے۔

۱۷- اشخاص مخبط فطری اور نابالغون کی صورت مین بوجہ اُنکے فتور عقلی اور نابالغی کے اور راجہ کی صورت مین بسبب ہجوم اشغال کثیرہ اُسکے اور عورات کی صورت مین بباعث اُنکی ناواقفیت اور ناتجربہ کاری کے ظہور غفلت قابل اغماض ہے اور ذی علم طالب علمون کی صورت مین وقوع غفلت اِس سبب سے روا رکھا گیا کہ وے ہمیشہ مطالعہ کتب و تعلیم اور مباحثات عالمانہ مین مصروف رہتے ہین۔

مخبط فطری اور ان دیگر اشخاص کی صورت مین جو مستثنیٰ قرار دیے گئے ہین حق مذکور زائل نہین ہوتا

۱۸- پس نتیجہ اِس بحث کا یہ ہے کہ چونکہ معاملات کفالت وغیرہ مین دفعیہ غفلت کا نسبت اُس قبضہ کے جو بچشم خود دیکھا جاے ایک طریقہ سے ہوسکتا ہے لہذا ایسی غفلت سے منافع پانے کا حق ہرگز زائل نہین ہوسکتا۔

اعادہ۔

فصل چوتھی

بحث ضمنی جرمانون اور دیگر تعزیرات کے بیان مین

ا- بعد لکھنے مراتب مذکورۂ بالا کے مصنف متاچھرا اب اُن خاص تعزیرات کا بیان کرتا ہے جو معاملات کفالت اور دیگر صورتون سے متعلق ہین- مد جو شخص اشیاء مکفولہ وغیرہ پر غصب کرے اُس سے راجہ اشیاء مذکورہ اصل مالک کو واپس اور جرمانہ بقدر مالیت جائداد مغصوبہ یا حسب حیثیت اُسکے دلائیگا" مد اگر کوئی شخص رہن اور اُن دیگر صورتون مین جنکی صورت اخیر درباب جائداد ذی علم طالب علمون کے ہے بذریعۂ قبضۂ ممتد کے غصب کرے تو اُس سے اصل مالک کو جائداد مغصوبہ واپس دلائی جاے- یہ عبارت صرف اعادہ ہے ایک

ذکر تعزیرات کفولہ کے غصب کرنے اور دیگر صورتون کی تعزیر کا۔

مد قول جاگیلک سمرتی بنا دشتدیو۔

قول سابق کا اور قاعدہ جو درباب دلانے جرمانہ بقدر مالیت جائداد مغصوبہ کے ہے ایک حکم قطعی ہے۔

۲- اگر درصورت غصب اراضیات ومکانات وغیرہ کے مساوی جرمانہ ملنا ممکن نہو تو بموجب اُس تعزیر کے عمل کرنا چاہیے جو آیندہ واسطے انہدام نشانہائے اراضی اور مداخلت مخالفانہ سرحدات کے بیان کی گئی ہے۔ اگر بسبب متمول ہونے غاصب کے لیا جانا جرمانہ کا بقدر جائداد مغصوبہ کے اُسکی رعونت کو فرو نہ کرے تو اُس سے حسب حیثیت اُسکے جرمانہ لینا چاہیے یعنی اُس سے اسقدر زر لیا جاے جو واسطے فرو کرنے اُسکی رعونت کے کافی متصور ہو یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جرمانہ بغرض تنبیہ عائد کیا جاتا ہے اور مقصود اُسکا یہ ہے کہ رعونت فرو ہو جاے" پس اِس سے یہ ظاہر ہے کہ مقصود جرمانہ کا محض تعزیری ہے۔ لیکن اگر مجرم کے پاس مال بقدر جایداد مغصوبہ کے نہو تو اُسپر اسقدر جرمانہ عائد کرنا چاہیے جس سے وہ تکلیف مین مبتلا ہو۔

دے معو تین جنین یہ ضرور نہین ہے کہ مقدار جرمانہ جائداد مغصوبہ کے مساوی ہو۔

۳- اگر کوئی شخص قطعی مفلس ہو تو تدارک اُسکا بذریعہ چشم نمائی اور سزاے بدنی وغیرہ کے ہونا چاہیے چنانچہ اِس باب مین منو کا یہ قول ہے کہ "اولاً فہمایش ملائم کے ساتھ اُسکا تدارک کیا جاے ثانیاً بذریعہ درشت ملامت کے ثالثاً بذریعہ چھین لینے جائداد کے اور بعد ازان بذریعہ تکلیف جسمانی کے"۔[1]

تعزیر جو مجرم مفلس کی نسبت عائد ہونی چاہیے

۴- بموجب قول منو کے سزاے بدنی یعنی وہ سزا جو جسم پر دی جاتی ہے اُسکی دس قسمین ہین اور وہ سواے برہمنون کے اور سب سے متعلق قرار دی گئی ہے "منو نے جو واجب الوجود کا بیٹا ہے نیچے کی تین قومون کے واسطے سزا کے دس مقام قرار دیے ہین لیکن برہمن کا جسم اِس سزا سے مبرا ہے اور دے مقام جسم کے یہ ہین۔ اعضاے تناسل۔ شکم۔ زبان۔ ہاتھ۔ پانون۔ آنکھ۔ ناک۔ کان۔ جسم کے دیگر مقامات اور جائداد"[2] یہ واضح ہو کہ جو عضو تم تکلیف کا جسم

سزاے بدنی دس قسم کی ہے اور برہمنون کو نہین ہونی چاہیے۔

[1] منو باب ۸- اشلوک ۱۲۹- لیکن بیاد تندیو مین بطور قول گوتم کے منقول ہے۔
[2] منو باب ۸- اشلوک ۱۲۴ و ۱۲۵ منقولہ بیاد تندیو۔

اُسی پر سزا ہونی چاہیے۔

سزا کے اور طریقے
۵۔ اور طریقے سزا کے یہ ہین۔ مشقت لینا یا قید چنانچہ کاتیائن کا قول اِس باب مین یہ ہے کہ ”جو شخص مفلس قرار پاوے اُس سے خاص اُسی کے پیشہ مین مشقت لیجائے اور اگر اُس سے مشقت نہو سکے تو وہ قید کیا جاے مگر اِس صورت برہمن مستثنیٰ ہین“ ؎۱

سزاے خاص واسطے اُس مفلس برہمن کے جو مرتکب قصور ہوا۔
۶۔ جس برہمن کے پاس کچھ جائداد نہو سزا اُسکی معزولی عہدہ وغیرہ ہے چنانچہ گوتم کا قول اِس باب مین یہ ہے کہ ”اگر اُس سے قصور سرزد ہو تو معزولی عہدہ اور چشم نمائی اور جلاوطنی اور جسم پر داغ دینے کی سزا ہونی چاہیے“ ؎۲ علیٰ ہذا القیاس نارد کا قول بھی یہی ہے کہ ”سزائین جنکا ذکر کیا گیا ہے یہ ہین یعنی سزاے بدنی۔ چھین لینا جایداد کا۔ جلاوطنی۔ جسم پر داغ دینا اور قطع عضو کی سزا بپاداش جرائم کبیرہ کے قرار دی گئی ہے اور یہی عام سزائین ہین“ ؎۳ بعد اِس تمہید کے نارد یہ لکھتا ہے کہ ”یہ کُل سزائین باستثناے سزاے بدنی کے برہمن سے متعلق ہین اور برہمن کو سزاے بدنی نہین ہونی چاہیے“ ؎۴

سزا کے اور طریقے
۷۔ سزا کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے یعنی ذلت کے ساتھ سرمنڈوانا اور شہر بدر کرنا اور پیشانی پر بعزتی کا نشان کر کے گدھے پر تشہیر کرنا۔

بدن پر داغ دینے کا طریق۔
۸۔ بدن پر داغ دینے کے باب مین قواعد خاص مندرج ہین ”یعنی جو شخص اپنے گرو کی زوجہ کے ساتھ حرام کرے اُسکے بدن پر علامت فرج ہونی چاہیے۔ شراب خواری کے واسطے اُس ظرف کی علامت ہے جسمین شراب پی جاے۔

؎۱ بہا دتندیو۔

؎۲ ایضاً۔

؎۳ ایضاً۔

؎۴ قول نارد مندرجۂ بہادتندیو۔

چوری کے واسطے کُتے کا پانون - اور واسطے قتل برہمن کے انسان بے سر کی صورت معین ہے[1]

اپاس تمب کے ایک قول کی تعبیر

۹- لیکن اپاس تمب کے قول مین جو یہ حکم ہے کہ برہمن نابینا کردیا جاے اُسکی مراد تاویلاً یہ ہوسکتی ہے کہ جب وہ شہر بدر کیا جاے اُسوقت اُسکی آنکھون پر ایک پٹی باندھنی چاہیے نہ یہ کہ اُسکی آنکھین نکال لی جائین کیونکہ یہ تعبیر منو اور گوتم کے اِن قولون کے خلاف ہوگی یعنی "لیکن برہمن جلاوطن کیا جاے"[2] "برہمن کا جسم اِس سزا سے مبرا ہے"[3] اِس باب مین زیادہ لکھنا فضول ہے۔

فصل پانچوین

قبضۂ بلا استحقاق کے بیان مین

استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے بہ نسبت قبضۂ غیر ممتد کے۔

۱- چونکہ قبضہ لازمۂ استحقاق ہے لہذا وہ ثبوت استحقاق قرار دیا گیا ہے اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ قبضہ سے استحقاق کا ثبوت حاصل نہین ہوتا کیونکہ مجرد قبضہ استحقاق کا لازمہ نہین ہے تو بہ تسلیم اِس اعتراض کے یہ جواب ہے کہ اگر "قبضہ بلا قائم مقامی موروثی ہو تو بہ نسبت اُسکے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت ہے"[4]

محض قبضہ مطلقاً ثبوت متصور نہین

۲- استحقاق ملکیت ہبہ یا بیع یا اور کسی ذریعۂ حقیت سے پیدا ہوتا ہے - واسطے اثبات حقیت کے استحقاق ایک قوی اور محکم ثبوت ہے کیونکہ قبضہ منحصر ہے استحقاق پر چنانچہ اِس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ ایسے "قبضہ سے جو استحقاق صریح پر مبنی ہو ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن جو قبضہ کہ اِسطرح کے استحقاق پر مبنی نہو اُس سے حقیت کا مطابق کچھ ثبوت حاصل نہین ہوتا"[5] نہ محض قبضہ سے استحقاق ملکیت

[1] قول نارد مندرجۂ بیاد تندیو۔

[2] منو باب ۸ اشلوک ۱۲۳۔

[3] بیوہار میوکھ۔

[4] جاگلک منقولۂ بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[5] بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

ثابت ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ دوسرے شخص کی جایداد پر غصباً یا کسی اور ناجائز طریقہ سے قبضہ حاصل کیا جاے اسی وجہ سے یہ لکھا گیا ہے کہ "جو شخص محض قبضہ کا عذر بلا استدلال استحقاق پیش کرے وہ بسبب ظاہر کرنے قبضۂ باطلہ کے بمنزلۂ چور کے تصور کیا جائیگا" [1]

۳- اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے جب بشمول اُسکے یہ پانچ شرائط موجود ہون یعنی - استحقاق - امتداد زمانہ - تسلسل - عدم تخلل - ہونا علم قبضہ کا فریق مخالف کو - چنانچہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ قبضہ "پانچ قسم کا ہے یعنی بالاستحقاق - ممتد - مسلسل - غیر متخلل - معلوم بفریق مخالف" [2]

قبضہ اُس صورت مین ثبوت متصور ہے کہ جب بشمول اُسکے پانچ شرائط موجود ہون -

۴- بسبب مستثنیٰ قرار دینے اُس قبضہ کے جو بذریعۂ توریث کے حاصل ہو یہ واضح ہے کہ قبضہ بلالحاظ استحقاق کے بھی ثبوت حقیت متصور ہو سکتا ہے پس فقرہ کی یہ صورت قرار پاتی ہے کہ بہ نسبت قبضہ کے استحقاق ایک زیادہ قوی ثبوت متصور ہے بشرطیکہ قبضہ کا ثبوت بوجہ توریث نہو یعنی تین پشت سے برابر قبضہ نہ چلا آیا ہو کیونکہ ایسا قبضہ استحقاق سے بھی قوی تر ثبوت تصور کیا جاتا ہے اسواسطے کہ حصر اُسکا استحقاق پر نہین ہے -

قبضہ اُس صورت مین بھی ثبوت متصور ہے جب کہ بذریعۂ توریث کے حاصل ہو -

۵- لیکن یہ سمجھنا چاہیے کہ قبضہ محتاج اظہار استحقاق نہین ہے مگر وجود استحقاق کا محتاج ہے کیونکہ استحقاق کا وجود قبضہ سے مستنبط ہے -

قبضہ سے استحقاق ظن غالب ہوتا ہے

۶- جو استثناء کہ قائم مقامی موروثی کی نسبت کیا گیا ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جسکا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو اور جس قول مین استحقاق کا فوق ظاہر کیا گیا ہے اُس سے یہی مقصود ہے کہ وقوع استحقاق یاد انسانی کے اندر ہو کیونکہ جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہے اُنمین ممکن ہے کہ وثیقۂ استحقاق

استحقاق اُن صورتون مین ثبوت متصور ہے جنکا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو اور بعد اس عرصہ کے قبضہ ثبوت کافی ہے -

---

[1] بادتندیو -

[2] قول بیاس منقولۂ بادتندیو اور قول پتامہا مندرجۂ سمرتی چندریکا اور قول کاتیاین مندرجۂ دہت

پیش کیا جاے۔ اور اگر وثیقہ مذکور پیش نہو تو فی الحقیقت یہ مستنبط ہو گا کہ استحقاق کا کبھی وجود نہ تھا پس ایسی صورتون مین قبضہ کا ثبوت محتاج ہے اظہار استحقاق پر لیکن چونکہ ایسی صورتون مین جنکا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے یہ ناممکن ہے کہ عدم استحقاق متحقق ہو لہذا وہ قبضہ جو بذریعۂ توریث کے حاصل ہو ایسی حالتون مین بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے ثبوت متصور ہو سکتا ہے۔

بتائید اس امر کے کاتیائن کا قول نقل کیا گیا ہے۔

۷۔ کاتیائن نے صاف یہ لکھا ہے کہ "جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو انمین قبضہ مستحقانہ جائداد اراضی کا ثبوت قرار دیا گیا ہے اور جن صورتون کا وقوع یاد انسانی سے خارج ہو انمین تین پشت کی توریث بلا استحقاق کے بھی تسلیم کی گئی ہے"۔ [1]

اس زمانہ سے جو یاد انسانی کے اندر ہے ہو سو برس مراد ہے،

۸۔ اس قول سے کہ عمر انسان کی حد سو برس ہے"۔ [2] یہ تعبیر کی گئی ہے کہ سو برس کا زمانہ یاد انسانی کے اندر ہے "الفاظ بلا استحقاق سے بھی" یہ مراد ہے کہ جب علم استحقاق بسبب پیش نہونے وجہ استحقاق کے تحقیقاً مستنبط نہو۔ پس جو قبضہ کہ سو برس سے زائد کا اور موروثی اور غیر متخلل اور فریق مخالف کے پیش نظر ہو اُس سے بوجہ اسکے کہ وہ لازمۂ استحقاق اور محتمل وجود حقیت ہے حق حاصل ہوتا ہے [3]

بپابندی چند شرطون کے قبضہ ناجائز دوسری اور تیسری پشت کا بھی سزا کے قابل ہے۔

۹۔ لیکن اگر بوجہ روایت کے استحقاق کا وجود ثابت نہو تو قبضہ باوصف گذر جانے

---

[1] بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[2] بیاد تندیو۔

[3] چونکہ وہ زمانہ جو یاد انسانی سے خارج ہو غیر محدود ہے لہذا اس عرصہ تک ارجاع دعویٰ مین سکوت کرنا ہمیشہ بوجہ کافی اِس امر پر محمول ہو گا کہ شخص ساکت جائداد سے دست بردار ہونے کی نیت رکھتا تھا مگر متقنان دانشمند کو یہ بخوبی لحاظ کرنا چاہیے کہ اُس زمانہ سے جو یاد انسانی سے خارج ہو قطعی سو برس مراد ہے اور واضح ہو کہ عرصۂ مذکور تین پشت کی مدت پر حاوی ہے چنانچہ اِسی قاعدہ کی بنا پر اہل رومیہ کبریٰ نے شاہ انطیقوس کے حضور مین جو چند شہرون پر قابض ہونا چاہتا تھا یہ حجت پیش کی کہ دعویٰ حضور کا درست نہین ہے کیونکہ نہ حضور کی جانب سے کبھی پیش ہوا نہ حضور کے والد و جد کی جانب سے۔

اُسقدر مدت کے بھی جو یاد انسانی سے خارج ہو مطلق ثبوت متصور نہیں ہو سکتا - اِسی امر پر یہ قاعدہ بھی مبنی ہے کہ "جو شخص بلا استحقاق صدہا سال تک بھی متصرف ہو تو حاکم روے زمین کو چاہیے کہ ایسے گنہگار کو چور کی سزا دے"[1] لیکن اِس قول سے کہ "جو شخص بلا استحقاق" الخ یہ قیاس نہ کرنا چاہیے کہ بوجہ استعمال ہونے صیغۂ واحد اور واقع ہونے لفظ "بھی" مابعد عبارت "صدہا سال تک" - کے سزا صرف اُس شخص کو دینی چاہیے جو ابتدا و مدت دراز تک بلا استحقاق قابض رہا ہو کیونکہ اِس سے مفہوم ہوگا کہ دوسرے یا تیسرے قابض کا قبضہ بلا استحقاق واسطے ثبوت حق کے کافی ہوگا مگر یہ امر تسلیم نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خلاف قول نارد مندرجۂ ذیل کے ہے یعنی "شخص اول کے واسطے ہبہ وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار درمیانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ" الخ[1] اِس سے مستنبط ہوتا ہے کہ یہ قول یعنی "جو شخص بلا استحقاق" الخ قبضۂ ناجائز کی کل صورتوں سے بلا امتیاز کے متعلق ہے -

۱۰- اِس قول سے "کہ جو شے بطریقۂ ناجائز بھی بغیر کسی استحقاق ظاہر کے تین پشت اور باپ کے قبضہ مین رہی ہو اُسکے بازیافت کا دعوی نہین ہو سکتا کیونکہ شے مذکورہ بعض کے دخل مین علی الاتصال تین پشت تک رہی"[2] یہ سمجھنا چاہیے کہ تین پشت مین باپ بھی داخل ہے لیکن ذکر علی الاتصال تین پشت سے "صریح وہ زمانہ مفہوم ہوتا ہے جو یاد انسانی سے خارج ہو - اگر اِس قول سے صرف قبضہ مسلسل تین شخصون کا مراد ہے تو چونکہ ممکن ہے کہ تین شخص جو یکے بعد دیگرے قابض رہے ہون ایک سال مین وفات پا دین لہذا اِس سے یہ مفہوم ہو سکتا ہے کہ دوسرے سال کے قبضۂ بلا استحقاق سے ملکیت کا ثبوت ہو سکے لیکن یہ تعبیر اِس قاعدہ کے خلاف ہوتی ہے کہ "جن صورتون کا وقوع یاد انسانی کے اندر ہوا ہے ان مین قبضہ مستحقانہ جائداد اراضی کا ثبوت

تین پشت کا قبضہ بھی بلا استدراد زمانہ کے ثبوت کافی نہیں ہے

[1] قول نارد منقولہ بباد تندیو اور سمرتی چندریکا -

[2] دفعہ ۶ فصل -

[3] بباد تندیو لیکن سمرتی چندریکا اور دائے تت مین بطور قول نارد منقول ہے -

قرار دیا گیا ہے"(دفعہ، فصل ہذا) لیکن اِس قول سے کہ "جو شے بطریق ناجائز بھی" الخ یہ مراد ہے کہ اگر کسی صورت قبضہ ناجائز مین جائداد کی بازیافت کا دعوی نہو سکے تو یہ لازم آتا ہے کہ اگر عدم جواز مستحق نہو تو بدرجۂ اولی اُسکے بازیافت کا دعوی نہین ہوسکتا اور اس قول سے کہ "جو شے کسی استحقاق کی رو سے تین پشت کے قبضہ مین اسقدر مدت تک رہے جو یاد انسانی سے خارج ہو اُسکے بازیافت کا دعوی اِس وجہ سے نہین ہوسکتا ہے کہ وہ تین پشت تک قبضہ مین رہے"؎ یہ سمجھنا چاہیے کہ کوئی ایسا استحقاق ہو جو یاد انسانی سے خارج ہو یا جسکا تعین نہو سکے نہ یہ کہ استحقاق کا مطلق وجود بھی نہو کیونکہ یہ بیان ہو چکا ہے کہ صدہا سال کے قبضہ سے بھی ملکیت بلا وجود استحقاق کے حاصل نہین ہوتی ہے۔ غرضکہ تین پشت کی قائم مقامی موروثی کے باب مین جو قاعدہ ہے اُسکا مدعا حسب مذکورۂ بالا ہے۔

قبضہ جس سے استحقاق مستنبط ہو حقیت کا ثبوت متصور ہے۔

۱۱۔ لیکن یہ اعتراض پیش ہوسکتا ہے کہ یہ قاعدہ قرار دینا بیجا ہے کہ اُن صورتون مین جنکا وقوع یاد انسانی کے اندر ہو قبضہ مستحقانہ ثبوت متصور ہے کیونکہ اگر استحقاق کسی اور ثبوت خارجی مثلاً اشترا وغیرہ سے مستنبط ہو سکے تو صرف یہی امر استنباط حقیت کے واسطے کافی ہوگا اور ایسی صورت مین قبضہ سے نہ ثبوت ملکیت ہوگا نہ ثبوت استحقاق اور اگر استحقاق کسی اور ثبوت خارجی سے مستنبط کیا جاے تو ظاہر ہے کہ قبضۂ مستحقانہ سے حقیت کا کچھ ثبوت حاصل نہین ہوسکتا۔ جواب اِس اعتراض کا یہ ہے کہ قبضہ مستحقانہ جو مسلسل اور کسی اور ثبوت سے مستنبط ہو وہ زمانۂ مابعد مین ثبوت حقیت متصور ہوتا ہے لیکن جو استحقاق مثل اشترا وغیرہ کے ثابت بھی ہو وہ بلا قبضہ کے زمانۂ مابعد مین ثبوت حقیت متصور نہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ بعد وقوع اشترا کے حق ملکیت بذریعۂ ہبہ یا بیع یا از روے کسی اور انتقال کے زائل ہوگیا ہو اور یہ امر غیر ممکن الترديد ہے۔

؎ بجا و تندیر۔

فصل چھٹی

استحقاق کے بیان مین جو بلا قبضہ ہو

بلا قبضہ کے استحقاق کامل نہیں ہے۔

۱۔ پچھلی فصل مین یہ بیان ہوا ہے کہ اگر قبضہ استحقاق کی رو سے ہو تو اُس سے ثبوت حقیت حاصل ہوتا ہے لیکن بنظر دفع دخل اِس قیاس کے کہ استحقاق قبضہ بلا سے بھی ایسا ثبوت حاصل ہوتا ہے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر قبضہ مطلقاً نہو تو ایسا استحقاق وثوق کے قابل نہین ہے"۔ملہ پس مقصود اِس قول کا یہ ہے کہ اگر بشمول استحقاق کے مطلقاً قبضہ نہو تو ایسا استحقاق وثوق کافی نہین رکھتا۔

ایجاب کا ہونا ضرور ہے۔

۲۔ ہبہ سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص اپنے حق سے دست بردار ہو کر دوسرے کا حق بجائے اپنے قائم کرے اور دوسرے شخص کے حق کا وجود اِس صورت مین مکمل ہوتا ہے جب وہ ہبہ کی نسبت ایجاب کرے ورنہ ایسا نہوگا۔

ایجاب تین قسم کا ہے۔

۳۔ ایجاب کے تین طریق ہین یعنی طبعی یا لفظی یا مادی۔ ایجاب طبعی سے مراد ہے نیت تصرف۔ ایجاب لفظی کے معنی ہین مُنھ سے کہنا کہ یہ شے میری ہے یا شل اسکے ظاہر کرنا اور اِسکو سوئی کلیات پرتیہ کہتے ہین۔ ایجاب مادی کی چند قسمین ہین مثلاً ہاتھ سے چھونا۔ اِس قسم کے ایجاب کی نسبت ہدایات خاص ہین یعنی — "ہرن کی کھال اُسکی دُم پکڑکے دیجاے اور گاے کے دینے کا بھی یہی طریق ہے اور ہاتھی کے آگے کی ٹانگ اور گھوڑے کی یال دینے کے وقت پکڑی جاے اور لونڈی کا سر چھونا چاہیے" اور آسوالاین کا بھی قول یہی ہے یعنی "ذوی العقول سے زبانی تکلم کرنا چاہیے اور غیر ذوی العقول اور لونڈیون کو ہاتھ سے چھونا چاہیے" ملہ

ملہ قول کاتیائن مندرجہ سمرتی چندریکا اور بباد تندیو۔

ملہ یہ قول بباد تندیو مین مندرج ہے مگر معلوم نہین ہوتا کہ کسکا ہے "ذوی العقول سے زبانی" الخ اگر وہ شے جو ملنے والی ہو قوۃ ناطقہ اور تحرک رکھتی ہو تو لینے والا اُسکا اُس سے زبانی یہ کہے کہ تو میری ہے اور جو شے دیجاے اُسکو یہ کہنا چاہیے کہ مین تیری ہون لیکن اگر وہ شے جو ملنے والی ہو غیر ذو العقول سے ہو مثلاً گاے وغیرہ

اراضی کا استحقاق بلا قبضہ کے غیر ممکن ہے

۴- چونکہ سونے اور کپڑے وغیرہ کے ایجاب کی تکمیل رسم سنکاپ سے ہوتی ہے اور اسوجہ سے اسطرح کا ایجاب بھی منجملہ طریقون مذکورہ بالا کے کسی ایک طریقہ سے متعلق ہوسکتا ہے لہذا یہ ایجاب بھی اقسام سہ گانہ مین شمار کیا جاسکتا ہے لیکن چونکہ اراضی کی صورت مین ایجاب مادی بلا تمتع حاصل کے ممکن نہین ہے ہواسطے یہ ضرور ہے کہ ایسا ایجاب بذریعہ کسیقدر قبضہ کے عمل مین آوے ورنہ ہبہ یا بیع یا اور کسی طرح کا انتقال مکمل نہوگا پس جو استحقاق بلا ایجاب مادی یعنی تمتع حاصل کے ہو وہ بہ نسبت اُس استحقاق کے ضعیف ہے جسکے شمول مین اسطرح کا تمتع یا ایجاب حاصل نہو۔

بعض صورتون مین بہ نسبت استحقاق کے قبضہ زیادہ واثق متصور ہے۔

۵- لیکن استحقاق بلا قبضہ صرف اُسی حالت مین ضعیف متصور ہوگا کہ جب اس بات کی تمیز نہوسکے کہ قبضہ پیشتر حاصل ہوا یا استحقاق اور جب یہ متحقق ہو کہ تقدیم کسکو حاصل ہے اور تاخیر کسکو تو اُس صورت مین محض قبضہ مقدم سے ثبوت قوی حاصل ہوتا ہے یا تعبیر اسکی بصورت ذیل ہوسکتی ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ "شہادت مرکب ہے دستاویزات اور قبضہ اور گواہون سے"[1] بعد بیان ہونے اس قاعدہ کلیہ کے یہ قول واقع ہوا ہے کہ "جو قبضہ بلا قائم مقامی موروثی کے ہو بہ نسبت اُسکے استحقاق زیادہ قوی ہے" اور "جب کچھ بھی قبضہ نہو تو اُس صورت مین استحقاق کافی متصور نہین ہے"[2] ان قولون سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ بحالت موجود ہونے تینون قسم کی شہادت کے کسکو ترجیح دینی چاہیے مثلاً اگر قابض اول کا استحقاق گواہون سے ثابت ہو تو استحقاق مذکور بہ نسبت اُس قبضہ کے جو بلا قائم مقامی موروثی کے ہو زیادہ واثق ہے۔ علاوہ اِسکے قبضہ جو چوتھی پشت کے وارث کو بذریعہ قائم مقامی موروثی کے حاصل ہو وہ بہ نسبت اُس استحقاق کے زیادہ واثق ہے جسکا ثبوت دستاویزات سے ہو لیکن دعوی دار دیوانی کا استحقاق بشمول اندک قبضہ کے بھی استحقاق بلا قبضہ سے

؎ یا لونڈی گو وہ ذوی العقول سے ہے تو ایسی حالت مین لینے والے کو شے مذکورہ کو صرف چھونا چاہیے سبودھنی

[1] قول کاتیائن مندرجہ سمرتی چندریکا۔

[2] بیر متراودائے۔

فائق ہے ۱؎ چنانچہ اِس باب مین نارد کا صاف یہ قول ہے یعنی وہ شخص اول کے واسطے ہبہ وجہ استحقاق ہوتا ہے اور دعویدار درمیانی کے واسطے قبضہ مستحقانہ لیکن صِرف قبضہ ممتد وموروثی بھی ایک وجہ معقول ہے'' ۲؎

۶۔ وہ جو شخص اپنی اراضی پر اجنب کا قبضہ بچشم خود دیکھے'' الخ ۳؎ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی اراضی پر تصرف دوسرے کا بلامزاحمت بیس برس سے زیادہ عرصہ تک اور جائداد منقولہ پر دس برس سے زیادہ مدت تک بچشم خود دیکھے اُسکو منافع واپس نہین ملیگا لیکن بنظر دفع دخل اِس امر کے کہ چونکہ منافع واپس نہین ملتا لہٰذا سزا بھی نہوگی قول مندرجہ ذیل بیان کیا گیا ہے اور اُس سے یہ مستنبط ہے کہ تعین سزا حسب حیثیت شخص اور بلحاظ حقیقت ثبوت کے ہونا چاہیے اور وہ قول یہ ہے کہ وہ جس شخص کو استحقاق حاصل ہوا ہو اُسپر واجب ہے کہ جب اُسکی نسبت اعتراض پیش ہو تو اثبات اُسکا کرے لیکن یہ امر اُسکے بیٹے اور پوتے کے واسطے ضرور نہین ہے کیونکہ قبضہ اُنکا زیادہ واثق متصور رہے'' ۴؎

۷۔ جس شخص کو کہ جائداد اراضی یا اور قسم کی جائداد کی نسبت ابتداء قبضہ حاصل ہوا ہو اُسپر واجب ہے کہ بحالت پیش ہونے اعتراض نسبت اپنے استحقاق جائداد مذکور کے حق اپنا بذریعہ شہادت دستاویزی ہبہ یا اور کسی طرح کے انتقال کے ثابت کرے۔ اُس سے یہ مستنبط ہے کہ اگر وہ شخص جسکو جائداد ابتداءً حاصل ہوئی ہو استحقاق اپنا ثابت نکرے تو وہ مستوجب سزا ہے لیکن قابض ثانی یعنی اُسکے بیٹے کو ثابت کرنا استحقاق کا ضرور نہین ہے بلکہ صِرف یہ ثابت کرنا چاہیے کہ قبضہ اُسکا بلاتخلل علی الاتصال اور بطور علانیہ رہا ۔ پس یہ ظاہر ہے کہ اگر بیٹا استحقاق ثابت

وہ شخص جسکو ابتداءً استحقاق حاصل ہو درصورت ثابت نکرسکنے اُسکے مستوجب سزا ہے

لیکن اُس شخص مذکورہ بالا کے بیٹے کو صرف قبضہ علی الاتصال اور اُسکے پوتے کو قائم مقامی موروثی کا ثابت کرنا چاہیے۔

۱؎ اِس امر کی نسبت تنبیہ متعلقہ ص ۱۹۷ قانون بلیکسٹن صاحب معائنہ کیجیے۔

۲؎ سمرتی چندریکا اور ویاد تتو۔

۳؎ دیکھو فصل ۲ دفعہ ۸ کتاب ہذا۔

۴؎ قول جاگبلک مندرجہ سمرتی چندریکا اور ویرمترودیہ دیکھو۔

نہ کر سکے تو وہ مستوجب سزا نہو گا الا اُس صورت مین کہ وہ قبضہ اپنا بقید مذکورۂ بالا ثبوت کو نہ پہونچا سکے۔ یہ امر مسلم ہے کہ قابض ثالث یعنی بیٹے کے بیٹے کو نہ اثبات استحقاق ضرور ہے نہ اثبات ایسے قبضہ کا جسکی شرح اوپر کی گئی ہے بلکہ اُسکو صرف قائم مقامی موروثی ثابت کرنی چاہیے۔ پس اِس سے واضح ہے کہ قابض ثالث صرف بحالت ثابت نہ کر سکنے قائم مقامی موروثی کے مستوجب سزا ہے نہ بحالت عدم اثبات استحقاق یا اُس طرح کے قبضہ کے جسکی شرح اوپر ہوئی ہے۔

درصورت پیش نہونے وجہ استحقاق کے اُس شخص کے بیٹے اور پوتے کا جسکو جائداد ابتدائً حاصل ہوئی ہو حق زائل ہوتا ہے اور شخص مذکور کو سزا بھی ہوتی ہے۔

۸۔ پس ظاہر ہے کہ دوسرے اور تیسرے قابض کے واسطے صرف قبضہ ہی زیادہ واثق متصور ہے اور درمیان قبضہ دونون کے فرق یہ ہے کہ وہ دوسرے کی نسبت قوی ہے اور تیسرے کی نسبت قوی تر لیکن اِس صورت مین بھی اصل معنی یہ ہین کہ اگرچہ بحالت پیش نہونے وجہ استحقاق منجانب کسی شخص منجملۂ اِن تینون شخصون کے حق اُسکا جائداد کی نسبت زائل ہوتا ہے لیکن اُنکی سزا مین فرق ہے چنانچہ اِس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس شخص کو استحقاق ابتدائً حاصل ہوا ہو وہ درصورت پیش نہ کر سکنے وجہ استحقاق کے مستوجب سزا ہے نہ اُسکا بیٹا یا اُسکا پوتا گو قبضہ اُنکا بھی زائل ہو جاتا ہے۔[مل]

اگر مدعا علیہ بحالت دوران نالش فوت ہو جاوے تو اُسکے بیٹے کو متوفی کا استحقاق ثابت کرنا چاہیے کیونکہ صرف قبضہ کافی نہین ہے۔

۹۔ یہ مذکور ہو چکا ہے کہ قبضہ جو یاد انسانی سے خارج ہو بلا اظہار استحقاق کے بھی حقیت کا ثبوت معقول متصور ہے مگر اِس جگہ اِس قاعدہ کی نسبت ایک استثنا کیا گیا ہے۔ یعنی اگر کسی شخص پر دوسرے کی نالش دائر ہو اور وہ بحالت دوران اُسکے وفات پاوے تو متوفی کے وارث کو وجہ استحقاق پیش کرنی چاہیے کیونکہ ایسی صورت مین عذر قبضۂ بلا استحقاق کا کافی نہین ہے۔[مل] اگر غاصب یا اور کوئی شخص جسپر دعویٰ کیا گیا ہو بحالت دوران نالش قبل فیصلۂ قطعی مقدمہ کے فوت ہو جاوے تو اُسکے بیٹے یا کسی اور وارث کو اُسکا استحقاق ثابت کرنا واجب ہے۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ عذر قبضہ کا اصل مدعا علیہ کے حق مین کچھ مفید نہین ہوا۔

۱۰۔ ایسی صورتون مین گو قبضہ گواہون سے ثابت ہو بلا پیش ہونے وجہ استحقاق کے

[مل] قول ہریت مندرجہ بیوہار میوکھ۔

[مل] قول جاگیلاک مندرجہ مرتی چندریکا اور بیوہار تتو۔

ثبوت حقیت متصور نہین ہو سکتا کیونکہ عذر قبضہ اصل نالش مین مفید نہین ہوتا۔ نارد کا قول بھی اس باب مین یہ ہے کہ اگر ایک فریق مقدمہ بحالت دوران نالش کے وفات پاوے تو اُسکے بیٹے کو بجاے اُسکے مقدمہ مین پیروکار ہونا چاہیے اور فیصلہ مقدمہ کا بلحاظ قبضہ کے نہوگا"۔ لہ پس یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اگر منجملہ مُتخاصمین کے ایک فریق بحالت دائر رہنے دعوی کے مرجاے تو مقدمہ بوجہ وفات اُسکے ختم نہوگا۔

باب چوتھا

مرافعات اور دیگر ثبوت کے بیان مین

فصل پہلی

بعض مقدمات قابل مرافعہ ہین اور بعض نہین۔

۱- گو کوئی مقدمہ فیصل ہو گیا ہو تو بھی ممکن ہے کہ بعض صورتون مین بین حیات فریقین کے محکمات بالادست تک نوبت پہونچے لیکن بعض حالتون مین فیصلہ ناطق ہوگا

محکمات کے تفاوت درجات کا بیان

۲- بنظر ایضاح اِس قاعدہ کے اب عدالتون اور مجمع ہاے باشندگان یعنی پوگ اور جماعتہاے تجار یعنی سرینی کے تفاوت درجات کا بیان کیا جاتا ہے۔ "دو اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور مجمع ہاے باشندگان شہر اور جماعتہاے تجار اور اہل خاندان ان سب کے درجے تحقیقات معاملات انسانی مین بنظر اُس تقدم کے مقرر کیے گئے ہین جو انمین ایک کو دوسرے پر حاصل ہے"۔ لہ

تفسیر قول مذکورہ بالا

۳- "دو اشخاص جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون" انسے وے لوگ مراد ہین جو حاکم یا راجہ کی طرف سے انفصال مقدمات کے واسطے مامور ہون اور جنکا بیان قول مصرحۂ ذیل اور دیگر اقوال مین ہے یعنی اُن اشخاص کو "جو ماہر علم ہون مشیر عدالت

لہ قول جاگیلک مندرجۂ مو ہارمیو کھ لیکن سمرتی چندریکا سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

لہ بیرمتر اودائے اور سمرتی سار۔

مقرر کرنا چاہیے،، الخ ؎۱ "مجمع ہاے باشندگان شہر" یعنی مجمع ہاے اشخاص مختلف الاقوام ومختلف الحرفہ جو ایک جگہ بیٹھے ہون مثلاً ساکنان ایک موضع یا ایک شہر کے۔ "جماعتہاے تجار" سے مراد ہے مجمع ہاے اشخاص ایک قوم یا مختلف قومون کے جو ہم حرفہ ہون مثلاً سوداگران اسپ وصرافان وجولاہگان وجفت دوز۔ "اہل خاندان" یعنی یک جدی رشتہ دارون اور اقربا کی جماعتین۔

۴۔ یہ امر سمجھنا چاہیے کہ منجملہ ان چار محکمون کے "جو اشخاص حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون" اور دیگر اشخاص جنکا ذکر عبارت مذکورہ بالا مین مقدم واقع ہے وے باعتبار رتبہ کے نہایت فائق یا اعلیٰ ہین "انسانی سے مراد ہے متعلقۂ اہل مقدمات" "انفصال معاملات مین" یعنی دادرسانی مین۔ یہی قاعدہ مستمرہ ہے اگر فیصلہ کسی مقدمہ کا اُن اشخاص کی تجویز سے صادر ہو جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون اور کوئی فریق مقدمہ اپنے تئین مظلوم سمجھکر اُس فیصلہ سے ناراض ہو تو مرافعہ روبرو مجمع باشندگان شہر کے نہین ہو سکتا علیٰ ہذا القیاس اگر فیصلہ مجمع باشندگان شہر کا مجوزہ ہو تو جماعت تجار مین مرافعہ نہین ہو سکتا اور اگر فیصلہ جماعت تجار کا مجوزہ ہو تو اہل خاندان کے ہان مرافعہ نہین ہو سکتا لیکن اگر فیصلہ اہل خاندان کا ہو تو اُسکا مرافعہ بتدریج مدارج یعنی باشندگان شہر اور پھر جماعت تجار اور بعدہٗ اُن اشخاص کے روبرو ہو سکتا ہے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون۔

مرافعہ بنا راضی فیصلہ اہل خاندان کے ترتیب مدارج اُن اشخاص تک ہو سکتا ہے جو حاکم کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون۔

۵۔ نارد نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مقدمہ اُن اشخاص کی تجویز سے فیصل ہو جاے جو راجہ کی طرف سے بالتخصیص مقرر ہون تو خود راجہ کے حضور مین مرافعہ ہو سکتا ہے" اور قول نارد کا یہ ہے کہ "اہل خاندان۔ جماعت ہا۔ مجمع ہا۔ اشخاص جو بالتخصیص مقرر ہون۔ راجہ۔ یہ محکمات واسطے انفصال مقدمات کے معین ہین اور جس ترتیب سے کہ انکا ذکر اس جگہ واقع ہے بلحاظ اسکے ایک کو دوسرے پر

راجہ کے حضور مین [illegible] ہو سکتا ہے۔ اگر فیصلہ ہو جسکی ناراضی سے مرافعہ ہو بحال رہے تو مرافعہ کرنے والے پر جرمانہ ہوگا اور اگر منسوخ ہو جاے تو حکام عدالت مستوجب جرمانہ ہونگے۔

؎۱ باب اول فصل اکی دفعہ ۱۰ دیکھی جاے۔

تقدیم ہے ؎ اگر مرافعہ ایسے مقدمہ کا جسکی ہار جیت کی نسبت کچھ شرط کی گئی ہو راجہ کے حضور مین دائر کیا جاے اور راجہ اُسکو بشمول مشیرون کے بموجودگی حکّام مجوزنے کے فیصل کرے تو مرافعہ کرنے والے پر درصورت مغلوب ہونے اُسکے بوجہ غیر موجہ متصور ہونے اُسکے مرافعہ کے جرمانہ ہونا چاہیے لیکن اگر وہ مقدمہ جیت جاوے تو حکّام مجوز پر جرمانہ ہوگا۔

ذکر اُن فیصلجات کا جو قابل استرداد ہین

۶- یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر مقدمہ محکمات اصغر کی تجویز سے فیصل ہوجاوے تو نوبت اُسکی محکمۂ بالادست تک پہونچ سکتی ہے اور عدالتہاے اعلیٰ کے فیصلجات قابل مرافعہ نہین ہین۔ بعدازان اُس صورت کا ذکر کیا جاتا ہے جسمین جملہ حکّام کے فیصلجات قابل استرداد ہین "جو مقدمات بجبر اور تخویف اور تجویز عورتون کے اور رات مین اور مکان کے اندر اور باہر فیصل ہون اور جو مقدمات کہ دشمنون کی جانب سے پیش ہون راجہ فیصلہ انکا منسوخ کریگا"۔ یعنی وہ اُن مقدمات کا فیصلہ منسوخ کریگا جو "بجبر" یعنی تشدد "اور تخویف" یعنی دہشت سے طے ہوے ہون اور نیز اُن مقدمات کا جو "عورات کی تجویز" سے فیصل ہون "رات مین" یعنی رات کے وقت اور واضح ہو کہ رات کے لفظ سے یہ مراد نہین ہے کہ عورات نے رات کے وقت مقدمہ فیصل کیا ہو "مکان کے اندر" یعنی اندر حویلی سکونت کے "باہر" یعنی بیرون شہر اور مقدمات متفصلہ دشمنان۔

مقدمہ ناجائز کی تفصیل

۷- علاوہ اسکے جو مقدمہ شخص بدمست یا غیر صحیح الطبیعت یا بیمار یا مبتلاے تکلیف یا نابالغ یا خائف یا شخص بیواسطہ وغیرہ کی جانب سے رجوع ہو وہ ناجائز ہے" "بدمست" جسنے شراب پی ہو "غیر صحیح الطبیعت" جو منجملہ پانچ طریقون کے بسبب غلبۂ ریح یا صفرا یا بلغم یا بوجہ فساد اخلاط ثلاثہ کے یا بسبب مخالفت تاثیر اجرام فلکی کے طبیعت صحیح نہ رکھتا ہو "بیمار" بسبب علالت کے "مبتلاے تکلیف"

؎ بیرمترادداسے اور سبعودمنی وغیرہ۔
؎ بیرمترادداسے اور سبعودمنی وغیرہ۔

جو بے آرامی اور درد کے لاحق ہونے سے عائد ہو" "نابالغ" جو شخص بوجہ صغر سنی کے مجاز انصرام اپنے کاروبار کا نہو "خائف" جو دشمنون سے خائف ہو "شخص بیواسطہ" جسکو امر متنازعہ سے کچھ تعلق نہو "لفظ وغیرہ" سے جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے وہ مقدمہ مراد ہے جو دستورات شہر یا ملک یا اسیطرح کے اور دستورات کے خلاف ہو[۱] ضوابط عدالت کے ماہرین نے یہ قرار دیا ہے کہ جو مقدمہ دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو اُسپر لحاظ نہوگا چنانچہ قول مندرجۂ ذیل سے یہ واضح ہے "یعنی جو فعل دستورات شہر یا ملک کے خلاف ہو یا اُسکی نسبت حاکم کی جانب سے امتناع ہو وہ جائز نہین ہے"[۲] اور یہی قاعدہ اُس شخص سے متعلق مفہوم ہونا چاہیے جو مقدمہ سے وکالتاً یا اصالتاً کچھ تعلق نہ رکھتا ہو۔

تفصیل اُن مقدمات کی جنکا ارجاع باہم بعض اشخاص کے ناجائز ہے۔

۸- یہ قول واقع ہے کہ "اگر باہم اُستاد و شاگرد اور باپ اور بیٹے اور شوہر و زوجہ اور آقا اور غلام کے نزاع ہو تو اُسکی بابت نالش مسموع نہوگی"[۳] لیکن اس قول کا یہ مقصود نہین ہے کہ اشخاص مذکور دادرسی عدالت سے قطعاً محروم رہینگے کیونکہ رجوع ہونا مقدمات کا ان شخصون کے باہم بھی جائز ہے۔

بعض صورتون مین شاگرد کا استغاثہ اُستاد کی نسبت مسموع ہو سکتا ہے

۹- علاوہ اسکے شاگرد کو بلا سزا کے تنبیہ ہونی چاہیے لیکن اگر یہ نہو سکے تو پتلے چابک یا قمچی سے سزا دیجاے اور جو شخص سواے ان دو چیزکے اور آلات کام مین لائیگا راجہ اُسکو سزا دیگا"[۴] اور گوتم کا یہ قول ہے کہ "جیسا منو نے لکھا ہے سر پر ہرگز مارنا نہین چاہیے" ان قواعد سے یہ واضح ہے کہ اگر اُستاد بحالت غیظ ضرب شدید پہونچاوے یا سر پر مارے اور شاگرد جسکی نسبت یہ بے اعتدالی ظہور مین آئی ہو اپنا استغاثہ راجہ کے حضور مین پیش کرے تو ایسی حالت مین مقدمہ اُسکا مسموع ہوگا۔

---

[۱] بیرمترا ودائے اور سبودھنی وغیرہ۔

[۲] ایضاً۔

[۳] ایضاً۔

[۴] ایضاً۔

بیٹے کی جانب سے باپ پر بعض صورتون مین نالش ہوسکتی ہے

۱۰- جو اراضی دادا کی مکسوبہ ہو اُسمین اُسکے بیٹے اور پوتے کو حق ملکیت بدرجۂ مساوی پہونچتا ہے" الخ ۱؎ پس اس قول سے واضح ہوتا ہے کہ اگر بیٹا اپنے باپ کی جائداد غیر منقولہ کا کوئی جزو منتقل کرے اور پوتا عدالت مین رجوع لاوے تو ایسی حالت مین بیٹے کی نالش باپ پر مسموع ہوسکتی ہے۔

بعض صورتون مین زوجہ کی نالش شوہر پر مسموع ہوسکتی ہے

۱۱- "اگر شوہر نے زوجہ کا مال ایام قحط مین یا بغرض انصرام کسی فرض کے یا بحالت بیماری یا ماخوذی اپنے لیا ہو تو شوہر پر واپسی اُسکی لازم نہ آئیگی" اس قول سے یہ واضح ہے کہ اگر شوہر سواے ان حالات کے اور کسی حالت مین اپنی زوجہ کا مال تصرف کرے اور اُس سے واپسی کا مطالبہ کیا جاے اور وہ باوجود مقدرت کے واپسی سے انکار کرے تو ایسی صورت مین زوجہ کی نالش شوہر پر ہوسکتی ہے۔

بعض صورتون مین غلام کی نالش آقا پر ہوسکتی ہے۔

۱۲- جن صورتون مین کہ ملازم شاہرہ دار کی جانب سے اُسکے آقا پر نالش ہوسکتی ہے اُنکا بیان آیندہ کیا جائیگا "جو غلام اپنے آقا کو خطرۂ عظیم سے بچاوے وہ آزاد کیا جائیگا اور ورثہ آقا سے مثل بیٹے کے حق دار ہوگا" اس قول سے ظاہر ہے کہ اگر آقا اُسکو آزاد نہ کرے یا منجملۂ ورثہ کے حصہ نہ دے تو کوئی امر مانع نالش غلام کا آقا پر نہ ہوگا۔

دائر کرنا مقدمات مذکورۂ بالا کا جائز مگر نامناسب ہے

۱۳- پس مقصود اس قول کا کہ "اگر باہم اُستاد و شاگرد کے نزاع ہو" الخ- یہ ہے کہ اگر شاگرد وغیرہ کی جانب سے نالش دائر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ اُنکو عدالت مین فہمایش کرے کہ دائر کرنا ایسے مقدمات کا فی الواقع یا بظاہر نامناسب ہے لیکن اگر شاگرد اور اسی طرح کے اور مستغیث پر فہمایش کا اثر نہو تو مقدمہ حسب ضابطہ ترتیب پاویگا

تفصیل قول نارد

۱۴- نارد کا قول ہے کہ "جو نالش ایک شخص کی جانب سے چند اشخاص پر یا عورات یا ملازم کی طرف سے رجوع ہو وہ نامنظور ہونا چاہیے" یہ قول نہایت عالم

۱؎ قول جاگیلک منقولۂ داو بھاگ اور داے تتو اور داے کرم سنگرہ اور بیاد تشندیو اور بیاد نند نوستو اور بیاد بھنگار نو وغیرہ۔

قانون دانون کا ہے" لیکن باوجود اسکے اگر نالش ایک شخص کی چند اشخاص پر بابت امر متنازعہ واحد کے ہو تو ایسی نالش مسموع ہو گی چنانچہ یہ امر قول مندرجۂ ذیل اور دیگر اقوال سے واضح ہے یعنی "جو شخص چند اشخاص کی جائداد کو غصب کرے یا جو شخص اُس معاہدہ کے خلاف عمل کرے جو چند اشخاص کے ساتھ منعقد ہوا ہو اور وہ جسپر چند شخصون نے حملہ کیا ہو" الخ۔ حاصل اسکا یہ ہے کہ زمانۂ واحد مین مختلف امور کی بابت نالش ایک شخص کی چند شخصون پر مسموع نہو گی۔

بعض حالات مین عورات منکوحہ نالش کر سکتی ہین۔

۱۵- عورات [1] جو کسب معاش مین کسی کی محتاج نہون مثلاً دودھ یا شراب بیچنے والی نالش دائر کر سکتی ہین اور استثناء جو عورات کی بابت کیا گیا ہے وہ نساء منکوحہ شرفا سے جنکے شوہر زندہ ہین متعلق ہے کیونکہ وے بوجہ مناکحت بلا شرکت شوہر نالش کرنے کی مجاز نہین ہین۔

ملازم اپنے حقوق کی بابت نالش کر سکتے ہین۔

۱۶- جو امتناع [2] کہ ملازم کی نسبت نالش کرنے کے باب مین ہے وہ اُنکی حالت بندگی سے متعلق ہے لیکن اسکا یہ مقصود نہین ہے کہ وہ اپنے خاص حقوق کی بابت باجازت اپنے آقا کے نالشی نہو۔ یہی تعبیر صحیح ہے۔

---

[1] بموجب قوانین ملک فرانس کے عورت منکوحہ جو اپنے شوہر کی تجارت سے علاوہ خاص اپنی ذات کے واسطے جدا علانیہ کاروبار کرتی ہو وہ بلا اجازت و حکم اپنے شوہر کے اپنی تجارت خاص کی نسبت معاہدات کرنے کی مجاز ہے اور خاص اُسکی ذات پر فیصلۂ عدالت صادر ہو سکتا ہے رسالۂ کولبروک صاحب جو درباب معاہدات اور اُنکی تعمیل کے ہے اُسکے حصۂ اول کا صفحہ ۲ معائنہ کیا جاے۔

[2] دھرم شاستر مین بھی مثل آئین رومیہ گُربی کے غلام بالعموم کسی جائداد خاص کا مالک متصور نہین ہے اور چونکہ وہ تابع حکومت و مرضی اپنے آقا کے ہوتا ہے لہذا جو معاہدات کہ اُنکی جانب سے عمل مین آوین ناقص ہین لیکن وہ برعایت اپنے آقا کے جداگانہ و خاص جائداد کا مالک ہو سکتا ہے اور اُسپر اُسکو اختیار کلی پہونچتا ہے۔ از رسالۂ مذکورۂ بالا۔

باب پانچوان

بحث ضمنی مال یافتہ و مغروقہ کے بیان مین

مال یافتہ مالک کو واپس ہونا چاہیے

۱- مقدمات جو استرداد کے قابل ہین اُنکا بیان اوپر ہو چکا ہے اب اُس مال کا ذکر کیا جاتا ہے جو واپسی کے قابل ہے راجہ کو چاہیے کہ مال یافتہ مالک کو واپس دے لیکن اگر مالک مذکور شناخت نہ کرسکے تو اُسپر بقدر مال مذکور کے جرمانہ کیا جائیگا۔[1]

تشریح قول بالا

۲- اگر کسی شخص کا سونا یا اَور مال گم ہو جاے اور وہ عملۂ تحصیل یا ملازمان فوجداری وغیرہ کو دستیاب ہوا ور وے راجہ کے حوالہ کرین تو راجہ کو چاہیے کہ اُسے اصل مالک کو واپس کردے بشرطیکہ مالک باظہار کیفیت وکمیت مال کے شناخت اُسکی کرسکے اگر ایسا نہ کرسکے تو اُسپر بقدر مالیت مال مدعوہ بوجہ دروغگوئی کے جرمانہ عائد ہوگا۔

قاعدہ مذکورہ بالا کے بیان ہونے کی وجہ

۳- قاعدہ درباب واپسی مال یافتہ کے اِس جگہ خصوصیت کے ساتھ مدنظر بغرض بیان کیا گیا ہے کہ حصول مال کے ذریعون کی تفصیل مین یافتگی بھی داخل ہے پس یابندہُ مال مالک اُسکا ہوتا ہے۔

مال یافتہ کے امانتاً رہنے کی میعاد

۴- مال یافتہ کے امانتاً رکھنے کی ایک میعاد خاص مقرر کی گئی ہے ''وہ اگر عملۂ تحصیل یا ملازمان فوجداری کو مال یافتہ یا افتادہ دستیاب ہو تو ایک سال کے اندر اصل مالک کو واپس کیا جاسکتا ہے بعدازان وہ مال راجہ کا ہوگا''[2] قول مندرجۂ ذیل مین منو نے اِس میعاد کا تعین تین برس تک کیا ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ''جس مال کا مالک بعد اجراے اشتہار مصرحہ کے حاضر نہو

[1] بیر متر اودیا ئے۔
[2] ایضاً۔

راجہ کو چاہیے کہ اُسکو تین برس تک امانت رکھے اور بعد انقضاے میعاد مذکور کے راجہ اُسکو ضبط کر سکتا ہے [۱] اِس قول سے واضح ہے کہ مال مذکور کا تین برس تک امانت رکھنا ضرور ہے۔

ف در صورت گذرنے میعاد معینہ کے مال بعد وضع رسوم کے دیا جائیگا؛

۵- اگر اصل مالک ایک سال کے اندر حاضر ہو تو وہ کُل مال واپس پائیگا اور اگر بعد ازان تو مال امانت سے چھٹا حصہ بابت رسوم کے وضع ہو کر باقی مال دیا جائیگا چنانچہ قول مندرجۂ ذیل مین یہی امر لکھا ہے "راجہ مجاز ہے کہ جو مال اُسکے پاس بطور امانت ہو منجملہ اُسکے چھٹا حصہ لے یا بخیال اسکے کہ نیک راجہ کو رعایت واجب ہے دسوان یا بارھوان حصہ لے" [۲] پس اِس سے یہ مستنبط ہے کہ اگر مالک ایک برس کے اندر پہونچ سکے تو کُل مال اُسکو واپس ہوگا اور اگر دوسرے سال کے اندر تو بارھوان حصہ اور تیسرے مین دسوان اور چوتھے اور سالہاے مابعد مین چھٹا حصہ مال سے وضع کر لیا جائیگا۔

ف انعام جو یابندہ کو دیا جاوے۔

۶- راجہ کو چاہیے کہ اپنے حصہ مین سے یابندہ کو چہارم دیوے لیکن اگر مالک حاضر نہو تو کل مال یافتہ کا ربع یابندہ کو دیکر بقیہ راجہ لے چنانچہ گوتم کا قول یہ ہے کہ "راجہ کو لازم ہے کہ مال یافتہ لاوارث کو ایک برس تک امانت رکھے بعد ازان چہارم یابندہ کو اور مابقی راجہ کو پہونچیگا" [۳]

ف میعاد خاص جو معین کی گئی ہے اسکے منقضی ہونے کے بعد مالک کا حق زائل نہیں ہوتا بلکہ مقصود اسکا یہ ہے کہ زیادہ تر تردد راجہ لے کام مین لاوے۔

۷- لفظ سال جو اِس جگہ بصیغۂ واحد مستعمل ہوا ہے اُس سے صرف ایک سال مفہوم نہین کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر قول مندرجۂ ذیل سے ظاہر ہے "راجہ کو چاہیے کہ مال گم تین برس تک امانت رکھے الخ" [۴] اور اِسی قول کی اِس عبارت اخیر سے کہ "بعد انقضاے میعاد مذکور کے راجہ اُسکو ضبط کر سکتا ہے" [۵] صرف یہ مراد ہے کہ اگر مالک میعاد مذکور کے اندر

---

۱ منو فصل ۸- اشلوک ۳۰-

۲ منو فصل ۸- اشلوک ۳۳ -

۳ رتناکر وغیرہ-

۴ دفعہ ۲- فصل ہذا-

۵ ایضاً-

حاضر نہ ہو تو بعد انقضاے میعاد مذکور کے راجہ کو مال کے کام مین لانے کا اختیار ہے لیکن اگر مالک بعدازان حاضر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد وضع اپنے حصہ کے مالک کو زر نقد مساوی مالیت مال متفرقہ کے ادا کرے۔

ف قواعد جو مویشی آوارہ سے متعلق ہین اُنکا بیان آئندہ کیا جائیگا

۸- قواعد متذکرۂ بالا صِرف سونے اور اسی قِسم کی اور اشیار سے متعلق ہین اور جو قاعدے کہ مویشی آوارہ کے باب مین ہین اُنکا ذکر اُس موقع پر ہوگا جہان یہ قول مندرج ہے کہ "بابت چوپائے کے جسکا سُم غیر شگافتہ ہو بن دینے ہونگے الخ"۔

ف آئین متعلقہ دفینہ

۹- اوپر اُس آئین کا بیان کیا گیا ہے جو مال یافتہ یعنی سونے وغیرہ کی چیزون سے کہ شارع عام یا معبر اور تھانجات مین پائی جائین متعلق ہے۔ اب اُس سونے وغیرہ کا ذکر ہوگا جو مدت دراز سے زمین مین دفن ہو اور جسکو بالعموم دفینہ کہتے ہین "اگر خزانہ مدت دراز سے زمین مین دفن ہو اور رعایا مین سے کسی شخص یا راجہ کو ملے تو راجہ مجاز ہے کہ نصف اُسکا برہمنون کو دیگر نصف اپنے خزانہ مین رکھے۔ اگر ذیعلم برہمن کو دفینہ ملے تو وہ اُسپر بلا وضع رسوم کے متصرف ہوگا کیونکہ وہ مالک کُل ہے"[1]۔ لیکن "اگر سواے برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہو تو راجہ کو چاہیے کہ یابندہ کو چھٹا حصہ دیکر باقی کو آپ لے اور اگر کوئی شخص دفینہ کے برآمد ہونے کا حال بیان نہ کرے اور وہ منکشف ہو تو ایسی صورت مین راجہ شخص مذکور کو کُل دفینہ سے محروم رکھے اور اُسپر جرمانہ عائد کرے"[2]۔

ف تفسیر قول متذکرۂ بالا۔

۱۰- اگر راجہ کو دفینہ مثل اشیاء متذکرۂ بالا کے ملے تو اُسکو لازم ہے کہ نصف برہمنون کو دیکر بقیہ اپنے خزانہ مین داخل کرے لیکن اگر عالم برہمن یعنی واقف دین اور نیک کو دستیاب ہو تو وہ کُل اپنے تصرف مین لاوے کیونکہ وہ دنیا مین سب سے اشرف ہے لیکن اگر کسی اَور شخص کو سواے عالم برہمن یا راجہ کے مثلاً جاہل برہمن یا چھتری کو حاصل ہو تو راجہ کو چاہیے کہ یابندہ کو چھٹا حصہ دیکر بقیہ آپ لے چنانچہ اس

[1] منو باب ۸- اشلوک ۳۷ و ۳۸ منقولۂ داے تتو-

[2] یہ قول منو منقولۂ داے تتو- لیکن آئین منو مین یہ قول کہین نہین پایا جاتا ہے-

باب مین باشسٹ کا یہ قول ہے کہ "جو کوئی مال لاوارث پاوے راجہ کو چاہیے کہ چھٹا حصہ یا بندہ کو دیکر باقی کو اپنے تصرف مین لاوے"۱ اور گوتم بھی یہ لکھتا ہے کہ "باستثناء اُس مال کے جو عالم برہمنون کو دستیاب ہو اور شخصون کا پایا ہوا دفینہ راجہ کا مال ہے لیکن اگر سواے برہمن کے کسی اور شخص کو دستیاب ہو اور وہ اُسکے برآمد ہونے سے اطلاع دے تو وہ چھٹا حصہ پائیگا"۲ انی بیدت و گیانتو مرکب ہے دو لفظون سے یعنی انی بیدت جسکے معنی نہ بیان کرنا اور گیانتو جسکے معنی منکشف ہونا ہے پس اِس جملہ سے یہ مراد ہے کہ جو شخص دفینہ کا بیان نہ کرے اور اُسکا انکشاف ہو جائے۔ یعنی کسی شخص کو دفینہ ملے اور وہ اُسکا حال بیان نہ کرے اور بعد ازان وہ راجہ پر ظاہر ہو جاے تو راجہ اُس سے کل مال مذکور لیگا اور حسب حیثیت اُسکے جرمانہ عائد کریگا۔

بعد وضع رسوم کے دفینہ مالک کو ملیگا

۱۱- اگر دفینہ کا مالک حاضر ہو کر باظہار اُسکی کیفیت و کمیت کے اُسکو شناخت کرے تو راجہ چھٹا یا بارھوان حصہ وضع کر کے باقی اُسکو واپس کرے چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کوئی شخص براستی بیان کرے کہ یہ مال جو امانت مین ہے میرا ہے تو راجہ کو چاہیے کہ چھٹا یا بارھوان حصہ بابت اُسکی حفاظت کے لے"۳ زر رسوم کی وضعات مین دعویدار کی قومیت اور زمانہ منقضیہ پر لحاظ ہونا چاہیے۔

جو مال رعیت کا لُٹ جاوے راجہ اُسکو واپس دلادے

۱۲- اب مال مغروقہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ جو مال رعیت کا لُٹ جاے راجہ اُسکو واپس دلائے ورنہ وہ اُس شخص کا گنہگار ہوتا ہے جسکا مال چوری گیا ہو۴ اگر راجہ مال مسروقہ سارقون سے برآمد کرائے تو وہ اُس شخص کو واپس ملنا چاہیے جسکا وہ ہو اور راجہ کی قلمرو مین سکونت پذیر ہو ورنہ راجہ پر گناہ سرقہ اور اُس شخص کا عذاب ہوگا جسکا مال چوری گیا ہے چنانچہ منو کا قول ہے

---

۱ رتناگر اور سمرتی چندریکا۔
۲ ایضاً۔
۳ منو فصل ۸ - اشلوک ۳۵۔
۴ رتناگر۔

کہ "جو مال چورون نے چھین لیا ہو راجا کو چاہیے کہ مالکون کو بلا لحاظ قومیت انکے واپس دلائے کیونکہ جو راجہ ایسے مال کو اپنے تصرف مین لائے وہ مثل سارق کے مجرم ہوتا ہے"[۱] یعنی راجہ کو لازم ہے کہ مال مسروقہ کل فرقون کے آدمیون کو واپس دلادے کیونکہ اگر وہ خود اُسپر متصرف ہو تو اُسپر گناہ سرقہ واجب آتا ہے۔

۱۳- اگر راجہ مال مسروقہ چور سے لیکر اپنے تصرف مین لائے تو وہ مثل سارق کے گنہگار ہے اور اگر اُس سے مال مغروقہ کی نسبت غفلت سرزد ہو تو اُسپر اُس شخص کا عذاب ہوتا ہے جسکا مال غارت ہوا۔ — غفلت بھی مذموم ہے۔

۱۴- اگر راجہ کو باوصف سعی قرار واقعی کے مال مغروقہ دستیاب نہو تو اُسکو لازم ہے کہ قیمت اُسکی اپنے خزانہ سے دے چنانچہ گوتم نے یہ لکھا ہے کہ "اگر مال مسروقہ دستیاب ہو تو راجہ اُسے اصل مالک کو واپس کرے ورنہ اپنے خزانہ سے روپیہ دے"[۲] علیٰ ہذا القیاس کرشن دواے پاٹن نے یہ لکھا ہے کہ "اگر راجہ مال مغروقہ کے دستیاب کرانے مین معذور ہو تو قیمت اُسکی اپنے خزانہ سے ولادے"[۳] مقدمات کی تمہید عام و خاص اوپر بیان ہوئی اب قرضہ دستگردان کا بیان ہوگا جو منجملہ اٹھارہ اقسام نالش کے اول قسم مین داخل ہے۔ — اگر مال مغروقہ دستیاب نہو تو قیمت اُسکی خزانہ عامرہ سے دی جاوے۔

---

[۱] باب ۸- اشلوک ۴۰-

[۲] سابق مین جو قرارنامجات زمینداروں اور مستاجرون سے لیے جاتے تھے اُن سب مین یہ شرط تحریر ہوتی تھی کہ شر و فساد کا انسداد رہے اور اگر علاقہ زمینداری یا مستاجری مین چوری ہو تو مال مع مجرم حاضر کیا جاے۔

[۳] اصل کتاب سنسکرت کے باب آیندہ مین رن اداکرم یعنی عدم اداے قرضہ کا ذکر ہے اور بھی اُسمین سود کی شرح اور رہن وغیرہ کا حال مندرج ہے لیکن چونکہ داخل کرنا باب مذکور کا اسجاجگہ بے موقع اور بحث سے خارج متصور ہے اور بیان اُسکا بشمول دیگر مراتب متعلقہ مقدمات کے کولبروک صاحب نے خلاصہ جگن ناتھ کے ترجمہ مین بصراحت تمام کیا ہے لہذا اُسکو ترک کرکے باب شہادت کا بیان کیا جاتا ہے۔

باب چھٹا

گواہون کے بیان مین

فصل پہلی

گواہ معائن یا سمعی و مقبولہ و غیر مقبولہ ہو سکتے ہین۔

۱- یہ بیان کیا گیا ہے کہ شہادت ثبوت تحریری اور گواہون اور قبضہ پر مشتمل ہے چنانچہ شہادت قبضہ کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور اب شہادت زبانی کا ذکر ہوگا۔ گواہ معائن ہو سکتا ہے یا سمعی چنانچہ اس باب مین ملونے یہ لکھا ہے کہ وہ شہادت امر معائنہ یا مسموعہ منظوری کے قابل ہے۱؎ گواہ دو قسم کے ہین یعنی مقبولہ و غیر مقبولہ۔ مقبولہ سے وہ گواہ مراد ہے جو واسطے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاوے اور غیر مقبولہ وہ ہے جو گواہی کے واسطے نامزد نہ کیا جاوے۔

تفصیل گیارہ قسم کے گواہون کی منجملہ آنکے پانچ مقبولہ ہین اور چھ غیر مقبولہ۔

۲- گواہان مقبولہ کی تفریق پانچ قسم مین کی گئی ہے اور غیر مقبولہ کی چھ قسم مین یعنی کل قسمین گواہون کی گیارہ ہین چنانچہ اِس باب مین ناردنے یہ لکھا ہے عالمان شاستر نے گیارہ قسم کے گواہ جائز قرار دیے ہین منجملہ آنکے پانچ مقبولہ ہین اور بقیہ چھ غیر مقبولہ ۲؎ اور اُسی نے تفریق گواہان اسطور پر بیان کی ہے۔ "گواہ مندرجۂ دستاویز۔ گواہ زبانی۔ گواہ اتفاقی۔ گواہ مخفی۔ گواہ مؤیدہ" یہ پانچ قسمین گواہان مقبولہ کی ہین اور گواہ مندرجۂ دستاویز بقیہ گواہون کی کیفیت کاتیائن نے بیان کی ہے۔

۱؎ بہاوتندیو۔

۲؎ بہاوتندیو وسمرتی چندریکا۔

توضیح گواہان مقبول۔

۳۔ "جس گواہ کو خود دعویدار حاضر کرے اور اُسکا نام دستاویز مین درج ہو وہ گواہِ دستاویز کہلاتا ہے۔ گواہ زبانی سے وہ شخص مراد ہے جسکی شہادت دستاویزی نہو"۔[۱] علاوہ اسکے کاتیائن نے گواہ زبانی یعنی غیر مندرجۂ دستاویز کا بیان اسطور پر کیا ہے کہ "جو گواہ معائنِ معاملہ ہو اُسکو مدعی بغرض کثرت شہرت کے بار بار معاملہ کا ذکر یاد دلادے"[۲] "جو شخص ہنگام وقوع معاملہ دفعۃً وارد ہو اور گواہ قرار دیا جاے وہ گواہ اتفاقی کہلاتا ہے اگرچہ یہ دو قسم کے گواہ غیر مندرجۂ دستاویز مین لیکن کاتیائن نے اُنکے باہم فرق بیان کیا ہے یعنی یہ دو قسم کے گواہ جو تصدیق دعوے کے واسطے گذرین غیر مندرجۂ دستاویز کہلاتے ہین یعنی ایک جو ارادۃً نامزد کیا جاے اور دوسرا جو اتفاقیہ وارد ہو"۔ "اگر کسی شخص کو دعویدار اس غرض سے مخفی کھڑا کرے کہ وہ مدعاعلیہ کے قول کو بخوبی سنے اور اس ترکیب سے اُسکو اپنا بیان ثابت کرانا مقصود ہو تو ایسا شخص گواہ مخفی کہلاتا ہے"۔[۳] "جو شخص کہ بمرتبۂ اخیر شہادت گواہان کی تائید کرے عام اس سے کہ بیان اُسکا اپنے معلومات سے ہو یا دوسرے کی وساطت سے وہ گواہ مؤید کہلاتا ہے"۔[۴]

توضیح گواہان غیر مقبول۔

۴۔ علیٰ ہذا القیاس نارد نے گواہان غیر مقبولہ کی چھ قسمین بیان کی ہین یعنی "اہل شہر۔ حاکم۔ راجہ۔ جو شخص فریقین کی جانب سے انصرام کار کا مجاز ہو۔ شخص مقررۂ دعویدار اور تنازعات خانگی مین اشخاص ہمخاندان بھی گواہ متصور ہوسکتے ہین"۔[۵]

---

[۱] باد تندیو۔

[۲] ایضاً۔

[۳] ایضاً۔

[۴] قول نارد منقولۂ باد تندیو۔

[۵] باد تندیو وسمرتی چندریکا۔

لفظ حاکم جو اس جگہ مستعمل ہوا ہے محرّرون اور مشیرون پر حاوی ہے چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ "جب راجہ کسی مقدمہ کی تحقیقات کرے تو اس صورت مین محرّر اور حاکم اور مشیر اعلی السبیل الترتیب گواہ قرار دیے گئے ہین" ؎۱

صفات و تعداد گواہان- ۵- بعد اسکے نارد صفات و تعداد گواہون کا بیان کرتا ہے "پابند مذہب- فیاض- شریف خاندان- راست گو- نیک- صداقت شعار- صاحب اولاد ذکور- متمول- پابند آئین الہامی و تحریری- ہم قوم و ہم فرقہ یا بلا تخصیص اس امر کے ان صفات کے تین شخص گواہ ہو سکتے ہین" ؎۲

توضیح قول مذکورہ بالا- ۶- "پابند مذہب" یعنی دیندار- "فیاض" یعنی عادی سخاوت "شریف خاندان" یعنی عالی نسب "راست گو" یعنی جسکا شیوہ سچ بولنا ہے "نیک" یعنی جو اپنے معاملات دنیوی کو خالق نہ سمجھے "صداقت شعار" یعنی فریبی نہو "صاحب اولاد ذکور" یعنی جسکے بیٹے ہون "متمول" یعنی جسکے پاس سونا اور زر اور مال ہو- "پابند آئین الہامی و تحریری" یعنی جو رسوم معینہ اور فرائض کے بجالانے مین محتاط ہو- ان صفات کے تین شخص گواہ ہو سکتے ہین "تین" یعنی شمار مین تین سے کم نہون مگر اس سے زیادہ کا اختیار ہے "ہمقوم" یعنی قوم واحد کا گواہ اور قوم سے مراد ہے موروھابشکت وغیرہ اقوام بلحاظ ترتیب اعلیٰ یا اسفل کے مثلاً موروھابشکت کی قوم کے گواہ مقدمون مین موروھابشکت گواہ ہونگے اور علیٰ ہذا القیاس امبشٹ وغیرہ قومون کے مقدمات مین بھی یہی امر ملحوظ ہوگا اور اس قاعدہ مین فرقہ کا خیال بھی ضرور ہے اور فرقہ سے مثل فرقہ برہمنان وغیرہ مراد ہے اور اسکا حاصل یہ ہے کہ برہمن بصفات و تعداد مذکورہ بالا برہمنون کے مقدمات مین گواہ ہونگے اور چھتریون وغیرہ کی نسبت بھی یہی مفہوم ہونا چاہیے علیٰ ہذا القیاس اور اگلے

؎۱ بیاد تندیو وسمرتی چندریکا-

؎۲ قول جاگیلک منقولہ بواربہو کو و بیادتندیو-

مقدمون مین عورات ہی گواہ ہونگی چنانچہ منو نے یہ لکھا ہے کہ ”عورات کے گواہ عورات ہونی چاہئین“[1] لیکن اگر کل گواہ ایک ہی قوم یا فرقہ کے بہم نہو سکین تو مورد یا استثنات وغیرہ اور برہمن وغیرہ ایک دوسرے کے مقدمات مین گواہ ہوسکتے ہین۔

۷۔ درصورت بہم نہوسکنے اُس قسم کے گواہون کے جنکا اوپر ذکر ہوا گواہان غیر مجاز کا ذکر بغرض اظہار اس امر کے ضرور ہوا کہ اور اشخاص بھی جنکی نسبت امتناع قطعی نہین ہے گواہ ہوسکتے ہین۔ نارد نے غیر مجاز گواہون کی پانچ قسمین بیان کی ہین یعنی وہ کہتا ہے کہ ”شاستر کے عالمون نے گواہان غیر مجاز کی پانچ قسمین قرار دی ہین“[2]

غیر مجاز گواہون کی پانچ قسم ہین۔

۸۔ امتناع و بداعمالی و تنزل بیانی اور از خود بطور گواہ حاضر ہونا اور قبل گواہی گواہ کے مدعی یا مدعا علیہ کا مرجانا“[3]

وجہ غیر مجازیت

۹۔ اب اُن گواہون کا بیان کیا جاتا ہے جو بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین ”علماء اور اشخاص عابد و مُسن اور زاہد وغیرہ بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین نہ اور سبب سے“[4] عابدون سے بان پرست لوگ مراد ہین اور لفظ وغیرہ سے وہ شخص جو اپنے باپ وغیرہ کے فرمان بردار نہون چنانچہ سنگھ نے یہ بیان کیا ہے کہ ”وے اشخاص جو اپنے باپ کے فرمان بردار نہون اور جو اپنے گرو کے گھر مین رہتے ہون اور زاہد اور اشخاص صحرانشین اور عابد یہ سب گواہان غیر مجاز ہین“۔[5]

ذکر اُن گواہون کا جو بوجہ امتناع کے غیر مجاز ہین۔

۱۰۔ اب اُن شخصون کا ذکر کیا جاتا ہے جو بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین۔ ”چور۔ مفسد علانیہ۔ اشخاص تند مزاج۔ قمار باز۔ دغا باز۔ یہ اشخاص بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین اور سچے نہین ہوتے“[6] تند مزاج یعنی مغلوب الغضب اب

جو گواہ بوجہ بداعمالی کے غیر مجاز ہین۔

---

[1] منو باب ۸۔ اشلوک ۶۸۔ منقولہ بیاد تندیو۔

[2] بیاد تندیو اور سمرتی چندریکا۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً۔

[5] ایضاً۔

[6] قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

قمار باز یعنی جو پانسے سے کھیلین۔

جو گواہ بوجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین۔

۱۱۔ اب نارد اُن گواہون کا بیان کرتا ہے جو بوجہ تزلزل بیانی کے غیر مجاز ہین "اگر منجملہ گواہون کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد اور طلب کیے جائین ایک گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے"۔ ؎۱

جو شخص بوجہ از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہون۔

۱۲۔ اب اُن گواہون کی کیفیت بیان کیجاتی ہے جو از خود حاضر ہونے کی وجہ سے غیر مجاز ہین "جو شخص کہ گواہ نہ قرار دیا گیا ہو مگر ادائے شہادت کے واسطے از خود حاضر ہو تو ایسا شخص اصطلاح مین سیوچی یعنی چغل کہلاتا ہے" "ایسی گواہی مفید نہین ہے"۔ ؎۲

جو شخص بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین۔

۱۳۔ اب اُن گواہون کی شرح کی جاتی ہے جو بسبب وفات پانے مدعی یا مدعا علیہ قبل ادائے شہادت کے غیر مجاز ہین "اگر کوئی شخص دعوی کے حقیقت سے مطلع نہ کیا گیا ہو اور دعویدار موجود نہو تو وہ کیونکر گواہی دے سکتا ہے ایسا شخص بسبب وفات دعویدار کے ادائے شہادت کے واسطے غیر مجاز ہے"۔ ؎۳ اسکے یہ معنی ہین کہ اگر کوئی شخص مدعی کا گواہ ہو یا مدعا علیہ کا اور مدعی یا مدعا علیہ مذکور موجود نہو یعنی مرگیا ہو اور دعوی رجوع نہوا ہو اور اُسکی اصل حقیقت سے اہل خصومت نے گواہون کو مطلع نہ کیا ہو اور نہ اُن سے امر متنازعہ کی نسبت گواہی دینے کے واسطے کہا گیا ہو تو ظاہر ہے کہ کس دعوی مین یا کس شخص کی جانب سے گواہ ادائے شہادت کریگا پس ایسے گواہ بوجہ وفات مدعی یا مدعا علیہ کے غیر مجاز ہین۔

گواہی جو بعد وفات دعویدار کے تسلیم ہے اسکی نسبت استشہاد کیا گیا ہے۔

۱۴۔ جب باپ یا اور کوئی شخص بحالت قریب المرگ ہونے کے یا حالت صحت مین بھی بیٹون یا اور شخصون کو واسطے دینے گواہی نسبت کسی امر خاص کے فمایش کرے تو ایسی صورت مین بعد وفات اُسکے بھی وے گواہ ہوسکتے ہین چنانچہ نارد کہتا ہے

؎۱ قول کاتیائن منقولہ بوہار میوکھ اور سمرتی چندریکا۔

؎۲ قول نارد منقولہ سمرتی چندریکا۔

؎۳ ایضاً۔

کہ ”دعویدار کی وفات کے بعد باستثناء اُن شخصون کے جنکو اُسنے قریب المرگ ہونے کی حالت مین فہمایش کی ہو“[1] ایک اَور قول یہ ہے کہ ”اگر کسی شخص نے بحالت ثبات عقل دعوے کی اصل حقیقت سے دوسرے کو اطلاع دی ہو اور وہ دعوے منجملہ چھ اقسام ضمانت کے ہو تو باوجود وفات دعویدار کے بھی وہ دوسرا شخص گواہی دے سکتا ہے۔[2]

اور گواہون کا ذکر جو غیر مجاز ہین

۱۵- علاوہ اِن گواہون کے اور غیر مجاز گواہ بھی بیان کیے گئے ہین یعنی ”عورت- نابالغ- مسن- قمار باز- بدمست- مجنون- بدنام- تماشاگر- بیدین- جعل ساز- ناقص العضو- جو شخص تنزلاً کمتر قوم مین داخل کیا جاے- دوست- وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو- شریک- دشمن- سارق- مفسد علانیہ- شخص ماخوذ- خارج القوم وغیرہ گواہان غیر مجاز ہین[3]

توضیح الفاظ قول مذکورۂ بالا۔

۱۶- ”عورت“ یہ لفظ محتاج شرح نہین ہے ”نابالغ“ جو شخص سن تمیز کو نہ پہنچا ہو ”مسن“ جسکی عمر اسّی سال سے متجاوز ہو- لفظ مسن علما اور اُن شخصون پر بھی حاوی ہے جو دیگر قول مین مستثنی کیے گئے ہین ”قمار باز“ جو پانسہ سے کھیلین ”بدمست“ جو شراب پیے ”مجنون“ جسکی نسبت اجرام فلکی کی تاثیر مخالف ہو ”بدنام“ جو شخص قتل برہمن یا اِسی طرح کے اور جرائم کا ملزم ہو[4] ”تماشاگر“ یعنی رقاص ”بیدین“ یعنی ملحد وغیرہ ”جعل ساز“ جو جھوٹی دستاویز بنا دے ”ناقص العضو“ جسکے کان یا کوئی اور عضو نہو ”جو شخص تنزلاً کمتر قوم مین داخل کیا جاے“ یعنی وہ شخص جو قاتل برہمن یا مرتکب کسی اور ایسے ہی جرم کا ہو ”دوست“ یعنی محب ”وہ شخص جسکو معاملہ سے تعلق ہو“ یعنی جسکو امر متنازعہ سے

---

[1] قول نارد منقولۂ اسمرتی چندریکا۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگبلک مندرجۂ بیوہار میوکھ۔

[4] قول نارد منقولۂ بیادتندیو- اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک منقول ہے۔

تعلق ہونے "شریک" یعنی مشارکت کاروبار "دشمن" یعنی عدو "سارق" یعنی چور "مفسد جلانیہ" یعنی شورہ پشت "ماخوذ" جسکا جھوٹا ہونا ثابت ہوچکا "خارج القوم" جو برادری سے نکال دیا جاے۔

قول مذکورۂ بالا مین وے گواہ غیر مجاز بھی داخل ہین جنکی نسبت اوپر امتناع کیا گیا ہے۔

۱۷- لفظ "وغیرہ" سے وے گواہ غیر مجاز بھی مراد ہین جنکا ذکر اور قولون مین داخل ہے یعنی وے جو بوجہ بد اعمالی کے اور بوجہ تزلزل بیانی اور بسبب از خود حاضر ہونے اور بباعث وفات مدعی یا مدعا علیہ قبل اداے شہادت کے غیر مجاز ہین۔ یہ اشخاص اور عورات اور اطفال وغیرہ گواہی دینے کے مجاز نہین ہین۔ گواہ تعداد مین تین ہونے چاہیین لیکن اِس قاعدہ کی نسبت استثنا کیا گیا ہے۔

استثنا نسبت تعداد گواہون کے۔

۱۸- "اگر گواہ عارف ہے تو درصورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے" شخص عارف سے مراد یہ ہے کہ وہ بواقفیت مذہب کے فرائض ضروری ومحکومۂ شاستر بجالاتا ہوگا۔ اِس فقرہ مین جو لفظ ایک ہی واقع ہوا ہے وہ دو گواہون پر بھی حاوی ہے۔ اور جو یہ ذکر ہوا ہے کہ "گواہ پابند آئین الٰہی وتحریری ہون" تو گو اِس قاعدہ سے یہ واضح ہو سکتا ہے کہ تینون گواہون کا عارف ہونا ضرور ہے لیکن مراد اِس سے یہ ہے کہ شہادت تین گواہون کی بلا رضامندی فریقین کے قابل منظوری ہے اور اِس سے کم ہونے کی صورت مین رضامندی طرفین واجب ہے پس اِسوجہ سے تین گواہون کی قید ضرور ہے۔

استثنا نسبت صفات گواہون کے۔

۱۹- نسبت صفات "پابند مذہب وفیاض" وغیرہ استثنا کیا گیا ہے۔ "اُن مقدمات مین جو بابت بھگا لیجانے عورات وسرقہ وحملہ وعمل بیجا وجرم سنگین ہون ہر شخص گواہ ہو سکتا ہے"۔ ۱ اِن الفاظ کی تعریف آگے بیان ہوگی۔ جملہ اشخاص بے دین وغیرہ جنکی نسبت اقوال مذکورۂ بالا مین امتناع ہے ایسے مقدمات مین گواہ ہو سکتے ہین لیکن ایسی صورتون مین بھی وے شخص گواہ

---

۱ قول جاگیولک منقولۂ بیوہار میوکھ لیکن بیاد تندو مین ایک شخص اسم نامعلوم کا قول درج ہے۔

نہین ہوسکتے جو بوجہ بد اعمالی یا تزلزل بیانی یا بسبب از خود حاضر ہونے کے غیر مجاز ہین کیونکہ اعتراض غیر مجازیت یعنی راست گو نہ ہونا ایسے شخصون کا اِن صورتون مین بھی لازم آتا ہے۔

تعریف جرائم

۲۰۔ قول مذکورۂ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ زنا و سرقہ و حملہ و عمل بیجا جرائم سنگین مین داخل ہین کیونکہ ارتکاب اِن جرائم کا اشخاص شورہ پشت کی جانب سے علانیہ ہوتا ہے مگر چونکہ زنا وغیرہ جرائم کا ارتکاب زیادہ تر باخفا ہوتا ہے لہذا ذکر اُنکا علیحدہ کیا جائیگا ۔ قتل انسان ۔ سرقہ بالجبر ۔ اورون کی زوجون کو زبردستی بھگا لیجانا ۔ حملہ ۔ عمل بیجا ۔ یہ چار قسمین جرائم سنگین کی ہین۔

اظہار لینے کا طریق

۲۱۔ اب گواہون کے اظہار کا ذکر کیا جاتا ہے "وہ لازم ہے کہ گواہون کو مدعی یا مدعا علیہ کے قریب بٹھا کر اظہار اُنکا لیا جاے" [۱] گوتم نے جو قاعدہ لکھا ہے اُس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر گواہون سے علیحدہ کچھ پوچھا جاے تو اُنکو جواب دینا ضرور نہین ہے اور اِس باب مین کاتیائن نے یہ امتیاز کیا ہے "وہ حاکم کو چاہیے کہ گواہون سے بمواجہہ مدعی و مدعا علیہ کے بسہولت سوالات کرے اور حاکم کو لازم ہے کہ باستثناء برہمنون کے اور گواہون سے ٹھاکرون و ریندٹون کے سامنے شہادت لیوے" [۲] حاکم کو لازم ہے کہ دوپہر کے وقت طہارت کے بعد ہر گواہ کو علیحدہ علیحدہ بُلا کر اور اُنکو بار بار خوف خدا یاد دلا کر اُنسے استفسار کرے اور یہ ضرور ہے کہ گواہ بھی بعد طہارت کے آئے ہون اور وقت اظہار اُنکا رخ شمال یا مشرق کی جانب ہو اور لازم ہے کہ کُل گواہ ضوابط لازمی اور حالات مقدمہ سے واقف ہون" [۳]

---

[۱] قول جاگبلک منقولۂ بادتندیو۔

[۲] بادتندیو دبیو ہار میوکھ و سمرتی چندریکا۔

[۳] قول نارد منقولۂ کتا بہاے مذکور الصدر۔

مختلف فرقون سے حلف لینے کا طریقہ-

۲۲- منوسے[1] در باب لینے اظہارات برہمنون اور اور شخصون کے یہ قاعدہ مندرجۂ ذیل قرار دیا ہے یعنی حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو صداقت کی قسم دیوے اور چھتری کو اسکے گھوڑے اور ہاتھی اور اسلحہ کی اور ویش کو اُسکی گاے اور غلہ اور سونے کی اور دستکار یا ادنی آدمی کو اسطور پر قسم دلاوے کہ اگر تو سچ نہ بولیگا تو تیرے سر پر کل جرائم ممکن الوقوع کا عذاب ہوگا[2] اِس عبارت کے یہ معنی ہین کہ برہمن سے یہ کہا جاے کہ اگر تم سچ نہ بولوگے تو تمھاری صداقت جاتی رہیگی اور چھتری سے یہ کہا جاے کہ تمھارا گھوڑا یا ہاتھی اور ہتھیار بیکار ہو جائیگا اور ویش سے یہ کہ تمکو مویشی اور تخم اور سونے سے کچھ منفعت نہوگی اور سودر سے یہ کہ اگر تو جھوٹ بولیگا تو جملہ جرائم تیرے سر پر عائد ہونگے-

استثنا نسبت بعض برہمنون اور چھتریون اور ویشون-

۲۳- اگر دو جنمی قومون کے شخص مویشی چرانے کا کام یا حرفہ یا دستکاری یا رقاصی یا قوالی یا ملازمی یا سود خوری کا پیشہ کرین تو حاکم کو چاہیے کہ اُنکو فہمایش کرکے اظہار انکا مثل شودر کے لیوے[3] لفظ دو جنمی لکھنے سے یہ مراد ہے کہ قول مذکورۂ بالا مین چھتری اور ویش بھی داخل ہین اور قوالی سے یہ عبارت ہے کہ جو گانا جانتا ہو-

گواہی کی نسبت اعتراض پیش ہونے کا ذکر-

۲۴- اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت معترض ہو اور اعتراض اُسکا ثبوت بدیہی مثلاً گواہ کی نابالغی تو ایسی صورت مین دفعیہ اعتراض کا ثبوت مذکور سے ہونا چاہیے لیکن جن صورتون مین کہ ثبوت بدیہی موجود نہو مدار ثبوت مدعا علیہ کے بیان اور شہرۂ عام پر ہوگا مگر اس باب مین اور گواہ نہ لیے جائین گے کیونکہ اگر ایسا ہو تو

---

[1] منو فصل ۸- اشلوک ۱۰۲ منقولہ بیادتندیو و سمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ-

[2] منو- فصل ۸- اشلوک ۱۱۳ منقولہ بیادتندیو و بیوہار میوکھ لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول نادر کے درج ہے- بعض اوقات اہل یونان آدمی حرفہ سے حلف لیتے تھے مثلاً مچھلی پکڑنے والے سے اُسکے جال اور سپاہی سے اُسکی برچھی پر حلف کرایا جاتا تھا-

[3] بیادتندیو و سمرتی چندریکا-

قضیہ کبھی طے نہ ہو۔

۲۵- اگر مدعا علیہ گواہون کی نسبت اعتراض پیش کرکے اُسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسپر حسب حیثیت جرمانہ عائد کیا جاے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ غیر مجاز ہوجاینگے چنانچہ اِس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "اگر کوئی شخص گواہون کی نسبت صریحًا اعتراض پیش کرے اور اسکو ثابت نہ کرسکے تو اُسکو سزا ہونی چاہیے لیکن اگر وہ ثابت کردے تو گواہ رخصت کردیے جائین اور ادائے شہادت کے قابل متصور نہون۔ ۱؎

پیش کرنا اعتراض باطل کا مستلزم سزا ہوگا۔

۲۶- "اگر اُن جملہ گواہون کی نسبت جو دعویدار کی جانب سے گذرین اعتراضات ثابت ہوں اور دعویدار اور کسی طرح کا ثبوت نہ رکھتا ہو تو وہ مغلوب ہوگا چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "اگر دعویدار کو صرف اپنے گواہ کی صداقت پر حصر ہو اور وہ مغلوب ہو جاے تو اُس سے جرمانہ لیا جائیگا" مراد اِس سے یہ ہے کہ اگر دعویدار اور طرح کا دیگر ثبوت رکھتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ شہادت مزید پیش کرے۔

اگر گواہ واسطے ادائے شہادت کے غیر مجاز متصور ہون تو ثبوت کے اور ذریعون پر لحاظ کرنا چاہیے۔

۲۷- بجواب اِس سوال کے کہ گواہ سے وقت حلف کے کیا کہنا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو شخص جھوٹی گواہی دے وہ اُن جملہ مقامات عقبیٰ مین مبتلاے عذاب ہوگا جو گنہگارون اور مجرمان جرائم کبیرہ و شدیدہ اور آتش زن اور قاتلان عورات و اطفال کے واسطے معین ہین اور جو کچھ نیکیان کہ اُس سے سیکڑون جنمون مین وقوع مین آئی ہون ثمرہ اُنکا اُس شخص کو پہونچیگا جسکی نسبت گواہ کی جھوٹی گواہی سے ضرر عائد ہو" مراد اِس سے یہ ہے کہ یہ عبارت گواہ سے عبرةً کہنی چاہیے۔ اِس مضمون کو شودر کے فرقہ سے متعلق مفہوم کرنا چاہیے۔ کیونکہ اِس قول سے کہ شودر پر جملہ جرائم ممکن الوقوع عائد ہونگے" یہ امر واضح ہے علی ہذا القیاس اِسی عبارت کو اُن دوجنمی لوگون سے بھی متعلق تصوّر کرنا چاہیے جو مویشی

طریقہ حلف کا جو شودر اور اُن دوجنمی شخصون کی نسبت ملحوظ رکھنا چاہیے جو ادنیٰ پیشہ کرتے ہین

۱؎ یہ سزا دو اسرئے۔

چرانے وغیرہ کا پیشہ کرتے ہون چنانچہ یہ امر اِس قول سے ظاہر ہے "اگر ودھنی قومون کے شخص مویشی چرانے کا کام" الخ۔

حلف کی عبارت مذکورۂ بالا کو باعتبار اُسکے لفظ کے مفہوم نہین کرنا چاہیے۔

۲۸- چونکہ یہ فرض کرنا محال ہے کہ جو نیکیان سیکڑون جنمون مین ظہور مین آئی ہون وے زائل ہو جائین اور جرائم شدید جنکا ارتکاب ایک شخص کی جانب سے ہوا ہو اُنکے عذاب مین دوسرا شخص صرف بوجہ جھوٹ بولنے کے مبتلا ہو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ عبارت صرف بغرض عبرت گواہون کے لکھی گئی ہے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ "حاکم کو چاہیے کہ اقوال قدیم جو نیکی کے باب مین ہون بیان کرکے اور امر حق کی عظمت اور دروغگوئی کی مذمت ظاہر کرکے گواہون کو بار بار خوف دلاوے"[۱]

اُس صورت کی سزا کا ذکر کہ جب گواہ بعد فہمایش کے اداے شہادت سے منکر ہو۔

۲۹- بجواب اِس سوال کے کہ اگر گواہ بعد فہمایش کے خاموش رہین تو کس طور پر کاربند ہونا چاہیے یہ بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی شخص اداے شہادت سے منکر ہو تو راجہ کو چاہیے کہ بعد چھیالیس روز کے اُس سے کل زر قرضہ مع دس روپیہ سیکڑہ سود کے دلواے"[۲] یعنی اگر کوئی شخص اداے شہادت کا اقرار کرے اور بعد فہمایش مضمون حلف کے بالکل ساکت رہے تو راجہ کو لازم ہے کہ نامبردہ سے قرضخواہ کو کل زر قرضہ مع سود دلاوے اور علاوہ اسکے گواہ مذکور کو دسوان حصہ قرضہ کا اور دینا پڑیگا اور دسوان حصہ راجہ کو ملیگا چنانچہ اِس قول سے واضح ہے "راجہ کو لازم ہے کہ علاوہ مقدار قرضۂ مثبتہ کے قرضدار سے دسوان حصہ لیوے"[۳] اور واضح ہو کہ نفاذ اِس قاعدہ کا چھیالیس روز کے بعد ہوگا اور اِس مدت کے اندر گواہ مذکور سے روپیہ نہ لیا جائیگا۔ اور یہ بھی معلوم ہو کہ اِس قاعدہ کا متعلق ہرنا اُس صورت مین مفہوم ہوتا ہے کہ جب بیماری

[۱] بباد تندیو۔

[۲] قول جاگیالک منقولۂ بباد تندیو و سمرتی چندریکا و بیوہار مییوکھ۔

[۳] بیر متراودا سکے ورتناگر۔

یا اور کوئی مصیبت لاحق نہو چنانچہ منو نے اِس باب مین یہ کہا ہے کہ "جو شخص باوصف لاحق نہونے کسی مصیبت کے بعد اجراء اطلاعنامہ تین ہفتہ کے اندر مقدمات قرضہ وغیرہ مین گواہی دینے کے واسطے حاضر نہو اُسپر خود اُسکے فعل سے کُل زرِ قرضہ عائد ہوگا اور علاوہ اسکے اُس سے دسوان حصہ بطور جرمانہ رابہ لیگا" (۱) مصیبت کے لاحق نہونے سے یہ مراد ہے کہ گواہ آفت آسمانی یا قہر حاکم سے مبرا ہو۔

ادائے شہادت سے منکر ہونے کی سزا۔

۴۰۔ اب اُس شخص کا ذکر کیا جاتا ہے جو باوجود مطلع ہونے حالات معاملہ کے خواہشِ ادائے شہادت سے منکر ہوے "جو شخص باوصف آگاہ ہونے معاملہ کے شہادت نہ دے وہ ذلیل متصور ہوگا اور سزا اُسکی مثل جرم شہادت کاذبہ کے ہوگی" (۲) یعنی وہ شخص بتبدل جو امر متنازعہ سے بخوبی مطلع ہو اور باوجود اِس امر کے گواہی نہ دے یا گواہ ہونے سے منکر ہو تو وہ مثل جھوٹے گواہ کے سزایاب ہوگا اور واضح ہو کہ جھوٹے گواہون کا ذکر آیندہ ہوگا۔

اگر جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہو جاے تو فیصلہ منسوخ ہوگا۔

۴۱۔ جھوٹے گواہون کی سزا کے بعد مقدمہ کی نسبت از سرِ نو تحقیقات کیجائیگی اور اگر مقدمہ ختم ہو گیا ہو اور بعد ازان جھوٹ ہونا گواہی کا منکشف ہو تو تحقیقات مقدمہ از سر نو کیجائیگی چنانچہ منو نے کہا ہے "کہ اگر کسی مقدمہ مین جھوٹی گواہی دی جاے تو راجہ کو لازم ہے کہ فیصلہ منسوخ کرے اور جو کچھ کارروائی عمل مین آئی ہو وہ بیکار سمجھی جائے" (۳)

طریقہ کارروائی کا جبکہ شہادت مین تناقض پایا جاے۔

۴۲۔ اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو اختلاف شہادت سے متعلق ہے "در صورت اختلاف شہادت کے کثرت بیان پر لحاظ ہوگا اور اگر تناقض کی صورت مین تعداد گواہون کی مساوی ہو تو منجملہ اُنکے اُن اشخاص کے قول پر اعتبار ہوگا جو شریف ہون اور جب شریف گواہون کے باہم اختلاف ہو تو اُس حالت مین

(۱) منو فصل ۸ اشلوک ۱۰۷ منقولۂ بادتندیو سمرتی چندریکا۔
(۲) قول جاگبلک منقولہ نسخجات متذکرہ بالا۔
(۳) منو فصل ۸ اشلوک ۱۱۷ منقولۂ بادتندیو سمرتی چندریکا۔

گواہان اشراف کے بیان پر لحاظ کیا جائیگا"[۱] یعنی تناقض یا تخالف کی صورت مین کثرت اظہار پر حصر ہونا چاہیے لیکن اگر اختلاف کی صورت مین گواہون کی تعداد مساوی ہو تو اُن گواہون کا بیان بطور شہادت مقبول ہوگا جو شریف ہون لیکن اگر شریف شخصون مین بھی تناقض واقع ہو تو اُن گواہون کا قول منظور ہوگا جو زیادہ تر شریف ہون اور زیادہ تر شریف شخصون سے یہ مراد ہے کہ جو آئین الہامی کے عالم و عامل ہون اور صاحب اولاد اور متموّل اور نیک خصائل ہون۔

گواہون کی تعداد پر شرافت فائق ہے۔

۳۳- اگر شریف گواہ کم ہون اور غیر شریف زیادہ تو ایسی صورت مین بھی شریف گواہون کا بیان مقبول ہوگا یہ اِس قول سے مستنبط ہے "اگر گواہ عارف ہے تو درصورت رضامندی طرفین ایک ہی ایسے شخص کی گواہی کافی ہے"[۲] اِس سے نیک خصائل کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

تاویل قول سابقہ۔

۳۴- اوپر جو یہ قول واقع ہوا ہے "کہ اگر منجملہ گواہون کے جو کسی فریق مقدمہ کی جانب سے نامزد و طلب کیے جاتین ایک گواہ بھی متزلزل بیان ہو تو کُل گواہ بوجہ ایسی تزلزل بیانی کے غیر مجاز متصور ہونگے" اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب کُل گواہ مساوی الرتبہ ہون۔

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر ہے۔

۳۵- اب اُن گواہون کے اظہارات کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ جنپر مقدمہ کی ہار اور جیت منحصر ہے "جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اُسکے ہون وہ مقدمہ جیتے گا لیکن جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلاشک ہاریگا"[۳] حاصل اسکا یہ ہے کہ جس شخص کے گواہ درباب امر متنازعہ و کیفیت و کمیّت شے دعوی کے مظہر صداقت اُسکے ہون اور یہ کہین کہ ہم اِس امر کو فی الواقع سچ جانتے ہین تو وہ شخص غالب ہوگا لیکن اگر کسی شخص کے گواہ خلاف بیان اُسکے یہ کہین

---

[۱] قول جاگبلک منقولۂ چندریکا و بیوہار میوکھ۔

[۲] دفعہ ۱۸- فصل ہذا۔

[۳] بباد تندیو و سمرتی چندریکا۔

کہ ہم اِس امر کو جھوٹ جانتے ہین تو وہ بلاشک یعنی بالتحقیق مغلوب ہوگا۔

۳۶-لیکن اگر گواہ بسبب یادنہونے حقیقت نالش کے اُسکے صدق یا کذب کی نسبت اداے شہادت نہ کرین تو ایسی صورت مین فیصلہ کا مدار اور ثبوت پر ہوگا اور راجہ کو چاہیے کہ گواہون سے بار بار سوال نہ کرے۔جو امر کہ بلا تامل بیان کیا جاے وہ قبول ہونا چاہیے چنانچہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ "جو امر بلا تامل بیان کیا جاے اور الزام سے مبرا ہو وہ منظور کیا جاے اور جب گواہ امر مذکور بیان کر چکے تو راجہ کو چاہیے کہ اُس سے بتواتر استفسار نہ کرے"[1]

مدار فیصلہ کا گواہون کی شہادت پر اُس صورت مین نہوگا کہ جب اُنکو حالات معاملہ یاد نہون۔

۳۷-اب اِس قاعدہ کی نسبت کہ "جسکے گواہ اُسکے بیان کے خلاف کہین وہ بلاشک ہاریگا"[2] ایک استثناء کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر گواہ اداے شہادت بھی کر چکین اور دیگر گواہ اُنسے دوچند یا بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف ہون اور اُنکے بیان کے خلاف اظہار دین تو پہلے گواہون کا اظہار جھوٹ متصور ہوگا"[3] مطلب اسکا یہ ہے کہ اگر وے گواہ جو بمرتبۂ اول گذرانے گئے ہون بالارادہ خلاف حقیقت نالش کے گواہی دین اور بہ نسبت اُنکے زیادہ شریف یا اُنسے تعداد مین دوچند گواہ برعکس بیان اُنکے بتائید دعوی کے اظہار دین تو گواہان مقدم الذکر جھوٹے یا حلف دروغ متصور ہونگے۔

اگر گواہان دعویدار خلاف اُسکے دعوی کے گواہی دین تو وہ مجاز ہے کہ اور گواہ بغرض تردید گواہان مذکور کے گذرانے۔

۳۸-یہ اعتراض پیش ہوسکتا ہے کہ امر مذکورۂ بالا درست نہین ہے کیونکہ اگر بعد اظہار اُن گواہون کے جنپر فریقین اور انجمن عدل کے مشیرون اور حاکم اعلیٰ نے واسطے اثبات حقیقت نفس الامری کے حصر کیا ہو اور ثبوت کی طرف توجہ کیجاے تو ایسی صورت مین خوف ہے کہ تنازع کبھی طے نہوا ور ایک اور وجہ یہ ہے کہ امر مذکور نارد کے اِس قول کے خلاف ہے "بعد انفصال مقدمہ کے شہادت عام

اعتراض کا جواب

[1] قول نارد منقولۂ بیادتندیو۔

[2] دفعہ ۳۵-فصل ہذا۔

[3] قول جاگیلک منقولۂ بیادتندیو و سمرتی چندریکا۔

اِس سے کہ تحریری ہو یا زبانی بیکار ہوگی بشرطیکہ وہ بمرتبۂ اول گذرانی نہ گئی ہو جیسے کہ بعد پختگی فصل کے بارش بے سود ہوتی ہے ویسی ہی شہادت بھی مقدمات منفصلہ مین غیر مفید متصور ہے"[1] اِس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اگر دعویدار بحالت تحقیقات مقدمہ اُن گواہون کی شہادت پر جنکے عیوب سے وہ بوجہ اُسکی طرف ہونے کے آگاہ نہ تھا بدین سبب حصر نکرے کہ شہادت اُنکی اُسکے دعوی کے مخالف گذری ہو اور وہ ایسے گواہون کی نسبت متعرض ہو تو ایسی حالت مین اور ثبوت کی طرف متوجہ ہونا کسی طرح سے ممنوع متصور نہین ہو سکتا۔

بعد طے ہونے اِس امر کے کہ گواہ مجاز ادائے شہادت ہے اُسکی معتبری کی نسبت تحقیقات ہونی چاہیے۔

۳۹۔ اگر کسی شخص کا کوئی عضو باطل یا متغیر العمل ہو تو ایسی صورت مین صحت علم کا اطلاق نہ ہوگا علیٰ ہذا القیاس گو آنکھ یا کسی اور عضو کا سقم قطعاً متحقق نہو سکے لیکن ممکن ہے کہ نسبت صحیح نہ ہونے اُسکے فعل کے وہ سقم مستنبط کیا جاے یہی تاویل اِس موقع پر بھی صادق آتی ہے۔ علاوہ اِسکے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ نسبت شہادت گواہان اور نیز درباب اُنکی عادات وصفات کے تفتیش کماحقہ کیجاے "راجہ کو چاہیے کہ بشمول اپنے مشیرون کے شہادت گواہان کی نسبت قرار واقعی تفتیش کرے" کاتیائن نے یہ لکھا ہے کہ "بعد ہونے تحقیقات نسبت اُن مراتب کے جنپر ثبوت کا مدار ہے شہادت کی کماحقہ تفتیش واجب ہے اور جب کہ کسی گواہ کی شہادت کی نسبت تفتیش عمل مین آوے تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ بیان اُسکا عند التحقیق حقیقت نالش کے مطابق ہوا"[2] یہی قاعدہ ہے۔ واضح ہو کہ اصل سنسکرت مین گواہ کے واسطے لفظ کریا۔ مستعمل ہوا ہے اور مراد قول مذکورۂ بالا کی یہ ہے کہ جب گواہون کی نسبت بلحاظ اِس قاعدہ کے کہ "کون شخص منجملۂ اُنکے دوست ہے اور امر متنازعہ سے تعلق رکھتا ہے" الخ

[1] بباد تندیو۔

[2] ایضاً۔

تحقیقات ہو جاے تب اُنکی شہادت کی نسبت تفتیش کما حقّہ کرنی چاہیے اور تفتیش بغرض اثبات مراتب مظہرہ گواہون کے کیجاتی ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "وہ واسطے تسلیم کرنے بیانات کے ثبوت اُنکی صداقت کا ضرور ہے" پس جب کہ وجہ ثبوت کی نسبت اسطور پر تفتیش عمل مین آوے اور بذریعہ تفتیش گواہون کے بھی مراتب مظہرہٗ نالش متحقق ہون تو ایسی حالت مین یہ کہا جاتا ہے کہ گواہ کے بیان پر تفحص عمل مین آیا - یہ وہ قاعدہ ہے جسکو ضوابط عدالت کے ماہرون نے قائم کیا ہے - علیٰ ہذا القیاس جبکہ عضو مین نقص نہونے کی جہت سے دریافت ہونا امر واقع کا ممکن ہو تو ظاہر ہے کہ اصل حقیقت واضح ہوگی -

۴۰ - اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ مدعی مجاز نہین ہے کہ خود اپنے ثبوت سابقہ سے قطع نظر کرکے اور وجہ ثبوت پیش کرے تو جواب اِسکا یہ ہے کہ یہ اعتراض معقول نہین ہے اور ہر چند یہ قول کاتیاین پیش کیا گیا ہے کہ "وہ جو شخص ثبوت قویہ سے گریز کرکے ثبوت ضعیف پر حصر کرے وہ بعد اصدار فیصلہ مقدمہ کے اپنے ثبوت سابقہ پر مکرر استدلال نہین کرسکتا" [1] لیکن اس قول مین جو امتناع درباب پیش کرنے اور وجہ ثبوت بعد تجویز مقدمہ کے کیا گیا ہے اُسکی غرض یہ ہے کہ قبل صدور تجویز کے اور ثبوت پیش کرنا چاہیے علیٰ ہذا القیاس یہی امر نارد کے قول مندرجہٗ ذیل سے بھی ظاہر ہے "کہ بعد انفصال مقدمہ کے شہادت بیکار ہے" اِس سے واضح ہے کہ پیش کرنا اور وجہ ثبوت کا صِرف بعد تجویز کے ممنوع ہے نہ قبل تجویز پس اگر گواہ اداے شہادت کر چکے ہین اور وہ شخص جسکی جانب سے وے گذرے ہون اُنکی گواہی سے مطمئن نہو تو وہ اور وجہ ثبوت پیش کرنے کا مجاز ہے - یہی قاعدہ ہے -

۴۱ - درحالیکہ یہ قاعدہ قرار پایا ہے تو اگر وے شخص جو ابتدائی گواہ قرار دیے گئے ہون اُسوقت موجود نہون اور اَور گواہون کی شہادت گذر جاے اور بعد ازان

[1] برگشن تنتو وغیرہ -

ایک اور اعتراض کا جواب -

اگر خود مدعا اپنے گواہون کی شہادت پر مطمئن نہو تو اسکو کیا ثبوت مزید پیش کرنا چاہیے

منجملہ گواہان مقدم الذکر کے گواہان موخر الذکر سے زیادہ شریف یا تعداد مین دوچند گواہ بہم ہو جائین تو ثبوت کا مدار ان گواہون پر ہوگا چنانچہ یہ امر نارد کے اس قول سے واضح ہے "کہ اگر گواہی بمرتبۂ اول پیش نہ کی گئی ہو تو عام اس سے کہ وہ تحریری ہو یا زبانی بعد انفصال مقدمہ کے بیکار ہوگی" اور واضح ہو کہ درصورت موجود نہونے اُن شخصون کے جو ابتداءً گواہ قرار دیے گئے ہون گواہان جدید پر حصر کیا جاسکتا ہے نہ تصدیق غیبی پر - کیونکہ اِس باب مین یہ قول ہے "کہ اگر گواہ بہم ہو سکین تو دانشمند آدمی تصدیق غیبی کبھی منظور نکرے" لیکن اگر میسر نہون تو اُس صورت مین تصدیق غیبی پر عمل کیا جاے اور اگر تصدیق غیبی کے بعد بھی دعویدار کا اطمینان نہو تو اور کسی وجہ ثبوت پر استدلال نہوگا کیونکہ عمل مذکور کے بعد اور کوئی قاعدہ اِس باب مین نہین ہے لہذا بعد اِن مراتب کے تجویز مقدمہ ختم ہوگی -

اگر مدعا علیہ اپنی شہادت گذرانیدہ سے مطمئن نہو تو وہ دیگر وجہ ثبوت پر استدلال نہین کرسکتا -

۴۳ - لیکن اگر مدعا علیہ بعد اداے شہادت اپنے گواہون کے اُنکی گواہی کو اپنے حق مین مضر تصور کر کے اُنسے غیر مطمئن ہو اور اسی وجہ سے اُنکی نسبت اعتراض پیش کرے تو ایسی صورت مین بنظر صفائی گواہون کے یہ دیکھنا چاہیے کہ اُنپر سات روز کے اندر کوئی آفت آسمانی یا راجہ کا قہر نازل ہوتا ہے یا نہین کیونکہ جو قاعدہ درباب پیش کرنے وجہ ثبوت جدید کے ہے وہ اِسقدر متوسع متصور نہین ہوا ہے کہ مدعا علیہ سے بھی متعلق سمجھا جاے - اگر اعتراض ثابت ہو تو گواہون سے زر قرضہ مدعوہ دلایا جاوے اور حسب حیثیت اُنکے اُنپر جرمانہ کیا جاے اور اگر اعتراض ثابت نہو تو مدعا علیہ کو قناعت کرنی چاہیے -

منو کے قول کا ذکر

۴۴ - منو نے یہ لکھا ہے کہ "اگر کسی گواہ نے گواہی دی ہو اور اُسپر بعد اداے شہادت سات روز کے اندر کوئی مصیبت بسبب بیماری یا آتش زدگی یا میت عزیز کے [1] نازل ہو تو اُس سے زر قرضہ مع جرمانہ لیا جائیگا" یہ قاعدہ جو

[1] منو فصل ۸ - اشلوک ۱۰۸ -

در باب مدعا علیہ غیر مطمئن کے بیان کیا گیا ہے اسکو بطور استثناء اِس قاعدۂ عام کے تصور کرنا چاہیے کہ "جس شخص کے گواہ مظہر صداقت اُسکے ہون وہ مقدمہ جیتیگا" الخ۔

تاویل غلط کا ذکر اور اُسکی تردید۔

۵۸۔ یہ قاعدہ جو اوپر مذکور ہوا ہے "کہ اگر گواہ ادائے شہادت کر چکین"۔ الخ۔ بعض شخصون نے اُسکی یہ تاویل کی ہے کہ جب گواہان گذرانیدۂ دعویدار دعوی کی تائید مین گواہی دے چکین اور مدعا علیہ اُنسے زیادہ شریف یا دو چند گواہ بتردید بیانات اُنکے پیش کرے تو ایسی صورت مین اصل دعویدار کے گواہ دروغ متصور ہونگے۔ لیکن یہ تاویل غلط ہے کیونکہ اول مرتبہ پیش ہونا شہادت کا مدعا علیہ کی جانب سے ناجائز ہے اور وہ شخص دعویدار کہلاتا ہے جو اثبات ایک امر خاص کا کیا چاہتا ہو اور فریق مخالف جو امر مذکور سے منکر ہو مدعا علیہ موسوم ہوتا ہے۔ علاوہ اِسکے نفی کا ثبوت بعد اثبات دعوی مظہرہ کے ہوتا ہے نہ دعوی مظہرہ کا ثبوت بعد اثبات نفی کے لہ پس صرف امر مظہرہ کا ثبوت واجب ہے کیونکہ نفی کا ثبوت گواہون یا اور شہادت سے نہین ہو سکتا اور اسی وجہ سے درست ہے کہ صرف دعویدار ثبوت اپنے دعوی کا پیش کرے سوائے اِسکے بموجب اقوال مندرجۂ ذیل کے طریقہ پیش کرنے ثبوت کا ہمیشہ جواب دعوی کے مضمون پر موقوف ہے اور دوسرے قول یہ ہین کہ "جب مدعا علیہ کی جانب سے عذر خاص یا تجویز سابقہ کا عذر پیش ہو تو ایسی صورت مین مدعا علیہ کو اور بحالت اُسکے انکار قطعی کے مدعی کو ثبوت دینا لازم ہوگا اور ظاہر ہے کہ اقبال دعوی کی صورت مین کوئی امر متنازعہ نہین ہوتا"۔ مقدمۂ واحد مین طرفین پر ثبوت دینا واجب نہین ہے

لہ چھٹا قاعدہ شہادت کا یہ ہے کہ ہر مقدمہ مین اول امر مظہرہ کا اثبات ضرور ہے کیونکہ درحقیقت نفی کے ثبوت سے ابتدا نہین ہو سکتی ہے لہذا جب تک کہ امر مظہرہ ثابت نہو اُس سے منکر ہونا کافی ہے لیکن جب امر مذکور ثابت ہو تو فریق ثانی کو تردید اسکی بذریعۂ ثبوت مخالف کے کرنی چاہیے۔ تمیمہ متعلقہ آئین شہادت انگریزی مؤلفۂ مارگن صاحب ص ۳۹۔

پس یہ تاویل کہ وہ مدعا علیہ زیادہ شریف یا دوچند گواہ بتردید بیانات گواہان مدعی کے پیش کرے"۔ الخ قابل منظوری نہین ہے۔

ایک اور تاویل کی تردید۔

۴۶۔ راے جسکا ذیل مین ذکر کیا جاتا ہے صحیح نہین ہے یعنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ قاعدۂ مذکورۂ بالا بلحاظ اس قول کے واقع ہوا ہے کہ وہ اگر شے واحد کی نسبت دو دعویدار ہون اور دونون گواہ رکھتے ہون تو اول دعویدار کے گواہ پیش ہونگے"۔ یعنی جس شخص کی جانب سے دعوی کا اظہار پیش کیا جاے اُسکے گواہ سُنے جاینگے یہ قاعدہ درباب سُننے گواہون کے اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب شے واحد کی نسبت دو شخص باستحقاق وراثت بحالت دریافت نہونے تقدیم یا تاخیر زمانہ حصول شے مذکور کے دعویدار ہون اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ وہ اگر گواہ اداے شہادت بھی کر چکین"۔ الخ۔ ایک استثناء نسبت قاعدۂ مذکورۂ بالا کے ہے اسی راے مین جسکی تردید کیجاتی ہے یہ بھی بحث کی گئی ہے کہ جب ایسی حالت مین دعویدار مقدم و مؤخر کے گواہ تعداد و صفات مین مساوی ہون تو دعویدار مقدم کے گواہون سے استفسار کیا جاے اور اُسکے فریق مخالف کے گواہون سے اُس صورت مین استفسار ہونا چاہیے جب اُسکے گواہ شرافت مین فائق یا تعدادمین دوچند ہون۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ایسی صورت مین طرفین ایک ہی امر ظاہر کرتے ہین لہذا نفی کے ثبوت کی ضرورت نہین ہے[1] اور چونکہ یہ صورت جواب دعوی کی قسمون سے غیر متعلق ہے لہذا قواعد مصیبتہ جوابدہی کی تمثیل محولۂ بالا سے متعلق نہین ہوسکتی۔ اور جیسے کہ ایک فریق کو مقدمۂ واحد مین دو مرتبہ وجہ ثبوت پیش کرنے کا اختیار ہے ویسے ہی فریقین بھی مقدمۂ واحد مین مجاز ہین لیکن اس کل حجت کو نسخۂ ہذا کے مصنف مقدس نے

[1] "دراصل یہ امر نفی کا ثبوت نہین ہے بلکہ اُس بیان کا ثبوت ہے جو امر منظورہ دعوی سے محض خلاف ہو"۔ تمہید متعلقۂ آئین شہادت انگریزی مؤلفۂ مارگن صاحب ص ۲۹

تسلیم نہین کیا ہے کیونکہ استنباط اِس حجت کا نہ لفظہی سے ہوتا ہے اور نہ تین قول اور نہ اُسکے طرز بیان سے۔ الحاصل اِس باب مین بحث مزید فضول ہے۔

اشخاص محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا۔

۷۸- جھوٹے گواہون کا ابھی ذکر ہو چکا ہے اب اُنکی سزا کا ذکر ہوگا۔ "اشخاص محرک شہادت دروغ اور گواہان کاذب کی سزا بذریعۂ جرمانہ دوچند زر دعوے کے علٰحدہ علٰحدہ ہونی چاہیے اور برہمن جلاء وطن کیا جاے"[1]۔ شخص محرک شہادت دروغ اُس سے عبارت ہے جو روپیہ دیکر یا کسی اَور طور سے گواہون کو جھوٹی گواہی دینے کی ترغیب دے۔ اور لفظ علٰحدہ علٰحدہ سے یہ مقصود ہے کہ شخص مذکور اور بھی وہ گواہ جو بسبب ایسی تحریک کے جھوٹی گواہی دین فرداً فرداً مستوجب سزاء جرمانہ بقدر دوچند زر نالش کے ہونگے۔ اور دوچند زر نالش سے وہ روپیہ مراد ہے جو در صورت مغلوب ہونے اہل خصومت کے دلایا جاتا ہے اور برہمن کے جلاء وطن ہونے سے یہ غرض ہے کہ وہ اپنے ملک سے بدر کر دیا جاے لیکن کوئی اَور سزا اُسپر عائد نہوگی۔

قواعد خاص جو بعض صورتون سے متعلق ہین۔

۷۹- اِس قاعدہ کو اُس صورت خاص سے متعلق تصور کرنا چاہیے جبکہ طمع یا اور کسی طرح کی نفسانیت متحقق اور دائمی ہونا اُسکا ثابت نہو۔ منو نے اُس سزا کا ذکر کیا ہے کہ جب طمع یا نفسانیت کا عمل متحقق اور دوائمی ہونا اُسکا ثابت ہو یعنی قول اُسکا یہ ہے کہ "اگر گواہ بسبب خام طمعی کے جھوٹ بولے تو اُسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا اور اگر بسبب خلل دماغ کے تو بقدر دو سو پچاس پن جرمانہ ہوگا اور واضح ہو کہ یہ مقدار اقل مرتبہ جرمانہ کی ہے"۔ اگر بسبب دہشت کے جھوٹی گواہی دیجاے تو مقدار مذکور کا دوچند جرمانہ ہوگا۔ اگر بسبب دوستی کے ہو تو چہار چند اور بسبب شہوت کے ہو تو دہ چند اور بباعث غیظ کے ہو تو مقدار اوسط کا سہ چند اور بوجہ لاعلمی کے ہو تو پورے دو سو پن اور بسبب غفلت کے ہو تو صرف سو پن جرمانہ ہوگا۔

[1] [illegible] اگر کا ت منقولۂ بیاد تندیو و سمرتی چندریکا۔

توضیح الفاظ قول منو متذکرہ بالا۔

۴۹- خام طمعی یعنی حرص - خلل دماغ یعنی فتور عقلی - دہشت یعنی خوف - دوستی یعنی کمال جانب داری - شہوت یعنی خواہش مباشرت بدرجۂ غایت - غیظ یعنی غصہ - لاعلمی یعنی ناواقفیت - غفلت یعنی بے اعتنائی حال معاملہ کی نسبت اور اعداد ایک ہزار وغیرہ سے ہمیشہ پن یا تانبے کا پیسا مراد ہے۔

تین ادنی قوم کی سزا اُس صورت مین کہ جب اُنسے جرم حلف دروغی بتکرار سرزد ہو۔

۵۰- منصف راجہ کو چاہیے کہ تین ادنی قوم کے شخصون پر جو جھوٹی گواہی دیتے ہون بمرتبۂ اول جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین اُنکو سزا دے اور برہمن کو جلاوطن کرے اور یہ قاعدہ اُس صورت سے متعلق ہے جب اِس جرم کا وقوع بتکرار ہو چنانچہ یہ امر لفظ دیتے ہون سے جو اِس عبارت مین بصیغۂ حال مستعمل ہوا ہے واضح ہے - جب راجہ چھتری اور بقیہ قومون کے شخصون پر حسب تصریح بالا اول مرتبہ جرمانہ عائد کر چکے تو بعد ازان اُنکو تازیانہ وغیرہ سے سزا دے کیونکہ سنسکرت مین لفظ پرباس کے معنی بلحاظ استعمال روزمرہ کے سزاے بدنی ہین اور یہ بحث آئین مدنی سے متعلق ہے - ہونٹھ اور زبان کا کٹنا اور ہلاک کرنا سزاے بدنی مین داخل ہے اور واضح ہو کہ اسطرح کی سزا بلحاظ شہادت کاذبہ کی شدت و خفت کے ہونی چاہیے۔

سزا برہمنون کی بپاداش اِس جرم کے۔

۵۱- راجہ کو چاہیے کہ اول برہمن پر جرمانہ کرے اور تکرار جرم کی صورت مین جلاوطن کرے یعنی برہمن شہر سے بدر یا برہنہ کیا جاے کیونکہ لفظ بیاسیت جو اصل سنسکرت مین اِس محل پر واقع ہوا ہے اُسکے معنی بدر اور ربھی برہنہ کرنے کے ہو سکتے ہین [1] برہمن پر جو جرمانہ عائد کیا جاے اُسکی تجویز مین اس امر کا بخصوصیت لحاظ رہے کہ جرم بمرتبۂ اول سرزد ہوا اور بوجہ طمع وقوع مین آیا ہے

[1] اگر اس فقرہ کی توضیح کیجاے تو مباحثہ طویل قواعد صرف و نحو کا لازم آتا ہے اور اِس تحریر سے واضح ہے کہ برہمنون کی حفظ کے واسطے بوجہ صادق نہ آنے تاویل معنوی کے تاویل لفظی نظر انداز کی گئی ہے۔

یا کسی اور نفسانیت سے لیکن تکرار جرم کی صورت مین علاوہ جرمانہ کے جلا وطنی بھی ہوگی اور اس صورت مین لفظ بدھا ہم سے جو اس موقع پر اصل سنسکرت مین مستعمل ہوا ہے بلحاظ قومیت اور شے نالش وحیثیت فریقین و دیگر مراتب کے برہنہ کرنا یا انہدام مکان یا شہر سے بدر کرنا مفہوم کیا جاے۔ اگر یہ ثابت نہو کہ شہادت کاذبہ کا جرم بسبب طمع یا اور نفسانیت کے سرزد ہوا یا یہ کہ جرم مذکور بتکرار وقوع مین نہ آیا ہو یا معاملہ نالش خفیف ہو تو ایسی صورتون مین برہمن پر اُسقدر جرمانہ عاید کرنا چاہیے جو چھتری اور دیگر اقوام کے واسطے معین ہے۔ اور اگر معاملہ نالش اہم ہو تو شہر بدر بھی کیا جاے اور اگر حلف دروغی کی عادت ہو تو اِس صورت مین منو کا قول کل قومون سے تجویز واحد متعلق ہے۔

۵۲- پیش کرنا اِس حجت کا کہ برہمن جرمانہ سے مستثنیٰ ہے بیجا ہے کیونکہ جس حالت مین کہ سزاء بدنی کا امتناع ہے تو بپاداش قصور خفیفہ کے برہمن کی نسبت برہنگی یا انہدام مکان سکونت یا داغ دینے کی سزا واجب آئیگی اور اگر ایسا نہو تو بڑائے قطعی سزا سے لازم آتی ہے۔ یہی امر اقوال مندرجہ ذیل سے بھی درست معلوم ہوتا ہے۔ ''یعنی چارون قوم کے شخص جو کفارہ ادا نہ کرین اُنکی نسبت راجہ سزاے جائز حبس سزاے بدنی وجرمانہ مراد ہے تجویز کرے''[1] ''جو برہمن دوجنمی قوم کی عورات پردہ نشین کے ساتھ بالجبر مقاربت کرے اُسپر ایک ہزار پن جرمانہ ہوگا''[2] سنگھ کا قول یہ ہے کہ ''تین قومون کے واسطے مال چھین لینے اور موت کی سزا معین ہے اور برہمنون کے لیے جلا وطن اور داغ دینے کی''[3] مال چھین لینے سے اسجگہ ضبطی کل جائداد کی مراد ہوسکتی ہے کیونکہ لفظ مذکور موت کے ساتھ مستعمل ہوا ہے

برہمن پر جرمانہ ہوسکتا ہے لیکن کسی حالت مین اسکو سزاے بدنی نہوگی

---

[1] بیاد تبدیو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

چنانچہ یہی امر قول مندرجۂ ذیل سے بھی واضح ہے کیونکہ اسمین موت اور مال چھین لینے کا ذکر بالاشتمال کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "سزا بدنی مین قید اور ہلاکت جان بھی داخل ہے۔ اور چونکہ لفظ مال بشمول لفظ موت کے واقع ہوا ہے لہذا اس وغیرہ کے جرمانہ سے ضبطی کل جائداد کی مراد ہے"۔ لیکن یہ قول کہ "راجہ برہمن کو شہر بدر کرے اور اسکی جائداد کو مطلق ہاتھ نہ لگاوے" اس جرم سے متعلق ہے جو خفیف تر ہو نہ جرائم عامہ سے۔ علاوہ اسکے برہمن کو سزاے بدنی کبھی ہونی نچاہیے کیونکہ منو نے یہ امر بالعموم لکھا ہے کہ "گو برہمن مرتکب اُن جملہ جرائم کا ہو جنکا وقوع ممکن ہے تو بھی راجہ برہمن کو مار قتل نہ کرے"۔ علاوہ اسکے وہ یہ لکھتا ہے کہ "برہمن کے قتل سے اور کوئی جرم روے زمین پر زیادہ شدید متصور نہین ہے اسواسطے راجہ کو چاہیے کہ اپنے دل مین بھی برہمن کے قتل کا ہرگز تصور نکرے"۔

انفاء شہادت کی سزا۔

۵۳۔ علاوہ اسکے یہ قول ہے کہ "جو شخص اداے شہادت کے واسطے نامزد کیا جاوے اور وہ بسبب متغیر ہونے اپنی طبیعت کے گواہی اپنی بخلاف اور گواہون کے مخفی رکھے تو اسپر اٹھ گنا جرمانہ ہونا چاہیے اور اگر وہ شخص برہمن ہو تو جلاء وطن کیا جاوے"۔[۲] مراد اسکی یہ ہے کہ جس شخص نے گواہ ہونا قبول کیا ہو اور اداے شہادت کے واسطے بشمول اور گواہون کے طلب کیا جاوے مگر بوجہ تغیر طبیعت یعنی بسبب غلبۂ غیظ یا بیماری ہونے کسی اور اسی طرح کی کیفیت کے اظہار کے وقت اپنی شہادت مخفی رکھے اور بخلاف اَور گواہون کے بیان کرے کہ مین اس معاملہ مین گواہ نہین ہون تو اس صورت مین جو نقصان دعویٰ عائد ہو اسکا اٹھ گنا جرمانہ اسپر ہوگا اور اگر وہ برہمن ہو اور اسقدر جرمانہ ادا نکر سکے تو وہ جلاء وطن کیا جاوے اور لفظ بباسم سے جو اس محل پہ بھی مستعمل ہوا ہے بنظر حالات ہر مقدمہ کے برہنگی یا انہدام مکان سکونت

---

[۱] بیاد تندیو و منو فصل ۸۔ واشلوک ۳۸۰ و ۳۸۱۔

[۲] قول جاگبلک منقولہ بیادتندیو۔

یا شہر بدر کرنا مفہوم کیا جاے لیکن اگر اور قومون کے آدمی اسقدر جرمانہ نہ دے سکین تو وہ حراست مین رکھے جائین یا سپرد محبس ہون اور اُنسے اُنکے پیشہ کا کام لیا جاے ایک قول جو سابق مین واقع ہوا ہے اُسپر بھی اس جگہ لحاظ کرنا واجب ہے اور وہ اس باب مین ہے کہ جب کل گواہ اخفاء شہادت کرین تو وے بدرجہ مساوی مستوجب سزا ہین۔

اختلاف بیانی مستوجب سزا ہے۔

۵۴ - اگر گواہ بعد بیان کرنے ایک امر کے خلاف اُسکے دوسرا امر بیان کرین تو اُنکو بلحاظ حیثیت وغیرہ کے سزا ہونی چاہیے چنانچہ کاتیائن کا یہ قول ہے کہ وہ جو شخص بعد اظہار کسی امر کے خلاف اُسکے بیان کرین اُنپر بلحاظ اُنکے متزلزل بیان ہونے کے جرمانہ ہونا چاہیے۔ ۱

گواہون کی نسبت مداخلت ممنوع ہے۔

۵۵ - جو گواہ ایک فریق کی جانب سے نامزد کیے جائین فریق ثانی کو اُنکی نسبت خفیۃً مداخلت نچاہیے چنانچہ نارد کہتا ہے کہ وہ جو گواہ ایک فریق کی جانب سے طلب ہو فریق ثانی کو اُسکی نسبت خفیۃً مداخلت نچاہیے نہ فریق ثانی ایسی فکر کرے کہ گواہ مذکور اُسکی جانب سے اور گواہون کے خلاف بیان کرے۔ جو فریق ایسا کریگا وہ مغلوب ہو گا۔ ۲

خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا ... حفظ جان کی غرض سے جائز قرار دیا گیا ہے۔

۵۶ - خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا گواہون کا بالعموم منع ہے مگر اُسکی نسبت جاگبلک نے ایک استثنا کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اگر کسی معاملہ مین کسی قوم کے شخص کی جان خطرہ مین ہو تو جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ۳ یعنی اگر یہ احتمال ہو کہ سچ بولنے سے کسی شودر یا ویش یا چھتری یا برہمن کی جان جاتی ہے تو ایسی صورت مین گواہ جھوٹ بول سکتا ہے اور اُسکو سچ نہین بولنا چاہیے۔ پس

---

۱ باوتندیو۔

۲ سمرتی چندریکا۔

۳ قول جاگبلک منقولہ باوتندیو و سمرتی چندریکا۔

گو گواہون کا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن چونکہ صورت خاص مذکورۂ بالا مین سچ بولنے کا امتناع ہے لہذا خاموش رہنا اور جھوٹا اظہار دینا جائز ٹھہرایا گیا ہے۔ اگر کوئی علت از روے شہادت قرائن یا اور وجہ ثبوت کے ثابت ہو اور سچ بولنے سے منجملۂ چار قومون کے کسی شخص کی جان جاتی ہو اور جھوٹ بولنے سے اُسکا حفظ متصور ہو تو ایسی حالت مین جھوٹ بولنے کا حکم ہے لیکن اگر سچ بولنے سے مدعی یا مدعا علیہ کی جان جاتی ہو اور جھوٹ بولنے سے بھی علی ہذا القیاس ایسا ہی ہو تو گواہ کو بشرط منظوری راجہ کے سکوت لازم ہے لیکن اگر راجہ سکوت کسی طور پر منظور نہ کرے تو گواہ کو چاہیے کہ اپنی شہادت کو اختلاف بیانی کے باعث سے باطل کر دے اور اگر یہ نہو سکے تو سچ کہے کیونکہ جھوٹ بولنے سے دو گناہ یعنی قتل انسان و دروغگوئی لازم آتے ہین اور سچ بولنے کی صورت مین صرف ایک گناہ یعنی قتل انسان عائد ہوتا ہے۔

ایسی صورت مین کفارہ واجب ہے

۵۷- ایسی صورت مین شاستر کے بموجب کفارہ واجب ہے۔ بنظر دفع دخل اِس امر کے کہ شاستر مین خاموش رہنے اور جھوٹ بولنے کا بصورت خاص حکم ہے اور اِس جہت سے کہ وہ داخل جرم نہین ہے یہ قول واقع ہوا ہے کہ وے دوجنمی قومون کے آدمیون کو بغرض اِسکے کہ اِس گناہ سے نجات ہو وہ کفارہ ادا کرنا چاہیے جو سرستی کے نام سے معروف ہے [۱] دو گناہ سے نجات ہونے کے“ یہ معنی ہین کہ جو جرم خاموش رہنے یا جھوٹ بولنے سے عائد ہو وہ رفع ہو جاے اور منجملۂ دوجنمی قومون کے ہر قوم کے شخص کو فرداً فرداً کفارہ موسومہ سرستی ادا کرنا واجب ہے اور وجہ تسمیہ اس کفارہ کی یہ ہے کہ یہ سرستی دیبی سے متعلق ہے اور سنسکرت لفظ چرو جو اِس کفارہ کے بیان مین آیا ہے اُس سے پکے ہوے چاول مراد ہین۔

[۱] قول جاگبلک منقولۂ بیادتندیو وسمرتی چندریکا۔

اعتراض کا ذکر جواب۔

۵۸۔ حاصل یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اور خاموش رہنا جسکی نسبت اوپر امتناع کیا گیا تھا اِس محل پر جائز قرار دیا گیا ہے اور یہ قول کہ وہ جو شخص مطلق کچھ نکہے اور جھوٹ اور بیجا بولے وہ گنہگار ہے:-[1] جھوٹ بولنے یا خاموش رہنے کی عام صورت سے متعلق ہے اور یہ کفارہ اُس صورت کی نسبت مقرر کیا گیا ہے جب امتناع مذکور کے خلاف عمل مین آوے۔ یہ فرض کرنا چاہیے کہ مضمون مندرجہ قول متناقض ہے اور یہ بحث نادرست ہے کہ باوجودیکہ خاموش رہنا اور جھوٹ بولنا جائز قرار دیا گیا ہے مگر وہ جرم جو امتناع عامہ کے خلاف کاربند ہونے سے قابل سزا ہو بدستور قائم رہتا ہے کیونکہ گواہون کا ساکت رہنا اور جھوٹ بولنا سنگین جرم ہے اور عام صورتون مین جھوٹ کہنا اور خاموش رہنا جرم خفیف متصور ہے پس جو قول کہ دربارہ جواز جھوٹ بولنے کے ہے وہ درست ہے۔ اگرچہ اُور صورتون مین بحالت رفع ہوجانے جرم سنگین کے جرم خفیف بھی جو اُسی کا لازمہ ہو رفع ہوجاتا ہے لیکن اِس صورت مین بلحاظ حکم اور تاکید کفارہ کے جرم سنگین زائل ہوتا ہے اور جرم خفیف جو اُس سے متعلق ہو ساقط نہین ہوتا اِس سے یہی معنی مفہوم ہونے چاہئین۔

کفارہ اُن گواہون کو واجب نہین ہے جو عمداً جھوٹی گواہی دین۔

۵۹۔ جھوٹ بولنے کے واسطے جو اجازت ہے اُسکو مسافرون اور دیگر شخصون سے بھی ایسی صورت مین متعلق سمجھنا چاہیے کہ جب اُنسے ایسے مقدمات مین جنمین کسی قوم کے شخص کی جان جانے کا خوف ہو سوالات عامہ کیے جائین اور چونکہ اِس باب مین کوئی امتناع صریح نہین ہے لہٰذا ایسی صورت کے واسطے کوئی کفارہ مقرر نہین ہے اگر گواہون یا اور شخصون کی شہادت کا کذب اور مقدمہ سے اور بزمانہ مخالفت ظاہر ہو تو ایسی صورت مین وے مستلزم سزا ہونگے چنانچہ یہ امر بھی قول مندرجہ بالا سے مستنبط ہے۔ الحاصل گواہون کا باب ختم ہوا۔

[1] منو فصل ۸۔ اشلوک ۱۳ کا اخیر حصہ۔

باب ساتوان

ثبوت تحریری کے بیان مین

فصل پہلی

تعریف عام ثبوت تحریری۔

۱- قبضہ اور گواہون کا بیان ہوچکا اب ثبوت تحریری کا بیان کیا جاتا ہے ثبوت تحریری دو قسم کا ہوتا ہے سرکاری اور خانگی۔ تحریر سرکاری کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اب تحریر خانگی کا ذکر کیا جائیگا۔ تحریر خانگی کی دو قسمین ہین پہلی وہ جو خود اہل معاملہ نے اور دوسری وہ جو اُسکی جانب سے اور شخصون نے مرتب کی ہو۔ پہلی قسم کی تحریری کی نسبت گواہون کی ضرورت نہین ہے مگر دوسری قسم کی نسبت ہے اِن دونون قسم کی تحریر کے ثبوت کا طریقہ دستورات خاص اور مختص المقام پر منحصر ہے چنانچہ نارد کہتا ہے "ثبوت تحریری دو قسم کا ہے اول دستخطی خود اہل معاملہ کا اور اُسکی نسبت گواہان حاشیہ کی ضرورت نہین ہے اور دوسرا وہ جو ایک کی جانب سے دوسرے شخص کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو اور اِس قسم کی تحریر گواہون سے مصدق ہونی چاہیے اور جواز دونون قسم کی تحریر کا رواج مستمرہ مقام پر منحصر ہے"[1]

قاعدہ درباب اُس دستاویز کے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے۔

۲- اب قاعدہ درباب اُس دستاویز کے بیان کیا جاتا ہے جو ایک شخص کی جانب سے دوسرا شخص لکھے "جب کوئی معاہدہ متعاقدین کی رضامندی سے قرار پاوے تو ایسی صورت مین اُسکی نسبت ایک دستاویز مرتب ہونی چاہیے اور اُسمین نام دائن کا داخل کیا جاوے اور تصدیق اُسکی حسب ضابطہ عمل مین آوے"[2] جب کوئی معاہدہ برضا و رغبت طرفین وقوع مین آئے یا کوئی شرط باہم دائن و مدیون کے

---

[1] بابا دتہ دیو وسرتی چندریکا دیوہار میوکھ۔

[2] قول جاگیلک منقولہ کتب مرقومہ بالا۔

قرار پاوے عام اِس سے کہ وہ سونے یا اور اشیار کی نسبت ہو تو ایسی حالت مین دستاویز تحریر ہونی چاہیے اور اُسمین زمانہ واپسی اور شرح سود ماہوار کا تعین کیا جاے تاکہ بعد منقضی ہونے مدت معینہ کے معاہدہ کا ثبوت ہو اور دستاویز مذکور اُس قسم کے گواہون سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا ہے مصدّق ہونی چاہیے۔ دائن کا نام داخل ہونے سے یہ مراد ہے کہ ذکر اُسکا کیا جاے یعنی نام اُسکا دستاویز مین تحریر ہو۔

۳۔ اگر دستاویز نہو تو اُس قسم کے گواہ جنکا ذکر اوپر ہوا ہے پیش ہوسکتے ہین چنانچہ یہ امر مسئلہ مندرجۂ سمرتی سے واضح ہے "جو معاملہ کسی شخص کی جانب سے وقوع مین آئے اُسکے ثبوت کے واسطے مقدمات مین گواہون پر استدلال ہوسکتا ہے اور شخص مذکور کا فعل بلا دستاویز کے بھی جائز متصور ہوسکتا ہے" ؎۱ معاہدہ بلا دستاویز کے بھی درجۂ تکمیل ہوسکتا ہے۔

۴۔ علاوہ اِسکے "سال و ماہ و پاکھ و یوم و نام و قوم و خاندان و خطاب فضیلت و نام اہل معاملہ بقید ولدیت وغیرہ درج کیے جائین" ؎۲ "سال" سے بارہ مہینے مراد ہین "ماہ" مثلاً چیت وغیرہ "پاکھ" یعنی ناقص النور و زائد النور "یوم" یعنی تاریخ حساب قمری کے بموجب "نام" یعنی دائن و مدیون کا نام "قوم" یعنی برہمن وغیرہ "خاندان" مثلاً باشسٹ یا اور کسی نسل سے ہے۔ اِن سب مراتب یعنی سال وغیرہ کی توضیح ہونی چاہیے اور خطاب فضیلت بھی تحریر ہو مثلاً خطاب بھو برکھ۔ یا کتھہ اور یہ القاب اُن شخصون کی نسبت تعظیماً مستعمل ہوتے ہین جو وید کا کوئی جزو پڑھ سکین "نام اہل معاملہ بقید ولدیت سے" مراد ہے نام دائن و مدیون کے باپ کا۔ لفظ "وغیرہ" سے قسم نالش اور پیشہ طرفین مقصود ہے پس مدعا عبارت مذکورۂ بالا کا بشمول اُن لفظون کے جو اوپر تحریر ہوئی ؎۳ یہ ہے کہ دستاویز مین اِن مراتب کی توضیح کیجاے۔ مراتب مفصلہ ذیل دستاویز مین تحریر ہون۔

؎۱ بیادر تناگر۔

؎۲ قول جاگبلک منقولۂ سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ لیکن بیاد تندیو سے ظاہر نہین ہوتا کہ کسکا قول ہے۔

؎۳ یہ حوالہ قول مندرجۂ دفعہ ۲ سے متعلق ہے۔

جو شخص دستاویز تحریر کرے اُسکا اُسپر اپنے دستخط کرنے چاہئیں

۵۔ جب کوئی دستاویز معاہدہ دائن کی جانب سے لکھی جاے تو اُسکو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط ثبت کرے اور یہ بھی لکھے کہ "جو کچھ کہ اسمین تحریر ہوا ہے اُسکی نسبت منمقر ولد فلان کو اقرار ہے" جب کسی امر کی بابت باہم دائن و مدیون کے شرط قرار پائے اور دستاویز مرتب و تحریر ہو جاے تو مدیون یعنی نویسندہ دستاویز کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسپر اپنے دستخط لکھے اور دستاویز مین یہ بھی تحریر کرے کہ جو کچھ اسکے اندر مندرج ہے وہ منمقر ولد فلان کو قبول و منظور ہے۔

گواہون کو بھی اپنا نام لکھنا چاہیے

۶۔ "گواہون کو بھی جو مساوی ہون اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اسطور سے لکھنا چاہیے کہ مین فلان اِس امر کی نسبت گواہ ہون"[1] جن شخصون کی گواہی دستاویز مین مندرج ہو اُنمین سے ہر شخص کو چاہیے کہ اپنا نام بقید ولدیت بدستخط خود اسطور پر لکھے کہ مین مسمیٰ دیودت اِس معاملہ مین گواہ ہون" مساوی سے یہ مراد ہے کہ گواہ بلحاظ تعداد و صفات کے برابر ہون۔

اگر گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو اُس صورت مین کیا قاعدہ مرعی ہوگا

۷۔ اگر دائن یا گواہ لکھنا نہ جانتے ہون تو ایسی حالت مین دائن کو اور منجملہ گواہون کے ہر گواہ کو چاہیے کہ بموجودگی کُل گواہون کے اپنی رضامندی بوساطت اورون کے تحریر کرائین چنانچہ نارد کہتا ہے "جو دائن لکھنا نہ جانتا ہو وہ دوسرے سے اپنی منظوری لکھا دے اور اگر گواہ ناخواندہ ہو وہ بموجودگی کل گواہون کے بوساطت کسی اَور گواہ کے اپنی رضامندی تحریر کرائے"[2] علاوہ اسکے "کاتب گواہی یہ لکھے کہ حسب استدعاء فریقین کے مین ولد فلان نے یہ عبارت لکھی"[3] اگر کاتب مذکور سے فریقین یعنی دائن و مدیون درخواست تحریر گواہی کی کرین تو اُسکو چاہیے کہ دستاویز کے ذیل مین یہ لکھے کہ مجھ دیودت ولد وشن متر نے عبارت مرقومۂ بالا لکھی ہے۔

اُس دستاویز کا ذکر جو اہل معاملہ کی دستخطی ہو

۸۔ اب اُس دستاویز کا ذکر کیا جاتا ہے جو خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو۔

[1] بیاوتندیو۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگیلک منقولۂ بیاوتندیو وسمرتی چندریکا و بیوہار میوکھ۔

"اگر کوئی دستاویز دستخطی اہل معاملہ ہو تو وہ بلا گواہون کے بھی سند معقول متصور ہوگی بشرطیکہ جبر یا فریب سے نہ لکھائی گئی ہے" [1] جو دستاویز کہ دستخطی خود دائن کی ہو اُسکو منو اور اور عقلانے بلا گواہون کے بھی مستند قرار دیا ہے بشرطیکہ وہ بجبر یا ناقص العقلی [2] کی حالت مین نہ تحریر ہوئی ہو "جبر" سے زبردستی مراد ہے۔ اور "ناقص العقلی" سے یہ مقصود ہے کہ دستاویز از روے فریب یا طمع یا بحالت غیظ یا خوف یا بدمستی وغیرہ کے لکھائی جاے چنانچہ نارد نے بھی اِس باب مین لکھا ہے کہ "جو دستاویز شخص بدمست یا عورت یا نابالغ سے یا بحالت مجبوری یا زبردستی یا بصورت تخویف اور ناقص العقلی کے لکھائی جاے" وہ مستند نہین ہے [3]

طریقۂ ترتیب دستاویز

۹- ہر دستاویز مین عام اِس سے کہ وہ خود اہل معاملہ کی دستخطی ہو یا اُسکی جانب سے دوسرے شخص نے تحریر کی ہو تصریح کفالت یا غیر کفالت کی ہونی چاہیے اور وہ حسب رواج مختص المقام کے مرتب کیجاے اور اُسکے معنی اور عبارت مین کسیطرح کا نقص نہو۔ تحریر دستاویز مین مراتب بالا کا لحاظ واجب ہے اور یہ ضرور نہین ہے کہ شرائط اُسکی بعبارت عالمانہ لکھی جائین اور دیار کی زبان عام مین بلکہ بزبان مروج خاص اُس مقام کے جہان دستاویز تحریر ہو چنانچہ اِس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ "جو دستاویز خلاف رواج مختص المقام کے نہو اور اُس سے نوعیت معاملہ کفالت کی توضیح ہوتی ہو اور جسکی عبارت اور مضمون با ربط ہو تو ایسی دستاویز مستند متصور ہوگی" [4]

---

[1] قول جاگیلک منقولۂ بیاد بھنگارنو اور بیاد آرنوستو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ۔

[2] مجبوری کی یہ تعریف ہے کہ کوئی شخص بطور ناجائز زبردستی مقید کیا جاے یا اُسکو دھمکی دیکر یا ضرر جسمانی پہونچانے کا ڈر دکھا کر خوف دلایا جاے جو معاہدہ یا معاملہ کہ بذریعۂ ایسے افعال کے وقوع مین آئے وہ ناجائز متصور ہوتا ہے۔ رسالۂ کولبروک صاحب حصہ ۱ ص ۲۳۵- اگر بوجہ ناقص العقلی کے احتمال فریب یا زیادتی کا ہو تو معاہدہ جو عمل مین آیا یا آنیوالا ہو باطل تصور کیا جائیگا کتاب ایضاً ص ۲۴۴

[3] بیاد تندیو لیکن سمرتی چندریکا مین بطور قول ہریت مندرج ہے۔

[4] بیاد تندیو و سمرتی چندریکا۔

"معاملہ" ایک قسم کا فعل ہے اور "معاملۂ کفالت" سے فعل کفالت مراد ہے اور "نوعیت" سے اظہار اس امر کا مقصود ہے کہ کفالت محض امانتاً ہے یا مع تصرف محاصل یا میعاد خاص کے واسطے۔ اور "توضیح" سے انکشاف معاملۂ عبارت ہے۔ اور حاصل اس عبارت کا یہ ہے کہ معاملۂ کفالت کی نوعیت کا انکشاف ہو۔ عبارت اور مضمون کے "باربط" ہونے سے تحریر کا مسلسل ہونا مراد ہے اور عبارت باربط ہونے کی یہی تعریف ہے [1] ایسی دستاویز مستند تصور کیجائیگی۔ اور جو عبارت عالمانہ کہ سرکاری اور راج کے فرمانون مین مستعمل ہوتی ہے اُسکا استعمال اس قسم کی تحریرات مین ضرور نہین ہے۔

قرضۂ دستاویزی کا مطالبہ مدیون کے بیٹے اور پوتے سے ہو سکتا ہے۔

۱۰۔ بسبیل تذکرۂ دستاویز کے یہ لکھنا بھی مناسب ہے کہ قرضہ مندرجۂ دستاویز کا ادا کرنا تین شخصون پر واجب ہے "قرضہ مصرحۂ دستاویز صرف تین شخصون کو ادا کرنا لازم ہے" [2] مثلاً اگر قرضہ گواہون کے روبرو لیا گیا ہو تو ایسی صورت مین ادا کرنا اُسکا تین شخصون کو چاہیے علیٰ ہذا القیاس قرضۂ دستاویزی کی صورت مین بھی ادا کرنا اُسکا اصل مدیون اور اُسکے بیٹے اور پوتے پر فرض ہے لیکن چوتھی پشت اور اُسکے بعد کے اشخاص سے ادائے دین کا مواخذہ نہوگا۔ یہی قاعدہ مسلمہ ہے۔

اعتراض کا جواب۔

۱۱۔ قول مسلمہ یہ ہے کہ "بیٹون اور پوتون پر قرضہ ادا کرنا واجب ہے" [3] اور منشا اسکا ابھی یہ بیان ہو چکا ہے کہ تین شخصون پر قرضہ ادا کرنا لازم ہے مگر اس مسئلہ کی نسبت یہ اعتراض پیش ہو سکتا ہے کہ تیسری پشت کے بعد بھی وارثون پر قرضہ واجب الادا ہوگا چنانچہ قول مذکورۂ بالا بغرض دفع دخل اس امر کے واقع ہوا ہے کہ قرضۂ دستاویزی کی نسبت خلاف اس قول کے اور کوئی مسئلہ

[1] واضح ہو کہ صحیح ترجمہ اس مقام کی اصل سنسکرت کا دشوار ہے کیونکہ جو بحث اس جگہ تحریر ہے وہ صرف و نحو کے ایک خاص قاعدہ سے متعلق ہے۔

[2] قول کاتیائن منقولۂ بباد تندیو۔

[3] رتناگر۔

نہین ہے اور اعتراض مذکور کی تمثیل بیان مندرجۂ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے یعنی
کاتیائن بعد بیان نوعیت دستاویز کے یہ لکھتا ہے کہ "وہ مورثون کا ایسا قرضہ بعد
امتداد زمانہ کے بھی واجب الادا ہے"۔ لفظ ایسے سے قرضۂ دستاویزی مراد ہے
پس معنی اِس قول کے یہ ہین کہ وارثون کو چاہیے کہ اپنے مورثون کا قرضہ باوصف
گذر جانے عرصۂ دراز کے بھی ادا کرین اور چونکہ اِس جگہ لفظ مورثان بصیغۂ جمع مستعمل
اور امتداد زمانہ کا ذکر ہوا ہے لہذا یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ ادا کرنا قرضہ کا چوتھی پیڑھی
اور ورثۂ مابعد پر بھی لازم ہے۔ علاوہ اِسکے اِسی طرح کی تمثیل ہریت کے اِس قول سے
"وہ جس شخص کے پاس دستاویز ہے وہ مستحق وصول قرضہ ہوگا"۔ ظاہر ہے۔ چونکہ اِس
قول مین یہ ذکر بالعموم واقع ہوا ہے کہ جس شخص کے پاس دستاویز ہو وہ قرضہ وصول
کریگا اسواسطے اِس تحریر سے بھی استنباط ہو سکتا ہے کہ چوتھی پیڑھی اور ورثۂ مابعد کو
قرضہ ادا کرنا چاہیے حالانکہ ایسا استنباط دونون قول مذکورۂ بالا سے صحیح نہین ہے
اور بغرض دفع دخل اِسی امر کے قول مندرجۂ بالا جسمین صرف قید تین شخصون کی
ادائے قرضہ کے باب مین ہے درج کیا گیا ہے غرضکہ کاتیائن اور ہریت کے اقوال
متذکرۂ بالا کی تعبیر مطابق جوگیشر کے ہونی چاہیے۔

ادائے زر قرضہ سے چوتھی پیڑھی کے مستثنیٰ کرنے کے واسطے ایک قول نقل کیا گیا ہے

۱۲۔ مسئلہ مذکورۂ بالا کی نسبت اب استثناء کیا جاتا ہے "وہ یعنی شے مکفولہ تا ادا ہونے
قرضہ کے تصرف مین رہے"۔ یہ قول بغرض دفع دخل اِس امر کے واقع ہوا ہے کہ
تین شخصون کے قید ہو جانے سے قرضۂ دستاویزی بالکفالت کی صورت مین یہ
نہ سمجھا جاے کہ جو شخص ادائے قرضۂ دستاویزی سے مستثنیٰ ہے وہ مستحق انفکاک شے
مکفولہ کا بھی نہین ہے مقصود اِسکا یہ ہے کہ جب تک چوتھی یا پانچوین پیڑھی کے
وارث قرضہ ادا نکرین شے مکفولہ تصرف مین رہے پس اِس سے واضح ہے کہ قرضہ

ذکر اُس صورت کا جسمین چوتھی پیڑھی وغیرہ پر بھی قرضہ ادا کرنا واجب ہے

ا۔ بیاد تندیو۔
۲۔ بیر متر اوداے۔
۳۔ قول کاتیائن مندرجۂ بیاد تندیو۔

بالکفالت کی صورت مین چوتھی پیڑھی اور ورثہ مابعد مجاز تصفیہ کرنے کے ہین - اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ یہ استثنا فضول ہے کیونکہ پیشتر ایک قول اِس مضمون سے واقع ہوا ہے کہ مرتہن بالمحاصل کے انفکاک کا استحقاق زائل نہین ہوتا[1] تو جواب اِسکا یہ ہے کہ اگر یہ استثنا نہین کیا جاتا تو قول مذکور صرف تین شخصون سے متعلق متصور ہوتا - یہی قول غیر ممکن التردید ہے -

بعض صورتون مین حسب رضامندی طرفین دستاویز جدید تحریر ہو سکتی ہے -

۱۳ - بعد بیان مراتب ضمنی کے اب اصل بحث کی نسبت پھر توجہ کیجاتی ہے - اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط ہو یا بوسیدہ ہو جاے یا تحریر اُسکی مٹ جاے یا وہ چوری یا پھٹ یا جلجاے یا ٹکڑے ہو جاے تو ایسی صورت مین وہ دوسری دستاویز تحریر کرانے کا مجاز ہے"[2] - اِس قول کا منشا یہ ہے کہ جب اصل دستاویز معاملہ کے ثبوت کے لیے غیر مکتفی متصور ہو تو ایسی صورت مین دوسری دستاویز لکھائی جاویگی اور دستاویز مذکور کا ثبوت معاملہ کے لیے غیر مکتفی متصور ہونا اُس حالت مین بیان کیا گیا ہے جبکہ دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا بدخط وغیرہ ہو "بدخط ہونے سے یہ مراد ہے کہ الفاظ یا حروف بُرے طور پر اور مشکوک لکھے گئے ہون اور قابل فہم نہون" "بوسیدگی" سے بسبب امتداد زمانہ کے گل جانا کاغذ کا مراد ہے "مٹنے" سے یہ غرض ہے کہ سیاہی ہلکی پڑگئی ہو یا دستاویز کی تحریر کسی اور طور پر زائل ہو گئی ہو - "چوری جانے" سے یہ عبارت ہے کہ اُسے چور یا اور شخص لے گئے ہون - "پھٹ جانے" سے پارہ پارہ ہونا مقصود ہے اور "جلنے" سے آتش زدگی ہے اور "ٹکڑے ہو جانے" سے دو پارہ ہونا مراد ہے - اور یہ امر بصورت رضامندی فریقین کے ممکن ہے -

اگر طرفین کو درباب تحریر دستاویز جدید اعتراض ہو تو اس صورت مین طریقہ کارروائی کا کس طور پر ہوگا -

۱۴ - اگر طرفین کو اتفاق نہ ہو یا دستاویز موقع متنازعہ سے فاصلہ پر ہو تو ایسی صورت مین بغرض اوخال اُسکے بلحاظ فاصلہ کے مہلت دی جاے یا اگر دستاویز

[1] جزو اخیر قول کاتیائن مذکورۂ بالا -

[2] قول جاگبلک منقولۂ سمرتی چندریکا اور ویادتندیو مین بطرز قول کاتیائن مندرج ہے -

مقام بعید مین ہو یا تلف ہو گئی ہو تو مقدمہ کا انفصال گواہون کی رو سے ہو گا چنانچہ نارد کا قول ہے کہ "اگر دستاویز دوسرے مقام مین ہو یا تلف ہو جاے یا بدخط ہو یا چوری گئی ہو۔ تو درصورت اُسکے موجود ہونے کے مہلت ملنی چاہیے اور بحالت عدم موجودگی کے گواہی رویت پر عمل کرنا چاہیے" ۱؎ دستاویز جو مقام غیر مین ہو اور بہم پہونچ سکے تو اُسکے ادخال کے لیے مہلت ضرور ہے۔ لیکن اگر وہ موجود نہو اور بہم نہو سکے تو انفصال مقدمہ کا بذریعہ ایسے گواہان رویت کے جنھون نے دستاویز کو سابق مین دیکھا ہو ہونا چاہیے اور درصورت موجود نہونے ایسے گواہون کے تصدیق غیبی پر عمل ہونا واجب ہے چنانچہ اس باب مین قول ہے کہ "درصورت نہونے دستاویز یا گواہون کے تصدیق غیبی پر عمل کرنا چاہیے۔ ۲؎

۱۵- دستاویز خانگی کا اوپر بیان ہوا اور یہی قاعدہ دستاویز سرکاری سے بھی متعلق ہے مگر فرق یہ ہے کہ "جملہ صورتون مین دستاویز سرکاری اُسکو کہتے ہین کہ بصداقت جسکی اُسپر راجہ کے دستخط اور مُہر ہون" ۳؎ سرکاری دستاویز کی تعریف۔

۱۶- ایک اور قسم کی سرکاری دستاویز کی تعریف بروہ باششٹ مین یہ لکھی ہے کہ "جس دستاویز مین کہ امر ثبوت طلب اور اُسکی نسبت جواب اور بحث اور فیصلہ مندرج ہو اور اُسپر راجہ کی مُہر ہو اور حاکم اعلی وغیرہ کے دستخط ہون اُسکو تجویز اخیر کہتے ہین" "بعد ثبوت بیان نالش کے راجہ کو چاہیے کہ تجویز اخیر مشیرون کو حوالہ کرے تاکہ وے یہ لکھین کہ ہم فلان ولد فلان کے نزدیک تجویز اخیر درست ہے چنانچہ یہ امر منو کے اس قول سے واضح ہے کہ "جو مشیر اُسوقت موجود اور اقوال مقدس سے واقف ہون اُنکو لازم ہے کہ حسب قواعد متعلقہ دستاویزات کے نام اپنا بدستخط خاص ذکر تجویز اخیر جو حسب مراد ہو۔

۱؎ بباد تندیو اور بیوہار میوکھ۔

۲؎ بباد تندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن مندرج ہے۔

۳؎ بباد تندیو مین بطور قول باششٹ مندرج ہے مگر سمرتی چندریکا مین بطور قول نارد۔

تحریر کرین"۔[1] جب تک کہ کل مشیر متفق الراے نہون اُسوقت تک مقدمہ مین خلش باقی رہتی ہے چنانچہ اِس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "جب کل مشیرون کو صحت فیصلہ مین اتفاق ہو تو ایسی صورت مین مقدمہ بے خلش سمجھا جاتا ہے اور اگر ایسا نہو تو برعکس اسکے متصور ہوتا ہے"۔[2] یہ قاعدہ اُس صورت سے تعلق ہے جب مقدمہ مین مراتب اربعہ کی تکمیل ہوئی ہو۔ اور یہ امر قول آیندہ سے واضح ہے یعنی "جس تحریر کی روسے امر ثبوت طلب متحقق ہو اور امر مذکور کی نسبت مراتب اربعہ کی تکمیل وقوع مین آئی ہو اور اُس تحریر پر راجہ کی مُہر ثبت ہو تو ایسی تحریر کو تجویز اخیر حسب مراد کہتے ہین"۔[3]

ذکر تجویز اخیر خلاف مراد ہو۔

۱۷- لیکن پانچ صورتین مندرجہ ذیل مقدمہ کے مغلوب ہونے کی ہین اور اِسی جہت سے تجویز متعلقہ ایسے مقدمات کی حسب مراد موسوم نہین ہے بلکہ خلاف مراد "وہ صورتین یہ ہین یعنی تناقض بیانی اور تزلزل کلامی اور غیر حاضری اور سکوت اور روپوشی باوجود طلب ہونے کے"۔[4] تجویز خلاف مراد اِس غرض سے صادر کیجاتی ہے کہ بذریعہ اُسکے زمانہ آیندہ مین جرمانہ عائد ہوسکے اور تجویز حسب مراد بنظر ثبوت عذر تجویز سابقہ کے صادر کیجاتی ہے اور تجویز حسب مراد و خلاف مراد مین یہی امتیاز ہے۔

طریقہ رفع کرنے شک کا جو دستاویز متنازعہ کی نسبت عائد ہو۔

۱۸- اب ذکر اُن قواعد کا کیا جاتا ہے جنکی رو سے کسی دستاویز کی نسبت شک رفع ہوسکتا ہے "وہ نزاع کی صورت مین دستاویز کا ثبوت از روے دستخط نویسندہ یا اسکی قسم کے کسی اور ذریعہ سے یا بلحاظ استنباط معقول یا شہادت معاہدہ مندرجہ دستاویز کے ہونا چاہیے یا یہ دیکھا جاے کوئی علامت خاص ہے یا اہل معاملہ کو کسیطرح کا تعلق ہے اور وہ داد و ستد رکھتا ہے یا یہ کہ دستاویز کا مضمون کیا ہے یا واسطے وصول قرضہ کے

[1] بیرمترادوا سکے اور سمرتی چندریکا مین قول کاتیائن مندرج ہے۔

[2] بہادتندیو۔

[3] بہادتندیو مگر سمرتی چندریکا مین بطور قول برہسپتی کے منقول ہے۔

[4] بہادتندیو۔

قبل نالش کیا تدبیرین عمل مین آئین"۔ [1] اصلیت یا مصنوعیت دستاویز کی بذریعہ اُن شخصون کے جنکی جانب سے وہ تحریر ہوئی ہے متحقق ہو سکتی ہے معنی اسکے یہ ہین کہ صداقت دستاویز متنازعہ کی جو کسی شخص کی جانب سے تحریر ہوئی ہو بذریعہ دوسری دستاویز نوشتہ شخص مذکور کے ممکن ہے اور اگر تحریر دونون دستاویزون کی مطابق ہو تو منجملہ اور طریقون کے یہ ایک طریقہ رفع اشتباہ کا ہے اور اسی قسم کے کسی اور ذریعہ سے" یہ مفہوم ہونا چاہیے کہ گواہان حاشیہ اور کاتب دستاویز کے دستخط اور دستاویزات سے مطابق کیے جائین "استنباط معقول" سے یہ عبارت ہے کہ معاملہ بلحاظ قرائن حالات کے درست معلوم ہوتا ہے یا نہین یعنی یہ دیکھنا چاہیے کہ قابض ہونا فلان شخص کا جائداد مدعوہ پر فلان زمانہ و فلان مقام مین قرین قیاس ہے یا نہین اور انھین مراتب پر استنباط معقول کا اطلاق ہے "شہادت" سے گواہان حاشیہ کی گواہی مراد ہے "علامت خاص" سے نشان ممیز مقصود ہے مثلاً لفظ سری وغیرہ "تعلق" کے یہ معنی ہین کہ فریقین مین پیشتر داد و ستد زر کا معاملہ ہوا ہو اور لازم ہے کہ دستاویز مشیرون کے نزدیک بھی معتبر متصور ہو اور استنباط سے لحاظ کرنا اس امر کا بھی مراد ہے کہ آیا جائداد مدعوہ کا فلان شخص کو ملنا قرین قیاس ہے یا نہین یہی ذریعے ثبوت کے ہین جو اوپر مذکور ہوے اور حاصل انکا یہ ہے کہ جو شک دستاویز کی نسبت ہو وہ بذریعہ انکے رفع ہو سکتا ہے اگر کسی تحریر کی بابت رفع شک نہو سکے تو تصفیہ از روے گواہون کے ہونا چاہیے چنانچہ کاتیائن نے بیان کیا ہے کہ "اگر کسی دستاویز کی نسبت اعتراض پیش کیا جاے تو دعویدار کو چاہیے کہ گواہان مندرجہ اُسکے پیش کرے" [2] یہ قول اُس صورت سے متعلق ہے جب گواہ بہم ہو سکین اور در صورت اُنکے نہ موجود ہونے کے ہریت کا قول صادق آتا ہے "یعنی اگر کوئی شخص یہ اعتراض پیش کرے کہ یہ دستاویز مین نے نہین لکھی ہے بلکہ فلان شخص نے بنائی ہے تو ایسی صورت مین

[1] بباد تندیو مین یہ قول نہین معلوم کہ کس سے منقول کیا ہے مگر بیاد بھنگار نو اور سمرتی چندریکا اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگہلک کے منقول ہے۔

[2] بباد تندیو۔

[3] ایضاً۔

بذریعہ تصدیق غیبی کے تصفیہ ہونا چاہیے"۔[1]

طریقہ کارروائی کا اُس صورت مین جبکہ مدیون کل قرضہ یکمشت ادا نکرسکے۔

۱۹- یہ سوال کیا گیا ہے کہ اگر شک رفع ہو جائے" اور قرضہ وصول کر لینے کا حکم صادر ہو مگر مدیون کل زر ند کو ادا نہ کرسکے تو ایسی صورت مین کیا کرنا چاہیے"۔ جواب اسکا یہ ہے کہ "مدیون بتدریج روپیہ ادا کرکے ظہر دستاویز پر وصول ڈالے اور دائن بھی خود اپنے ہاتھ سے تعداد زر موصولہ کی لکھدے"[2] معنی اسکے یہ ہین کہ اگر مدیون کل زر قرضہ یکمشت ادا نہ کرسکے تو اسکو چاہیے کہ حسب مقدور اپنے بتدریج ادا کرکے اصل دستاویز کی پشت پر یہ لکھے کہ مین نے اسقدر روپیہ ادا کیا اور دائن بھی اُسی کی پشت پر زر موصولہ کی تعداد درج کرکے یہ تحریر کرے کہ اسقدر روپیہ مجکو وصول ہوا۔ اگر یہ پوچھا جاے کہ زر وصولی کی تحریر کا کیا طریقہ ہے تو جواب یہ ہے کہ دائن پشت دستاویز پر اپنے ہاتھ سے لکھے یا مدیون کو ایک رسید دستخطی اپنی مشعر وصول تعداد زر موصولہ کے دے۔

بعد ادا ہو جانے زر قرضہ کے کسطور پر عمل کرنا چاہیے۔

۲۰- اب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بعد ادا ہو جانے کل زر قرضہ کے دستاویز کی نسبت کیا عمل کرنا چاہیے۔ اس باب مین قول یہ ہے کہ "بعد ادا ہونے تمام وکمال قرضہ کے مدیون دستاویز کو چاک کرے یا ایک اور دستاویز بطور فارغخطی کے تحریر کرا دے"[3] یعنی اگر قرضہ بتدریج یا یکمشت ادا ہو جاے تو مدیون کو چاہیے کہ اصل دستاویز کو پھاڑ ڈالے لیکن اگر دستاویز ند کو ایسے مقام مین ہو کہ جہان پہونچنا دشوار ہو یا تلف ہو گئی ہو تو ایسی صورت مین مدیون کو چاہیے کہ بنظر تصفیہ قطعی معاملہ قرضہ اور اپنی برارت کے دائن سے ایک اور دستاویز لکھائے۔ اور دائن کو بھی لازم ہے کہ مدیون کو بھی فارغخطی لکھدے اس تحریر کا یہی منشا ہے۔

جن گواہون کے روبرو قرضہ دیا گیا ہو موجودگی انکی اسکے ادا ہونے کے وقت بھی واجب ہے۔

اب یہ بیان کیا گیا ہے کہ بعد ادا ہونے قرضہ کے جو گواہی گواہان لیا گیا ہو کسطور پر کاربند ہونا چاہیے اور اس باب مین یہ قول ہے کہ "جو قرضہ

[1] بیاوتندیو۔

[2] ایضاً۔

[3] قول جاگبلک منقولۂ بیاوتندیو۔

بتصدیق گواہان لیا جاے موجود ہونا اُسکے ادا ہونے کے وقت بھی لازم ہے'' [1]
معنی اِسکے یہ ہین کہ جو قرضہ گواہون کی شہادت سے ابتداءً مصدق ہوا ہو وہ اُنھین کے
روبرو ادا بھی ہونا چاہیے۔ غرضکہ یہ بات بھی جو ثبوت تحریری کے ذکر مین ہے ختم ہوا۔

باب آٹھوان
شہادت غیبی کے بیان مین
فصل پہلی

تصدیق غیبی کے پانچ بڑے طریقے ہین۔

۱۔ شہادت انسانی کی تین قسم یعنی دستاویزات اور گواہون اور قبضہ کا ذکر اوپر ہوچکا اب مصنف متاچھرا تصدیق غیبی کا بیان اِس موقع پر مناسب تصور کرکے تعریف عامہ اُسکی لکھتا ہے چنانچہ تعریف مذکور پانچ قولون مین واقع ہوئی ہین اور منجملہ اُنکے پہلا قول یہ ہے ''ترازو اور آگ اور پانی'' الخ۔ بعد اسکے مصنف موصوف تصدیق غیبی کی قسمین بیان کرتا ہے یعنی وہ یہ لکھتا ہے کہ ''صفائی کے واسطے تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعۂ ترازو اور پانی اور آگ اور زہر اور آب متبرک کے ہے'' [2] دھرم شاستر کے بموجب بغرض صفائی یعنی رفع اشتباہ کسی امر مبہم کے پانچ طریقے تصدیق غیبی کے معین ہین منجملہ اُنکے پہلا طریقہ ترازو اور اخیر آب متبرک کا ہے۔

تصدیق غیبی کے کُل سات طریقے ہین

۲۔ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ جب سواے طریقون مذکورۂ بالا کے اور طریقے بھی ہین مثلاً چانول چبوانا وغیرہ اور یہ امر یتا جھا کے اِس قول سے واضح ہے کہ ''تصدیق غیبی بذریعۂ ترازو اور آگ اور پانی اور آب متبرک اور

---

[1] جزو اخیر قول مذکورۂ بالا۔

[2] قول جاگیلک منقولۂ بیاد تندیو دبیوہار میوکھ۔

چانول کے ہونی چاہیے اور ساتوان طریقہ گرم دھات کا ہے"۔ تو پھر صرف پانچ طریقون کی تخصیص درست نہین ہے جواب اِسکا یہ ہے کہ پانچ طریقے مذکور جرائم سنگین کے واسطے ہین اور اِس سے یہ مفہوم نہ کرنا چاہیے کہ اُنکے سوا اور طریقے تصدیق غیبی کے نہین ہین بلکہ وے جرائم کے لیے مخصوص ہین۔ اور جرم سنگین کی توضیح آگے کیجائیگی۔ اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ مقدمات خفیفہ مین بھی آب متبرک کا طریقہ جاری ہے چنانچہ اِس قول سے واضح ہے کہ "معاملہ خفیفہ مین آب متبرک کے طریقہ مین عمل کیا جاے"۔ تو بہ تسلیم اِس اعتراض کے یہ لکھا جاتا ہے کہ آب متبرک کا ذکر جو بشمول تراز وغیرہ کے ہوا ہے اُسکا مقصود یہ نہین ہے کہ طریقۂ مذکور صرف مقدمات سنگین سے متعلق ہے بلکہ غرض اُسکی یہ ہے کہ طریقۂ مذکور کا عمل اُن مقدمات کی نسبت بھی جائز سمجھنا چاہیے جنمین دعویدار کا بیان یقینی ہو یعنی اُسے اپنے بیان کی صداقت پر یقین ہو ورنہ بصورت دیگر وہ صرف بیان ظنی یعنی دعویدار کے ایسے بیان سے متعلق ہوگا جو نالش کی نسبت احتمالی ہو۔ چنانچہ یہ امر اِس قول سے واضح ہے کہ "جن شخصون پر نالش یقینی کیجاے اُنکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ بذریعۂ ترازو وغیرہ کے عمل مین آوے لیکن نالشات ظنی مین چانول چبوانے اور آب متبرک کا طریقہ ملحوظ ہونا چاہیے اور یہی امر مسلم ہے"۔ [1]

۳۔ چونکہ مقدمات سنگین کی نسبت ظنی یا یقینی کی تخصیص نہین کی گئی ہے لہذا ایسی حالت مین کہ جب مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہو اور وہ مغلوب ہو جاے ایک استثناء کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر مدعی کو مقدمہ کی تجویز اخیر پر حصر ہو تو ایسی صورت مین ترازو وغیرہ کا عمل مدعا علیہ سے کرایا جاے"۔ [2]

بعض صورتون مین ترازو اور تصدیق غیبی کے بقیہ چار طریقون پر عمل ہونا چاہیے۔

واضح ہو کہ چوتھا درجہ نالش کا تجویز اخیر ہے اور اُسی سے ہار جیت مقدمہ کی قرار پاتی ہے اور سزا کا تعین ہوتا ہے پس جس حالت مین کہ تجویز اخیر پر حصر کیا جاے

---

[1] بہاد تندیو۔
[2] قول جاگیاولک منقولۂ بیوہار میوکھ۔

سزا کا تعین اُسی کے مطابق ہوگا۔

تصدیق غیبی کا عمل دونون صورتون مین یعنی واسطے ثبوت نفی اور مثبت کے جائز ہے۔

۴۔ اور یہ قاعدہ بیان ہوا ہے کہ وہ مدعی نسبت اُس امر کے جسکا اثبات منظور ہو فوراً شہادت قلمبند کرائیگا"۔ اور یہ اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب مدعی کو کسی امر کے وجوب کا اصرار ہو مگر اس جگہ یہ استثنا کیا گیا ہے کہ "طرفین سے کوئی فریق برضامندی اُسپر عمل اور تجویز اخیر پر حصر کرنے کا مجاز ہے"۔ "رضامندی" سے وہ قرارداد مراد ہے جو باہم مدعی و مدعا علیہ کے ہو اور اُسکے معنی یہ ہین کہ مدعی یا مدعا علیہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے اور اُسکو یہ بھی اختیار ہے کہ تجویز سزاے جسمانی یا جرمانہ قبول کرے۔ اور مراد قول مذکورہ بالا کی یہی ہے۔ تصدیق غیبی کا عمل مثل شہادت انسانی کے صرف صورت مثبت سے متعلق نہین ہے بلکہ مثبت اور منفی پر بلا امتیاز حاوی ہے پس مدعی یا مدعا علیہ مجاز ہے کہ انکار محض یا عذر خاص یا عذر فیصلہ سابق کی صورت مین تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرے۔

تصریح اس امر کی کہ کون طریقہ تصدیق غیبی کا کس قسم کی نالش سے متعلق ہے۔

۵۔ آب متبرک کا جو طریقہ ہے اُسپر مقدمات خفیف و سنگین اور بھی نالشات ظنی و یقینی مین بلا کسی طرح کے امتیاز کے عمل ہو سکتا ہے اور اسکا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ تصدیق غیبی کا طریقہ ترازو سے زہر تک صرف مقدمات سنگین اور نالشات یقینی سے متعلق ہے۔ مگر اس قاعدہ کے اُسقدر جزو کی نسبت جسمین نالشات یقینی کی قید ہے استثنا کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "جرم شدید اور اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو ملزم کو چاہیے کہ بلا پابندی تجویز اخیر کے عمل کرے"۔ معنی اسکے یہ ہین کہ ملزم اُس جرم کی صورت مین جو راج کے خلاف ہو بلا حصر تجویز اخیر کے ترازو وغیرہ کے طریقون پر عمل کرے اور برہمن کے مار ڈالنے یا جرم شدید یا سرقہ

---

۱ باب ۔ فصل ۸ دفعہ ۱۔

۲ بیوہار میوکھ۔

۳ باد تندیو و بیوہار میوکھ۔

سنگین کی صورت مین بھی یہی طریقہ ملحوظ ہوگا چنانچہ اس قول سے واضح ہے کہ۔ "جو شخص راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون اور جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین[1] اور جو اپنی صفائی کے خواستگار ہون[2]۔ اُنسے بغیر حصر تجویز اخیر کے تصدیق غیبی کا کوئی عمل کرانا چاہیے لیکن چانول چبوانے کا عمل صرف سرقہ خفیف سے متعلق ہے" یہ امر بتا مہا کے اس قول سے ظاہر ہے کہ "چانول چبوانے کے طریقہ پر صرف مقدمات چوری مین عمل ہونا چاہیے نہ اور قسم کے مقدمات مین۔ یہی امر تحقیق ہے"[3] گرم دھات کا عمل واسطے مقدمات سرقہ سنگین کے ہے اور یہ امر اس قول سے ظاہر کہ "گرم دھات[4] کا طریق اُن شخصون کے واسطے قرار پایا ہے جنپر سرقہ سنگین کا الزام ہو"[5]۔

تصدیق غیبی کے اور طریقون کا

۶۔ علاوہ اُسکے معاملات خفیف مین تصدیق غیبی کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے "یعنی کوئی شخص اپنی صداقت یا گھوڑے یا ہاتھی یا اسلح یا گاے یا غلہ یا سونے یا دیوتاؤن یا اپنے باپ دادا کی قسم کھاوے۔ اور یہ کہے کہ اگر مین جھوٹ بولون تو میرے افعال نیک کا ثمرہ جاتا رہے یا اپنی اولاد یا زوجہ یا احباب کے سر پر ہاتھ رکھے اور اگر صورت نالش مقتضی ہو تو آب متبرک کا عمل کرانا چاہیے"[6]

فرق باہم جانب تصدیق غیبی کے

تصدیق غیبی کے اُن طریقون کو جنکا ذکر منو نے کیا ہے نارد اور اکا برنے مقدمات خفیف سے متعلق قرار دیا ہے اگر یہ بیان کیا جاے کہ تصدیق غیبی کا طریقہ اُس صورت مین بذریعہ تصفیہ کا قرار دیا گیا ہے جبکہ شہادت انسانی پر عمل نہین کیا جاتا اور یہ کہ بموجب عام عقیدہ کے

---

[1] چورون کا بیان قابل اعتبار نہین ہوتا ہے لہذا اگر وے کسی کو اپنا شریک فعل قرار دین تو صرف اسی امر سے اشتباہ پیدا نہین ہوتا لیکن چونکہ یہ الفاظ کہ "جن آدمیون کو چور اپنا شریک قرار دین" بشمول اس عبارت کے کہ "جو شخص راجہ کے نزدیک مشتبہ ہون" مستعمل ہوے ہین لہذا اشتباہ پیدا ہوتا ہے [illegible]

[2] بیاد تند یو مین بطور قول نارد کے لکھا ہے۔

[3] بیاد تند یو مین بطور قول نارد کے مندرج ہے۔

[4] اس طریقہ کو سنسکرت مین تپت ماش کہتے ہین اور صورت اسکی یہ ہے کہ گرم گھی کے اندر سے سونا یا کوئی اور دھات نکالا جاتا ہے

[5] قول نارد منقولہ بیاد تند یو وبیوہار میوکھ۔

حلف بھی تصدیق غیبی مین داخل تصور کیا جاتا ہے تو جواب یہ ہے کہ باہم اس قوم کے حلف اور ترازو وغیرہ طریقون تصدیق غیبی کے امتیاز کیا گیا ہے یعنی تصدیق غیبی کی صورت مین نتیجہ اُسکا فوراً حاصل ہوتا ہے اور نتیجہ حلف کا بدیر ظہور مین آتا ہے اور ان دونون صورتون مین ویسا ہی فرق ہے جیسا کہ باہم لفظ برہمن اور لفظ پری برجاجک کے ہے ۱ اگرچہ آب متبرک کا طریق اقسام حلف مین داخل ہے لیکن ذکر اُسکا ترازو وغیرہ کے ساتھ جو ہوا ہے اُسکا مقصود یہ نہین ہے کہ نتیجہ اُسکا بشمول ترازو وغیرہ فوراً وقوع مین آئے بلکہ اس غرض سے کہ طریقۂ مذکور بشمول ترازو وغیرہ کے طریقہ کے جرائم کبیرہ اور نالشات یقینی سے متعلق تصور کیا جاے ۔ اگرچہ چانول چبوانے اور گرم دھات کے طریقہ کے نتیجہ فوراً وقوع مین آتا ہے لیکن یہ دونون صورتین طریقہ تصدیق غیبی ترازو وغیرہ مین داخل نہین کی گئی ہین کیونکہ یہ صورتین معاملات خفیفہ اور نالشات ظنی سے متعلق ہین ۔ تصدیق غیبی کے ان طریقون پر معاملات قرضہ وغیرہ مین حسب اقتضائے

---

۱ حاصل اس بیان کا یہ ہے کہ تصدیق اور حلف الفاظ مترادف نہین ہین اور مسبودھنی مین شرح اسکی اسطور پر کی گئی ہے یعنی جیسے کہ لفظ پری برجاجک کے جدا مستعمل ہونے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مقصود اُسکا کچھ اور ہے ویسے ہی لفظ حلف کے علٰحدہ مستعمل ہونے سے بھی واضح ہے کہ وہ کسی دوسرے امر کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور ذکر اُس مقصود کا اوپر بیان ہو چکا ہے یعنی یہ لکھا گیا ہے کہ حلف معاملات خفیفہ کے واسطے ہے ۔ اور الفاظ برہمن اور پری برجاجک کے استعمال کی تمثیل اسطور پر ہو سکتی ہے مثلاً یہ کہا جاے کہ برہمن کو بلاؤ اور پری برجاجک کو بلاؤ ۔ پس چونکہ پہلے جملہ مین برہمن کے بلانے کا حکم ہے لہذا اس سے پری برجاجک کے بلانے کا حکم بھی مستنبط ہوتا ہے کیونکہ کل اشخاص پری برجاجک یعنی سنیاسی لوگ قوم کے برہمن ہوتے ہین گو کل برہمن پری برجاجک نہین ہوتے اور چونکہ پری برجاجک کے بلائے جانے کا حکم جدا بھی تحریر ہوا ہے اس سے ثابت ہے کہ برہمن کو پری برجاجک سے مختلف تصور کرنا چاہیے یہی تمثیل اس بحث کی نسبت بھی صادق آتی ہے یعنی گو ترازو وغیرہ اور حلف تصدیق غیبی کے نام سے موسوم ہین لیکن جو کہ لفظ حلف اور لفظ تصدیق غیبی جدا جدا بھی مستعمل ہوا ہے اسلیے لفظ تصدیق غیبی کو حلف سے جدا اور بھی ترازو وغیرہ طریقون تصدیق غیبی سے متعلق تصور کرنا چاہیے ۔

حالات سے کے عمل ہونا چاہیے۔

پتا مہا کے قول کی تصریح۔

۷- پتا مہا کا قول یہ ہے کہ "جو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی بابت ہون اُنمین تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل نہین کرنا چاہیے"[۱]۔ اِس قول کی تاویل اِس طور پر کی گئی ہے کہ طریقۂ مذکور پر اُس صورت مین عمل نہ ہونا چاہیے جبکہ دستاویزات اور گواہ ساکن قرب و جوار بہم ہو سکتے ہین اگر یہ اعتراض کیا جاے کہ اَور قسم کے مقدمات مین بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر درصورت موجود ہونے دستاویزات یا گواہون کے عمل نہین ہوسکتا تو بہ تسلیم اِس اعتراض کے جواب دیا جاتا ہے کہ اگر قرضہ وغیرہ کے مقدمات مین گواہ اُن صفات کے جنکی تصریح اوپر کی گئی ہے مدعی کی جانب سے پیش ہون اور مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کرکے تصدیق غیبی کے طریقہ پر استدلال کرے تو ایسی صورت مین طریقۂ مذکور پر عمل ہونا جائز ہے کیونکہ ممکن ہے کہ گواہ جانب دار ہون اور تصدیق غیبی کی نسبت کوئی قصور عائد نہین ہوسکتا کیونکہ وہ ذریعۂ انکشاف صداقت اور علامت عدل ہے چنانچہ نارد کا یہ قول ہے کہ "عدل کا لازمہ راستی ہے اور نالش کا مدار گواہون پر ہے اور جو مقدمہ کہ تصدیق غیبی کے طریقہ کا مقتضی ہوں اُسمین زبانی یا دستاویزی شہادت پر عمل کرنا ضرور نہین"[۲]۔ غرضکہ پتا مہا کے قول کا یہ مقصود نہین ہے کہ تصدیق غیبی کے طریقہ پر قطعی عمل نہ کیا جاے بلکہ مقصود اُسکا یہ ہے کہ اگر مقدمات جائداد غیر منقولہ مین مدعا علیہ تجویز سزا پر حصر کرکے تصدیق غیبی پر استدلال کرے تو بحالت موجودگی دستاویزات اور گواہان ساکن قرب و جوار کے مدعا علیہ مذکور تصدیق غیبی پر عمل کرنے کا مجاز متصور نہین ہے اور اگر یہ تاویل صحیح نہ ہو تو مقدمات جائداد غیر منقولہ کی نسبت بحالت موجود نہونے دستاویزات اور گواہان قرب و جوار کے کچھ تجویز نہوسکیگی۔[۳]

---

[۱] بباد تندیو و بیوہار سیوکھ۔

[۲] بباد تندیو۔

[۳] حاصل اسکا یہ ہے کہ اگر جائداد غیر منقولہ کے مقدمات مین مدعی دستاویزات یا گواہان قرب و جوار کی شہادت

۸- علاوہ اسکے حاکم کو چاہیے کہ جس شخص نے برت کیا ہو اور کپڑے پہنے نہایا ہو اسکو طلوع آفتاب کے وقت طلب کرے اور ایسے شخص سے تصدیق غیبی کی جملہ صورتوں میں راجہ اور برہمنوں کے روبرو عمل کرایا جاے [1] معنی اسکے یہ ہین کہ جس شخص سے تصدیق کے طریقہ پر عمل کرایا جاے وہ برت رکھے اور کپڑے پہنے غسل کرے اور حاکم اُسکو علی الصباح وقت طلوع آفتاب راجہ اور برہمنان حاضر باش کے روبرو طلب کرے وہ تصدیق غیبی کے طریق جو صفائی کے واسطے معین ہین اُنپر ہمیشہ اِس شخص سے عمل کرایا جاے جو تین دن و رات یا ایک دن و رات [2] برت کرے" اور پتا مہا نے جو اِس جگہ برت رکھنے کے باب مین تفریق کی ہے وہ بلحاظ سنگینی یا خفت معاملہ کے متصور ہونی چاہیے۔ برت رکھنے کے باب مین جو قواعد ہین اُنکو حاکم اعلیٰ سے بھی باہتمام جسکے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرایا جاے متعلق تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اِس قول سے واضح ہے کہ وہ جیسے اُن برہمنوں کو جو رسوم دینی راجہ کے حکم سے بجالاتے ہین برت رکھنا ضرور ہے ویسے ہی حاکم اعلیٰ کو بھی چاہیے کہ کُل معاملات طریقۂ تصدیق غیبی کا انصرام برت رکھکر کرے [3]

ذکر اُن رسوم کا جنکی بجاآوری تصدیق غیبی کے طریقوں مین با لعموم واجب ہے۔

۹- اگرچہ اصل سنسکرت مین اِس محل پر طلوع آفتاب کا وقت بلا تخصیص بیان کیا گیا ہے لیکن حسب رواج مسلمہ کے تصدیق غیبی کا عمل اتوار کے روز ہونا چاہیے وہ جو شخص امر حق کا انکشاف کیا چاہتا ہو اُسکو واجب ہے کہ صبح کے وقت آگ اور ترازو اور دوپہر کے قبل پانی کا عمل کراوے اور حکم یہ ہے کہ دن کے اوائل وقت مین صفائی

تصدیق غیبی کے مختلف طریقون کے واسطے مختلف اوقات معین ہین۔

پیش کرے تو مدعا علیہ تصدیق غیبی کے عمل کرنے کا مجاز نہین ہے لیکن اگر اِس قسم کا ثبوت موجود نہ ہو تو مقدمات مذکورہ مین باوجود اِس امر کے کہ مدعی کی جانب سے اور قسم کا ثبوت گذرے مدعا علیہ طریقۂ مذکور پر عمل کر سکتا ہے۔

[1] بیاد تندیو۔

[2] بیاد تندیو۔

[3] قول پتا مہا منقولۂ بیاد تندیو۔

الزام بذریعۂ آب متبرک کیجائے اور زہر کے عمل کے واسطے رات کا پچھلا پہر جبکہ سردی زیادہ ہو معین ہے؂ یہ تخصیص وقت جو تپا مہانے کی ہے اُسپر لحاظ ہونا واجب ہے اور چونکہ کوئی وقت خاص واسطے طریقۂ چانول چبوانے اور گرم دھات کے معین نہین کیا گیا ہے لہٰذا ان طریقون کا عمل صبح کے وقت ہونا چاہیے اور یہ امر نارد کے حکم سے جو بصورت عام واقع ہوا ہے واضح ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ تصدیق غیبی کے جملہ طریقون پر صبح کے وقت عمل کیا جانا مناسب متصور ہوا ہے؂

تصدیق غیبی کے مختلف طریقون کے واسطے مختلف موسم معین ہین۔

۱۰- دن کی تقسیم تین حصون مین کی گئی ہے پہلا حصہ صبح اور دوسرا قبل دوپہر اور تیسرا شام ہے۔ وقت کا لحاظ بموجب حکم یا امتناع خاص صورتون کے ہونا چاہیے چنانچہ وے صورتین جنکی بابت زمانۂ خاص کا حکم ہے اول بیان کی جاتی ہین — آگ کے طریقہ پر عمل کرنے کے واسطے وہ موسم مناسب قرار دیا گیا ہے جبکہ کہر پڑتا ہو اور سردی ہو اور بارش کے ایام ہون اور پانی کے طریقے کے واسطے گرمی اور خزان کا موسم مقرر ہے اور زہر کے عمل کے واسطے سردی کا موسم اور وہ زمانہ جبکہ کُہر پڑتا ہو اور چیت اور اگہن اور بھی بیساکھ کا مہینا مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ تین مہینے عام دستور کے مطابق ہین اور تصدیق غیبی کے کسی طریقہ کے خلاف نہین ہین — وہ آب متبرک کے طریقہ پر ہر زمانہ مین عمل کیا جا سکتا ہے۔ اور ترازو کے عمل کے واسطے کوئی زمانہ خاص معین نہین کیا گیا ہے؂ آب متبرک کا جو لفظ مستعمل ہوا ہے تین جملہ حلف داخل ہین اور چونکہ چانول چبوانے کے طریقہ کے واسطے کچھ تخصیص نہین کی گئی ہے لہٰذا اُسکے واسطے کسی زمانۂ خاص کا تعین نہین ہو سکتا ہے۔

؂ بیاد تند یو و بیوہار میوکھ۔

؂ بیاد تندیو۔

؂ بیاد تندیو مین بطور قول نارد مندرج ہے لیکن بیوہار میوکھ مین باستثنار اشلوک کے اخیر حصہ کے بطور قول پتا مہا کے لکھا ہے۔

امتناع نسبت خاص موسمون کے

۱۱- امتناع کی صورتین ذیل مین لکھی جاتی ہین "صفائی الزام کے واسطے جو پانی کا طریقہ معین ہے اُسپر سردی کے موسم مین عمل نہ ہونا چاہیے نہ بارش کے ایام مین زہر کے طریقہ پر عمل کیا جاے اور باد تند کے موسم مین اور بعد دوپہر اور دوپہر اور شام کے وقت ترازو کے طریقہ پر عمل ہونا نہ چاہیے" ۔ لفظ سردی کا جو اس قول مین واقع ہوا ہے کہ "صفائی الزام کے واسطے پانی کے طریقہ پر سردی کے موسم مین عمل نہونا چاہیے" سرما اور کہر اور برسات کے ایام پر حاوی ہے اور لفظ گرمی جو اس قول مین آیا ہے کہ "آگ کے طریقہ پر صفائی الزام کے واسطے گرمی کے موسم مین عمل ہونا چاہیے" اُسمین موسم گرما اور خزان داخل ہین ہرچند حکم کی صورتین پیشتر بیان ہوئی ہین لیکن امتناع کی صورتین بنظر مزید تاکید لکھی گئین اور مقصود اس امر کا آگے بیان کیا جائیگا۔ اب ذکر اُن شخصون کی حیثیت کا کیا جاتا ہے جنکے لیے طریقہ تصدیق غیبی کا معین ہے۔

تصدیق غیبی کے بعض طریق خاص شخص کے واسطے معین ہین۔

۱۲- ترازو کا طریقہ عورات اور نابالغون اور بوڑھے اور نابینا اور لنگڑے آدمیون اور برہمنون اور بیمار شخصون کے واسطے مقرر کیا گیا ہے اور شودر قوم کے آدمی کے واسطے آگ یا پانی یا بمقدار سات جو کے زہر کا طریقہ مناسب قرار دیا گیا ہے" ۔ عورات کا لفظ بالعموم نسل سے بلالحاظ قومیت یا عمر یا حیثیت کے متعلق ہے۔ لفظ نابالغ سے بلالحاظ قوم وہ شخص مراد ہے جو ہنوز سولہ سال کا نہو۔ بوڑھے آدمیون سے وے شخص مراد ہین جنکی عمر اسّی سال سے متجاوز ہو اور نابینا سے وہ شخص عبارت ہے جسکی قوت باصرہ زائل ہوگئی ہو اور لنگڑے آدمیون سے وے شخص مراد ہین جنکے پانون بیکار ہون۔ برہمنون سے بالعموم سب قوم کے برہمن مراد ہین۔ بیمار اشخاص سے وہ ہین جو مبتلاے مرض ہون۔ اِن صورتون مین صرف ترازو کا طریقہ صفائی الزام کے واسطے مناسب ہے۔ قلبہ کا لوہا سرخ جلتا ہوا یا گرم دھات جہتری کے واسطے مخصوص ہے اور پانی ویش کے لیے اور یہ امر بوجہ استعمال لفظ یا کے جو کلمۂ تردید ہے واضح ہے۔

---

۱ قول نارد منقول از باد تندیو۔

۲ باد تندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول جاگبلک کے منقول ہے۔

زہر جو مقدار مین سات جو کے برابر ہو صفائی الزام کے لیے اُسکا کھلانا شودر کے واسطے معین ہے اور چونکہ ترازو کا طریقہ برہمن کے واسطے مختص ہے اور بھی بلحاظ اِس مضمون ایک قول کے کہ "زہر جو مقدار مین سات جو کے برابر ہو" واضح ہے کہ زہر کا طریقہ شودر کے واسطے مخصوص کیا گیا ہے لہذا آگ اور پانی کے طریقون کو چھتری اور ویش سے متعلق تصور کرنا مناسب ہے۔ پتامہا نے بصراحت یہ لکھا ہے کہ "برہمن کو ترازو کے طریقے اور چھتری کو آگ کے طریقے پر عمل کرانا چاہیے اور پانی کا طریقہ ویش کے واسطے قرار دیا گیا ہے اور شودر کو بنظر تصدیق غیبی کے زہر دینا چاہیے" [۱] لیکن ایک قول اِس مضمون سے واقع ہوا ہے کہ عورات تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرنے کی مجاز نہین ہین اور وہ یہ ہے۔ کہ "امر حق کے انکشاف کے واسطے اُن شخصون سے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل نہین کرایا جائیگا جو ادائے شرائط کفارہ مین مصروف یا مصیبت شدید مین مبتلا یا بیمار یا عابد ہون اور عورات بھی مستثنی ہین" [۲] یہ قول اِس مقصود سے لکھا گیا ہے کہ اور صورتون مین جو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ "فریقین مین سے کوئی فریق تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا مجاز ہے" [۳] وہ اختیار صورت مذکورہ بالا سے غیر متعلق تصور کیا جاے علاوہ اِسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر زنا لشات یقینی مین عورات وغیرہ کی نسبت الزام قائم کیا جاے تو مدعیون سے تصدیق غیبی کے طریقے پر عمل کرایا جاے اور اگر عورات کی جانب سے الزام پیش ہو تو شخص ملزم سے۔ اگر عورات کے باہم ایک دوسرے کی نسبت

---

[۱] بیاد تندیو۔

[۲] قول نارد منقولۂ بیاد تندیو۔

[۳] دفعہ چار اِس فصل کی ملاحظہ کرو اور حاصل اِس بحث کا یہ ہے کہ جن مقدمات مین عورات اور اور شخص جنکی تصریح کی گئی ہے فریقین سے ہون اُنہین کسی فریق کو تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنے کا اختیار نہوگا لیکن جو شخص کہ اِس قول امتناعیہ مین داخل نہین ہین وے طریقۂ مذکورہ پر عمل کرنے کے مجاز ہین اور جب فریقین عورات سے ہون یا اُنکی نسبت منجملہ مستثنات کے کوئی استثناد صادق آتا ہو تو ایسی حالت مین قاعدۂ عامہ پر لحاظ ہوگا۔

الزام پیش کیا جاے تو طریقۂ مذکورہ پر عمل کرانے یا نہ کرانے کا اختیار ہے اور اِس صورت مین بھی صرف ترازو کا طریقہ عورات کے لیے مقرر کیا گیا ہے اِسی قول کی توضیح سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورات اور اور شخصون کے واسطے اُن صورتون مین معین ہے جبکہ جرائم سنگین یا اور جرمون کا الزام ظن غالب پر مبنی ہو لیکن یہ قول اُس صورت مین صادق آتا ہے کہ جب یہ قید کیجاے کہ عورات کو ترازو کے طریقہ پر بحیثیت اور اگنی اور بیساکھ مین عمل کرانا چاہیے کیونکہ یہ مہینے جملہ طریقون غیبی کے لیے معین ہین اور یہ تعبیر کیجاے کہ صرف ترازو کا طریقہ عورتون کے واسطے ہر زمانہ مین مناسب ہے تو قول مذکورۂ بالا صادق نہین آسکتا چنانچہ یہ امر اِس قول سے واضح ہے کہ دو زہر یا پانی کا طریقہ عورات کے واسطے نہین مقرر کیا گیا ہے بلکہ جو امر مخفی کہ عورات کے معاملون سے متعلق ہون اُنکی تحقیق بذریعہ ترازو اور آب متبرک وغیرہ کے ہونی چاہیے"[1] پس اِس قول مین ترازو اور آب متبرک اور آگ وغیرہ کے طریقون کی بابت حکم ہے اور زہر اور پانی کا طریقہ اُس سے خارج ہے یہی قاعدہ نابالغون اور اُن دیگر شخصون سے جنکی اوپر تصریح کی گئی ہے متعلق ہے اور یہ جو حکم واقع ہوا ہے کہ برہمن وغیرہ بذریعۂ ترازو وغیرہ کے تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرین اسکا مقصود یہ نہین ہے کہ طریقۂ مذکورہ پر ہر زمانہ مین عمل کیا جاے چنانچہ یہ امر پتامہا کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ دو صفائی الزام کا طریقہ بذریعۂ آب متبرک کے جملہ قومون سے متعلق ہے اور باستثناے اِس امر کے کہ زہر کا طریقہ برہمنون کے واسطے مقرر نہین ہے جملہ اور طریقے کُل قومون سے تعلق رکھتے ہین"[2] پس یہ قول بغرض تنقیح اِس امر کے تحریر ہوا ہے کہ ترازو وغیرہ کے طریقہ پر اسی زمانہ مین عمل ہونا چاہیے جو جملہ اور طریقون کے واسطے بالعموم معین ہے اور جسمین اکثر طریقون پر عمل کرنا جائز ہے[3]

---

[1] قول نارد منقولۂ بیاد تندیو۔

[2] بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ۔

[3] یہ بیان فی الواقع پیچیدہ ہے مگر مدعا اسکا یہ ہے کہ بموجب حکم عام کے برس کے تین مہینے

ذکر مزید مضمون مذکورۂ بالا۔

۱۴۔ لیکن سوائے اِن تین مہینون کے جو طریقہ کہ جس زمانہ کے واسطے مخصوص ہے وہی جملہ قومون کے واسطے مرعی ہوگا مثلاً بارش کے موسم مین صِرف آگ کا عمل جملہ قومون کے واسطے کافی ہوگا اور سردی اور اُس موسم مین جبکہ گہر پڑتا ہوا اختیار ہے کہ چھتری اور بقیہ دو قومون سے آگ یا زہر کے طریقہ پر عمل کرایا جائے مگر برہمنون کے واسطے صِرف آگ کا طریقہ مخصوص ہے اور زہر کے طریقہ پر اُنسے کبھی عمل کرانا نچاہیے کیونکہ یہ امتناع واقع ہوا ہے کہ ”برہمنون سے باستثناء زہر کے“ الخ۔ خزان اور گرمی کے موسم مین صرف پانی کے ذریعہ سے تصدیق غیبی کا عمل ہوگا لیکن جو شخص کہ ایسے خاص عارضون مین مبتلا ہون جنکے لیے آگ اور پانی کا استعمال ممنوع ہے اُنسے باوجود اِس امر کے کہ باقتضاے زمانہ آگ اور اَور طریقون پر عمل کرنا مناسب ہو تو ازو اور دیگر طریقون پر جو جملہ زمانون کے واسطے معین ہین عمل کرانا مناسب ہے چنانچہ اشخاص مذکور کا ذکر قول مندرجۂ ذیل مین اسطور پر واقع ہوا ہے ”جو شخص مبتلاء جذام ہون اُنکو آگ کے استعمال سے اور جو تپ مین مبتلا ہون اُنکو پانی کے عمل سے باز رکھنا چاہیے اور جو شخص صفرا اور بلغم کا غلبہ رکھتے ہون اُنکو زہر کے عمل سے معذور رکھنا واجب ہے“ [۱] پانی اور آگ اور زہر کا عمل تندرست شخصون سے کرانا چاہیے“ [۲]

یعنی چیت اور اگہن اور بیساکھ مین ہر طریقۂ تصدیق غیبی پر عمل ہوسکتا ہے بعد اسکے حکم خاص یہ ہے کہ عورات اور برہمنون وغیرہ کے واسطے صفائی الزام صِرف بذریعۂ طریقۂ ترازو کے ہونی چاہیے لیکن سوائے اِسکے اور قول اِس مضمون سے واقع ہوئے ہین کہ باستثناء ترازو اور پانی کے اور طریقون پر عورات سے اور سوائے زہر کے برہمنون سے عمل کرانا جائز ہے پس ضرور ہوا کہ اِن اقوال مختلفہ کا اختلاف رفع کیا جائے چنانچہ اِسی غرض سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ تین مہینے مذکور مین عورات اور برہمنون وغیرہ سے صِرف ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جائے اور اِسی قاعدہ کے بموجب تعین مہینون مین چھتری سے آگ طریقہ اور ویش سے پانی اور شودر سے زہر کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے

[۱] قول ہریت منقولۂ بیاد تتو۔

[۲] بیاد تتو۔

سلہ اِس قول سے مستنبط ہے کہ اگر تندرست اور ضعیف الجثہ شخصون سے اُن طریقون کے مطابق عمل کرایا جاے جو بمقتضاے اُنکی قوم اور حالت اور عمر کے مناسب متصور ہون تو ایسی صورت مین خلاف ورزی اُن احکام اور ممنوعات کی لازم نہین آتی جو خاص موسمون اور زمانون سے منسوب ہین۔

جرم سنگین کی تعریف۔

۱۴۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ ”یہ طریقے جرائم سنگین کے واسطے ہین“ اب جرم سنگین کی تعریف بیان کیجاتی ہے ”جو مقدمہ کہ ایک ہزار سے کم مالیت کا ہو اُسمین جلتے ہوے آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کا عمل نہونا چاہیے“ معنی اِسکے یہ ہین کہ جو مقدمہ ہزار پن سے کم مالیت کا ہو اُسمین آہن قلبہ یا زہر یا ترازو کے طریقہ پر عمل نہین کرایا جاے نہ ایسی صورت مین پانی کے طریقہ پر عمل کیا جاے کیونکہ پانی کا طریقہ جرائم سنگین کے واسطے ہے اور اِس سے پیشتر یہ بیان ہوچکا ہے کہ ”جرائم سنگین مین ترازو سے زہر تک کے طریقون پر عمل کرایا جاے“ سلہ اور ایسے مقدمات مین آب متبرک کا عمل درست نہین ہے کیونکہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ ”خفیف معاملہ مین آب متبرک کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے“ سلہ یہ چار قسم کے طریقے سلہ اُن مقدمات کے واسطے معین ہین جنکی مالیت ایک ہزار پن سے متجاوز ہو نہ کم۔ معنی اِس قول کے یہی ہین۔

جواب اعتراض

۱۵۔ پتامہا کا یہ قول ہے کہ ”جو مقدمہ ہزار پن کی مالیت کا ہو اُسمین ترازو کا عمل اور ہزار کے نصف مین لوہے کا اور ہزار کے ربع مین پانی کا عمل کرایا جاے اور زہر کا طریقہ ہزار کے آٹھوین حصہ سے متعلق ہے“ ھ بلحاظ اِس قول کے یہ اعتراض

سلہ اِس فصل کی دفعہ ۹ معائنہ کیجاے۔

سلہ ویرمتراوداے۔

سلہ ایضاً۔

سلہ یعنی آہن قلبہ اور زہر اور ترازو اور پانی۔

ھ ویرمتراوداے

وارد ہو سکتا ہے کہ آگ اور بقیہ تین طریقے تصدیق غیبی کے اُن مقدمات سے متعلق کیے گئے ہین جو ہزار پن سے کم ہون۔ بہ تسلیم اِس اعتراض کے جواب یہ ہے کہ پیاماہا کا قول اُس صورت سے متعلق ہے کہ جب بوجہ سرقہ کے قوم سے تنزل لازم آتا ہو اور بقیہ صورتون کی نسبت وگنیشر کا قول صادق آتا ہے۔

فرق باہم مقدمات دیوانی و فوجداری۔

۱۶- کاتیائن نے صورت انکاریہ کی نسبت ایک فرق بیان کیا ہے اور قول اُسکا یہ ہے کہ ”اگر وصول زر سے اِنکار ہو تو شہادت پر عمل کرنا چاہیے لیکن سرقہ بالجبر اور زیادتی کے مقدمات مین باوصف خفیف ہونے امر نالش کے بھی تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کرنا چاہیے۔

تفریق عملیات بلحاظ مقدار نالش۔

۱۷- بعد تحقیق مقدار کل مال کے قیمت اُسکی بلحاظ سونے یعنی تعداد سورن کے قرار دینی چاہیے یعنی اگر سو سورن کا مال جاتا رہے تو زہر کا عمل اور اگر اسّی سورن کا تو آگ کا عمل قرار دیا گیا ہے۔ چالیس سورن کی چوری مین ترازو اور بیس یا دس سورن جاتے رہنے کی حالت مین آب متبرک کا عمل تجویز ہوا ہے اور اگر پانچ یا زیادہ سورن یا نصف یا ربع اُنکا جاتا رہے تو چانول چبوائے جائینگے اور اگر نقصان بقدر نصف یا چوتھائی تعداد مذکورہ بالا کے عائد ہو تو مظہر کو چاہیے کہ اپنے بیٹے یا اقربا کے سر پر ہاتھ دھرے اور اُسکا بھی نصفی یا چوتھائی ہو تو مراتب معمول پر عمل کرنے کا حکم ہے جو راجہ اِن امور مین تمیز کرے اُسکی نسبت کسی طرح کا عذاب دینی یا دنیوی عائد نہ ہو گا۔[1]

قول مذکورہ بالا کی توضیح۔

۱۸- یہ جو فقرہ اوپر آیا ہے کہ ”وہ سورن کی تعداد قرار دینی چاہیے“ الخ اسمین لفظ سورن سے سولہ ماشہ مراد ہے اور لفظ ”وہ جاتے رہنے“ سے یہ مراد ہے کہ طرف ثانی کو انکار ہو۔ اور یہ جو قول واقع ہوا ہے کہ ایک ہزار پن سے کم مالیت کے مقدمات مین آہن قابہ کا عمل نہ کیا جاے اسمین لفظ پن سے تانبے کے ہزار پن

[1] ـــ باد تند یو۔

مفہوم کرنی چاہئین۔
۱۹- اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ جب یہ طریقے تصدیق غیبی کے جرم شدید یا اُن جرمون سے متعلق ہین جو راج کے خلاف سرزد ہون تو یہ قول کہ ہزار سے کم مالیت کے مقدمات مین آہن قلبہ کا عمل نہونا چاہیے کیونکر صادق آسکتا ہے۔ جواب اسکا یہ ہے کہ ”اگر راجہ فریقین سے اور جرم سنگین ہو اور طہارت کی گئی ہو تو ہمیشہ اِن طریقون پر عمل کیا جاوے“ معنی اسکے یہ ہین کہ جو جرم شدید یا راج کے خلاف ہو اُسمین برت اور اور ذریعون سے طہارت حاصل کر کے تصدیق غیبی کے اِن طریقون پر بالالحاظ مقدار جائداد متنازعہ کے عمل کیا جاوے۔

۲۰- نارد نے تصریح اُس مقام کی بیان کی ہے جہان اِس قسم کے طریقہ پر عمل ہونا چاہیے یعنی وہ کہتا ہے کہ مجمع عام یا راجہ کے محل کے دروازے یا کسی دیوتا کے مندر یا میدان مین وہ بلا تحرک قائم کیجاوے اور پرستش اُسکی گوگل اور پھول کے ہار اور خوشبودار چیزون سے کیجاوے۔ وہ کا اشارہ ترازو کی نسبت ہے توضیح کی ہے کہ ”جن شخصون کی نسبت جرائم سنگین کا الزام ہو یا جو مجرم شدید ہون اُنکے واسطے ترازو اُس موقع پر قائم کیجاوے جہان اندر کی پوجا ہوتی ہو اور جن شخصون سے راج کے خلاف جرم سرزد ہو اُنکے لیے راجہ کی ڈیوڑھی مین عمل مذکور کیا جاوے۔ اور جو شخص اِس طرح کے ہون کہ باپ اُنکا قوم ادنی اور ماں قوم اعلی سے ہو اُنکے واسطے تصدیق غیبی کا عمل چوراہہ پر ہونا چاہیے اور دیگر صورتون مین عمل مذکور مجلس مین کیا جاوے عقلا کو واضح ہو کہ جو مجرم اُن شخصون کے ملازم ہون جنکا چھونا درست نہین ہے یا جو کمینہ یا غیر صحیح النسب ہین اُنکے مقدمات مین راجہ کو فیصلہ نہین صادر کرنا چاہیے بلکہ شک کی صورت مین راجہ اشخاص مذکورہ سے تصدیق غیبی کے اُن طریقون پر عمل کرائے جو اُنمین مروج ہون۔

فصل دوسری

ذکر اُس طریقہ تصدیق غیبی کا جو ترازو کے ذریعہ سے عمل مین آئے

ترازو کے طریقہ کا ذکر۔

۱۔تمہید جو درباب طریقون تصدیق غیبی کے ہے اُسکا ذکر اوپر بیان کیا گیا ہے اور تمہید مذکور تصدیق غیبی کے جملہ طریقون سے متعلق ہے اب ترازو وغیرہ کے عمل کی کیفیت جداگانہ بیان کیجاتی ہے ”جو شخص ترازو کے پکڑنے کے قاعدہ سے واقف ہون وے شخص ملزم کو ترازو کے ایک پلڑے مین بٹھادین اور بمقابلہ اُسکے ایک ہموزن مورت رکھ کے دونون پلڑے برابر کرلین اور ایک خط کھینچا جاے اور اُسکے بعد ملزم ترازو سے نیچے اُتارا جاے پھر وہ ترازو کی طرف مخاطب ہوکر اسطور پر التجا کرے ”اے ترازو تو راستی کا گھر ہے تجکو زمانہ قدیم مین دیوتاؤن نے بنایا ہے پس اے بلند طالع تو سچ کہدے اور مجکو اشتباہ سے بری کر۔اگر اس معاملہ کی نسبت مین گنہگار ہون تو اسے ماتا مجھے نیچے گرا اور اگر بیگناہ تو اوپر اُٹھا“[1]

قول مذکورہ بالا کی تصریح۔

۲۔سُنار اور اور شخص جو ترازو کی گرفت کے قاعدہ سے آگاہ ہون یا بذریعہ اُسکے وزن کرسکین مدعا علیہ یا مدعی یا اُس شخص کو جس سے ترازو کے طریقہ پر عمل کرایا جاے ترازو مین وزن کرین یعنی مٹی یا کسی اور شے کی مورت بنائی جاے اور ایک جانب شخص مذکور اور دوسری جانب وہ مورت رکھی جاے اور اس ذریعہ سے دونون پلڑے ترازو کے مقابل ہو جائین اور خط کھینچنے سے یہ مراد ہے کہ جس جگہ وہ شخص جو وزن کیا جاے ترازو کی رسیون کے نیچے بحالت تولے جانے اُسکے مقابلہ مورت کے کھڑا ہو اُس جگہ کے قریب ایک نشان کھریا سے بنا دیا جاے اور بعد اسکے شخص مذکور نیچے اُتارا جاے اور وہ ترازو کی جانب مخاطب ہوکر

[1] قول جاگبلک منقولہ داے تتو اور بیوہار ستراوداے۔

یہ التجا کرے یعنی اُسکی نسبت بعجز عمل پڑھے کہ "ترازو تجھپر مدار صداقت ہے زمانہ قدیم سے آغاز آفرینش مراد ہے۔ دیوتاؤن کا اشارہ ہرن گرب اور اَور نفوس قدسیہ کی نسبت ہے۔ بنایا ہے یعنی پیدا کیا ہے۔ لفظ پس سے یہ مراد ہے کہ تو اِسی وجہ سے امر حق کو ظاہر کردے یعنی امر مشتبہ کی اصل حقیقت کھول دے۔ اے بلند طالع یعنی اے خوش نصیب مجکو اشتباہ سے بری کر۔ اے ماتا اگر مین گنہگار ہون یعنی مین نے جھوٹ بولا ہے تو مجھے نیچا کردے اور اگر بیگناہ ہون یعنی سچ بولتا ہون تو مجھے اونچا اُٹھا۔"

۳۔ دیگر عالمون نے اُن عملون کا بیان ہے جو عالم اعلیٰ کو ترازو کی طرف مخاطب ہونے کے وقت پڑھنے چاہئین۔ عمل جسکا اوپر ذکر ہوا صرف اُس شخص سے متعلق ہے جو تصدیق غیبی کا طریقہ اختیار کرے یہ امر کہ صداقت یا غیر صداقت کا کسطور پر تمیز ہوگا خود عمل مذکور کی عبارت سے مفہوم کرنا چاہیے کیونکہ ذکر اُسکا علیحدہ نہین ہوا ہے لیکن پتامہا اور نارد اور بزرگون نے ترازو کے بنانے اور پلڑون مین چڑھانے اور دیگر مراتب تشریح طلب کا بیان بصراحت کیا ہے۔

طریقہ تصدیق غیبی کے فاعل کو کیا عمل پڑھنا چاہیے۔

۴۔ منتر پڑھکر ایسے درخت کو کاٹے جو رسوم عبادت کے واسطے موضوع ہو اور جو عمل یوپ کے واسطے مخصوص ہے وہی ایسے موقع پر پڑھنا چاہیے یوپ زبان سنسکرت مین اُس کھم یعنی ستون کو کہتے ہین جو وقت ادا ہونے بعض رسوم مذہبی کے نصب کیا جاتا ہے۔ اور محافظان عالم یعنی لوگ پال کو نمسکار کرکے دانشمند شخص ترازو بناوین اور درخت کے کاٹنے کے [1] وقت سوم [2] کا منتر پڑھنا چاہیے۔

درخت کاٹنے کے واسطے چند رسوم معین ہین۔

۵۔ ترازو کی ڈنڈی کی دونون سمت مساوی ہون اور ڈنڈی مضبوط اور سیدھی ہو اور ضرور ہے کہ اُسمین لوہے کے تین کڑے لگائے جائین اور ڈنڈی کا طول چار ہاتھ ہونا چاہیے اور دو لکڑیان جنسے وہ ملحق کیجاے طول و عرض مین اُسکے برابر ہون

ترازو بنانے کی ترکیب

[1] قول پتامہا منقولۂ داے تتو اور ہیر منترا دواے۔

[2] یعنی چاند جو موکل بیابان وصحرا ہے۔

اور فاصلہ مابین دونون لکڑیون کے دو یا ڈیڑھ ہاتھ ہو اور زمین کے نیچے دو ہاتھ گاڑی جائین اور ہر لکڑی کے دونون طرف قینچی کے مانند دو لکڑیان قائم کیجائین اور یہ لکڑیان پلڑون سے ہمیشہ دس انگل اونچی رہین اور دو ایلمب یعنی مٹی کے گولے قینچی مذکور سے بذریعہ رسّی بصورت عمود واسطورسے آویزان کیے جائین کہ پلڑون سے مس کرین اور ترازو کو مقام پاک مین پورب کی طرف اسطور پر قائم کرین کہ وہ غیر متحرک رہے۔ [1]

توزنے کا طریقہ۔ ۶۔ ڈنڈی کے دونون سرون سے رسّی باندھنے کے بعد ترازو کے دونون پلڑون مین پورب کی طرف حاکم اعلیٰ انگشا بچھادے اور جس شخص کی نسبت تصدیق غیبی کا عمل ہونے والا ہو اسکو پچھم کی طرف کے پلڑے یا ظرف مین بٹھاوے اور دوسرے پلڑے مین پاک مٹی رکھی جاوے اور ظرف مین جو سوراخ ہون انکو اینٹون کی سُرخی یا کنکر یا مٹی سے بند کرے۔ چونکہ اینٹون کی سُرخی یا کنکر یا مٹی کا ذکر عموماً کیا گیا ہے اس سے واضح ہے کہ اِن تینون مین سے کسی ایک چیز کا استعمال جائز ہے۔ جو شخص وزن کشی کے طریقہ سے واقف ہون مثلاً اہل حرفہ اور سُنارا ور کسیرے بمقر مقرر کیے جائین اور مبصرون کو یہ دیکھنا چاہیے کہ دونون ایلمب دونون پلڑون کی سیدھ مین ہون پنڈتون کو چاہیے کہ ترازو کی ڈنڈی پر پانی کے قطرے ڈالین اور اگر پانی ایک سمت کو بہ بجائے تو اِس صورت مین ترازو کا مساوی الوزن ہونا متصور ہوگا۔ اور جب شخص مذکور ایک مرتبہ تول لیا جائے تو اسکو اُتار لینا چاہیے۔ [2]

دستورات رسوم جنکا ایسے موقع پر ادا ہونا ضرور ہے۔ ۷۔ ترازو پر زینت کے واسطے جھنڈیان لگائی جائین بعد ازان جو شخص کہ عمل تبرک کے معنی سے واقف ہو وہ دیوتاؤن کی ستایش و نیایش کرے اور خوشبودار چیزین لگائی جائین اور پھولون کے ہار اور صندل حسب طریقہ معینہ کے چڑھایا جائے اور باد ترہ [3]

---

[1] قول پتامہا منقولہ دائے تتو اور بیر ترادوائے۔

[2] قول پتامہا منقولہ بیر ترادوائے اور دوائے تتو۔

[3] یہ ایک قسم کا باجا ہے اور باجون کی چار قسمین بیان کی گئی ہین یعنی نفیری و مضرابی وغیرہ۔

یعنی نقارہ اور توری یعنی قرنا[1] بجائی جاوے۔ بعد اسکے حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ پورب کی طرف رخ کرکے دونون ہاتھ جوڑکے اسطور پر کہے "کہ اے دھرم تو مع موکلان عالم یعنی لوک پالون اور بسو[2] اور آدتیا[3] اور مرت[4] کی تصدیق غیبی کے اِس عمل پر تصرف کر۔

موکلان عالم کی ستایش۔
۸۔ جب حاکم اعلیٰ دھرم یا ملک العدل سے ترازو پر تصرف کرنے کے واسطے نیایش کرچکے تب وہ آنگ یعنی ملائک صغیرہ کی التجا کرے۔ بعد اسکے اندر کو پورب کی طرف اور پریتیس[5] کو جنوب کی جانب اور برن کو مغرب کی سمت اور کبیر کو شمال کی طرف بٹھاوے اور اگن اور عالم کے اور موکلون کو چارون سمت مین رکھے اندر کے واسطے زرد رنگ مخصوص ہے اور جم کے لیے سیاہ مائل بکبود برن کا رنگ مثل بلور کے سفید ہے اور کبیر اور اگنی کا سنہرا اور نرت کا سیاہ مائل بکبود ہے بایو کا رنگ نافرمانی یعنی مثل رنگ دخان کے موصوف ہے اور اِسان[6] کا رنگ سرخ ہے۔ اِن ملائک کی صفات کا علیٰ سبیل الترتیب تصور کیا جاوے"[7]

بسو کا ذکر۔
۹۔ دانشمندون کو چاہیے کہ بسو کی پرستش اندر کے جنوب کی طرف کرین اور بسو آٹھ ہین[8] یعنی دھار اور دھرو اور سوم اور آپ اور انل اور پریتیس

---

[1] یہ بھی ایک قسم کا باجا ہے۔
[2] بسو منجملہ اُن آٹھ صفات الٰہیہ کے ہے جنسے گن یعنی اجتماع نفوس قدسیہ عبارت ہے اور گن تعداد مین نو ہین۔
[3] بارہ قسم کے آدتیا آدت کی اولاد مین بیان کیے گئے ہین اور آدت کو اُم الملائک کہتے ہین اور بارہ مہینے شمسی سال کے اِن بارہ ملائک سے منسوب ہین۔
[4] موکلان ہوا کا نام ہے قول پتامہا منقولہ بیرمترا ودائے اور وداے تتو۔
[5] پریتیس سے جم مراد ہے اور جم کے لفظی معنی ملک الموت ہین۔
[6] وداے تتو مین اِسان کا رنگ سپید لکھا ہے۔
[7] قول پتامہا منقولہ بیرمترا ودائے۔ وداے تتو۔
[8] قول پتامہا منقولہ وداے تتو۔

اور پربھاس۔

آدیتا کا ذکر۔

۱۰- وہ اندر اور آسمان کے بیچ مین آدیتا کی جگہ قائم کیجاے۔ آدیتا کے بارہ نام ہین دہہٹ اور ارجم اور متر اور برن اور انس اور بھاگ اور اندر اور بیاسوان اور پش اور پرجن اور تشٹا اور بشن اور تشٹا اولاد اکبر اور بشن اولاد اصغر سے ہین "[1]

رودر کا ذکر۔

۱۱- دانشمندون کو چاہیے کہ رودر کو [2] اگنی کے پچھم کی طرف بٹھاوین اور رودر تعداد مین گیارہ ہین بیربھدر اور سمبھو اور گریس اور گریس نہایت مشہور ہے اور اجیک پاد اور اہی اور بدھیا اور پناک اور اپراجت اور بھوتا دالبشر اور کپالی اور کپالی کو دشام پت یعنی دیش لوگون کا مالک بھی کہتے ہین۔ اور استھانر بھو[3]

[1] قول پتا مہا داسے تتو۔ پرانون مین یہ لکھا ہے کہ کاسپ اپنی زوجہ آدت سے ایک کلپ یعنی زمانۂ خاص مین بارہ آدیتا پیدا ہوتے اور اُنکے نام باستثناے بشن اور پرجن اور انس اور اندر کے اسمار مذکورۂ بالا سے مطابق ہین اور بجاے اُن چارون نام کے پرانون مین سرتا اور بدھاتا اور ساگر اور آدرو کرم لکھے ہین اور دوسری کلپ یعنی زمانۂ خاص مین سنگیا بیٹی بسوکرما کی آدیتا سے بیاہی گئی اور چونکہ وہ اپنے شوہر کے جلال کی متحمل نہوسکی لہذا اُسنے اپنے باپ سے شکایت کی اور اُسکے باپ نے آدیتا کے بارہ ٹکڑے کردیے اور ہر ٹکڑہ اُنمین کا سال کے ہر مہینے مین بصورت آفتاب نمودار ہوتا ہے۔ آدیتا ہردے مین لکھا ہے کہ آرن ماگھ کے مہینے اور سوریا ماہ پھاگن اور بیدانگ ماہ چیت اور بھان ماہ بیساکھ اور اندر ماہ جیٹھ اور ربی ماہ اساڑھ اور گبھستی ماہ ساون اور جم ماہ بھادون اور سورن ریتا ماہ آسوج اور دیوکار ماہ کاتک اور متر ماہ اگھن اور بشن سناتن ماہ پوس مین بصورت شمس نمودار ہوتا ہے وارڈ صاحب نے اپنی کتاب مین اِس حکایت کو اور طور پر بیان کیا ہے۔

[2] شیو مین جو منجملۂ صفات کے صفت تقدیری ہے اُسی سے رودر مراد ہے۔

[3] قول پتا مہا منقولۂ داسے تتو۔

ماتری کا ذکر — ١٢- "پریتیس اور راکشس[1] کے بیچ مین ماتری کو بٹھایا جاوے اور ماتریون کے یہ نام ہین - براہمنی اور مہیشری اور کماری اور ویشنوی اور براہی اور مہندری اور چامنڈا اور اُنکے ساتھ اُنکے گن مشیر بھی ہوتے ہین"[2]

گنیش کا ذکر — ١٣- دانشمندون کو چاہیے کہ گنیش کو[3] نرت[4] کے شمال کی طرف بٹھاوین"

مارت — ١٤- "مارت کی جگہ برن کے شمال کی طرف بیان کی گئی ہے - مارت کے آٹھ نام ہین گگن اور سپارسن اور باؤ اور آنل اور مارت اور پران اور پرین اور جیو"[5]

درگا کا ذکر — ١٥- "دانشمندون کو چاہیے کہ ترازو کے شمال کی طرف درگا کی ستایش ونیایش کرین اور ان دیوتاؤن مذکورۂ بالا مین سے ہر دیوتا کا نام جدا جدا لیکر اُسکی پرستش کی جائے"[6]

---

[1] رکشس ایک قسم کے نفوس خبیثہ ہین اور اکثر شر و فساد کی طرف متوجہ رہتے ہین نہ ہمیشہ -

[2] قول بتاپمہا منقولۂ داسے تتو - آٹھ شکت کو ماتری یعنی مان کہتے ہین اور یہ آٹھ شکت آٹھ دیوتاؤن کی قوتین ہین اور اُنکو برہمنی وغیرہ اسواسطے کہتے ہین کہ وے برہم اور اَور دیوتاؤن سے پیدا ہوئی ہین - بعض مقامات مین اُنکی تفصیل اسطور پر بیان کی گئی ہے یعنی برہمنی اور مہیشری اور اندری اور براہی اور ویشنوی اور کماری اور چامنڈا اور چارچک اور بعض عالمون نے چامنڈا اور چارچک کا نام ترک کرکے صرف سات نام ان روحانیات کے بیان کیے ہین مگر اُنھون نے کبیری کا نام مزید کیا ہے -

[3] گنیش عقل وذکا کا موکل ہے -

[4] نرت عالم کے اُس حصہ کا موکل ہے جو سمت جنوب مائل بمغرب ہے - قول بتاپمہا منقولۂ داسے تتو -

[5] قول بتاپمہا منقولۂ داسے تتو -

[6] قول بتاپمہا منقولۂ داسے تتو -

عمل مین لانا لوازم پرستش کا۔

۱۶۔ ددپہلے دھرم کے نام پر لوازم پرستش ادا کرے یعنی ارگھ[1] چڑھانے کے بعد اور رسوم بجالائے اور سب سے پیچھے پھولون کے ہار چڑھاوے اسکے بعد الگھ کی پرستش شروع کرنی چاہیے اور ابتدا مین ارگھ دے اور اخیر مین پھولون کے ہار وغیرہ پہناوے۔ بعد ازان خوشبودار چیزین اور سب کے بعد پرشاد چڑھاوے[2]

پرستش کے دستور کا ذکر۔

۱۷۔ جب ترازو بیرقون اور جھنڈیون سے مزین کیجاوے اُسوقت دھرم کی ستایش و نیایش یہ عمل پڑھکر کرے۔ ایہی دو یعنی آئے۔ بعد اسکے یہ منتر پڑھے۔ دھرم ارگھالم پر کلپیامی نمہ معنی اِس سنسکرت عبارت کے یہ ہین کہ مین دھرم کو یہ ارگھ چڑھاتا ہون۔ ارگھ چڑھانے کے بعد دھرم دیوتا کے پاؤن وغیرہ دھونے کے واسطے پانی چڑھایا جاوے اور پھر آچمن دے اور مدھوپارگ چڑھایا جاوے[3] اور دوبارہ آچمن دیکر اشنان یعنی غسل کرائے اور تب کپڑے اور جنیو چڑھاوے اور پھر آچمن دے اور بعد ازان کماٹک یعنی چھلا اور مکٹ یعنی تاج اور اَور اسباب آرایش دھرم کو چڑھاوے اور بعد اِسکے وہ منتر پڑھے جسکے شروع کا لفظ براناداو اخیر کا لفظ نمہ ہے اور اندر سے شروع کر کے درگا تک ہر ایک دیوتا کا نام دبجہ بدرجہ لیکر ارگھ وغیرہ چڑھانے کے بعد لوازمہ آرایش اور خوشبودار چیزین اور پھول چڑھاوے اور گوگل جلاوے اور چراغ روشن کرے اور پھر پرشاد پیش کرے اور مثل دھرم کے اندر اور اَور دیوتاؤن کے نام پر خوشبودار چیزین وغیرہ حسب تصریح مذکور نذر کیجائین۔ ترازو کی پوجا کے واسطے خوشبودار چیزین

[1] ارگھ سے یہ مراد ہے کہ پتے مین چانول اور رُشا گھاس تر کر کے سنکھ یا اُسی صورت کے کسی ظرف مین رکھے۔

[2] قول تپاحہا سنقولٔ داے تتو۔

[3] شہد اور دہی اور مکھن ملا کر دھات کے برتن مین رکھا جاتا ہے اور اُسکو مدھوپارگ کہتے ہین۔

اور پھول سُرخ رنگ کے ہونے چاہئین چنانچہ اِس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "پہلے ترازو کی پوجا سُرخ پھولون اور ہارون سے کرکے دہی اور کھیلین وغیرہ چڑھائی جائین اور پھر اَور دیوتاؤن کی پوجا کیجاے"۔ چونکہ اندرا اور اَور دیوتاؤن کے باب مین کچھ تخصیص رنگ کی نہین کی گئی لہذا اُنکی پرستش مین ہر رنگ کے پھول استعمال مین لائے جا سکتے ہین یعنی سُرخ یا اَور کسی طرح کے پھول جو بہم ہوسکین۔ حکم مذکورۂ بالا پرستش کے باب مین ہے۔

ذکر صفات اُس حاکم اعلیٰ کا جسکے اہتمام سے یہ رسوم ادا ہون۔

۱۸۔ مراسم مذکور الصدر حاکم اعلیٰ کے اہتمام سے ادا کی جائین چنانچہ اِس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "وہ حاکم اعلیٰ کو حسب طریقۂ معینہ کے جملہ دیوتاؤن کی پرستش کرنی چاہیے اور صفات اُسکی ذیل مین لکھی جاتی ہین کہ وہ برہمن ہو اور بید اور بیدانگ اور عقائد مذہب سے جیسا کہ سرتی مین حکم ہے ماہر اور سلیم اور حلیم الطبع اور راستی شعار اور طاہر اور لئیق اور نیک کردار اور فیاض ہو اور اُسکو لازم ہے کہ بَرَت رکھے اور کُلی کرے اور لباس پاک پہنکر رسوم مذکور ادا کرے"۔ ملہ

گایتری کا منتر پڑھنا چاہیے۔

۱۹۔ ترازو کے چارون طرف رتک یعنی پروہت بیٹھکر ہوم کرین اور ہوم مین لوکک اگن ۲ یعنی اُس آگ سے جو روزمرہ کام مین آتی ہے کیا جاے

ملہ قول پتامہا منقولہ داے تتو۔

۲ رادھاکنت دب نے اپنی سنسکرت کی فرہنگ مین یہ لکھا ہے کہ اگن دھرم کی زوجہ بسو سے پیدا ہوا اُسنے سواہا سے بیاہ کیا اور اُس سے پاوک اور پوَمان اور سوچ پیدا ہوے چھٹے من وَنتر مین اگن کی زوجہ بسو دھارا سے دروینک وغیرہ پیدا ہوے اور ۴۵ اگن دروینک اور اگن کی اور بیبیون کے صلب سے پیدا ہوے اور اگن تعداد مین ۴۹ ہین خاص مراسم مذہب کے انصرام مین اگن کی ستایش ونیایش مختلف نامون سے کیجاتی ہے مثلاً جو ہوم کہ در باب امور دنیوی یعنی نقل مکان نو تعمیر وغیرہ رسوم کے وقت کیا جاے اُسکو پاوک کہتے ہین اور علی ہذا القیاس۔

چنانچہ اِس باب مین یہ بیان ہے کہ "جو لوگ بید سے واقف ہون تمازو کے چارون طرف ہوم کرین اور ہوم مین آجھ یعنی گھی اور ہابس یعنی کھیر اور سمد یعنی چھوٹی چھوٹی شاخین بعض قسم کے درختون کی جلائی جائین۔ ہوم کے وقت وہ منتر پڑھا جاے جسکے شروع مین لفظ ساوتری اور پراتے اور اخیر مین سواہا ہے ساوتری اور گایتری کہکر پھر وہ گایتری پڑھے جسکے شروع مین پراستے اور اخیر مین سواہا ہے اور ایک سو آٹھ دفعہ آجھ یعنی گھی اور چرو یعنی کھیر اور سمد ہوم مین چڑھائے۱؎" اِس قول کے یہی معنی ہین۔

منتر پڑھکر الزام کا کاغذ پر لکھا اور ملزم کے سر پر رکھا جاوے

۲۰- بعد اختتام پرستش دیوتاؤن کے جسکا اخیر عمل ہوم ہے ایک کاغذ باندراج الزام اُس شخص کے مرتب کیا جاے جسکی نسبت تصدیق غیبی کا عمل وقوع مین آنے والا ہو اور کاغذ مذکور ملزم کے سر پر رکھا جاے اور اُسوقت ایک منتر پڑھا جاے چنانچہ اِس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ "جس امر کا الزام ملزم کی نسبت کیا گیا ہو وہ منتر پڑھکر ایک کاغذ پر تحریر ہو اور کاغذ ملزم کے سر پر رکھا جاے" ۲؎ اور وہ منتر یہ ہے کہ "اے سورج اور چاند اور ہوا اور آگ اور آسمان اور زمین اور پانی اور دل اور دن اور رات اور صبح وشام کی شفق انسان کے افعال سے واقف ہو" ۳؎

رسوم مذکور الصدر جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین۔

۲۱- یہ کل رسوم جنکے شروع مین دھرم کی ستایش ونیایش کرنی اور اخیر مین ملزم کے سر پر نوشتۂ الزام رکھنے کا حکم ہے جملہ قسم کے عملیات تصدیق غیبی سے متعلق ہین چنانچہ اِس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے "یہ کل رسوم تصدیق غیبی کے جملہ طریقون کی نسبت عمل مین آئین اور دیوتاؤن کی ستایش ونیایش بھی اسیطور پر کیجاے"۴؎

۱؎ واے تتو۔

۲؎ ایضاً

۳؎ ایضاً

۴؎ ایضاً

۲۲- بعد ادا کرنے مراسم مذکورۂ بالا کے حاکم اعلی کو چاہیے کہ عمل مندرجۂ ذیل پڑھکر ترازو کی ستایش ونیایش کرے یعنی "جو شخص منتر جانتا ہو اُسکو چاہیے کہ بموجب طریقۂ معینہ کے ترازو کی طرف مخاطب ہو کر عمل پڑھے"۔ مفہوم اِس عبارت کا کہ "جو شخص منتر جانتا ہو" یہ ہے کہ منتر کے مدعا سے واقفیت رکھتا ہو اور وہ منتر یہ ہے کہ "اے ترازو تجکو برہمانے واسطے انکشاف حقیقت بدکارون کے پیدا کیا اور تجکو دھٹ اسواسطے کہا کہ دھا کے معنی یہ ہین کہ تو دھرم کی مورت ہے اور ٹا کا مفہوم یہ ہے کہ تو بدکارون کی پکڑنے والی ہے اور اُنکے افعال کو منکشف کرتی ہے۔ تو ہی صرف اُن حالات کو جانتی ہے جنکو فانی مخلوق نہین جان سکتی۔ یہ شخص اپنے تئین اِس اتہام سے بری کیا چاہتا ہے جسمین وہ متہم ہے اور تو ہی بوجہ اپنی نیک نہادی کے اُسکو اِس مشکل سے نجات دینے کی مجاز ہے"۔ ؎۲

عمل جو حاکم اعلی کو پڑھنا چاہیے۔

۲۳- جس شخص کی صداقت امتحان پیش ہو اُسکو چاہیے کہ جو عمل سابق مین لکھا گیا ہے اُسکو ترازو کی طرف مخاطب ہو کر پڑھے ؎۳ اور بعد اسکے حاکم اعلی کو چاہیے کہ شخص مذکور کے سر پہ کاغذ الزام رکھکر اُسکو بموجب اُسی طریقہ کے کہ جسطور پر وہ پہلے ترازو مین بٹھایا گیا تھا پھر بٹھادے چنانچہ اِس باب مین یہ کہا گیا ہے کہ "جس شخص کے سر پر الزام تحریری رکھا جائے اُسکو ترازو مین پھر بٹھانا چاہیے"۔

جس شخص کی نسبت تصدیق غیبی کا عمل ہونیوالا ہو اسکو بھی چاہیے کہ قبل تولنے کے ترازو کی ستایش ونیایش کرے۔

۲۴- شخص مذکور پلڑے مین بٹھائے جانے کے بعد کامل پانچ بناری تک اُسمین رہے اور واسطے شمار اِس مدت کے علم ہیئت کے عالم مامور کیے جائین چنانچہ اِس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ "جو برہمن کہ علم ہیئت مین خوب دخل رکھتے ہین شمار وقت کے واسطے نامزد کیے جائین اور وے مدت امتحان یعنی پانچ بناری کا حساب کرین"۔ ؎۵ جتنے عرصہ مین

تولنے کی مدت۔

؎۱ داسے تو۔

؎۲ داسے تو اور بیرتر ادوداسے۔

؎۳ دفعہ اول اِس فصل کی معائنہ کیجائے۔

؎۴ داسے تو و بیرتر ادوداسے۔

؎۵ داسے تو۔

ایسے دس حرف کہے جائین جنکا تلفظ بثقالت ادا ہو اُس عرصہ کو پران کہتے ہین
اور چھ پران کو ایک بناری کہتے ہین چنانچہ اِس باب مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ
"جسقدر عرصہ مین کہ دس ثقیل المخرج حروف کہے جائین وہ پران کہلاتا ہے اور
چھ پران کی ایک بناری ہوتی ہے"۔ [1] ساٹھ بناری کا ایک گھڑی ہوتا ہے اور
ساٹھ گھڑی کا ایک دن رات اور تیس دن کا ایک مہینا۔

واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی کے کسطرح کے شخص مقرر کیے جائین۔

۲۵- راجہ کو چاہیے کہ ظاہر شخصون کو مدت مذکور مین واسطے تنقیح جرم یا بیگناہی
ملزم کے تجویز کرے اور وے اُسکے گنہگار یا بیگناہ ہونے کی نسبت راے دین چنانچہ
اِس باب مین پتا مہا نے یہ لکھا ہے کہ برہمن گواہی کے واسطے نہایت موزون ہین
اور جو برہمن کہ سچ بولین اور مقدمہ کی اصل حقیقت بیان کرین اور عالم اور طاہر
اور لا طمع ہون راجہ کی طرف سے اداے شہادت کے واسطے مقرر کیے جائین اور
اُنکو چاہیے کہ راجہ کے روبرو ملزم کی گنہگاری یا بیگناہی کی کیفیت بیان کرین"۔ [2]

قاعدہ درباب تنقیح امر مذکور کے۔

۲۶- قاعدہ درباب تنقیح گنہگاری یا بیگناہی کے اسطور پر بیان کیا گیا ہے کہ
کہ "اگر وہ شخص جو تولا جاے اوپر کی طرف اُٹھ جاے تو بیگناہی اُسکی بلا شک
ثابت ہے اور اگر دونون پلڑے مساوی ہو جاوین یا ملزم کا پلڑا نیچا ہو جاے تو

استثناء۔

وہ گنہگار ہے"۔ [3] اِس قاعدہ کی نسبت پتا مہا کے قول مین استثناء واقع ہوا ہے
کہ "جرم خفیفہ مین ترازو کے پلڑے مساوی ہو جاتے ہین اور جرم سنگین کی صورت
مین شخص ملزم نیچا ہو جاتا ہے"۔ [4]

استثناء کی تصریح۔

۲۷- حاصل اِس قول کا یہ ہے کہ اگرچہ اِس طریقہ پر عمل کرنے سے یہ متحقق

---

[1] داے تتو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

[4] ایضاً۔

نہین ہوسکتا کہ جس امر کی بابت الزام قائم ہوا ہے وہ خفیف ہے یا سنگین لیکن اگر جرم صرف ایک ہی مرتبہ اور بلا عمد سرزد ہو تو ایسی صورت مین وہ خفیف متصور ہوگا اور اگر بتکرار اور عمداً صادر ہو تو ایسی حالت مین اُسے سنگین کہتے ہین اور بلحاظ اسی صورت کے قاعدہ درباب جرمانہ اور سزا جرم خفیف اور سنگین کے شخص ہوسکتا ہے۔

جرم کی تنقیح کا ادا ثبوت۔

۲۸-جس صورت مین کہ کچھ یا مثل اُسکے کوئی اور شے بلا کسی سبب کے جو بین اور قابل احساس ہو شق ہو جاے یا ٹوٹ جاے تو اثبات جرم لازم آتا ہے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ ''اگر کچھ ٹوٹ جاے یا ڈنڈے اور پلڑے شکستہ ہو جائین یا رکٹ یا رسیان یا آچھ ٹوٹ جاے تو مجرم پر جرم ثابت ہوتا ہے''[1]

قول متذکرہ بالا کے الفاظ کی شرح۔

۲۹-کچھ رسی کی کانٹھ کو کہتے ہین جو پلڑے کے نیچے ہو اور رکٹ اُن آنکڑون کو کہتے ہین جو مثل مینڈھے کے سینگ کے ڈنڈی کے ہر جانب لگے ہون اور اُن مین رسیان لگائی جائین اور آچھ سے ڈنڈی مراد ہے جو دو ستونون پر قائم کی گئی ہے اور جس سے پلڑے لٹکتے من اگر یہ چیزین کسی ظاہری سبب سے ٹوٹ جائین تو شخص ملزم کو مکرر ترازو مین بٹھانا چاہیے اس باب مین قول یہ ہے کہ ''اگر رسیان یا اور کوئی جزو ترازو کا ٹوٹ جاے یا شق ہو جاے تو ایسی حالت مین شخص ملزم مکرر بٹھایا جائیگا''[2]

ترازو کے ٹوٹنے کی ظاہری صورت۔

جن شخصون سے کہ ادائی رسوم کا اہتمام متعلق ہو اُنکے حقوق کا ذکر۔

۳۰-بعد اِن مراسم کے راجہ کو چاہیے کہ رتک اور پروہت اور اچارج کو جو اسطرح کی رسوم ادا کرائین اُنکا حق دے[3] ''جو راجہ ایسے کام کرے اُسکو نہایت خوشی و آسودگی اور بڑی شہرت حاصل ہوگی اور وہ مثل برھما کے

---

[1] دا ے تتو۔

[2] ایضاً۔

[3] ایضاً۔

ہوجائیگا۔ ؎

اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو اور آیندہ بھی کام مین آیسے تو ایسی صورت مین چند طرح کی احتیاط لازم ہے۔

۱۳۱۔ اگر راجہ کو یہ منظور ہو کہ ترازو حسب مذکورۂ بالا آیندہ کام آنے کے واسطے بحالت اصلی قائم رہے تو اُسکو چاہیے کہ ایک مکان جسمین دروازہ وغیرہ ہون وہان بنوا دے تاکہ کوئی اور اَور جانور اُس مین نہ جاسکین اور اِس باب مین یہ قول ہے کہ ؎ راجہ ایک بڑا اور اونچا اور سفید مکان ترازو کے واسطے تعمیر کرائے اور وہ ایسے مقام پر واقع ہو جہان کتون اور چنڈالون اور کتون سے محفوظ رہے اور مکان مذکور مین لوگ پال یعنی موکلان عالم ہرچہار طرف رہین اور اُنکی پرستش دن مین تین مرتبہ ہوا کرے اور اُنکو خوشبودار چیزین اور پھول اور صندل چڑھایا جاوے وہ مکان دروازہ دار بنوایا جاوے اور اُسمین تخم رکھے جائین اور نوکر حفاظت کے واسطے مقرر ہون اور وہان مٹی اور پانی اور آگ ہمیشہ موجود رہے اور تخم سے جو اور چانول وغیرہ مراد ہے۔ ترازو کے تصدیق غیبی کا ذکر اسطور پر کیا گیا ہے جیسا اوپر بیان ہوا۔

فصل تیسری

تصدیق غیبی کا طریقہ جو آگ سے متعلق ہے

ذکر اُن رسوم کا جو آگ کے طریقہ سے متعلق ہین

۱۔ ترازو کے طریقہ کے بعد آگ کا طریقہ ہے اب اُسکا ذکر کیا جاتا ہے ؎ "ملزم کو چاہیے کہ اپنے ہاتھون مین چانول ملکر سات پتے اشوتا کے رکھکر اُنکو اُسی قدر دھاگون سے باندھے" ؎ ذکر تصدیق غیبی کے آغاز مین قواعدم

؎ واے تتو۔

؎ قول جاگبلک منقولۂ واے تتو اور سیر مترادوا ے۔

منضبط ہوے ہین اور ترازو کے عمل کے واسطے قواعد خاص لکھے گئے ہین اور ان قواعد خاص کی ابتدا دھرم کی ستایش ونیایش اور انتہا ملزم کے سر پر الزام تحریری کا رکھنا ہے اور جو کچھ کہ اس محل پر بیان کیا جائیگا وہ بالخصوص آگ کے طریقہ سے متعلق ہے۔

تصریح قول متذکرۂ بالا۔ ۲۔ "چانول ملنے" سے یہ مراد ہے کہ ملزم اپنے ہاتھون کو چانول کے آٹے سے صاف کرے اور جن مقامات پر خال اور داغ اور مسے اور نشان زخم اور زخم وغیرہ ہون اُنپر مہاور یا اَور کسی شئے سے نشان کر دیا جاے چنانچہ نارد نے اس باب مین یہ قرار دیا ہے "کہ ہاتھ مین جس جگہ خراش وجراحت ہو اُسپر سیندور کا نشان کر دیا جاے" [۱] بعد اسکے ملزم کے کف دست پر سات پتے

دیگر رسوم کا ذکر۔ اشوتا کے رکھے جائین اور یہ امر اس قول سے کہ "ہتیلی کو اشوتا کے سات پتون سے جو آپس مین برابر ہون ڈھک دے" واضح ہے [۲]۔ بعد اسکے چاہیے کہ پتون کو ہاتھون کے ساتھ اُتنے ہی دھاگون سے باندھین جتنے اشوتا کے پتے ہون یعنی سات دھاگون سے۔ اور یہ ضرور ہے کہ یہ سات دھاگے سفید رنگ کے ہون چنانچہ یہ امر نارد کے قول سے واضح ہے اور وہ یہ ہے "کہ ملزم کے ہاتھون کو سات سفید رنگ کے دھاگون سے باندھین" [۳] بعد اسکے سات پتے سمی اور سات تنکے ہری دُوب کے اور کچے چانول دہی مین ملے ہوے اشوتا کے پتون پر رکھے جائین۔ چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "سات پتے پیپل اور سات پتے سمئی اور کچے چانول اور سات ہرے تنکے دُوب گھاس کے اور دہی سے ملے ہوے چانول رکھے" [۴] اور پھول بھی رکھے جائین کیونکہ یہ امر

[۱] واے تتو اور بیرمترادوائے۔

[۲] بیرمترادوائے۔

[۳] واے تتو اور بیرمترادوائے۔

[۴] واے تتو۔

پتامھا کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "ملزم کے ہاتھون پر سات پتے پیپل کے اور چانول اور پھول اور دہی رکھکر دھاگون سے [1] باندھین"۔

۳-اس قول کا یہ مضمون ہے کہ "جس شخص کے ہاتھون پر لوہے کا گرم دہکتا ہوا گولہ رکھا جاے اور اُسکے ہاتھون پر سات پتے آرکھ یعنی آگھ کے لپیٹے گئے ہون اور وہ شخص ساتوین دائرہ تک نہ جلے تو وہ بے جرم متصور ہوگا" [2] مفہوم اِس قول کا یہ ہے کہ اگر اشوتا کے پتے بہم نہو سکین تو آگھ کے پتے کام مین لائے جاوین۔ اور اشوتا کے پتون کو متبرک سمجھنا چاہیے کیونکہ پتامھا کے قول مین اُنکی عظمت بیان کی گئی ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "آگ پیپل کے درخت سے پیدا ہوتی ہے اور پیپل سب درختون سے متبرک ہے پس دانشمند کو چاہیے کہ پیپل کے پتے ہاتھون مین رکھے" [3]

اگر پیپل کے پتے بہم نہو سکین تو آگھ کے پتے لین۔

۴-اب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص کی نسبت آگ کا عمل بہ نظر تصدیق غیبی ہونے والا ہو اُسکو آگ کی ستایش و نیایش کسطور پر کرنی لازم ہے "اے پاک کرنے والی آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے۔ اے آگ تو مثل گواہ کے میری بے گناہی یا گنہگاری کی نسبت جو امر حق ہو بیان کر" [4] یہ جو عبارت واقع ہوئی ہے کہ "اے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر حاوی ہے" معنی اِسکے یہ ہین کہ تو جملہ مخلوقات کے اجسام مین عام اِس سے کہ وے بیضہ گزار یا شیرخوار یا حشرات الارض ہون یا اُنکی تولید حرارت و رطوبت ہو داخل ہے اور تیری موجودگی سے ہر ایک کی غذا تیار ہوتی ہے اور لفظ "پاک کرنے والی" سے یہ مراد ہے کہ تو صفائی حاصل کرنے کا وسیلہ ہے

جس شخص کی نسبت اِس طریقہ تصدیق غیبی کا عمل ہونیوالا ہو اُسکو کسطور پر ستایش و نیایش کرنی چاہیے

---

[1] واے تتو اور بیرمترا ودائے۔

[2] بیوہار میوکھ۔

[3] بیرمترا ودائے۔

[4] واے تتو اور بیرمترا ودائے۔

اے آگ تو مثال معصیت کی بے گناہی ثابت کرسکتی ہے تو مثل گواہ کے میری بیگناہی یا گنہگاری کی صداقت ظاہر کر۔ اور اصل سنسکرت مین جو عبارت پن پاپ آبھیو واقع ہوئی ہے یا اُس سے بیگناہی یا گنہگاری مراد ہے اور حاصل اسکا یہ ہے کہ شخص ملزم آگ کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہتا ہے کہ اے آگ تو میری مجرمیت یا غیر مجرمیت کی صداقت کر۔

ذکر اس امر کا کہ ملزم کو کس حیثیت سے کھڑا ہونا چاہیے

۵۔ لوہے کا گولہ تین مرتبہ گرم کیا جاوے اور ملزم کے سامنے دست پناہ سے پکڑ کر لایا جاوے اور وہ اُس دائرے مین جو پچھم کی طرف ہو پورب کی جانب رُخ کرکے کھڑا ہو پھر آگ کی طرف مخاطب ہوکر عمل پڑھے اور اِس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ وہ مصقل اور چمکدار لوہے کا گولہ تین مرتبہ اسقدر گرم کیا جاوے کہ سرخ ہو جاوے اور بعد اسکے ملزم راستی کی ذات خاص سے انکشاف حقیقت کا ملتجی ہو ١ـ

تصریح قول متذکرہ بالا

۶۔ قول متذکرۂ بالا کے یہ معنی ہین کہ بنظر صاف کرنے لوہے کے لازم ہے کہ گولہ تین مرتبہ آگ مین گرم پانی مین سرد کرین پھر اُسکو چمٹے سے پکڑکر نکالین اور وہ شخص جسکی نسبت تصدیق غیبی کا طریقہ وقوع مین آنے والا ہو وہ عمل پڑھے جسکا اوپر ذکر ہوا ہے اور راستی۔ کی ذات خاص سے ملتجی ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ راستی کی طرف ندا کرے۔

ذکر اُن رسوم کا جو حاکم اعلیٰ کو ادا کرنی چاہئین۔

۷۔ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اُس آگ کو جو روزمرہ کے کام مین آتی ہو دائرہ دان کے جنوبی گوشہ کی طرف گھی سے ہوم کرے اور ایکسو آٹھ مرتبہ عمل پڑھے۔ اگنی یادکی سواہا۔ چنانچہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ آگ کی تسکین کے واسطے حاکم اعلیٰ ہوم مین ایکسو آٹھ مرتبہ گھی چڑھاوے ٢ـ

ذکر شانتی و نمایش کا جو حاکم اعلیٰ کو کرنی چاہیے۔

۸۔ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ہوم کرے اور لوہے کے گولہ کو ہوم کی آگ مین

١ـ واے تتو۔

٢ـ بیوہار میوکھ اور بیرمترا ودائے۔

ڈالکر سرخ کرے اور رسوم مذکورہ بالا بجالاوے یعنی پہلے دہرم کی ستایش و نیایش اور اخیر مین ہوم کرے اور جب تیسرے مرتبہ گولہ گرم ہوجاے۔ اُسوقت اُس حرارت کی نسبت جو گولہ کے اندر ہو مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ ؁ اے آگ تو ہی چار بید ہے اور جملہ پرستشون کا مدار تجہہ پر ہے تو دیوتاؤن اور اُن اکابر کا جنکو دیوتاون کا رتبہ حاصل ہے مُنہ ہے اور تو جملہ مخلوقات پر حاوی ہے اور اسی وجہ سے نیک و بد جانتی ہے اور چونکہ تو گناہ سے پاک کرتی ہے اسی واسطے تو پاک کرنے والی موسوم ہے۔ اے پاک کرنے والی اپنا وجود دکھلا اور جرم کی صورت مین مشتعل اور بے گناہی کی حالت مین سرد ہو۔ اے آگ تو کل مخلوقات کی شاہد حال ہے۔ اے روحانیہ تو ہی وہ حال جانتی ہے جو اہل فنا نہین جانتے۔ یہ آدمی ایک اتہام مین ماخوذ ہے اور اپنی براءت چاہتا ہے پس تو ہی اِس قابل ہے کہ اُسکو اِس وقت سے بصورت جائز نجات دے ؁

حاشیہ: طول عرض اکیس انگشت سُرخ کیے ہوے گولہ کی جسکے ذریعہ سے تصدیق غیبی کا عمل کیا جاے۔

۹- علاوہ اسکے ؁ حاکم اعلیٰ اُس شخص کے ہاتھون پر جو متکلم ہوا ہو لوہے کا گولہ پچاس پل ؁ کا صاف اور دہکتا ہوا رکھے" ؁ اُس شخص سے وہ آدمی مراد ہے جو طریقہ تصدیق غیبی پر عمل کرنے والا ہو۔ شخص متکلم سے وہ آدمی مقصود ہے جسنے وہ عمل پڑھا ہو کہ ؁ تو اے آگ" الخ۔ پچاس پل سے مراد یہ ہے کہ وہ وزن مین پچاس پل ہو اور صاف سے یہ مقصود ہے کہ وہ مطلق کھردرا نہو اور سب طرف سے مدوّر اور مستقل ہو اور محیط اُسکا آٹھ انگل ؁ ہونا چاہیے چنانچہ یہ امر پتامہا کے قول سے واضح ہے اور وہ قول یہ ہے کہ ؁ ایسا ہموار

؁ وا سے تتو اور بر ستراوداے۔

؁ سونے یا چاندی کا سکہ جو وزن مین چار کارش کا ہو۔

؁ قول جاگیاولکہ منقولہ واے تتو۔

؁ انگل ایک انگشت کے عرض کو کہتے ہین اور ایک انگل آٹھ جو کا ہوتا ہے۔

اور مصقل گولہ بنایا جاوے جسکا محیط آٹھ انگل اور وزن پچاس پل ہو اور وہ آگ مین گرم کیا جاوے" ـــ اور دہکتے ہوے سے یہ مراد ہے کہ وہ مثل آگ کے ہو جاوے حاکم اعلی کو چاہیے کہ ملزم کے ہاتھون کو اشوتا کے پتے اور دہی اور دوب گھاس اور اور چیزون سے ڈھک کر انپر گرم گولہ رکھے۔

۱۰- بعد مراسم مذکورۂ بالا کے جو اوپر ہونا چاہیے اُسکا ذکر آیندہ کیا جاتا ہے "ملزم ہاتھون پر گولہ لینے کے بعد ٹھیک سات دائرون کے اوپر آہستہ آہستہ چلے" یعنی شخص مذکور کو چاہیے کہ لوہے کا دہکتا ہوا گولہ کف دست پر رکھکر سات دائرون کے بیچ مین بآہستگی دورہ کرے اور ٹھیک جو واقع ہوا ہے اُس سے واضح ہے کہ ہر دائرہ کے اندر قدم رکھے اور دائرون سے آگے پیچھے قدم نہ پڑین چنانچہ اس باب مین تتا بھاگا یہ قول ہے "کہ نہ ملزم دائرہ سے قدم زیادہ بڑھاوے اور نہ قدم پیچھے رکھے"

ملزم کو سات دائرون پر چلنا چاہیے۔

۱۱- اوپر بیان ہوا ہے کہ "ملزم ٹھیک سات دائرون کے اوپر آہستہ آہستہ چلے" اب یہ لکھا جاتا ہے کہ ہر دائرہ کسقدر اور دائرون کے بیچ مین کتنا فصل ہونا چاہیے دائرہ سولہ انگل کا ہونا چاہیے اور پہلا اور بیچ کا بھی دائرہ اسیقدر ہو" یعنی دائرہ پیمایش مین سولہ انگل ہو اور یہ جو تخصیص کی گئی ہے کہ ملزم سات دائرون پر پھرے اس سے مستنبط ہے کہ پہلے دائرہ سے آغاز رفتار ہوتا ہے اور علاوہ اسکے سات اور دائرہ بھی ناپ کے جسکا اوپر بیان ہوا ہے ہونے چاہیئین چنانچہ نارد کی تصریحات جو اس باب مین ہین اُنمین یہ لکھا ہے کہ دو دائرون کے بیچ مین بتیس انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اس حساب سے آٹھ دائرون مین دوسو چالیس انگل زمین پیمایش کے بموجب داخل ہوگی

دائرون کی مقدار

ملہ بیوہار میوکھ اور داے تتو اور بیرمترا ودا ے۔

ملہ قول جاگبلک منقولہ داے تتو۔

ملہ داے تتو۔

ملہ قول جاگبلک منقولہ بیرمترا ودا ے۔

ملہ بیرمترا ودا ے۔

توضیح قول مذکور بالا

۱۲- قول مذکورۂ بالا کی شرح یہ ہے کہ پہلا دائرہ جس سے آغاز رفتار ہوتا ہے صرف سولہ ۱۶ انگل ہے علاوہ بقیہ دائرون کے بیچ مین ایک دوسرے سے تبتیس ۳۲ انگل کا فصل ہے اِس حساب سے آٹھ دائرون کا فصل دو سو چالیس ۲۴۰ انگل ہوتا ہے اور لفظ انگل منجملہ جو اِس محل پر لفظ سنسکرت مین واقع ہوا ہے اُس سے پیمایش انگشتی مراد ہے اور ترکیب اس لفظ کی صرف و نحو سنسکرت کے قاعدہ پر مبنی ہے۔

بڑے دائرون کے اندر چھوٹے دائرے بنائے جاویں

۱۳- لیکن اِس عمل مین بعد بنانے پہلے دائرہ کے جو سولہ انگل ہو بقیہ سات دائرون یعنی قطعات زمین سے منجملہ جنکے ہر دائرہ یا قطعہ مع فصل مابین ایکدوسرے کے تبتیس ۳۲ انگل کا ہو فصل مذکور کی سطح چھوڑ دیجاے پھر اِن دائرون کے اندر جنمین سے ہر دائرہ سولہ انگل ہوگا اور سات دائرے بنائے جائین اور اِن اندرونی سات دائرون کی سطح اُس شخص کے پانوٴن کے برابر ہوگی جو اُنمین چلنے والا ہو چنانچہ اِس باب مین جاگبلک کا یہ قول ہے کہ "یہ دائرہ بقدر اُسکے پانوٴن کے بنایا جاے" [1]

دائرون کی تفصیل بموجب قول پتامہا کے۔

۱۴- پتامہا نے یہ لکھا ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ آٹھ دائرے بناوے اور بعد نوان۔ پہلا دائرہ اگن اور دوسرا برن اور تیسرا ہوا اور چوتھا جم اور پانچوان اندر اور چھٹا کبیر اور ساتوان سوم اور آٹھوان ساوت اور نوان کل دیوتاؤن کے نام سے منسوب ہوگا۔ یہ امر دانشمندون کی راے مین قرار پایا ہے۔ اور اُنھون نے یہ بیان کیا ہے کہ ایک دائرہ سے دوسرے دائرے تک تبتیس ۳۲ انگل کا فصل ہونا چاہیے اور اِس حساب سے آٹھ دائرون مین دو سو چھپن ۲۵۶ انگل زمین از روے پیمایش کے ہوتی ہے علاوہ اِن آٹھ دائرون کے ایک اور دائرہ بنایا جاے اور سطح اُسکی اُس شخص کے پانوٴن کے برابر ہونی چاہیے جو اُسپر چلے اور جیسا شاستر مین حکم ہے ہر دائرے کے اندر کشا گھاس بچھائی جاے [2] اِن قولون سے یہ واضح ہے کہ باستثناء نوین دائرے کے جو جملہ دیوتاؤن سے منسوب ہے اور جسکی ناپ کی نسبت

[1] قول جاگبلک منقولۂ بیوہار میوکھ اور داے تتو اور بیرمترودا ے۔

[2] بیوہار میوکھ و داے تتو و بیرمتراودا ے۔

کچھ تخصیص نہین کی گئی ہے آٹھ دائرون کی سطح مع اُس زمین کے جو اُنکے مابین بقدر سولہ انگل کے واقع ہے دوسو چھپن انگل ہوتی ہے لیکن چونکہ صرف سات دائرون پر چلنا ہوتا ہے لہذا پہلا دائرہ جسمین ملزم کھڑا ہوتا ہے اور نیز نوان دائرہ جسمین وہ گرم گولہ پھینکتا ہے شمار سے خارج ہے اور اِسی جہت سے اقوال متذکرہ بالا مین کچھ اختلاف متصور نہین ہے۔

اصطلاحات پیمایش کی تفصیل۔

۱۵- اُنگل یعنی انگشت کے عرض کی پیمایش اسطور پر ہے کہ آٹھ چھوٹے جَو کا ایک اُنگل ہوتا ہے اور بارہ اُنگل کا ایک تبست یعنی بالشت اور دو بالشت کا ایک ہست یعنی ہاتھ اور چار ہاتھ کا ایک ڈانڈ اور دو ہزار ڈانڈ کا ایک کوس اور آٹھ ہزار کوس کا ایک جوجن معنی اِسکے اِسی طور سمجھے جائین۔

اگر ہاتھ جلے تو ملزم مجرم متصور ہوگا۔

۱۶- اگر یہ سوال کیا جاے کہ بعد طے کرنے سات دائرون کے کیا ہوتا ہے تو جواب اُسکا یہ ہے کہ "اگر ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا گیا ہو اور وہ گرم گولہ لیکر چھوڑ دے اور ہاتھ اُسکا نہ جلے تو وہ بری ہوگا" یعنی ملزم کے ہاتھون مین چانول کا آٹا ملا جاے اور وہ آٹھوین دائرے مین کھڑا رہے اور دہکتے ہوے گولے کو نوین دائرہ مین پھینکدے اور دونون ہاتھ اُسکے نہ جلین تو وہ قابل براءت ہے اور اگر اُسکے ہاتھ جل جائین تو وہ مجرم ہے یہی امر صحیح ہے۔

اگر ملزم کا کوئی اَور مقام جل جاے تو وہ مجرم نہوگا۔

۱۷- اگر ملزم پر خوف سے لرزہ طاری ہو اور اِس کیفیت مین سواے ہاتھون کے اور کوئی مقام جلجاے تو وہ ایسی صورت مین مجرم نہین ہے چنانچہ اِس باب مین کاتیائن نے یہ لکھا ہے کہ "اگر شخص ملزم بخوف کانپنے لگے اور اِس حالت مین سواے مقام خاص کے کوئی اور جگہ جلجاے تو دیوتاؤن کے نزدیک ایسے امر پر جلنے کا اطلاق نہوگا۔ اور ایسے شخص سے حاکم اعلیٰ تصدیق غیبی کا عمل دوبارہ کرائیگا اور اگر گولہ[1] راہ مین گرجاے یا کسی طرح کا شک واقع ہو تو بھی ملزم گولہ دوبارہ ہاتھ مین لیوے"[2]

---

[1] داے تو۔
[2] قول جاگبلک منقولہ داے تو۔

۱۸- اگر شخص ملزم سے بحالت رفتار بین راہ مین یا آٹھوین دائرہ سے گولہ اسطرف گرجاے یا جلنے اور نہ جلنے کے باب مین شک ہو تو ایسی حالت مین ملزم گولہ دوبارہ ہاتھ مین لے۔ جو کچھ کہ اِس محل پر بیان ہوا وہی استنباط معنی ہے۔

اعادہ رسوم مذکورۂ بالا

۱۹- اِس مقام پر رسوم کا اعادہ بطور مختصر کیا جاتا ہے۔ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ دو روز قبل روز عمل کے بھوت شُدھی سے فراغ حاصل کرے اور ایک روز پہلے بموجب طریقہ معینہ شاستر کے دائرہ بناوے بعد ازان اُن چھوٹے دیوتاؤن کی پرستش کرے جنسے ہر دائرہ منسوب ہوا اور پھر آگ روشن کرکے شانتی ہوم یعنی وہ عمل کرے جس سے تسکین حرارت ہو۔ بعد اسکے لوہے کے گولے کو آگ مین رکھکر دھرم کی ستایش و پرستش اور جملہ دیوتاؤن کی پرستش وغیرہ کرکے اخیر مین ہوم کرے اور جس شخص سے تصدیق غیبی کا عمل کرانا منظور ہو اُسکے ہاتھون مین چانول کا آٹا لے اور اُس سے برت کرایا جاے اور اُسکو غسل کراکے گیلے کپڑے پہنے ہوے اُس دائرے مین کھڑا رکھے جو ٹھیک مغرب کی جانب ہے اور ایک کاغذ مین دفعات الزام تحریر کرکے اور ایسے منتر پڑھ کے جو اِس رسم کے واسطے مخصوص ہین کاغذ مذکور کو اُسکے سر سے باندھ دے بعدہ حاکم اعلیٰ آگ کو مشتعل کرکے اُسکی ستایش کرے اور لوہے کے دہکتے ہوے گولے کو دست پناہ سے پکڑ کر آگ سے باہر نکالے اور جب شخص ملزم آگکی پرستش کرچکے اُسوقت وہ گولہ اُسکے ہاتھون پر رکھا جاے۔ اگر ملزم ساتوان دائرہ سے گذر کے گولہ کو نوین دائرہ مین پھینکدے اور اُسکا ہاتھ نہ جلے تو وہ بیگناہ تصور کیا جائیگا آگ کے عمل سے یہی قاعدہ متعلق ہے۔

فصل چوتھی

تصدیق غیبی کا وہ طریقہ جو پانی سے متعلق ہے

ذکر اُن رسوم کا جو اِس طریقہ سے متعلق ہین۔

۱- اب اُس تصدیق غیبی کے طریقہ کا ذکر کیا جاتا ہے جو پانی کے ذریعہ سے

عمل مین آئے۔ ملزم کو چاہیے کہ یہ عمل پڑھے یعنی "اے برن تو امر حق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" بعد اسکے پانی مین جاکر اُس شخص کا زانو جسکا جسم پانی مین ناف تک ڈوبا ہو پکڑے ؎۱

توضیح قول متذکرہ بالا۔

۲۔ عمل پڑھنے کے باب مین جو عبارت اوپر درج ہوئی ہے اُسکا مفہوم یہ ہے کہ پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہے کہ "اے برن تو امر راست ظاہر کرتا کہ میری نجات ہو" بعد اسکے ملزم کو چاہیے کہ اُس شخص کا زانو پکڑکے پانی مین جاوے یعنی غوطہ لگاوے جو ناف تک عمیق پانی مین کھڑا ہو۔

بعد ادائے رسوم معینہ برن کی پرستش کیجاے۔

۳۔ برن کی پرستش کے بعد عمل مذکور الصدر پڑھنا چاہیے چنانچہ یہ امر اس قول سے واضح ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ طہارت کے بعد پہلے برن کی پوجا کرے اور خوشبودار چیزین اور پھولون کے ہار اور سرابھی یعنی اشیاء سطیبہ اور شہد اور دودھ اور گھی وغیرہ چڑھاوے" ؎۲ پہلے دھرم اور اَور دیوتاؤن کی ستایش و نیایش کیجاے اور پھر ہوم کرکے اور ملزم کے سر پر بذریعہ عمل معمولی کے الزام تحریری رکھکر برن کی پرستش کیجاے یہی قاعدہ عام تصدیق غیبی کے جملہ طریقون سے متعلق ہے۔

حاکم اعلیٰ کو کس طور نیایش کرنی چاہیے۔

؎۳ "اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے تیرا وجود ابتداے آفرینش سے ہے تو جملہ مخلوق ذی روح و غیر روح کا پاک کرنے والا ہے پس تجکو چاہیے کہ تو اپنی صفت اصلی درباب انکشاف نیکی اور بدی کے ظاہر کر" ؎۴ جب حاکم اعلیٰ پانی کی طرف مخاطب ہوکر عمل مذکور الصدر پڑھ چکے اُسوقت وہ شخص جس سے تصدیق غیبی کے طریقہ کا عمل کرایا جاے پانی کی طرف اسطرح ملتجی ہو کہ "اے برن تو امر حق کا انکشاف کرکے مجھے بری کر" ؎۵

ملزم کو کیا عمل پڑھنا چاہیے۔

؎۱ قول جاگبلک منقولہ داے تتو او ربیاوتندیو لیکن بیوہار میوکھ مین بطور قول بیاس کے لکھا ہے۔

؎۲ قول نارد منقولہ داے تتو او ربیاوتندیو اور بیوہار میوکھ۔

؎۳ قول پتامہا منقولہ داے تتو او ربیاوتندیو۔

؎۴ اِس فصل کی دفعہ ۱ معائنہ کیجاے۔

تفصیل اُن مقامات آبی کی جو اِس عمل کے لیے موضوع ہیں

۵- نارد نے اُن مقامات آبی کی تفصیل بیان کی ہے جو اِس عمل کے لیے موضوع ہین وے یہ عمل ندی یا سمندر یا بحیرہ یا تالاب یا چشمۂ کوہی یا آبگیر یا چشمہ کے اندر کیا جائے'' اور پتاماہا نے اِس باب مین یہ قاعدہ قرار دیا ہے کہ وہ ملزم ایسے پانی مین غوطہ لگائے جو ٹھہرا ہوا ہو اور نہ بہت عمیق ہو نہ کم گہرا اور اُس مقام پر گھاس اور اشجار آبی اور جونکین اور مچھلیان نہون اور حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ تصدیق غیبی کا عمل اُس پانی سے کرائے جو کوہی چشمون مین جمع ہو نہ خزانۂ آب اور نہ اُس دریا مین جسکا پانی تیزی کے ساتھ روان ہو بلکہ یہ عمل ایسے پانی مین کیا جائے جسمین کیچڑ اور تموج نہو''[1]

لفظ خزانۂ آب کے معنی-

۶- لفظ خزانۂ آب سے یہ مراد ہے کہ کسی تالاب یا چشمہ وغیرہ سے پانی تانبے یا کسی اَور شے کے حوض مین لایا جائے-

جو شخص پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک ستون جو بنی ہاتھ مین رکھے-

۷- جو شخص ناف تک پانی مین کھڑا رہے اُسکو چاہیے کہ ایک دھرم استون یعنی ستون متبرک ہاتھ مین رکھے اور رُخ اپنا پورب کی طرف کرے اور وہ ستون ایسے درخت کی لکڑی سے بنایا جائے جو امور پرستش کے واسطے موضوع ہو چنانچہ یہ امر اِس قول سے ظاہر ہے کہ وہ ستون متبرک ہاتھ مین رکھکر اور پورب کی جانب رُخ کرکے پانی مین کھڑا رہے''[2]

بیگناہی کے دریافت کرنے کا طریقہ-

۸- یہ سوال کیا گیا ہے کہ بعد اِسکے کیا کرنا چاہیے جواب اِسکا یہ ہے کہ وہ غوطہ مارنے کے وقت ایک تیر کمان سے سر کیا جائے اور اُسکے اُٹھانے کے واسطے ایک پیک تیز رفتار دوڑے اور تا واپس آنے پیک کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل براءت ہوگا''[3]

تصریح-

۹- جسوقت ملزم پانی مین غوطہ مارے اُسوقت ایک قوی شخص کمان سے تیر سر کرے اور دوسرا شخص جو تیز رفتار ہو اُس مقام پر جاوے جہان تیر گرے

[1] بجادتندیو-

[2] داے تتو-

[3] بیوہار میوکھ-

اور اُس تیر کو اُٹھا لاوے اور اگر اُٹھا لانے کے عرصہ تک وہ شخص ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا پاوے تو ملزم مستحق رہائی ہوگا۔

ذکر ایک اور طریقہ کا

۱۰- اِس باب مین یہ طریقہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بعد سر ہونے تیرون کے ایک قوی اور تیز رفتار شخص اُس مقام پر جہان دوسرا تیر گرا ہو جاوے اور تیر کو اُٹھا کر اُسی جگہ کھڑا رہے سوا اُس شخص کے ایک اور تیز رفتار و مضبوط آدمی اُس لکڑی کے پاس کھڑا رہے جو نشان کے واسطے قائم کیجاے اور جہان سے تیر سر ہوا اور جب یہ دونون شخص اپنی اپنی جگہ پر قائم ہو جائین اُسوقت ایک تیسرا شخص اشارۃً تالی بجاوے اور بفور اِس اشارہ کے وہ شخص جس سے اِس طریقۂ تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے پانی مین غوطہ لگائے اور اُسی وقت وہ شخص جو نشان کی لکڑی کے پاس کھڑا ہو اُس مقام پر بھاگ کے جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہو اور جب وہ وہان پہونچ جاے تو دوسرا شخص جسنے ابتداء تیر اُٹھایا تھا نشان کی لکڑی پاس آجاے اور اگر شخص موخرالذکر اُس مقام پر پہونچکر ملزم کو پانی مین ڈوبا ہوا نپاوے تو ملزم قصوروار قرار دیا جائیگا چنانچہ پتامہانے اِس امر کو بصراحت بیان کیا ہے۔

ذکر اس طریقہ کا بقول پتامہا کے۔

۱۱- "یہ ضرور ہے کہ جسوقت ملزم پانی مین غوطہ لگائے معاً ایک بیک تیز رفتار بھی دوڑے یعنی شخص مذکور اُس مقام سے جہان کہ نشان کی لکڑی نصب کیگئی ہو ہدف تیر تک جاوے بعد اُسکے دوسرا بیک تعجیل کے ساتھ دوسرا تیر لے آوے یعنی دوسرا شخص اُس جگہ سے جہان نشان کی لکڑی قائم ہو اُس مقام پر جاوے جہان شخص اول گیا ہو اور اگر شخص ثانی جو تیر اُٹھا لاوے واپس آنے تک ملزم کو پانی سے باہر نہ دیکھے بلکہ اُسمین بالکل غرق پاوے تو بیگناہی تسلیم کی جائے گی" ؎

؎ واسے تتو۔

پیک تیز رفتار کی تعریف۔

۱۲- ناردؔ نے پیک تیز رفتار کی یہ تعریف لکھی ہے کہ "پچاس تیز رفتار شخصون سے دو ایسے شخص جو نہایت سرعت کے ساتھ چلتے ہون تیر اُٹھانے کے واسطے مقرر کیے جائین" ؎۱

نشان کی لکڑی کی تعریف۔

۱۳- نشان کی لکڑی طول مین اُس شخص کے کان تک ہونی چاہیے جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاوے اور ہموار زمین پر متصل اُس مقام کے جہان شخص مذکور غوطہ لگائے نصب کیجائے چنانچہ اِس باب مین ناردؔ کا بیان یہ ہے کہ "پاک اور مسطح زمین پر نشان کی لکڑی جو طول مین ملزم کے کان تک ہو اُس پانی کے کنارہ قائم کیجاوے جسمین ملزم غوطہ لگانے والا ہو" ؎۲

ذکر کمان اور تیر کی پوجا کا۔

۱۴- حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ تین تیر اور بانس کی ایک کمان کی پہلے پوجا کرکے اُنکو تبرکاً سفید پھول وغیرہ چڑھاوے چنانچہ اِس باب مین پتامہا نے یہ کہا ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو لازم ہے کہ اول تیرون اور بانس کی کمان کی پوجا کرے گوگل اور پھول تبرکاً چڑھاوے بعد اسکے رسم ادا کرے یعنی تصدیق غیبی کے طریقہ پر عمل کراوے" ؎۳

کمان کے طول اور ہدف کے فاصلہ کا ذکر۔

۱۵- ناردؔ نے کمان کا طول اور ہدف کا فاصلہ اسطور پر بیان کیا ہے کہ "کرور دھن یعنی قوس مہیب کا طول سات اُنگل اور مدھم یعنی متوسط درجہ کی کمان کا چھ سو اور مند یعنی ادنی درجہ کی کمان کا پانچ سو انگل طول ہونا چاہیے اور کمان کے باب مین یہی قاعدہ قرار دیا گیا ہے ؎۴ ایسا شخص جو فن تیر اندازی مین طاق ہو ڈیڑھ سو ہاتھ کے فاصلہ پر نشانہ کا مقام بناوے اور متوسط درجہ کی کمان سے تین تیر چھوڑے اور اَور کسی قسم کی کمان کام مین نہ لاوے اور اگر تیر نشانہ کے مقام تک نہ پہونچین یا اُس سے تجاوز کرین تو تیر انداز کا قصور

؎۱ داے تتو اور بیوہار میوکھ۔

؎۲ داے تتو۔

؎۳ بیوہار میوکھ۔

؎۴ داے تتو باد تندیو۔ بیوہار میوکھ۔

متصور ہوگا"۔ ؎ یا لفظ شات جو اوپر واقع ہوا ہے اُس سے کرور دھن یعنی قوس مہیب کا طول ایکسو سات اُنگل مفہوم ہو سکتا ہے اور علیٰ ہذا القیاس الفاظ چھ تسو و پانچ سو کی بھی اسیطور پہ تاویل ہو سکتی ہے پس اِس حساب سے کرور دھن یعنی قوس مہیب کا طول چار ہاتھ اور گیارہ اُنگل اور مدھم یعنی کمان متوسط کا چار ہاتھ اور دش اُنگل اور رمند یعنی ادنیٰ درجہ کی کمان کا چار ہاتھ اور نو اُنگل ہوتا ہے۔

۱۶۔ تیر بانس کے بنائے جائین مگر اُنمین لوہے کی بھال نہو چنانچہ یہ امر اِس قول سے واضح ہے کہ "وہ عمل تصدیق غیبی کے واسطے ایسا تیر بنایا جاے جسمین آہنی سنان نہو اور ایسے بانس سے بنایا جاے جسمین گانٹھین نہون اور تیر انداز کو چاہیے کہ تیر کے سر کرنے مین اپنی تمام طاقت صرف کرے"۔ ؎ تیرون کے بنانے کی ترکیب۔

۱۷۔ جو شخص برت رکھے اور چھتری یا برہمن اور تیر اندازی مین مشاق ہو وہ تیر انداز مقرر کیا جاے اور یہ امر اِس قول سے ظاہر ہے کہ "وہ چھتری یا برہمن جو فن تیر اندازی کی مشق رکھتا ہو تیر انداز مقرر کیا جاے اور وہ رحیم اور سلیم الطبع ہو اور اُسنے برت رکھا ہو"۔ ؎ کیسا شخص تیر انداز مقرر کیا جاے۔

۱۸۔ منجملہ تین تیرون کے جو سر کیے جائین دوسرا تیر اُٹھایا جاے اور اِس باب مین قول یہ ہے کہ "وہ تین تیرون مین سے جو سر کیے جائین دوسرے تیر کو ایک قوی آدمی اُٹھائے ؎ وہ لیکن شرط یہ ہے کہ تیر اُس مقام سے اُٹھایا جاے جہان وہ گرا ہو نہ اُسکے اُچٹنے کی جگہ سے یعنی تیر کے گرنے کا مقام قابل لحاظ ہے نہ اُسکے اُچٹنے کا اور تیر کے اُچٹنے سے مراد یہ ہے کہ وہ ایک مقام سے دوسرے تک ٹکرا کر جاے"۔ ؎ دوسرا تیر اُس مقام سے اُٹھایا جاے جہان وہ گرا ہو۔

؎ قول پتامہا منقولہ داسے تتو لیکن بیاد تندیو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول نارد کے لکھا ہے۔
؎ قول کاتیائن منقولہ داسے تتو و بیاد تندیو و بیوہار میوکھ۔
؎ قول پتامہا منقولہ داسے تتو و بیوہار میوکھ۔
؎ داسے تتو۔
؎ داسے تتو۔

مقام اور زمانہ جو تیرون کے سر کرنے کے واسطے موزون نہین ہین

۱۹- تند ہوا چلنے کے وقت اور ناہموار زمین پر تیر نہ چلایا جاے چنانچہ اس باب مین پتامہا کا یہ قول ہے کہ "جب ہوا تند اور زمین ناہموار ہو اُسوقت دانشمند تیر نہ چھوڑے نہ ایسے مقامون پر جنمین درختون یا اور شے کے ہونے سے انسداد ہو یا زمین ناہموار ہو اور اُسپر گھاس اور سبزی اور بیلین اور کیچڑ یا پتھر نہون"[1]

اگر شخص ملزم اُس مقام سے جہان اُسنے غوطہ لگایا ہو سرک جاے تو وہ مجرم متصور ہوگا۔

۲۰- یہ جو قول اوپر واقع ہوا ہے کہ "تا واپس آنے پیک کے اگر ملزم پانی کے اندر ڈوبا رہے تو وہ قابل برائت ہوگا"[2] اسکا مقصود یہ ہے کہ جو شخص قبل واپس لائے جانے تیر کے اپنے جسم کو سطح آب پر نمودار کرے وہ مجرم تصور کیا جائیگا اور پتامہانے اُس شخص کو مجرم قرار دیا ہے جو غوطہ لگانے کے مقام سے سرک جاے چنانچہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ "اگر ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو یا اُس مقام سے جہان کہ اُسنے پہلے غوطہ لگایا ہو دوسری جگہ سرک جاے تو وہ کسی حالت مین بیگناہ نہین سمجھا جائیگا"[3]

یہ ضرور ہے کہ مجرم کے کان سطح آب پر نمودار نہون۔

۲۱- یہ جو عبارت اوپر تحریر ہوئی ہے کہ "ملزم کے جسم کا کوئی جزو بھی نمودار ہو" الخ مفہوم اِسکا یہ ہے کہ کان سے نیچے تک کوئی مقام اُسکے جسم کا پانی کے اوپر نمودار نہ ہو کیونکہ کان کا ذکر بالتخصیص کیا گیا ہے اور اِس باب مین یہ قول ہے کہ "اگر اُسوقت مین جبکہ ملزم پانی کے اندر رہو صرف اُسکا سر دکھائی دے مگر اُسکا کان اور ناک نمودار نہو تو ایسی صورت مین بیگناہی اُسکی تسلیم کرنی چاہیے"[4]

اعادہ قواعد مذکورۂ بالا کا۔

۲۲- جو قواعد کہ پانی کے طریقۂ تصدیق غیبی سے متعلق ہین اُنکا اعادہ اِس مقام پر کیا جاتا ہے یعنی جیساکہ اوپر مذکور ہوا ہے پہلے نشان کی لکڑی متصل اُس قسم کے مقام آبی کے نصب کیجاے جسکا بیان اوپر ہوا ہے پھر اُسقدر فاصلہ پر

[1] واسے تتو و بیاد تند یو۔

[2] اِس فصل کی دفعہ ۸ معائنہ کیجاے۔

[3] قول نارد ہے یعنی منقولۂ واسے تتو لیکن بیوہار میوکھ مین بطور قول پتامہ کے مندرج ہے۔

[4] واسے تتو لیکن بیاد تند یو اور بیوہار میوکھ مین بطور قول کاتیائن کے لکھا ہے۔

جسکی تصریح ہوچکی ہے ایک نشانہ قائم کیا جاے اسکے بعد نشان کی لکڑی کے قریب
تیر وکمان کی پوجا کیجاے۔ بعدہ برن سے پانی مین تصرف کرنے کی التجا کیجاے
اور اُسکی پوجا کر کے اخیر مین ہوم کیا جاے اور پھر دہرم اور اَور دیوتاؤن کی
پرستش کیجاے اور حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اُس شخص کے سر پر جس سے تصدیق غیبی کا
عمل کرایا جاے الزام تحریری باندھکر پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ۔
"اے پانی تو جملہ مخلوقات کی زیست کا باعث ہے" اِسکے بعد شخص مذکور پانی
کی طرف متوجہ ہوکر یہ منتر پڑھے کہ "اے برن امر حق ظاہر کر کے میری براءت
کر" بعد ازان اُس آدمی کی طرف جاوے جو ایک ستون کے سہارے سے
پانی مین ناف تک کھڑا ہو۔ پھر تین تیر سر کیے جائین اور ایک تیز رفتار پیک اُس
مقام پر جاوے جہان دوسرا تیر گرا ہو اور اُسکو اُٹھالے اور دوسرا آدمی نشان
کی لکڑی کے قریب کھڑا رہے تب حاکم اعلیٰ تین مرتبہ اشارۃً تالی بجاوے اور بمجرد
اِس اشارہ کے ملزم غوطہ لگاوے اور پیک دوڑے اور تیر لے آوے۔

فصل پانچوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو زہر سے متعلق ہے

اب وہ قاعدہ بیان کیا جاتا ہے جو زہر کے باب مین ہے اور شرح (ذکر ادا کرنے اِس طریقہ کے مراسم کا)
اُسکی یہ ہے کہ "تو اے زہر برہم سے پیدا ہوا ہے اور راستی کی صفت پر قادر
ہے مجکو اِس اتہام سے بری کر اور بذریعۂ اپنی صفائی کے میرے حق مین
آب حیات ہوجا" ¹ وہ ملزم کو چاہیے کہ عمل مذکور پڑھ کے سرگ یا ہیسل جہ
زہر کھائے اور اگر زہر بلا طاری ہونے علامات شدیدہ کے ہضم ہوجاے تو وہ

¹ قول جاگیلک منقولۂ بیرمترا ودائے اور وائے تو۔

اُسکی بیگناہی پر دال ہوگا"۔ [1]

توضیح قول متذکرہ بالا۔

۲- ملزم کو چاہیے کہ زہر کی جانب مخاطب ہوکر یہ عمل پڑھے کہ "تو اے زہر" الخ [2] بعد اسکے وہ زہر کھاوے جو کوہ ہمالہ پر پیدا یا ایک جانور کے سینگھ سے حاصل ہوتا ہے اور اگر وہ بلا لاحق ہونے زہر کی علامت شدید کے اسکو ہضم کر جاوے تو وہ بری متصور ہوگا۔ زہر کی علامات شدید طاری ہونے سے یہ مراد ہے کہ کُل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے چنانچہ اس باب مین یہ قول ہے کہ "زہر کی علامت شدید سے وہ حالت مراد ہے جبکہ کُل جسم کی کیفیت اصلی متغیر ہو جاوے"۔ [3]

زہر کی علامات شدید طاری ہونے کا ذکر۔

۳- نظام جسمانی سات اجزا سے مرکب ہے مثلاً پوست و خون و گوشت اور پانی اور ہڈی اور مغز اور نطفہ سے۔ زہر کی علامات شدید بھی سات قسم کی ہین چنانچہ کیفیت اُنکی بصراحت بشن منتر مین لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔ "اول شدید علامت زہر کی یہ ہے کہ جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جائین اور دوسری یہ کہ بدن پر عرق آوے اور مُنھ خشک ہو جاوے تیسری اور چوتھی یہ ہے کہ بدن کا اصلی رنگ متغیر ہو جاوے اور اُسپر لرزہ طاری ہو پانچوین سلب طاقت اور آواز مین خلل اور ہچکی آنا چھٹی ضیق تنفس اور اختلال حواس اور ساتوین مرگ"۔ [4]

ذکر مہادیو کی پرستش کا۔

۴- ایسی صورت مین مہادیو کی پرستش ضرور ہے چنانچہ اس باب مین نارد کا یہ قول ہے کہ "حاکم اعلیٰ برت رکھکر مہادیو کی پوجا کرے اور اُسکو گوگل اور اور چیزین بطریق نذر چڑھائے اور منتر پڑھے اور پھر دیوتاؤن اور برہمنون کے

[1] قول جاگبلک منقولہ بیرمترا ودائے اور دائے تتو۔

[2] دفعہ ا۔ معائنہ کیجائے۔

[3] بیرمترا ودائے۔

[4] بیرمترا ودائے ودائے تتو۔

روبرو زہر کے طریقے پر عمل کرائے"۔ [۱]

۵- حاکم اعلی کو چاہیے کہ برت رکھکر مہادیو کی پوجا کرے اور مہادیو کے سامنے زہر رکھے اور بعد اختتام اُسکی پرستش کے دھرم اور دیوتاؤن کی پوجا اور ہوم کرے اور ملزم کے سر پر بیان تحریری رکھکر زہر کی طرف اسطور پر مخاطب ہو کہ "اے زہر تجکو برہم نے واسطے گرفت بدنفسون کے بنایا ہے اپنی صفت اصلی گنہگارون کی نسبت ظاہر کر اور بیگناہ کے حق مین آب حیات ہو جا- اے زہر تو موت کی شکل ہے اور تجکو برہم نے پیدا کیا تو اِس آدمی کو الزام سے بری کر اور بذریعۂ اپنی صفت نیک کے اُسکے حق مین آب حیات ہو جا"۔ [۲] — حاکم اعلی کو کیا عمل پڑھنا چاہیے۔

۶- بعد پڑھنے عمل مذکور کے ملزم کو بٹھا کر اور شمال کی طرف رُخ کرا کے زہر کھلایا جاے چنانچہ اِس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ "حاکم اعلی کو چاہیے کہ باستقلال طبیعت اپنا رخ شمال یا مشرق کی طرف اور ملزم کا رخ شمال کی جانب کر کے برہمنون کے روبرو اُسے زہر دے"۔ [۳] — کسطور سے زہر دیا جاے۔

۷- ہٹ سنابہ اور اِسی قسم کے زہر ایسی صورت مین دینے کے قابل ہین چنانچہ پتامہا کا یہ قول ہے کہ "سرنگ یا ہٹ سنابہ یا ہج دیا جاے"۔ [۴] — ذکر اُن زہرون کا جو اِس طریقہ کے واسطے مناسب ہین۔

۸- اُس قسم کے زہرون کا بھی ذکر کیا گیا ہے جو استعمال کے قابل نہین ہین شلاً یہ لکھا ہے کہ "مصنوعی اور بوسیدہ اور نباتی زہر نہ دیا جاے"۔ [۵] اور نارد نے بھی اِس باب مین یہ لکھا ہے کہ "احتیاط رہے کہ زہر بریان اور زہر کا جوہر نہ دیا جاے نہ ایسی شے جسکو زہر کا دھوان دیا گیا ہو یا جسمین زہر کی آمیزش ہو اور نہ زہر حیوانی اور نہ وہ زہر جو کہ وتلخ وغیرہ مین رکھکر — کس قسم کے زہرون کا استعمال ممنوع ہے۔

---

[۱] بباد تندیو وداے تتو۔
[۲] قول پتامہا منقولۂ بیرمترا وواسئے وبباد تندیو۔
[۳] بیرمترا وواسئے وواسے تتو۔
[۴] ایضاً۔
[۵] ایضاً۔

بنایا جاوے"۔ ؎۱

ذکر اُس وقت کا جو زہر کے عمل کے واسطے مناسب ہے۔

۹- زہر دینے کے وقت نارد نے اسطور پر بیان کیا ہے کہ "وہ زہر حسب مقدار مذکورۂ بالا وزن کرکے سرد موسم مین دیا جاوے اور جو شخص شاستر سے واقف ہو اُسکو چاہیے کہ دوپہر کے بعد یا علی الصباح یا سرِ شام یا دوپہر کے وقت نہ دے"۔ ؎۲

مقدار زہر کھلانے کی موسمون کے بموجب مختلف ہے۔

۱۰- دیگر موسمون مین مقدار متذکرۂ بالا سے کم زہر دینا چاہیے چنانچہ اِس باب مین یہ قول ہے کہ برسات کے موسم مین چار جَو کے برابر اور گرمی کے موسم مین پانچ اور موسم سرما مین سات جَو کے برابر اور موسم خزان مین اُس سے کم دینا چاہیے لفظ "اُس سے کم" جو اِس جگہ واقع ہوا ہے اس سے چھ جو مراد ہے ؎۳

مقدار زہر کھلانے کے موسم مناسب ہین۔

۱۱- سردی کے موسم مین بھی شامل ہے جبکہ شبنم پڑتی ہو کیونکہ مرکب لفظ سروتی ہے جو سنسکرت مین اِس محل پر واقع ہوا ہے اُس سے دونون معنی مفہوم ہوتے ہین- جملہ طریقون تصدیق غیبی کے عمل کے لیے موسم بہار علی العموم مخصوص ہے لہذا اُسی موسم مین سات جَو کے برابر زہر گھی مین ملاکر کھلانا چاہیے چنانچہ اِس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ "وہ چھٹا حصہ ایک پل کا بیسوان حصہ نفی بیسوین حصہ مذکور کا آٹھوان حصہ زہر کا گھی کے ساتھ ملاکر اُس شخص کو دیا جاوے جس سے یہ عمل کرایا جاوے"۔ ؎۵

ذکر اوزان کا جس سے زہر کی مقدار دریافت کیجاوے۔

۱۲- ایک پل چار سورن کی برابر ہے- چھٹا حصہ پل کا مساوی ہے دس ماشہ اور دس جَو کے- تین جو کا ایک کرشنل ہوتا ہے اور پانچ کرشنل کا ایک ماشہ

؎۱ بیرمترا ودائے وداے تتو۔

؎۲ بیرمترا ودائے۔

؎۳ بیرمترا ودائے وداے تتو۔

؎۴ داے تتو۔

؎۵ بیرمترا ودائے اور داے تتو۔

اور ایک ماشہ برابر ہے پندرہ جو کے اور دس ماشے ڈیڑھ سو جو کے مساوی ہین اور دس ماشے اور دس جو برابر ہین ایک سَو ساٹھ جو کے اور یہی چھٹا حصہ ایک پل کا ہے اور اِس چھٹے حصہ ایک پل کا بیسوان حصہ آٹھ جو کے برابر ہے اُسمین سے اگر آٹھوان حصہ نکال ڈالین تو ایک جو کم ہو جائیگا اور یہ کمی برابر ہے اُس آٹھوین حصہ کے جو پل کے چھٹے حصہ کے بیسوین حصہ سے لیا جاے اور ما بقی مساوی ہے سات جو کے۔ اسقدر زہر گھی کے ساتھ مخلوط کر کے کھلایا جاے لیکن گھی کی مقدار زہر سے تیس۳۰ گُنی ہونی چاہیے۔

زہر گھی کے ساتھ مخلوط کیا جاے۔

۱۳- کاتیائن کا قول ہے کہ "وہ صبح کے وقت سرد جگہ مین زہر خوب باریک پیسکر تیس۳۰ گُنے گھی کے ساتھ مخلوط کر کے بلا تخصیص سب شخصون کو دینا چاہیے"[۱] معنی اسکے یہ ہین کہ زہر سے تیس۳۰ گُنا گھی ہو جسمین زہر مخلوط کیا جاے۔

سحر اور تریاق کی نسبت احتیاط کیجاے۔

۱۴- جس شخص پر یہ عمل کیا جاے اُسکی نگہبانی ضرور ہے تاکہ ساحر اور اَور ایسے اشخاص اُسکے پاس نہ آنے پاوین چنانچہ اِس باب مین یہ قول واقع ہوا ہے کہ وہ راجہ کو چاہیے کہ جس شخص پر یہ عمل کیا گیا ہو اُسکی نگہبانی کے واسطے تین۳ یا پانچ دن رات کے لیے اپنے آدمی مقرر کرے تاکہ اُسکی نسبت عملیات ساحری وغیرہ نہ کیے جائین اور اِس امر کی تحقیقات کر لے کہ شخص مذکور کے پاس کوئی دوا یا منتر یا بوٹی یا معدنی شے چھپی ہوئی نہو جو زہر کے لیے خاصیت تریاق رکھتی ہو"[۲] قول متذکرہ بالا پتامہا کا ہے۔

زہر کی صفات۔

۱۵- زہر کی آزمایش بھی کر لینی ضرور ہے۔ زہر ایسے چاہئین جو جوانون کے سینگون یا ہمالہ کے پہاڑ سے حاصل ہوے ہون اور وے اعلیٰ قسم کے ہون اور اُنکی بو اور رنگت اور نمی ایسی ہو جو عوام مین مشہور ہین اور جنکا دور ہونا

[۱] بیر ستراو دائے وواسے تتو۔

[۲] بیر ستراو دائے وواسے تتو۔

منتروں، کے ذریعہ سے ممکن نہو۔ ۱؎

زہر کے اثر کے واسطے زمانہ مقرر کیا گیا ہے

۱۶- زہر کھلانے کے بعد ایک خاص زمانہ تعین کیا گیا ہے یعنی اُسقدر عرصہ کا جسمین کہ ایک شخص پانچ سو مرتبہ تالی بجا سکے اِس عرصہ کے گذرنے کے بعد علاج کرنا چاہیے چنانچہ اِس باب مین نارد کا قول یہ ہے کہ ”جس شخص کو زہر دیا گیا ہے اگر اُسکے جسم مین اِس عرصہ تک جسمین پانسو مرتبہ تالی بجائی جاے کسی طرح کا تغیر واقع نہو تو اُسکو بری تصور کرنا چاہیے اور اُسکا علاج ضرور ہے۔ ۲؎

ایک عام کے بموجب زمانہ معینہ مذکورہ بالا سے زیادہ عرصہ تعیین کیا گیا ہے۔

۱۷- پیتامہ نے زیادہ عرصہ یعنی ایک دن مقرر کیا ہے لیکن تعلق اِسکا اُس صورت سے ہے جبکہ زہر مقدار مین کم کھلایا گیا ہو۔ اور اِس باب مین قول یہ ہے کہ ”زہر کھانے کے بعد اگر دن کے آخر وقت تک اُس شخص کو غش نہ آوے اور وہ قے نہ کرے اور اُسکی صورت متغیر نہو تو وہ بیگناہ تسلیم کیا جائیگا“ ۳؎

اعادہ۔

۱۸- حاکم اعلیٰ برت رکھکر اور مہادیو کی پوجا کرکے اور مہادیو کے سامنے زہر رکھکر اور دھرم اور اَور دیوتاؤن کی پرستش کرکے، اور جس شخص سے یہ عمل کرایا جاے اُسکے سر پر الزام تحریری رکھکر اور زہر کی نیایش کرکے اور اپنا رخ جنوب کی جانب کرکے شخص مذکور کو زہر کھلائے اور شخص مذکور زہر کی نیایش کرکے اُسے کھالے اِسی ترکیب کے مطابق یہ عمل کیا جاے۔ زہر کے طریقہ کا یہی قاعدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

فصل چھٹی

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو آب متبرک سے متعلق ہے

کسطرح سے اِس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے۔

۱- آب متبرک کے طریقہ کا اب ذکر کیا جاتا ہے ”حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ

۱؎ قول نارد منقولہ بیرمتر اودائے ودائے تتو۔

۲؎ بیرمترا ودائے ودائے تتو۔

۳؎ بیرمترا ودائے۔

ہیبت ناک دیوتاؤن کی پرستش کرکے منجملہ اُس پانی کے جسمین دیوتاؤن موصوف کو غسل کرایا ہو تین چلو پلوائے"[1]

٢- "وہ پرستش کرکے" یعنی خوشبودار چیزون اور پھولون وغیرہ سے پوجا کرکے "وہ ہیبت ناک دیوتا" یعنی درگا- اور آدت وغیرہ اِن دیوتاؤن کو نہلاوین اور پانی کو جمع کرین اور حاکم اعلیٰ پانی کی طرف مخاطب ہوکر یہ کہے کہ "وہ اے پانی تو جملہ مخلوقات کی جان ہے"[2] یہ کہکر اُس پانی مین سے تین چلو اُس شخص کو جس سے اِس طریقہ پر عمل کرایا جاے پلوائے اور ملزم اُس آب متبرک کو ایک اَور برتن مین لیکر یہ عمل پڑھے "وہ اے برن تو اپنی صداقت کے ذریعہ سے مجھے بری کر"[3] — تصریح قول متذکرۂ بالا

٣- اول ادا کرنا اُن رسوم کا چاہیے جنکا اور طریقون مین بیان ہوا ہے مثلاً دھرم اور اَور دیوتاؤن کی نمایش و پرستش اور ہوم کا کرنا اور الزام تحریری کا منتر کے ساتھ ملزم کے سر پہ رکھنا- — جن رسوم کا ذکر اَور طریقون کے ضمن مین ہوا ہے اُنکو اس محل پر بھی ادا کرنا چاہیے-

٤- اُن دیوتاؤن کے باب مین جنکو اِس طریقہ کے عمل مین غسل کرانا چاہیے اور نسبت موقع مناسب اور اُن اشخاص کے جو اداے مراسم کے لیے مجاز ہین پتامہا نے یہ قواعد لکھے ہین کہ "وہ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ملزم کو اُس دیوتا کا پانی پلوائے جسکا وہ خصوصاً معتقد ہو اور اگر وہ شخص کل دیوتاؤن کا بدرجۂ مساوی معتقد ہو تو اُسکو پانی پلایا جاے جسمین سورج کی مورت کو غسل دلایا ہو- چورون اور اُن شخصون کو جو سپاہی پیشہ ہون وہ پانی پلایا جاے جسمین درگا کو اشنان کرایا ہو لیکن برہمن کو کسی صورت مین وہ پانی نہ پلایا جاے جسمین بھاسکر یعنی سورج کو نہلایا ہو — خاص دیوتاؤن کی پرستش جو خاص اشخاص کے لیے مخصوص ہے-

[1] قول جاگباولک منقولۂ سمرتی چندریکا لیسکن بیرمترادوداے اور بیوادتندو مین بطور قول بشن کے مندرج ہے-
[2] یہ قول اوپر بھی لکھا گیا ہے-
[3] ایضاً-

دُرگا کی برچھی اور آدت یعنی سورج کی کرن یعنی منڈل کو پانی میں دھولینا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس اور دیوتاؤن کے اسلحہ کو بھی"[1] یہ قاعدہ دیوتاؤن کے باب مین ہے

ذکر اُن صورتون کا جنمین یہ عمل کیا جاے اور اُن شخصون کا جنسے یہ کرایا جاے۔

۵۔ صورت یقینی اور علی العموم شک کی صورتون مین آب متبرک دینا چاہیے اور باہم تصفیہ کرنے کی حالت مین تاکہ دل کا شبہہ رفع ہو جاے"وہ آب متبرک کے طریقہ پر صبح کے وقت برت رکھکر اور غسل کرکے گیلے کپڑے پہنے ہوے ایک دیندار شخص جو افعال بدکاری نہو عمل کرے"[2] "دیندار" سے وہ شخص مراد ہے جو خدا کے وجود کا قائل ہو۔

ذکر اُن شخصون کا جنسے یہ عمل نہ کرایا جاے۔

۶۔ جو شخص بدمست یا زانی یا افعال بد کا عادی یا فریبی یا دہریہ ہو اسکو کوئی عقلمند آب متبرک نہ دیگا۔ سخت مجرم اور بیدین اور احسان فراموش اور نامرد اور کم نسل اور ملحد کو بھی آب متبرک نہ دیا جاے اور نہ اُس شخص کو جسکی نسبت رسوم متبرکہ معمولی عمل مین نہ آئی ہون اور جسکا جنیو نہوا ہو اور نہ غلامون کو۔[3]

تصریح اُن لفظون کی جنسے غیر مجازیت ظاہر ہوتی ہے۔

۷۔ "سخت مجرم" سے وہ شخص مراد ہے جو جرم کبیرہ کا مرتکب ہو"بیدین" یعنی جو اپنی قوم یا گروہ کا مذہب نہ رکھتا ہو اور راتص ہو"کم نسل" یعنی وہ شخص جسکی مان شریف قوم کی ہو اور باپ ادنیٰ قوم کا۔ لفظ غلامون مین مچھلی والے وغیرہ بھی داخل ہین۔ یہ قاعدہ اُن شخصون کی نسبت ہے جو اِس طریقہ پر عمل کرنے کے مجاز نہین ہین۔

حاکم اعلیٰ کی خدمت منصبی کا ذکر۔

۸۔ نارد کے قول سے مفہوم ہوتا ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو گاے کے گوبر سے کنڈل یعنی دائرہ بنانا چاہیے اور جس شخص سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے اُسکا رخ مشرق کی جانب اور اُسے کنڈل کے اندر کھڑا کرکے آب متبرک دے" قول نارد اِس باب مین یہ ہے کہ "ملزم کو لاکر اور مشرق کی جانب اُسکا رُخ

---

[1] سمرتی چندریکا۔ بیادتندیو۔ بیرمترادوائے۔ داے تتو۔

[2] قول منقولہ بلم بھٹ۔

[3] قول نارد منقولہ داے تتو۔

اور کنڈل کے اندر کھڑا کر کے اُسے تین چلو پانی پلوائے“ ۱

۹-اگر یہ اعتراض کیا جاوے کہ ترازو سے زہر تک جتنے طریقے تصدیق غیبی کے ہین اُنکے عمل کے انجام مین گنہگاری اور بے گناہی کی تنقیح ہو جاتی ہے مگر ایسا نتیجہ آب متبرک کے عمل مین ظاہر نہین ہوتا تو اِسکے جواب مین یہ مرقوم ہے کہ ”جس شخص پر چودہ روز کے عرصہ مین خدا یا راجہ کی جانب سے کوئی مصیبت سخت نازل نہو بلا شک بیگناہ ہے“ ۲ ”جس شخص کی نسبت قبل منقضی ہونے چودہ دن کے کوئی مصیبت یا سخت تکلیف خدا یا راجہ کی طرف سے واقع نہو اُسکو گنہگار تصور کرنا نہ چاہیے اور نہ اُسکو جسپر خفیف تکلیف عائد ہوئی ہو کیونکہ جملہ مخلوق فانی پر تکلیفات خفیفہ عائد ہوتی رہتی ہین اور لفظ ”خدا کی طرف سے“ جو واقع ہوا ہے اُسکے معنی یہ ہین کہ صعوبت انسان کی جانب سے نہوئی ہو۔

اگر ملزم پر چودہ روز کے عرصہ مین کوئی مصیبت نازل نہو تو گنہگار نہین ہے۔

۱۰-اگر میعاد معینہ کے بعد کوئی مصیبت نازل ہو تو جرم کا اطلاق نہوگا چنانچہ اِس باب مین نارد کا یہ قول ہے ”کہ اگر شخص کو دو ہفتہ کے بعد کوئی بڑی مضرت پہونچے تو میعاد معینہ کے گذر جانے کے باعث سے اُسکو دانا لوگ ماخوذ جرم نہ تصور کرینگے“ ۳

اگر میعاد معینہ کے بعد مصیبت نازل ہو تو یہ امر گنہگاری کا وجہ ثبوت متصور نہوگا۔

۱۱-”چودہ روز کے اندر“ یہ میعاد سنگین صورتون سے متعلق ہے چنانچہ یہ امر اِس قول سے واضح ہے کہ ”جرائم سنگین مین انپر عمل کرانا چاہیے“ ۴ خفیف صورتون مین پتامہا نے یہ میعاد مقرر کی ہے ”خفیف صورتون مین جس آب متبرک پر عمل کرانا چاہیے“ میعاد معینہ یہ ہے ”جس کسی شخص کو تین یا سات شب یا بارہ روز یا دو ہفتہ کے عرصہ مین کوئی مضرت پہونچے اُسکو

مقدمات خفیفہ مین میعاد معینہ کم ہے۔

---

۱ قول نارد منقولہ بباد تندیو دواے تتو۔

۲ قول جاگبلک منقولہ بباد تندیو۔

۳ بباد تندیو اور بیرمترا و دائے وداے تتو۔

۴ داے تتو۔

مجرم تصور کرنا چاہیئے ٭ ۔

۱۲۔ امر نالش سنگین نہونے کی صورت مین اُسکی تین قسم کی گئی ہین اول قسم کی صورت مین تین شب اور دوسری مین سات شب اور تیسری مین بارہ دن کی میعاد مقرر کی گئی ہے ۔ تصدیق غیبی کا طریقہ جو آب متبرک سے متعلق ہے اُسکا اسطور پر بیان ہوا ہے جو اوپر مذکور ہوا ۔

کمی و بیشی خفت کے بموجب میعاد معینہ مختلف ہے ۔

فصل ساتوین

ذکر اس طریقہ تصدیق غیبی کا جو چانول چبوانے سے متعلق ہے

۱۔ جو کیشرنے پانچ بڑے طریقے تصدیق غیبی کے ترازو سے آب متبرک تک بیان کیے ہین جنکا اوپر ذکر ہوا لیکن جرائم خفیفہ کے لیے اور طریقہ تصدیق غیبی کے دیگر سمرتیون مین مندرج ہین ۔۔ پتا مہا کا یہ قول ہے کہ وہ چانول کے طریقہ کے عمل مین لانے کا جو حکم ہے اُسکا بیان مین کرونگا ۔ "چوری کے مقدمہ مین چانولون کے طریقہ پر عمل کرانا چاہیے نہ اور صورتون مین اور یہی امر متحقق ہے" ۔

چوری کے مقدمہ مین کس طریقہ پر عمل کرانا چاہیے ۔

۲۔ شالی ٭ قسم کے سفید چانولون کو استعمال مین لانا چاہیے نہ اور قسم کے ۔ ایک طاہر شخص چانولون کو اُس پانی کے ساتھ جس سے سورج دیوتا کی مورت کو اشنان کرایا ہو متی کے برتن مین دھوپ مین رکھکر ملا دے اور تمام شب اُس برتن کو اُس جگہ رہنے دے بعد ازان حاکم اعلی کو چاہیے کہ شخص ملزم کو جو مشرق کی جانب رُخ کرکے کھڑا ہو اور برت رکھکر

ذکر اُن رسوم کا جو اس طریقہ سے متعلق ہین ۔

٭ سمرتی چندریکا ۔ بیاد تندیو ۔ بیر متردوا دئے ۔ لیکن داسے تتو مین بطور قول جاگبلک منقول ہے ۔

٭ شالی علی العموم چانولون کو کہتے ہین خصوصاً اُن دو اقسام کے چانولون کو جو سفید اور سُرخ ہوتے ہین سفید عمیق پانی مین اور سُرخ صرف زمین مین پیدا ہوتے ہین ۔

اور غسل کرکے آیا ہو چانول چبوائے اور ایک پتے پر اُنکو تھکوا دے پتا پیپل کے درخت کا ہو نہ کسی اور درخت کا اور اگر ایسا پتا دستیاب نہو سکے تو بھوج پتر[1] استعمال مین لاوے۔

۲- وہ اگر چبے ہوے چانول سے خون لگا ہو اور ملزم کا مُنھہ اور حلق خشک ہو جاے اور اُسکا جسم کانپے تو اُسکو گنہگار تصوّر کرنا چاہیے[2]۔ حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ اُس شخص سے جسکے سر پہ الزام تحریری رکھا گیا ہو چانول چبوا کر تھکوا دے اِس طریقہ مین بھی دھرم کی ستایش و نیایش اور اَور رسوم کا ادا کرنا اِسی طور پر چاہیے جیسا کہ اوپر اور طریقون کے ضمن مین بیان ہوا ہے اور یہ قاعدہ تمام کُل طریقون تصدیق غیبی سے متعلق ہے۔

جملہ اور رسوم جو دیگر طریقون کے بیان مین مذکور ہوے ہین وہ اِس طریقہ مین بھی عمل کرنا چاہیے۔

فصل آٹھوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو گرم دھات سے متعلق ہے

۱- گرم دھات کے طریقۂ تصدیق غیبی کا بیان پتامہا نے اسطور پر لکھا ہے۔ وہ ایک گول پیالہ سونے یا چاندی یا تانبے یا مٹّی کا بنوا دے جسکا سولہ اُنگل محیط اور چار اُنگل عمق ہو[3]۔ سنسکرت مین جو اس محل پر لفظ منڈل مستعمل ہوا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ ظرف مدوّر ہو۔ وہ یہ برتن بیس پل گھی اور تیل سے بھرا جاے اور جب یہ بخوبی گرم ہو جاے تو اُسمین ایک ماشہ سونا ڈالدیا جاے بعد ازان ملزم کو چاہیے کہ انگوٹھے اور انگشت شہادت سے اُس سونے کو

کسطور سے اِس طریقہ پر عمل کرنا چاہیے

[1] یہ درخت اُن پہاڑون مین جہان برف پڑتی ہے پیدا ہوتا ہے۔

[2] سمرتی چندریکا بیاد تندیو۔ بیرمترا دوائے۔ داے تتو۔

[3] مصنفان سمرتی چندریکا اور بیاد تندیو اور بیرمترا دوائے اور داے تتو نے اِس قول کے معنی دوسرے طور پر لکھے ہین۔

بچرنی کا ثبوت۔

نکال لے جس شخص کے ہاتھ کا نہین اور اُنمین آبلہ نہ پڑے اور انگلیون کو کچھ ضرر نہ پہونچے وہ اپنی نیکی کے ذریعہ سے بری ہوجاتا ہے۔ؔ[1]

تصریح۔

۲- قول مذکورۂ بالا مین جو لفظ "نکال لے" آیا ہے اُس سے صرف برتن کے اٹھا لینے سے مراد ہے اُسکو اُٹھا کر ایک جانب پھینک دینا ضرور نہین ہے۔

اِس طریقہ کے عمل مین لانے کا بیان اور رسوم۔

۳- دوسرا طور یہ ہے کہ ایک برتن مین جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے یا مٹی کا ہوگا سے کا گھی رکھے اور ایک پاک شخص اُسکو گرم کرے اور ایک ٹکڑا دھات کا جو سونے یا چاندی یا تانبے یا لوہے کا ہو خوب صاف کرکے اور گھی سے ایک بار دھو کر اُسمین یعنی گھی مین جو خوب جوش مین ہو اور جسمین ناخن تک نہ ڈبویا جاسکے ڈالا جاے اور گھی کی آزمایش کے واسطے اُسمین ایک پتہ آگھ کا جو پرستش کے لیے پاک کیا گیا ہو ڈالے جب کہ اُسکے ڈالنے سے گھی مین آواز سن سناہٹ کی آنے لگے تب حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ گھی کی جانب مخاطب ہوکر اُسے متبرک کرنے کے لیے یہ منتر پڑھے "اے گھی تو رسوم پرستش کے واسطے نہایت پاک شے ہے۔ اے آگ تو گنہگارون کو بالتخصیص جلا دیتی ہے اور جو بیگناہ ہین اُنکے لیے سرد ہو جاتی ہے" حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ ملزم سے جو برت رکھکر اور غسل کرکے گیلے کپڑے پہنے ہو اُس دھات کو جو گھی مین ہے نکلوائے۔ بعد ازان مبصرون کو چاہیے کہ ملزم کی انگشت شہادت معائنہ کرین اور اگر اُسپر آبلہ نہ پڑا ہو تو وہ شخص بیگناہ ہے ورنہ مجرم ہے۔ؔ[2]

جملہ رسوم جو ان طریقون متعلق کا مین ادا کیجاتی ہین وے اس طریقہ مین بھی ادا کیجاتی ہین۔

۴- اِس طریقہ مین بھی دھرم کی نیایش اور اَور اسیطرح کی رسوم ادا کرنی ضرور ہین۔ اوپر جو منتر گھی کی نسبت لکھا گیا ہے اُسکو حاکم اعلیٰ پڑھے۔

---

[1] مصنفان سمرتی چندریکا اور ریاد تندیو اور بیر متر ادوادئے و داسے تتو نے اِس قول کے معنی دوسرے طور پر لکھے ہین۔

[2] سمرتی چندریکا۔ بیر متر اددا ادئے۔ واسے تتو۔

منتر جو لازم پڑھے۔ ۵- ''دو اے آگ تو جملہ مخلوقات کے اندر رہتی ہے'' ؎۱ یہ منتر وہ شخص پڑھے جس سے تصدیق غیبی کا عمل کرایا جاے۔

قول متذکرہ بالا کی تصریح۔ ۶- قول متذکرہ بالا مین جو یہ عبارت آئی ہے کہ ''انگشت شہادت معائنہ کیجائے'' اِس سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ اسی انگلی سے دھات نکال لیا جاے- یہ مختصر بیان گرم دھات کے طریقہ تصدیق غیبی کا ہے۔

فصل نوین

ذکر اُس طریقۂ تصدیق غیبی کا جو دھرم اور ادھرم سے متعلق ہے

ذکر اُن صورتون کا جنسے یہ طریقہ متعلق ہے۔ ۱- طریقۂ تصدیق غیبی جو دھرم اور ادھرم ؎۲ کے نام سے موسوم ہے۔ اُسکی نسبت پتامہا نے یہ قاعدہ بیان کیا ہے کہ ''مین اب دھرم اور ادھرم کے طریقہ کو بخوبی بیان کرونگا یہ طریقہ قاتلون اور دیوانی مین نالش کرنے والون اور اُن اشخاص کے لیے ہے جنپر کفارہ لازم ہے'' ؎۳

قول کی تصریح۔ ۲- ''قاتلون'' سے وے شخص مراد ہین جو مرتکب ہلاکت ہون ''دیوانی مین نالش کرنے والے'' وے شخص ہین جو جائداد کی بابت نالش دائر کرین۔ ''اشخاص جنپر کفارہ لازم ہے'' یعنی وے جنسے جرائم خلاف اخلاق سرزد ہون۔

کس طریقہ سے یہ عمل کیا جاے۔ ۳- ''دھرم کی مورت چاندی کی بنائی جاے اور ادھرم کی سیسہ یا لوہے کی ؎۴ معنی اس قول کے یہ ہین کہ ادھرم کی مورت کی نسبت اختیار ہے

؎۱ سمرتی چندریکا- بیرمترا ودائے- دا اے تتو-

؎۲ دھرم سے ملک العدل اور ادھرم سے ملک الظلم مراد ہے۔

؎۳ سمرتی چندریکا- بیرمترا ودائے- دا اے تتو-

؎۴ سمرتی چندریکا اور بیرمترا ودائے او دا اے تتو مین قول پتامہا منقول ہے۔

خواہ سیسہ کی بنائی جاوے یا لوہے کی۔

اس طریقہ کے عمل کا دوسرا طور

۴- پتامہا نے دوسرا طور اس طریقہ کے عمل کا بیان کیا ہے اور وہ ہے کہ دو یا حاکم اعلیٰ دھرم کی سفید شکل اور ادھرم کی سیاہ شکل بھوج پتر یا پارچہ غفص یا اور طرح کے کپڑے وغیرہ پر کھینچے اور اُنپر پنچ انگ ؎۱ چھڑکے اور خوشبودار چیزین اور ہار چڑھاوے۔ دھرم کے ہاتھ مین سفید پھول اور ادھرم کے ہاتھ مین سیاہ پھول دیا جاوے۔ اِن دونون شکلون کو جنکا اوپر بیان ہوا بنا کر دو گولون کے اندر رکھے اور گولے مساوی قد کے گوبر یا مٹی کے بنائے جائین اور ایک نئے مٹی کے برتن مین پوشیدہ طور پر رکھدیے جائین اور یہ برتن کسی جگہ گوبر سے لیپ کر دیوتاؤن اور برہمنون کے سامنے رکھے جائین بعد ازان حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ بطور مرقومہ بالا دیوتاؤن اور موکلان عالم کی نیایش کرے" ؎۲

منتر جو ملزم کو پڑھنا چاہیے۔

۵- دھرم کی نیایش کے بعد حاکم اعلیٰ کو الزام تحریر کرنا چاہیے بعد ازان شخص ملزم یہ منتر پڑھے "اگر مین بے قصور ہون تو دھرم میرے ہاتھ مین آجاوے اور قصوروار ہون تو گناہ ؎۳ میرے ہاتھ مین آئے"۔ ؎۴

مجرمیت یا غیر مجرمیت کا ثبوت۔

۶- ملزم کو بلا تامل ایک شکل نکال لینی چاہیے اور اگر وہ دھرم کی شکل نکال لاوے تو وہ بری کیا جائیگا اور ادھرم کی شکل ہاتھ مین آجانے سے وہ قصوروار متصور ہوگا۔ ؎۵ - یہ بیان مختصر دھرم اور ادھرم کے طریقہ تصدیق غیبی کا ہے۔

؎۱ یہ شے پاک کرنے کے واسطے استعمال مین لائی جاتی ہے اور گھی شہد اور گوبر اور گؤ کے پیشاب سے بنتی ہے۔

؎۲ سمرتی چندریکا اور بیر متر اودائے اور دوائے تو مین قول پتامہا منقول ہے۔

؎۳ گناہ سے یہان ادھرم کی شکل مراد ہے۔

؎۴ قول پتامہا منقولہ سمرتی چندریکا و بیر متر اودائے و دوائے تو۔

؎۵ ایضاً۔

فصل سوین

دیگر طریقون تصدیق غیبی کا ذکر

ذکر اور طریقون کا جو گنہگاری اور بیگناہی کے دریافت کرنے کے لیے استعمال مین لائے جاتے ہین۔

۱- علاوہ اسکے امر نالش کی سنگینی اور خفت کے بموجب اور بلحاظ تفریق اقوام کے اور طریقون پر بھی عمل کیا جاتا ہے اور اُنکا بیان منو اور اَور عالمون نے کیا ہے اور وے طریقے یہ ہین "وہ ایک نسک کے مقدمہ مین صداقت کی قسم اور دُو نسک کے مقدمہ مین بزرگ شخص کے پائون چھونے کی قسم دلائی جاے اور تین ہون تو نیک افعال کے ثمرہ جاتے رہنے کی قسم اور تین سے زیادہ ہونے کی صورت مین آب متبرک کی قسم دلائی جاے"۔ [1] حاکم کو چاہیے کہ برہمن کو اُسکی صداقت کی قسم اور چھتری کو اُسکے گھوڑے یا ہاتھی اور ہتھیارون اور ویش کو اُسکی گاے اور غلہ اور سونے کی قسم دلائے اور اہل حرفہ یا شودر سے یہ قسم لی جاے کہ "وہ اگر تو جھوٹ بولیگا تو تمام گناہون کے عذاب تیرے سر پر عائد ہونگے"۔ [2]

بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور۔

۲- بیگناہی کے دریافت کرنے کا طور منو نے اسطرح بیان کیا ہے کہ "وہ جس شخص پر کوئی مصیبت جلد نازل نہو اُسکی نسبت تصور کرنا چاہیے کہ اُسنے صحیح قسم کھائی [3] اور مصیبت کی نسبت یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ وہ جسپر کوئی مصیبت بسبب خدا یا راجہ کی جانب سے نازل نہو"۔ [4]

زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے۔

۳- زمانہ جو مصیبت نازل ہونے کے لیے معین کیا گیا ہے وہ مختلف ہے

[1] بباد تندیو۔

[2] منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۳ منقولۂ بباد تندیو دبیر متر ادوداے ودا ے تتو۔

[3] منو فصل ۸- اشلوک ۱۱۵ منقولۂ بباد تندیو و بیر متر ادوداے۔

[4] ایضاً۔

یعنی ایک رات سے تیسری رات تک اور تیسری سے پانچوین شب تک اور علیٰ ہذا القیاس ۔ یہ زمانہ بلحاظ سنگینی اور خفت جرم کے معین کیا جاتا ہے ۔

فریق مغلوب کی نسبت جرمانہ اور سزا دیا کیجائے ۔

۴ ۔ جب کہ اُن طریقون کے ذریعہ سے ایک شخص کا سچ اور دوسرے کا جھوٹ متحقق ہو جاے تو مختلف صورتون مین سزا کی نسبت کاتیائن نے یہ فرق بیان کیا ہے کہ "حاکم اعلیٰ کو چاہیے کہ فریق مغلوب سے جیتنے والے کو ایک سو کا نصف دلوائے اور فریق مغلوب مستوجب سزا ہوگا" [1]

جرمانہ کی تعداد ۔

۵ ۔ سزا کا بیان اسطور پر کیا گیا ہے کہ "زہر کے عمل مین ایک ہزار اور پانی کے عمل مین چھ سو اور آگ کے عمل مین پانسو اور ترازو کے عمل چار سو اور آب متبرک کے عمل مین تین سو اور چانول چبوانے کے عمل مین دو سو اور گرم دھات کے عمل مین ایک سو جرمانہ کیا جاے اور تصدیق غیبی کے صغیر طریقون مین جرمانہ بھی خفیف چاہیے" [2]

تصدیق غیبی کے طریقون مین جو سزا معین ہے اُسکے سوا وہ سزا بھی دیجا۔ جسکا سابق مین ذکر ہوا ہے ۔

۶ ۔ جو سزا کہ تصدیق غیبی کے طریقون کے واسطے معین ہے اُسکے سوا وہ سزا بھی دیجاے جو قول متذکرۂ سابق مین مندرج ہے اور وہ قول یہ ہے کہ "اگر مدعی اپنا بیان ثابت کرے اور مدعا علیہ اُس سے منکر ہو اور مغلوب ہو جاے تو مدعا علیہ مذکور زر مدعوہ اور اُسیقدر روپیہ راجہ کو ادا کرے" [3]

---

[1] بباد تندیو ۔

[2] قول کاتیائن منقول بباد تندیو ۔

[3] باب ۲ فصل ۳ دفعہ ۱ ۔ معائنہ کیجاے ۔

جلد اول تمام شد

جلد دوم

اصول دھرم شاستر

یعنی

بیوستھے جو

پنڈتان عدالت ہاے دیوانی تابع احاطۂ ملک بنگالہ نے بجواب

سوالات مستفسرۂ حکّام عدالتہاے مذکور کے

تحریر کیے

فراہمی اور ترتیب اُن بیوستھون کی

بنظر توضیح اصول مندرجۂ جلد اول عمل مین آئی

بار سوم سنہ ۱۸۸۹ عیسوی

مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ مین چھاپی گئی

جلد دوم

مضامین کی مختصر فہرست

فہرست مضامین جلد دوم

ب

بھائی

نظائر

دھرم شاستر کے بموجب

باب پہلا

وراثت کے بیان مین

فصل پہلی

بیٹون اور پوتون اور نواسون کا ذکر

مقدمہ ۱ - سوال - ایک شخص نے اپنے بھائی پر بدعوی اس امر کے نالش کی کہ بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کے بموجب مجھکو میرے باپ کی جایداد سے حصہ کثیر ملے - اس صورت مین دعوی اُسکا تا نونا درست ہوگا یا نہین ؟

بڑے ہونے کے استحقاق کی روسے بڑا بیٹا حصۂ کثیر کا مستحق نہین ہے ❊

جواب - اِس زمانہ یعنی کلجگ مین بڑے بھائی کو اور بھائیون کی نسبت زیادہ حصہ دینا منع ہے چنانچہ قول مرقومۂ ذیل مین یہ لکھا ہے کہ ــــــ ور کلجگ مین بیوہ کے شوہر متوفی کے بھائی سے بیٹا پیدا ہونا اور لڑکی جسکا ایک مرتبہ بیاہ ہوگیا ہے اُسکا بیاہ دوسری مرتبہ ہونا نہ چاہیے نہ بیل کی قربانی ہونی چاہیے اور نہ عالم دین کو پانی کا گھڑا لیجانا اور نہ بڑے بھائی کو جایداد سے حصۂ کثیر دینا چاہیے" ❊

عدالت اپیل پٹنہ -

۲۹ - مارچ سنہ ۱۸۱۲ع

شیو بخش سنگھ بنام فتح سنگھ ✦

مقدمہ ۲ س - ایک شخص کے دو لڑکے تھے اُنکی وفات کے بعد اُنکی اولاد مین یہ تنازع ہوا کہ بڑے ہونے کے استحقاق کے بموجب بڑے بیٹے کو حصہ کثیر ملے اِس صورت مین بڑے بیٹے کی اولاد کو حصہ کثیر ملنے کی قانوناً اجازت ہے یا نہین ✦

چھوٹے بیٹے کی اولاد بڑے بیٹے کی اولاد کے مساوی حصہ پائیگی ✦

فتح - باپ کو اختیار ہے کہ اپنے مال مکسوبہ کو بیٹون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر دے لیکن اگر اُسنے مال کو اپنے باپ سے ورثہ مین پایا ہے تو وہ اِس امر کا مجاز نہین ہے اور اِس طور پر تقسیم کرنا ناجائز ہوگا - متا چھرا اور منو کے اصول کے بموجب دادا کی جایداد اراضی اور اور مال مین پوتون کے واسطے حصہ خاص مقرر نہین ہے چنانچہ اِس باب مین قول یہ ہے "مختلف باپون کی اولاد کو باپون کے حصے کے بموجب حصہ ملیگا" ✦

مقولہ مذکورہ بالا کا مطلب یہ ہے کہ ایک بھائی کے ایک بیٹا ہے اور دوسرے بھائی کے چار ہین تو اُنکی موروثی جایداد سے نصف حصہ ایک بھائی کے بیٹے کو ملیگا اور نصف دوسرے بھائی کے چار بیٹون کو - بڑے بیٹے کو باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ کثیر ملنے کی بابت منو کا یہ حکم ہے "بڑے بیٹے کو دوچند حصہ ملے اور اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ بشرطیکہ یہ دونون بیٹے باعتبار نیکی اور علم کے اور بیٹون پر صریح فوق رکھتے ہون - اور باقی چھوٹے بیٹون کو برابر کے حصے ملین اگر یہ سب اچھی صفات مین برابر ہین تو سب کو مساوی حصہ ملنا چاہیے - اِس امر مین اِس طور پر قانون مقرر کیا گیا ہے" ✦

منشا قول مذکورہ بالا کا یہ ہے کہ بڑے بیٹے کو دو حصہ ملین اُس سے چھوٹے کو ڈیڑھ اور باقیون کو ایک ایک - یعنی بڑے بیٹے کے واسطے بیسوان حصہ جایداد کا نکال دیا جائیگا" یا تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا اگر اُسکی خوشی ہو تو سب کو برابر حصے دے" یہ مسئلہ باپ کے مال مکسوبہ کی غیر مساوی تقسیم کے باب مین ہے -

باپ کی وفات کے بعد غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا نارد کے قول کے بموجب منع ہے۔ باپ کی وفات کے بعد بیٹون کو چاہیے کہ اُسکی جایداد برابر تقسیم کر لین"۔ منشا اِس قول کا یہ ہے کہ باپ کی وفات کے بعد بیٹے برابر کے حصہ لین۔ غیر مساوی تقسیم جو شاستر کے خلاف ہے وہ باپ کی رضامندی کی صورت مین بھی نہین ہو سکتی*

نارد کہتا ہے "اگر باپ کی عقل مین بیماری کے باعث سے فتور آجائے یا غصہ اُسکی اشتعال طبع کا باعث ہو یا وہ بسبب ہونے التفات خاص نسبت کسی زوجہ کے اُسکے بیٹے کو زیادہ عزیز رکھتا ہو تو اُسکو قاعدہ وراثت کے خلاف تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے"*

علیٰ ہذا القیاس منو بھی کہتا ہے کہ "والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جایداد اور قرضہ کو برابر تقسیم کر لینا چاہیے"۔ پس چونکہ منو متبرک الوجود نے لکھا ہے کہ باپ اپنی جایداد کو خواہ وہ سونا یا کچھ اور ایسی ہی شئے ہو غیر مساوی طور پر تقسیم نہین کر سکتا اسواسطے یہ کہنا کب جائز ہو سکتا ہے کہ پوتے دادا کی جایداد سے غیر مساوی حصہ پا دین "اراضی پر جو دادا کی مکسوبہ ہو اور حقوق معدنیات وغیرہ پر جو راجہ کی طرف سے اُسکے یا اُسکے وارثون کے واسطے مقرر ہون اور غلامون پر جو کشتکاری کے کام کے واسطے ہون یا درب پر جس سے سونا یا ایسی ہی کوئی اور شئے مراد ہے دادا کی وفات کے بعد باپ اور بیٹے کا اختیار برابر ہے"*

اِس مقولے کے بموجب باپ کو اختیار نہین ہے کہ موروثی جایداد کو اپنے بیٹون مین اپنی مرضی کے مطابق غیر مساوی طور پر تقسیم کرے۔

ضلع فرخ آباد - ۱۹ - دسمبر ۳ ۱۸ ع

مقدمہ ۳۰ - س - ایک شخص نے وفات پائی اور تین بیٹے اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور زوجہ مذکور سب بیٹون کی ماں تھی اس صورت مین اگر بیٹے باپ کی جایداد کو جو ایک گھر اور دو دوکانون پر مشتمل ہے تقسیم کرین تو بیوہ کا بھی اُس جایداد مین جو اُسکے شوہر کی ہے کچھ حق ہے یا نہین ہے اگر ہے تو اُسکو کسقدر

حصہ ملنا چاہیے +

ج - مالک کی وفات کے بعد تقسیم ورثہ مین اُسکے تینون بیٹے اور بیوہ جو سب بیٹون کی مان ہے برابر کے حقدار ہین یعنی اُنمین سے ہر شخص کو ورثہ سے ایک ربع ملیگا - یہ راے متاچھرا کے بموجب ہے +

جبکہ تین بیٹے اور ایک بیوہ جو اُنکی مان ہو وارث ہون تو تقسیم ورثہ کے وقت ہر شخص کو ایک ایک ربع ملیگا +

ضلع مراد آباد -

مقدمہ ۴ - س - تین حقیقی بھائی شامل اور بالاتفاق رہتے تھے سب سے چھوٹے بھائی کو خاص اُسکے نام سے ایک زمین بطور بخشش ملی لیکن محاصل زمین سے سب بھائی برابر متمتع ہوتے رہے اِس صورت مین جملہ بھائی مالک بالاشتراک زمین مذکور کے ہونگے یا کہ وہ صرف اُسی شخص کے قبضے مین جسکو وہ بطور بخشش ملی ہے متصور ہوگی - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے اولاد ذکور نہو لیکن سب سے بڑے بھائی کے نواسہ ہو تو یہ نواسہ جایداد مذکور مین سے کسی قدر حصہ پانے کا مستحق ہے یا دوسرے بھائی کی بیوہ اور اُس شخص کا بیٹا جسنے وہ بخشش حاصل کی تھی بہ محرومی حق نواسہ کے کُل جایداد کے مالک ہونگے +

ج - اگر سب سے چھوٹے بھائی نے بخشش اپنے نام سے اور بذریعہ اپنے زر اور محنت کے بلا شرکت غیرے حاصل کی ہو تو اِس صورت مین صرف وہ شخص یعنی سب سے چھوٹا بھائی قانوناً مالک ہے +

اگر جایداد مذکور بذریعہ زر مشترکہ اور محنت جملہ بھائیون کے حاصل کی گئی ہے تو گو جایداد مذکور چھوٹے بھائی کے نام سے ملی ہو تاہم تینون بھائی مستحق برابر کے حصون کے ہین - اگر سب بھائی مرجائین اور دو بڑے بھائیون کے بیٹے نہ ہون تو سب سے بڑے بھائی کا نواسہ اور دوسرے بھائی کی بیوہ اور سب سے چھوٹے بھائی کا بیٹا جایداد کو برابر حصون مین تقسیم کرلینگے کیونکہ جایداد مذکور زر اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے - یہ راے بموجب شاستر متمنیہ

اگر تین بھائیون کے وارث ایک بیٹا اور ایک نواسہ اور ایک بیوہ ہون تو شاستر متاکھرا کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک ثلث ملیگا +

بنگالہ کے ہے۔

ضلع پٹنہ ۱-۲۹- جون ۱۸۱۵ء

مقدمہ ۵ - س ۱- ایک شخص کے تین بیٹے تھے بڑا بیٹا اپنے باپ سے علٰحدہ ہوکر جُدا رہنے لگا بعد ازان باپ مرگیا اِس صورت مین صرف وے بیٹے جو اُسکے شامل رہتے تھے مستحق اُسکی ارث کے ہین یا کہ تمام بیٹون کو وراثت کا استحقاق برابر حاصل ہے ❖

ج ۱- اگر باپ نے بڑے بیٹے کو بہ مرضی و رضامندی جانبین اپنی جایداد مکسوبہ مین سے کسی قدر حصہ دیکر کینہ سے علٰحدہ کردیا ہو تو اِس صورت مین باپ کی وفات کے بعد بڑے بیٹے کو منجملہ جایداد مکسوبہ باپ کے بھائیون سے حصہ مزید لینے کا استحقاق حاصل نہین ہے ❖

ف اگر تین بیٹون مین سے ایک بیٹا خاندان سے علٰحدہ ہوجاوے اور باپ کے جیتے جی اپنا حصہ لیلے تو پھر اُسکا جایداد پر کچھ حق نہین رہتا ہے ❖

ماخذ نارد اور برہسپتی کا قول داے بھاگ اور بیادچنتامنی مین منقول ہے وہ یہ ہے "حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کردیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش اُنکو وہی رکھنے چاہیین ورنہ وے مستوجب سزا ہونگے" باپ نے اگر بیٹون کو برابر یا کم و بیش حصے جایداد کے دیکر علٰحدہ کردیا ہے تو یہ تقسیم جائز ہے کیونکہ باپ کل جایداد کا مالک ہے" ❖

س ۲- اگر باپ نے جدا نہ کیا ہو اور بڑا بیٹا بباعث تنازع کے جو مابین اُسکی زوجہ اور اور کنبے کے لوگون کے ہوا ہو علٰحدہ ہوگیا ہو تو اِس صورت مین بڑا بیٹا باپ کی جایداد سے حصہ لینے کا مستحق ہے یا نہین ❖

ج ۲- اگر باپ نے کچھ مال اپنے بڑے بیٹے کو نہین دیا ہے اور نہ اُسکی کچھ تقسیم کی ہے اور بڑا بیٹا علٰحدہ رہتا ہے تو اِس صورت مین باپ کی وفات کے بعد اُسکے کل بیٹے ترکہ سے حصہ پاوینگے ❖

ف لیکن صرف علٰحدہ رہنے سے بیٹے محروم نہین رہ سکتے ❖

جاگیبلک سے داے بھاگ مین یہ قول منقول ہے "والدین کی وفات کے بعد بیٹون کو جایداد اور قرضہ برابر تقسیم کرلینا چاہیے ❖

منو "باپ اور ماں کی وفات کے بعد بھائیون کو چاہیے کہ جمع ہوکر جایداد پدری کو برابر حصون مین تقسیم کرین اور جبتک اُنکے والدین حیات ہون اُسوقت تک اُنکو جایداد پر کچھ اختیار حاصل نہین ہے" +

س ۳ - اگر بڑا بیٹا باپ کی جایداد سے مستحق ورثہ پانے کا ہو توکسقدر حصہ اُسکو جایداد مکسوبہ اور موروثی سے ملیگا +

ج ۳ - باپ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد کو مکسوبہ ہو یا موروثی اُسکے سب بیٹے برابر حصون مین تقسیم کرین + ف بیٹون کا حصہ برابر ہے +

ماخذ - قول منو - دوسرا جواب معائنہ کرو +

س ۴ - اگر بڑا بیٹا باپ سے علٰحدہ ہوکر جدا رہے اور بعد اِس جدا ہونے کے باپ اپنے اور لڑکون کے ساتھ شامل رہے اور لڑکے مذکور بحالت ساتھ رہنے اپنے باپ کے کچھ جایداد حاصل کرین تو اِس صورت مین ایسی جایداد مکسوبہ بیٹون مین کس طور پر تقسیم ہوگی +

ج ۴ - بھائیون کی جایداد مکسوبہ پر گو وہ بحالت ساتھ رہنے باپ کے حاصل ہوئی ہو بڑے بھائی کا کچھ حق نہین ہے بشرطیکہ حصول اُسکا سرمایہ موروثی کے ذریعہ سے نہوا ہو + ف جایداد مکسوبہ جو صرف محنت سے بلا صرف مال موروثی حاصل ہوئی ہو وہ حاصل کرنے والون کو پہونچتی ہے +

ماخذ - قول بیاس داسے تتوادر اور دھرم شاستر کی کتابون مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "ایک شخص جو جایداد موروثی پر تکیہ نہ کرکے اپنی لیاقت کے ذریعہ سے کچھ حاصل کرے تو اُسمین سے اُنھین جو شریک ورثہ ہون کچھ دینا نہوگا اور نہ اُس جایداد سے جو اُس نے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو" +

س ۵ - اگر بڑا بیٹا کنبے کے مکان سے علٰحدہ ہو جاوے اور بعد علٰحدگی کے بہ شمول محنت اپنے اور بیٹون کے کچھ جایداد حاصل کرے تو ایسی جایداد مکسوبہ مین بڑے بیٹے کا حصہ ہے یا نہین +

ج ۵ - جو جایداد کہ باپ نے بامداد بیٹون کے حاصل کی ہو اُسمین ف جایداد مکسوبہ پدری

مین سب بیٹے بعد وفات باپ کے برابر مستحق ہین گو اُسکے استحصال مین اُنھون نے مدد دی تو یا نہین ۔

بڑا بیٹا حصہ پانے کا مستحق ہے کس واسطے کہ تمام بیٹون کو باپ سے ورثہ پانے کا استحقاق حاصل ہے ۔[1]

ماخذ ۔ بدھاین سے دائے تتو مین یہ قول منقول ہے "جبکہ اولاد ذکور موجود ہو تو جایداد اُسکو پہونچنی چاہیے" ۔

ضلع ندیا ۔ ۳ ۔ دسمبر ۱۸۱۱ء

گورنگ پروئی بنام رام پرشاد پروئی ۔

مقدمہ ۶ ۔ س ۔ ایک شخص کے چار بیٹے تھے منجملہ اُنکے ایک اُسکے سامنے مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ بعد مرنے بیٹے کے اصل مالک نے بھی وفات پائی ۔ اب اُسکے تین بیٹے ہین اور ایک پوتا ۔ اِس صورت مین پوتا دادا سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین ۔

پوتے کا حصہ بیٹون کے حصون کے برابر ہے ۔

ج ۔ پوتا چچاؤن کے ساتھ برابر حصہ پائیگا گو اُسکے باپ نے اُسکے دادا کے سامنے وفات پائی ہو اِس امر مین جاگبلک کا یہ قول ہے ۔ "دادا کی مکسوبہ اراضی یا حقوق خورونوش یا مال منقولہ مین ملکیت باپ اور بیٹے کی یکسان ہے" ۔

کاتیائن نے اِس امر مین یہ بیان کیا ہے کہ "اگر بیٹا قبل تقسیم مرجائے تو اُسکا حصہ اُسکے بیٹے کو ملیگا بشرطیکہ اُسے کچھ مال اُسکے دادا سے نہ ملا ہو ۔ پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا سے یا چچا کے بیٹے سے لیگا اور دھرم شاستر کے بموجب حصہ اِسی مقدار سے تمام بھائیون کو ملیگا" ۔

[1] مگر اِس رائے مین نقص ہو ۔ چونکہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا لہذا اِس امتیاز کا جو بنگالہ اور دیگر مقامون مین ہی ذکر کرنا چاہیے تھا دائے بھاگ مین مندرج ہے کہ کہنے کے جن اشخاص نے کہ جایداد کے استحصال مین محنت ذاتی کی ہے اُنکو آمین سے دو چند حصہ ملیگا اور جنھون نے کچھ کوشش نہین کی ہے اُنکو صرف ایک حصہ ۔ لیکن یہ امتیاز اور مقامون مین جاری نہین ہے ۔ عام مسئلہ یہ ہے کہ جب جایداد مکسوبہ بصرف مال موروثی حاصل ہوئی ہے تو بلا لحاظ مقدار ذاتی محنت کے جو ہر ایک نے کی ہو سب بھائیون کو برابر حصہ ملیگا ۔

قول عالمان مذکورۂ بالا کے بموجب اگر بیٹا قبل تقسیم جایداد مرجاے تو اسکا بیٹا اپنے باپ کا حصہ پانے کا مستحق ہے ؛

ضلع بریلی - ۱۹ - جنوری سنہ ۱۸۶۲ع

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص سات بیٹے چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد منجملہ اُنکے چار بیٹے مفقود الخبر ہوگئے اور باقی تین بیٹون نے موروثی جایداد پر قابض ہوکر اہتمام اُسکا ایک بھائی کے سپرد کیا - اس صورت مین متوفی کی جایداد اُسکے تین بیٹون اور پسران مفقود الخبر کے بیٹون کو ملیگی یا نہین ؛

فتویٰ - مورث متوفی کے پوتے جنکے باپ مفقود الخبر ہون متوفی کے بیٹون کے ساتھ بموجب حصص پدری حصہ پانے کے مستحق ہین - اِس امر کے باعث سے کہ جایداد کا اہتمام منجملہ اُنکے ایک کے سپرد کردیا گیا تھا یہ لازم نہین آتا کہ اورون کو جایداد سے محروم رکھا جاے - یہ راے دھرم شاستر کے بموجب ہے ؛

ف پسران مفقود الخبر کے بیٹے اپنے چچاؤں کے ساتھ مساوی حصہ پاوینگے ؛

ماخذ " جبکہ باپ نے وفات پائی ہے " الخ داے بھاگ صفحہ ۹ - اولاد کے حصے بموجب حصص پدری کے مقرر کیے جاتے ہین اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا امر مذموم تصور کیا گیا ہے ؛ ۱

ضلع شاہ آباد - ۲۰ - جون سنہ ۱۸۶۸ع

---

۱ دھرم شاستر کے بموجب لفظ مفقود الخبر سے قانوناً محروم ہونا جایداد سے مراد ہے یہ محرومی شخص مفقود الخبر کی تاریخ مفارقت کنبے سے بارہ برس یا بعض علما کے قول کے بموجب بیس برس بعد قیاس کیجاتی ہے بشرطیکہ اس اثنا مین کوئی خبر شخص مذکور کی نہ ملے - اس عرصہ کے بعد وہ متوفی خیال کیا جاتا ہے اور اُسکے وارث اُسکے قائم مقام ہوتے ہین - بموجب قول بعض عالمون کے بارہ برس کی میعاد اُن مفقود الخبر اشخاص سے متعلق ہے جنکی عمر پچاس برس سے زیادہ ہو اور جو اشخاص کہ اس عمر سے کم ہین اُنکے انتظار کے واسطے چوبیس برس کی میعاد مقرر کی گئی ہے -

نرصنی سند کے بموجب شخص مفقود الخبر کے واسطے تین میعاد مقرر ہین - اوائل عمر کے واسطے بیس برس اور متوسط عمر کے واسطے پندرہ سال اور عمر ضعیف کے لیے بارہ سال معین ہین -

ضمیمہ اصول دھرم شاستر صفحہ ۲۴۶ ؛ ص

مقدمہ ۸ - س - ایک زمیندار کے دو بیٹے تھے ایک بیٹا اُنمین سے چار بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے دو بقید حیات ہین اور دو نے وفات پائی ہے مگر اُنکے بیٹے موجود ہین اِس صورت مین ہر ایک کِس قدر اراضی پانے کا مستحق ہے ✣

ج - اگر شخص مذکور کچھ اراضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا ہے اور اُنمین سے ایک نے جسکے چار بیٹے تھے وفات پائی اور بعد ازان منجملہ اُن چار بیٹون کے دو مر گئے اور دو بقید حیات ہین - اِس صورت مین اصل مالک کی جایداد کے دو حصے کرنے چاہیین ایک حصہ اُسکے بیٹے کو ملیگا اور دوسرے حصے کی بحِصّہ چار تقسیمین ہونگی منجملہ اُنکے دو حصے تو دونون پوتون کو جو بقید حیات ہین ملین گے اور دو حصے پوتون متوفی کے وارثون کو - اگر پوتون متوفی مین سے ایک کے بہت لڑکے ہین اور دوسرے کے کم تو اِس صورت مین ہر ایک اِنمین سے اپنے باپ کے حصے کے مطابق ورثہ پایگا

پرپوتے جنکے باپ اور پرپوتے جنکے باپ اور دادا مرگئے ہون بیٹون کے ساتھ بالاصول حصہ پاینگے نہ بالرووس ✣

ف مقدمۂ مذکورۂ بالا مین اِس امر کا تصریح بیان نہین ہے کہ چار بیٹے کتنے عرصہ سے غیر حاضر تھے اگر مدت معینہ انتظار سے زیادہ عرصہ تک مفقود الخبر تھے تو اُنکے حصون کے مستحق اُنکے بیٹے ہین ورنہ بموجب دہرم شاستر متمشرۂ بنارس ہر ایک بیٹے کو اُسکے پدری حصہ سے صرف نصف حصہ ملنے کا استحقاق ہے اور بیٹے مستحق اِس امر کے بھی ہین کہ باقی نصف حصہ کا اہتمام کرین کیونکہ اُنکا استحقاق دادا کی جایداد پر حین حیات باپ کے متاچہرا کے قول کے بموجب تسلیم کیا گیا ہے اِس باب مین قول یہ ہے ”جو جایداد کہ ہبہ یا فتح یا کسی اور مثلاً تجارت و کشتکاری و نوکری وغیرہ کے ذریعہ سے دادا کو حاصل ہوئی ہو تو اُسپر باپ اور بیٹے کی ملکیت کا ہونا ایک معروف امر ہے لہذا اُسکی تقسیم ہو سکتی ہے کیونکہ استحقاق دونون کا برابر اور یکسان ہے اور اِسی وجہ سے تقسیم اُسکی باپ کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی اور نہ وہ اِسمین حصہ دو چند لے سکتا ہے“ مگر دہرم شاستر مروجۂ بنگالہ کے بموجب اُنکو اپنے اپنے باپ مفقود الخبر کے حصہ کا صرف اہتمام کرنے کا استحقاق حاصل ہے اور وے اپنے چچاؤن کو تقسیم حصص کے واسطے مجبور نہین کر سکتے کیونکہ اُنکا استحقاق تا وقتیکہ اُنکے باپ کی قانونی یا اصلی وفات واقع نہو معطل رہتا ہے ✣

اور بموجب تعداد بھائیون کے وے اُسکو آپس مین تقسیم کرلینگے۔ یہ رائے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور متاچھرا کے بموجب ہے ٭

ماخذ "اولاد کے حصے بموجب حصص پدری کے مقرر کیے جاتے ہین" مطلب اِس قول کا یہ ہے کہ "اگر ایک بھائی کے اولاد ذکور بہت ہو اور دوسرے کے کم تو اِس صورت مین اُنھین اُنکے پدری حصہ کے بموجب ترکہ ملیگا۔ اگر ایک شخص کے ایک بیٹا اور دوسرے بیٹے متوفی کے کئی بیٹے بقید حیات ہین اُس صورت مین ایک حصہ اُس بیٹے کو جو زندہ ہے ملیگا اور دوسرا حصہ پوتون کو بلحاظ اُنکی تعداد کے پہونچیگا کیونکہ جایداد مذکور مین اُنکا استحقاق اُس تعلق جبلی پر جو اُنکو اپنے باپ کے ساتھ ہے مبنی ہے پس جسقدر کہ اُنکے باپ کا حصہ ہے صرف اُسی قدر پانے کے وے مستحق ہین۔ چنانچہ اِسی طور پر ایک پرپوتا جسکے باپ اور دادا نے وفات پائی ہے ایک بیٹے اور کئی پوتون کے ساتھ دعویدار برابر کے حصہ کا ہے اِسواسطے کہ وہ بھی رسوم کریاکرم ادا کرتا ہے"

یہ قول داے بھاگ مین لکھا ہے اور داے کرم سنگرہ کے بھی مطابق ہے ٭

"اگر بھائی جو بالاتفاق رہتے ہون مرجائین اور اُنکی اولاد ذکور ہو مگر بیٹون کی تعداد مین فرق ہو یعنی ایک بھائی کے دو بیٹے ہون اور دوسرے کے تین اور تیسرے کے چار تو اس صورت مین دو بیٹون کو وہ ایک حصہ ملیگا جو اُنکے باپ کا حق ہے اور تین لڑکون کو بھی ایک حصہ پہونچیگا جو اُنکے باپ سے متعلق ہے اور چار کو بھی وہ ایک حصہ جو اُنکے باپ کا حق ہے ملیگا علیٰ ہذا القیاس اگر منجملہ بیٹون کے چند زندہ ہون اور چند اولاد ذکور چھوڑ مرے ہون تو اِس صورت مین بھی وہی قاعدہ ملحوظ رہیگا یعنی بیٹے جو زندہ ہین وے اپنا حصہ پاوینگے اور اُنکے بھائیون متوفی کے بیٹون کو اپنے باپ کے حصے ملینگے"۔ تقسیم جایداد کا طریقہ بموجب قول متذکرۂ بالا کے اِسی طور پر ہے۔ متاچھرا۔ عدالت اپیل کلکتہ۔

مقدمہ ۹ - س - مدعی کے دادا کے نو لڑکے تھے (ا) - (ب) - (ج) - (د) - (ر) - (س) - (ص) - (ط) - (ع) جو اُسکی وفات کے بعد جایداد پر قابض ہوے - منجملہ اُنکے تین بیٹے (ا) - (ب) - (ج) بلا اولاد ذکور مر گئے بعد ازان زندہ بھائیون مین سے ایک بھائی (د) بھی مر گیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا جو اپنے شوہر کے قائم مقام ہوئی اور ضلع اور پرونشل کورٹ کی ڈگریون کے بموجب ؎۱

تین بھائیون متوفی مذکورۂ بالا یعنی (ا) - (ب) (ج) کی جایداد باقی پانچ بھائیون (د) و (ر) و (س) و (ص) و (ط) و (ع) نے آپس مین تقسیم کی کر لی - مدعی اب دعوی کرتا ہے کہ دھرم شاستر کے بموجب (ا) و (ب) و (س) بیوون کی وفات کے بعد جایداد مذکورہ مین جو اُنکے حصص جائز تھے وے وراثتاً مدعی کے باپ (ر) اور چچا (س) کو صرف ملنے چاہین تھے کیونکہ وے بوقت مرنے بیوون مذکورۂ بالا کے زندہ تھے اور اور تین بھائی اُسوقت بقید حیات نہ تھے اور اِسی وجہ سے اُنکے وارثون کو بھی (ا) و (ب) و (ج) کی جایداد کے ورثہ پانے کا استحقاق نہ تھا - اِس صورت مین شاستر متمشیہ بنگالہ اِس بابت مین کیا حکم ہے

جو حق وراثت صرف نسلاً حاصل ہوتا ہے نہ قرابتاً

تنقیح - (ج) کی وفات کے بعد جبکہ کوئی وارث اِسکا ان تک نہو تو اُسکی جایداد غیر منقولہ و منقولہ اُسکے حقیقی بھائیون (ا) و (ب) کو پہونچنی چاہیے اور اُنکی وفات کے بعد جبکہ اُنکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو اُنکی جایداد جو اُنکو اپنے باپ اور بھائیون سے ورثہ مین ملی ہے اُنکی بیوون مین برابر تقسیم ہو جانی چاہیے اور بیوون کی وفات کے بعد جبکہ اُنکے کوئی وارث شوہر کے حقیقی بھائیون تک نہو تو جایداد مذکور جو اُنھین اُنکے شوہرون سے ورثہ مین ملی تھی اُنکے شوہرون کے سوتیلے بھائیون (ر) و (س) کو ملنی چاہیے کیونکہ اُنکے شوہرون کے

؎۱ واضح ہو کہ ان مقدمات مین یہ ڈگریان بباعث غلط فہمی اصول دھرم شاستر کے صادر ہوئی ہین کیونکہ دھرم شاستر کی رو سے جو بنگالہ مین مروج ہے جملہ صورتون مین بیوہ کو بھائی پر ترجیح ہے

بقیہ سوتیلے بھائی (س) و (ط) و (ع) قبل وفات بیبیون کے مرگئے تھے - لہذا اُنکے بیٹون کو کچھ دعویٰ وراثت کا نہین پہونچتا - (ا) و (س) کی وفات کے بعد اُنکے بیٹے وارثہ پاوینگے: (ص) و (ط) و (ع) کے بیٹے - یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور داے کرم سنگرہ اور اور کتابون مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے +

ماخذ - کتابون مذکورۂ بالا مین اقوال مرقومۂ ذیل منقول ہین +

جاگبلک "زوجہ اور بیٹیان اور والدین بھی اور بھائی اور علیٰ ہذا القیاس اُنکے بیٹے اور گوتج اور بندھو" +

کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اُسکی جایداد کو اُسکے وارث پاوینگے" +

دیول "بعد ازان حقیقی بھائی اُس بھائی کے ترکہ کو جسکے اولاد ذکور نہو تقسیم کرلین - اگر برادران حقیقی نہون تو سوتیلے بھائی جو متوفی کی قوم سے ہون مستحق قائم مقامی کے ہین" - داے کرم سنگرہ +

دیول "جبکہ باپ مرجاے تو بیٹے باپ کی جایداد کو تقسیم کرلین" +

صدر دیوانی عدالت - ۱۶ - جولائی سنہ ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص کے دو زوجہ تھین اور دونون سے ایک ایک بیٹا تھا شنہ انفصلی مین دونون بیٹون کے باہم تنازع واقع ہوا اور باپ نے جایداد موروثی غیر منقولہ سے کہ اراضی متعلقہ جسکی غیر منقسم تھی اور صرف اُسی پر اُسکی معاش کا مدار تھا کسی قدر اپنے پاس رکھکر باقی ملک پر اپنے بیٹون کو بحصص مساوی قابض کرادیا مگر اداکرنا زر مالگزاری اور تحریر ہونا رسیدات و دیگر کاغذ متعلقۂ اہتمام جایداد کا باپ کے نام سے جاری رہا - سنہ مذکورۂ بالا سے بڑی زوجہ کا بیٹا اپنے بھائی سے علیحدہ رہنے لگا - اور بعد اِسکے کہ باپ نے جایداد کو اِس طور پر اپنے دونون بیٹون کے حوالہ کردیا اُسکے ایک اور بیٹا

چھوٹی زوجہ سے پیدا ہوا اِس وجہ سے اُسنے ایک دستاویز بہ گواہی گواہان بہ ترمیم انتظام سابق اس مضمون سے مرتب کی کہ چونکہ ملکیت موروثی مین تینون بیٹون کا برابر حصہ ہے لہذا اُنکو چاہیے کہ اپنے اپنے حصون پر قابض ہون - چنانچہ بموجب اِس دستاویز کے تیسرے بیٹے نے جو نابالغ ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر عدالت مین نالش کی کہ میرا حصہ اُنسے دلوا دیا جاے اِس صورت مین جملہ موروثی غیر منقولہ جایداد کو تینون بھائی تقسیم کرکے اُسپر قابض رہینگے یا نہین +

خلاصہ - نابالغ بھائی کو یہ استحقاق نہین ہے کہ جایداد مشترکہ سے جو بھائیون کے قبضہ مین ہو اپنے حصہ پر قابض ہونے کا دعوی کرے +

ج - نالش جو نابالغ بھائی نے جسکی عمر سولہ برس کی نہین ہے اپنے سوتیلے اور حقیقی بھائی پر بابت ایک ثلث جایداد موروثی غیر منقولہ کے دائر کی ہے قابل سماعت نہین ہے چنانکہ ساٹگھ کا قول ہے - کہ "جایداد کے تقسیم کی اُسوقت اجازت ہے جبکہ ورثا سن بلوغ کو پہونچ جائین - مرد کی نابالغی کا اختتام سولھوین سال گذر جانے کے بعد ہے" +

ماخذ - جاگیلک "اگر باپ اپنے بیٹون مین جایداد کو تقسیم کرے تو اُسے اختیار ہے کہ حصہ کثیر ایک کو دیدے اور دوسرے کو کم اور وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو اُسکا حصہ خاص بھی دے یا جایداد کو سب بیٹون مین برابر حصون مین تقسیم کردے" +

منو کا قول یہ ہے کہ "حصے جو باپ نے اپنے بیٹون کے لیے مقرر کردیے ہین خواہ برابر ہون یا کم و بیش اُنکو وہی قائم رکھنے چاہیین ورنہ مستوجب سزا ہونگے" + ؎۱

پس جبکہ نابالغ سولہ برس کی عمر کا ہوجائے تو اُسکو بموجب اِس انتظام کے جو باپنے بعد ازان کیا استحقاق حاصل ہوگا کہ غیر منقولہ جایداد سے ثلث حصہ کا دعوی کرے اور اپنے حقیقی اور سوتیلے بھائیون سے اُسپر قبضہ لے نہ بیشتر اسکے + ؎۲

ضلع سارن - ۲۹ - نومبر سنہ ۱۸۱۶ع

؎۱ یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برہسپتی کا ہے داے بھاگ کے صفحہ ۵۰ کو دیکھو +

؎۲ راے مذکورہ بالا کی طرز تحریر سے یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ جایداد کی تقسیم تاوقتیکہ ایک نابالغ

مقدمہ ۱۱ - س - ایک شودر کے کنبہ مین چار بھائی تھے اور ایک بہن اور بڑے بھائی کے ایک بیٹا کنیزک سے تھا اور بہن کے ایک بیٹا تھا جو اُسکے شوہر کی عدم موجودگی مین جبکہ وہ کسی ملک غیر مین رہتا تھا شخص غیر کے نطفہ سے پیدا ہوا تھا تین چھوٹے بھائی لاولد مر گئے اب دو شخص یعنی بڑے بھائی کا بیٹا اور بہن کا بیٹا جایداد کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین منجملہ اِن دو شخصون کے کسکو چارون بھائیون کی جایداد مذکورہ پہونچیگی *

ج - صورت متذکرہ بالا مین اگر کوئی وارث نواسہ تک نہو تو چونکہ کنبہ شودر کا ہے لہذا کل جایداد بڑے بھائی کے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملیگی بہن کا بیٹا مستحق وراثت کا نہین ہے *

جاگبلک کا قول جو متاچھرا مین منقول ہے یہ ہے - کہ "بیٹا جو کنیزک سے ہو

شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو اس صورت مین جبکہ کوئی وارث نواسہ تک نہو ورثہ پائیگا *

عم شریک جایداد موجود ہو یا وہ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے نہین ہو سکتی لیکن اگر ایک شخص ورثار بالغ اور نابالغ چھوڑ مرے تو اس سے بالضرور یہ لازم نہین آتا کہ شخص مذکور کی جایداد تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو نہ پہونچ جائے اُسکے وارثون مین تقسیم نہین ہو سکتی کیونکہ اگر ورثار بالغ اپنی موروثی جایداد کو تقسیم کرنا چاہین تو وے اُسکو بھائی کی نابالغی مین تقسیم کر سکتے ہین - بخلاف اِسکے وے شخص جو بالغ ہین بغرض محرومی نابالغ کے جسکو اپنے کام کے اہتمام کا قانوناً مجاز نہین ہے جایداد مشترکہ کو تلف یا کسی اور طور پر علیحدہ کرین تو اِس صورت مین بھی نابالغ کو اختیار ہے کہ جایداد کی تقسیم کے واسطے ولایتاً نالش کرے اور بھائی اِس صورت مین نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی کے حوالہ کر دینے کے واسطے مجبور کیے جا سکتے ہین تا کہ نابالغ کے حصہ کو اُسکے ولی یا حاکم وقت کے حوالہ کرین اور حصۂ مذکور اُسکی سپردگی مین رہیگا تا وقتیکہ نابالغ سن بلوغ کو نہ پہونچے مگر کسی صورت مین نابالغ کی جایداد کا اہتمام جب تک وہ بالغ نہو جاوے اُسکے ذمہ سپرد نہین کیا جا سکتا اور مسئلہ جو اِس جگہ لکھا گیا ہے منشار اِسکا صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ مجاز اِس امر کا نہین ہے کہ جایداد مشترکہ سے اپنے حصہ پر قابض ہونے کے واسطے خود نالش دائر کرے *

وہ بھی باپ کی رضامندی سے حصہ پاسکتا ہے۔ لیکن اگر باپ مرگیا ہو تو اُسکے صحیح النسب بیٹون کو چاہیے کہ اپنے غیر صحیح النسب بھائی کو شریک نصف حصہ کا کرین اور اگر بھائی نہون تو بشرط نہونے باپ کے نواسہ کے وہ کل جایداد کا وارث ہوگا ؎ ۱

ضلع ہوگلی۔ ۳۔ مارچ ۱۸۶۳ع
بختیار سنگھ بنام بہادر سنگھ وغیرہ

مقدمہ ۱۲۔ س۔ ایک شخص نے اپنی اراضی مکسوبہ سے نصف زوجہ کے بیٹون کو دیدی اور نصف اپنے پاس رکھکر اُنسے علیحدہ ہوگیا اور بشمول اپنے بیٹے کے جو دوسری زوجہ سے تھا رہنے لگا۔ اُسکی وفات کے بعد اُسکے سب بیٹے اُسکی جایداد کے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین ؎

۱ دھرم شاستر کے بموجب کسی شودر شخص کا غیر صحیح النسب بیٹا جو کنیزک سے ہو ورثہ پاسکتا ہے مگر تین اعلی قومون سے کسی قوم کا غیر صحیح النسب لڑکا نہین پاسکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ مذکورہ بالا مین طرفین شودر تھے لیکن یہ امر بالتصریح نہین لکھا ہے کہ بڑا بھائی قبل یا بعد وفات ایک بھائی یا سب چھوٹے بھائیون کے مرگیا یا کہ وہ عورت جسکے بطن سے مدعی پیدا ہوا پندرہ قسم کے غلامون مین سے تھی یا کہ صرف مدخولہ۔ اگر عورت اُس شخص کی کنیزک تھی اور تینون چھوٹے بھائی بڑے بھائی کے سامنے مرگئے تو اس صورت مین اُسکا بیٹا جو کنیزک سے ہے مستحق کل ورثہ کا ہوگا۔ بخلاف اِسکے اگر ایک بھائی یا ایک سے زیادہ نے بڑے بھائی کی موت کے بعد وفات پائی ہے تو غیر صحیح النسب لڑکا مستحق دعوی کرنے صرف اُس حصہ کا ہوگا جو اُسکے باپ کا تھا کیونکہ شاستر مین کہین یہ حکم نہین ہے کہ شودر کا بیٹا جو کنیزک سے ہو قرابتاً ورثہ پادے۔ اگر وہ عورت اُسکی کنیزک نہ تھی تو لڑکا جو اُسکے اور اُس شخص کے صلب سے پیدا ہوا ہے مستحق وراثت نہین ہے لیکن صرف وجہ معاش کا دعوی کرسکتا ہے اور کسی صورت مین بھانجے کو جو بصورت مذکورہ بالا پیدا ہوا ہو اپنے ماموون کی جایداد پر استحقاق وراثت حاصل نہین ہے ؎

ج - صورت مذکرۂ بالا مین تقسیم جایداد جو باپ نے کی جائز متصور ہوگی بشرطیکہ اُسنے بحالت اختلال حواس جو بیماری وغیرہ کے باعث سے لاحق ہوا ہو یا بوجہ ناراض ہونے کسی متبنی سے یا کسی مانوس زوجہ کے بیٹے کی جانبداری کے باعث سے ایسا نہ کیا ہو کیونکہ اگر منجملہ اِن صورتون کے کوئی صورت ہو تو اُسکے بیٹے اُسکی جایداد سے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین ورنہ اُسکی وفات کے بعد اُن بیٹون کو جو اُس سے اُسکے حین حیات علیحدہ ہوگئے ہون کچھ دعوی وراثت نہین رہتا ہے ؀

بیٹے جو جائز طور پر باپ سے علیحدہ ہوئے ہون اُنکو بعد وفات باپ کے اُس بیٹے سے جو باپ کے ساتھ رہتا ہو دعوی وراثت نہین پہونچتا ہے ؀

ضلع جنگل محال - ۱۹ - جنوری سنہ ۱۸۲۰ع

مقدمہ ۱۳۳ - س - اگر کسی خاص ملک مین تقسیم جایداد کا یہ دستور قدیم ہو کہ بڑے بیٹے ہونے کے استحقاق کے بموجب اُسکو حصہ کثیر دیا جاے تو یہ دستور باوجود اس امر کے کہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت زمانۂ حال یعنی کلجگ مین ممانعت ہے جائز تصور کیا جائیگا یا نہین - جواب اِس سوال کا بموجب دھرم شاستر متمشیۂ بہار کے مطلوب ہے ؀

ج - باوجودیکہ بڑے بیٹے کے استحقاق کی نسبت کلجگ یعنی زمانۂ حال مین ممانعت ہے تاہم اگر کسی خاص ملک مین زمانۂ سلف اور قدیم سے تقسیم جایداد غیر منقولہ وغیرہ کے باب مین یہ دستور ہو کہ بڑے بیٹے کو حصۂ کثیر دیا جاے تو یہ دستور قدیم جو باجازت اور منظوری باشندگان ملک مذکور کے مروج ہو جائز متصور ہوگا - یہ راے بموجب بیاد تندیو اور بیر متھراد اے اور بیوہاد میوکھ اور راج مارتنڈا اور اور کتابون مروجۂ بہار کے دی گئی ہے ؀

ماخذ اول " دستورات جو خاص اضلاع اور قومون اور خاندانون کے واسطے مخصوص ہین اُنکو جائز رکھنا چاہیے ورنہ لوگون کو تکلیف ہوگی " - ہند کے اضلاع جنوبی مین برہمن موسیری اور میری بہن کے ساتھ بیاہ کرتے ہین اور اضلاع مغربی مین دستکار اور اور لوگ جو اپنے تئین داخل مذہب ہنود بیان کرتے ہین

ماخذ جواب سے مذکورۂ بالا ؀

گاے کا گوشت کھاتے ہین - مشرقی اضلاع کے ہندو مچھلی کھاتے ہین اور انکی ازواج زنا کی مرتکب ہوتی ہین - شمالی اضلاع مین عورات شراب پیتی ہین اور مرد جبکہ عورات بحالت ناپاکی یعنی استحاضہ کے ہون مقاربت کرتے ہین - برہسپتی کا قول بہاد تند پا اور پیر متر اودا اے اور بیوہار میوکہ اور اور کتابون مین منقول ہے ہا

ماخذ راے مذکورہ بالا — دوم ایک ملک کا دستور ضرور ہے کہ ابتدا سے مقرر ہوا ہو اور جو مقررہ ہو وہ اُس ملک مین جائز تصور کیا جاے - ماہرین قانون جو دانشمند ہون عوام کی مرضی کے خلاف عمل نہین کرتے ہین لہذا دستور مروجہ جاری رہنا چاہیے - یہ قول راج مار تنڈا کا ہے ؛

صدر دیوانی عدالت - ۴ ستمبر ۱۸۱۴ء

شیو بخش سنگھ اپیلانٹ بنام فتح سنگھ رسپانڈنٹ -

فصل دوسری

بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - اگر ایک لاولد برہمن مر جائے اور ایک زوجہ اور مان چھوڑ مرے اس صورت مین قاعدہ وراثت کے بموجب اِن دونون مین سے کسکو اُسکی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ پہونچتی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے بیوہ اور مان کے وراثت کا کیا قاعدہ ہے اور اگر علیحدہ رہتی ہون تو کیا دستور ہے ؛

بیوہ اپنے شوہر کی جایداد پر بجود کی سایس قائم مقام ہوتی ہے ؛ — ج - درصورت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے بیوہ کو اپنے شوہر کی جایداد پر استحقاق ملکیت حاصل ہے اور یہی قاعدہ ہے خواہ مان بالاتفاق رہتی ہو یا علیحدہ - مان کو جب تک کہ اُسکے بیٹے کی بیوہ موجود ہے کسی صورت مین استحقاق وراثت حاصل نہین ہے - یہ راے مطابق دھرم شاستر کے ہے

ضلع چاٹگانون - ۱۲ مئی ۱۸۱۸ء

مقدمہ ۲-س - ایک شخص نے وفات پائی اور ایک زوجہ اور ایک حقیقی بھائی چھوڑ مرا پس بموجب دھرم شاستر کے متوفی کی جایداد بیوہ کو پہونچیگی یا بھائی کو اور بھائی اُس بیوہ کو نان نفقہ دیگا ✣

ج - درصورت نہونے وارثون کے پر پوتے تک بیوہ شاستر بنگالہ کے بموجب جایداد شوہری پر اپنے حین حیات قابض رہتی ہے خواہ وہ اراضی ہو یا کسی اور قسم کی اور تاحیات بیوہ کے شوہر کے بھائی کا کچھ استحقاق وراثت نہین ہے ✣ (بنگالہ مین بیوہ کے سامنے بھائی کا حق وراثت نہین ہے ✣)

باخذ برہسپتی ”بیوہ ایک متوفی شخص کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اپنے شوہر کے حصہ پر قابض ہو گو اُسکے شوہر کے رشتہ دار اور باپ اور مان اور حقیقی بھائی موجود ہون“ ✣

برہت منو ”لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن ہو اور فرائض دینی کی پابند رہے اپنے شوہر کا سرادہ وغیرہ کریگی اور اُسکو شوہر کی کل جایداد حاصل ہوگی ✣

جاگیولک ”زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین و بھائی وغیرہ“ الخ“ ✣

بشن ”جایداد اُس شخص کی جسکی اولاد ذکور نہو اُسکے بعد اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو بیٹیون وغیرہ کو الخ“ یہ راے داے بھاگ وغیرہ کے بموجب دی گئی ہے ✣ [1]

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۹ - اگست ۱۸۱۹ء -

[1] راے مذکورہ بالا بموجب مسئلہ مجاریہ بنگالہ کے دی گئی ہے بنارس اور دیگر مقامات مین اگر کنبے کے لوگ بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ مستحق وراثت نہین ہے بلکہ بھائی وارث ہوتا ہے۔ مگر کل مسائل دھرم شاستر کے بموجب اس امر مین اتفاق ہے کہ بیوہ کو جایداد شوہری پر اختیار غیر محدود حاصل نہین ہے اُسکو صرف حق حین حیات حاصل ہوتا ہے وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہین کرسکتی الا امر خاص کے واسطے - اور اُسکی وفات کے بعد وہ جایداد اُسکے شوہر کے بھائی یا اور وارثون کو ملیگی - مقدمہ ۱۲ - اور مقدمات جبہ اور بیع کو معائنہ کرو ✣

مقدمہ ۳۳ - س - اگر کوئی شخص ایک زوجہ اور ایک سوتیلا بھائی چھوڑ مرے اور بعد اُسکی وفات کے بیوہ اپنی عصمت کو ہاتھ سے دے اور اُسکے ایک طفل ایک غیر قوم کے شخص سے پیدا ہو مگر بھائی کا چلن اپنے مذہب کے مطابق ہو تو اِس صورت مین منجملہ اِن دونون کے متوفی کے ترکہ پر کسکو حق وراثت پہونچتا ہے اگر بیوہ مذکور حین حیات اپنے شوہر کے ایک شخص غیر کے ساتھ ہم بستر ہوئی ہو اور بدین وجہ کنبے سے نکال دی گئی اور بدنام ہوئی ہو تو ایسی بیوہ کو ترکہ شوہر پانے کا استحقاق ہے یا نہین *

نوٹ فاجرہ کے حقوق اسکے شوہر کی جایداد پر نہین رہتے ہین *

ج - عام مسئلہ یہ ہے کہ عفیفہ بیوہ ایسے شخص متوفی کی جسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو اُسکی قائم مقام ہوتی ہے - لیکن اگر وہ بعد وفات اپنے شوہر کے پاکدامن نہ رہے تو وہ مستحق قائم مقام ہونے کی نہین ہے اور اسوجہ سے بیوہ کا ایسی صورت مین استحقاق اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کے سامنے خارج ہو جاتا ہے علی ہذا القیاس اُس صورت مین بھی جبکہ اُسنے اپنے شوہر کے جیتے جی خلاف عصمت عمل کیا ہو - دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مین بہ پابندی اِس مسئلہ کے حوالے مندرج ہین *

ماخذ برہسپتی - " اگر شوہر زوجہ کے سامنے مرجاے تو جایداد شوہری بیوہ کے حصہ مین آتی ہے " - یہ ایک قاعدہ قدیم ہے * [1]

کاتیاین " بیوہ کو اپنے شوہر کی جایداد کا ورثہ ملنا چاہیے بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو - اور ازدواج لاولد جنکا چلن درست ہو اُنکی بھی پرورش ضرور ہے لیکن جو فاجرہ ہین اُنکو نکال دینا چاہیے اور علی ہذا القیاس اُنکو بھی جو فاسدہ ہین " * [2]

برہسپت منو - " لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض دینی کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ و پانی دیگی اور اُسکو شوہر کا کل حصہ حاصل ہوگا *

[1] دایے بھاگ ص ۱۰۹ *

[2] متاپچھرا ص ۲۶۳ *

نارد - "لیکن وہ زوجہ جایداد شوہری پانے کے لائق نہو گی جس سے افعال ناشایستہ مضر اپنے شوہر کے سرزد ہون یا جسکو پاس حیا نہو یا جو اپنے شوہر کے مال کو تلف کرے یا بدکاری کے باعث سے اپنے شوہر کے نام پر عمداً داغ لگائے" *

ضلع ہوگلی -

مقدمہ ۴ - س - دو بھائی تھے اُنمین سے ایک مرگیا اور اُسکی اولادین بیٹے تھے جو ابتک بقید حیات ہین اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان وہ بھی ایک زوجہ چھوڑ کر مرگیا زوجہ فاحشہ ہوگئی اس صورت مین وہ شوہر کی جایداد در انتقال پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر نہین تو اُسکے شوہر کا مال کسکو پہونچیگا *

ج - اگر اُسکا بدکار ہونا فی الواقع ثابت ہوجائے تو شوہر کے مال پر اُسکا کچھ حق نہین ہے اور اُسے شوہر کے گھر سے نکال دینا چاہیے اور شوہر کی جایداد اگر اُسکے وارثون مین چچا تک بھی کوئی نہو تو اُسکے چچا کے بیٹے کو پہونچیگی - یہ راے بموجب اقوال مندرجۂ داے بھاگ وغیرہ کے ہے -

ف زاجرہ شوہر کے گھر سے نکال دی جاسکتی ہے

ضلع چوبیس پرگنہ - ۱۰ - جولائی ۱۸۱۱ع

مقدمہ ۵ - راجہ سبھوابل دیو نے وفات پائی اُسکے چار بیٹے مسمی بابو ایشر بخش دیو اور بابو دل گنجن دیو اور بابو اہلاد سنگھ دیو اور بابو سبھ ناتھ سنگھ دیو تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا بابو ایشر بخش دیو مرگیا اور اُسکے ایک نابالغ لڑکا اور دو زوجہ تھین بڑی زوجہ کا نام رانی شیوراج کنور اور چھوٹی کا نام رانی ابھی مال کنور تھا بعد ازان نابالغ لڑکا بھی فوت ہوا - اہلاد سنگھ دو بیٹے مسمیان ہرک ناتھ اور جے ناتھ وارث چھوڑ مرا - اخیر کو دل گنجن سنگھ ایک زوجہ مسماۃ گلاب کنوری چھوڑ کر مرگیا سبھ ناتھ سنگھ ابھی تک بقید حیات ہے اس صورت مین دل گنجن دیو کی جایداد اُسکی بیوہ گلاب کنوری کو پہونچیگی یا اُسکے بھائی سبھ ناتھ سنگھ کو یا اُسکے بھتیجون ہرک ناتھ اور جے ناتھ کو *

ف اگر جایداد کی تقسیم

ج - اگر دل گنجن سنگھ بیٹا یا پوتا یا پر پوتا چھوڑ مرا ہو مگر اُسکی بیوہ گلاب کنوری

ہو گئی ہے تو بموجب دھرم شاستر مجاریہ بنارس کے بیوہ بجز وی شوہر کے بھائی کی وارث ہو گی لیکن صورت نہونے تقسیم کے بیوہ کا حق بھائی کے سامنے خارج ہو گا اور دونون صورتون مین بھائی کا حق بھائی کے بیٹون کے حق کی نسبت مقدم ہے ٭

اور اُسکا بھائی شُبھ ناتھ سنگھ اور اُسکے بھتیجے ہرک ناتھ اور رجے ناتھ زندہ ہون تو اِس صورت مین اُسکی جایداد منقولہ وغیر منقولہ پر صرف اُسکی بیوہ مستحق قائم مقام ہونے کی ہے بشرطیکہ جایداد تقسیم ہو چکی ہو۔ اگر بھوابل دیو اپنے چار بیٹے الیشر بخش و دل گنجن و اہلاد و شُبھ ناتھ چھوڑ مرا ہے اور اُسکی جایداد منقسم نہین ہوئی ہے تو اِس صورت مین دل گنجن کے حصہ کا وارث اُسکا حقیقی بھائی شُبھ ناتھ ہو گا اور اُسکی بیوہ عین حیات صرف خور و پوش پانے کی مستحق ہے۔ یہ راے متاچھرا اور اور دھرم شاستر کی کتب کے مطابق ہے جو مغربی اضلاع ہند مین مروج ہین ٭

ماخذ۔ زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو"۔ قول جاگبلک منقولہ متاچھرا ٭

"اُس شخص کی جایداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اگر زوجہ نہو تو دخترون کو اگر دختر بھی نہو تو باپ کو اور اگر باپ بھی مر گیا ہو تو مان کو اور مان نہو تو بھائیون کو اور بعد اُنکے بھائی کے بیٹون کو ملیگی"۔ قول بشن منقولہ متاچھرا ٭

"جاگبلک وغیرہ کے قول سے جو یہ قاعدہ کہ زوجہ کو جایداد ملیگی مستنبط کیا گیا ہے اُس سے اُس بھائی کی بیوہ مراد ہے جو کنبے سے علٰحدہ رہتا تھا" متاچھرا ٭

منو "بعد ازان قریب تر رشتہ دار یعنی سپنڈ کو ورثہ ملیگا" ٭

صدر دیوانی عدالت ۔ ۱۰ مئی ۱۸۲۶ء

بابو ہربر کاش سنگھ بنام بابو دل گنجن دیو ٭

مقدمہ ۶ - ایک شخص جسکے قبضہ مین موروثی زمینداری اور اور جایداد تھی تین بیٹے چھوڑ مرا بعد وفات باپ کے تینون بیٹے بالاشتراک اور بالاتفاق ملک مذکور سے متمتع ہوتے رہے تھوڑے عرصہ بعد تینون سے ایک مر گیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اُسوقت تک ملک مذکور پر بالاشتراک سب قابض تھے

اُسکے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ نے اپنا حصہ جایداد منقولہ کا حاصل کرلیا اور اب وہ زمینداری سے ایک ثلث کا دعویٰ کرتی ہے - اِس صورت مین جایداد موروثی غیر منقولہ و غیر منقسمہ سے وہ مستحق پانے اپنے شوہر کے حصہ کی ہے یا نہین -

تج - صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کو زمینداری غیر منقسمہ سے کچھ حصہ پانے کا استحقاق حاصل نہین ہے ❖

ف بموجب دھرم شاستر متھلیہ بنارس کے اُس بھائی کی بیوہ کو جو بااتفاق رہتا ہوا اپنے شوہر کی جایداد پر کچھ حق نہین ہے ❖

ماخذ - بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کے مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ ”وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا عضو نہو تو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین“ ❖

ناردہ ”اگر منجملہ بھائیون کے کوئی بھائی لاولد مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اُسکی جایداد کو باستثناء استری دھن آپس مین تقسیم کرلین اور اُسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے تا مدامن رہین وجہ معاش مقرر کرین“ ❖

ضلع سارن - ۲ - مارچ ۱۸۰۶ع

مقدمہ ۷ - ص ۱ - اگر ایک شخص باپ اور بھائی اور زوجہ دختر اور نواسہ چھوڑ مرے تو اِس صورت مین جایداد ملسوبہ متوفی سے ہر ایک منجملہ ان اشخاص کے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے ❖

تج - اگر متوفی نے جایداد مذکور بغیر صرف کرنے سرمایہ پدری کے حاصل کی ہو اور زوجہ اور دختر اور نواسہ اور باپ اور بھائی چھوڑ مرا ہو تو جایداد مکسوبہ مذکور کے چار حصہ کرنے چاہیین منجملہ اُنکے دو حصے باپ کو پہونچینگے اور دو اُسکی زوجہ کو چنانچہ کاتیائن کہتا ہے کہ ”باپ اپنے بیٹے کی جایداد مکسوبہ سے نصف یا دو چند حصہ پاتا ہے“ لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو

ف باپ اور بھائی اور زوجہ اور دختر اور نواسہ جائداد مشترکہ متوفی میں برحصہ پانے کے مستحق ہونگے ❖

بیوہ کے بعد اسکی جایداد کو اُسکے وارث پائینگے" اگر جایداد مذکور بامداد مال موروثی حاصل کی گئی ہے اور کاسب کے بعد اشخاص مذکورۂ بالا بقید حیات ہون تو نصف اُس جایداد سے جو مکسوبہ بیٹے کی ہے باپ لیگا اور دو حصے کاسب کی بیوہ کو ملینگے اور ایک حصہ اُسکے بھائی کو پہونچیگا ٭

س ۲- اگر ایک شخص بالاتفاق اپنے دو بھائیون کے رہکر کچھ جایداد منقولہ وغیر منقولہ بذریعۂ یا بلا ذریعہ مال موروثی کے حاصل کرے اور وہ باجازت اپنے باپ کے مال مکسوبہ اور موروثی جایداد کو بھائیون مین باہم تقسیم کرے اور تقسیم باضابطہ ہو جائے اور ہر ایک بھائی کی جانب سے دستاویز تحریر ہو بعد ازان بھائی مذکورۂ بالا اپنے باپ کے حین حیات مر جائے تو اس صورت مین صرف اُسکی بیوہ اور دختر اور نواسہ کو اُسکی جایداد پہونچیگی یا کہ اُسکے بھائیون کا بھی اُسمین کچھ حق ہے ٭

ف صورت جسمین بھائی کا حق بیوہ کے سامنے خارج ہے ٭

ج ۲- صورت مذکورۂ بالا مین صرف بیوہ مستحق پانے ترکۂ شوہر کی ہے ٭

س ۳- اگر بھائی مذکورۂ بالا نے بلا رضامندی باپ کے اپنے بھائیون سے اتفاق کر کے جایداد موروثی اور اپنے مال مکسوبہ کی تقسیم بذریعۂ دستاویزات باضابطہ کے کی ہو اور باپ نسبت جواز دستاویزات تقسیم کے معترض ہوا ہو اور وہ اپنے باپ کے روبرو مر جائے تو درصورت مر جانے باپ کے بھی بھائی مذکور کی جایداد منجملہ اُسکی زوجہ اور دختر اور نواسہ اور بھائیون کے کسکو پہونچیگی ٭

ف تقسیم ملک باہم بیوہ اور اُسکے شوہر کے بھائیون کے جبکہ شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو ٭

ج ۳- صورت مذکورۂ بالا مین بھائی اُسقدر جایداد کے مستحق ہونگے جو موروثی ثابت ہو اور جو جایداد کہ متوفی کی مکسوبہ ہو اور سرمایہ پدری کے ذریعہ سے حاصل کی گئی اُسمین سے نصف بھائی لینگے کیونکہ وہ حق اُنکے متوفی باپ کا ہے اور باقی نصف سے دو حصے بھائی متوفی کی زوجہ کو ملینگے اور ایک ایک حصہ بھائیون کو پہونچیگا- اگر جایداد صرف متوفی ہی کی مکسوبہ ہے اور اُسکے حاصل ہونے مین سرمایہ پدری صرف نہین ہوا ہے تو اِس صورت مین جایداد مذکور سے بعد وفات باپ کے نصف حصہ جو اُسکا حق تھا بھائیون کو ملیگا اور باقی حاصل کرنے والے

کی زوجہ کو ہونچیگا ✦

س ۴۔ دختر اپنی ماں کے حین حیات بابت ترکہ پدری کے چچا پر ورانتاً نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین ✦

ج ۴۔ دختر حین حیات اپنی ماں کے چچا پر واسطے ترکہ پدری کے ورانتاً نالش کرنے کی مجاز نہین ہے۔

دختر حین حیات اپنی ماں کے دعوی وراثت نہین کرسکتی ہے ✦

س ۵۔ ایک بیوہ نے بدعوی ترکہ شوہری کے شوہر کے بھائیون پر نالش کی اور بعد ازان ایک وثیقہ ابرار لکھدیا اُسکی رو سے بیوہ نے صرف اپنے ہی حقوق شوہر کے بھائیون کو نہ دے دیے بلکہ متوفی کی دخترون اور نواسہ کے بھی۔ اِس صورت مین دختر کو بابت حصہ جایداد مشترکہ پدر متوفی کے اپنی ماں اور چچاؤن پر نالش کرنے کا اختیار ہے یا نہین ✦

ج ۵۔ اگر بیوہ نے شوہر کے بھائی کے نام نالش کی ہو اور بعد ازان دختر اور نواسہ کو اپنے حق سے محروم رکھنے کے واسطے اُسنے وثیقہ ابرار تحریر کردیا ہو تو دختر مجاز ہے کہ بغرض تنسیخ دستاویز مذکور کے ماں اور چچاؤن پر نالش کرے۔ بیوہ کو منتقل کرنا کسی جایداد کا باستثناے خاص اپنی جایداد کے قانوناً منع ہے ✦ اس قسم کے انتقال سے موروثی وجہ معاش تلف ہوجاتی ہے چنانچہ قول ہے کہ "وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعۂ پرورش ضرور ہے اور تلف کردینا اُنکی موروثی وجہ معاش کا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے" ✦

ماں اگر کوئی ایسا امر کرے جس سے دختر اپنے حق سے محروم رہے تو وہ نالش کرنے کی مجاز ہے ✦

ضلع ہوگلی — ۸ — جولائی ۱۸۰۵ع

مقدمہ ۸ — س ۱ — ایک شخص دس برس قبل وفات اپنے باپ کے اپنے کنبے کو چھوڑ کر ملک غیر مین جاکر رہا اور جب سے مفقود الخبر ہے اِس صورت مین اُسکی زوجہ نور اً بعد مرگ پدر شوہر کے دوسوتیلے بھائیون پر بابت اپنے حصۂ شوہری کے جو اُسے ترکۂ پدری سے ملتا نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین

عورت کو حکا بتعہ ہر مفقود الخبر ہو شوہر کے حصہ جائداد پدری پر دعویٰ نہین پہونچتا ہے

ج ۱- مفقود الخبر شخص کی زوجہ کو بابت حصۂ شوہری جایداد موروثی کے دعوے کرنے کا استحقاق نہین ہے لیکن شوہر کے بھائیون پر زوجہ مذکور کے لیے خور و پوشش کا سر انجام کرنا ضرور ہے ۔ ۱

س ۲- دھرم شاستر کے بموجب بعد انقضاے کسقدر زمانہ کے شخص مفقود الخبر متوفی متصور کیا جائیگا ۔

مفقود الخبر کے واسطے بارہ برس کا زمانہ مقرر ہے بعد ازان اسکا مرجانا قیاس کر لیا جاتا ہے ۔

ج ۲- اگر ایک شخص ملک غیر کو چلا جاے اور بارہ برس تک اُسکی کچھ خبر نہ ملے تو بعد انقضا اس زمانہ کے متوفی متصور کیا جائیگا اور اُسکے وارثون کو لازم ہے کہ رسوم میت اُسکی نسبت ادا کرین - اگر وے یہ رسوم ادا نہ کرینگے تو گنہگار ہونگے ۔ ۲

قول منو ؎ اور اُنکی لاولد ازواج کی اگر وے نیک روبہ ہین پرورش کیجاے لیکن جو فاجرہ ہون اُنکو نکال دینا چاہیے اور علیٰ ہذا القیاس اُنکو بھی جو مفسد ہون ۔ ۳

شہر پٹنہ - ۱۰ - اگست ۱۸۰۶ء

مقدمہ ۹ - س ۱ - ایک شخص کے دو زوجہ سے اولاد تھی یعنی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری سے دو بیٹے تھے یہ تینون بھائی شامل اور بالاتفاق بطور ایک کنبے کے رہتے تھے تھوڑے عرصہ بعد منجملہ انکے ایک بھائی جو پہلی زوجہ سے تھا کسی غیر ملک کو چلا گیا پچیس برس سے اُسکی خبر نہ ملی اور اُسکی زوجہ اُسکے بھائیون کی حمایت مین رہی اور اُنھین کے اہتمام مین جایداد بھی تھی اب مفقود الخبر شخص کی زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین وہ مستحق اپنے حصۂ شوہری کی ہے یا صرف وجہ معاش مناسب کی ۔

---

۱ دھرم شاستر بنگالہ کا ایسا نہین ہے ۔

۲ مقدمہ ۷ - جو بیٹیون وغیرہ کے باب مین ہے معائنہ کرو ۔

۳ قول جاگبنگ ستاچھرا کے ص ۳۲۹ - مین دیکھو ۔

ج ۱- اگر شخص مفقود الخبر کی زوجہ شوہر کے بھائیون کے شامل اور بالاتفاق ایک کنبے مین پچیس برس تک رہی ہو تو بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنارس کے اُسکا دعوی قابل سماعت اور جائز نہین ہے ❖

ایسے شخص کی زوجہ کو جو پچیس برس سے مفقود الخبر ہو اپنے شوہر کے حصے کا جائداد مشترکہ سے بموجب شاستر بنارس حق پہونچتا ہے ❖

ماخذ- بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اِس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے بیان کرتا ہے کہ ''وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین''

اِس امر کی نسبت مباحثہ کرنا ضرور نہین ہے کہ ایسے شخص کی زوجہ کو جو پچیس برس سے مفقود الخبر ہو منجملہ جایداد اراضی مشترکہ وموروثی کے حصہ شوہری سے کسیطرح کا استحقاق ہے یا نہین ❖

''نارد اگر بھائیون مین سے کوئی بھائی لاولد مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو چاہیے کہ اُسکی جایداد کو باستثناء استری دھن آلیس مین تقسیم کرلین اور اُسکی عورات کی پرورش کے واسطے بشرطیکہ وے پاکدامن رہین وجہ معاش مقرر کرین'' ❖

س ۲- بنگالہ مین اِس امر کی نسبت کیا قاعدہ ہے ❖

ج ۲- دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب بیوہ مستحق پانے حصہ شوہری کے ہے ❖

قانون بنگالہ کے بموجب اسکا حق ہے ❖

ضلع سارن ❖

مقدمہ ۱۰- س- ایک شخص کے دو بیٹے تھے (ا) و (ب) بڑا بیٹا (ا) باپ کے سامنے مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد ازان باپ نے وفات پائی اور اُسکے وارث یہ تھے (ب) اور اُسکی زوجہ اور (ا) کا بیٹا اور اُسکی زوجہ شخص متوفی کے پاس جائداد قسم اراضی سے بھی تھی تھوڑے عرصہ بعد (ب) بھی اپنی زوجہ اور بھائی کی بیوہ اور بیٹا چھوڑ کر فوت ہوا- اِس صورت مین (ب) کی جایداد سے بڑے بیٹے کے بیٹے اور زوجہ کو اور چھوٹے بیٹے کی زوجہ کو کسقدر حصہ ملیگا ❖

ف اگر بھائی کا بیٹا اور زوجہ دعویدار ترکہ ہون توبموجب شاستر مروجہ بنارس کے بھائی کا بیٹا بحالت اشتراک خاندان کے ورثہ پائیگا ورنہ زوجہ مستحق وراثت ہوگی ٭

ج - اگر باپ کی وفات کے وقت (ا) کا بیٹا اور زوجہ اور (ب) کی زوجہ بطور خاندان مشترک کے بالاتفاق رہتی ہون توبموجب شاستر کے صرف (ا) کا بیٹا مستحق جایداد کا ہے لیکن اُسکو لازم ہے کہ (ب) کی زوجہ کو خورد و پوش حسب حیثیت دے اور اگر (د) سے سابق مین علیحدہ رہتے تھے اور (ب) کی جایداد علیحدہ تھی تو اِس صورت مین (ب) کی زوجہ کو وہ جائداد ملیگی جو اُسکے شوہر کو وراثتاً پہونچی تھی (ا) کی زوجہ کو حق وراثت حاصل نہین ہے لیکن اُسکے بیٹے پر اُسکے واسطے وجہ معاش مناسب کا سرانجام کرنا لازم ہے ٭

ضلع مراد آباد۔

درگا پرشاد بنام کھوما وغیرہ ٭

مقدمہ ۱۱- س- تین زمیندارون مین سے دو مر گئے اور ہر ایک کی زوجہ زندہ تھی اور تیسرا دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا - متوفیان کی بیوہ اور بیٹے موروثی اراضی پر بالاشتراک قابض رہے بعد ازان بڑے بھائی کی بیوہ مر گئی اُسکے بعد تیسرے بھائی کا بڑا بیٹا رحلت کر گیا اور ایک زوجہ اور ایک بھائی جو بعد ازان ناکتخدا مر گیا چھوڑ مرا - بالآخر دوسرے بھائی کی بیوہ فوت ہوئی اب صرف تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اُسکے شوہر کی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کی اولاد مین ایک شخص بقید حیات ہے - اِس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ اِن دونون کے کون مستحق زمینداری مذکور کا ہے ٭

ف بیوہ واسطہ داران شوہر یا اُنکی زوجون کے ترکہ پانے کی مستحق نہین ہوسکتی ٭

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو اپنے سپنڈیون کے وراثتاً ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے - حوالہ مرقومہ ذیل واے بھاگ مین مندرج ہین - بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ " وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین " اس بیان سے کہ " مستحق ترکہ کی نہین ہے " یہ مراد ہے کہ عورت اپنے سپنڈ اور ایسے ہی

رشتہ دار کے وارث ہونے کی مجاز نہین ہے پانچوین درجہ کا سپنڈ مستحق وراثت
اِسی امر مین منو کا قول بھی داے بھاگ مین مندرج ہے وہ یہ ہے ”بعد ازان رشتہ قریب تر رشتہ دار سپنڈ کو پہونچتا ہے“۔ کلوک بھٹ نے فقرہ مذکورہ بالا کی یہ تشریح کی ہے کہ سپنڈون سے جو کوئی قریب تر ہو مستحق وراثت کا ہے۔ لفظ سپنڈ ساتوین شخص یعنی اعلیٰ یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک کی اولاد پر حاوی ہے یہی امر ایک اور قول منو سے بھی جو اُسی نسخہ مین مندرج ہے ظاہر ہے۔
”اور واضح ہو کہ واسطہ سپنڈون یعنی اُن شخصون کا جنکے باہم پنڈ دینے کا تعلق ہے ساتوین شخص یعنی اعلیٰ یا اسفل کی چھٹی پیڑھی تک رہتا ہے اور سمند کون یعنی اُن شخصون کے ساتھ جنکے باہم پانی دینے کا تعلق ہے صرف اُس حالت مین باقی نہین رہتا جبکہ اُنکا حسب ونسب اور گوت معلوم نہو“ ۔
متوفی سپنڈون کی وراثت کے سپنڈ اِس وجہ سے مستحق ہین کہ وے اُن متوفیون کی روح کو پنڈ وپانی دیکر فائدہ پہونچاتے ہین مگر سپنڈون کی ازواج ایسی وراثت کی مستحق نہین ہین۔ یہ امر داے بھاگ اور داے تتو اور کرم سنگرہ اور اور کتابون کے بموجب ہے ۔ [1]
ضلع ہیمن سنگھ۔

[1] اگرچہ تیسرے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کی جایداد پر وارث ہونے سے بالکل محروم رکھی گئی پھر بھی اُس جایداد سے جسمین تینون بھائی قابض تھے وہ مستحق ایک ثلث کی ہے ۔
مالکون مین سے دو کے مرجانے کے بعد صرف اُنکی بیوہ اُنکی جایداد کی وارث اور تین حصون مین سے مستحق پانے دو حصون کی ہوئین یعنے اپنے اپنے شوہر کے استحقاق کے بموجب ہر ایک کو ایک ایک حصہ پہونچا ۔
تیسرے بھائی کے مرنے کے بعد چونکہ اُسکے وارث دو بیٹے تھے لہذا اُسکا ترکہ دو حصون مین تقسیم ہونا اور ہر بیٹے کو حصہ ملنا چاہیے تھا ۔
تیسرے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد یعنی ایک حصہ جو اُسے اپنے شوہر سے

مقدمہ ۱۲ ا- س - ایک لاولد بیوہ نے اپنے شوہر کے وارثون پر بابت نان و نفقہ بہ تعین تین سو روپیہ کے نالش کی - معلوم ہوتا ہے کہ مدعیہ کا شوہر دو زوجہ چھوڑ مرا یعنی مدعیہ اور ایک اور جسکے تین بیٹے ہین - اس صورت مین دعویدار زوجہ مستحق پانے کسی حصہ کی جایداد شوہری سے ہے یا کہ جایداد مذکور سے صرف نان و نفقہ پانے کا استحقاق رکھتی ہے *

بیوہ اپنے سوتیلے بیٹون سے صرف نان و نفقہ پانے کی مستحق ہے *

ج - لاولد بیوہ اپنے شوہر کی جایداد سے جبکہ اُسکے ایک سوتیلا بیٹا موجود ہو صرف مستحق پانے خورو پوش کی ہے اور اُسکو جایداد سے حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا *

ضلع ٹیکانون - ۱۵ - اگست ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۳ ا - ایک شخص نے جسکے دو بیٹے تھے اپنی جایداد مالگزاری و معافی

---

۴ ترکہ مین ملا اُسکے دو حصہ کرنے چاہیین تھے اُنین سے ایک ایک حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے دونون بیٹون کا حق تھا *

تیسرے بھائی کے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جایداد صرف اُسکی بیوہ کو بہ محرومی اورون کے ملنی چاہیئے تھی *

تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی جایداد صرف اُسکے نزدیک ترسپنڈ کو جو شاستر کی رو سے اُسکا وارث جائز ہے پہونچنی چاہیئے تھی *

اور دوسرے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد بھی اُسکے نزدیک ترسپنڈ کو ملنی چاہیئے تھی کیونکہ عورت اپنے سپنڈون سے ترکہ پانے کی مستحق نہین ہے *

پس اگر دونون اشخاص متذکرہ بالا کو جو بقید حیات تھے کوئی حصہ نہ ملا تو جایداد کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیئے تھا منجملہ اُنکے تیسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اپنے شوہر کے حق کے بموجب دو حصے پائیگی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے باپ سے اور دوسرا وہ جو اُسے اُسکے چچا یعنی دادا کے بڑے بیٹے کی بیوہ سے ترکہ مین ملا اور باقی چار حصے سپنڈ یعنی پدری نسل کے پانچوین پیڑھی کے واسطہ دار کو ملینگے اس تفصیل سے کہ دو حصے اُسکو دوسرے بھائی کی بیوہ سے اور دو تیسرے بھائی کے دوسرے بیٹے سے *

اور اثاث البیت کو باہم دونون بیٹون کے مساوی حصون مین تقسیم کردیا اور اپنے واسطے کچھ نہ رکھا مگر یہ شرط قرار پائی کہ باپ تا بقیۂ حیات چھ مہینے بڑے بیٹے کے گھر اور چھ مہینے چھوٹے بیٹے کے گھر رہا کریگا۔

تقسیم جایداد کے وقت باپ کے پاس کچھ زرنقد نہ تھا مگر بعد ازان بڑے بیٹے نے کچھ زرنقد حاصل کیا اور اُسکے ذریعہ سے چھوٹے بیٹے نے جس نے اُسوقت تک کوئی مال خود حاصل نہ کیا تھا کار تجارت کیا۔ بڑا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا بعد ازان باپ اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور دختر کے سامنے مرگیا۔ بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو تقسیم کے وقت ملا تھا قابض ہوئی مگر چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے بڑے بیٹے کی بیوہ کو اُسکے شوہر کی جایداد سے بیدخل کردیا۔ اس صورت مین کس قدر حقہ بڑے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے؟

ف صورت جسمین دو بھائیون کی بیوون کو حصہ مساوی ملتا ہے

ج۔ منجملہ دو بھائیون کے جنکے باہم باپ نے جایداد تقسیم کردی اگر بڑا بیٹا کچھ جایداد بذات خود حاصل کرے اور اپنی زوجہ اور باپ کے حین حیات مرجاے تو اس صورت مین اُسکی بیوہ کل اُس حصہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسکے شوہر کو تقسیم کے وقت ملا ہو اور جو جایداد کہ اُسکے شوہر کی مکسوبہ ہو اُسکے چار حصہ کرنے چاہئین اُمین سے دو حصہ پانے کی وہ مستحق ہے اور باقی دو چھوٹے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے؟

"زوجہ" الخ۔ واے بھاگ کے صفحہ ۱۶۰ کو معائنہ کرو ملہ

ضلع ہوگلی۔

ملہ یہ بلاشک ایک صحیح ہوسکتا ہے بشرطیکہ جایداد منقسمہ باپ کی مکسوبہ ہو والا اگر جایداد موروثی ہوتی اور اُسکی زوجہ کے اور اولاد پیدا ہوسکتی تو اس صورت مین تقسیم مذکور ناجائز متصور ہوتی اور بڑے بیٹے کی بیوہ کو اُس حصہ پر جو اُسکے شوہر کو باپ سے تقسیم مین ملا تھا کچھ استحقاق

مقدمہ نمبر ۱- س ا- اگر ایک ہندو بذریعہ اپنے سرمایہ کے یا کسی اور ذریعہ سے جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ تعلق نہو جایداد اراضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین اپنے بھائیون کے شریک رہتا ہو تو اِس صورت مین اُسکی اراضی اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائیون کو جو شامل رہتے ہون پہونچیگی یا کہ اُسکی بیوہ کو- اور درصورت مستحق ہونے بیوہ کے اُسے اختیار انتقال جایداد کا بیع یا ہبہ کے ذریعہ سے حاصل ہے یا نہین اور اگر حاصل نہین ہے تو اِس صورت مین اراضی مذکور بیوہ کی وفات کے بعد کسکو پہونچیگی یعنی اُسکے شوہر کے وارثون کو یا کسی اور کو*

ج- اگر ایک ہندو اپنے سرمایہ یا کسی اور ذریعہ سے جسکو سرمایہ مشترکہ سے کچھ تعلق نہو جایداد اراضی حاصل کرے اور وہ اُس زمانہ مین اپنے بھائیون کے شریک رہتا ہو تو اِس صورت مین اراضی مذکور اُسکے بھائیون مین تقسیم نہین ہوسکتی لہٰذا اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ کا اُسپر استحقاق ہوپنچیگا نہ اُسکے بالاتفاق رہنے والے بھائیون کا- لیکن اِس صورت مین بیوہ کو یہ استحقاق

ف اگر ایک بھائی نے جو اور بھائیون کے ساتھ رہتا ہو جائداد بلا استعانت مال موروثی کے حاصل کی ہو تو جائداد مذکور کو صرف اُسی کا حق ہے

نہو تا کس واسطے کہ یہ ایک قاعدہ قانونی مسلمہ ہے کہ جب باپ اپنی موروثی جایداد کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرے تو اُسپر لازم ہے کہ بیٹے کی بہ نسبت دوچند حصہ اپنے پاس رکھے ورنہ تقسیم مذکور جائز متصور نہوگی- اور جو جایداد کہ بڑے بیٹے کی مکسوبہ ہو یعنی وہ بلا استعانت سرمایہ پدری یا اخوی صرف اپنی کوشش و محنت سے حاصل کرے تو اُسمین سے نصف اُسکی بیوہ کو ملیگی اور نصف چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو بذریعہ استحقاق اپنے خسر کے جسکے حصہ کی بابت اُسکے شوہر کو حق وراثت حاصل تھا پہونچیگی- بخلاف اِسکے اگر جایداد باپ اور بھائی کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے اور کنبہ بالاتفاق ہو تو جایداد مکسوبہ مذکور کو چھ حصون مین تقسیم کرنا چاہیے منجملہ اُنکے ایک ثُمن حاصل کرنے والے یعنی بڑے بیٹے کی بیوہ کو پہونچیگا اور باقی دو ثلث چھوٹے بیٹے کی بیوہ کا حق ہے کیونکہ باپ اُسمین سے نصف پانے کا مستحق ہے اور حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ ملتا ہے*

حاصل نہین ہے کہ جایداد شوہری کو جو وراثتاً پہونچی ہو بذریعۂ بیع یا ہبہ بلا رضامندی اپنے شوہر کے وارثون کے منتقل کردے اور بیوہ کی وفات کے بعد جایداد اراضی مذکورہ پر اُسکے شوہر کے وارثون کا حق ہے۔

شوہر کی وفات کے بعد جائداد مذکورہ اُسکی بیوہ کو پہونچیگی لیکن بیوہ کو اُسکے منتقل کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہے، اور بیوہ کی وفات کے بعد وہ جائداد اُسکے شوہر کے بھائیون کو پہونچیگی ٭

یہ راے بباد چنتامنی اور بباد رتناکر اور بیوہار چنتامنی اور اور کتابون مروجہ ترہوت کے مطابق لکھی گئی ٭

راے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ ٭

ماخذ اول ۔ "جو کچھ بھائی کا کسوبہ خاص ہو اور بلاصرف سرمایہ موروثی کے حاصل ہوا ہو اُسکو بغیر اُسکی رضامندی کے وے ڈالنا ضرور نہین ہے کیونکہ اُسے اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے۔" یہ قول منو اور وشن سے بباد چنتامنی اور بباد رتناکر اور اور کتابون مین منقول ہے ٭

راے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ ٭

"دوم ۔ جو کچھ کہ بلاصرف سرمایۂ مشترکہ کے حاصل کیا گیا ہے اُسکا تعلق صرف حاصل کرنے والے سے ہے ۔ یہ تاویل قول مندرجہ بباد چنتامنی کی ہے" ٭

ایضاً

"سوم ۔ جایداد جو بلاصرف سرمایۂ مشترکہ کے حاصل کیجاے وہ تقسیم نہین ہوسکتی" ٭ یہ تاویل قول مندرجہ بباد رتناکر کی ہے ٭

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ ٭

"چہارم ۔ کسی قول کے بموجب عورت کو بذریعۂ ہبہ یا بیع کے جایداد غیر منقولہ کو جو اُسنے شوہر نے دی ہو منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے اور علی ہذا القیاس اُسکو اختیار انتقال اُس جایداد غیر منقولہ کا جو شوہر سے ارث مین ملی ہو بذریعۂ ہبہ یا بیع کے نہین" ۔ یہ قول بباد چنتامنی اور نیز پرکاش اور رتناکر مین مندرج ہے ٭

ایضاً

"پنجم ۔ جب کہ شوہر مرجاے تو اُسکے واسطہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جایداد اور بیوہ کی خبرگیری اور اُسکی وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے" ۔ یہ قول نارد کا بباد رتناکر اور اور کتابون مین منقول ہے ٭

راے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ ٭

"ششم ۔ اراضی یا مکانات یا غلام اگر ایسا شخص جو دوسرے کا تابع ہو ہبہ

یا رہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز اور غیر موثر ہوگا" یہ قول کاتیاین کا بیوہار چنتامنی مین منقول ہے +

ف رائے مذکورۂ بالا کے دیسی حیثیت کا ماخذ +

ہفتم "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو بیوہ کے بعد اُسکی جایداد کو اُسکے وارث پاوینگے" کاتیاین +

س ۲- اگر کوئی ہندو اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جایداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخرالذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے دے تو اس صورت مین ہندو کی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکی بیوہ کو بطور استری دھن پہونچیگی یا اُسکے بھائیون کو جو بالاتفاق رہتے ہین اور اگر بیوہ کو پہونچے تو اُسے اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ کے ہے یا نہین اور اگر ہے تو اُسکی وفات کے بعد وہ جایداد کس سے متعلق ہوگی اُسکے شوہر کے وارثون سے یا کسی اور سے- ان سوالات کا جواب بموجب دھرم شاستر مروجہ ملک ترہوت کے مطلوب ہے +

ف اجو کچھ شوہر اپنی زوجہ کو دے وہ استری دھن ہے +

ج ۲- اگر کوئی ہندو جیساکہ سوال دوم مین مذکور ہے اپنے بھائیون کے سامنے جو بالاتفاق رہتے ہون اپنا حصہ منجملہ جایداد موروثی مشترکہ کے اور اُس اراضی کو جو اُسنے بطریق متذکرہ سوال آخرالذکر حاصل کی ہو بطور استری دھن اپنی زوجہ کو دے دے اور اس امر کی نسبت اُسکے بھائی متعرض نہون کہ اس وجہ سے اُنکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے تو اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے اُسکی جایداد پر اُسکی بیوہ کا استحقاق ہے نہ اُسکے بھائیون کا جو بالاشتراک رہتے ہون اگر بیوہ کو جیساکہ دیگر غیر منقولہ جایداد عطیہ شوہری پر جو داخل اُسکے استری دھن کے ہو اختیار انتقال بذریعہ بیع یا ہبہ نہین ہے اسی طور پر اراضی مذکورۂ بالا کی نسبت بھی اُسکو یہ اختیار حاصل نہین ہے اور اگر بیوہ کوئی بیٹا یا دختر یا نواسہ یا نواسی نہ چھوڑ مرے تو اُسکی جایداد جو داخل استری دھن تھی بیٹی

لیکن اگر وہ جایداد جیسے زوجہ کو شوہر اور دیگر غیر منقولہ +

یعنی بیوہ کے ہمشیرہ زادہ یا شوہر کے بھائی کے بیٹے یا شوہر کے ہمشیرہ زادہ یا بیوہ کے برادر زادہ یا داماد یا شوہر کے چھوٹے بھائی کو وارث مین پہونچیگی - اگر ان واسطہ داران مین سے کوئی نہو تو جایداد اُسکے شوہر کے قریب تر سپنڈ کو پہونچیگی - یہ راے بموجب بباد چنتامنی اور بباد رتناگر اور اور کتب شاستر مروجہ ترہوت کے لکھی گئی +

تو اوسکو جایداد مذکور کا انتقال کا اختیار نہین ہے بیوہ کی وفات کے بعد اوسکی جایداد اوسکے وارثونکو بترتیب وارثان شوہر پہونچتی ہے +

ماخذ اول "جو کچھ کہ محب واسطہ دار سے ملے یا بذریعہ شجاعت حاصل ہو یا عورت کو اُسکے رشتہ دار برضامندی اُسکے شوہر کے دین وہ مال مکسوبہ جائز ہے" - قول برہسپتی منقولہ بباد چنتامنی و بباد رتناگر وغیرہ ہے +

وا سطے مذکورہ بالا کے اول جزو کا ماخذ +

دوم "ایک شخص اپنی مرضی کے مطابق اپنا مال مکسوبہ منتقل کرسکتا ہے" - برہسپتی کا قول بباد چنتامنی اور بباد رتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے"

ایضاً

سوم "جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے یعنی اُسکے شوہر یا والدین سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو - عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملے ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی مرضی کے مطابق اختیار ہے" - قول کا تیاین منقولہ بباد چنتامنی و بباد رتناکر وغیرہ +

ایضاً

چہارم - عورات کو جو اختیارات جایداد عطیہ واسطہ دار محب پر حاصل ہین اُنکا عموماً بیان کرکے ایک استثنا جایداد غیر منقولہ کی نسبت جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو بیان کیا گیا ہے - یہ تاویل قول مندرجہ بباد رتناگر کی ہے +

واسطے مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ +

پنجم - جو کچھ کہ شوہر نے براہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار ہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جایداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے - نارد کا قول بباد چنتامنی اور بباد رتناکر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے +

ایضاً

ششم - عورت کی جایداد اُسکی اولاد کو پہونچتی ہے اور بیٹی بھی حصہ دار ہے -

ایضاً

ششم

برہسپتی کا قول بباد چنتامنی اور بباد رتناگر اور اور کتب مین منقول ہے ✤

ہفتم - مان کی جایداد سے جو بعد ادائے زر قرضہ باقی بچے دخترون کا حصہ ہے اور اگر بیٹیان نہون تو اولاد ذکور کو پہونچیگا ✤

(ف - دفعہ مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ ✤)

قول جاگبلک منقولۂ بباد چنتامنی و بباد رتناگر وغیرہ ✤

ہشتم - اولاد ذکور مین نواسہ اور پرنواسہ بھی داخل ہے ✤

(ف - ایضاً)

یہ تاویل قول مندرجہ بباد چنتامنی کی ہے ✤

نہم - مان کی بہن اور نانی اور باپ کی بہن اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مثل مان کے بیان کیا گیا ہے اگر انکے کوئی بیٹا نہو اور نہ سوت کا بیٹا نہ نواسہ نہ ان اشخاص کا بیٹا ہو تو انکی جایداد ہمشیرہ زادہ وغیرہ کو پہونچیگی ✤

(ف - ایضاً)

برہسپتی کا قول بباد چندریکا اور اور کتب مین منقول ہے ✤

دہم - اگر بہت سے واسطہ دار اور بندہ ہو اور رشتہ دار موجود ہون تو وہ شخص جو ترتیب وراثت مین اول ہے اُس شخص کی جایداد جو بلا اولاد ذکور مرجائے پائیگا

(ف - دفعہ مذکورہ بالا کے دوسرے جزو کا ماخذ ✤)

قول برہسپتی منقولۂ بباد رتناگر ✤

صدر دیوانی عدالت - یکم دسمبر ۱۸۱۴ع

شیونراین سنگھ اپیلانٹ بنام جھنڈا سنگھ رسپانڈنٹ -

مقدمہ ۱۵ - س - ایک ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرا منجملہ اُن تین کے پہلی زوجہ لاولد تھی دوسری کے تین بیٹیان تھین اور تیسری کے ایک تھی - اِس صورت مین بعد وفات لاولد زوجہ کے اُسکی جایداد بموجب شاستر مروجہ اُس دیار کے کس سے متعلق ہوگی اور کون مستحق اُسکے دعوی کا ہے ✤

ج - اگر ہندو ساکن پٹنہ تین زوجہ چھوڑ مرے اور منجملہ اُنکے پہلی زوجہ لاولد ہو اور دوسری کے تین بیٹیان اور تیسری کے ایک ہو اور لاولد زوجہ مرجاے تو اِس صورت مین دو بیوہ جو زندہ ہین از روے شاستر بیوہ متوفی کے حصہ پانے اور اُسکی بابت نالش کرنے کی مستحق ہین کسواسطے کہ اگرچہ درصورتیکہ

(ف - اگر ایک شخص تین زوجہ چھوڑ مرے اور روے اوسکی ترکہ بیوہ پاتا قابض ہوئی اور بعد ازان اون تینون سے)

نہونے اولاد ذکور کے بیوہ اپنے شوہر کی جایداد پر وارث ہوتی ہے پھر بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکے شوہر کے قریب تر وارثون کو پہونچتی ہے چنانچہ اِس صورت مین درحالت نہونے بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے اُسکی دونون بیوہ قریب تر وارث ہین۔ یہ قانون بموجب متاچھرا اور بیرمتھرادوداے اور بیوہارمیوکھ اور بیوہار کستبہ اور اور کتب شاستر مروجہ ٹپنہ اور اُسکے مقامات متصل کے ہے ؛

ماخذ ؎ "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے والدین دینی کی بالکل مطیع ہو وہ جایداد سے حین حیات باعتدال متمتع ہوسکتی ہے۔ بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے وارث جائز اُسکی جایداد پائینگے۔ کاتیائن ؛

"اُس شخص کی جایداد جو بغیر اولاد ذکور مرجاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو اُسکی دختر کو" الخ۔ قول بشن "زوجہ و بٹیان" الخ۔

جاگبلک ؛ ۱

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۲۔ جولائی ۱۸۳۶ع

دوندا سنگھ اپیلانٹ بنام مساۃ درگا کنور۔

یکہ لاولد مرجاے تو اُسکا حصہ باقی دونوں بیوون کو پہونچیگا +

فصل تیسری

دخترون اور اُنکے بیٹون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ اگر کوئی زمیندار مرجائے اور دو منکوحہ بٹییان اور ایک ناکتخدا بیٹی چھوڑ مرے اور منکوحہ لڑکیون مین سے ایک لڑکی بدعوی ایک ثلث

؎ مقدمہ مذکورہ بالا ایک بیوہ کا ہے جو اپنے شوہر کی دو اور بیوون صاحب اولاد کے سامنے لاولد مرگئی اگر بیوہ متوفی کے بیٹی یا کئی بیٹیان ہوتین تو اُس صورت مین بھی اُسکی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے قریب تر وارثون کو پہونچتی اور اِس صورت مین قریب تر وارث شوہر کے اُسکی دونون زوجہ ہین نہ بٹییان۔ لیکن تینون بیوون کے مرجانے کے بعد تمام بٹییان برابر وارث ہونگی ؛

ترکۂ پدری عدالت مین نالش دائر کرے اِس صورت مین کون مستحق وراثت کا ہے درحالت موجود ہونے ناکتخدا لڑکی کے منکوحہ بیٹی تقسیم جایداد کے لیے نالش کرسکتی ہے یا نہین ٭

ناکتخدا بیٹی کے سامنے منکوحہ لڑکیون کا استحقاق نہین ہے ٭

ج - لڑکیون مین سے ناکتخدا لڑکی کا حق وراثت بہ محرومی اوردن کے اِسوجہ سے مقدم ہے کہ وہ اپنے متوفی باپ کو پنڈ دیا پانی دیتی ہے -

ماخذ - قول منو مندرجۂ سمرتی تتو اور اور کتب دہرم شاستر یہ ہے - ''جو شخص بلا اولاد ذکور مرجائے اُسکی ناکتخدا دختر اُسکی روح کو پنڈ دیگی'' ٭ [1]

پس جبکہ منکوحہ اور غیر منکوحہ بیٹیان ہین تو غیر منکوحہ بیٹیون کے سامنے منکوحہ بیٹیون کو حق وراثت نہین پہونچتا ہے داے بھاگ مین اِس امر کی نسبت قول پرسار منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ ''ایک شخص کی جایداد جو بلا اولاد ذکور مرجاے اُسکی غیر منکوحہ دختر کو ملنی چاہیے اور اگر یہ نہو تو منکوحہ کو''۔

منو کا قول یہ ہے کہ ''جو شخص بلا اولاد ذکور مرجاے اُسکی خاص اپنی بیٹی جو زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوئی ہو مثل پسر کے ورثہ پائیگی'' ٭ [2]

اول غیر منکوحہ بیٹی وارث ہوتی ہے بعد ازان نسوبہ اور پھر منکوحہ اور یہی قاعدہ دختہ وںن کی وراثت کے باب مین ہے لہذا منکوحہ لڑکی کا دعوی قابل سماعت نہین ہے ٭

شہر ڈھاکہ - ۱۸ - جنوری سنہ ۱۸۱۵ع

مقدمہ ۲ - ایک شخص ایک بیوہ اور دو بیٹیان ایک منکوحہ اور دوسری غیر منکوحہ چھوڑ مرا شخص مذکور کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ نے غیر منکوحہ بیٹی کا بیاہ کر دیا اور داماد کو اپنے گھر لے آئی اور داماد مذکور اپنی ساس کی وفات تک خانہ داماد ہوکر رہا اور ساس کی جایداد کا اہتمام کرتا رہا -

[1] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ رشی سرنگ کا ٭
[2] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ دیول کا ٭

بیوہ مذکور یعنی اُسکی ساس نے ایک ہبہ نامہ کے ذریعہ سے اپنے شوہر کی کل جایداد اپنے داماد کو دے دی اور بعد ازان فوت ہوئی داماد نے رسوم کریا کرم ادا کین اور چونکہ وہ خانہ داماد ہو کر رہا لہذا وہ اپنی موروثی جایداد مین حصہ پانے سے محروم رکھا گیا اب اصل مالک جایداد کی منکوحہ بیٹی اپنے باپ کی نصف جایداد یعنی جایداد موہوبہ مین سے نصف کا دعویٰ کرتی ہے۔اِس صورت مین بیوہ اپنے شوہر کی جایداد بحالت موجودگی ایک بیٹی کے دوسری بیٹی کے شوہر کو ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔

ف۔ اگر ایک شخص بلا اولاد ذکور مر جاے اور اُسکی جائداد اُسکی بیوہ کو ملے تو بیوہ کی وفات کے بعد جائداد مذکور اُسکی منکوحہ بیٹیون مین مساوی طور پر تقسیم ہو گی +

فتح۔ اگر ایک شخص جسکے اولاد ذکور نہو اور اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا ہو مرجاے اور ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ مرے تو اول بیوہ اُسکی ترکہ کی وارث ہو گی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان برابر مستحق ورثہ کی ہین۔ لہذا جب مالک متوفی کی دو بیٹیان زندہ ہین تو بیوہ اپنے شوہر کی کل جایداد غیر منقولہ کو دوسری بیٹی کے شوہر کو بلا رضامندی بڑی بیٹی کے نہین دے سکتی ہے البتہ جایداد غیر منقولہ عطا کر سکتی ہے۔بیوہ مذکور کا غیر منقولہ جایداد کو ہبہ کرنا ناجائز ہے اُسکی وفات کے بعد اُسکی دونون بیٹیان اپنے باپ کی جایداد اراضی مین حصہ مساوی پائینگی۔ یہ راے متاچھرا اور بیوہار میوکھ کے مطابق ہے۔

ماخذ۔ جاگبلک ”زوجہ اور بیٹیان“ الخ۔

برہت وشن ”اُس شخص کی جایداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی بیٹیون کو“ +[1]

کاتیائن ”بیوہ کو اپنے شوہر کی جایداد کا بشرط عفیفہ ہونے کے ورثہ ملنا چاہیے اور وہ نہو تو بیٹیان وارث ہوتی ہین“ +

برہسپتی ”ایسے متوفی شخص کا حصہ جسکے اولاد ذکور نہین ہے اُسکی زوجہ کو ملنا چاہیے۔ زوجہ جایداد شوہری کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہو تو بیٹی۔ جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اُسی طرح دختر

[1] واسے بھاگ صفحہ ۱۶۰ +

کی پیدا ایش بھی ہے پس اس صورت مین اُسکے باپ کی جایداد کو شخص غیر کیونکر لے سکتا ہے"۔

" مان کی جایداد مین سے جو بعد ادا ے زر قرضہ باقی بچے وہ دخترون کا حصہ ہے"۔ ۱؎

" باپ کی رعایت سے پوشاک و زیور استعمال مین لایا جاسکتا ہے مگر جایداد غیر منقولہ برضامندی باپ کے بھی صرف مین نہین لائی جاسکتی"۔

" جواہرات اور موتی اور مونگا اور اور مال غیر منقولہ کا باپ مالک ہے لیکن کل جایداد غیر منقولہ کا مالک نہ باپ ہے اور نہ دادا"۔

" اگرچہ کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا غلام خود حاصل کیے ہون تاہم اُنکا ہبہ یا بیع بغیر رضامندی کل بیٹون کے نہین ہو سکتا"۔

" وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو پیدا ہون اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع عمل مین نہین آسکتا"۔

" اگر ایسے شخص کی نسل سے جسکو ہمسایہ کے لوگ اور باشندگان قدیم روایت کے مطابق مالک جانتے ہون اولاد موجود ہو تو اس صورت مین شخص مذکور کے قرابتدارون کو چاہیے کہ اراضی اُسکی اولاد کے حوالہ کرین"۔

" غیر منقولہ مال کی نسبت حق ایسے قرابتدارون کا جو علٰحدہ رہتے ہون یا بالاتفاق بسا دہی ہے کسواسطے کہ آئین سے کسی کو کل جایداد کے رہن یا بیع کرنے کا اختیار نہین ہے"۔

عدالت اپیل بریلی - ۱۰ - مئی ۱۸۲۰ع

مقدمہ ۳۲ - س - ایک شخص مختلف ازواج سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ مرا بیٹا فاتر العقل اور گونگا ہے اور اُسکے اچھے ہونے کی کوئی امید نہین ہے - اس صورت مین صرف دختر اپنے باپ کی جایداد پدری کی وراثت کا استحقاق رکھتی ہے یا کہ جایداد شخص مذکور کے ناناکو اس شرط سے پہونچیگی کہ وہ پسر مذکور کی پرورش کرے۔

۱؎ جاگبلک کا قول متاچھرا کے صفحہ ۲۶۹ مین دیکھو۔

ف اگر کوئی شخص مختلف ازدواج سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ مرے اور بیٹا فاتر العقل اور گونگا ہو تو اِس صورت مین صرف دختر وراثت کی مستحق ہے ❊

ج - صورت مذکورۂ بالا مین اگر بیوہ نہو تو متوفی کی صرف دختر بہ محرومی پسر کے استحقاق وراثت بقید شرط مذکورۂ بالا رکھتی ہے اور جایداد سے نانا کو کوئی حصہ پانے کا کچھ حق فاتو تانہین پہونچتا ہے مگر پسر مذکور کی ضروریات روزمرہ کا سرانجام اُسکی سوتیلی بہن پر ضرور ہے -

ماخذ - منو ”نامرد اور ذات سے خارج اشخاص اور اشخاص جو مادرزاد اندھے اور بہرے ہون اور مجنون اور فاتر العقل جبلی اور گونگے اور وے جنکا کوئی حواس یا عضو جاتا رہا ہے مجحوب الارث قرار دیے گئے ہین“ ❊

دیول ” باپ یا کسی اور مالک جایداد کی وفات کے بعد نامرد یا جو مبتلا رمرض پیلپا یا مجنون یا فاتر العقل یا نابینا جبلی ہو یا جو بالعوض گناہ ذات سے خارج کیا گیا ہو یا ذات سے خارج شخص کی اولاد یا مکار یا فریبی ہو اپنے ورثہ سے حصہ نہ پاویگا - ایسے آدمیون کے واسطے باستثناء اُس شخص کے جو ذات سے خارج کیا گیا ہے کھانے اور کپڑے کا سرانجام کر دینا چاہیے“ -

ضلع بردوان - ۲۵ - جولائی ۱۸۲۲ء

مقدمہ ۴ - س - ایک شخص قوم شودر کے ایک بیٹا اور ایک بیٹی تھی بیٹا حین حیات اپنے باپ کے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان باپ ایک دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اور بیٹے کی زوجہ چھوڑ کر مرگیا - اِس صورت مین شاستر کے بموجب زوجۂ مذکور مستحق وراثت ہے یا متوفی کی دختر ❊

ج - اگر شخص مذکور کوئی زوجہ نہین چھوڑ مرا ہے تو اُسکی دختر جو اولاد ذکور رکھتی ہے اُسکی کل جایداد وراثتاً پانے کی مستحق ہے - بیوہ کا حق خسر کے مال پر درصورت موجود ہونے اُسکی دختر کے نہین ہے کیونکہ دختر اپنے بیٹون سے اپنے باپ اور باپ کے دو مورثون کو بھی پنڈ دلوا سکتی ہے لیکن بیٹے مذکور کی زوجہ اس فرض کے ادا کرنے کی مجاز نہین ہے ❊

ف دختر کے سامنے پسر کی بیوہ کا حق نہین ہے ❊

۱۰ ماخذ ” زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علیٰ ہذا القیاس بھائی اور اُنکے

بیٹے اور گوترج اور بندھو اور شاگرد اور ہمسبق مین سے اگر پہلا شخص نہو تو اُسکے بعد جو ترتیب مین دوسرا ہو وہ بلاشک اُس شخص کی جایداد کا جو اِس دنیا سے بلا اولاد ذکور رحلت کر گیا ہے وارث ہوگا۔ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات دلواتا ہے"۔ یہ مسائل دائے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہین ✤

شہر ڈھاکہ۔ ۲۷۔ مارچ ۱۸۱۵ع

مقدمہ ۵۔ س۔ اگر کوئی شخص دو بیٹیان چھوڑ مرے اور بعد ازان اُنمین سے ایک بیٹی دو بیٹے اور اپنی بہن چھوڑ کر مرجاے تو اِس صورت مین دختر متوفی کی جایداد اُسکے دونون بیٹون کو پہونچیگی یا اُسکی بہن کو۔ ایسے مال کی نسبت خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ کیا آئین ہے ✤

ج۔ اگر شخص مذکور دو بیٹیان چھوڑ مرا ہو اور بعد ازان ایک اُنمین سے دو بیٹے اور ایک بہن چھوڑ کر وفات پائے اور بیٹی متوفی کو ناکتخدا یا کتخدا ہونے کی صورت مین ورثہ ملا ہو اور بعد اِسکے اُسکی بہن عقیمہ قرار پائی ہو یا لاولد بیوہ ہوگئی ہو تو اِس صورت مین متوفیہ کا حصہ جو اُسکو جائداد موروثی سے ملا ہو اُسکے بیٹون کو پہونچیگا اگر متوفیہ کو بعد بیاہ کے حصہ ملا ہو اور اُسکی بہن عقیمہ یا لاولد بیوہ نہو تو اُسکی جایداد پر اُسکی بہن جسکے اولاد ذکور ہے یا اُسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وارث ہونے کی مستحق ہے کیونکہ جائداد جو منکوحہ دختر کو ورا ثتاً ملے وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے باپ کے دوسرے قریب تر وارث کو ملتی ہے اور اگر باپ کے وارثون مین زوجہ تک کوئی نہو تو اُسکی دختر کا حق وراثت مین مقدم ہے۔ اگر جایداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ اور کنبہ کے لوگ بعد تقسیم جایداد شامل رہتے ہون یا علٰحدہ تو وہ بموجب دھرم شاستر متمشیۂ بنگالہ کے دوسرے قریب تر وارث کو پہونچیگی۔ یہ راے مطابق داے بھاگ اور شرح داے بھاگ مصنفۂ سری کرشنا ترک لنکار اور داے کرم سنگرہ اور بیاد آر نو ستو اور بیاد بھنگار نو اور اور کتب شاستر متمشیۂ بنگالہ کے ہے ✤ ماخذ "زوجہ نہو تو بیٹی وارث ہوتی ہے"۔ "اِس باب مین خاص قاعدہ

اگر جایداد بد ری دو دختر ہون کو وراثتاً ہو نجی ہو اور منجملہ اُنکے ایک دختر پسر چھوڑ کر مرجاے تو اُسکا حصہ اُسکی بہن کو پہونچتا ہے بشرطیکہ بہن نے بیٹا موجود یا پیدا ہونے کا احتمال ہو ورنہ ترکہ متوفیکا اُسکے پسر کو پہونچیگا ✤

مرقومہ ذیل پر لحاظ رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک غیر منکوحہ لڑکی نے ترکہ پایا ہو اور بعد ازان اُسکا بیاہ ہو جاے اور لا ولد مر جاے تو منکوحہ بہن جسکے اولاد ذکور ہے اور وہ بہن جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک متوفی بہن کی جایداد ذکور کی وارث ہونگی اور وہ جایداد اُسکے شوہر یا کسی اور کو نہ پہونچیگی کیونکہ اُنکا استحقاق خاص استری دھن پر ہے - لیکن اگر غیر منکوحہ لڑکی نہو تو وہ لڑکی جسکے اولاد ذکور ہو اور وہ جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہو دونون بالاشتراک مستحق وراثت ہین اور انمین سے ایک نہو تو دوسری ورثہ پاویگی - اگر ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور نہو یا ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنے بیٹون کی وساطت سے مالک جایداد کو بذریعہ پنڈ و پانی دینے کے فائدے نہین پہونچا سکتین - اگر بیٹیان جو مستحق وراثت ہون نہون تو نواسہ وارث ہوتا ہے یہ مقولہ داے کرم سنگرہ اور ببادار نوستو مین مرقوم ہے ؁

”علیٰ ہذا القیاس اگر ورثہ بیٹی کو پہونچے تو اُسکی وفات کے بعد وے شخص اُسکے قائم مقام ہونگے جو اُسکے موجود نہونے کی صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کے وارث ہوتے مثلاً اُسکا بیٹا یا دادا وغیرہ نہ وے اشخاص جو بیٹی کی جائداد کے وارث ہین مثلاً اُسکی بیٹی کا بیٹا وغیرہ“ - یہ مقولہ داے بھاگ مین منقول ہے -

صدر دیوانی عدالت -

مقدمہ ۶ - س - ایک زمینداری موروثی کا مالک مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد وراثتاً اُسکی زوجہ جایداد پر قابض ہوئی بعد ازان اُسنے بھی وفات پائی اب اُسکی دختر مذکورہ جو بیوہ لاولد ہے اور اُسکے شوہر کے چچا کا ایک بیٹا موجود ہے یہ دونون وراثت کا دعویٰ کرتے ہین اِس صورت مین انمین سے کون مستحق ہے اگر دونون ہین تو کسقدر حصہ ہر ایک کو ملیگا ؁

ج - صورت مذکورہ بالا مین شاستر کی رو سے استحقاق وراثت چچا کے بیٹے کو ہے بمقابلہ جسکے بیوہ لاولد دختر کا استحقاق خارج ہے مگر مالک کے چچا کے بیٹے سے

ف جایداد جو زوجہ کو اپنے شوہر کے ترکے

وہ مستحق پانے خورو پوشش کی ہے - یہ رائے دا اے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ✤

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۶ - فروری ۱۸۶۴ء

مقدمہ ۷ - س - چار حقیقی بھائی ایک موروثی جایداد اراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے دو زندہ ہین اور دو مر گئے متوفیون مین سے ایک کے دو بیٹے ہین اور دوسرے کے ایک غیر منکوحہ لڑکی اس صورت مین لڑکی کا کچھ حصہ جایداد مین سے ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو پہونچتا ہے ✤

ج - اگر غیر منکوحہ دختر کے علاوہ چچاؤن اور چچازاد بھائیون کے اور کوئی رشتہ دار بقید حیات نہون تو اُنپر (یعنی چچاؤن اور چچازاد بھائیون پر) دختر مذکورہ کا بیاہ کرنا واجب ہے اگر لڑکی کے متوفی باپ نے موروثی جایداد مین سے اپنا حصہ اور شرکا سے علیحدہ نہین کر لیا تھا تو اُنپر سرانجام کرنا اخراجات ضروری اُس لڑکی کے بیاہ کا محاصل جایداد مشترکہ سے لازم ہے - دختر اپنے متوفی باپ کے حصہ جائز کی وارث نہین ہو سکتی - یہ رائے دھرم شاستر کے بموجب ہے جیساکہ جاگبلاک اور بشن و دیگر عقلانے لکھا ہے ✤ ملے

ضلع علی گڈھ - ۲ - جون ۱۸۶۴ء

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص ایک زوجہ ہندہ اور ایک دختر حمیدہ چھوڑ مرا حمیدہ

ملے بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنارس کے بھائی جو شامل رہتا ہو بمقابلہ اُسکے شرکا ذکور کے اُسکے ورثہ اناث کو حق وراثت نہین پہونچتا چنانچہ متاچھرا کے فقرہ مرقومہ ذیل سے یہ امر واضح ہے - زوجہ کو جو جایداد ملنے کا حکم ہے وہ اُس صورت سے متعلق ہے جب کہ اُسکا شوہر اپنے بھائیون سے علیحدہ رہتا ہو صفحہ ۳۲۶ - اسی واسطے یہ ایک قاعدہ قرار پایا ہے کہ منکوحہ زوجہ جو عقیمہ ہو کل جایداد اپنے شوہر کی پائیگی بشرطیکہ شوہر اپنے شرکا جایداد سے علیحدہ ہو گیا ہو اور بعد ازان کبھی شامل نہو اور بلا اولاد ذکور مر گیا ہو صفحہ ۳۴۰ - لیکن بموجب قانون متمشیہ بنگالہ کے شامل ہونا کنبہ کا مانع ارث اناث نہین ہے ✤

کے بعد ملے اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے چچا کے بیٹے کو بجز دختر کے جو بیوہ لاولد ہو پہونچیگی ✤

ف دھرم شاستر متمشیہ بنارس کے بموجب ایک شخص کی دختر درصورت بالاتفاق رہنے کنبے کے اپنے چچا اور چچا کے بیٹے سے جو بجز ومی اُسکے ورثہ پاتے ہین صرف خورد پوش پانے کی مستحق ہے ✤

کے دو بیٹے زید اور بکر تھے زید اپنی مان کے سامنے ایک زوجہ چھوڑ کر لا ولد فوت ہوا۔ اس صورت مین زید کی بیوہ حین حیات بعد وفات حمیدہ کے مستحق پانے حصہ منجملہ ترکہ اصل مالک کے ہے یا حمیدہ کی وفات کے بعد جایداد مذکور بکر یا اسکے وارثون کو درصورت بقید حیات ہونے زید کی بیوہ کے پہونچیگی ٭

ج۔ اگر بعد مر جانے اصل مالک کے اسکے کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو اسکی جایداد پر اسکی بیوہ کا حق ہے اور اسکی وفات کے بعد اسکی دختر حمیدہ ورثہ پائیگی اسکے بیٹے زید کی بیوہ کا کچھ حق وراثت نہین ہے کیونکہ اسکا شوہر حین حیات اپنی مان کے اپنے نانا کی جائداد نہین پا سکتا تھا۔ لیکن حمیدہ کی وفات کے بعد اسکا بیٹا بکر اپنے نانا کی کل جایداد پر استحقاق وراثت رکھتا ہے اور اسکی وفات کے بعد اسکے وارث بمحرومی زید کی بیوہ کے جایداد مذکور پائینگے یہ رائے بموجب دا یہ بھاگ اور بیاد بھنگارنو اور اور کتب شاستر کے ہے ٭

دختر یا دختر کا پسر اور دختر کے پسر کی بیوہ وغیرہ وراثت ہونے کا کچھ حق نہین ہے اور دختر کا پسر بعد وفات دختر کے وارث ہونگے ٭

ماخذ۔ قول جاگیہ بلک اور بشن "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور انکے بیٹے اور گوترج اور بندھوا اور شاگرد اور ہمسبق وغیرہ" الخ۔ اُس شخص کی جایداد جسکے اولاد ذکور نہین ہے اسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو بیٹیون کو" ٭

س ۲۔ اصل مالک کی وفات کے بعد اسکی کل جایداد کو اسکی زوجہ نے اپنے دو نواسون زید اور بکر کے نام بحالت موجودگی انکی مان یعنی بیوہ کی دختر حمیدہ کے ہبہ کر دیا اس صورت مین یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین ٭

ج ۲۔ اگر بیوہ حین حیات اپنی بیٹی حمیدہ کے اپنے شوہر کی کل جایداد کو جو شوہر کی وفات کے بعد اُسے وراثتاً پہونچی ہو بلا رضامندی دختر مذکور کے نواسون کو ہبہ کرے تو یہ ہبہ ناجائز ہے کیونکہ قاعدہ مسلمہ یہ ہے۔ کہ "بیوہ اپنے شوہر کی جایداد سے حین حیات باعتدال متمتع ہو سکتی ہے" یہ مقولہ بموجب مسائل منقولۂ دا یہ بھاگ اور اور کتب دھرم شاستر کے ہے ٭

ماخذ - کاتیائن ''لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے ساتھ رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اُسکی جایداد کو اُسکے وارث پائینگے'' ؛

''مہابھارت کے اُس باب مین جو دان دھرم سے متعلق ہے اِس طور پر لکھا ہے کہ عورات اپنے ترکہ شوہری کو استعمال مین لاسکتی ہین - عورات کو کسی صورت مین اپنے شوہر کی جایداد کو تلف کرنا نہ چاہیے'' -

ضلع ندیا - ۸ - مارچ ۱۸۲۳ء

اکستا منگوری داسی بنام آنند چندر گپت -

مقدمہ ۹ - س - نواسہ درصورت موجود ہونے نانا کی لاولد بیوہ دختر کے نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین ؛

نواسہ کے سامنے وہ دختر جو لاولد اور بیوہ ہو وراثت سے محروم رہتی ہے ؛

ج - صرف نواسہ نانا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے گو نانا کی دختر جو لاولد اور بیوہ ہے بقید حیات ہو - دختر مذکور بباعث نہونے اُسکے شوہر اور اولاد کے وراثت سے محروم ہے ؛

ماخذ - برہسپتی کا قول دائے بھاگ اور اور دھرم شاستر کی کتابون مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ ''جیسے کہ دختر کے باپ کی جایداد درصورت موجود ہونے رشتہ دارون کے دختر کو پہونچتی ہے اِسی طور پر اُسکا بیٹا اپنے نانا کے ترکہ کا وارث ہے'' ؛

منو ''نانا دھرم شاستر کی رو سے بجاے باپ کے متصور ہے لہذا نواسہ کو پنڈ دینا اور ورثہ پر قابض ہونا چاہیے'' ؛ [1]

فقرہ مذکورہ بالا کے صحیح معنی یہ ہین کہ ''گو ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور رہو ! ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنی بیٹیون کی وساطت سے مالک جایداد کو بذریعۂ پنڈ و پانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین'' ؛

---

[1] نوین اشلوک کا اخیر جزو ص ۱۳۶ ؛

ضلع ہوگلی - یکم جولائی ۱۸۶۱ع

مقدمہ ۱۰- س - تین حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترکہ کے اپنی موروثی جایداد پر متصرف تھے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک دختر اور منجھلا بھائی ایک بیٹا اور چھوٹا بھائی ایک زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ مرا - بڑے بھائی کے مرنے کے بعد اُسکی بیوہ اپنے شوہر کے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے شامل رہی مگر اسنے حصہ جایداد سے بلا شرکت احدے متمتع ہوتی رہے بعد ازان اُسنے بھی وفات پائی اور ایک دختر اور اُسی دختر کا بیٹا چھوڑ مری اس صورت مین بڑے بھائی کی جایداد اُسکے نواسہ کو پہونچیگی یا بھتیجون یعنی منجھلے اور چھوٹے بھائیون کے بیٹون کو *

ج - صورت مذکورہ بالا مین بڑے بھائی کی جایداد پر اُسکا نواسہ وارث ہوگا نہ اُسکے منجھلے اور چھوٹے بھائی کے بیٹے - یہ رائے دھرم شاستر کے بموجب ہے * [1] نواسہ کے سامنے بھتیجے کو حق وراثت نہین پہونچتا

ضلع ٹپرا - ۲۰ - جون ۱۸۵۱ع

مقدمہ ۱۱ - س - اگر کوئی شخص ایک بھائی کی بیوہ اور بھتیجا اور نواسہ چھوڑ مرے اور یہ سب بالاتفاق اور شامل کنبے مین رہتے ہون اس صورت مین باوجود ہونے نواسہ کے جو نابالغ ہے بھائی کی بیوہ اور بھتیجا جایداد متوفی پر کچھ استحقاق وراثت رکھتے ہین یا نہین *

ج - اگر وارثون مین سے کوئی وارث دختر تک نہو تو صرف متوفی کا نواسہ وارث ہوگا اور اُسکے مقابلہ مین بھائی کی بیوہ اور بھتیجے کا کچھ حق نہین ہے گو وسے مقابلہ نواسہ کے بھائی کی بیوہ اور بھائی کے بیٹے کو حق وراثت نہین پہونچتا

[1] یہ فتویٰ دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب صحیح ہے اگر کسی اور مقام مین ایسی صورت واقع ہوتی تو فتویٰ مختلف ہوتا - مقدمہ نمبر ۱ معائنہ کیا جاوے - مقدمہ جگموہن مکرجیا وغیرہ بنام نیم انند وغیرہ کو بھی صدر دیوانی عدالت کی رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۱۰۶ مین دیکھو اس مقدمہ مین ایک ہندو کی جایداد بتجویز صحیح اُسکے حقیقی بھائی کے پوتون کے اُسکے نواسہ کو ملی *

نابالغ کے ساتھ بطور مشترک اور متفق کنبے کے رہتے ہوں۔ جایداد جسکا نابالغ وراثتاً مستحق ہے اُسکا اہتمام تا ایام نابالغی اُسکے قریب تر رشتہ دار کے ذمہ رہیگا ؛

ماخذ ۔ "زوجہ اور بیٹیاں اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی" الخ۔

بیٹیوں سے اس جگہ دختر اور دختر زادہ مراد ہے ؛

عدالت اپیل ڈھاکہ ۔ ۲۰ ۔ اگست ۱۸۶۹ء

مقدمہ ۱۲ ۔ س ۔ ایک شخص کے ازواج مختلفہ سے دو بیٹے تھے چھوٹا بیٹا اپنی زوجہ اور والدین اور سوتیلا بڑا بھائی چھوڑ مرا اور اُسکی وفات کے بعد باپ بھی فوت ہوا اور بڑا بیٹا جملہ منقولہ وغیر منقولہ ترکہ پدری پر قابض ہوا۔ بعد گذرنے تھوڑے عرصہ کے یہ بیٹا بھی اپنی سوتیلی ماں اور ایک نواسہ اور سوتیلے بھائی کی بیوہ چھوڑ کر مر گیا۔ اس بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جملہ جایداد شوہری پر قابض ہوئی مگر جلد مر گئی اب جایداد مذکور کے دو دعویدار ہیں یعنی اُسکا خاص نواسہ اور اُسکے شوہر کے چھوٹے بھائی کی بیوہ جو ابھی تک زندہ ہے اس صورت میں دھرم شاستر کے بموجب جایداد مذکور بڑے بیٹے کے نواسہ کو پہونچیگی یا چھوٹے بیٹے کی بیوہ کو ؛

ف
بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جائداد اُسکے شوہر کے نواسہ کو پہونچیگی نہ اُسکے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کو مگر بیوہ مذکور مستحق پانے وجہ معاش کی ہے ؛

فتح ۔ اگر وارثوں میں سے ایسی بیٹیاں بھی نہوں جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو تو نواسہ وارث ہوگا۔ عورت جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اُسکو بعد وفات اپنے شوہر کے سوتیلے بھائی کی بیوہ کے وراثت پر کچھ استحقاق نہیں ہے لیکن اُسکی وجہ معاش کا سر انجام بڑے بیٹے کے نواسہ پر واجب ہے ؛

ضلع بردوان ۔ ۱۹ ۔ اگست ۱۸۲۳ء

مقدمہ ۱۳ ۔ س ۔ ایک شخص قوم کایتھ کے تین بیٹے زید و بکر و عمر تھے وے باپ کی وفات کے بعد اُسکی اراضی پر جو ۲۷ ۔ بیگھہ اور ۱۰ ۔ بسوہ تھی قابض ہوئے بعد ازاں بڑا بیٹا زید مر گیا اور اُسکا بیٹا اپنے باپ کے حصہ کا مستحق ہوا

بعد ازان دوسرا بیٹا بکر بھی ایک بیٹا چھوڑ کر فوت ہوا تیسرا بیٹا عمر و ابھی تک بقیدِ حیات ہے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مر گیا مگر اُسکے ایک دختر اور دو نواسے ہین یہ دونون نواسے باوجود زندہ ہونے اپنی مان کے جائداد مذکور سے ایک ثلث کا جو اُنکے نانا کا حصہ جائز ہے دعوی کرتے ہین اس صورت مین اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن کے شامل بغیر تقسیم کرانے جائداد کے قابض رہا ہے تو اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اُسکے چچا عمرو یا اُسکے دوسرے چچا بکر کے بیٹے کو پہونچیگا یا اُسکی دختر یا نواسون کو جنکی مان بقیدِ حیات ہے۔ اگر جائداد مذکور منقسمہ ہے اور سب بھائی علٰحدہ رہتے تھے تو اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹے کا حصہ اُسکی دختر کو پہونچیگا یا اُسکے نواسون یا کسی اور شخص کو۔ اور اگر بڑے بھائی کا بیٹا اشخاص مرقومہ بالا چھوڑ مرا تو قطع نظر اِسکے کہ وہ اپنے چچاؤن کے ساتھ رہتا ہو یا علٰحدہ درباب استحقاق وراثت اشخاص مذکور کے قاعدہ عام کیا ہے ؎

ج۔ جو شخص علٰحدہ رہتا ہو اور پھر شامل نہو اُسکے وارثون کی ترتیب جاگبلک کے قول کے بموجب یہ ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور بھائی" الخ۔ یہ قاعدہ جملہ اشخاص اور اقوام کے لیے ہے ؎ ط

ف
اگر کنبہ علٰحدہ ہو تو نواسہ بموجودگی چچا اور چچا کے بیٹے کے ترکہ پانے کا مستحق ہے ؎

جو شخص اپنے شرکا سے علٰحدہ ہو جائے اور پھر اُنکے شامل نہو اُسکی وفات کے بعد جایداد اول اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو اُسکی دختر کو چنانچہ کاتیائن کا قول ہے کہ "بیوہ اگر عفیفہ ہو تو اپنے شوہر کی جائداد وراثتاً پائیگی اور بیوہ نہو تو دختر بشرط غیر منکوحہ ہونے کے ترکہ پائیگی" ؎

برہسپتی "زوجہ اپنے شوہر کی جایداد کی وارث قرار دی گئی ہے اور وہ نہو تو دختر۔ جیسا کہ ایک شخص کے مختلف اعضا سے پسر پیدا ہوتا ہے اُسی طرح دختر کی پیدایش بھی ہے پس اِس صورت مین اُسکے باپ کی جائداد کو شخص غیر کیونکر لے سکتا ہے"۔ اس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "ایک شخص کا بیٹا گویا وہی شخص

ط دھرم شاستر بنارس کے بموجب اگر کنبہ شامل اور غیر منقسم ہوتا تو اِسکے بالعکس ظہور مین آتا ؎

خود ہے اور دختر پسر کے برابر ہے پس باوجود ہونے دختر کے جوا سکے باپ کی بجاے ہے کیونکہ غیر آدمی متوفی کا ترکہ پاسکتا ہے'' ٭

اوپر کے ایک قول مین جو لفظ نیز کا آیا ہے اُس سے مراد یہ ہے کہ اگر بیٹیان نہون تو نواسہ وارث ہوتا ہے ٭

''اگر کسی شخص کے بیٹا ہو نہ پوتا نہ زوجہ نہ اولاد اناث تو اُسکی جایداد اُسکا نواسہ پائیگا کیونکہ مورثون کے مرادے وغیرہ کی نسبت نواسہ بجاے پوتے کے متصور ہوتا ہے'' ٭

''اگر دختر باداے یا بلا اداے رسوم معینہ لبطور پسر قرار دیجاے اور اُسکے ہمقوم شوہر سے لڑکا پیدا ہو تو اُس لڑکے کا نانا بجاے اُسکے داداکے تصور کیا جاتا ہے اور ایسے لڑکے کو چاہیے کہ اُسے پنڈ و پانی دے اور ترکہ پر قابض ہو'' ٭

''اگر ورثہ مذکورۂ بالا نہون تو مان ترکہ پائیگی ۱؎ اور وہ نہو تو باپ وارث ہوگا اور باپ کی وفات کے بعد حقیقی بھائی ورثہ پاتا ہے۔ اگر حقیقی بھائی نہو تو سوتیلا بھائی وارث ہوگا'' ٭

۱؎ بموجب مسئلہ جمتواہن اور اور عالمون کے جنکی تالیفات ملک بنگالہ مین مروج ہین باپ کے بعد مان کا حق وراثت تسلیم کیا گیا ہے۔ جمتواہن یہ لکھتا ہے کہ سنسکرت لفظ پترو سے جو صیغہ تثنیہ ہے والدین مراد ہے اور اس لفظ کی ترکیب نحوی سے باپ کے حق کا مقدم اور اُسکے بعد مان کا مستحق ہونا واضح ہے۔ قول جاگبلک منقولہ داے بھاگ صفحہ ۱۶۰۔

لیکن شاستر بنارس اور متھیلا کے بموجب مان کے حق کو باپ کے استحقاق پر ترجیح دی گئی ہے اور یہ امر انتخاب مندرجۂ ذیل سے جسمین مسئلہ مرقومہ متاچھرا راے کولبروک صاحب کے مندرج ہے ظاہر ہے۔

''چونکہ منجملہ والدین کے مان کو زیادہ خصوصیت ہے لہذا یہ نہایت مستحسن ہے کہ جایداد اُسکو وراثتاً ملے لیکن درصورت نہونے مان کے باپ مستحق وراثت ہے بعد

منو۔ ”اگر بیٹا لاولد مرجاے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو حق اُسکا اُسکے باپ اور مان کو پہونچیگا اور مان بھی مرگئی ہو تو بشرطا نہونے بھائیون اور بھتیجون کے دادا اور دادی ترکہ پائینگے بعدازان قریب تر

مصر بلم بھٹ شارح کی یہ راے ہے کہ پہلے باپ اور پیچھے مان کو ورثہ ملنا چاہیے اور تمثیل اُسکی یہ ہے کہ رشتہ داران بعیدہ مین واسطہ داران پدری کو بمقابلہ اقربا مادری کے ترجیح ہوتی ہے اور اِس راے کی تائید مین شاستر کے بہت سے اقوال ہین چنانچہ نند پنڈت جو متاچھرا اور آئین بشن کے شارح ہین اُنکی بھی یہی راے تھی لیکن بشٹ بھٹ متاچھرا کے شارح سابق نے اپنی تالیف موسومہ مدن پرجیت مین راے اپنی اِس امر کی نسبت بموجب قول متاچھرا کے قائم کی ہے اور اپنی شرح موسومہ سبودھنی اور تالیف مذکورہ مین بگنیشر کی راے کی تائید کی ہے۔ غرض کہ اِس باب مین کمال اختلاف ہے یعنی سری کرکی یہ راے ہے کہ باپ اور مان بالاتفاق ورثہ پاوین اور اکثر علماء مشہور مثلاً اپررک اور کمل کر اور مصنفان سمرتی چندریکا و مدن رتن و بیوہار میوکھ وغیرہ باپ کو بمقابلہ مان کے ترجیح دیتے ہین اور جمبوتاہن اور رگھونندن کو بھی اسی مسئلہ کے ساتھ اتفاق ہے۔ لیکن باشسپتی مصر کو متاچھرا سے درباب ترجیح حق مان کے اتفاق ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ اُنکو بسبب تصحیف عبارت قول بشن کے جسکا ذکر بیرمترادداے مین لکھا ہے یہ مغالطہ ہوا اور بیرمترادداے کے مصنف نے اِن اختلافات کو بلحاظ صفات ذاتی والدین کے رفع کیا ہے یعنی ”اگر مان بہ نسبت باپ کے زیادہ واجب التعظیم ہو تو وہ مستحق ترکہ ہے اور گر مان صفات فضیلہ کے ساتھ متصف نہو تو باپ کو ترکہ پہونچتا ہے“۔

عبارت ذیل بہادبھنگار نو سے منقول ہے کہ مان کی فضیلت کی نسبت اور زیادہ دلائل پیش ہوسکتے ہین مثلاً اُسکی نمرگی ایک قول تاکید ہی مین اس طرح بیان کی گئی ہے کہ ”مان کا درجہ باپ سے ہزار مرتبہ برتر ہے کیونکہ وہ بچہ کو اپنے رحم مین رکھتی اور پرورش کرتی ہے اسی واسطے مان نہایت واجب التعظیم ہے“ ”اگر مان کی عظمت باپ سے ہزار مرتبہ زیادہ ہے تو پر ان کا قول جو مہادیواجارج نے نقل کیا ہے کس طرح پر صادق ہوگا“۔

واسطہ دار سپنڈ کو ورثہ ملیگا" الخ۔

سپنڈون مین جو قریب تر واسطہ دار ہے وہ وارث ہونے کا مستحق ہے اور

بدا "دھرم شاستر کے بموجب باپ اور ماں اس دنیا مین واجب التعظیم ہین اور اگرچہ روے زمین کی ہو کا قابل تکریم ہے لیکن ماں اوس سے بھی زیادہ واجب التعظیم ہے مگر ان دونون مین سے باپ کو فضیلت ہے کیونکہ صلب پر زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے اور اگر باپ نہو تو ماں نہایت تعظیم کے قابل ہے اور بعد اوسکے بڑا بھائی"۔

"وہ خود اس اختلاف ظاہری کا اس طور پر دفع دخل کرتا ہے کہ فقرۂ مذکورۂ بالا مین جو باپ کا ذکر آیا ہے وہ اوس باپ کی نسبت صادق ہے جو بعد ادا کرنے رسوم ایام حمل و راون مراسم متبرک کے جو دوجنمی قوم کے شخصون کے واسطے واجب ہین اپنے بیٹے کو کل بید پڑھاوے ورنہ ماں زیادہ تر واجب التعظیم ہے اور بلحاظ اس تاویل کے منو کا قول بھی صادق آتا ہے"۔

"جبکہ صرف اچارج یعنی گائتری سکھلانے والے کا مرتبہ دس اوپدھیا سے فائق ہے تو باپ کا درجہ ایسے سو اچارجون سے برتر اور ماں کی منزلت باپ سے سو مرتبہ زیادہ ہے"۔ بیاس۔

"دس مہینے ماں نے جنین کو اپنے رحم مین رکھا اور نہایت درد گوارا کیا اور تکالیف اور کسل کے سبب سے نوبت غش تاری رہی اور پھر اوس سے بچہ پیدا ہوا اور چونکہ ماں اپنے بچون کو جان سے زیادہ عزیز رکھتی ہے لہذا مادر شفیق مستحق تعظیم ہے۔ اگر کوئی شخص سو برس تک ماں کی خوبیان تحریر کرے تو بھی عہدہ برا نہوگا"۔

"چونکہ بسبب نقل کرنے دیگر اقوال براتون کے حجم اس کتاب کا ضرورت سے زیادہ ہو جائیگا لہذا اونکا بیان ترک کیا جاتا ہے اور اختلاف ظاہری کا دفع دخل اس طور پر ہوتا ہے کہ واجب التعظیم ہونا ذریعہ وراثت نہین ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو در صورت موجودگی والدین کے اسکو حق ورثہ پہونچیگا لیکن ورثہ کا استحقاق اس امر پر مبنی ہے کہ وارث بذریعہ پنڈ وغیرہ کے مورث کو فائدہ پہونچا سکے اور چونکہ باپ بمقابلۂ ماں کے اسطرح کا فائدہ پہونچا سکتا ہے لہذا اسکو باوصف موجود ہونے ماں کے حق وراثت حاصل ہے"۔

ہرچند اکثر مصنف باپ کو ماں پر ترجیح دیتے ہین مگر بموجب شاستر مروجہ بنارس اور متھیلا کے ماں کا استحقاق وراثت زیادہ فائق ہے۔

جو رشتہ مین بعید ہے وہ بمقابلہ قریب تر واسطہ دار کے وراثت سے محروم رہتا ہے مقولہ مذکورہ بالا کے یہی معنی ہین ❖

چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ ''جب بہت سے واسطہ دار پدری یا مادری کسی لاولد آدمی کی جایداد کے دعویدار ہون تو منجملہ اِن واسطہ داران بعید کے جو قریب تر ہے وہی ورثہ پائیگا'' ❖

منو اور وشن اور برہسپتی اور کاتیائن اور جاگبلک کے اقوال مذکورہ بالا کے بموجب یہ امر قرار پایا ہے کہ اگر بڑے بھائی کا بیٹا اپنے چچاؤن سے علیحدہ ہوگیا ہے اور پھر شامل نہین ہوا تو اُسکی جایداد اول اُسکی دختر کو ملیگی اور وہ نہو تو اُسکے نواسون کو لیکن اگر جایداد قبضہ بالاشتراک ہے یا اگر بعد علیحدہ ہونے کے وہ اپنے پدری رشتہ دارون کے ساتھ شامل ہوگیا ہے تو اُسکی جایداد اُسکے چچا اور چچا کے بیٹے کو پہونچیگی کیونکہ وے اُسکے سگوترا اور سپنڈ ہین۔ یہ راے متاچھرا اور بیوہار میوکھ کے بموجب ہے ❖

عدالت اپیل بریلی ❖

مقدمہ ۴۱ س۔ ایک برہمن دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑ کر مرگیا بعد ازان اُسکا بڑا بیٹا لاولد فوت ہوا بعد اِسکے اُسکا چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ مرا یہ دونون بھی بعد ازان فوت ہوے لیکن دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی ایک دختر بقید حیات ہین شوہر مذکور اِس مقدمہ مین مدعا علیہ ہے۔ اصل مالک کا نواسہ اُس جایداد کا دعویٰ کرتا ہے جو چھوٹے بھائی کی دختر کو پہونچی ہے اِس صورت مین جایداد مذکور اصل مالک کے نواسہ کو ملیگی یا چھوٹے بھائی کی دختر کے شوہر کو ❖

ج۔ صورت مذکورہ بالا مین جایداد جو چھوٹے بیٹے کی دختر کو اُسکے

ف جایداد موروثی جو دختر کو

باپ سے وراثتاً ملی ہے وہ اصل مالک کے نواسہ کو پہونچیگی اور بمقابلہ نواسہ کے دختر مذکور کا شوہر اور اُسکی دختر جایداد سے بالکل محروم رہینگے کیونکہ متوفی کو اُسکا نواسہ زیادہ فائدہ پہونچا سکتا ہے - جو مال کہ خاص دختر مذکور کا استری دھن ہے اُسکو اُسکے وارث پائینگے - یہ مسئلہ دا ے بھاگ کے بموجب ہے ✤

وراثتاً پہونچے وہ اُسکی وفات کے بعد بجز دمی اُسکے شوہر اور دختر کے اُسکے پدری رشتہ داروں کو پہونچیگی ✤

ضلع ہوگلی - ۲۸ - فروری ۱۸۷۱ع

مقدمہ ۱۵ - س - ایک شخص نے حین حیات اپنی مان کے اپنے نانا کی جایداد کی بابت نالش دائر کی اور اُسکی مان سے اور اولاد کا پیدا ہونا بھی ممکن ہے - اِس صورت مین نواسہ مستحق دلائے جانے جایداد کا ہے یا نہین ✤

ج - جایداد مدعوہ پر مدعی کی مان کا بلاشرکت احدے استحقاق وراثت ہے لہذا مدعی جب تک اُسکی مان بقید حیات ہے متوفی کا وارث تصور نہین کیا جاسکتا ✤

کوئی شخص بحین حیات اپنی ماں کے نانا کی جائداد کا دعوی نہین کرسکتا ✤

ضلع چوبیس پرگنہ ✤

مقدمہ ۱۶ - س - ایک زمیندار دو زوجہ اور اُنسے دو بیٹیان چھوڑ مرا تھوڑے عرصہ کے بعد دونون زوجہ نے وفات پائی اور اُنکے مرنے کے بعد پہلی زوجہ کی دختر جو لاولد بیوہ ہے اور دوسری زوجہ کی دختر جسکے دو بیٹے ہین بالاشتراک جایداد پر قابض رہین اور زر محاصل کو آپس مین مساوی تقسیم کیا - دختر جو بیوہ اور لاولد ہے اُسنے اپنے نصف حصہ کو اپنے متوفی باپ کے فائدہ عقبی کے لیے اپنے گرو کے نام بذریعہ ایک دستاویز کے ہبہ کردیا - اِس صورت مین ایسا ہبہ نامہ جائز ہے یا نہین ✤

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کو جو بیوہ اور لاولد ہے پدری جایداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے گو وہ اُسکے نصف محاصل سے متمتع ہوتی رہی ہو پس اُسکا ہبہ کرنا بلا اجازت اپنی سوتیلی بہن اور اُسکے بیٹون کے ناجائز ہے -

بیوہ لاولد لڑکی کا حق بمقابلہ اُس دختر کے جسکے اولاد ذکور ہے زائل ہوجاتا ہے ✤

یہ راے بموجب داے بھاگ اور اور کتب شاستر مرجہ بنگالہ کے ہے ماخذ ہے" اِسی واسطے اُس مسئلہ پر جسکا وکشت پیرو ہے لحاظ رکھنا چاہیے یعنی لڑکی جسکے اولاد ذکور ہے یا جسکے ایسی اولاد ہونے کا احتمال ہے وہ ورثہ پانے کی مجاز ہے نہ وہ لڑکی جو بیوہ یا عقیمہ ہے یا جسکے صرف اولاد اناث ہو اور اولاد ذکور نہ پیدا ہوئی ہو" داے بھاگ ✤

پس مفہوم اُس مسئلہ کا جسکا وکشت پیرو ہے اور جسکو مصنف داے بھاگ نے بھی معتبر قرار دیا ہے یہ ہے کہ "اگر ایسی بیٹیان جنکے اولاد ذکور ہو یا ہونے کا احتمال ہو نہون تو عقیمہ یا بیوہ بیٹیان ورثہ پانے کی مجاز نہین ہین کیونکہ وے اپنی بیٹیون کی وساطت سے مالک جایداد کو بذریعہ پنڈ و پانی دینے کے فائدہ نہین پہونچا سکتین"۔ داے کرم سنگرہ ✤

عدالت اپیل کلکتہ ✤

فصل چوتھی

والدین وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ اگر کوئی نابالغ مان اور چار چچا اور کچھ جایداد جو چچاؤن کی جایداد کے مشترک اور شامل ہو چھوڑ مرے تو اِس صورت مین منجملہ جایداد غیر منقسمہ کے نابالغ کا حصہ اشخاص مذکورہٴ بالا مین سے کسکو پہونچیگا۔ اگر شاستر کے بموجب مان حین حیات اپنے جایداد مذکور پر استحقاق رکھتی ہو تو اِس صورت مین وہ مکان نابالغ کی اُس دیوار کی قیمت جسپر اُسکے شوہر کے ایک بھائی نے غصباً قبضہ کر لیا ہو پانے کی مستحق ہے یا نہین ✤

ج۔ اگر نابالغ مرجائے اور اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث باپ تک نہو تو اُسکی مان کل جایداد منقولہ اور غیر منقولہ پائیگی اور در صورت موجودگی

بنگالہ مین مان بمقابلہ چچا کے جایداد مشترکہ کی وارث ہوتی ہے ✤

مان کے چچاؤن کا مطلق ورثہ مین کچھ استحقاق نہین ہے - چچا جسنے دیوار مشترکہ پر قبضہ کرلیا ہے اُسکو بقدر حصہ نابالغ دیوار کی قیمت مان کو جو اپنے بیٹے کی بلاشرکت احدے وارث ہے دینی ہوگی ؛

ماخذ - جاگیلک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین" الخ -

برہسپتی کا قول ہے کہ "متوفی بیٹا جسکے زوجہ نہو نہ اولاد ذکور اُسکی مان کو اُسکا وارث سمجھنا چاہیے یا باجازت مان کے بھائی ورثہ پا سکتا ہے" ؛

ضلع ندیا ۱- انپورن دیبی بنام رامجاے مکرجیا

مقدمہ ۲- س ۱- ایک شخص کے دو زوجون سے تین بیٹے تھے - منجھلے بیٹے کی وفات کے بعد جو نا کتخدا تھا باپ نے اپنی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کو مساوی طور پر اپنے دو باقی بیٹون مین تقسیم کردیا - دونون بھائی حین حیات اپنے باپ کے علیحدہ ہوگئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے تھوڑے عرصہ کے بعد بڑا بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی چند روز کے بعد مرگیا اور اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹا بقید حیات تھے بڑے بیٹے کی بیوہ مع اپنے بیٹے کے اُسکی جایداد پر قابض ہوئی اور آخر کو بیوہ مذکور کا بیٹا یعنی اصل مالک کا پوتا بھی مرگیا اُسکی وفات کے بعد بھی بیوہ حصہ شوہری پر تھوڑے عرصہ تک قابض رہی لیکن اب اصل مالک کا چھوٹا بیٹا بڑے بیٹے کی بیوہ کو بیدخل کرنا چاہتا ہے اور اُنکے آپس مین جایداد کی نسبت نزاع ہے پس درصورت تصفیہ حصص اور تقسیم ہونے جایداد کے بطور مذکورہ بالا جایداد مذکور فریقین مین یعنی باہم اصل مالک کے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کے کیونکر تقسیم ہونی چاہیے ؛

ج ۱- اگر یہ ثابت ہوجاے کہ اصل مالک نے جایداد کو بطور مصرحہ بالا تقسیم کردیا تھا تو اُسکا چھوٹا بیٹا اور اُسکے پوتے کی مان یعنی اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ علیحدہ علیحدہ مستحق پانے اُن حصون کے ہین جو اصل مالک مذکور نے

اگر جایداد منقسم ہو تو بنگالہ مین مان کو اُسکی نسبت بالعموم استحقاق ہونچتا ہے ؛

اپنے بیٹون کے واسطے مقرر کیے تھے *

س ۲ - اگر اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور دوسرا بیٹا اپنے باپ کے سامنے نا کتخدا مر گیا اور بڑا بیٹا بھی اپنے باپ کے حین حیات ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک بیٹا بعد ازان فوت ہوا بعد اسکے اصل مالک بغیر تقسیم کرنے جایداد کے اپنے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ اور بیٹے کے سامنے مر جائے اور بعد اسکے بڑے بیٹے کا بیٹا بھی مر گیا ہو تو اس صورت مین پس ماندون مین سے کون مستحق پانے وراثت کا ہے یعنی اصل مالک کا چھوٹا بیٹا یا اُسکے بڑے بیٹے کی بیوہ - اور اگر دونون مستحق ہین تو کسقدر حصہ ہر ایک کو ملنا چاہیے *

ج ۲ - اصل مالک کے مرنے کے بعد اُسکا بیٹا اور پوتا دونون ترکہ پانے کے مساوی حقدار ہین اور پوتے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے باپ تک کوئی وارث نہین ہے تو اُسکی مان وارث ہوگی لہذا اصل مالک کی جایداد اُسکے چھوٹے بیٹے اور بڑے بیٹے کی بیوہ کو بحصص مساوی پہونچیگی * اگر بیٹے نے لا شریک چچا کے دادا کی جایداد سے حصہ مساوی پایا ہو اور وہ مر جاے تو اُسکا ترکہ اُسکی مان کو پہونچیگا *

عدالت اپیل کلکتہ - ۲۲ - جولائی ۱۸۵۸ع

دیبی پرشاد چترجیا بنام سیوا داسی دیبی *

مقدمہ ۳ - س - بعد وفات کشن کشور کے پہلی زوجہ رتن مالا اور اُسکے لاولد متبنیٰ نند کشور کے اُنکے دو آنہ کے حصہ کا اشخاص مرقومہ ذیل مین سے کون شخص وارث ہوگا - نراینی دیبی دوسری زوجہ کشن کشور کی وارث ہوگی یا نراینی دیبی مذکورہ کا متبنیٰ بیٹا رام کشور بشرطیکہ وہ فی الواقع متبنیٰ کیا گیا ہو یا کشن گوپال راے برادر حقیقی کشن کشور کے ورثہ یا گنگا رام اور لکھی نراین سوتیلے بھائیون کے ورثہ مستحق وراثت مذکور کے ہونگے اور اس مقدمہ سے جواز یا عدم جواز تبنیت رام کشور جسکو نراینی دیبی اپیلانٹیہ نے گود لیا متعلق ہے یا نہین *

ذیل مین شجرہ خاندان مندرج ہے

(سر یکرشن) زمیندار پرگنہ میمن سنگھ وغیرہ چار بیٹے چھوڑ مرا پہلا اور دوسرا بیٹا ایک زوجہ سے اور تیسرا اور چوتھا دوسری زوجہ سے ٭

اول	دوم	سوم	چہارم
کشن کشور چار آنہ کے حصہ متنازعہ کا زمیندار سنہ ۱۸۱۱ع مین لاولد مرگیا اور دو زوجہ یعنی پہلی رتن مالا اور دوسری نرائنی دیبی چھوڑ مرا پہلی زوجہ بعد گود لینے نند کشور کے سنہ ۱۹۱۱ع مین مرگئی اور دوسری نرائنی دیبی مدعیہ کا بیان ہے کہ اُسنے بعد وفات نند کشور کے رم کشور کو متبنی کیا ٭	کشن گوپال کے اولاد نہ تھی لیکن اُسنے جگل کشور پدر ہر کشور مدعا علیہ کو متبنی کیا ٭	گنگا نرائن	لکھی نراین دو بیٹے چھوڑ مرا یعنی شاما چندر و دور چندر

ج - اگر بعد وفات مسماۃ رتن مالا پہلی زوجہ کشن کشور کے اُسکا متبنی بیٹا نند کشور جسے بیوہ مذکور نے باجازت جائز اپنے شوہر کے گود لیا لاولد مرجاے تو نند کشور مذکور کا دو آنہ کا حصہ کشن گوپال برادر حقیقی کشن کشور کے متبنی بیٹے یعنی نند کشور کے چچیرے بھائی کو ملیگا نہ کشن کشور کی دوسری زوجہ یعنی نند کشور کی سوتیلی ماں کو نہ وارثان گنگا نراین و لکھی نراین کو جو متبنی کرنے والے باپ کے سوتیلے بھائی تھے لیکن اگر نرائنی دیبی اپیلانٹیہ کا رام کشور کو گود لینا جائز ہو تو رام کشور نند کشور کے دو آنہ کا وارث ہوگا -

دھرم شاستر ہنکا دکے بموجب سوتیلی ماں کو استحقاق وراثت حاصل نہین ہے اور اُسکے سوتیلے بیٹے کی جایداد بیٹے مذکور کے چچا کے متبنی بیٹے کو پہونچیگی ٭

شاستر مین دو متبنی کرنے کے واسطے نہ تصریحاً ممانعت اور نہ اجازت ہے اگر
بنگالہ مین دو متبنی کرنے کا دستور ہو تو بلاشک رام کشور کی تبنیت جائز متصور
ہوگی اور اُسکو دو آنہ کا حصہ جیساکہ اوپر بیان ہوا ملیگا۔ نندکشور کی سوتیلی مان
یعنی نمرا اپنی اپیلانٹیہ بدین وجہ اُسکی وارث نہین ہوسکتی کہ دائے بھاگ
اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ مین جہان کہین لفظ ماتا یعنی مان کا واقع
ہوا ہے اُس سے جن نی یعنی مادر حقیقی مراد ہے اِن کتابون کی رو سے
سوتیلی مان مجاز وارث ہونے کی نہین ہے البتہ اُسکو اُس شخص سے جو ورثہ
پائے وجہ معاش ملنی چاہیے دکھن کی کتب شاستر یعنی متاچھرا وغیرہ مین لفظ
ماتا سے مادر حقیقی ومجازی دونون مراد ہے چنانچہ بموجب کتب مذکور کے
سوتیلی مان کو حصہ ملیگا ✤

ماخذ منو۔ ‘‘بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ
کے بطن سے بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو
دیا ہو یعنی متبنی بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہوسکے۔
بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کردیا ہو۔ یہ چھہ بیٹے قرابتی اور وارث ہین
جس کسی شخص کو بموجب قاعدۂ مرقومۂ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا
بصفات نیک متصف ہو تو اُس بیٹے کو ترکہ مین سے پانچوان یا چھٹا حصہ ملیگا۔
گو وہ خاندان غیر سے لیا گیا ہو’’ ✤

برھائن۔ ‘‘جایداد مین شریک ہونے کے مستحق یہ بیٹے ہین۔ بیٹا
جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اُسکا بیٹا۔
بیٹا جو زوجہ منکوحہ کے بطن سے اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو
بغرض توالد بطور جائز مقرر کیا جاوے۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو
دیا ہو۔ بیٹا جو متبنی کیا جاے بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو بیٹا جسکو والدین نے چھوڑ دیا ہو ✤

گوتم ‘‘بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے ہو۔ بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے

مطلب سے ہو جو بغرض تو الد مقرر کیا جاے - بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو - بیٹا جو متبنی کیا جاے - بیٹا جسکو اصلی والدین نے چھوڑ دیا ہو یہ بیٹے ملک کے وارث ہوتے ہین +

منو "بیٹا جو لاولد مرجاے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو اُسکی مان ورثہ پائیگی اور اگر مان بھی مرگئی ہو تو دادی کو ترکہ پہونچیگا" +

اقوال مرقومۂ بالا مین جو لفظ مان واقع ہوا ہے اُس سے مادر حقیقی مراد ہے کیونکہ ایسے مسائل جو ذیل مین لکھے جاتے ہین اُنمین الفاظ مان اور دادی اور پر دادی کے اصلی معنی لیے جاتے ہین یعنی حقیقی مان - باپ کی حقیقی مان - دادا کی حقیقی مان اور اسی نام سے سرادہ مین اُنکے پنڈ رکھے جاتے ہین لیکن سوتیلی مان وغیرہ کے نام اوقات معینہ کے سرادہ مین پنڈ دینا صریح منع ہے چنانچہ منو کہتا ہے کہ "اگر کوئی مرد یا عورت لاولد مرجاے تو ایسے شخص کی نسبت وہ سرادہ کیا جائیگا جو اُسکے واسطے مخصوص ہے نہ وہ جو اوقات معینہ پر کیا جاتا ہے"

داے بھاگ + ۱۵

صدر دیوانی عدالت - ۲۴ - دسمبر ۱۸۱۶ع

نرائنی دیبی بنام ہرکشور راے -

مقدمہ ۴ - س - اگر کوئی نابالغ اپنی بہن اور چچا اور دادی چھوڑ مرے تو اِس صورت مین شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکورہ کے کون اُسکا وارث ہوگا +

ف بمقابلہ دادی کے ہمشیر اور چچاؤن کا حق نہین ہے +

ج - نابالغ کی دادی بلاشرکت احدے مستحق وراثت ہے اور بمقابلہ اُسکے

ف - فی الحقیقت یہ امر بصراحت واضح نہین ہوتا کہ بجز بنگالہ کے اور مقامات مین سوتیلی مان کو حق وراثت پہونچتا ہے ہر چند مستحق ہونا اُسکا بیوستہ پنڈتان مرقومۂ بالا سے مستنبط ہے لیکن بالعکس اِسکے بھی فرض کیا جا سکتا ہے - اِس باب مین تنبیہ متعلقہ ص ۲۴۹ - جلد ا فیصلجات صدر دیوانی عدالت معائنہ کیجاے تقسیم کی حالت مین سوتیلی مان بموجب قاعدہ شمشیہ بنارس کے حصہ پا سکتی ہے +

بہن اور چچاؤن کا استحقاق جاتا رہتا ہے ٭

اِس باب مین قول منو منقولہ دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر یہ ہے۔ "بیٹا جو لاولد مرجائے اور زوجہ نہ چھوڑ مرے تو اُسکی مان ورثہ پائیگی اور مان بھی مرگئی ہو تو دادی ترکہ پائیگی" ٭ [1]

مقدمہ ۵ ۔س۔ ایک برہمن ایک زوجہ اور دو بیٹے چھوڑ مرا۔ اِس صورت مین زوجہ جایداد سے کسی قدر حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر حصہ پائیگی۔ اُسنے اپنا حصہ ایک بیٹے کو بحالت موجودگی دوسرے بیٹے کی دو بیودن کے منتقل کر دیا ہے یہ ہبہ جائز ہے یا نہین ٭

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ منجملہ جایداد اپنے شوہر متوفی کے ایک ثلث کی مستحق ہے اگر وہ اپنے حصہ پر متصرف ہو کر اُسے ایک بیٹے کے نام درصورت موجود ہونے دوسرے بیٹے کی دو بیودن کے ہبہ کر دے تو یہ ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہونا چاہیے ٭ [2]

ف مان بیٹون کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے اور اُسے اختیار ہے کہ اپنا حصہ کسی بیٹے کو دیدے تنبیہ معائنہ کرو ٭

عدالت اپیل ڈھاکہ ۔ ۵ ۔ ستمبر ۱۸۱۵ء

---

[1] یہ امر شاستر بنگالہ کے مطابق ہے اور حسب ترتیب دا ے کرم سنگرہ مصنفہ سری کشن کے جو اُس ضلع مین بڑی معتبر کتاب متصور ہے جاری ہے لیکن سری کشن نے جو دا ے بھاگ پر شرح لکھی ہے اُسکے بموجب چچا کے دعوی کو دادی کے دعوی پر ترجیح ہے ٭

[2] اِس مقدمہ مین یہ امر تصریح نہین لکھا ہے کہ بیوہ مذکور دونون لڑکون کی یا صرف ایک کی مان تھی یا لاولد تھی اگر وہ دونون لڑکون کی مان تھی اور اُسنے اپنے شوہر یا خسر سے کچھ مال بطور استری دھن نہین پایا تو وہ بیٹون کے برابر حصہ پانے کی مستحق ہے اور اگر استری دھن پایا ہے تو وہ مستحق نصف حصہ پانے کی ہے چنانچہ جیمتواہن کہتا ہے کہ "اگر باپ کی وفات کے بعد حقیقی بھائیون مین تقسیم جائداد ہو تو مان کو حصہ مساوی دینا چاہیے مان کا بیٹون کے ساتھ مساوی حصہ پانا اُس صورت مین ہوگا جب کہ مان کو کچھ مال بطور استری دھن نہین دیا گیا ہے اور اگر دیا گیا ہے تو اُسکا نصف حصہ ملیگا"۔ لیکن اگر اُسکے صرف ایک بیٹا تھا یا وہ لاولد تھی تو اِس صورت مین اُسے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے

فصل پانچوین

بھائیون اور اُنکے بیٹون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱- س ۱- ایک شخص کے دو زوجہ تھین پہلی زوجہ سے اُسکے دو بیٹے تھے اور دوسری سے ایک بیٹا پیدا ہوا تھا- باپ کی وفات کے بعد جملہ بھائی بطور کنبۂ مشترکہ کے رہتے تھے اور موروثی جایداد پر بالاشتراک قابض تھے- پہلی زوجہ کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ چھوڑکر مرگیا اور زوجہ مذکور بھی بعد ازان نوت ہوئی اِسکی وفات کے بعد پہلی زوجہ کا دوسرا بیٹا اور بالآخر دوسری زوجہ کا بیٹا اپنی اپنی زوجہ چھوڑ مرے اِس صورت مین یہ قیاس کیا گیا ہے کہ جایداد تین حصون مین منقسم کیجائیگی منجملہ اُنکے دو حصے پہلی زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو ملینگے اور باقی ایک حصہ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچیگا- شاستر کے بموجب یہ تقسیم درست ہے یا نہین ◆

ج ۱- اگر سوال مرقومۂ بالا کے مطابق اصل مالک کے دو زوجہ سے تین بیٹے تھے اور در صورت سب بھائیون کے متفق رہنے بطور کنبہ شامل اور مشترک کے بیٹا جسکی زوجہ مرگئی نوت ہوا ہو تو اِس صورت مین بھائی متوفی کی جایداد اُسکے

ف سوتیلے بھائی حقیقی بھائیون کے ساتھ حصہ مساوی پاتے ہین بشرطیکہ وے شامل رہتے ہون ◆

۱؎ کیونکہ صورت اول مین اُسکا صرف اکلوتا بیٹا اُسکی ضروریات روزمرہ کا سرانجام کریگا اور دوسری صورت مین منجملہ جایداد شوہر کے وہ صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ دائے کرم سنگرہ مین سری کرشن ترک لنکار نے یہ بیان کیا ہے کہ " سوتیلی مان حصہ نہین پاتی ہے لیکن کھانے اور کپڑے سے اُسکی خبرگیری کرنی ضرور ہے"-

علاوہ اِسکے اگر بھائی بطور مشترک اور متفق کنبے کے رہنا چاہین تو مان اُنکو اپنا حصہ علحدہ کردینے کے لیے مجبور نہین کرسکتی کس واسطے کہ دائے بھاگ یا کسی اور شاستر کی کتاب مین ایسا حکم نہین ہے کہ جایداد موروثی کی تقسیم جیساکہ در صورت مرضی کسی شریک ورثہ کے ہوسکتی ہے مان کی مرضی کے مطابق بھی ہوسکے ◆

حقیقی اور سوتیلے بھائیون مین بحصص مساوی تقسیم ہونی چاہیے اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی بیوہ مستحق وراثت ہونگی ÷

س ۲- اگر یہ ثابت ہو کہ تینون بھائیون نے جایداد کو آپس مین تقسیم کرلیا تھا اور وے ایک بعد دوسرے کے جیسا کہ سوال مرقومۂ بالا مین مذکور ہے مرگئے۔ اِس صورت مین کوئی خاص قاعدہ بیوون کے وارث ہونے کے واسطے ہے یا نہین ÷

ج ۲- اگر بھائیون نے اپنی موروثی جایداد کو تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لیا ہو اور بعد ازان پہلی زوجہ کے بیٹون مین سے ایک بیٹا مرگیا ہو اور زوجہ نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکا حقیقی بھائی اُسکی جایداد بلا شرکت احدے پانے کا مستحق ہے اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ دو حصے وراثتاً پائیگی یعنی ایک حصہ وہ جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے اور دوسرا وہ جو اُسکے شوہر کو اپنے بھائی سے پہونچا تھا۔ دوسری زوجہ کے بیٹے کی بیوہ کا استحقاق صرف اُس حصہ پر ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین تھا ÷

اگر سوتیلے اور حقیقی بھائی علیحدہ رہتے ہون تو بمقابلہ حقیقی بھائی کے سوتیلے بھائی کو حق وراثت نہین پہونچتا ÷

۱۳- مارچ ۱۸۶۲ع

مقدمہ ۲- س- ایک شودر قوم کے کنبہ مین تین بھائی تھے منجملہ اُنکے بڑا بھائی دو بیٹے اور منجھلا بھائی ایک زوجہ اور چھوٹا تین بیٹے چھوڑ مرا- بڑے بھائی کا چھوٹا بیٹا فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا بعد اُسکے منجھلے بھائی کی بیوہ مرگئی منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا جتنے اب بقید حیات ہین وے بیوہ مذکور کی جایداد پر دعوی کرتے ہین۔ اِس صورت مین یہ سب شخص مستحق وراثت جایداد مذکور ہین یا نہین اگر ہین تو ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے ÷

ج- دوسرے بھائی کی بیوہ کے مرنے کے بعد اُسکی جایداد اُسکے شوہر کے بھائیون کے بیٹون مین مساوی طور پر تقسیم ہونی چاہیے بمقابلہ اُنکے اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کے پوتہ کا کچھ استحقاق نہین ہے ÷

بھائی کے بیٹے کے مقابل مین بھائی کے پوتے کا حق جاتا رہتا ہے ÷

شہر ڈھاکہ-

مقدمہ ۳- س ۱- ایک برہمن کے دو زوجہ سے اولاد تھی- بڑی زوجہ سے

ایک بیٹا اور تین بیٹیان اور چھوٹی زوجہ سے چار بیٹے اور دو بیٹیان تھین - باپ نے اپنے حین حیات اپنی جایداد کو تقسیم کر دیا اور پانچ برابر کے حصے اپنی پانچون دخترون کو اور اسی قدر مساوی حصے اپنے پانچون بیٹون کو دیے - جملہ دختر او بیٹے اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوے - چارون لڑکے جو چھوٹی زوجہ سے تھے بلا اولاد ذکور مر گئے اور انکی مان انکے حصون پر متصرف ہوئی اور بعد ازان وہ بھی مرگئی - اب اصل مالک کی پہلی زوجہ کے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا اور چھوٹی زوجہ سے ایک بیٹی بقید حیات ہے اس صورت مین منجملہ انکے کسکو اُس جایداد کا وراثتاً حق پہونچتا ہے جو اصل مالک کی چھوٹی زوجہ کے چار بیٹون کی ہے اور جو انکی مان کو وراثتاً پہونچی تھی *

ف جایداد موروثی جو کسی عورت کو اپنے بیٹے سے پہونچی ہو عورت مذکور کی وفات کے بعد وہ جایداد بیٹے مذکور کے سوتیلے بھائی کے بیٹے کو ملیگی نہ اسکی بہن کو *

ج - اگر برہمن نے اپنی جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کو اپنی اولاد یعنی پہلی زوجہ کے ایک بیٹے اور تین بیٹیون اور دوسری زوجہ کے چار بیٹون اور دو بیٹیون مین تقسیم کر دیا ہو اور پانچون بیٹیان اور پانچون بیٹے اپنے اپنے حصہ پر قابض رہے ہون اور چھوٹی زوجہ کے چار بیٹے مر جائین اور وارثون مین سے نواسون تک کوئی وارث نہ چھوڑ مرین تو انکی مان مستحق پانے انکی جایداد کی ہے - اور مان کی وفات کے بعد اگر بیٹون مذکور کی حقیقی بہن اور سوتیلے بھائی کا بیٹا بقید حیات ہو تو اس صورت مین انکے سوتیلے بھائی کے بیٹے کا وراثتاً حق پہونچتا ہے بشرطیکہ انکے وارثون مین سے حقیقی بھائی کے بیٹے تک کوئی وارث موجود نہو اور بہن حصہ پانے سے محروم رہتی ہے *

س ۲ - اگر چھوٹی زوجہ کی دختر کے ایک بیٹا ہو تو اس صورت مین نواسہ اپنے ماموں سے ورثہ پانے کا مستحق ہے یا نہین *

ف اور نہ بہن کے بیٹے کو *

ج ۲ - درصورت موجود ہونے سوتیلے بھائی کے بیٹے کے بہن کے بیٹے کا ترکہ مین کچھ استحقاق نہین ہے *

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۰ - دسمبر ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۴ - س - ایک بیوہ نے بابت اپنے حصہ شوہری منجملہ جایداد موروثی

اراضی وغیرہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون پر نالش دائر کی مگر بھتیجون نے کسی قدر جایداد غیر منقولہ اُسکی وجہ معاش کے واسطے مقرر کرکے باہم تصفیہ کرلیا۔ اُسوقت سے وہ اپنی سوت کی دختر کے ساتھ رہا کی دختر مذکور کے ایک بیٹا تھا جو بعد ازان مرگیا بیوہ مذکور کی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کے شوہر نے اُسکی نسبت رسوم کریاکرم ادا کین مگر اُسکی برسی اُسکے شوہر کے بھتیجون نے کی اِس صورت مین اُسکی جایداد جو اُسکے شوہر کی موروثی ہو یا بیوہ کی خاص۔ اور جایداد مذکور اُسنے اپنے شوہر کے مال موروثی کے محاصل سے خرید کی ہو یا اپنے سرمایۂ خاص سے اِس صورت مین یہ جایداد اُسکے شوہر کے بھتیجون کو پہونچیگی یا اُسکی سوت کی دختر کو؟

ج۔ اگر بیوہ لاولد نے جایداد غیر منقولہ منجملہ جایداد موروثی اپنے شوہر کے بھتیجون سے اپنی وجہ معاش کے لیے ازروے تصفیہ باہم پائی ہو تو اُسکا تعلق حق جایداد مذکور کی نسبت صرف اُسکے حین حیات ہے لہذا اُسکی جایداد باستثنار اُسکے خاص استری دھن کے اُسکے شوہر کے بھتیجے کو پہونچیگی مگر مال جو اُسنے اپنی وجہ معاش سے خرید اہے اور اُسکا زیور اور منافع خارجی اور اور انتفاع اُسکے خاص مال یعنی استری دھن کے داخل ہے لہذا وہ مال اُسکی سوت کی دختر کو پہونچیگا*

جایداد جو کسی عورت کو اُسکے شوہر سے وراثتاً ملی ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے بھتیجون کو ملیگی اور اُسکا خاص مال یعنی استری دھن اُسکی سوت کی دختر کو پہونچیگا*

ماخذ ”عورت کی وجہ معاش اور اُسکا زیور اور منافع خارجی اور اور انتفاع اُسکی ملکیت خاص مین داخل ہے“ منو کہتا ہے کہ ”عورت کی ملکیت خاص اُسکی غیر منسوبہ لڑکیون اور اُنکو جنکا بیاہ نہین ہوا ہے پہونچتی ہے“۔

شہر پٹنہ۔ ۴۔ جولائی ۱۸۰۶ع

مقدمہ ۵۔ چار حقیقی بھائی تھے اور وے اپنی جایداد موروثی پر بالاشتراک قابض رہے اور ایک بعد دوسرے کے اپنے اپنے وارث چھوڑکر مرگئے۔ چونکہ بڑے بھائی کے اولاد ذکور نہ تھی لہذا اُسنے دوسرے بھائی کے تین بیٹون مین سے ایک بیٹے کو پسند کرکے بموجب طریقۂ معینہ شاستر کے متبنیٰ کیا

اور دوسرے بھائی مذکور کے باقی دو بیٹون مین سے ایک بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور دوسرا زندہ ہے اور تیسرا بھائی صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بھائی کے چار بیٹے تھے - کل بھائیون کے وارث منجملہ جایداد مذکور اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے ؞

اب تیسرے بھائی کی بیوہ مرگئی اور اُسکے شوہر کے بڑے بھائی کا متبنی بیٹا اور اُسکے دوسرے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور اُسکے چھوٹے بھائی کے چار بیٹے بقید حیات ہین اِس صورت مین بیوہ مذکور کی جایداد سے اشخاص مذکورہ بالا کسقدر علٰحدہ علٰحدہ ترکہ پانے کے مستحق ہین ؞

ج - اگر بیوہ اپنے شوہر کی جایداد پر جو منجملہ بھائیون کے تیسرا بھائی تھا وارث ہوکر مرجاے اور اپنے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹے اور ایک متبنی اور ایک پوتا چھوڑ مرے تو بموجب آئین منو جسکا درجہ واضعان قانون مین اول ہے اور اور عالمون کے مطابق بارہ قسم کے انسان کے بیٹون مین سے متبنی بیٹا اول چھ قسم کے بیٹون مین جو قرابتاً وارث ہوتے ہین داخل ہے اور بموجب شاستر متمشیہ اُن اضلاع کے متبنی ثلث حصہ پانے کا مستحق ہے پس تیسرے بھائی کے بیوہ کی جایداد کے گیارہ حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے دس حصے اُسکے شوہر کے بھائیون کے پانچ بیٹون مین تقسیم ہونگے یعنی ہر ایک کو دو دو حصے ملینگے اور باقی ایک حصہ متبنی کو پہونچیگا - یہ امر بموجب آئین منو اور آئین مندرجہ او دھوتتو اور دا ے کرم سنگرہ اور بیادار نوستو اور دا ے تتو اور دت تک چندریکا اور دت تک ممانسا اور شرح دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر کے ہے ؞

ف
اگر بیوہ کی اُس جایداد کے بابت جو اُسے اُسکے شوہر کی وفات کے بعد ملی تھی اشخاص مفصلۂ ذیل دعویدار ہون یعنی اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا اور پوتا اور ایک اور بھائی کا متبنی بیٹا اور تیسرے بھائی کے چار بیٹے - تو جایداد مذکور کے گیارہ حصے کیے جاینگے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنی کو ملیگا اور اور بھائیون کے پانچ بیٹون کو دو دو حصے پہونچینگے پوتے کا حق کچھ نہین ہے ؞

ماخذ - قول منو " منو جو ذات واجب الوجود سے پیدا ہوا ہے اُسنے انسان کے بارہ قسم کے بیٹے بیان کیے ہین اُنمین سے چھ قرابتی اور وارث ہین - اور چھ قرابتی ہین اور وارث نہین الاصرف اپنے باپ کی جایداد کے - تفصیل اُنکی یہ ہے بیٹا جو زوجۂ منکوحہ کے بطن سے پیدا ہو - بیٹا جو زوجۂ منکوحہ

کے بطن سے بطور جائز دوسرے شخص سے پیدا ہو۔ بیٹا جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو متبنیٰ بیٹا۔ بیٹا جسکی ولدیت مخفی ہو یعنی جسکا پدر حقیقی معلوم نہو سکے۔ بیٹا جسے اُسکے والدین نے ترک کر دیا ہو یہ چھ بیٹے قرابتی اور وارث ہین۔" برہسپتی کا قول اودھ تو مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "واضعان قانون مین منو کا اول درجہ ہے اسواسطے کہ اُنھون نے تمام مطالب بید کے اپنے مجموعہ مین ادا کر دیے ہین کوئی مجموعہ جو اُسکے اقوال مشتہرہ کو مسترد کرے پسند خاطر عوام نہین ہے" +

واے کرم سنگرہ مین مقولہ ذیل مندرج ہے "جایداد جو باہم صحیح النسب اور متبنیٰ بیٹون کے تقسیم کیجاے منجملہ اُسکے دو حصے صحیح النسب بیٹے کے ہوتے ہین اور ایک حصہ متبنیٰ بیٹے کا بشرطیکہ وہ اپنے باپ کا ہمقوم ہو" +

ببا دآر نوستو مین بھی یہی مسئلہ لکھا ہے +

بیان مرقومہ بالا کے ساتھ مصنف واے تتو کا بھی اتفاق ہے + چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "باستثنا صلبی بیٹے کے ان بارہ بیٹون مین سے جو بیٹا متبنیٰ کرنے والے باپ کا ہمقوم ہو وہ درصورت موجود ہونے صلبی بیٹے کے باپ کی جایداد سے ثلث حصہ پائیگا" +

"اگر دوسرے شخص کا دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ رکھتا ہو اور بحالت موجودگی اُسکے کسی زمانہ مین پسر صلبی پیدا ہو تو یہ دونون بیٹے باپ کا کل ترکہ بحصص مساوی پائینگے۔ چونکہ صفات حمیدہ کے واسطے اصل سنسکرت مین اس محل پر لفظ نیچا جت واقع ہوا ہے لہذا تاویل اُسکی اسطور پر کرنی چاہیے کہ دیا ہوا بیٹا صفات حمیدہ رکھتا ہو اور صلبی اُنسے معرا ہو" +

"جس کسی کو بموجب قاعدہ مرقومہ مابعد کے کسی نے بیٹا دیا ہو اور وہ بیٹا ہر طرح کی صفت رکھتا ہو تو اُسکو ترکہ ملیگا گو وہ خاندان غیر سے لیا گیا ہو"۔

"ہر طرح کی صفت رکھتا ہو" یعنی بلحاظ قوم و علم اور تعمیل فرائض کے لیق ہو یہ مسئلہ دت تک چندریکا مین مندرج ہے۔ واے بھاگ کی شرح اور واے کرم سنگرہ

اور بیاد آر نوستو اور اور دھرم شاستر کی کتابون سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف درصورت
نہونے بھتیجے کے پوتا مستحق وراثت ہے ✤

عدالت اپیل کلکتہ

مقدمہ ۶- س ۱- منجملہ پانچ حقیقی بھائیون کے بڑا بھائی بعد تقسیم کُل جایداد کے
اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ بالاتفاق رہا اور لاولد مرگیا اس صورت مین پورے
بھائی متوفی کی جایداد صرف اُس بھائی کے بیٹے کو جسکے شامل وہ رہتا تھا پہونچتی ہے
یا جملہ بھائیون کے بیٹون کو ✤

ف دربارہ شریک ہوجانے والے بھائی کا بیٹا بمقابل اُن بھائیون کے جو متفق نہین ہین وارث ہوتا ہے ✤

ج ۱- اگر منجملہ بھائیون کے جو علیحدہ ہوگئے ہون دو بھائی بباعث آپس کی
محبت کے بالاتفاق رہین اور باہم کھانے اور گنبے مین دوبارہ شریک ہوجائین اور
ایسے متفق بھائیون مین سے ایک بھائی بغیر چھوڑنے کسی قریب وارث مثلاً بیٹے
وغیرہ کے مرجاوے تو اُسکی جایداد صرف اُسکے اُس بھائی کو ملیگی جو دوبارہ
شریک ہوگیا ہے اور اُسکی وفات کے بعد صرف اُسکا بیٹا مستحق وراثت ہے-
اُن بھائیون کے بیٹون کا جو متفق نہین ہین کچھ حق نہین ہے ✤

ماخذ- جاگبلک کا قول دایے بھاگ اور دوسرے کتب شاستر مین یہ منقول ہے کہ اگر
ایک بھائی بعد علیحدگی کے دوسرے بھائی کے ساتھ پھر شامل ہوجاوے تو اُسکو
دوسرے بھائی کی وفات کے بعد اُسکا حصہ پہونچیگا اور اگر بعد اُسکے متوفی کے
بیٹا پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور اُسے حوالہ کردیگا" پھر شامل ہوجانے کے معنی برسپتی نے
یہ بیان کیے ہین کہ "جو شخص ایک مرتبہ علیحدہ ہوکر پھر بباعث محبت کے اپنے
باپ یا بھائی یا چچا کے ساتھ رہے تو یہ صورت دوبارہ شامل ہونے کی ہے ✤

س ۲- اگر پانچون بھائی علیحدہ ہوکر جدا رہین اور منجملہ اُنکے ایک بھائی بلا اولاد
ذکور مرجاوے تو اُس صورت مین اُسکی جایداد کسکو پہونچیگی ✤

ف ماں کے بعد بھائی کو ورثہ پہونچتا ہے ✤

ج ۲- وارثون مین سے اگر کوئی وارث ماں تک نہو تو جملہ حقیقی بھائی ورثہ
پانے کے برابر مستحق ہین- دایے بھاگ وغیرہ مین حوالہ اس قول کا مندرج ہے ✤

ماخذ دیول ”بعد ازان حقیقی بھائیون کو اُس بھائی کا ترکہ جو لاولد مر جائے تقسیم کر لینا چاہیئے“ - **جاگیلک** - ”اگر حقیقی بھائی اِس طور پر اپنے حقیقی بھائی کے حصہ پر متصرف رہیگا یا حوالہ کر دیگا“ - **منو** ”جو شخص بیٹا نہ چھوڑ مرے اُسکا ورثہ اُسکے باپ کو پہونچیگا یا بھائیون کو“ +

ضلع ہوگلی - ۱۸ - دسمبر ۱۸۲۰ء

مقدمہ ۷ - چار حقیقی بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور بطور کنبہ مشترکہ کے اپنی موروثی اور مکسوبہ جایداد کے محاصل سے متمتع ہوتے تھے اور قبل تقسیم ہونے جایداد مذکور کے دو بھائی اُنمین سے اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے بعد اُنکی وفات کے باقی دو بھائیون نے تقسیم جایداد کے لیے اپنی رضا و رغبت سے ایک پنچ مقرر کیا جنا پنچ نے یہ فیصلہ کیا کہ جایداد کے چار حصے کرنے چاہئین منجملہ اُنکے دو حصے اُنکے دونون بھائی لین اور دو حصے بیوون کو ملین اور بیوون کے حصون کا انصرام اُنکے شوہرون کے بھائیون کے سپرد ہو اور اُنسے وے حین حیات اپنے ترکہ کا محاصل پاتی رہین فریقین نے اس امر کو قبول کیا اور تھوڑے عرصہ تک اُسکے مطابق کاربند رہے بعد ازان ایک بھائی اور مر گیا اور زوجہ اور دو نابالغ بیٹے چھوڑ مرا بعد ازان منجملہ بیوون کے وہ بیوہ جسکے شوہر کا حصہ اُسکے شوہر کے بھائی کے جو اب فوت ہوا سپرد تھا مر گئی اور بالآخر وہ بھائی بھی جو زندہ تھا چند بیٹے چھوڑ کر مر گیا اِس صورت مین جو اشخاص کہ اب بقید حیات ہین اُنمین سے کون مستحق پانے بیوہ متوفی کی اُس جایداد کا ہے جو اُسے وراثتاً اپنے شوہر سے ملی تھی +

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کا حصہ یعنی جایداد کا ایک ربع جو پنچ کی تجویز سے بیوہ کو ملا تھا اُسکے شوہر کے اُس بھائی کو ملنا چاہیئے جو بقید حیات ہو اور اُسکی وفات کے بعد حصہ مذکور اُسکے بیٹون کو پہونچیگا - اور اشخاص موجودہ ترکہ پانے سے محروم رہینگے +

ماخذ جاگیلک ”زوجہ اور بیٹیاں اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور

ف بیوہ کی وفات کے بعد سب جائداد اسکے شوہر کے اُس بھائی کے بیٹون کو ملیگی جو بیوہ کی وفات کے وقت زندہ تھا اور اُسکے شوہر کے اُن بھائیون کے بیٹون کو نہ ملیگی جو قبل وفات بیوہ کے مر گئے +

اُنکے بیٹے" یہ منقولہ بموجب داے بھاگ وغیرہ کے ہے +

عدالت اپیل کلکتہ - ۶ مئی ۱۸۶۹ع

مقدمہ ۸ - س - سندر اور پیارے اور جواہر تین بھائی تھے اُنھون نے اپنی جایداد اراضی وغیرہ کو آپس مین تقسیم کر لیا اور بطور کنبے جداگانہ کے علیحدہ رہنے لگے پیارے کے تین بیٹے موتی اور ہیرا اور پنا تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا موتی مرگیا اُسکے ایک متبنی بیٹا ہے چھوٹا بیٹا پنا بھی فوت ہوا اور اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ تک نہین ہے اور دوسرا بیٹا ہیرا ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ مذکورا اپنے شوہر کی جایداد پر متصرف رہی اور بعد ازان مرگئی اب موتی کا متبنی بیٹا اور سندر کا پوتا اور جواہر کے کئی بیٹے زندہ ہین اور ہیرا کے بیوہ کی جایداد کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین منجملہ ان دعویدارون کے کسکو حق وراثت پہونچتا ہے +

بمقابلہ بھائی کے متبنی بیٹے کے چچا کے بیٹے اور پوتے کا حق جاتا رہتا ہے +

ج - صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کے شوہر کے حقیقی بھائی کا متبنی بیٹا بلا شرکت غیرے اس وجہ سے مستحق پانے ورثہ کا ہے کہ وہ بیوہ کے شوہر کی ماں اور باپ اور دادا کی ارواح کو پنڈ و پانی دینے سے فائدہ پہونچاتا ہے اور اُسکے شوہر کے دو چچاؤن کے بیٹون اور پوتے کا حق بمقابلہ پسر متبنی اُسکے شوہر کے حقیقی بھائی کے جاتا رہتا ہے +

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۰ - دسمبر ۱۸۵۸ع

بھولاناتھ سرما بنام راج چندر سرما

مقدمہ ۹ - س - ایک شخص جو اپنے دو بھتیجون کے ساتھ بالاشتراک رہتا تھا اُنسے جدا ہو گیا اور اُسنے جایداد منقولہ اور غیر منقولہ کی تقسیم کرالی اور اُسوقت سے وہ اپنے خاص بیٹے کے ساتھ رہا بیٹا کچھ جایداد مکسوبہ حاصل کرکے مرگیا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا زوجہ کی رضامندی کے بموجب منجملہ بھتیجون کے ایک نے اُسکے شوہر متوفی کی رسوم کریاکرم وغیرہ اداکین بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اُسکی رسوم کریاکرم بھی بھتیجون مین سے ایک بھتیجے نے اُسی طور پر اداکین جیسا کہ اُسکے بیٹے کے واسطے

فی تحقیق معلوم ہوتا ہے کہ جایداد متنازعہ دونوں باپ اور بیٹے کی مکسوبہ ہے - دونوں بھتیجے جو علحدہ رہتے ہین اور بیٹے کی بیوہ بقید حیات ہے اس صورت مین ان اشخاص موجودہ مین سے کون مستحق وراثت ہے +

ف بمقابلہ بھتیجون کے باوجود علحدہ رہنے اُنکے پسر متوفی کی بیوہ کو حق وراثت نہین پہونچتا +

نج - وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہونے کی صورت مین بھتیجے وارث ہونگے اور پسر متوفی کی بیوہ کا بالکل کچھ حق نہین ہے اور چونکہ بیٹا باپ کے سامنے فوت ہوا ہے لہذا بھتیجے اُسکے وارث ہونگے - اگر کوئی شخص وارثون مین سے پر پوتے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکی زوجہ اُسکی کل جایداد اراضی یا مال منقولہ کی مالک ہوگی - لہذا بیٹے کی جایداد مکسوبہ اُسکی بیوہ کو پہونچیگی نہ وہ جایداد جو اُسکے شوہر کے باپ کی ہے اور جو اُسکے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوا ہے +

۱۰ - مئی سنہ ۱۸۲۰ع

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص کے تین بیٹے تھے سندر اور پیارے اور جواہر اُنھون نے اپنی موروثی جایداد کو آپس مین تقسیم کرلیا اور وے اپنے اپنے حصہ پر قابض ہوے - سندر بڑا بیٹا تین بیٹے چھوڑ مرا منجملہ اُنکے ایک لاوارث مرگیا دوسرا بیٹا پیارے بھی ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور چھوٹا بیٹا جواہر ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا پیارے کی بیوہ نے جو اپنے شوہر کے حصے پر قابض ہوئی تھی ایک دختر چھوڑ کر وفات پائی دختر بھی بعد ازان ایک دختر چھوڑ کر مرگئی اس صورت مین پیارے کی جایداد اُسکی دختر کی دختر کو پہونچیگی یا اُسکے بھائی کے بیٹون کو +

بمقابلہ بھتیجون کے دختر کی بیٹی کا حق نہین پہونچتا +

نج - صورت مذکورہ بالا مین دوسرے بیٹے پیارے کی وفات کے بعد اُسکی جایداد جو اُسے اپنے باپ سے ترکہ مین ملی تھی اُسکی زوجہ کو پہونچنی چاہیئے بعد ازان اُسکی دختر کو اور اُسکی وفات کے بعد دختر کے چچا کے بیٹے مستحق وراثت ہین - دختر کی دختر ورثہ پانے سے محروم رہتی ہے - یہ راے مطابق داے بھاگ اور اور کتب دھرم شاستر کے ہے +

۴۶۰

ضلع چوبیس پرگنہ - ستمبر ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۱۱ - س - دو ہندو زمیندار جو حقیقی بھائی تھے اُنمین سے ایک اپنی زوجہ چھوڑکر مرگیا اور دوسرے بھائی اور اُسکے بیٹے اور پوتے نے بیوہ مذکورہ کے سامنے وفات پائی - مگر دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ اور اُسکی ایک لڑکی اور دو نواسے زندہ ہین - اِس صورت مین پہلے بھائی کی بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکے شوہر کے دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو پہونچیگی یا اُسکے شوہر کی خاص بیٹی یا نواسہ یا اُن واسطہ دارون کو جو شوہر کی پدری نسل سے چھٹی پشت مین ہین اور اگر پہلے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ بلحاظ طعام اور اُمور کے بالاتفاق رہتی ہون اور اقربا جو ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد ہون اور واسطہ اُنکا ساتوین پیڑھی سے بعید ہو تو اِس صورت مین دھرم شاستر کا حکم کیا ہے ❊

ج - دو حقیقی بھائیون مین سے ایک بھائی اگر مرجاے تو اُسکی جایداد اُسکی زوجہ کو پہونچیگی - جبکہ دوسرا بھائی بغیر بیٹے یا پوتے کے مرگیا ہو اور بیٹے کی بیوہ اور اپنی ایک دختر اور دو نواسے چھوڑ مرا ہو تو اِس صورت مین بعد وفات اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کے اُسکے بیٹے کی بیوہ کا اور اُسکی دختر اور اُسکے نواسون کو اُسکے پہلے بھائی کی بیوہ کی جایداد پر کچھ حق وراثت نہین ہے - چونکہ بیٹے کی بیوہ اپنے خسر کی جایداد کی وارث نہین ہوسکتی تو بدرجہ اولیٰ اپنے خسر کے بھائی کی جایداد پر کب ہوسکتی ہے - جو شخص بغیر اولاد ذکور مرجاے اُسکے وارثون کی ترتیب مین بھائی کی دختر شمار نہین کی گئی ہے - اگرچہ داے کرم سنگرہ کے بعض نسخون مین بھائی کے نواسہ کا استحقاق وراثت لکھا ہوا ہے مگر اکثر نسخون کتاب مذکورہ مین امر بالکل مندرج نہین ہے اور داے بھاگ اور شرح مولفہ سری کشن ترک لنکار اور داے تتو اور اور کتب شاستر مین کوئی قاعدہ نسبت استحقاق وراثت بھائی کے نواسہ کے نہین لکھا ہے اِس صورت مین جو اقربا کہ مورث اعلیٰ سے چھٹی پیڑھی مین ہین اول ترکہ پاوینگے اور یہ نہون تو ساتوین یا اُس سے بعید پیڑھی کے اقربا بموجب قریب

دھرم شاستر کی نہایت معتبر کتابون کے مرتب بھائی کے نواسہ کا وراثت مین کچھ استحقاق نہین ہے ❊

رشتہ کے وارث ہونگے۔ دوسرے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کا اپنے شوہر کے چچا کی بیوہ کے ساتھ بلحاظ خور و پوش اور اور امور کے شریک رہنا ایسا امر نہین ہے جسکی وجہ سے بھائی کے بیٹے کی بیوہ کو وراثت مین استحقاق حاصل ہو چنانچہ داے بھاگ وراور کتب شاستر مروجۂ بنگالہ مین کوئی خاص قاعدہ اِس باب مین جو جایداد کے منقسمہ یا غیر منقسمہ ہونے پر منحصر ہو مندرج نہین ہے۔ یہ راے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور داے تتو اور کتب شاستر متمشۂ بنگالہ کے مطابق ہے +

ماخذ "ایک شخص جو بلا اولاد ذکور مرجاے اور اُسکے بہت سے رشتہ دار یعنی یا ناتی یا قرابت دار بعید یعنی سُکل یا بندھو رشتہ دار ہون تو منجملہ انکے جو واسطہ مین قریب تر ہو وہی اُسکی جایداد کا مالک ہوگا۔" قول برہسپتی منقولہ داے تتو و داے کرم سنگرہ

ضلع میمن سنگھ - ۵ - مارچ ۱۸۹۱ع

مقدمہ ۱۲ - س - دیو کی نندن اور دھرنی دھر اور رام کنت اور کالی پرشاد چار بھائی تھے - دیو کی نندن بیساکھ کے مہینے سنہ ۱۲۲۲ بنگلہ مین مرگیا اور دو بیٹے چھوڑ مرا - سنہ ۱۲۰۹ بنگلہ مین دھرنی دھر لاولد مرگیا اور اُسکی بیوہ سوردھنی نے بھی سنہ ۱۲۱۰ بنگلہ مین وفات پائی - رام کنت سنہ ۱۲۱۶ بنگلہ مین فوت ہوا اور اُسکی بیوہ سجے منی اور دو بیٹے موجود ہین کالی پرشاد نے سنہ ۱۲۲۰ بنگلہ مین اِس جہان سے رحلت کی اور اُسکی بیوہ اب تک بقید حیات ہے - بھائیون کے قبضہ مین جایداد اراضی مساوی حصون مین تھی اور فیصلہ پنچایان کے بموجب دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اسپنے اپنے شوہرون کے حصہ جایداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین اور اُنکی وفات کے بعد اُنکے حصے باہم دیو کی نندن اور رام کنت اور اُنکے وارثون کے تقسیم ہوگئے اِس صورت مین بعد وفات سوردھنی بیوہ دھرنی دھر کے کالی پرشاد کی بیوہ مستحق پانے کسی قدر حصہ منجملہ اُس محاصل کے جو سوردھنی کو ملتا تھا ہے یا نہین +

بھائی کی بیوہ وارثون کا ترتیب مین نمبر

ج - اگر دھرنی دھر اور کالی پرشاد کی بیوہ اپنے اپنے شوہرون کے حصہ جایداد کے محاصل سے حین حیات متمتع ہوتی رہین تو دھرنی دھر کی بیوہ کی وفات کے بعد

کالی پرشاد کی بیوہ مستحق اس امر کی نہین ہے کہ منجملہ محاصل متعلقہ سوردھنی کے اُسے کچھ حصہ ملے کیونکہ شاستر مین کہین بھائی کی بیوہ کو اُس شخص کے وارثون مین سے جو بلا اولاد ذکور مرجاے نہین قرار دیا ہے ؛ [1]

صدر دیوانی عدالت - ۱۱- اگست ۱۸۶۲ع

سماۃ جے منی دیبی بنام رام جاے چودھری

مقدمہ ۱۳۳- منجملہ چار بھائیون کے جو بالاشتراک ایک جایداد بر وراثتاً قابض ہوئے بڑا بھائی ایک زوجہ اور ایک نواسہ چھوڑ کر مرگیا نواسہ کی مان مرگئی تھی اور دوسرا بھائی ایک بیٹا چھوڑ مرا اور چھوٹا یعنی چوتھا بھائی مرض جذام یا اور کوئی اسی قسم کی بیماری مین مبتلا ہوکر ناکتخدا فوت ہوا - اب چار شخص یعنی بڑے بھائی کی بیوہ اور نواسہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی زندہ ہین اور وراثت کا دعوی کرتے ہین اس صورت مین جایداد اُن دعویداروں کے باہم کیونکر تقسیم ہونی چاہیے ؛

ف
جائداد مشترکہ کی بابت اگر ایک بیوہ اور ایک بیٹا اور ایک بھائی دعویدار وراثت ہون تو جایداد مین سے ہر مدعی کو ایک ایک ثلث تینون کو ملیگا ؛

ج - صورت مذکورہ بالا مین بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کا بیٹا اور تیسرا بھائی برابر مستحق وراثت ہین یعنی منجملہ اُنکے جایداد مین ہر ایک مستحق پانے ایک ثلث کا ہے - بڑے بھائی کے نواسہ کا درصورت موجود ہونے اُسکی نانی کے ترکہ مین کچھ حق نہین پہونچتا ؛ [2]

---

[1] دھرنی دھر کی بیوہ مسماۃ سوردھنی کے قبضہ مین جو جایداد تھی وہ صرف دیوکی نندن کو پہونچیگی اور بمقابلہ اسکے رام کنت اور کالی پرشاد کے وارثون کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ اشخاص جنسے اُنکو ترکہ ملا تھا قبل وفات دھرنی دھر کی بیوہ کے مرگئے ؛

[2] اگر چوتھا بھائی کسی عارضہ جسمانی مثلاً جذام وغیرہ مین جو مانع ارث ہو باپ کی وفات کے وقت مبتلا نہو تو اُسے اپنے بھائیون کے ساتھ مساوی حصہ ملنا چاہیے کیونکہ اُسکو استحقاق وراثت فوراً بعد وفات باپ کے حاصل ہوا اور جو استحقاق کہ اولاد ذکور کو ایک مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے وہ کسی ایسی عدم قابلیت کی وجہ سے جو بعد ازان عارض ہو زائل نہین ہوتا لہذا چوتھے بھائی کا بعد ازان بیمار ہونا اُسکے مانع ارث نہین ہوسکتا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ یعنی جایداد موروثی کا ایک ربع

ضلع جنگل محال - ۲۲ - مئی ۱۹۰۸ء

مقدمہ ۱۴ - س - ایک برہمن نے اپنے حقیقی بھائی سے جایداد اراضی اور مال مشترکہ کی تقسیم کرالی اور علیحدہ رہنے لگا اور ایک نابالغ بیٹا اور ایک غیر منکوحہ دختر اور ایک زوجہ اور بھائی مذکورہ بالا کے بیٹے چھوڑ کر مرگیا بعد ازاں اُسکا بیٹا فوت ہوا اور اُسکے بعد اُسکی زوجہ بھی مرگئی اب اُسکی دختر جسکے اولاد ذکور پیدا ہونے کا امکان ہے اپنے باپ کے ترکہ کا دعویٰ کرتی ہے - اس صورت مین یہ دختر مستحق وراثت ہے یا متوفی کے بھائی کے بیٹے ؂

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ مالک کی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکے بیٹے کو وراثتاً پہونچی جسکی روح کو وہ پنڈ و پانی دینے سے فائدہ نہین پہونچاسکتی - بھائی کے بیٹے مستحق وراثت ہین کیونکہ وے آن دو مورثون کو پنڈ و پانی دے سکتے ہین جنکو اصل مالک پر دینا فرض تھا ؂

ہمشیر کا حق بمقابلہ بھائی کے بیٹون کے جاتا رہتا ہے ؂

ضلع بردوان - ۳ - دسمبر ۱۹۰۸ء

انپورن دیبی بنام گنگا ہری سری منی وغیرہ -

مقدمہ ۱۵ - س - ایک برہمن پانچ بیٹے چھوڑ کر مرگیا منجملہ اُنکے دو لاولد مرگئے چوتھے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو اپنے باپ کے سامنے فوت ہوا اور اُسکے پسماندون مین ایک بیوہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی تھی پانچوین نے لاولد وفات پائی اور تیسرے بھائی نے چار بیٹے چھوڑ کر رحلت کی منجملہ اُنکے بڑا بیٹا لاولد مرگیا اور دوسرا اور تیسرا ایک ایک بیٹا چھوڑ مرا - چوتھے بھائی کی پوتی کا بیاہ ہوگیا اور اُسکے اولاد ذکور موجود ہے - اس صورت مین چوتھے بھائی کی وفات کے بعد منجملہ ان اشخاص کے

عسعہ اُسکے تیسرے بھائی کو جو زندہ تھا پہونچنا چاہیے تھا اُسکے بڑے بھائی کی بیوہ اور دوسرے بھائی کے بیٹے کا اس سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ بھائی کے مقابل مین اُنکا کچھ حق نہین ہے - لیکن اس مقدمہ مین واضح ہوگا کہ دوسرے بھائی کے بیٹے نے بھتیجے کے طور پر ترکہ نہین پایا ہے بلکہ بذریعۂ وراثت اپنے باپ کے - اس مقدمہ مین چچا کی جایداد پر وارث ہونے کا کچھ تنازع نہ تھا ؂

جو بقید حیات ہین کون وراثتاً مستحق پانے اُسکی جایداد کا ہے ◆

ج - معلوم ہوتا ہے کہ بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا وہ ایک زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا غیر منکوحہ لڑکی کا بعد ازان بیاہ ہوگیا اور اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا لیکن جبکہ بھائی کا بیٹا اور پوتی کا بیٹا موجود ہین تو اس صورت مین بھائی کا بیٹا مستحق وراثت ہے اور متوفی پسر کی دختر کے بیٹے کا اپنے پرنانا کے ترکہ پر کوئی دعوی جائز نہین ہے - یہ رائے مصنفان داے بھاگ اور اور کتب شاستر کی ہے ◆

ف بھائی کا بیٹا بمجودگی پسر کی دختر کے بیٹے کے ورثہ پاتا ہے ◆

۲۱ - مارچ ۱۸۲۱ء

فصل چھٹی

ہمشیرہ زادون وغیرہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک شخص ایک بیٹا اور تین بیٹیان چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے بیٹا بھی اپنی تینون بہنون کے سامنے اِس جہان سے رحلت کرگیا منجملہ تین بہنون کے ایک نے وفات پائی مگر اُسکا بیٹا بقید حیات ہے باقی دو بہنون مین سے ایک کے دو بیٹے موجود ہین اور دوسری لاولد بیوہ ہے اِس صورت مین اصل مالک کی جایداد اشخاص مذکورۂ بالا مین جو زندہ ہین کس طرح پر تقسیم ہوگی - اشخاص موجودہ مین سے کسی کو منجملہ جایداد کے ایک حصہ جو اُسکے حصہ سے زیادہ نہو ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے یا نہین ◆

ج - باپ کی وفات کے بعد اُسکی کُل جایداد اُسکے بیٹے کو صرف پہونچیگی بمقابلہ اُسکے بیٹیون کا حق نہین ہے اگر بیٹا مرجاے اور وارثون مین سے کوئی وارث برادرزادہ کے بیٹے تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکے بھانجے مساوی طور پر ترکہ پانے کے مستحق ہین بہنون کو بھائیون کی جایداد پر وارث ہونے کا کچھ حق نہین ہے ہر ایک بھانجے کو منجملہ جایداد مذکور کے اپنے حصہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا اختیار ہے،

ف بھانجے در صورت نہونے برادرزادون کے وارث جائز ہین ◆

بہنین کبھی جایداد کو کسی طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہین یہ راے داے بھاگ اور واسے تتو اور منو اور اور عالمون کے بموجب ہے +

گوتم ''عالمان واجب التعظیم کی ہدایت کے بموجب جایداد پر قبضہ ولادت کی رو سے پہونچتا ہے''۔ ''بیٹے کا حق باپ کی جایداد پر درصورت زائل ہونے حق ملکیت باپ کے قائم ہوتا ہے اور بیٹا اپنی ولادت اور ایسی حقیت کی رو سے اپنے باپ کی جایداد پانے کا مجاز ہے''۔ یہ مسئلہ داسے تتو کا ہے +

مسئلہ ذیل داے بھاگ مین مندرج ہے ''باپ کے وارثون مین سے اگر اُسکا کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو پہونچتا ہے''+

منو کہتا ہے کہ ''نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین نجات کا باعث ہوتا ہے اور بھانجا اور پھپیرا بھائی بھی'' +

بودھاین بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے کہ عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے بیان کرتا ہے ''کہ وہ ترکہ کی مستحق نہین ہے کیونکہ عورات اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ مین سے کوئی حواس یا ایک عضو نہو وے ترکہ پانے کے مجاز نہین ہین'' +

فقرہ مذکورہ بالا کے معنی یہ ہین کہ عورت ترکہ کی مستحق نہین ہے لیکن اس مسئلہ سے اُن اقوال کی تردید لازم نہین آتی ہے جنکی رو سے بیوہ اور خاص عورات مثلاً بیٹی و مان و دادی وارث ہونے کی مستحق ہین +

منو ''شوہر جو بیاہ کے وقت زوجہ کی نسبت اقرار کرتا ہے اُسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے'' + [1]

ضلع ندیا +

[1] اِس مقدمہ مین اس امر کا بالتصریح بیان نہین ہے کہ بہن جنکے دو بیٹے تھے اُسکے اور بھی اولاد ذکور پیدا ہونے کا امکان تھا یا کہ آیندہ اُسکے اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہ تھا یا کہ وہ بیوہ تھی۔ اگر کسی شخص کے بھانجے اُس صورت مین جبکہ منجملہ اُسکی بہنون کے ایک کے بھی آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو شخص مذکور کی جایداد باہم تقسیم کرین اور بعد تقسیم کے

مقدمہ ۲- ایک نابالغ جو جایداد اراضی موروثی پر وارث ہوا تھا مر گیا اور ایک سوتیلی مان اور ایک حقیقی غیر منکوحہ بہن اور تین چچا چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکی بہن کا بیاہ ہوگیا اور اُسکے شوہر کی صلب سے ایک بیٹا پیدا ہوا- اس صورت مین متوفی نابالغ کی جایداد منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے کسکو بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے وراثتاً پہونچتی ہے ❊

ف
بھانجے کے مقابلہ مین سوتیلی مان اور چچاؤن کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے ❊

ج- بلحاظ حالات مذکورۂ بالا بھانجہ اپنے مامون کی جایداد پر وارث ہونے کا مستحق ہے کیونکہ وہ اپنے مامون یعنی نابالغ کے باپ کا نواسہ ہے سوتیلی مان کو جایداد سے خوردپوش لینا ضرور ہے چچا مستحق وراثت ہونے کے نہ تھے کیونکہ بہن کے لڑکا پیدا ہونے کا احتمال تھا ❊

ماخذ- منقولہ داے بھاگ ‹۱› اگر کسی شخص کے وارثون مین سے اسکا کوئی وارث پرپوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو اسی طرح پہونچیگا جیسا کہ نواسہ کو کیونکہ نواسہ بھی پوتے کے مانند عقبیٰ مین باعث نجات ہوتا ہے" ❊

"جاگنبلک نے لفظ گوترج بھی لکھا ہے اور غرض اُسکی اس تحریر سے یہ ہے کہ بھائی اور چچا بھی بوجہ یک جدی ہونے کے موافق اُس ترتیب کے مستحق وراثت ہونگے جسکے مطابق پنڈ دینے کا طریقہ معین ہے" یہ قول جمتواہن سے منقول ہے ❊

کتاب مذکورۂ بالا مین منو کا قول مرقومۂ ذیل بھی مندرج ہے ❊

"وے جو پیدا ہوے اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کا تلف کرنا ایک امر مذموم تصور کیا گیا ہے" ❊

بیوہار تتو اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ "ایک مکان یا اراضی قابل زراعت یا بازار یا کوئی اور جایداد غیر منقولہ جو ایک رشتہ دار یا ایسے قریب واسطہ دار کے

‹۱› اگر کسی بہن کے ایک اور بیٹا پیدا ہو تو وہ ترکہ سے مساوی حصہ پائیگا کیونکہ ایسی صورت مین ایک بیٹا جو بعد تقسیم جایداد پیدا ہوا اُسکی نسبت وارث ہونے کے لیے حکم ہے چنانچہ جاگنبلک کا قول ہے کہ "جب بیٹے علٰحدہ ہوگئے ہون اور بعد اسکے ایک اور بیٹا ہمقوم عورت کے بطن سے پیدا ہو تو اسکو بھی تقسیم سے حصہ ملیگا اور حصہ اسکا اُس جایداد سے دلایا جاے جسکا جمع وخرچ مرتب ہوگیا ہو" ❊

قبضہ مین ہو جو ذکور یا اناث کی نسل سے ہو مگر وہ اُسکی ملکیت نہو تو جایداد مذکور پر مالک جائز کا استحقاق نہ جاتا رہیگا"؎۱

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۳۱ - مئی -

مقدمہ ۳ - س - منجملہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا جو فوت ہوا مگر اُسکا ایک بیٹا سندر بقید حیات ہے اور دوسرے بھائی کے ایک بیٹا پیارے چا اور تین بیٹیان جیونی و سکھیا و منی تھین - پیارے لاولد مر گیا بیٹیون مین سے جیونی بلا اولاد ذکور اور سکھیا ایک بیٹا موتی چھوڑ کر مر گئی اور منی زندہ ہے اور اُسکے ایک بیٹا جواہر ہے اور اشخاص مذکورۂ بالا بطور کنبہ جداگانہ کے علیحدہ رہتے تھے اور پیارے اپنی وفات کے وقت اپنے باپ کی جایداد پر قابض تھا - اس صورت مین منجملہ تین اشخاص یعنی سندر اور منی اور موتی کے پیارے کی جایداد کا کون وراثتاً مستحق ہے

ج ۱ - معلوم ہوتا ہے کہ پیارے اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھانجے کے نہ چھوڑ مرا لہذا اُسکے باپ کے دو نواسہ یعنی موتی و جواہر اُسکی جایداد سے مستحق پانے مساوی حصون کے ہین کسواسطے کہ وے اُسکے باپ کی روح کو پنڈ دینے کے ذریعہ سے فائدہ پہونچا سکتے ہین چونکہ اُسکے بھانجے موجود ہین تو در صورت نہونے اُسکے نواسہ کے وے مستحق وراثت ہونگے - پیارے قریب تر واسطہ دار یعنی چچا کا پوتا جو یک جدی ہے مستحق وراثت نہین ہے - پیارے کی بہن منی کا اپنے بھائی کی جایداد پر کچھ حق نہین پہونچتا ہے ؂

بہنون کو حق وراثت نہین پہونچتا ہے لیکن اُنکے بیٹیون کا حق بمقابلہ چچا کے پوتے کے مرجح ہے ؂

س ۲ - اگر کنبے مین یہ دستور برابر چلا آیا ہے کہ باوجود ہونے دختر اور نواسون کے یکجدی قریب تر واسطہ دار ترکہ پاوے اور کنبے مذکور کا ایک شخص بلا اولاد ذکور مر جائے تو اِس صورت مین شاستر کے بموجب اُسکی جایداد اُسکے واسطہ دار کو

؎۱ یہ راے بموجب دھرم شاستر متمشیہ بنگالہ کے صحیح ہے جسکے مطابق بوستہ طلب کیا گیا تھا لیکن دھرم شاستر متمشیہ بنارس مین بھانجے کا وارث ہونا تصریحاً نہین بیان ہوا ہے الا صرف اُس صورت مین جبکہ منجملہ ہمندکون کے یعنی نسل ذکور مین چودھوین پیڑھی تک کوئی واسطہ دار نہو ؂

در انتا پہونچیگی یا دختر اور نواسون کو ✣

ج ۲- اگر یہ ثابت ہوجاے کہ کنبے مین دستور مرقومۂ سوال بالا برابر چلا آیا اور قدیم ہے تو اس صورت مین پیارے کی جایداد اُسکے واسطہ وارسندر کو بہ محرومی اور وارثون کے ملیگی ✣

نت نہ اس صورت مین گہ دستور بالعکس ہو ✣

ضلع جنگل محال - ۱۶- جون ۱۸۲۳ء

مقدمہ ۴- س- دو حقیقی بھائیون نے اپنی موروثی جایداد اراضیات و مکانات اور اور مال منقولہ و غیر منقولہ کو باہم تقسیم کرلیا اور علحدہ رہ کر اپنے اپنے حصہ پر متصرف رہے- بڑے بھائی کے بعد اُسکا اکلوتا بیٹا اُسکا وارث ہوا جو لاولد مرگیا اور ایک سوتیلی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے اور حقیقی بہن کا بیٹا اور چچا کا پوتا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون مستحق ورثہ پانے کا ہے ✣

ج- بڑے بیٹے کی وفات کے بعد اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو اُسکے سب بھانجے [1] اُسکے وارث ہونے کے مساوی مستحق ہین کیونکہ ہر ایک اُنمین سے اُسکے تین مورثون کو جنمین اُسکا باپ بھی شامل ہے بذریعہ پنڈ دینے کے فائدہ پہونچاتا ہے اور مابین سوتیلی اور حقیقی بہنون کے بیٹون کے کچھ فرق نہین ہے ✣

نت سوتیلی بہن کا بیٹا حقیقی بہن کے بیٹے کے ساتھ بالاشتراک ورثہ پاتا ہے ✣

ضلع جنگل محال - ۲- اگست ۱۸۲۳ء

مقدمہ ۵- س- ایک شخص اپنے چچا کا پوتا اور حقیقی بہن کا بیٹا چھوڑ مرا اس صورت مین منجملہ اِن دونون حی القائم کے وراثت کا حق کِسکو پہونچتا ہے ✣

ج- صورت مذکورۂ بالا مین بھانجہ بلا شرکت احدے مستحق ترکہ پانے کا ہے ✣

ماخذ- اگر وارثون مین سے کوئی وارث باپ کے پر پوتے تک نہو تو بھانجہ وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے تین مورثون کو پنڈ دیتا ہے جو

نت قانون متیہ بنگالہ کے بموجب بھانجے کے مقابلہ مین چچا کے پوتے کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے ✣

[1] مالک کی حقیقی اور سوتیلی بہن کے بیٹے ورثہ پانے کے مساوی مستحق ہین- تنبیہ متعلقہ دا ے بھاگ صفحہ ۲۲۵- معائنہ کرو ✣

متوفی کے باپ کو پہونچتا ہے ✦ ؁۱

مقدمہ ۶ - س - ایک شخص دو بیٹے اور ایک دختر اور ایک نواسہ چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بڑا بیٹا بلا اولاد ذکور مر گیا اور اشخاص مذکورہ بالا اُسکے بعد بقید حیات رہے زان بعد چھوٹا بیٹا ایک زوجہ اور ایک دختر چھوڑ کر فوت ہوا اور بالآخر چھوٹے بیٹے کی زوجہ اور دختر دونون مرگئین دختر نے اپنا شوہر اور غیر منکوحہ دختر چھوڑی اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون شخص مستحق پانے باپ کی جایداد کا ہے ✦

ج - چھوٹے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اپنے شوہر کے جایداد کی مالک ہے اور اُسکے بعد اُسکی دختر کا ترکہ پر استحقاق پہونچتا ہے دختر کے شوہر اور دختر کا کچھ حق نہین ہے کیونکہ وے مالک متوفی کو کچھ فائدہ نہین پہونچا سکتے بھانجہ ترکہ پانے کا مستحق ہے ✦ ؁۲

بھانجے کے مقابل مین دختر کی دختر کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے ✦

۲۸ - فروری ۱۸۱۶ء

بجے نرائن نگر جا بنام رام رتن چٹرجیا ✦

؁۱ صاحب رجسٹر عدالت شاہ آباد نے اس سوال کو قرب وجوار کی خاص عدالتون مین اس نظر سے کہ عدالتون مذکورہ کے پنڈت اپنی رائین لکھین بھیجا تھا - ضلع بہار کے پنڈت نے اپنے ہوستر مین جاگبلک کے اس قول کی کہ "زوجہ اور بیٹیان اور والدین اور بھائی اور اُنکے بیٹے اور واسطہ دار یک جدی اور واسطہ دار بعید" الخ تصریح مین بیان کیا کہ وارثون مین سے کوئی وارث اگر بھتیجے تک نہو تو ترج یعنی واسطہ دار جو اُسکی نسل سے ہے ترکہ پاویگا اور اگر یہ نہو تو واسطہ دار بعید اور بھانجہ واسطہ داران بعید مین تصور کیا جاتا ہے - یہ رائے بموجب دھرم شاستر متمشیہ متھیلا و بنارس اور اور اضلاع کے ہے - مقامات مذکورہ بالا مین بھانجے کو اُس وارثون کے سلسلے مین جسے جاگبلک نے ترتیب دیا ہے تصور نہین کرتے ہین - لیکن یہ مسئلہ مروجہ بنگالہ کے خلاف ہے ✦

؁۲ صرف عالمان بنگالہ نے بھانجے کے استحقاق کو تسلیم کیا ہے - دھرم شاستر متمشیہ بنارس اور متھیلا کے بموجب بھانجہ وارث اپنے ماموں کی جایداد کا نہین ہے اور دختر کی دختر کے استحقاق وراثت کو بھی اکثر عالمون نے تسلیم کیا ہے مگر کسی جگہ تعمیل اس مسئلہ کی نہین ہوئی - جلد اول کے باب وراثت کو معائنہ کرو ✦

مقدمہ ۷ - س - ایک زمیندار ایک بیٹا اور چار بیٹیان چھوڑ کر فوت ہوا اُسکی وفات کے بعد اُسکا بیٹا کُل جایداد موروثی پر قابض ہوا اور بلا اولاد ذکور بہنین چھوڑ کر مر گیا - منجملہ اُنکے دو بعد وفات اپنے شوہرون اور اولاد کے مرگئین اور باقی دو بہنون مین سے ایک کے تین بیٹے تھے اور دوسری کے ایک متبنی بیٹا - اِس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے ہر ایک جایداد مین سے کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے +

ف
بنگالہ مین بہن کا متبنی بیٹا دوسری بہن کے تین حقیقی بیٹون کے ساتھ جایداد سے ساتوان حصہ پاتا ہے +

ج - صورت مذکورۂ بالا مین شاستر کے بموجب جایداد کے سات حصے کرنے چاہیین منجملہ اُنکے چھ حصے تو ایک بہن کے تینون بیٹون کو ملینگے اور باقی ایک حصہ دوسری بہن کے متبنی کا ہے + ملہ

ضلع ہوگلی - ۲۸ - فروری ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۸ - س - ایک شخص اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ کر مر گیا بعد ازان وہ بھی اپنے شوہر کے دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے اور شوہر کے بھانجے کو چھوڑ کر مر گئی اس صورت مین منجملہ اِن تین اشخاص کے اُسکی شوہری جایداد پر کسکو ورثہ پانے کا استحقاق پہونچتا ہے +

ف
بھانجے کا استحقاق وراثت بمقابلہ دادا کے بھائی کی اولاد کے کچھ نہین ہے +

ج - شاستر کے بموجب بھانجہ مستحق وراثت کا ہے - دادا کے بھائی کے پوتے اور پرپوتے کا کچھ حق نہین ہے +

ضلع بردوان - ۱۲ - مئی ۱۸۲۳ع

مقدمہ ۹ - س - ایک زمیندار نے واسطے دخل جایداد موروثی عدالت مین نالش دائر کی اور قبل تجویز اخیر وفات پائی اور ایک حقیقی بہن اور بہن مذکور کا ایک بیٹا اور ایک اور بہن کا بیٹا اور یک جدی چوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار چھوڑ مرا بعد اُسکی

ملہ راے مرقومۂ بالا بموجب شاستر مروجۂ بنگالہ کے صحیح ہے مگر بنارس کے شاستر کے بموجب جایداد کے دس حصے ہونے چاہیین تھے منجملہ اُنکے ایک حصہ متبنی کا حق ہے - بہن کے متبنی بیٹے کے وارث ہونے کی نسبت کوئی صریح حکم نہین ہے مگر اُسکا استحقاق استنباط کی رو سے تسلیم کیا گیا +

وفات کے اُسکے بھانجے نے وارث ہونے کا دعویٰ کیا اور وہ بھی حین دوران نالش مرگیا اب اصل مالک متوفی کی بہن اور بہن مذکور کے بیٹے کی بیوہ اور ایک اور بہن کا بیٹا اور ایک جدی چوتھی پیڑھی کا ایک واسطہ دار زندہ ہین اِس صورت مین اشخاص مذکورین سے کون مستحق وراثت ہے ❖

بھانجے کے مقابلہ مین پر دادا کی اولاد کا وراثت مین کچھ حق نہین ہے ❖

نتیجہ ۔ صورت مذکورۂ بالا مین اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکی دونون بہنون کے بیٹے کل جایداد کے وارث تھے جنکے مقابلہ مین دادا کی اولاد کا واسطہ دار یعنی جو چوتھی پیڑھی مین یک جدی نسل سے ہے وراثت پانے سے محروم رہیگا ۔ ڈاے بھاگ مین لکھا ہے کہ ،، جو شخص پنڈ و پانی دینے کے ذریعہ سے فائدہ کثیر پہونچا سکے وہی وارث ہونے کا مستحق ہے '' ❖

جو شخص کہ چوتھی پشت کی اولاد مین ہے وہ بلاشک مالک کے پرداداکو پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہے لیکن اُسکے بھانجے اُسکے تین مورثون کو جنمین اُسکا باپ بھی داخل ہے پنڈ و پانی دینگے اور باپ کے بھی پنڈ و پانی دینے والے پر بڑا لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے درصورت موجود ہونے اُسکے بھانجون کے اُس شخص کا جو اُسکے پر دادا کی اولاد مین ہے ترکہ پانے کا کچھ استحقاق نہین ہے ❖

قول منو ڈاے بھاگ مین منقول ہے کہ ،، تین کو پانی دینا چاہیے اور تین کے نام پر سرادھ کرنا چاہیے ۔ جو شخص چوتھی پشت کی اولاد مین ہو وہ اِن رسوم کے ادا کرنے کا مجاز ہے مگر پانچوین پشت کی اولاد کے شخص کو اُنسے کچھ تعلق نہین ہے '' ❖

لیکن باپ کے وارثون مین سے اگر اُسکا کوئی وارث پر پوتے تک نہو تو ملحوظ رہے کہ وراثت کا استحقاق بھانجے کو پہونچتا ہے ۔ یہ راے جمتو اہن کی ہے ❖

سری کرشن کہتا ہے کہ ،، بھانجہ ورثہ پاتا ہے گو دادا کا حقیقی بھائی یا کوئی اور ایسا ہی واسطہ دار موجود ہو '' ❖

پس مالک کی وفات کے بعد اُسکی دونون بہنون کے بیٹے اپنے ماموں کی جایداد پر وارث ہونے کے مستحق ہین اور بھانجون مین سے ایک کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ ۱۲۰

اپنے شوہر کے حصہ پانے کی مستحق ہے +

اس باب مین درہت منو کا قول دا ے بھاگ مین منقول ہے کہ ”کسی لاولد شخص کی بیوہ جو پاکدامن اور فرائض دینی کی پابند رہے وہ اپنے شوہر کو پنڈ و پانی دیگی اور اُسکو شوہر کا کُل حصہ حاصل ہوگا“ ص ۱

ضلع میمن سنگھ - ۱۸ - مئی ۱۸۶۳ع

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص ایک زوجہ اور ایک بھانجہ چھوڑکر مرگیا بھانجہ زوجہ کے حین حیات فوت ہوا اور ایک بیٹا چھوڑ مرا اس حالت مین بیوہ کی وفات کے بعد بھانجے کا بیٹا اُسکی جایداد کے وراثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین +

ف بہن کا پوتا وارث نہین ہے +

ج - بھانجے کا بیٹا جسکا باپ قبل وفات بیوہ کے مرگیا ہو مستحق وراثت نہین ہے +

ضلع سلہٹ - ۸ - مئی ۱۸۶۲ع

مقدمہ ۱۱ - س - زید ایک ہندو اپنی زوجہ اور باپ چھوڑکر مرگیا بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ مسماۃ ہندہ جو زید کی مان نہ تھی اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ عمرو چھوڑ مرا بعد ازان بکر لاولد مرگیا بکر کی وفات کے بعد بیوہ مسماۃ ہندہ باپ کی جایداد پر قابض ہوئی اور اُسنے ایک وصیت نامہ تحریر کیا جسکے ذریعہ سے کل جایداد اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام لکھدی مگر جایداد مذکور پر موصی الیہ کو قابض کرادینے کے قبل وہ مرگئی - اس صورت مین یہ وصیت بموجب شاستر متمشیہ متھیلا اور بنگالہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین - اور بخلاف اسکے اگر کوئی وصیت نامہ تحریر نہوا ہو تو اس صورت مین جایداد مذکور زید کے باپ کے بھانجے وراثتاً پہونچیگی یا اُسکی بیوہ کو +

ف بموجب قاعدہ وراثت متمشیہ بنگالہ کے سوتیلے بھائی کا وارث نوتن کی ترتیب مین اٹھارواں درجہ ہے اور بموجب شاستر متھلہ

ج + اگر زید اپنی زوجہ اور باپ چھوڑکر مرگیا اور بعد ازان باپ بھی فوت ہوا اور اپنی ایک زوجہ مسماۃ ہندہ یعنی زید کی سوتیلی مان اور ایک نابالغ لڑکا بکر اور ایک بھانجہ

ملہ واضح ہوگا کہ مقدمہ ہذا اور اس سے پچھلے مقدمہ مین جواب بموجب دھرم شاستر بنگالہ کے دیا گیا ہے +

متھیلا اور بنارس کے وہ درصورت موجودگی گوترج کے مستحق ورثہ پانے کا نہین ہے اور گوترج سے مراد تمام ان واسطہ داروں سے ہے جو چودھوین پشت تک یک جدیون مین سے ہون +

عمرو چھوڑ مرا اور نابالغ بکر لاولد مرگیا اور بعد اسکے باپ کی بیوہ جایداد مذکور پر قابض ہوئی اور اُسکو ایک وصیت نامہ کے ذریعہ سے اپنے شوہر کے بھانجے عمرو کے نام منتقل کردیا لیکن جایداد مصرحہ وصیت نامہ پر عمرو کے قابض کرادینے کے قبل مرگئی اس صورت مین بموجب شاستر متمشیہ متھیلا اور بنگالہ کے وصیت جائز اور واجب التعمیل نہین ہے اور وارث جو جایداد مذکور پر مستحق وراثت ہین اُنکی ترتیب یہ ہے۔ زید جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا اُسکی بیوہ بموجب شاستر متمشیہ متھیلا و بنگالہ کے اپنے شوہر کی جایداد ورا ثتًا پانے کی مجاز ہے بشرطیکہ جایداد مذکور منقسمہ ہو اور اور شرکا ور اثت سے علنحدہ کرلی گئی ہو۔ اگر جایداد وارثون کے قبضہ مین بالاشتراک ہو تو بیوہ بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے اپنے شوہر کے حصہ پر وارث ہوگی لیکن شاستر متمشیہ متھیلا کے مطابق وہ اس امر کی مستحق نہین ہے کس واسطے کہ اُس نواح کے مفسران شاستر نے بیان کیا ہے کہ دو بیوہ کا استحقاق وراثت سرمایہ مشترکہ کے تقسیم ہوجانے پر منحصر ہے کیونکہ عالمان مذکور کی راے کے بموجب صرف تقسیم سے استحقاق ملکیت منفردًا پیدا ہوتا ہے لہذا منجملہ زید کی جایداد کے جسقدر کہ بی بھکت یعنی منقسمہ اور اسدھن یعنی جایداد خاص نہین ہے بموجب شاستر متمشیہ متھیلا بعد وفات زید کے اُسکے باپ کو ورا ثتًا پہونچیگی اور بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے زید مذکور کا باپ اُسقدر ترکہ پائیگا جسقدر جایداد مشترکہ سے زید کا خاص حصہ ہو گو دونون صورتون مین زید کی بیوہ بقید حیات ہو اور باپ کی وفات کے بعد کل جایداد جو اسکو ورا ثتًا پہونچی ہو اُسکے نابالغ بیٹے بکر کو ملیگی اور لاولد مرجانے کے بعد اُسکے وارث کو پہونچیگی یعنی شاستر متمشیہ متھیلا کے بموجب اگر اُسکے وارثون مین سے کوئی وارث زوجہ سے گوترج تک نہو تو بھانجہ وارث ہوگا کیونکہ وہ منجملہ بندھوون کے ہے مگر قبل اسکے وہ وارث نہین ہوسکتا لیکن بموجب شاستر متمشیہ بنگالہ کے درصورت نہونے وارثون کے زوجہ سے دادا کے پوتے تک بھو پیرا بھائی مستحق وراثت ہے کیونکہ وہ دادا کی دختر کا پسر ہے +

یہ رائے بموجب بباد چنتامنی اور اور کتب شاستر ہمیشہ متعلقہ کے ہے اور نیز داے بھاگ اور اور نسخون مروجہ بنگالہ کے ۔

ماخذ ا - فقرہ جو مہابھارت سے بباد چنتامنی اور داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے یہ ہے کہ ''عورات کو ترکہ شوہری کے محاصل سے صرف متمتع ہونے کی اجازت ہے کسی صورت مین اُنکو جایداد شوہری کے تلف کرنے کا اختیار نہین ہے'' ۔

۲ ''تلف کرنے سے بیع کرنا یا اپنی مرضی کے مطابق منتقل کرنا مراد ہے'' - بباد چنتامنی ۔

۳ - بشن کا قول بباد چنتامنی اور کتب شاستر مین منقول ہے - ''اُس شخص کی جایداد جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور زوجہ نہو تو اُسکی دختر کو اور یہ نہو تو مان کو اور یہ نہو تو باپ کو اور علیٰ ہذا القیاس'' ۔

۴ ''یہ قاعدہ شوہر کی جایداد منقسمہ سے متعلق ہے'' - بباد چنتامنی -

۵ ''اسی واسطے چندر پال کے مقولہ پر لحاظ رکھنا چاہیے جسکی رو سے زوجہ اپنے ایسے شوہر کی کل جایداد جسکے اولاد ذکور نہو ورثتاً پانے کی بلا لحاظ اس امر کے مستحق ہے کہ شوہر مذکور شرکا ورثت سے علحدہ تھا یا شامل کیونکہ اس قسم کا فرق کہین بیان نہین کیا گیا ہے'' - داے بھاگ ۔

۶ ''اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین - بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین اول جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اُسکے باپ کے تیسرے وے جو اُسکی مان کے رشتہ مین ہون'' - چنانچہ جاگیبلک کا قول اس باب مین یہ ہے ۔

''حقیقی بھانجے اور حقیقی موسیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی ذاتی بندھو ہین اور باپ کی پھوپھی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون اور باپ کے ماموں کے بیٹون کو اپنے باپ کے بندھو تصور کرنا چاہیے اور مان کی پھوپھی کے بیٹون اور مان کی خالا کے بیٹون اور مان کے ماموں کے بیٹون کو مان کے بندھوون مین شمار کرنا چاہیے

اسطرح کے وارثون کی ترتیب سے یہان مراد ہے"۔ بباد چنتامنی ؛

۷۔ داے بھاگ کا ایک مقولہ یہ ہے کہ "علی ہذا القیاس دادا اور پردادا کی اولاد جسمین نواسہ بھی داخل ہے بلحاظ اُس ترتیب قرابت کے جو نپڈ دینے کے واسطے معین ہے مستحق وراثت ہوگی" ؛

۸۔ جایداد غیر منقسمہ کی صورت مین قول سنگھ منقولہ بباد چنتامنی صادق آتا ہے "بھائیون اور بیٹون کی لاولد ازواج نیک رویہ کے لیے اُنکے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پرانے کپڑے جو بوسیدہ نہون دین" ؛

صدر دیوانی عدالت ۱۰۔ دسمبر ۱۸۴۶ء

مسماۃ ہریابی بنام بھوانی لال۔

مقدمہ ۱۲۔ قوم چھتری کی ایک بیوہ جو اپنے شوہر کی جایداد پر قابض تھی لاولد مرگئی اُسکی جایداد کا صرف ایک شخص یعنی اُسکے شوہر کے ماموں کا بیٹا دعویدار ہے اس صورت مین درحالت نہونے کسی اصلی وارث یا متبنیٰ بیٹے کے شخص مذکورہ بالا بیوہ کی جایداد وراثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین ؛

ج۔ اگر لاولد شخص مذکور کی بیوہ جایداد شوہری پر قابض ہونے کی صورت مین مرجاے اور شوہر کے ماموں کا بیٹا چھوڑ مرے اور اُسکے شوہر کے وارثون مین سے اگر کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو بموجب وارثون کی ترتیب مندرجۂ متاکچھرا اور دیگر کتب شاستر مروجۂ اضلاع مغربی کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث ماموں تک نہو تو بموجب سلسلہ وارثون مرقومۂ داے کرم سنگرہ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار اور بباد آرنو ستو اور بباد بھنگارنو کتب مروجۂ بنگالہ کے اور اگر وارثون مین سے کوئی وارث خالازاد بھائی تک نہو تو وارثون کی ترتیب مرقومۂ سری کرشن ترک لنکار کے بموجب جو اُنھون نے داے بھاگ کی شرح مین لکھی ہے بیوہ متوفی کی کل جایداد بشرط نہونے اُسکے متبنیٰ بیٹے کے اُسکے شوہر کے ماموں کے بیٹے کو پہونچیگی کیونکہ وہ اتم بندھو یعنی اُسکے ذاتی بندھو رشتہ دارون مین شمار کیا جاتا ہے۔ یہ راے بموجب متاکچھرا اور اور کتب شاستر مروجۂ اضلاع مغربی کے ہے اور نیز داے بھاگ اور اُسکی شرح

متاکچھرا اور شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار کے بموجب ماموں زاد بھائی خالازاد بھائی کے بعد وارث ہے داے کرم سنگرہ اور اور کتب مروجۂ بنگالہ کے بموجب دادا و ماموں کے بعد ورثہ پاتا ہے ؛

مصنفہ سری کرشن ترک لنکار اور داے کرم سنگرہ اور بیاد آرنوستو اور بیاد بھنگارنو اور دیگر کتب دھرم شاستر متمیشہ بنگالہ کے مطابق ہے ؛

ماخذ ا - کتب مرقومہ بالا مین یہ قول جاگیولک منقول ہے "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ ؛

۲ - "اگر گوترج نہون تو بندھو وارث ہوتے ہین - بندھو رشتہ دار تین قسم کے ہین اول جو خاص ایک شخص کی ذات سے رشتہ رکھتے ہون دوسرے وے جو اُسکے باپ کے اور تیسرے وے جو اُسکی ماں کے رشتہ مین ہون چنانچہ قول مرقومہ ذیل سے یہ امر ظاہر ہے "بھانجے اور حقیقی موسیرے بھائی اور حقیقی ماموں زاد بھائی اپنے ذاتی بندھو ہین - اور باپ کی چچی کے بیٹون اور باپ کی خالا کے بیٹون اور باپ کے ماموں کے بیٹون کو اپنے باپ کا بندھو تصور کرنا چاہیے - اور ماں کی چچی کے بیٹون اور ماں کی خالا کے بیٹون اور ماں کے ماموں کے بیٹون کو ماں کے بندھوون مین شمار کرنا چاہیے" اس صورت مین قربت کی وجہ سے متوفی کے بندھو اول اُسکے وارث ہونے کے مستحق ہین یہ نہون تو اُسکے باپ کے بندھو اور یہ نہون تو ماں کے بندھو - واضح رہے کہ یہان مراد اسی قسم کے سلسلہ وراثت سے ہے جو اوپر مذکور ہوا" متاچھرا ؛

۳ - نانا نہو تو ماموں اور یہ نہو تو ماموں کا بیٹا یہ نہو تو اُسکا پوتا - اگر ماموں کا پوتا نہو تو خالا کا بیٹا وارث ہوتا ہے ؛

۴ - استحقاق وراثت ماموں اور اُن لوگون کو جنپر مثل متوفی کے پنڈ وپانی دینا واجب ہے پہونچتا ہے اگر یہ نہون تو ورثہ مالک کی خالا کے بیٹے کو ملتا ہے اور یہ نہو تو ماموں کے بیٹے اور پوتے کو بہ ترتیب شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار ؛

۵ - اگر دادا کی نسل سے کوئی وارث نواسہ تک ایسا نہو جسکا پنڈ و پانی دینا متوفی کو بھی پہونچے تو اس صورت مین بلحاظ پنڈ دینے کی قربت کے ماموں کو ورثہ پہونچیگا

کیونکہ وہ نانا اور اُن لوگون کو پنڈ دپانی دیتا ہے جنکو شونی پر دینا واجب تھا۔
جاگیلک نے لفظ بندھو لکھا ہے ؎[1]

صدر دیوانی عدالت۔ ۳۰۔ مئی ۱۸۲۶ع

مسماۃ منو بی بنام گوکل چند۔

مقدمہ ۱۳۳۔ س۔ ایک شخص ناکتخدا جسکو کسی قدر جاید اد غیر منقولہ اپنے باپ و دادا سے وراثتاً ملی تھی ایک بالغ ہمشیر جسکا شوہر حیات ہے اور ایک دادی اور خیرد چچا چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین منجملہ اشخاص حی القائم کے کون شخص مستحق وراثت ہے ؟

ج۔ اگر ایک شخص جسکے قبضہ مین کچھ غیر منقولہ جاید اد موروثی ہو مر جائے اور ایک ہمشیر نابالغ یا بالغ جسکا شوہر زندہ یا مر گیا ہو چھوڑ مرے تو وہ ترکہ مذکور نہین پا سکتی مگر بیٹے اسکے شاستر کے بموجب ورثہ پا سکتے ہین لیکن سوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمشیر کی اولاد ذکور نہین ہے لہذا دادی ورثہ پانے کی مستحق ہے اور اگر وہ قبل اشخاص متذکرہ سوال مرقومہ بالا مر گئی ہو تو اس صورت مین استحقاق وراثت چچاؤن کو پہونچتا ہے۔ یہ راے مطابق دا ے بھاگ اور اُسکی شرح اور دا ے کرم سنگرہ اور بیاد بھنگار نو اور اور کتب کے ہے ؎

ماخذ۔ دا ے بھاگ "واضح ہو کہ اگر باپ کے وارثون مین سے کوئی وارث پرپوتے تک نہو تو استحقاق وراثت بھانجے کو پہونچتا ہے" ؎

دا ے بھاگ کی شرح مین یہ لکھا ہے کہ "بہن وراثت سے بدین وجہ محروم رکھی گئی ہے کہ سرادھ کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے

ف
لاولد بہن اور دادی چچا وغیرہ اور وراثت ہین تو منجملہ اُنکے دادی وارث ہے؟

---

[1] سری کرشن ترک لنکار کے باعث سے اس باب مین اختلاف راے واقع ہوا ہے سری کرشن مصنف دا ے بھاگ کے بموجب ماموں کا بیٹا خالا کے بیٹے کے بعد وارث ہوتا ہے یعنی سلسلۂ ورثہ کی ترتیب مین اُسکا درجہ تینتیسواں ہے بالعکس اسکے سری کرشن مصنف دا ے کرم سنگرہ کے مطابق ماموں کے بعد ماموں کا بیٹا وارث ہوتا ہے یعنی سلسلہ ورثہ کی ترتیب مین اُسکا درجہ تیسواں ہے اور یہی قول نہایت پسندیدہ ہے ؎

پنڈ و پانی دینے کی مجاز نہین ہے اگر کوئی نہو تو باپ کا حقیقی بھائی وارث ہوتا ہے ✣
واے کرم سنگرہ ؀ اگر بھائی کے پوتے نہون تو بھانجون کو وراثت کا استحقاق
ہونچتا ہے - دادا نہو تو دادی وارث ہوتی ہے اور یہ نہو تو چچا ✣
یہی راے مصنفان بیاد بھنگار نو اور بیاد ار نوستو کی بھی ہے ✣

عدالت اپیل کلکتہ - ٦ - جنوری ۱۸۲۶ع

مقدمہ ۴ ا - س - ایک شخص مرگیا اور دادی اور دو چچا اور ایک حقیقی بہن چھوڑ مرا
بہن کی عمر قریب پچیس برس کے ہے اور اُسکے شوہر کی عمر قریب ۳۵ - برس کے
جس سے اُسکی دو بیٹیاں ہین ایک پانچ برس کی اور دوسری تین برس کی اور یہ
احتمال ہے کہ اُسکے اولاد ذکور بھی پیدا ہو اِس صورت مین منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے
کون مستحق وراثتاً پانے جاید اد متوفی کا ہے - اگر بہن کے اولاد ذکور پیدا ہونے کے
احتمال سے اور دعوید ار ریاست کے وارث نہو سکتے ہون تو اس صورت مین جاید اد کا
اہتمام اِس عرصہ کے لیے چچاؤن کے سپرد ہو یا بہن کے - اور بالفرض بہن کے
اولاد ذکور نہو اور آیندہ بھی اُسکے ایسی اولاد کا پیدا ہونا ممکن نہو تو اِس صورت مین
مستحق وراثت کون ہے ✣

ج - اگر متوفی اپنی دادی اور دو چچا اور ایک بہن جسکے اولاد ذکور ہونے کا
احتمال ہے چھوڑ مرا ہو تو دادی کی وفات کے بعد چچا جو متوفی کے دادا اور پردادا کو پنڈ
دینے کے ذریعہ سے متوفی کو فائدہ پہونچا سکتے ہین اُسکی جاید اد کے وارث ہونگے اور
اگر بہن کے اولاد ذکور نہو تو چچا وارث ہونگے مگر اِس صورت مین ترکہ پر اُنکا استحقاق
کامل نہین ہوتا ہے کیونکہ جب کبھی بہن مذکور کے بیٹا پیدا ہو تو وہ جاید اد پر وارث
ہونے کا مستحق ہے اور جاید اد کا اہتمام چچاؤن کے سپرد ہونا چاہیے کسواسطے کہ
بہن شاستر کے بموجب اپنے بھائی کی وارث تصور نہین کیجا سکتی ہے - یہ راے
بموجب داے بھاگ اور شرح داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور
کتب شاستر کے ہے ✣

ف اگر دادی نہو تو چچا وارث ہوتے ہین لیکن اگر بعد ازان متبنی کے اولاد ذکور پیدا ہو تو اُنسے چچاؤن کا حق ملکیت ساقط ہوجاتا ہے ✣

ماخذ - دا سے بھاگ ''چچا بلا نسل مالک کے دادا اور پر دادا کو پنڈ دہانی دیتا ہے'' *

دا سے کرم سنگرہ ''دادی نہو تو چچا وارث ہوتا ہے کیونکہ وہ مالک متوفی کے دادا اور پر دادا کو دو پنڈ دیتا ہے *

شرح دا سے بھاگ ''بہن ترکہ پانے سے بدین وجہ محروم رکھی گئی ہے کہ سرادہ کے اوقات معینہ مین وہ عورت ہونے کے سبب سے پنڈ دہانی دینے کی مجاز نہین ہے'' *

'' وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعہ پرورش ضرور ہے اور انکی موروثی وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم متصور کیا گیا ہے'' *

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۴ - فروری ۱۸۳۲ء

فصل ساتوین

برادر و ہمشیر دینی کے بیان مین

مقدمہ ا - س - ایک لاولد بیوہ کی وفات کے بعد ظاہرا جسکے کوئی وارث نہ تھا اُسکی جایداد حاکم وقت کے قبضہ مین آئی اور مشتہر کیا گیا کہ اگر کوئی وارث ہو تو میعاد معینہ کے اندر حاضر ہو بعد انقضاے میعاد معینہ ایک گوسائین حاضر ہوا اور اُسنے قبضہ جایداد کے لیے اِس بنا پر کہ بیوہ اُسکے باپ کی چیلی تھی سوال گذرانا اور اُسنے بیوہ کا چیلی ہونا اپنے چار شاگردون کی شہادت سے ثابت کیا لیکن بموجب دستور مسلمہ اِس دیار کے کبھی گوسائین کو اُسکے چیلہ کی جایداد نہین ملی ہے اور کوئی تمثیل ایسی معلوم نہین ہوتی کہ تحت حکومت اس عدالت کے کسی چیلہ کی جایداد جو لاوارث مرگیا ہو اُسکے گوسائین کو پہونچی ہو اس صورت مین شاستر

کے بموجب گوشائین مذکورہ بالا بیوہ کی جایداد کا وارث ہو سکتا ہے یا نہین اور جایداد مذکورہ کے دعوی کرنے کا مجاز ہے یا نہین *

دھرم شاستر کے بموجب اجارج وارث ہو سکتا ہے نہ گرو اگر کسی شخص کے وارث نہو تو جایداد راجہ کو ضبط کرنی چاہیے بشرطیکہ شخص مذکور برہمن نہو *

ج - اگر وارثون مین سے کوئی وارث سمندک تک نہو تو وراثت کا استحقاق اجارج کو پہونچتا ہے - گوشائین مذکور بیوہ کا گرو تہا یعنی گرو کا بیٹا ہے - گرو کو اجارج نہین کہتے ہین - اگر بیوہ قوم برہمن سے نہین ہے تو اُسکی جایداد راجہ کو ضبط کر لینی چاہیے کیونکہ اس صورت مین صرف وہی اُسکا وارث ہے اِس باب مین منو کا یہ حکم ہے کہ "برہمن کی جایداد راجہ کو کبھی لینی نہ چاہیے لیکن اور قومون کی جایداد اگر اُنکے وارث نہون تو راجہ لے سکتا ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ ہے" *

ضلع ہوگلی - ۴ - اپریل ۱۸۱۸ع

مقدمہ ۲ - س - ایک بیراگی لاوارث مر گیا لیکن ایک شخص اپنے تئین اُسی اجارج کا چیلا ظاہر کرتا ہے جسکا متوفی چیلا تہا اور اس وجہ سے اپنا استحقاق وراثت قائم کرتا ہے فقرا کے فرقہ مین ایسا شخص بہائی تصور کیا جاتا ہے یا نہین *

درصورت موجود نہونے دعویداران قریبی کے برادر دینی کا حق وراثت حسب رواج عام جائز ہے *

ج - دایے بہاگ یا کسی اور کتاب دھرم شاستر مین کوئی ایسا حکم نہین ہے کہ کسی بیراگی کی وفات کے بعد اُسکے اجارج کا کوئی اور چیلا اُسکی جایداد کا وارث ہو اونمین باہم کوئی رشتہ نہین ہے البتہ وے اشخاص جو ایک ہی اجارج کے چیلے ہون اُنکو عابدون مین مذہب کی رو سے بہائی بولتے ہین اگر متوفی کا ایسا بہائی بحالت قریب المرگ ہونے اُسکے اُسکا تیماردار ہو اور اجارج خود دعوی وراثت نہ کرے تو برادر دینی ترکہ پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ دستور عامہ کے بموجب درست ہے *

مقدمہ ۳ - س - ایک بیراگی مذہبی رسوم کے بموجب ایک دیوتا کی مورت کو ایک جگہ قائم کرکے مر گیا اور جایداد کثیر چھوڑ مرا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بہائی نے جایداد مذکور کا دعوی کیا اور ایک اور شخص غیر بھی جو متوفی سے

کچھ رشتہ نہین رکھتا ہے جاید اد کا دعوی کرتا ہے اور ثبوت کافی اس امر کا دیتا ہے کہ متوفی تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو گیا تھا اور اُسکو اپنا چیلا اور مرید کیا تھا اور اسی وجہ سے اُسکے متوفی کی نسبت رسوم کریا کرم ادا کین اس صورت مین منجملہ ان شخصون کے کون شخص متوفی کی جاید اد کو وراثتاً پانے کا مستحق ہے *

تارک الدنیا کی جاید اد کا اُسکا چیلہ یا مرید وارث ہے نہ اُسکے وسطہ دار *

نتیجہ - اگر بیراگی فی الواقع تعلقات خانہ داری کو چھوڑ کر تارک الدنیا ہو گیا تو اس صورت مین اُسکا مرید اور چیلا بہ محرومی اُسکے بھائی کے بالکل مستحق ورثہ پانے کا ہے کیونکہ بھائی کا واسطہ متوفی کے ساتھ صرف اُسوقت تک تھا جسوقت تک کہ وہ خانہ دارون کے سلسلہ مین تھا *

ماخذ بہیپتی "مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارت کے بموجب نہین چاہیے کیونکہ اگر اُنکی منشا کے مطابق فیصلہ نہ کیا جائیگا تو ممکن ہے کہ دادرسانی مین قصور واقع ہو" * ف

۵ - اگست ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۴۸ - بلرام سیتا داس ایک عابد نے ایک مکان پرستش کے لیے قرار دیکر اُسمین ایک دیوتا کی مورت قائم کی اُسکی وفات کے بعد مدعیہ نے جو پربیت رام متوفی کے پروہت کے بیٹے کی بیوہ ہے بحالت موجودگی متوفی کے پوتے کے معبد مذکور کا دعوی کیا اس صورت مین

ف - راے مذکورہ بالا بلا شک صحیح ہے مگر اُسکی تائید مین جو ماخذ منقول ہے وہ بالکل غیر متعلق معلوم ہوتا ہے واے سبھاگ کے فقرہ مرقومہ ذیل سے اس بیوستہ کا جو سوال مذکورہ بالا کے جواب مین دیا گیا ہے صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ "جو شخص گوشہ نشین یا تارک الدنیا یا حاکم ہو اُسکا مال اُسکے برادر دینی یا نیک شاگرد یا اوستاد متبرک کو پہونچیگا اگر یہ نہون تو متوفی کے ہمطریق شخص کو ورثہ ملیگا" *

داے سبھاگ ص ۲۲۳ *

دعوی مدعیہ کا اِسوجہ سے کہ مکان مذکور پرستش کے واسطے مخصوص کیا گیا تھا دھرم شاستر کے بموجب جائز ہے یا کہ وارث اُس شخص کا جسنے مندر بنوایا مالک متصور ہوگا ◆

مکان جو پرستش کے واسطے مقرر کردیا گیا ہو اُس سے مکان کے وارثون کو مستفید ہونے کا بلا شرکت استحقاق حاصل ہے اور بانی مکان کے پروہت کے وارثون کا کچھ استحقاق نہین ہے ◆

فتح ۔ مکان مع دیوتا کی مورت کے پروہت کے سپرد کردیا گیا تھا نہ اُسکو دے دیا گیا تھا مکان کو ترک کرنے اور اُسمین دیوتا کی مورت قائم کرنے کی وجہ سے وہ دراصل دیوتا ہی کو دے دیا گیا تھا لہٰذا وہ صرف دیوتا ہی سے متعلق ہے کس واسطے کہ اُسمین دیوتا موجود ہونے سے اُسکا کسی اور کو دیدینا غیر ممکن ہے ۔ صرف ترک کردینے سے استحقاق ملکیت قائم نہین ہو سکتا اور چونکہ پروہت کو استحقاق ملکیت کبھی حاصل نہوا لہٰذا اُسکے بیٹے کی بیوہ کو اُسکا حاصل ہونا کب ممکن ہے تخصیص کرنا مکان کا ایک کارنیک تھا جسمین بانی کے وارث بھی شامل ہین اور اُنکو اُس سے مستفید ہونے کا استحقاق حاصل ہے ◆

شہر مرشد آباد ◆

لکھی ٹھاکراین بنام کیول نیتھی وغیرہ ◆

فصل آٹھوین

بیٹے کی بیوہ کے بیان مین

مقدمہ ا ۔ س ۔ ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے بڑا بیٹا ایک زوجہ چھوڑکر لاولد مر گیا اور اُسکی وفات کے بعد باپ نے بھی باقی چار بیٹون کے سامنے وفات پائی اِس صورت مین منجملہ اُسکی جایداد غیر منقولہ کے اُسکے بیٹے کی زوجہ اپنے شوہر متوفی کے بھائیون کے ساتھ بقدر حقیت اپنے شوہر کے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین ◆

عورت خسر سے ترکہ نہین پاسکتی ◆

فتح ۔ صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کا اپنے خسر کی جایداد پر کچھ استحقاق نہین ہے لیکن اگر اُسکا شوہر اپنے باپ کی وفات کے بعد مرتا تو بیوہ کو دو حصہ پہونچتا

جسپر اُسکا شوہر وارث ہوا ہوتا یہ قاعدہ داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین درج ہے ؛

شہر ڈھاکہ - ۱۵ - جولائی ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۲ - س - منجملہ دو بھائیون کے بڑے بھائی کے ایک بیٹا تھا وہ اپنے باپ کے سامنے زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑکر مرگیا - اس صورت مین بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکی جایداد اُسکے بیٹے کی بیوہ کو وراثتاً پہونچیگی یا اُسکے چھوٹے بھائی کے بیٹون کو کیونکہ اُسکا چھوٹا بھائی بھی مرگیا ہے - اگر بیوہ کو پہونچے اور وہ اپنی ایک دختر سے دو بیٹے اور دو بیٹیان اور دوسری سے ایک بیٹی چھوڑ مرے تو ان اشخاص حی القائم مین سے بیوہ مذکور کی جایداد کا جو اُسے وراثتاً ملی تھی کسکو استحقاق حاصل ہے ؛

ج - جب بھائی اپنے وارثون مین سے کوئی وارث بھائی تک نہ چھوڑ مرے تو اُسکے بھائی کے بیٹے بدرجہ مساوی وارث ہونے کے مستحق ہین نہ اُسکے بیٹے کی بیوہ کیونکہ اُسکا بیٹا اُسکے سامنے مرگیا ؛

ماخذ بحث ۔ "اس شخص کی جایداد جو بلا اولاد ذکور مر جاے اُسکی زوجہ کو پہونچتی ہے اور وہ نہو تو بیٹیوں کو اگر بیٹی بھی نہو تو باپ کو اگر وہ بھی مرگیا ہو تو مان کو وہ بھی نہو تو بھائیون کو اور اُنکے بعد بھائیون کے بیٹون کو پہونچتی ہے" ؛

بھائی کے بیٹے جب چچا کی جایداد پر وارث ہون تو اُنکو اُسکے بیٹے کی بیوہ کے لیے وجہ معاش مناسب کا سرانجام کرنا ہوگا ؛

ضلع ہوگلی - ۲۲ - مئی ۱۸۶۱ء

مقدمہ ۳ - س ۱ - ایک بیوہ نے جسکے ایک دختر اور داماد تھا بیٹا گود لیا اس امر مین اُسنے اپنے شوہر متوفی سے پہلے اجازت حاصل کرلی تھی اور متبنی کا بیاہ کیا بعد ازان متبنی مرگیا اور ایک زوجہ اور ایک بہن اور بہن کا بیٹا چھوڑ مرا بعد اُسکے اُسکی گود لینے والی مان نے بھی وفات پائی اس صورت مین

بھائیون کے بیٹون کے مقابلہ مین بیٹے کی بیوہ کا ورثہ مین کچھ حق نہین ہے اُسکی وجہ معاش اُنکے ذمہ ہے ؛

اصل مالک کی جایداد متبنی کی بیوہ کو وراثتاً پہونچیگی یا نواسہ کو +

ف
متبنی کی بیوہ کو متبنی کرنے والی مان کی جایداد بھی ملی اُس مان کی دختر اور نواسہ کے ہوتے بھی +

ج ۱- اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر کے بحالت موجودگی دختر اور رشتہ دارون کے بیٹا گود لیا تو صرف متبنی مذکور اپنے گود لینے والی مان کی جایداد پر جو اُسے اُسکے شوہر سے پہونچی تھی مستحق وراثت ہے متبنی کی وفات کے بعد اگر وارثون مین سے پرپوتے تک نہو تو متبنی کی بیوہ جایداد مذکور پائیگی گو متبنی کرنے والے باپ کا نواسہ موجود ہو سوال مذکورۂ بالا کا قانوناً یہی جواب ہے +

س ۲- اگر بیوہ نے باجازت اپنے شوہر متوفی کے لڑکا گود لیا ہو اور لڑکے مذکور کے والدین کو معاوضہ مین کچھ روپیہ دیا ہو اور وہ لڑکا اپنے متبنی کرنے والے باپ کی جایداد پر قابض ہونے کے قبل مرجاے تو اس صورت مین اُسکی بیوہ اصل مالک کی جایداد وراثتاً پانے کی مستحق ہے یا نہین +

ف
گو متبنی قبل اپنی وفات کے جایداد پر قابض نہوا ہو +

ج ۲- اگر اصل مالک متبنی زوجہ کو متبنی کرنے کے واسطے ہدایت کر گیا ہو اور اُسنے کچھ زر معاوضہ دے کر بموجب قاعدۂ مجوزۂ دھرم شاستر کے لڑکا گود لیا ہو اور وہ لڑکا اپنے گود لینے والے باپ کی جایداد پر قابض ہونے کے قبل مرجائے تو اُسکی بیوہ بہر صورت وارث ہونے کی مستحق ہے اور اور کسی کو وراثت سے کچھ تعلق نہین ہے + مـلـہ

شہر چنسرا ۱- اگست سنہ ۱۸۲ع

مقدمہ ۴- س- بکر بیٹا زید کا حین حیات اپنے باپ کے مرگیا اس صورت مین اُسکی بیوہ اپنے شوہر یا اپنے شوہر کے حقیقی بھائیون عمرو اور خالد کی جایداد سے جو اپنے باپ کی وفات کے بعد مرگئے کچھ حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر +

ملہ اس مقدمہ مین متبنی صرف بذریعہ تبنیت کے وارث اپنے گود لینے والے باپ کی جایداد کا ہوا لہذا اُسکی بیوہ بطور وارث اپنے شوہر کے مستحق پانے جایداد کی ہے نہ بطور وارث اپنے شوہر کے متبنی کرنے والی مان کے +

نتیجہ - اگر زید کے تین بیٹے بکر اور عمرو اور خالد تھے منجملہ اُنکے بکر کا استحقاق زید کی جایداد سے بدین وجہ کہ وہ اپنے باپ کے سامنے مرگیا جاتا رہا لہذا اُسکی بیوہ کو اُسکے شوہر متوفی کی جایداد سے کچھ حصہ نہین مل سکتا وہ صرف مستحق پانے وجہ معاش اور اُس مال کی ہے جو اُسکے شوہر کے قبضہ مین حین حیات اُسکے تھا ❊

ف بیٹے کی بیوہ کا وراثت مین قانوناً دعویٰ نہین ہے ❊

اگر عمرو یا خالد نے حین حیات اپنی مان کے وفات پائی ہو تو اُسکا حصہ اُسکی مان کو ملیگا اگر دونون اپنی مان کے سامنے مرگئے تو دونون کا مال اُن کو پہونچیگا اگر مان پہلے مرگئی ہو اور بعد ازان دونون بھائی فوت ہوے ہون تو اُنکی جایداد بھانجون کو پہونچیگی اور اُنکی وفات کے بعد اُنکی مان یعنی عمرو اور خالد کی بہن اُنکی جایداد پر وارث ہوگی -

ف وراثت مین بیٹے کی بیوہ کا استحقاق بمقابلہ اپنے شوہر کے بھانجے کے کچھ نہین ہے ❊

اگر عمرو اور خالد کی مان اور اُنکی بہن کے بیٹون نے اُنکے حین حیات وفات پائی ہو اور بعد ازان عمرو اور خالد نے تو اِس صورت مین اُنکی بہن وارث نہین ہوسکتی بلکہ وہ شخص جو زید کی اولاد ذکور سے ہے اور عمرو اور خالد کا واسطہ دار قریب ہے جایداد مذکور کو وراثتاً پانے کا مستحق ہے یہ مسئلہ دا ے بھاگ اور دا ے تتو اور اور کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے ❊

ف لیکن بیٹے کی بہن وارث نہین ہوسکتی الا وہ بحالت اپنے بیٹون کے اُنکے طور پر ورثہ پاسکتی ہے ❊

منو کا قول جو دا ے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "بھائی بعد وفات والدین کے جایداد کو تقسیم کرکے باہم مساوی حصہ لے سکتے ہین اور حین حیات والدین کے اُنکو جایداد پر اختیار حاصل نہین ہے" ❊

قول دیول جو دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "بیٹے بعد وفات اپنے باپ کے جایداد موروثی کو تقسیم کرسکتے ہین اگر باپ کسی وجہ سے محجوب الارث نہو تو بیٹون کو اُسکی جایداد پر کچھ اختیار نہین ہے ❊

جاگبلک کا قول جو دا ے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے وہ یہ ہے کہ "در صورت نہونے بیٹے یا پوتے کے زوجہ اور بیٹی اور والدین اور علیٰ ہذا القیاس

بھائی اور اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو علی سبیل الترتیب جایداد پر وارث ہونے کے مستحق ہین" دائے بھاگ مین لکھا ہے کہ "درصورت نہونے بیٹون اور اُنکی اولاد ذکور کے بھانجون کو جایداد وراثتاً حاصل ہوگی" پ ۱ ـ

باب دوسرا

وجہ معاش کے بیان مین

مقدمہ ۱ ـ س ـ ایک شخص نے اپنی زوجہ کو گھر سے نکال دیا اس باعث سے وہ اپنے حقیقی بھائی کے کنبے مین جاکر رہی اور اپنے شوہر سے وجہ معاش کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین وہ اپنے وجہ کفالت کے لیے شاستر کے بموجب نالش کرسکتی ہے یا نہین ٭

ج ـ زوجہ جسکو اُسکے شوہر نے اپنے گھر سے نکال دیا اور جو اپنے بھائی کے کنبے کے شامل رہتی ہے وہ اپنے شوہر سے مستحق پانے وجہ معاش کی ہے بشرطیکہ حالات مقدمہ سے شوہر کا زوجہ کو نکال دینا غیر واجب معلوم ہو

ف اگر شوہر اپنی زوجہ کو بلا کسی وجہ کافی کے نکال دے تو اُسکی وجہ معاش کا سر انجام اُسپر واجب ہے ٭

ہدا ـ یہ مسئلہ کہ "ایسے بیٹے کی بیوہ جو اپنے باپ کے سامنے مرگیا ہو اپنے خسر کی جایداد وراثتاً پانے کی مستحق نہین ہے بمقدمہ مسماۃ آیا تبی بنام راج کشن ساہو مندرجہ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۳ ـ صفحہ ۲۰ ـ قرار پایا تھا ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۲۴ اور صفحات مابعد بھی معائنہ کیے جائین ـ بنبئی کی رپورٹ جلد ۳ ـ صفحہ ۵۱۰ ـ مین ایک مقدمہ مندرج ہے اُسمین بجواب اِس سوال کے کہ نواسے اور بیٹے کی بیوہ کو ایسے متوفی کی جایداد جسکے کوئی اور وارث نہو حق وراثت پہونچتا ہے یا نہین پنڈتون نے یہ ہوستہ دیا کہ ـ شاستر کی رو سے بیٹے کی بیوہ وارث ہے"ـ مگر اِس مسئلہ کی تائید مین اُنھون نے کوئی حوالہ نہین دیا یہ سچ ہے کہ بحیثیت شرح لشن کے مصنف نے بیٹے کی بیوہ کے استحقاق کی تائید کی ہے اگر کولبروک صاحب کا قول ہے کہ یہ مسئلہ مسلمہ عام نہین ہے ـ ضمیمہ اصول دھرم شاستر کے صفحہ ۱۱ ـ اور ۲۴۳ ـ دیکھو ٭

یہی راے مسلمۂ عام ہے ۔ ۱

عدالت اپیل ڈھاکہ ۔ ۹ ۔ ستمبر ۱۸۱۵ء

رام پیاری بنام بہرکو رام ۔

مقدمہ ۲ ۔ س ۔ اگر ایک شخص اپنی زوجہ کو نکال دے یا زوجہ خود اپنے شوہر سے خفیہ فرار ہو جاے اور اپنی مان کے کنبے کے شامل جا رہے تو منجملہ ان دونون صورتون کے وہ ہر صورت مین وجہ معاش کے لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین ۔

ج ۔ اگر شوہر نے زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا ہے اور وہ اپنی مان کے ساتھ رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر وہ بلا اجازت اپنے شوہر کے اُسے چھوڑکر چلی گئی ہے اور اپنی مان کے شامل رہتی ہے تو اس صورت مین وہ مستحق پانے وجہ معاش کی شوہر سے نہین ہے ۔

ف اگر زوجہ نے اپنی خوشی شوہر کو چھوڑ دیا ہے تو وہ اُس سے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے ۔

ضلع چٹگانون ۔ ۱۴ ۔ جنوری ۱۸۲۶ء

مقدمہ ۳ ۔ س ۔ ایک شخص کے دو زوجہ تھین اُن دونون مین باہم تکرار ہوئی شوہر نے بڑی زوجہ کو اپنے گھر سے نکال دیا اس صورت مین زوجہ مذکور حین حیات اپنے شوہر کے اُسکی جایداد سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے ۔

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین زوجہ کو ترکہ شوہری سے حصہ پانے کا استحقاق نہین پہونچتا ہے کیونکہ اُسکو کوئی جدا استحقاق حاصل نہین ہے چنانچہ جاگبالک کہتا ہے کہ "ازواج اور بیٹے اور غیر منکوحہ لڑکیان خود مختار نہین ہین" "عورت کو نہایت خفیف اختلاط ناجائز سے بھی باز رکھنا لازم ہے ۔

ف زوجہ جسکو شوہر نے نکال دیا ہو جایداد شوہری سے حصہ پانے کی مستحق نہین ہے ۔

---

۱ اگر زوجہ عفیفہ نہونے یا کسی اور ایسے ہی جرم کی وجہ سے نکال دیجاے تو اُسکو کچھ استحقاق وجہ معاش پانے کا نہین ہے ۔

اُسکی ساس اور اور واجب التعظیم عورات کو چاہیے کہ رات دن اُسکی نگران حال رہین ؁۱

منو کا قول ہے کہ ”ضعیف مان اور باپ اور نیک زوجہ اور شیر خوار بیٹے کی پرورش واجب ہے گو اُنسے ایسا فعل جسکا ارتکاب نامناسب ہو سو مرتبہ سرزد ہو“ ؎

بموجب اقوال مذکورۂ بالا کے بڑی زوجہ صرف اُسقدر روپیہ پانے کی مستحق ہے جو اُسکے اخراجات ضروری کھانے اور کپڑے کے لیے کافی ہو گو اُسکو شوہر نے اپنے گھر سے نکال دیا ہو۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ شوہر پر اپنی زوجہ کی پرورش ضرور ہے ؎

ضلع سارن ۔ ۱۰۔ جولائی ۱۸۱۲ء

مقدمہ ہم ۔ س ۔ ایک بیوہ کچھ جایداد پر جو اُسے اُسکے شوہر کی وفات کے بعد وراثتاً پہونچی قابض تھی اُسکے بیٹے کی بیوہ نے جسکا شوہر اپنے باپ کے سامنے مر گیا بابت مقدار خاص وجہ کفاف کے نالش دائر کی پنڈتون نے جنسے اِس امر مین استفسار ہوا یہ بیوستہ دیا کہ ”اگر بیوہ اپنی ساس کے گھر مین رہتی ہو تو اُسے بہو کے لیے کھانا اور کپڑا دینا چاہیے لیکن کوئی قاعدہ خاص درباب تعین وجہ کفاف کے شاستر مین مندرج نہین ہے اِسکا تعین حیثیت کے مطابق چاہیے“۔ پس اگر ساس اور بہو کے باہم نا اتفاقی ہو تو بہو کا ساس کے ساتھہ رہنا ضرور ہے یا نہین ۔ اگر قابض جایداد پر بموجب کسی قاعدۂ مستمرہ کے اپنے اہل خاندان کے واسطے وجہ کفاف دینا واجب ہو لیکن وہ بقدر آمدنی جایداد کے وجہ کفاف نہ دے تو ایسی صورت مین حاکم کو اُسکے مقدار معین کرانے کا اختیار ہے ؎

شاستر مین صرف نان نفقہ دینے کا حکم ہے نہ وجہ کفاف

ج ۔ تاوقتیکہ بیوہ کے شوہر کا باپ اور اُسکے اور رشتہ دار حیات ہون

؁۱ برہسپتی ۔

بیوہ کو اُنکے گھر مین رہنا واجب ہے اور شاستر مین کوئی صورت اِس قاعدہ کے بالعکس نہین لکھی ہے چنانچہ قول آئندہ سے ہویدا ہے ❊

خسہ اور اور لوگون پر نیک اور لاولد بیوہ کی پرورش واجب ہے لیکن کوئی ایسا حکم نہین ہے جسکے بموجب وجہ کفاف خاص کے لیے اِس بنا پر نالش کی جاسکے ۱ے کہ وہ حسب حیثیت کے نہین دیا گیا۔

قول یہ ہے۔کہ" بھائیون کو اپنے بھائی کی عورات کے لیے اُنکے حین حیات وجہ معاش مقرر کرنی چاہیے" ❊

ایک قول کا یہ مضمون ہے کہ" مقدمات کا فیصلہ صرف قوانین تحریری کی عبارات کے بموجب نہین چاہیے کیونکہ اگر اُنکے نشار یا دستور قدیمہ کے مطابق فیصلہ نہ کیا جاے تو ممکن ہے کہ داد رسانی مین قصور واقع ہو"۔ اصل سنسکرت مین جو لفظ یکتی کا اِس محل پر مستعمل ہوا ہے اُسکے معنی نشار قانون اور دستور قدیمہ دونون ہوسکتے ہین ❊

عدالت اپیل پٹنہ۔ ۲۵۔ فروری سنہ ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۵۔ س۔ منجملہ چار بھائیون کے بڑا بھائی اپنی زوجہ چھوڑ کر مرگیا زوجہ نے اپنے شوہر کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو شوہر کے بھائیون کو ہبہ کردیا اور موہوب الیہون سے ایک اقرار نامہ اِس مضمون کا تحریر کرالیا کہ وے اُسے کھانا اور کپڑا دیتے رہینگے بعد ازان وہ زناکاری کے سبب سے

۱ے بلم بھٹ کہتا ہے کہ بیوہ کو ہر شام چانول بقدر ایک پرستھہ کے دیے جائین۔ اور تیسرے مہینے ایک نیا کپڑا دیا جاے اور مصنف سمرتی چندریکا نے بھی ایسا ہی قاعدہ مقرر کیا ہے بمقدمہ مسماۃ بہلو بنام بھول چند مندرجۂ صدر دیوانی عدالت رپورٹ جلد ۳ ص ۲۲۴۔پنڈتون نے یہ بیوستہ دیا کہ اگر شخص متوفی کے وارث اُسکی بیوہ کے لیے وجہ معاش مناسب مقرر کرنے مین غفلت کرین تو حاکم کو اختیار ہے کہ بیوہ کو نہ کافی بابت وجہ معاش کے دلادے چنانچہ اِس مقدمہ مین عدالت نے بیوہ کو بیس روپیہ مہینہ دلوایا ❊

حاملہ ہوئی اور گھر سے نکال دی گئی اور موہوب الیہ اُسکو پرورش کرنے سے انکار کرتے ہین اس صورت مین وہ اُنپر وجہ معاشں کے لیے قانوناً دعویٰ کرسکتی ہے یا نہین ⁂

بیوہ جو عفیفہ نہو اپنے شوہر کے بھائیون سے مستحق پانے وجہ معاش کی نہین ہے گو اُسنے بالعوض وجہ معاش کے اپنا ورثہ شوہری اُنکے نام منتقل کر دیا ہو ⁂

جج - اگر کسی شخص متوفی کے کوئی وارث ذکور پر پوتے تک نہو تو اُسکی نیک بیوہ اُسکے ترکہ کی وارث ہوتی ہے اور اگر وہ پاکدامن نہو تو ذات سے خارج کیجاتی ہے لہذا بیوہ مذکور کا اُسکے شوہر کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہے اور اُنہی وجہ معاش کا دعویٰ نہین کرسکتی گو اُسنے اقرارنامہ وجہ کفاف کے لیے قبل بد وضعی کے تحریر کرالیا ہو ⁂

ماخذ - بیاس ”نیک عورت کو چاہیے کہ بعد وفات اپنے شوہر کے عفت کی بدرجہ غایت پابند رہے اور ہر روزہ غسل سے اپنے تئین پاک کرکے دونون ہاتھون مین پانی لیکر اپنے شوہر کی روح کو دے اور لذائذ نفسانی سے کنارہ کرکے ہر روزہ ریاضت کے ساتھ دیوتاؤن کی پرستش کرے خصوصاً بشن کی“ ⁂

کاتیائن ”لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کے شامل رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال تمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جایداد اُسکے وارث پائینگے“ ⁂

نارد ”اُنکو چاہیے کہ اُسکی عورتون کے لیے اُنکے حین حیات وجہ معاش مقرر کرین بشرطیکہ وے پاکدامن ہون لیکن اگر وے بدرویہ ہون تو بھائیون کو چاہیے کہ اُنکا وجہ کفاف منتزع کرین“ ⁂

شہر ڈھاکہ - ۲۱ - جنوری ۱۸۲۳ء

مقدمہ ۶ - س - ایک لوہار کے تین بیٹے تھے اُنکے بلوغ تک اُسنے اُنکی پرورش اور پرداخت کی بعد ازان وے علیحدہ ہوگئے اور اپنے باپ کی جایداد پر قابض ہوے باپ اب پیر و ضعیف ہے اور بیٹے کھانے کپڑے سے اُسکے خبرگیران نہین ہوتے اس صورت مین باپ اپنے بیٹون سے مستحق پانے

بیٹون پر اپنے والدین کا بہ پرورش کرنا فرض ہے *

وجہ معاش کا ہے یا نہین *

ج - بیٹون پر پرورش کرنا اپنے مُسن والدین کا فرض ہے اور یہ مسئلہ بموجب بہاد بھنگار نو اور اور کتب شاستر کے ہے *

نفرہ مرقومہ ذیل بہاد بھنگار نو مین نقل ہے - منو کا قول ہے کہ ''ضعیف مان اور باپ اور نیک زوجہ اور بیٹے شیر خوار کی پرورش واجب ہے گو اُنسے ایسا فعل جسکا ارتکاب نامناسب ہے سو مرتبہ سرزد ہو * ٹ

ضلع ندیا -

ٹ اِس مقدمہ مین اِس امر کا تصریحًا بیان نہین ہے کہ جایداد جسپر بیٹے قابض ہوے باپ کی مکسوبہ تھی یا اُسکو اُسکے مورثون سے پہونچی تھی اور آیا باپ نے اپنا حق اپنے بیٹون کو دیدیا تھا یا بیٹون نے جایداد مذکور پر بلا رضامندی اپنے باپ کے قبضہ کر لیا تھا - اگر باپ اپنے استحقاق سے بذریعہ ہبہ یا اور کسی طرح کے انتقال کے دست بردار نہین ہو گیا ہے اور اپنے بیٹون کو جایداد پر صرف متصرف ہونے کی اجازت دی ہے تو اِس صورت مین قطع نظر موروثی یا مکسوبہ ہونے جایداد کے وہ اپنے بیٹون کو بیدخل کر دینے کا مجاز ہے - اگر باپ کو جایداد وراثتًا پہونچی ہے اور باپ نے اپنے واسطے حصہ مناسب یعنی بیٹے کے حصہ سے دوچند رکھکے باقی کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو اِس صورت مین باپ کا دعوی ایسی جایداد منقسمہ کی نسبت کچھ نہین ہے اور اگر باپ نے بغیر رکھنے اپنے حصہ کے یا جزوی حصہ رکھنے کے بعد اپنی موروثی جایداد کو بیٹون مین تقسیم کر دیا ہے تو وہ بیٹون سے اپنا حصہ لینے کا مجاز ہے گو تقسیم اُسنے اپنی رضا و رغبت سے کی ہو - اگر جایداد باپ کی مکسوبہ تھی اور اُسنے اُسمین سے اپنا حصہ رکھکر یا نہ رکھکر اُسے بیٹون مین تقسیم کر دیا اور بعد ازان اپنا حصہ اُسنے خرچ یا تلف کیا تو اِس صورت مین وہ بیٹون سے جایداد واپس کر لینے کا مجاز ہے اور یہ امر قول ہریت منقولہ داے بھاگ کے بموجب ہے قول مذکور یہ ہے کہ ''باپ اپنے حین حیات اپنی جایداد کو تقسیم کرکے صحرا مین گوشہ گزینی اختیار کر سکتا ہے یا ایسے فرقہ مین جو ضعیف شخصون کے مناسب ہے داخل ہو سکتا ہے یا منجملہ جایداد کے حصہ خرد بیٹون مین تقسیم کرکے اور حصہ کثیر اپنے واسطے رکھ کے وہ اپنے گھر ہی مین رہ سکتا ہے (ع)

مقدمہ ۷ - س - ایک تاجر تین بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی جایداد
پر بالاشتراک قابض ہوے اور اپنے باپ کے کاروبار تجارت کا انصرام کرتے
رہے بڑا بھائی مر گیا اور اُسکا بیٹا اُسکا وارث ہوا اور اپنے چچاؤن کے

ہ اگر وہ محتاج ہو جاے تو بیٹون سے اُنکا حصہ واپس لے سکتا ہے" مصنف ببادبھنکار نے
قول منقولہ بالا کی اِس طور پر توضیح کی ہے +

جب کہ بیٹون مین نسبت محاصل جایداد کے باہم تنازع ہو اور باپ اِس امر سے دق ہو کر جایداد کو تقسیم کر دے اور یہ قصد کر کے اپنے گھر مین رہے کہ مین حصہ مناسب اپنے واسطے رکھ کے علحدہ رہونگا تو اِس باب مین واضع قانون کی یہ راے ہے کہ وہ جزوی حصہ کو اپنے بیٹون مین تقسیم کر دے اور بیٹے دیگر جایداد حاصل کر کے اپنی پرورش کر سکتے ہین لیکن باپ بسبب ضعیفی اور متحمل نہونے محنت کے حصہ کثیر جو اُسکی بسر اوقات اور فرائض دینی کے لیے کافی ہو اپنے پاس رکھ سکتا ہے اور اِس طور پر اُسکو اپنے گھر مین رہنے کا اختیار ہے مگر بہر حال اُسکو مرتکب فریب نہونا چاہیے لیکن اگر بوجہ کسی امر اتفاقی کے وہ حصہ جو اُسنے اپنے واسطے رکھا تھا اُسکے اخراجات ضروری کے لیے مکتفی نہو تو اِس صورت مین گو وہ حصہ کتنا ہی کثیر ہو واضع قانون کی یہ راے ہے کہ اگر وہ ضائع ہو جاے تو جو کچھ اُسنے اپنے بیٹون کو دیا ہے اُنسے واپس لے سکتا ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ بیٹون وغیرہ پر والدین کی تعظیم و تکریم سے بڑھکر اور کوئی فرض واجب نہین ہے اگر باپ کی کل مکسوبہ اور منقسمہ جایداد بھی اُسکی بسر اوقات کے واسطے کافی نہو تو بیٹون کو لازم ہے کہ اپنی مکسوبہ جایداد مین سے بھی اُسے دین +

علاوہ ازین حین حیات باپ کے بیٹون کے تصرف مین کچھ جایداد نہین ہو سکتی اور نہ اُنکو خود مختاری کا منصب حاصل ہے چنانچہ اِس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ "شاستر کے بموجب تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹا اور غلام بذات خاص کسی مال کے مالک نہین ہین - مال جو وے پیدا کرتے ہین وہ اُس شخص کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے اُنکو تعلق ہے" +

نبظر اِن حالات کے باپ اپنے بیٹون سے گو جایداد اُنکی مکسوبہ ہو مستحق پانے صرف وجہ معاش ہی کا نہین ہے بلکہ جایداد مذکور سے حصہ لے سکتا ہے ہے

ساتھ کاروبار مین شریک رہا بعد ازان وہ ایک زوجہ چھوڑکر لاولد مرگیا اِس صورت مین زوجہ منجملہ اُس جایداد کے جو باہم اُسکے شوہر اور شوہر کے چچاؤن کے شرکت مین تھی حصہ پانے کی مستحق ہے یا صرف وجہ معاش کی اور اگر مستحق وراثت ہے تو اپنے شوہر کا حصہ پائیگی یا اُس سے کچھ کم ؟

ج - اگر تاجر مذکور تین بیٹے چھوڑکر مرگیا اور وے بعد ازان کاروبار تجارت بشراکت کرتے رہے اور بعد اسکے بڑا بیٹا ایک پسر چھوڑ مرا اور پھر اُس پسر نے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا اور جایداد ابتک غیر منقسم ہے تو اِس صورت مین زوجہ کو اپنے شوہر کے حصہ پر کچھ دعوی وراثت نہین ہے مگر صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے چنانچہ اِس باب مین قول ہے کہ

ف بموجب شاستر مروجہ بنارس کے بھتیجے کی زوجہ اُسکے شوہر کے چچاؤن سے جنکے ساتھ اُسکا شوہر شریک تھا مستحق پانے صرف کھانے اور کپڑے کی ہے ؞

مسئلہ خواہ جایداد مذکور باپ کی ذاتی محنت یا اُسکے روپیہ کی استعانت سے حاصل کی گئی ہو یا بلا اُسکے - چنانچہ اقوال واسے بھاگ سے جو ذیل مین لکھے جاتے ہین یہ امر ہویدا ہے ؞

چونکہ یہ عبارت بالعموم واقع ہوئی ہے کہ باپ اپنے واسطے دو حصے رکھے یا دو حصے لے اِس سے مفہوم ہوتا ہے کہ اِس محل پر باپ بیٹے کی جایداد مکسوبہ سے بھی دو حصے لینے کا مجاز ہے ؞

کاتیائن نے اِس امر کو بصرحت لکھا ہے - کہ "باپ اپنے بیٹے کی جایداد مکسوبہ سے دوچند حصہ یا نصف لے سکتا ہے اور مان بھی اُس صورت مین جب کہ باپ مرگیا ہے بیٹے کے ساتھ مساوی حصہ پانے کی مستحق ہے" معنی اِس فقرہ کے یہ ہین کہ بیٹے کی جایداد مکسوبہ سے باپ دوچند حصہ یا نصف جایداد لینے کا مستحق ہے ؞

عام قاعدہ یہ ہے کہ "اگر بیٹے نے بذریعہ محاصل جایداد پدری کے مال حاصل کیا ہو تو منجملہ اُسکے نصف باپ کا حق ہے اور دوچند حصہ اُس بیٹے کو ملیگا جس کا وہ مکسوبہ ہے اور باقی بیٹون کو ایک ایک حصہ لیکن اگر باپ کا سرمایہ صرف مین نہ آیا ہو تو باپ کو دو حصے ملینگے اور اسی قدر حاصل کرنے والے کو اور باقی شرکت سے محروم رہینگے ؞

بھائیون اور بیٹون کی زوجہ جو روپیہ معینہ کی بدرجہ غایت پابند رہین اُنکے رشتہ داران شوہری صرف کھانا اور ایسے پھٹے پُرانے کپڑے جو بوسیدہ نہون دیا کرین" ؀ ماٹ

بدھائن بعد بیان کرنے تمہید اور اس امر کے - کہ "عورت فلان فلان حقوق کی مستحق ہے یہ لکھتا ہے کہ وہ مستحق ترکہ کی نہین ہے کیونکہ عورت اور ایسے اشخاص جنکے حواس خمسہ سے کوئی حواس یا عضو نہو وے مستحق ترکہ پانے کے نہین ہین" ؀

بھائیون مین سے اگر کوئی بلا اولاد ذکور مرجائے یا کسی مذہبی فرقہ مین داخل ہو تو باقی بھائیون کو اُسکی جائداد باستثناء اُسکی زوجہ کے استری دھن کے آپس مین تقسیم کر لینا چاہیے - نارد ؀

عدالت اپیل پٹنہ - ۸ - مئی ۱۸۱۱ع

مسماۃ چوراسی مفلسہ بنام کرموبھگت وغیرہ ؀

مقدمہ ۸ - منجملہ چھ بھائیون کے چار ایک مان سے تھے اور وے بطریق کنبۂ مشترک کے اپنے باپ کے ساتھ رہتے تھے اور منجملہ چار حقیقی بھائیون کے دوسرا بھائی اپنے باپ کے سامنے نو برس کی زوجہ چھوڑ کر مرگیا باقی حقیقی تین بھائیون مین سے بڑے بھائی نے کچھ جایداد منقولہ اور غیر منقولہ اپنے ذات خاص کے سرمایہ اور محنت سے حاصل کی اور دوسرے بھائی متوفی کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائی کی مکسوبہ جایداد سے ایک ربع اور جاید اد موروثی سے حصۂ شوہری کا دعوی کرتی ہے اس صورت مین بیوہ مذکورہ جایداد مدعوہ سے حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین ؀

فتح - نظر حالات مذکورۂ بالا بیوہ جایداد موروثی سے حصہ شوہری کا دعوی

بیوہ جسکا شوہر اپنے باپ کے
سامنے مر گیا ہو نان و نفقہ صرف
وہ حصہ پانے کی مستحق ہے

ماٹ قول سانکہ ؀

نہین کرسکتی ہے نہ اپنے شوہر کے بڑے بھائی کی جایداد کسو بہ سے۔ البتہ اُسکے خسر کے وارثون اور قائم مقامون پر اُسکی پرورش ضرور ہے یہ راے بموجب داے بھاگ کے ہے ⁂

عدالت اپیل کلکتہ۔ ۴۔ دسمبر ۱۸۲۱ع

مقدمہ ۹۔ س۔ ایک شخص کچھ جایداد اراضی اور دو بیٹے چھوڑ مرا قبل تقسیم ہونے جایداد کے ایک بیٹا ایک زوجہ اور دو بیٹے مختلف زوجون سے چھوڑ کر مرگیا بعدازان اُسکے دونون بیٹے مذکور بھی جایداد مشترکہ وغیر منقسمہ چھوڑ کر فوت ہوے۔ اِس صورت مین بیوہ مستحق پانے کل جایداد مقبوضہ شوہر کی ہے یا نہین ⁂

ج۔ بیوہ اپنے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکے حصہ کی وارث ہے۔ بیٹا مذکور اور وہ بیٹا جو دوسری زوجہ سے تھا بالکل مالک اُسکے شوہر کی جایداد کے تھے لیکن بیوہ کو سوتیلے بیٹے کے وارث ہونے کا استحقاق نہین ہے کیونکہ سوتیلے بیٹے کا حصہ اُسکے وارثون کو پہونچتا ہے الا اُس صورت مین کہ سوتیلا بیٹا قبل حصص ملنے کے مرجاے صورت مذکورہ بالا مین بیوہ کو کل جایداد ورثتاً پہونچیگی اور اگر یہ صورت نہو تو وہ اپنے شوہر کی دوسری زوجہ کے بیٹے کے وارث سے صرف مستحق پانے وجہ معاش کی ہے ⁂ کوئی عورت اپنے سوتیلے بیٹے کا ورثہ نہین پاسکتی مگر اُس بیٹے وارث سے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے ⁂

ضلع چوبیس پرگنہ

مقدمہ ۱۰۔ س۔ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے ایک زوجہ سے جو اُسکے سامنے مرگئی تھی اور دوسری زوجہ اور اُسکی دو بیٹیان چھوڑ مرا اور بعدازان اُسکا ایک بیٹا بھی مرگیا اب اُسکی پہلی زوجہ سے ایک بیٹا اور دوسری زوجہ اور اُسکی دو بیٹیان بقید حیات ہین اور اگر زوجۂ مذکور نے کچھ حصہ جایداد کا اپنے سوتیلے بیٹے سے نہین پایا ہے تو اِس صورت مین وہ جایداد مین سے

ف
بیٹا جو اپنے باپ کی جایداد کا وارث ہوا ہے اُسے اپنی سوتیلی ماں اور اُسکے بیٹون کی پرورش کرنی چاہیے ؛

حصہ پانے کی مستحق ہے یا نہین اگر ہے تو کسقدر ؛

ج - بیوہ اپنے سوتیلے بیٹے سے مستحق پانے صرف وجہ معاش کی ہے اور اگر اُسکی دونون دختر ناکتخدا ہون تو وے بھی اپنے باپ کی جایداد سے اسقدر جایداد پانے کی مستحق ہین جو اُنکے بیاہ کے اخراجات کے واسطے کافی ہو - اگر بعد بیاہ ہوجانے کے وے اِس سبب سے کہ اُنکے شوہر قابل اُنکی پرورش کرنے کے نہین ہین محتاج ہون تو اُنکے سوتیلے بھائی کو اُنکے لیے کھانے اور کپڑے کا سرانجام کرنا چاہیے یہ راے دا سے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ؛

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۴ - جنوری سنہ ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۱ - س - ایک بیوہ نے اپنے خسر اور شوہر کے چھوٹے بھائی پر اِس بیان سے نالش کی کہ میرے خسر کی کچھ جایداد اراضی مکسوبہ وموروثی تھی اور دو بیٹے تھے اور بڑا بیٹا متوفی میرا شوہر تھا اور چھوٹا بیٹا میرے شوہر کا حقیقی بھائی ہے اور میرا شوہر اپنے باپ اور بھائی کے حین حیات مجھے اور دو دختر چھوڑکر مرگیا بعد ازان ایک دختر بھی فوت ہوئی مگر دختر مذکور کے تین نابالغ بیٹے حیات ہین لہذا مین دعویدار ہون کہ ساٹھ روپیہ سالانہ بابت وجہ معاش مناسب بحساب پانچ روپیہ ماہواری کے مجھے دلایا جاے - اِس صورت مین بیوہ جسکا شوہر اپنے باپ اور بھائی کے سامنے مرگیا اپنے خسر اور شوہر کے بھائی پر وجہ معاش کے لیے نالش کرنے کی مجاز ہے یا نہین - اگر مدعیہ کا شوہر اپنے باپ اور بھائی سے علیحدہ ہوگیا ہو تو اِس صورت مین بھی بیوہ اشخاص مذکورہ بالا سے وجہ معاش کا دعوی کرسکتی ہے یا نہین ؛

ف
جو بھائی کہ علیحدہ ہوگیا ہے اُسکی بیوہ اپنے شوہر متوفی کے کنبہ سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے ؛

ج - بیٹا جو اپنے باپ کے سامنے مرجائے اور اُسکی بیوہ عفت کے ساتھ اور باطاعت اپنے شوہر کے کنبے کے رہے وہ اپنے خسر سے اور اُنسے جو اُسکی جایداد کے وارث ہون مستحق پانے وجہ معاش کی ہے لیکن اگر اُسکے

شوہر نے اپنا حصہ اپنے باپ سے پایا اور اُس سے علیحدہ ہو گیا تو اُس صورت مین بیوہ اپنے خسر یا اُسکے وارثون پر وجہ معاش کا دعوی کرنے کی مستحق نہین ہے یہ راے بموجب بباد آر نوستو اور اور کتب شاستر کے ہے ؁

ضلع بیر بھوم - ۱۴ - اگست ۱۸۲۳ء

کمل منی داسی بنام بودھ نراین مزدار وغیرہ -

مقدمہ ۱۲ - س - ایک راجپوت اپنی زوجہ اور ایک مدخولہ قوم اہیر سے چھوڑ مرا اور مدخولہ سے چار بیٹے تھے - شخص مذکور کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ نے رسوم کریا کرم ادا کین اس صورت مین مدخولہ اور اُسکے بیٹے متوفی کی جایداد سے کچھ حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین تو حی القائم شخصون مین ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنا چاہیے ؁

غیر صحیح النسب لڑکا ایک ایسے شخص کا جو دو جنمی قوم سے ہو فقط وجہ معاش پانے کا مستحق ہے ؁

فتوے - صورت مذکورہ بالا مین متوفی کی کل جایداد باستثنا زیور اور کپڑے کے جو اُسکی مدخولہ اور اُسکے بیٹون کے استعمال مین ہون اُسکی زوجہ کو وراثتاً پہونچیگی مدخولہ اور اُسکے بیٹون کو جایداد سے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے مگر وے مستحق پانے وجہ معاش کے ہین - یہ راے بموجب منو اور متاچھرا اور بباد رتناگر اور بباد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے ہے ؁

ماخذ - برہسپتی کا قول بباد رتناگر اور اور کتب شاستر مین منقول ہے وہ یہ ہے کہ "ایک شخص جسکے صحیح النسب اولاد نہو اور اُسکے ایک نیک اور اہل لڑکا شودر عورت کے بطن سے ہو وہ وجہ معاش کے پانے کا مستحق ہے اور باقی جایداد متوفی کے واسطہ وارثون کو وراثتاً پہونچیگی" ؁

"یہ متعلق اُس بیٹے سے ہے جو عورت منکوحہ سے نہو" - بباد رتناگر و بباد چنتامنی ؁

"اگر شودر کے بیٹا کنیزک کے بطن سے پیدا ہو تو وہ بھی اپنے باپ کی رضامندی سے حصہ پا سکتا ہے" - اس مقام پر لفظ شودر کے مستعمل ہونے سے یہ مستنبط

ہوتا ہے کہ بیٹا جو کسی شخص دوجنمی قوم کے صلب اور کنیزک کے بطن سے ہو وہ باوجود اپنے باپ کی رضامندی کے بھی حصہ نہین پاسکتا ہے نہ اُسکی وفات کے بعد کل جایداد کا وارث ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ تربیت پذیر ہو تو اُسکو صرف وجہ معاش ملیگی متاچھرا۔

قول گوتم یہ ہے کہ "اگر کوئی شخص صحیح النسب اولاد نہ چھوڑ مرا ہو مگر اُسکے شودر عورت کے بطن سے بیٹا پیدا ہوا اور وہ مثل مرید کے مطیع ہو تو وہ وجہ معاش پانے کا مستحق ہے۔

اگر کوئی شخص دوجنمی یعنی تین اعلی قوم سے ہو اور اُسکی ہمقوم زوجہ سے کوئی بیٹا نہو مگر غیر منکوحہ شودر قوم کی عورت سے ہو تو اُسکی وفات کے بعد بیٹا مذکور وجہ معاش کا مستحق ہوگا یعنے اُسکو جزوی بضاعت بذریعہ جسکے وہ تجارت یا کاشتکاری وغیرہ کرکے اذوقہ پیدا کرسکے ملنی چاہیے" بابا درتناگر۔

ضلع بھاگل پور - ۱۷ - جولائی ۱۸۶۲ء

باب تیسرا

عورت کی ملک کے بیان مین

عورت کی جایداد اُسکے بیٹون کو بحروی اُسکے پوتے کے جسکا باپ عورت مذکورہ کے سامنے مرگیا ہو پہونچتی ہے۔

مقدمہ ۱۔س۔ ایک عورت نے اپنے سرمایۂ خاص سے جایداد اراضی خرید کی اور کئی بیٹے اور ایک پوتا جسکا باپ عورت مذکورہ کے سامنے مرگیا تھا چھوڑ مری اِس صورت مین آسکی کل جایداد اُسکے بیٹون کو پہونچیگی۔ یا اُسکا پوتا بھی اپنے چچاؤن کے ساتھ کچھ حصہ پانے کا مستحق ہے۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین عورت مذکورہ کی کل مکسوبہ جایداد کے اُسکے بیٹے مستحق ہین۔ پوتے کا جسکا باپ پیشتر مرگیا ورثہ مین کچھ حق نہین ہے لیکن اگر کوئی غیر منکوحہ لڑکی موجود ہو تو تھوڑا سا حصہ اُسکے بیاہ کے اخراجات

کے لیے دینا ضرور ہے ⁂ [1]

ماخذ - منو ”اگر ماں مرجائے تو ماں کی جایداد کُل حقیقی بھائیون اور بہنون کو باہم مساوی تقسیم کر لینی چاہیے“ ⁂

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۱ - مئی سنہ ۱۸۱۱ع

رگھونندن سرما بنام گوپی ناتھ ٹھاچارجیا وغیرہ ۔

مقدمہ ۲ - س - منجملہ چار قومون کے اگر کسی قوم کی عورت کو جو بیاہ کے وقت زیور ہدیہ (جسکو سنسکرت مین یوتک کہتے ہین) ملے تو ایسا زیور عورت کی ملک خاص مین داخل ہے یا اُسکے شوہر کی مان اور چھوٹے بھائی کا بھی شاستر کے بموجب اُسمین سے حصہ پانے کا کچھ حق ہے ⁂

ج - منجملہ چار قومون کے اگر کسی قوم کی عورت کو زیور اور مال بیاہ کے وقت ہدیہ کسی شخص سے جو اُسکے شوہر کے کنبے مین ہو یا اُسکے والدین یا کسی شخص غیر سے ملے تو اُسکو شاستر مین ادہ اگنیک استری دھن کہتے ہین یعنی وہ مال عورت کی ذات خاص کا ہے جو اُسے پھیرون کے وقت دیا جاسے یہ خاص اُسی کا مال ہے اور اُسمین سے شوہر کی مان یا اور اشخاص کو حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے واسے بھاگ اور داسے تتو اور بہاد چنتامنی اور متاچھرا اور اور کتب دھرم شاستر مین حوالے اِس قول کے مندرج ہین ⁂ جایداد جو عورت کو اُسکے بیاہ کے وقت ملے وہ خاص اُسی کی ملک ہے ⁂

کاتیائن - عورتون کو جو کچھ کہ اُنکے بیاہ مین پھیرون کے وقت دیا جاے اُسکی نسبت داناؤن نے کہا ہے کہ وہ عورات کا خاص مال ہے جو اُنھین پھیرون کے وقت ملا ہے ⁂

نارد - جو کچھ کہ شوہر نے از راہ محبت اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت

[1] معلوم ہوتا ہے کہ جایداد اِس مقدمہ مین عورت کی مکتوبہ تھی مگر اُس قسم کی نہ تھی جسے استری دھن کہتے ہین لہذا اُسکی نسبت اُن قواعد پر عمل نہین ہوا جو اُس خاص طرح کے مال سے متعلق ہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو بیٹون کے ساتھ بیٹی بھی ورثہ مین شریک ہوتی ⁂

باستثنار جایداد غیر منقولہ کے زوجہ کو اپنے شوہر کی وفات کے بعد اختیار ہے
چاہے جسطرح صرف مین لادے یا کسی کو دے ڈالے" ۔

منو اور بشن "عمدہ پوشاک جو عورات جبن حیات اپنے شوہرون کے
پہنتی ہین اُنکو عورات مذکور کے شوہرون کے وارث تقسیم نہین کرسکتے جو اشخاص
کہ اُنکو آپس مین تقسیم کرین وے مرتکب گناہ عظیم کے ہونگے ۔

کاتیائن کا قول دیگر "شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائیون کو عورت کی ملک
پہ اختیار لینے یا دے ڈالنے کا حاصل نہین ہے" ۔

شہر ڈھاکہ - ۲۱ - اپریل ۱۸۱۸ع

مقدمہ ۳۴ - س - ایک شخص کے پانچ بیٹے تھے منجملہ اُنکے دو باپ کے سامنے
مرگئے بعد وفات شخص مذکور کے اُسکے باقی تین بیٹون نے اُسکی جایداد کو باہم
تقسیم کرلیا اِن تینون مین سے ایک بیٹا اپنی زوجہ اور ایک غیر منکوحہ لڑکی چھوڑ مرا
بیوہ جایداد شوہری کی وارث ہوئی اور اُسنے اپنی لڑکی کا بیاہ کردیا اور
جایداد شوہری سے ایک حصہ اپنی بیٹی اور داماد کو بخش دیا اور بعد تھوڑے
عرصہ کے باقی جایداد بھی اُنھین کو دے دی - بنظر اِن حالات کے یہ ہبہ جائز ہے
یا نہین اگر ہبہ مذکور صرف اُسکی بیٹی کی نسبت درست اور جائز ہے تو بیٹی کی
وفات کے بعد درصورت موجود ہونے اُسکے شوہر اور اُسکے داماد کے نواسہ
کے کسکو اُسکی جایداد ورثتاً پہونچیگی اگر بیٹی باوجود ہونے اپنے شوہر کے
ایک حصہ جایداد کو بذریعہ ہبہ انتقال کردے تو یہ ہبہ کامل اور واجب التعمیل
متصور ہوگا یا نہین ۔

بیوہ اُس جایداد کو جو اُسے اپنے شوہر کی وفات کے بعد ورثتاً پہونچی ہو منتقل نہین کرسکتی اور اُسکی وفات کے بعد

ج - مختلف کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ "بیوہ اپنے شوہر کی کل جایداد
غیر منقولہ کو جو اُسے شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے گو خاص
صورتون مین وہ جزوی حصہ دے سکتی ہے مقدمہ مذکورہ بالا مین بیوہ نے
اپنے شوہر کی کل جایداد اراضی کو دو مرتبہ کرکے ہبہ کردیا لہذا یہ ہبہ

اُسکی بیٹی وارث ہوگی اور بیٹی کے مرنے کے بعد جایداد مذکور اُسکے داماد کے نواسہ کو پہونچیگی اُسکے شوہر کو ملیگی۔

باطل اور ناجائز ہے۔ بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی بیٹی مستحق وراثت ہوتی ہے اور اُسکی وفات کے بعد جایداد جو اُسے اپنی ماں سے وراثتاً ملی تھی اُسکے داماد کے نواسہ کو پہونچیگی شرکہ مذکور مین اُسکے شوہر کا کچھ استحقاق نہین ہے یہ راے داے بھاگ کے بموجب ہے۔

ضلع راج شاہی۔ ۲۱۔ مئی ۱۸۱۳ع

مقدمہ ۴۔ س۔ تین بھائیون نے اپنی جایداد موروثی کی تقسیم کے وقت ایک خاص حصہ اراضی کا اپنی بہن کی وجہ معاش کے لیے مقرر کردیا چھوٹا بھائی ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا بعد ازان دوسرا بھائی بلا اولاد ذکور فوت ہوا اور بالآخر بڑے بیٹے نے ایک پسر چھوڑکر رحلت کی۔ بہن کی وفات کے بعد منجملہ اُسکی جایداد معینہ کے کسقدر حصہ چھوٹے بھائی کی بیوہ کو درحالت موجود ہونے اُسکے نواسہ کے ملنے کا استحقاق ہے؟

جایداد جو تین بھائیون نے اپنی بہن کی وجہ معاش کے لیے مقرر کی ہو اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائی کی بیوہ کو ایک ثلث ملیگا۔

ج۔ اگر بھائیون نے جایداد اپنی بہن کو اِس شرط سے دی ہوکہ وہ حین حیات اپنے جایداد مذکور کے کرایہ اور محاصل سے متمتع ہو اور بعد اُسکی وفات کے وہ جایداد پھر بھائیون کو واپس ملے تو اس صورت مین چھوٹے بھائی کی بیوہ جایداد سے ایک ثلث جو اُسکے شوہر کا حصہ جائز ہے وراثتاً پائیگی ۔ حا

ضلع چوبیس پرگنہ۔

مقدمہ ۵۔ س۔ ایک شخص اپنی ماں اور ایک بیٹا اور ایک زوجہ چھوڑکر مرگیا اُسکے بیٹے اور بیوہ کی وفات کے بعد اُسکی ماں جایداد پر قابض اور متصرف ہوئی بعد ازان ماں بھی مرگئی۔ اصل مالک کی ایک سوتیلی ماں تھی جسکے ایک دختر تھی اور دختر ایک بیٹا چھوڑکر فوت ہوئی۔ اب اصل مالک کی ماں کے

حا۔ اگرچہ بھائی جو جایداد وراثتاً پہونچنے کے وقت مرگیا ہو اُسکی بیوہ شاستر کے بموجب وارث متصور نہین ہے تاہم راے مذکورہ بالا اس اصل پر مبنی ہے کہ جایداد بھائیون نے کبھی منتقل نہین کی تھی بلکہ بہن کو عاریتاً دی تھی۔

۲۰

مرنے کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا پسر اور اُسکے شوہر کے بھائی کا بیٹا دعویدار جاید اد ہین اس صورت مین منجملہ ان دونون شخصون کے کون مستحق وراثت ہے ؛

ف جاید اد جو دادی کو ورثہ مین پہونچی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کے پسر کو بمجروی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے ملیگی ؛

ج ۔ اصل مالک کا بیٹا اپنے باپ کی جاید اد کا وارث ہوا اور اپنی وفات کے بعد وارثون مین سے دادی کے کوئی وارث نہ چھوڑ مرا تو اس صورت مین پوتے سے دادی کو جاید اد وراثتاً ملنی چاہیے اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی سوت کی دختر کا پسر بمجروی اُسکے شوہر کے بھتیجے کے قطعی مستحق ترکہ کا ہے ؛ ؎۱

مقدمہ ۶ ۔ س ۔ ایک عورت کے بیٹے لاولد مرگئے اور وہ اُنکی جاید اد پر وراثتاً قابض ہوئی بعد ازان عورت مذکور ایک بیٹی اور دو نواسے اور اپنی سوت کا ایک پوتا چھوڑ کر مر گئی ۔ اس صورت مین اُسکی جاید اد کسکو وراثتاً پہونچتی ہے اور منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے کون عورت متوفیہ کے پنڈ وپانی دینے کا مجاز ہے ۔ انہین سے جو شخص کہ شاستر کے بموجب عورت متوفیہ کے پنڈ وپانی دینے کا مجاز ہو وہ اسوجہ سے کسی قدر حصہ اُسکی جاید اد سے پانے کا مستحق ہے یا نہین ؛

ف جاید اد جو عورت کو اُسکے بیٹون سے ملی ہو وہ اُسکی وفات کے بعد اُسکے شوہر کے دوسری زوجہ کے بیٹے کو پہونچیگی نہ عورت مذکور کے نواسہ کو ؛

ج ۔ صورت مذکورہ بالا مین جاید اد جو عورت کو اپنے بیٹون سے وراثتاً ملی تھی اُسکی سوت کے پوتے کو پہونچیگی اور اُسکی دختر اور نواسون کا اسپر کچھ استحقاق نہین ہے کیونکہ شاستر کی رو سے عورت مذکور کا تعلق جاید اد سے صرف اُسکے حین حیات تھا دختر پنڈ وپانی دینے کی مجاز متصور ہے اور اسی وجہ سے وہ اپنی مان کی صرف جاید اد خاص کی وارث ہوتی ہے ؛

ضلع چوبیس پرگنہ ۔ ۱۷ ۔ جنوری سنہ ۱۸۱۸ع

مقدمہ ۷ ۔ س ۔ ایک شخص کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے دوسرا بیاہ کرلیا سابق مین بیوہ مذکور کو اُسکے والدین سے زیور ملا تھا اُسکے دوسرے شوہر

؎۱ اس مقدمہ سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہن کے بیٹے کا استحقاق چچا کے بیٹے پر فائق ہے گو بہن سوتیلی ہو یہ امر شاستر متمشرہ بنگالہ کے بموجب ہے جسکے مطابق بالنسک رائے مذکورہ بالا دی گئی ۔ اس مقدمہ کے اس جگہ درج کرنے سے مقصود اس امر کے ظاہر کرنے سے ہے کہ جاید اد جو دادی کو وراثتاً پہونچے وہ مثل اُسکے ترکہ کے

نے اُسکو زناکاری کے سبب سے سزا اور طلاق دی اِس صورت مین شوہر اپنی زوجہ کو شاستر کے بموجب سزا اور طلاق دینے کا مجاز ہے یا نہین اگر ہے تو عورت اُس جایداد کی جو اُسے سابق مین اُسکے والدین اور پہلے شوہر سے ملی ہے بالکل مالک ہے یا نہین ٭

فتح - شوہر کو اختیار ہے کہ اگر اُسکی زوجہ پاکدامن نرہے تو اُسے طلاق دے لیکن زانیہ اُس زیور کی مستحق ہے جو اُسے اُسکے والدین اور شوہر سابق سے ملا ہو ٭ ؎۱

اگر زناکاری کی وجہ سے طلاق دیجاے تو یہ لازم نہین آتا کہ عورت اپنی جایداد خاص سے محروم رہے ٭

ضلع میدنی پور - ۱۵ - اسی ۱۸۱۸ع

مقدمہ ۹ ؎۲ - ایک ہندو نے اپنی دختر کے بیاہ کے وقت اُسے ایک بیگھہ اراضی بطور یوتک یعنی استری دھن کے دیا اور وہ اپنے حین حیات اُسپر متصرف رہی - بعد ازان وہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا چھوڑکر مرگئی اور بیٹا اُسکی جایداد پر قابض ہوا اور اپنی وفات کے قبل اُسنے بحالت موجودگی بھانجے کے اراضی مذکور شخص غیر کو دے دی - اور یہ تحقیق معلوم نہین کہ اُسکی وفات کے بعد اُسکا کریاکرم کسنے کیا اِس صورت مین بیٹے مذکور کا اس طور پر منتقل کرنا اراضی کا جائز تھا یا نہین ٭

فتح - جایداد مذکور استحقاق کے بموجب اصل موہوب الیہ کی دختر کی تھی اور چونکہ اُسکے بیٹے کو اُسپر استحقاق ملکیت حاصل نہ تھا لہذا اُسکا منتقل کرنا اراضی کا ناجائز ہے ٭

ماں کی خاص جایداد پر دختر یا اُسکے وارث کا حق تبرجیح پسر کے پہونچتا ہے ٭

عدالت اپیل مرشدآباد ٭

؎۱ جو ماں یا بیوہ کو پہونچتا ہے استری دھن مین شمار نہین کیجاتی ہے اور جایداد مذکور عورت کی وفات کے بعد اُس شخص کے وارثون کو پہونچتی ہے جس سے عورت کو ورثہ مین ملی تھی نہ عورت کے خاص وارثون کو ٭

؎۲ دھرم شاستر کے بموجب زمانہ حال یعنی کلجگ مین بیوہ کا بیاہ منع ہے لیکن یہ دستور کمین قومون مین مروج ہے ٭

گورناتھ بنام گنج مادھب ٭

مقدمہ ۹ - س - شودر قوم کی ایک عورت قاعدہ وراثت کے بموجب اپنے باپ کے دو مکسوبہ مکانون پر قابض ہوئی اُسکے بیاہ ہو جانے کے بعد اُسکا شوہر اُنپر قابض ہوا اور زن و شوہر دونون مکانون مین سکونت پذیر رہے - شوہر نے ایک شخص غیر کے نام اُنکا بیعنامہ تحریر کردیا لیکن زوجہ اُنپر قابض رہی اِس صورت مین شوہر منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین ٭

جایداد جو عورت کو بیاہ مین ملی ہے اُسپر اُسکے شوہر کا کچھ استحقاق وراثت نہین ہے ٭

منج - شوہر مجاز اُن مکانون کے منتقل کرنے کا نہ تھا جو اُسکی زوجہ کو ترکہ مین ملے تھے لہذا اُسکا بیع کرنا بالکل ناجائز ہے کیونکہ بیاہ ہوجانے سے شوہر کو اپنی زوجہ کی موروثی جایداد پر جو زوجہ کو قبل بیاہ کے وراثتاً ملی ہو منتقل کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہو جاتا ہے ٭

شہر مرشد آباد
مانک چند بنام چھوٹے لال -

باب چوتھا

محرومی ورثہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س - ایک مجذوم کے دو لڑکے تھے منجملہ اُنکے ایک بیٹا بھی مبتلاے مرض جذام ہے لیکن اُسکے ایک لڑکا ہے جسکو یہ بیماری نہین ہے اِس صورت مین وہ لڑکا جو مبتلاے مرض جذام ہے بھائی کے شمول اپنے باپ کے مال مکسوبہ سے حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین ٭

مجذوم ورثہ پانے کا مجاز نہین ہے ٭

منج - دھرم شاستر کے بموجب مجذوم بیٹا باپ کے ترکہ پانے کا مستحق نہین ہے ٭

جاگبلک کا قول ہے کہ "نامرد اور جو شخص ذات سے خارج ہو مع اپنی اولاد کے اور لنگڑا اور مجنون اور مخبط فطری اور نابینا اور مبتلائے مرض لاعلاج اور اور اسی قسم کے غیر مجاز شخصون کی پرورش کرنی چاہیے لیکن وے جایداد کی شرکت سے محروم رہینگے مگر اُنکے صحیح النسب یا ایسے بیٹے جو اُنکی زوجہ کے بطن اور واسطہ دوسرے کے صلب سے ہون مستحق حصہ پانے کے ہین بشرطیکہ وے عیوب مذکورۂ بالا سے بری ہون" ؀

نارد کا قول ہے۔ کہ "ایک شخص جو عسیر الدفع یا جانکاہ مرض مین مبتلا ہو یا مجنون یا جبلی نابینا یا لنگڑا ہو تو اُسکی پرورش اُسکے کُنبے پر واجب ہے مگر اُنکے بیٹے اپنے مورثون کا حصہ پاسکتے ہین" ؀

ضلع سارن - ۱۲- دسمبر ۱۸۶۹ء

مقدمہ ۲- س- اگر کوئی شخص مجنون ہو تو وہ استحقاق وراثت جو اُسکو بحالت صحیح العقلی کے اپنے باپ کی جایداد پر حاصل ہوتا اُسکی ماں کو پہونچتا ہے یا زوجہ کو اور اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا ہو جو بعد ازان مرگیا ہو تو اس صورت مین پوتا بوجہ اپنے باپ کی مجنونیت کے دادا کا ترکہ پانے کا مستحق تھا یا نہین اور اگر تھا تو اُسکی وفات کے بعد اُسکی ماں کو کسی طرح کا استحقاق حاصل ہے یا نہین ؀

ج - مجنون کی زوجہ کو اپنے خسر سے ورثہ پانے کا استحقاق نہین ہے اصل مالک کی بیوہ کے مقابلہ مین اُسکے بیٹے کی زوجہ کا ترکہ مین حق نہین پہونچتا ہے لیکن بیوہ پر شخص مجنون اور اُسکی زوجہ کے لیے جایداد سے خورد ونوش روزمرہ کا سرانجام کردینا واجب ہے۔ لیکن اگر بعد وفات پدر شخص مجنون کے اُسکے ایک بیٹا پیدا ہوا ہو اور وہ بیٹا بعد ازان مرجاے تو اس صورت مین اصل مالک کے بیٹے کی زوجہ بوجہ ماں ہونے کے اپنے لڑکے کا ورثہ پائیگی اور اپنی ساس اور شوہر کے کھانے کپڑے سے خبرگیران رہیگی۔

ت

مجنون ورثہ پانے سے محروم ہے اور اُسکے بیٹے کی وفات کے بعد اُسکی زوجہ ورثہ پائیگی بعد اپنے شوہر اور اپنی ساس کی پرورش کریگی ؀

یہ مسئلہ دایے بھاگ اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے ٭

ضلع چوبیس پرگنہ - ۱۲ - جولائی ۱۸۱۲ء

اوما دیبی بنام رام منی دیبی

مقدمہ ۳ - س - ایک شخص ایک زوجہ اور دو بھتیجے چھوڑکر فوت ہوا بیوہ زندہ ہے مگر تعلقات خانہ داری چھوڑکر تارک الدنیا ہو گئی ہے اور اُسنے کوئی وثیقہ بطور رہبہ یا بیع کے بحق اپنے شوہر کے بھتیجون کے تحریر نہین کیا ہے اس صورت مین بدین وجہ کہ بیوہ نے امور دنیوی سے تعلق قطع کیا ہے اُسکے شوہر کے بھتیجے جایداد پانے کے مستحق ہین یا نہین ٭

تارک الدنیا ہونا بمنزلہ وفات کے ہے ٭

ج - اگر بیوہ فی الواقع اپنے شوہر کی جایداد سے دست بردار ہوئی اور اُسنے تعلقات دنیوی کو ترک کیا تو اُسکے شوہر کے بھتیجے اُسکی جایداد پانے کے مستحق ہین گو بیوہ نے اُنکے واسطے کچھ تجویز نہ کی ہو ٭ ۱

مقدمہ ۴ - س - اگر کوئی ہندو مسلمان ہو جاے تو اُسکی جایداد موروثی اور مکسوبہ کسکو وراثتاً پہونچیگی ٭

مذہب سے برگشتہ ہونے کی صورت مین وہ جایداد جو قبل برگشتگی حاصل کی گئی ہو ہندو وارثون کو پہونچیگی اور جو بعد ازان حاصل ہوئی ہو وہ مطابق مذہب جدید کے تقسیم ہوگی ٭ ٭

ج - جو جایداد کہ قبل مسلمان ہونے کے اُسکے قبضہ مین تھی وہ اُسکے قریب تر واسطہ دار کو جو ہندو ہو پہونچیگی اور جو بعد تبدیل مذہب اُسنے حاصل کی ہو وہ اُس شخص کو ملیگی جو شرع محمدی کے بموجب اُسکا وارث ہو ٭ ماخذ منو - "استحقاق اُن کل بھائیون کا جو معیوب اُمور کے عادی ہوں وراثت سے جاتا رہتا ہے" ٭

---

۱ دھرم شاستر کے بموجب تارک الدنیا ہونا بھی جایداد سے قانوناً محروم ہونے کا ایک سبب ہے جیسا کہ موت کے بعد ہوتا ہے اُسی طور پر تارک الدنیا ہونے کے بعد بھی وارثون کا استحقاق فوراً شروع ہو جاتا ہے ٭

سانگھ کا قول ہے۔ کہ "جو شخص اپنی برادری سے خارج ہو گیا ہے اُسکا استحقاق وراثت جاتا رہتا ہے اور نہ وہ پنڈ و پانی دینے کا مجاز ہے"۔

کوئی حکم ایسا نہین ہے جسکی رو سے اُس اولاد کو جو مسلمان عورت کے بطن سے ہو اپنے مجازی باپ کے ورثہ پانے کی اجازت ہو۔

لیکن بھریگو کا قول ہے کہ "جو کچھ ایک ملک یا ایک فرقہ یا قوم یا جماعت تاجرون وغیرہ یا ایک شہر کا رواج مسلمہ ہو اُسکو ظاہر اور ثابت کرے اور ترکہ کی تقسیم رواج مذکور کے مطابق عمل مین آنی چاہیے"۔ ۱

س ۲۔ ایک ہندو کے دو بیٹے تھے اُسنے اُنکا بیاہ ہمقوم اور ہم رتبہ اور ہم حیثیت خاندانون مین کر دیا۔ بڑے بیٹے کی ہندو زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا بعد ازان دونون بھائیون نے دین محمدی اختیار کیا لیکن بڑے بھائی کا بیٹا اور دوسرے بھائی کی زوجہ اپنے مذہب پر ثابت قدم رہی بعد ازان دوسرا بھائی مر گیا اور اُسکی جایداد کے تین دعویدار ہین یعنی اُسکا بھتیجہ اور اُسکی ہندو بیوہ اور اُسکی مسلمان بیوہ اس صورت مین اُسکی وہ جایداد جو قبل مسلمان ہونے کے اُسکے قبضہ مین تھی اُسکی ہندو بیوہ کو وراثتاً پہونچیگی یا اُسکے بھتیجے کو۔

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین اگر اصل مالک کے بیٹون نے جایداد باہم تقسیم کر لی تھی اور علیحدہ رہتے تھے تو ہندو بیوہ مستحق وراثت ہے اور اگر وے بعد تبدیل مذہب مثل کنبے مشترک اور شامل کے متفق رہتے تھے تو اُنکا بھتیجہ وراثت کا مستحق ہے۔

ماخذ "زوجہ"۔ الخ۔ دا بھاگ صفحہ ۱۶۰۔ عدالت اپیل پٹنہ۔

ف ہندو جو مذہب سے برگشتہ ہو اُسکی مسلمان بیوہ کا اُس مال پر استحقاق نہین ہے جو اُسکے شوہر نے قبل مذہب تبدیل کرنے کے حاصل کیا ہو۔

۱ کاتیاین۔ خلاصہ جلد ۲ صفحہ ۷۷۔

مقدمہ ۵ - س ۱ - دختر جو فاحشہ ہو جاوے والدین کی جایداد پانے کی وراثتاً مستحق ہے یا نہین ؟

ج ۱ - دختر جو فاحشہ ہو گئی ہو یا عفیفہ نہو وہ اپنے والدین کی جایداد وراثتاً پانے کی بالکل مجاز نہین ہے ؟

ف دختر جو عفیفہ نہ تھی بسے محروم رہتی ہے ؟

س ۲ - اگر والدین کے بجز دختر فاحشہ کے کوئی اور وارث جائز نہو تو اس صورت مین دختر مذکور شاستر کے بموجب وارث تصور کیجاتی ہے یا نہین اگر نہین کیجاتی تو کسکو جایداد وراثتاً پہونچیگی ؟

ج ۲ - دختر مذکور والدین کے ترکہ کی مستحق نہین ہے گو بجز اُسکے کوئی اور دعویدار وراثت نہو دختر کے بعد جو شخص وارثون کی ترتیب مین ہو وہ اُسکے والدین کی جایداد کا وارث ہو گا اور اگر کوئی وارث نہو اور والدین اُسکے برہمن کی قوم سے نہون تو اُنکی جایداد سرکار مین ضبط ہو گی ؟ ۱؎

ف اگر کوئی وارث نہو تو جایداد سرکار مین ضبط ہو گی ؟

۱؎ مقدمات مذکورۂ بالا سے معلوم ہو گا کہ ایسی صورت کے مقدمے جنمین ذات سے خارج ہونے کی وجہ سے استحقاق وراثت جاتا رہے عدالتون مین بہت کم پیش ہوے ہین - مجھے یاد نہین کہ مین نے سواے مقدمات مرقومہ بالا کے کوئی اور اِس قبیل کا مقدمہ دیکھا ہو اگر جملہ شرائط پر جو مزیل استحقاق وراثت ہین بخوبی تعمیل ہو تو خوف ہے کہ بہت کم اشخاص ایسے ہونگے جو ورثہ پانے کے مجاز متصور ہون کیونکہ شاستر مین کوئی جرم اور ترتیب امراض مین کوئی مرض ایسا نہین ہے جو منجملہ انواع اسباب غیر مجازیت وراثت کے کسی نوع مین داخل نہو - اسباب غیر مجازیت کی تفصیل مرقومۂ ذیل کے مطالعہ سے اِس قول کی تصدیق ہو جائیگی ؟

دھرم شاستر کے بموجب اشخاص مفصلۂ ذیل ترکہ سے حصہ پانے کے مجاز نہین ہین -

نامرد نابینا فطری بہرا یا گونگا جبلی یا مخبط فطری یا مجنون یا لنگڑا - جس شخص کے ایک حواس یا ایک عضو نہو - مجذوم - مبتلاے امراض عسیر الدفع یا جانکاہ - مبتلاے مرض لا علاج خارج القوم خارج القوم شخص کی اولاد - جو شخص حسب ضابطۂ معینہ ذات سے اُتار اگیا ہو - جو شخص جلا وطن کیا گیا ہو - بیٹا جو باپ کا علانیہ دشمن ہو - جو اپنے مذہب سے برگشتہ ہو - جو شخص لباس فقیر پہنے - اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ بلحاظ قوم خلاف ترتیب معینہ کے ہوا ہو جو شخص کہ ناجائز طور پر جایداد حاصل کرے - جو شخص کاروبار کرنے کی قابلیت نہ رکھتا ہو - جو امور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو - جو نیک نہو - بیٹا جسکو علم دین نہو جسمین شجاعت نہو - جو مختنی نہو - محبت خدا یا سخاوت علم

ضلع چوبیس پرگنہ - ۲۸ - فروری سنہ ۱۸۲۰ء

عدم نہ رکھتا ہو - جو شخص نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو - جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین غفلت کرے - جو بدی مین غرق ہو - وے بیٹے جنکا متبنیٰ کرنا زمانہ حال مین جائز نہین ہے - لیکن یہ سب اشخاص باستثناء آنکے اور آنکی اولاد کے جو ذات سے خارج ہین مستحق اِس امر کے ہین کہ اُنکے لیے خورد و پوشش اور مسکن کی تجویز کیجاے اگر ان شخصون کی غیر مجازیت بعد تقسیم جایداد علاج یا اور کسی ذریعہ سے دور ہوجاے تو انکو اُسی قاعدہ کے بموجب شرکاء وراثت سے اپنا حصہ لینا چاہیے جس قاعدہ کے مطابق کہ اُس بیٹے کو جو بعد تقسیم جایداد پیدا ہو حصہ ملتا ہے - اشخاص مذکورۂ بالا کی تعریف مختلف مصنفون نے مختلف طور پر کی ہے چنانچہ اِس باب مین چند امور ذیل مین درج ہوتے ہین ٭

اگر اشخاص مذکورۂ بالا کے بیٹون مین کسی طرح کا نقص نہو یا عیوب پدری سے مبرا ہون تو انکو وہ حصہ جو آنکے باپ کو بحالت مجازیت وراثت کے ملتا ملنا چاہیے اور تاوقتیکہ ان اشخاص کی بیٹیون کا بیاہ ہوجاے کھانے کپڑے سے اُنکی پرورش کرنی چاہیے ملہ اور آنکے بیاہ مین جو کچھ خرچ ہو وہ جایداد مذکور سے ادا کیا جاے اور آنکی نیک بیویون کی بھی عین حیات آنکے پرورش کرنی چاہیے ٭

نوع ۱ - سمرتی رتناولی مین لکھا ہے کہ کام تنتر کے مسائل کے بموجب کلیو یعنی نامرد بیس قسم کے ہین لیکن تصریح اُنکی کتاب مذکور مین نہین کی گئی ہے - دیول نے چھ قسم کے کلیو بیان کیے ہین یعنے نامردون کی چھ قسمین ہین - شانداک - وانچ - شاندا - پاند - کلیو - پین سک - ککک - آسنے اِن الفاظ کی تشریح بھی کی ہے ٭ ملہ

نوع ۲ - عمدہ عالمون دھرم شاستر کے بموجب جو شخص کہ نابینا یا بہرا ہو وہ استحقاق وراثت سے محروم رہتا ہے بشرطیکہ وہ شخص روز ولادت سے نابینا یا بہرا ہو یعنی ماں کے پیٹ سے

ملہ واسے بھاگ اور متاچھرا اور اور کتب شاستر مین یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا کہ شخص خارج القوم کی دختر پرورش کی مستحق ہے یا نہین مگر بیاد تتندیو کے مصنف نے صاف یہ لکھا ہے کہ شخص خارج القوم کی دختر کی پرورش کرنی چاہیے ٭

ملہ تشریح ان الفاظ کی نہایت تفصیل کے ساتھ کی گئی ہے مگر اس جگہ شرح وار لکھنا اُنکا دلچسپ نہوگا علاوہ ازین تفصیل ان امور کی اِس طور پر کہ عام فہم ہو اور خلاف حیا بھی ہو ممکن نہین ہے ٭

اندھا اور بہرا پیدا ہوا ہو نہ وہ شخص جسمین سبب غیر مجازیت ولادت کے بعد بیماری یا کسی اور ایسے ہی سبب سے پیدا ہوا ہو ٭

نوع ۳ - جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص قوت نطق نہ رکھتا ہو وہ گونگا ہے - رام ناتھ کے بیان کے بموجب گونگا وہ ہے جو گفتگو نہ کر سکتا ہو - مادھوا چارج اور اور عالم کہتے ہین کہ مخبط فطری ایک لفظ مرکب ہے بیادچندر کے مصنف نے لکھا ہے کہ گونگا وہ ہے جو مخبط فطری ہونے کے باعث سے گونگا ہو ٭

نوع ۴ - جمتو اہن کی تصریح کے بموجب مخبط فطری وہ شخص ہے جو تربیت پذیر نہو اور رگھونندن کے بموجب وہ ہے جو اپنے فرائض کو ادا نہ کر سکتا ہو - اور اور عالمون کے بموجب مخبط فطری وہ ہے جو مادۂ فہم نہ رکھتا ہو - چندایشر کا قول ہے کہ مخبط فطری وہ ہے جسکو اپنی ذات کا علم نہو اور جسکے حواس باطنی مین اختلال ہو اور بیادختیانی کی تعریف کے بموجب اسمین قوت ممیزہ نہو - مصر کے قول کے مطابق مخبط فطری وہ ہے جو امر مفید اور مضر مین تمیز نہ کر سکے - رام ناتھ اور داے نرنے کے مصنف اور اور عالم جمتو اہن کے معنی تسلیم کرتے ہین - یگنیشر بیان کرتا ہے کہ مخبط فطری وہ شخص ہے جو قواء باطنی سے معرا ہو یعنی قوت ممیزہ نہ رکھتا ہو ٭

نوع ۵ - یگنیشر کے قول کے بموجب اگر کوئی شخص دیوانگی کی ان قسمون سے جو ریح یا صفرا یا بلغم یا اجرام فلکی کے اثر سے پیدا ہوتی ہین کسی قسم کی دیوانگی مین مبتلا ہو اُسکو مجنون کہتے ہین - داے بھاگ اور نرنے کے مصنف کے مطابق مجنون وہ ہے جسکی عقل ضعیف ہو یعنی نیک و بد مین تمیز نہ کر سکتا ہو - لیکن یہ تعریف مخبط فطری سے زیادہ متعلق ہے ٭

بیاد بھنگار نو مین لکھا ہے کہ جو شخص معدنی دواؤن کے زبون اثر یا کسی اور اسی قسم کے سبب سے دیوانہ ہو جاے وہ ورثہ پانے سے مثل اُس شخص کے جو بعد ولادت اندھا یا نابینا ہو محروم نہین رہتا - دیوانہ وہ ہے جو پیدایش سے مجنون ہو ٭

نوع ۶ - جمتو اہن کا قول ہے کہ جو شخص ایک پانون سے بھی نہ چل سکتا ہو وہ لنگڑا ہے - مصنف بیاد آر نوستو اور داے بھاگ نبرنے نے بھی اسی قول کو نقل کیا ہے مگر یگنیشر نے اِس مضمون کو لکھا ہے کہ لنگڑا وہ ہے جو دونون پانون سے معذور ہو ٭

بباد بھنگا نو مین لکھا ہے کہ جمتو اہن کی راے کے بموجب اگر کوئی شخص ایک پانون سے بھی چل سکے تو وہ دراصل لنگڑا نہین ہے اور حال کے قانون دانون کا یہ قول ہے کہ لنگڑا وہ ہے جو دونون پانون سے معذور ہو اور جو شخص دونون پانون سے چل سکے وہ لنگڑا نہین ہے پس ظاہر ہے کہ جو ایک پانون سے بھی معذور ہو وہ لنگڑا ہے لیکن صرف جمتو اہن کی راے صحیح ہے کیونکہ منو کے قول مین جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ ”وے اشخاص جنکا کوئی عضو بیکار ہو جاے“۔ اس سے زائل ہونا کل اعضا کا مراد نہین ہے اگر یہ معنی قرار پادین تو وہ شخص جسکے صرف ہاتھ بیکار ہون مستحق وراثت ہوگا علاوہ اسکے اہل منطق کے نزدیک کوئی خاصیت یا صفت خاص کل اعضا مین مشترک نہین ہے پس ایک لفظ خاص کے مستعمل ہونے سے زائل ہونا کل اعضا کا مقصور نہین ہوسکتا بلکہ یہ ہوسکتا ہے کہ کسی خاص عضو کا بالکل زائل ہونا تصور کیا جاے مثلاً عضو خاص سے ہاتھون یا پانون کی طاقت کا بالکل زائل ہونا یا قوت شامہ یا ذائقہ کا جاتا رہنا مراد ہوسکتا ہے علی ہذا القیاس قوت باصرہ کے بالکل جاتے رہنے سے اندھا اور قوت سامعہ کے قطعاً نہونے سے بہرا ہونا مفہوم ہوسکتا ہے اور اعضا ر تناسل کے قطعی نہونے سے نامرد ہونا عبارت ہے اور قوت نطق کے بالکل نہونے سے جسکا مدار زبان پر ہے گونگا ہونا مراد ہے ٭

علاوہ اسکے جگنا تھ کا یہ بیان ہے کہ ”چونکہ لنگڑے کا لفظ نابینا کے لفظ کے ساتھ آیا ہے لہذا اس سے مراد اُس لنگڑے سے ہے جو مادر زاد ہو علی ہذا القیاس اس عبارت سے کہ اشخاص جنکے ہاتھ بیکار ہون مراد اُن شخصون سے ہونی چاہیے جنکے ہاتھ روز ولادت سے ایسے ہون“ ٭

نوع ۷۔ نراندری کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جسکے کوئی حواس نہو اور اشتقاق اس لفظ کا نر اور اندری سے ہے نر کے معنی نفی کے اور اندری کے معنی حواس کے ہین۔ بعض نے اندری کے معنی حواس مثلاً حس شامہ یا حس باصرہ وغیرہ بیان کیے ہین اور بعض نے عضو بیرونی کے مثلاً ہاتھ یا پانون وغیرہ۔ سمرتی رتناولی کے مصنف کے بموجب نراندری سے وہ شخص مراد ہے جسکا کوئی حواس بیماری وغیرہ کے باعث سے جاتا رہا ہو اور بباد تندیو کے مطابق لنگڑا وغیرہ جسکا ہاتھ یا پیر بیماری سے ضایع ہوگیا ہو مقصود ہے اور رام ناتھ کے مطابق بھی لنگڑا وغیرہ مراد ہے۔ بعض نے لفظ مذکور کے معنی اسطور پہ بیان کیے ہین۔ جس شخص کا عضو تناسل جاتا رہا ہو اُسکو نراندری کہتے ہین

اور وہ نامردون کے زمرہ مین متصور ہوتا ہے۔ بگنیشر کا اس لفظ کی نسبت یہ قول ہے کہ جس شخص کا کوئی عضو حس یا حرکت بیماری یا کسی اور سبب سے جاتا رہا ہو تو اُسکی نسبت یہ کہتے ہین کہ اُسکا ایک حس یا عضو بیرونی (یعنے ہاتھ یا پیر باطل ہو گیا ہے۔) رتناگر مین یہ لکھا ہے کہ نزاندر ہی یعنی وہ شخص جسکا ایک حس یا عضو جاتا رہا ہے اُس سے مقصود ہے جو امور دینی محکومۂ آئین طبعہ و آیات مقدسہ کی بجا آوری کا مجاز نہو اور یہی قول باختیانی اور بہاد بھنگارنو اور اور کتب دھرم شاستر مین نقل ہے؛

نوع ۸۔ سنسکرت کی کتب لغات مین جذام کی اٹھارہ قسمون سے کم نہین لکھی ہین منجملہ اُنکے چھ کو مہاکشٹ یعنی جذام شدیدہ بیان کیا گیا ہے اور باقی گیارہ قسمون کو کشود رکشٹ یعنی جذام خفیفہ نامزد کیا ہے لیکن ہندون کے آئین متعلقہ طب کے بموجب جو اس خاص امر کی نسبت ہے صرف آٹھ قسم کے جذام ہین چنانچہ بھوشیپران کے ایک فقرے سے جو بہادبھنگارنو مین منقول ہے یہ امر ہویدا ہے فقرہ یہ ہے۔ "اے اجارج مختلف قسم کے جذامون کا نام سُن۔ اول قسم کا جذام اُسی قدر بُرا ہے جسقدر کہ اخیر قسم کا۔ پیرون کے آبلے۔ اعضاء تناسل مین نقص ہونا۔ پوست کا شق ہونا۔ پیلپایہ صادق زخم۔ تانبے کے رنگ کے داغ۔ جذام اسود۔ آٹھوان جذام ابیض" ؛

بعد ازان ایک طویل بیان اس امر کا ہے کہ کون اشخاص ترکہ پانے کے مجاز ہین اور کون نہین اور کن صورتون مین ترکہ مل سکتا ہے اور اس مضمون کے خاتمہ مین یہ فقرہ لکھا ہے "بہت سے دانا اشخاص کی رائے متناقض جو درباب جواز ارث مجذوم اور بجاآوری فرائض دینی کے ہے اُسکے رفع کرنے کے واسطے بہت طریقے بیان کیے ہین لیکن اس امر مین سب کا اتفاق ہے کہ جو شخص مبتلاء جذام شدید ہو وہ بعد ادائے کفارہ قابل ورثہ پانے کے ہے۔ رگھونندن کے بموجب جو شخص مرض پیلپایہ اور سوکھا اور مرض سوزاک جسمین شہد کے مانند رطوبت جاری ہو اور سیاہ دندان اور اور امراض عسیر الدفع مین جنکا علاج مشکل ہو مبتلا ہون وے تاوقتیکہ کفارہ نہ کرین ورثہ پانے کے مستحق نہین ہین اور بجیپتی تتھاچارجیا کے بموجب وے قابل ورثہ پانے کے ہین۔ بہاودیو کہتا ہے کہ مجذوم جسنے کفارہ نہین کیا ہے استحقاق وراثت سے محروم رہتا ہے ؛

نوع ۹۔ لفظ مرض عسیر الدفع سے سوکھا اور اور اسی قسم کی بیماریان مراد ہے اور لفظ جانکاہ امراض سے جذام وغیرہ مقصود ہے۔ رتناگر ؛

نوع ۱۰ - مبتلاے مرض لاعلاج کے معنی گنگیشر نے اس طور پر بیان کیے ہین کہ ایسی بیماری جسکی دوا نہو سکے مثلاً سوکھا وغیرہ اور چند الیشر نے اُسکے معنی ایسے جذام وغیرہ کے لکھے ہین جنکے اچھے ہونے کی کچھ امید نہو اور یہی معنی مصنفان ببا وچند راور ببادسھنگار نو اور واسے بھاگ پترنے اور اور عالمون نے بھی اختیار کیے ہین - لیکن رتناگر ہین ایسے امراض کی تفصیل زیادہ وسعت کے ساتھ لکھی ہے - مرض شدید یعنی جذام وغیرہ - سوکھا - عسر البول - برص - سوزاک - شکم کا بڑھ جانا - استسقا یا نفخ کے باعث سے بھگندر - بواسیر - پیچش - یہ سب امراض شدید ہین *

نوع ۱۱ - لفظ تپیت سے وہ شخص مراد ہے جو ذات سے خارج کردیا گیا ہو متاچھرا ہین اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ تپیت وہ ہے جو مذہب کی توہین یا کسی اور جرم کبیرہ کا مجرم ہو اور بگنیشر کے نزدیک تپیت وہ ہے جس سے کسی فعل مجرمانہ کا ارتکاب ہوا ہو لیکن رام ناتھ نے اِسکے معنے اور طرح پر بیان کیے ہین یعنی وہ شخص جو نہایت خبیث اور کبیرہ جرائم کا عادی ہو وہ تپیت ہے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ذات سے خارج کے لفظ سے وہ شخص سمجھا جاے جسکی ہمقوم مین تحقیر ہوئی ہے اور وہ کفارہ کرنے سے متنفر ہو *

ببادسھنگار نو مین لکھا ہے کہ "تپیت وہ ہے جو باعث گناہ کے ذات سے اُتار دیا گیا ہو" - جسنے برہمنون کو قتل کیا ہو یا جو سخت جرم کا مجرم ہوا ہو اور جسنے کفارہ نہ کیا ہو بلکہ اُسکے کرنے سے متنفر ہو - رگھونندن کا قول ہے کہ جو گنہگار کفارہ کرنے سے متنفر ہو اُسکا استحقاق خاص اُسکے ذاتی مال سے بھی جاتا رہتا ہے اور اگر وہ کفارہ کرنے سے متنفر نہو تو موروثی جایداد پر اُسکا استحقاق قائم ہوتا ہے لیکن بجسپتی ٹیھاچارجیا کہتا ہے کہ "کفارہ کرنے سے متنفر ہونا ایسا امر نہین جسکے سبب سے ایک شخص کا استحقاق اپنے ذاتی مال سے جاتا رہے" - اُسکی راے کے بموجب کفارہ سے متنفر ہونا اس امر سے کچھ تعلق نہین رکھتا *

نوع ۱۲ - خارج القوم شخص کا بیٹا اپنے دادا کا ترکہ نہین پاسکتا گر واضح رہے کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنے باپ کی تحقیر کے بعد پیدا ہوا ہو چونکہ وہ بیٹا خارج القوم شخص کی صلب سے ہے لہذا وہ بھی ذات سے خارج ہے یہ راے بموجب کل طریقون مروجہ شاستر کے ہے *

بھلم بھٹ بیان کرتا ہے کہ خارج القوم شخص کے بیٹے سے اُس شخص کا بیٹا

مراد ہے جسنے کفّارہ ضروری نہ کیا ہو۔

نوع ۱۳۱۔ خلاصہ مین اپاپتیت کا لفظ اُس شخص کی نسبت مستعمل ہوا ہے جو حسب ضابطۂ معینہ ذات سے اُتار دیا گیا ہو اور واسے بھاگ مین اس سے وہ شخص مراد ہے جو جلاوطن کیا گیا ہو۔ دونون قول معتبر ہین اور جمتواہن نے اُس قول کی جو خلاصہ کے مطابق ہے یہ شرح لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو پانی دینے کا مجاز نہو اور واسے بھاگ کے بموجب وہ ہے جو اپنے ہمقوم مین ساتھ بیٹھکر پانی نہ پی سکے یہی معنی بیرمترادوا سے مین منقول ہین اور سری کرشن اور چُدامنی نے اور اور عالمون نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ لیکن اس لفظ کے معنی ببادتندیو مین یہ لکھے ہین کہ اپاپتیت وہ ہے جسکو اُسکے واسطہ ارتکاب تیسرے درجہ کے جرم کے لیے یعنی چھتری کو بلا عداوت مار ڈالنے یا اسی قبیل کے اور جرم کے لیے بذریعۂ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کر دیا ہو۔ اور بیوہارمیوکھ مین اس لفظ کی یہ تعریف لکھی ہے کہ اپاپتیت وہ ہے جو جہاز یا اور اسی قسم کی سواری مین بیٹھکر تجارت کے واسطے جزیرہ کی طرف سفر کرے چنانچہ اس باب مین قول یہ ہے کہ "دوابج[1] جو بسواری جہاز سمندر مین جاوے یا چھتری کے مار ڈالنے کے لیے بذریعہ رسم لات مارنے پانی کے گھڑے کے خارج کر دیا جاوے اُسکو پاک کرنے کے بعد پھر قوم مین لینا چاہیئے"۔ فرق مابین ان شخصون کے اور اُنکے جو دسوین نوع مین مذکور ہوے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص جو اس نوع مین ہین وے اُمور ممنوع کے ارتکاب کے لیے حسب ضابطہ بعد ادائے رسم تحقیر خارج کیے جاتے ہین نہ ارتکاب افعال گناہ کے واسطے

نوع ۱۴۱۔ لفظ ادپپتیک سے وہ شخص عبارت ہے جو جلاوطن کیا گیا ہو یہ لفظ جمتواہن اور رگھونندن اور جہیشر اور مصنف بباد آرنوستو اور اور کتب شاستر نے بھی لکھا ہے مگر اُنھون نے اِسکے معنی مختلف بیان کیے ہین۔ رگھونندن بیان کرتا ہے کہ ادپپتیک وہ ہے جو مرتکب تیسرے درجہ کے جرم کا ہوا ہو۔ مصنف ببادارنوستو نے بھی یہی معنی لکھے ہین۔ درختون کا کاٹنا وغیرہ تیسرے درجہ کے جرمون مین داخل ہے لیکن واضح رہے کہ واسے کودہی مین ادپپتیک اُس شخص کو لکھا ہے جو مرتکب ایسے تیسرے درجہ کے جرم کا ہو جسکے باعث سے وہ رسوم کریاکرم اور رسوم مذہبی کی بجاآوری کا مجاز نرہے۔ جہیشر کہتا ہے کہ ادپپتیک وہ ہے جو تیسرے درجہ کے جرائم کے ارتکاب کا عادی ہو مثلاً فاحشہ عورات سے

[1] لفظ دوابج کے معنی امر سنہ یہ بیان کیے ہین کہ تین اعلیٰ قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کی قوم کے شخص کو دوابج کہتے ہین کیونکہ بالغ ہونے کے وقت اُنکی زنار بندی مذہبًا اور استعارتًا گویا دوسری ولادت ہے۔

محبت رکھتا ہوا ور افعال مذموم کا مرتکب ہوتا ہو۔ مگر پرکاش کے مصنف نے اس لفظ کو اوپ پتی لکھا ہے اور رگھ نندن کے مطابق معنی بیان کیے ہین اور کل تیرو مین اس لفظ کو اپنیرت لکھا ہے اور بعض نسخون سمرتی چندریکا مین اس لفظ کو اوپ تنک لکھا ہے گر معنی وہی بیان کیے ہین جو اوپر لکھے گئے ⁂

نوع ۱۵۔ اس عبارت سے کہ "وہ اپنے باپ کا علانیہ دشمن ہو" - وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ پر جبکہ وہ زندہ ہو حملہ کرے یا کسی اور طور پر بدسلوکی سے پیش آوے اور بعد اُسکے مرجانے کے اُسکا کریا کرم نہ کرے۔ رگھ نندن اور مصرا اور مصنف بباد آرنوستو اور بباد چندریکا اور اور کتب شاستر نے بھی یہی معنی لکھے ہین ⁂

نوع ۱۶۔ لفظ پرورراج لبست جو اصل قول مین واقع ہے اُسکے معنی شارحین نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو فقرا تارک الدنیا کے فرقہ مین شامل ہوجائے لیکن بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ اس سے وہ شخص مقصود ہے جو ایک فرقہ مذہبی سے منحرف ہوجائے عمدہ عالمون کے بموجب اگر ایک شخص عابدون کے فرقہ مین داخل ہوجاوے تو اُسکے جملہ حقوق وراثت زائل ہوجاتے ہین خواہ وہ تارک الدنیا رہے یا پھر خانہ دار ہوجاوے ⁂

بلم بھٹ کہتا ہے کہ عابدون کے تین فرقہ ہین ۱۔ جو ہمیشہ تحصیل علم مین مصروف رہتے ہین ۲۔ گوشہ نشین ۳۔ وے عابد جو ریاضت کے واسطے اپنی ذات پر عقوبت اختیار کرتے ہین ⁂

نوع ۱۷۔ جمتو اہن بیان کرتا ہے کہ لنگی کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جو شخص لباس فقر پہنے اور عابد گوشہ نشین ہوجاوے مگر بعض کے نزدیک لنگی وہ شخص ہے جو متبرک لباس فقر کو فریباً پہنے۔ رگھ نندن بیان کرتا ہے کہ لنگی وہ ہے جو فریب دینے کی نیت سے سخت ریاضت کرے۔ یہی معنی چند ایشر اور مصنفان بباد چنتامنی اور بباد آرنوستو اور بباد چندریکا اور اور کتب شاستر نے لکھے ہین لیکن سمرتی چندریکا کے مصنف نے اِسکے معنی یہ بیان کیے ہین وہ یعنی مکار اور فریبی یا بدعتی اور ملحد! بیو ہار میوکھ مین لکھا ہے کہ لنگی وہ ہے جو اُس لباس کو پہنے جو اُسے پہننا منع ہے۔ رام ناتھ نے یہ بیان کیا ہے کہ لنگی کے معنی دھرم دھوجن کے ہین یعنی وہ شخص جو ظاہری عبادت دکھاکر اپنی روزی حاصل کرے ⁂

نوع ۱۸۔ اس عبارت سے کہ "وہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو" - وہ بیٹا مقصود ہے جو برہمن کے صلب سے چھتری یا کسی اور قوم کی جوان عورت کے پیدا ہوا اور بیاہ اُس ترتیب معینہ قانون کے بموجب نہوا ہو جسکی رو سے ایک شخص مختلف فرقہ کی نوجوان عورتون کے ساتھ بیاہ کرسکتا ہے ایسا بیٹا قابل

ورثہ پانے کے نہین ہے "اعلی قوم کی عورت جسکا بیاہ نیچ قوم کے مرد کے ساتھ ہوا ہو اُسکا بیٹا قابل پانے ترکہ کے نہین ہے"۔ جمتواہن کا حکم ہے کہ "نیچ قوم کی عورت کے ساتھ بیاہ کرنے کے بعد اگر اعلی قوم کی عورت سے بیاہ کیا جاوے تو دونون بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہین"۔ جگناتھ کہتا ہے کہ عورت جو ہمرتبہ نہو مگر اُسکے ساتھ ترتیب اقوام کے بموجب بیاہ کیا گیا ہو تو عورت مذکور سے جو اولاد پیدا ہو وہ وارث ہوسکتی ہے اِس عبارت کے معنی کہ بیٹا اُس عورت کا جسکا بیاہ بلحاظ قوم کے ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہو بعض نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وہ بیٹا مراد ہے جو اپنی زوجہ کے بطن اور ایسے واسطہ دار کے صلب سے ہو جو بغرض توالد بطور جائز تقرر کیا گیا ہو یا جو غیر منکوحہ لڑکی کا بیٹا ہو یا اور اسی طرح کا۔ لیکن بیاد چندریکا کے مصنف نے اِسکے معنی وہی لکھے ہین جو اوپر بیان ہوے یعنی اُس عورت کا لڑکا جسکا بیاہ بترتیب اقوام نہوا ہو۔ نیل کنٹھ کا قول ہے کہ "ایک عورت کا بیاہ اُس صورت مین جبکہ اُسکی چھوٹی بہن کا نہین ہوا ہے ہو جاوے تو یہ دونون یعنی بڑی اور چھوٹی بہنون نے بیاہ ترتیب معینہ کے خلاف ہین"۔ بیاد چنتامنی مین لکھا ہے کہ "شاستر کے بموجب بیاہ صرف ہمقوم کے ساتھ ہونا چاہیے لہذا اُس عورت کو جسکے ساتھ شاستر کے خلاف بیاہ کیا جاوے عورت منکوحہ خلاف ترتیب معینہ کہتے ہین"۔

چند ایشر کا بیان جسمین مصنفان بیاد بھنگارنو اور بیاد چندریکا اور اور کتب شاستر کو اتفاق ہے یہ ہے کہ "اُس عورت کے بیٹے سے جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو وہ بیٹا مراد ہے جو غیر مساوی رتبہ کی عورت کے بطن اور ایسے شخص کی صلب سے پیدا ہو جسنے اُس ترتیب معینہ کے خلاف جسکی رو سے اقوام مختلفہ کی نوجوان عورات کے ساتھ ازدواج ہوسکتا ہے بیاہ کیا ہو"۔ عورت جسکا بیاہ خلاف ترتیب معینہ ہوا ہو اُسکا بیٹا مستحق وراثت ہوسکتا ہے بشرطیکہ اُسکی ماں ہمقوم ہو۔ اور بیٹا اُس عورت کا بھی جو رتبہ مین مساوی نہو شریک وراثت ہوسکتا ہے بشرطیکہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق اُسکے ساتھ بیاہ ہوا ہو سمرتی چندریکا مین لکھا ہے کہ اُس عورت کا بیٹا جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے قابل ورثہ پانے کے نہین ہے اور نہ اُس عورت کا بیٹا جو اُسکے قرابت دار کے صلب سے ہوا ہو۔ بیاد تنڈو مین مندرج ہے کہ جو بیٹا ایسی ہمقوم عورت کے بطن سے جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے خلاف ہوا ہے پیدا ہو ورثہ مین شریک ہونے سے محروم کیا گیا ہے اور وہ بیٹا بھی

جو ایسی غیر قوم کی عورت کے بطن سے ہو جسکا بیاہ قوم کی ترتیب معینہ کے مطابق ہوا ہے ٭

بیٹا اُس عورت کا جو اپنے شوہر کے گوتر مین ہو قابل ورثہ پانے کے نہین ہے۔ یہ تاویل بیوہار میوکھ اور رتناکر اور بباد چنتامنی اور بباد چندریکا وغیرہ مین لکھی ہے۔ اِس مضمون کی نسبت بباد بھنگارنو مین ایک بحث مطول اس امر کے ثبوت کے واسطے لکھی ہے کہ مقاربت کے بعد ایسا بیاہ جائز ہوجاتا ہے اور اس بحث کے خاتمہ مین یہ قول مندرج ہے کہ چونکہ شودر کا بیاہ ہمگوتر عورت کے ساتھ جائز ہے لہذا اِس قسم کے بیاہ سے جو بیٹا پیدا ہو وہ ورثہ پانے کے قابل ہے ٭

نوع ۱۹۔ اصل قول مین جو یہ مضمون ہے کہ جو شخص ناجائز طور پر جایداد حاصل کرے وہ قابل ورثہ پانے کے نہین ہے وہان لفظ ادھرم اندر وانتی یہ لی پد انتی آیا ہے برتی پد انتی کے معنی بباد آرنوستو اور اور کتب مین ارج جاینی یعنی حاصل یا پیدا کرنے کے لکھے ہین مگر بعض نے اُسکے معنی وانتی یعنی تلف کرنے کے بیان کیے ہین اور بھیشتر ترک لنکا نے فاحشہ عورتون کو دینے کے معنی تحریر کیے ہین ٭

لفظ ناجائز طور پر کے معنی چند الیشر اور جگناتھ نے یہ لکھے ہین کہ اُس سے قماربازی وغیرہ مراد ہے اور بباد ارنوستو کے مطابق چوری کرنا مقصود ہے رتناکر مین لکھا ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ جو شخص دولت کو تلف کرتا ہے وہ صرف اُسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر کہ بعد اُسکے تلف کرنے کے بچے۔ لیکن جگناتھ کا قول یہ ہے کہ جسقدر ایک شخص نے اپنے کنبے کی پرورش اور ادائے فرائض دینی وغیرہ مین صرف نہ کیا ہو اُسقدر اُسکے حصہ مین سے وضع کر لینا چاہیے ٭

نوع ۲۰۔ جو کاروبار کرنے کے قابل نہ ہو۔ یعنی جو شخص دنیوی معاملات سے واقف نہو یہ معنی رام ناتھ کے ہین اور بگنیشر اور اور عالمون کے بموجب جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہو۔ اور سمرتی چندریکا کے مصنف نے اسکے معنی گونگے وغیرہ کے لکھے ہین اور جگناتھ کہتا ہے کہ اسکے معنی یہ بھی ہو سکتے ہین کہ ایک شخص معاملات دنیوی کی طرف متوجہ نہو اور صرف دینی اُمور کی طرف ہمہ تن مصروف رہے۔ رتناگر کے بموجب وے شخص مراد ہین جو دنیوی معاملات کے انجام کے قابل نہون ایسے شخصون کی پرورش اُنکے حصون سے جو اُنکے واسطہ دارون کے سپرد کر دیے جاوین ہونی چاہیے

نوع ۲۱۔ جو اُمور معیوب کے ارتکاب کا عادی ہو۔ اِس جملہ سے جتنواہن کے

بیان کے بموجب وہ شخص مراد ہے جو اپنے باپ کی کریاکرم اور اور امور دینی کے کرنے سے متنفر ہو۔ اور سری کرشن کے بموجب وہ شخص مقصود ہے جو ایسے فعل کرتا ہے جنکے باعث سے وہ قابل بجا آوری رسوم کریاکرم کے نہین رہتا ہے مثلاً ایک ایسی عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جسکے پاس جانا شاستر کے بموجب منع ہو چندالیشر کا بیان یہ ہے کہ جو شخص قمار بازی وغیرہ مین مصروف رہتے ہین اور جو قابل انصرام احکام دینی نہین ہین اسکے وے شخص مراد ہین جو امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہین اور وے ورثہ پانے کے مجاز نہین ہین۔ اور کلوک بھٹ نے اس فقرہ کی یہ شرح لکھی ہے کہ جو بھائی امور معیوب کے ارتکاب کے عادی ہون مثلاً قمار بازی و تماشابینی وغیرہ وے ورثہ نہین پاسکتے گو وے ذات سے خارج نہ کردیے گئے ہون ؛

نوع ۲۲۔ سبب غیر مجازیت ورثہ جو اس نوع مین مذکور ہے وہ بدرجۂ قریب اُسی قسم کا ہے جسکا اوپر ذکر ہوا یعنی نیک نہونا۔ اس جملہ کے معنی کہ "وہ جسمین نیکی نہو" عالمون نے مختلف بیان کیے ہین میہیشر کہتا ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین خصائل بد ہون اور اُنکے باعث سے وہ اپنے مورثون کے کریاکرم کرنے سے متنفر ہو۔ رگھونندن کے بموجب اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین صفات نیک کے برعکس خصائل بد ہون۔ اچھا کے مطابق وہ شخص مقصود ہے جو خصائل ذمیمہ کے باعث سے بد ہوگیا ہو۔ کل تیرو کے بموجب وہ شخص مراد ہے جو رسوم کریاکرم وغیرہ کے کرنے سے متنفر ہو۔ سمرتی چندریکا مین اسکے معنی یہ لکھے ہین کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جسمین ایسی صفات جنکے باعث سے اُسکے باپ کو اس دنیا اور عقبی مین فائدہ ہوسکے نہون ؛

نوع ۲۳۔ برہسپتی کا قول ہے کہ "وہ بیٹا جسکو علم دین نہو۔ جسمین شجاعت نہو۔ جو مختتی نہو۔ محبت خدا یا سخاوت نہ رکھتا ہو۔ نیک رسوم قدیمہ کا پابند نہو اُسکو بول و براز کے مانند سمجھنا چاہیے"۔ اس فقرہ کی جگناتھ نے یہ شرح لکھی ہے کہ علم دین اور شجاعت اور محنت پہلی تینون قومون کے لیے منفرداً مخصوص ہے یعنی برہمن کے لیے علم دین اور چھتری کے واسطے شجاعت اور ویس کے لیے مختتی ہونا ضرور ہے۔ محبت خدا وغیرہ جملہ صفات سب قومون کے لیے مشترک ہین۔ نیک رسوم قدیمہ کے معنی یہ ہین کہ ہر شخص حتی المقدور نیکی پر عمل کرے۔ پس نتیجہ اس قول کا یہ ہے کہ بیٹا گو خصائل بد سے بری ہو لیکن اگر فرائض معینہ کے حتی الوسع انجام کرنے مین غفلت کریگا تو وہ وراثت مین شریک ہونے سے محروم رہیگا ؛

نوع ۲۴۔ یہ جملہ کہ جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین متوجہ نہو اسکے معنی رام ناتھ نے یہ بیان کیے ہین کہ اس سے وے شخص مراد ہین جو فرائض کے انجام کرنے کی قابلیت نہین رکھتے ہین اور جگناتھ بیان کرتا ہے کہ اس سے وے شخص مراد ہین جو امور دینی مثلاً دیوتاؤن کے سامنے تبرکاً پیشکش گذراننے وغیرہ کے قابل نہین ہین۔ چنانچہ عبارت مندرجہ ذیل مین یہی لفظ واقع ہوا ہے یعنی دولت اس غرض سے دی گئی ہے کہ دیوتاؤن کو تبرکاً پیشکش گذرانا جاے لہذا دولت کو بایمان آدمیون مین تقسیم کرنا چاہیے نہ عورتون یا جاہل یا ایسے آدمیون مین جو اپنے فرائض کے ادا کرنے مین توجہ نہ کرین۔ مگر واضح ہو کہ

جاہل سے یہان مراد اُس شخص سے ہے جو گاتیری کے معنی سے واقف نہو - جو شخص اپنے فرائض کے ادا کرنے مین توجہ نہ کرے - اِس جملہ سے وہ شخص مراد ہے جو اُن رسوم محکومہ کو جو صبح اور شام اور مغرب اور دوپہر کے وقت کے واسطے معین ہین نہ کرے اور نہ دیگر فرائض روزانہ پر عمل کرے - واضع قانون بیان کرتا ہے کہ جاہل آدمی اور وہ جو رسوم متبرکہ کے بجا لانے مین توجہ نہ کرے وہ دیوتاؤن کو پیشکش گذراننے کا مجاز نہین ہے - داناؤن نے بیان کیا ہے کہ جو شخص بجا آوری رسوم متبرکہ مین توجہ نہ کرے اور جاہل شخص اور جو مبتلاے مرض شدید ہو اور جو صرف اپنی خوشی کے مطابق کام کرے وہ تادم مرگ ناپاک متصور ہوگا +

نوع ۲۵ - جو بدی مین غرق ہون یعنی وے جو ہمیشہ داے سن مین مصروف رہتے ہون اور رام ناتھ نے داے سن کے معنی یہ لکھے ہین مثلاً شکار کھیلنا - قمار بازی - دن مین سونا - غیبت کرنا - تماشا بینی - شراب خواری - ناچنا گانا - لہو لعب یا باجا بجانا - آوارہ پھرنا - یہ دس امور خواہش نفسانی سے پیدا ہوتے ہین - خباثت - تشدد - ضرر پہونچانا - حسد - کینہ - فریب - عمل بیجا - حملہ - یہ آٹھ باتین غصہ سے پیدا ہوتی ہین +

جگناتھ کا بیان ہے کہ اُمر نے داے سن کے معنی خطرہ یا مصیبت یا تحقیر یا گمراہی یا اُس بدی کے بیان کیے ہین جو خواہش نفسانی یا غیظ کے سبب سے پیدا ہو - پس جو وارث ہو اُسے چاہیے کہ اُن شخصون کی جو اپنے فرائض کے بجا لانے مین غافل یعنے قمار بازی وغیرہ مین مصروف ہون پرورش کرے اور اُنکی بھی جو لذائذ نفسانی کے باعث سے بدی کی طرف رجوع ہون یا عورات فاحشہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہون اور اُنکی بھی جو غصہ کے سبب سے بدی کی طرف مائل ہون یا جنکا ہمیشہ ارادہ اورون کو نقصان رسانی کا ہو پس نتیجہ اِس حکم کا کہ اُنکی پرورش کرنی چاہیے یہ ہے کہ وراثت مین شریک ہونے سے وے محروم کیے گئے ہین +

نوع ۲۶ - زمانہ سابق مین علاوہ اُس بیٹے کے جو زوجہ منکوحہ کے بطن اور ایسے قرابت دار کے صلب سے ہو جو بغرض توالد بطور جائز مقرر کیا گیا ہو اور سوا اُس دختر کے بیٹے کے جس دختر کو بطور پسر مان لیا ہو اور اُس بیٹے کے جو ایک نے دوسرے کو دیا ہو اور متبنیٰ بیٹے کے اور اُس بیٹے کے جسکی ولدیت مخفی ہو اور بیٹے متروکہ کے اور غیر منکوحہ عورت اور حاملہ دلہن کے بیٹے اور خریدے ہوئے بیٹے اور دوبارہ بیاہ ہوئی عورت کے بیٹے اور اُس بیٹے کے جسنے اپنے تئین خود بیٹا بنایا ہو یا شودر کے بطن سے ہو دھرم شاستر کے بموجب بارہ قسم کے اور بیٹے بنانے کی اجازت تھی - لیکن زمانہ حال یعنے کلجگ مین صرف دت تک طریقہ تبنیٰ کا عموماً جائز متصور ہے البتہ دھرم شاستر متمنشہ متھیلا کے مطابق کرتری تریم طریقہ کے بموجب متبنیٰ کرنے کی اجازت ہے - بیٹا جو شودر کے صلب اور اُسکی کنیزک غیر منکوحہ کے بطن سے ہو وہ بیٹا وراثت مین شریک ہونے کا مستحق ہے - علاوہ اِسکے اور بھی مستثنیات خاص اور مختص المقام ہین +

باب پانچوان

تقسیم مِلک کے بیان مین

مقدمہ ۱۔س۔ ایک شخص اُس صورت مین جبکہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہے یا امکان ہے کہ اُسکے آیندہ اولاد پیدا ہو اپنی مکسوبہ جایداد سے بقدر اپنی وجہ معاش کے رکھکر باقی کو بڑی زوجہ کے دو بیٹون مین تقسیم کر دینے کا مجاز ہے یا نہین ؟

ج۔ شخص مذکور بغیر اپنے پاس رکھنے حصہ جائز یعنی دو حصّون کے مال مکسوبہ اپنے کو خواہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ باہم بڑی زوجہ کے دو بیٹون کے اُس صورت مین تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے جبکہ اُسکی چھوٹی زوجہ حاملہ ہو یا اُسکے آیندہ اولاد کا پیدا ہونا ممکن ہو ؟

ماخذ "جو شخص شاستر کے حکم کے خلاف کام کرے اُسکو جایداد تقسیم کرنے کا اختیار نہین ہے" ؟

"وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو فی الواقع رحم مین ہین سب کے واسطے ذریعۂ پرورش ضرور ہے اور اُنکی موروثی وجہ معاش کو تلف کرنا ایک امر مذموم ہے" ؟

"اگر بیٹے اپنے باپ سے اُس صورت مین جبکہ اُسکی زوجہ حاملہ ہے مگر امر معلوم نہو علیحدہ ہو جائین تو بیٹا جو اس حمل سے بعد تقسیم پیدا ہو وہ اپنا حصہ اپنے بھائیون سے لیگا" ؟ ؎۱

عدالت اپیل کلکتہ

ف
اگر باپ مِلک کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرنے اور اُسکی زوجہ کے آیندہ اولاد کا ہونا ممکن ہو تو وہ منجملہ جایداد مذکور کے حصۂ جائز اپنے پاس رکھ لے ؟

؎۱ یہ تصور کرنا چاہیے کہ دھرم شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب جایداد مکسوبہ کی تقسیم کے واسطے خواہ کسی قسم کی ہو کوئی خاص زمانہ مقرر ہے کیونکہ باپ کو اپنے مع

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک برہمن جسکے پاس دیوتاؤن کی چند مورتین اور اراضی معافی اور موروثی اور مکسوبہ تھی اُسکے تین بیٹے تھے اُسنے قبل اپنی وفات کے اپنی اراضی موروثی اور مکسوبہ اور مورتین اپنے بڑے بیٹے کو زبانی ہبہ کردین اور باقی دو بیٹون کو معافی کی زمین دے دی اِس

عسعر مال مکسوبہ پر اختیار کلی حاصل ہے وہ ایسے مال کو کم وبیش یا مساوی حصون مین باہم اپنے بیٹون کے تقسیم کر سکتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق وہ اُسمین سے نصف یا دو یا تین حصے اپنے پاس رکھ سکتا ہے مال مکسوبہ کی تقسیم کے لیے کوئی زمانہ مقرر نہین ہے جب اُسکی خوشی ہو تقسیم کرے۔ اور تقسیم کر دینے سے اُسکا وہ بیٹا بھی جو بعد تقسیم پیدا ہو محروم نہین رہتا ہے کیونکہ اُسکا استحقاق جایداد پدری پر قائم رہتا ہے چنانچہ یہ امر فقرہ مرقومہ ذیل **داے بھاگ** سے ظاہر ہے۔ اگر باپ بعد جدا کر دینے اپنے بیٹون اور دھرم شاستر کے مطابق رکھ لینے ایک حصہ کے مرجاے اور دوبارہ اُنکے شامل نہوا ہو تو وہی لڑکا جو بعد تقسیم ملک پیدا ہو صرف اپنے باپ کا حصہ پائیگا اور صرف یہی جایداد اُسکا حصہ ہے لیکن اگر باپ قبل وفات کے اپنے کسی بیٹے کے ساتھ دوبارہ رہنے لگا ہو تو اِس صورت مین وہ بیٹا جو بعد تقسیم جایداد پیدا ہوا ہے اپنے مشترک وارثون سے حصہ پائیگا اگر باپ نے اپنے بیٹون کو اُس صورت مین جب کہ اُسکی زوجہ حاملہ تھی مگر یہ امر معلوم نہ تھا علیحدہ کر دیا ہو تو بیٹا جو اُس حمل سے بعد ازان پیدا ہو اپنا حصہ اپنے بھائیون سے لیگا۔ صرف ایک ہی بیٹا نہین بلکہ جتنے بیٹے بعد تقسیم جایداد پیدا ہون بلا شرکت غیرے اپنی پدری جایداد لینگے۔ تقسیم کے بعد کل جایداد مکسوبہ باپ کی اُس بیٹے کو ملیگی جو بعد تقسیم پیدا ہوا ہو۔ کل سے مراد یہ ہے کہ خواہ کتنی ہی جایداد باپ نے حاصل کی ہے وہ سب اُس بیٹے کو پہنچیگی جو تقسیم کے بعد پیدا ہوا ہے۔ لیکن جو شخص پیرو طریقۂ بنارس کے ہین اُنکے نزدیک باپ جایداد غیر منقولہ کی نسبت خواہ موروثی ہو یا مکسوبہ اپنے بیٹون کا پابند ہے اور اِس راے کے بموجب یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ باپ جب تک اُسکی زوجہ کے اولاد پیدا ہونے کا امکان ہے اراضی مکسوبہ کو تقسیم کرنے کا مجاز نہین ہے گو یہ امر متنازعہ اسکے اُس باب مین صراحتاً بیان نہین ہوا ہے جہان اُس بیٹے کے استحقاق کا جو بعد تقسیم ملک پیدا ہو ذکر ہے +

صورت مین زبانی ہبہ کے سیلیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور تھا یا نہین یعنی اگر باپ بغیر لکھنے ہبہ نامہ کے مرگیا ہو تو اُسکے بیٹے مساوی حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین ؟

ف باپ کی غیر مساوی تقسیم مال مکسوبہ یا منقولہ کی نسبت جائز ہے ؟

ج - اِس صورت مین مال مکسوبہ کی تکمیل ہبہ کے لیے کوئی وثیقہ تحریری ضرور نہین ہے اور بیٹے باپ کی ہبہ مین مخل ہونے کے مجاز نہین ہین گو کوئی وثیقہ اِس امر کی نسبت نہو لیکن موروثی جایداد مے وسے برابر حصہ پانے کے مستحق ہین ؟

ماخذ - نارد کہتا ہے " جب باپ نے مساوی یا غیر مساوی حصے جایداد کے دے کر بیٹون کو علیحدہ کردیا ہو تو اُسکو تقسیم کہتے ہین کیونکہ باپ کُل کا مالک ہے " ؟

جاگیلک " جب باپ جایداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کرسکتا ہے " ؟

جب باپ اپنی جایداد کو تقسیم کرے تو وہ اپنے بیٹون کو اپنی مرضی کے مطابق علیحدہ کرسکتا ہے اگر وہ چاہے تو بڑے بیٹے کو حصہ کثیر دے یا سب کو حصہ مساوی - متاچھرا ۱۰ ۔ سٹ

ضلع جنگل محال - ۲۴ - مئی ۱۸۷۱ع

مقدمہ ۳۳ - س - باپ نے اپنی جایداد کو اپنے بیٹون مین تقسیم کرکے پھر اُنسے واپس لینا چاہا اِس صورت مین باپ کی یہ تقسیم مسترد ہونے کے

۱؎ واضح ہو گا کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا تھا اگر یہ کسی اور جگہ واقع ہوتا تو رائے مین بھی اختلاف ہوتا کیونکہ شاستر متمیشئہ بنارس اور اور اضلاع کے بموجب باپ کو غیر منقولہ جایداد کا غیر مساوی طور پر تقسیم کرنا جائز تصور نہین کیا گیا ہے گو جایداد مذکور اُسکی مکسوبہ ہو دھرم شاستر کے بموجب دستاویز صرف یادداشت کے لیے ہوتی ہے اور تحریر ہونا اُسکا واسطے جواز کسی طرح انتقال جایداد کے اہم تصور نہین کیا گیا ہے ؟

قابل ہے یا نہین ؟

فنج - اگر باپ اپنی جایداد مکسوبہ کو اپنے بیٹون مین تقسیم کر دے اور بعد ازان محتاج ہو جاے تو وہ جایداد مذکور کے واپس لینے کا مجاز ہے چنانچہ یہ امر برہسپت کے قول منقولۂ بیاد ختیا منی سے صاف ظاہر ہے "یعنی باپ اپنے حین حیات اپنی جایداد کو تقسیم کر کے جنگل مین گوشہ گزین یا ایسے فرقہ مین جو مُسن شخص کے واسطے مناسب ہو داخل ہو سکتا ہے - یا جزوی حصہ تقسیم کر کے اور کثیر حصہ اپنے پاس رکھ کے گھر رہ سکتا ہے اور اگر وہ محتاج ہو جاے تو اُسکو واپس لے سکتا ہے" ؟

ش اگر باپ محتاج ہوجاے تو وہ اُس جایداد کو جو اُسنے اپنے بیٹون کو دے دی ہے واپس لے سکتا ہے ؟

ضلع شاہ آباد - ۱۵ - جولائی ۱۸۱۶ع -

مقدمہ ۴ - س ۱ - ایک شخص کے تین بیٹے تھے چھوٹا بیٹا گھر چھوڑ کر بھاگ گیا اُسکا باپ اُسکی تلاش مین بندرابن کی طرف گیا اُسکے باقی دو بیٹے گھر مین رہے اِس صورت مین بڑا بیٹا اراضی اور اور جایداد پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا مجاز ہے یا نہین - اور اِس اثنا مین اگر بڑا بیٹا منجملہ جایداد مشترکہ کے باپ کا حصہ بذریعۂ فیصلۂ پنچایت علیحدہ کراے تو ایسا فیصلہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہو گا یا نہین ؟

فنج ۱ - باپ کی غیر موجودگی مین جب کہ وہ اپنے بیٹے کی تلاش مین بندرابن کی جانب چلا گیا بڑا بیٹا مجاز ہے کہ اُسکی اراضی مالگزاری اور اور جایداد کا انتظام کرے اور بحیثیت منتظم اُسکو جایداد مذکور پر استحقاق ملکیت کے نفاذ کا اختیار حاصل ہے ۱؎ لیکن جایداد مشترکہ کی تقسیم بلا اجازت باپ کے بذریعہ پنچایت ناجائز ہے ؟

ش تقسیم بلا اجازت باپ کے ناجائز ہے ؟

۱؎ مسئلہ مندرجہ مقدمہ ہذا سے یہ تصور کرنا نہ چاہیے کہ دھرم شاستر کے بموجب ایک مسئلہ مسلمہ یہ ہے کہ صرف بڑا بیٹا اپنے باپ کی جایداد کے انتظام کرنے کا مستحق ہے اور باقی اور بیٹے اہتمام جایداد سے محروم ہین - جو بیٹا لائق ہو خواہ چھوٹا ہو یا بڑا شاستر کے

س ۲ - اگر باپ نے وقت روانگی بندرابن کے بڑے بیٹے کو زبانی یہ ہدایت کی ہو کہ منجملہ جایداد غیر منقولہ جسپر وہ مع اور وارثون کے بالاشتراک قابض ہے اُسکے حصہ متنازعہ کا تصفیہ کرلے اور بیٹے نے بموجب اِس ہدایت کے باپ کی غیر موجودگی مین ایسا کیا ہو مگر باپ بعد واپس آنے کے تصفیہ مذکور پسند نہ کرے تو اِس صورت مین ایسا تصفیہ درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین *

ج ۲ - اگر بڑے بیٹے نے باپ کی غیر موجودگی مین بموجب اُس ہدایت کے جو وقت روانگی بندرابن کے اُسکی جانب سے ہوئی ہو ایک پنچ مقرر کرکے بذریعہ پنچایت اپنے باپ کا حصہ جائز منجملہ جایداد مشترکہ کے علحدہ کرالیا ہو تو ایسی تقسیم درست اور واجب التعمیل ہے گو باپ نے بعد واپس آنے کے اُسکو منظور کرنا نہ چاہا ہو *

مگر بصورت اُسکی رضامندی کے وہ تقسیم جائز ہے گو وہ اُسوقت موجود نہو *

س ۳ - ایک شخص کے صرف ایک بیٹا تھا بیٹے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی مین ایک پنچ مقرر کرکے اپنے باپ کی موروثی غیر منقولہ جایداد کو جو لشمول اور وارثون کے قبضہ مین تھی تقسیم کرالیا اور بعد ازان جب باپ واپس آیا اُسنے اِس تجویز

---

۴ موجب وہ جایداد کے انتظام کرنے کا مجاز ہے اور اگر ہر واحد اہتمام جایداد کا دعوی کرے تو وہ ایسا کر سکتا ہے - جو بیٹا لئیق ہو وہ برضامندی باقیون کے بزمانہ غیر موجودگی باپ کے یا اُسکے مرجانے کے بعد جایداد کا اہتمام اپنے ذمہ لے سکتا ہے چنانچہ فقرہ منقولہ بھاگ سے یہ امر ظاہر ہے - صرف بڑا بیٹا بجردی اور بھائیون کے دیگر وارثون کی وفات کے بعد جایداد پانے کا مستحق ہے یا نہین - بجواب اِسکے یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ مستحق نہین ہے کیونکہ مہتمم جایداد ہونا بڑے بیٹے کا اور بھائیون کی مرضی پر منحصر ہے چنانچہ نارد کا قول ہے کہ بڑے بھائی کو اپنے باپ کے مانند اور بھائیون کی پرورش برضامندی اُنکے کرنی چاہیے یا چھوٹا بھائی جو لئیق ہو ایسا کرے - جایداد خاندانی کا انصرام لیاقت پر منحصر ہے سب کی رضامندی سے چھوٹا بھائی بھی جو لئیق ہو باقیون کی پرورش کر سکتا ہے - قاعدہ جو در باب استحقاق بڑے بیٹے کے ہے ناطق نہین ہے *

کو منظور نہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد مر گیا بیٹا باپ جنے جایداد کو تقسیم کیا تھا زندہ ہے اور تقسیم مذکور سے انحراف کرنا چاہتا ہے اِس صورت مین وہ ایسا کرنے کا مجاز ہے یا نہین ✤

فیصلہ ۲- باپ کی جایداد منقولہ مشترکہ اور اور مال کی ایسی تقسیم ناجائز ہے جو منجھ کی ہدایت سے بزمانہ غیر موجودگی باپ کے بلا اُسکی رضامندی کے عمل مین آئی ہو اور جسکو اُسنے بعد واپس آنے کے منظور نہ کیا ہو اور اگر باپ کی وفات کے بعد بیٹا جو باعث تقسیم جایداد ہوا ہو اُس سے انحراف کرنا چاہے تو تقسیم مذکور درست اور واجب التعمیل تصور نہین ہو سکتی ✤

جو رضامندی باپ کے بیٹے پر ایفاے معاہدہ تقسیم واجب نہین ہے ✤

ضلع میدنی پور - ۲۵ - مئی ۱۸۷۱ء

مقدمہ ۵ - س - منجملہ چار بھائیون کے جنھون نے کچھ جایداد منقولہ وغیر منقولہ اپنے نانا سے بطور ہبہ پائی تھی بڑا بھائی ایک بیٹا جو اِس مقدمہ مین مدعی ہے چھوڑ کر مر گیا اور بعد ازان اُنکی مان نے وفات پائی اور مان کی وفات کے بعد منجملہ تین بھائیون کے دو بھائی اور مر گئے اُنمین سے ایک اپنی دختر کو جسکے اولاد ذکور تھی اور دوسرا اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا - جایداد مذکور کے ایک جزو پر قبضہ بالاشتراک تھا اور باقی اشخاص مصرحہ بالا بالانفراد قابض تھے مدعی نے جو بڑے بھائی کا بیٹا ہے جایداد کی تقسیم کے واسطے نالش دائر کی ہے اور مدعا علیہ جو منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی ہے مدعی کے استحقاق قائم بالوجود کا مقر ہے مگر اظہار اُسکا یہ ہے کہ میرے حین حیات میرا بھتیجہ حصہ مساوی نہین پا سکتا اِس صورت مین جبکہ منجملہ چار بھائیون کے ایک بھائی زندہ ہے جایداد مذکور تقسیم ہو سکتی ہے یا نہین یا بھائی جو زندہ ہے وہ مستحق حصہ کثیر پانے کا ہے ✤

فیصلہ - کُل نواسے اپنے نانا کی ہبہ کے پانے کے برابر مستحق تھے اور اگر ایک اُنمین سے حین حیات اپنی مان کے ایک بیٹا چھوڑ کر مر جاے

اگر کسی شخص نے اپنے جایداد نواسان کو

تو اُسکا بیٹا اُس جایداد کے پانے کا بلاشرکت احدے مستحق ہے جسپر اُسکے باپ کا حق تھا خواہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ چنانچہ اس باب مین متاچھرا ادرد ابھاگ اور اور کتب شاستر مین برہسپتی کا یہ قول مندرج ہے۔ "جو شے کہ بھائیون نے بالاتفاق حاصل کی ہے اُسکے وے سب برابر کے حصہ دار ہین"۔ (۱)

ضلع ہوگلی - ۳ - اپریل سنہ ۱۸۶۲ع

ف: جایداد ہبہ کی ہو اور اُنمین سے ایک تو اسے بھی بیٹا چھوڑکر مرجائے تو بیٹا مذکور اپنے چچاؤن سے جایداد تقسیم کرا لینے کا مستحق ہے۔

مقدمہ ۶ - س - دو ہندو سکونت اور طعام مین شریک تھے اور اپنے موروثی تعلقہ کے محاصل سے بالاشتراک متمتع ہوتے تھے ایک نے اُنمین سے روپیہ قرض لیکر کچھ اراضی خرید کی اس صورت مین دوسرے شخص کو زمین مذکور سے جو اس طرح خریدی گئی ہے حصہ پانے کا استحقاق ہے یا نہین ۔

ف: اگر ایک شریک نے قرض لیکر اراضی خریدی ہو تو دوسرے شریک کو جو معاملہ قرضہ مین شامل نہوا ہو اراضی مذکور پر کچھ دعوی نہین پہونچتا ہے۔

ج - صورت مرقومہ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ اشخاص مذکورہ مین سے ایک نے جبکہ وہ اور اُسکا شریک اپنی جایداد پر بالاشتراک قابض تھا اور وے ہمطعام تھے روپیہ قرض لیکر کچھ اراضی خرید کی لیکن یہ امر بصراحت بیان نہین ہوا ہے کہ شخص مذکور نے اپنے شریک کی رضامندی سے قرض لیا اور اراضی خرید کی یا بلا رضامندی اُسکے۔ اگر معاملہ مذکور شریک کی رضامندی سے ہوا ہے تو وہ مستحق حصہ پانے کا ہے اور اُسی مطابق اُسکو قرضہ بھی ادا کرنا ہوگا اور اگر بخلاف اسکے اُسکو اس معاملہ سے کچھ تعلق نہو تو جایداد مذکور پر مشتری کا بلاشرکت احدے استحقاق ہے اور صرف اُسی پر قرضہ بھی ادا کرنا واجب ہے ۔

شہر ڈھاکہ - ۱۲ - جون سنہ ۱۸۶۱ع

مقدمہ ۷ - س - اپلانٹیون کا باپ رسپانڈنٹ کے دادا کے ساتھ اُس زمانہ مین جبکہ دادا مذکور نے زمینداری خریدی اور مکان تعمیر کرایا ہمطعام تھا

(۱) متاچھرا صفحہ ۲۷۲ ۔

نگر اُسنے کوئی حصہ زر مصرفہ کا ادا نہین کیا اور نہ کوئی سرمایہ موروثی مشترکہ تھا اِس صورت مین ہمطعامی کی وجہ سے اپیلانٹ منجملہ جایداد یا مکان مذکور کے کچھ حصہ پانے کا دعوی کر سکتے ہین یا نہین *

ج ۱- اگر رسپانڈنٹ کے دادانے اپنی محنت کے محاصل سے اور بلا استعانت سرمایہ موروثی یا بدرہی کے زمینداری خود خرید کی تو ایسی زمینداری بلا شرکت احدے اُسی کی جایداد ہے اور اُسمین سے حصہ پانے کا کسی کو استحقاق نہین پہونچتا اور اگر اُسنے اراضی کی نسبت جیساکہ معلوم ہوتا ہے اپنے نام کی بر موتر سند حاصل کی ہے تو اِس صورت مین اُس زمین کا کوئی اور شریک نہین ہو سکتا اور اگر اُسنے ایک مکان خشتی موروثی اراضی پر اسپنے خاص سرمایہ سے تعمیر کرایا ہے تو اِس صورت مین بھی یہ مکان ایسا نہوگا جس پر اور شرکا حصہ پانے کا دعوی کر سکین - شرکاء اراضی البتہ بقدر اپنی زمین کے دیگر زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین - یہی رواج ہے - صرف ہمطعام ہونے سے جایداد مین شراکت نہین ہو سکتی ہے *

س ۲- اگر اپیلانٹیون کا دعوی صحیح ہے تو اِس صورت مین ہر ایک کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے اور اگر رسپانڈنٹ کا دادا اور باپ اٹھتیس برس تک جایداد پر قابض رہے تو بعد انقضاے اِس مدت کے اپیلانٹیون کا دعوی حصص جداگانہ کی نسبت صحیح ہو سکتا ہے یا نہین *

ج - اگر دراصل اپیلانٹ حصہ پانے کے مستحق ہین تو بعد گذرنے اٹھتیس سال کے بھی بلکہ چوتھی نسل تک وے حصہ پا سکتے ہین *

ماخذ - واے بھاگ مین منو اور کاتیاین کا یہ قول مندرج ہے "جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے" *

ف
جایداد جوکسی شخص کی کسوبہ ہو اُسمین اسکے بھائیون کا کچھ حق نہین ہے گو اُسکے ساتھ ہمطعام ہون اگر کوئی شخص اراضی موروثی مشترکہ پر مکان تعمیر کرائے تو اورون کا اُسپر کچھ حق نہین ہے الا صرف بقدر اپنے حصہ اراضی کے اور جگہ زمین پانے کا دعوی کر سکتے ہین *

انقضاء مدت جوتھی نسل تک مانع تقسیم جایداد نہین ہے *

سنگھ اور بچسپت کا قول ہے۔ کہ ‘‘مکان یا باغ جو ایک بیٹے نے اپنے واسطے بنوایا ہے اُسکی تقسیم نہین ہو سکتی نہ پانی اور کھانے کے برتنون اور زیور وغیرہ کی نہ عورات مدخولہ یا پارچون کی نہ پانی کی جو تالابون اور کنوون مین ہو نہ چراگاہ اور شارع عام کی۔ خالق کا یہی قول ہے’’ ٭

قول دیول ‘‘قاعدہ مقررہ یہ ہے کہ ترکہ کی تقسیم باہم شرکاے متفق کے اور جایداد کی دوبارہ تقسیم مابین اُن رشتہ دارون کے جو ایکبار علیحدہ ہو کر پھر شامل ہو گئے ہون چوتھی نسل تک ہو سکتی ہے’’ ٭

صدر دیوانی عدالت۔ ۴ ستمبر سنہ ۱۸۶۱ء

کھودی رام سرما اور اوچھب نند سرما بنام گور پرشاد ولی ترلوچن نابالغ

مقدمہ ہ۔ س۔ رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ دونون حقیقی بھائی ماہ ستمبر سنہ ۱۲۱۸ء بنگلہ تک بالاتفاق رہے اور رسپانڈنٹ نے جو بڑا بھائی تھا تحصیلداری اور اجارہ داری اور اسی قسم کے عہدون کے ذریعہ سے روپیہ حاصل کیا اور اپیلانٹ نے بھی گماشتہ گری اور اجارہ داری اور ملازمی کے ذریعہ سے روپیہ پیدا کیا دونون نے بحالت ہم طعامی اپنے سرمایہ مکسوبہ سے جایداد اراضی خرید کی اور کچھ اراضی دوسرے شخصون کے نام سے۔ کوئی دستاویز ایسی نہین ہے جس سے یہ امر صاف معلوم ہو کہ خریداری اراضی مذکورہ بالا مین فریقین سے ہر ایک نے کس قدر زر صرف کیا مگر یہ امر کماحقہ تحقیق ہو گیا کہ رسپانڈنٹ نے خریداری مذکور مین زر کثیر خرچ کیا تھا۔ اس صورت مین جایداد مذکور جو دونون بھائیون نے بلا امداد سرمایہ موروثی بذریعہ سرمایہ مکسوبہ اپنے کے خرید کی دونون مین برابر تقسیم ہو گی یا بڑے بھائی کو اسوجہ سے کہ اُسنے اپنے روپیہ سے جایداد کا جزو کثیر خرید کیا حصہ کثیر ملنے کا استحقاق ہے اگر ایسا ہے تو کسقدر حصہ اُسکو ملنا چاہیے ٭

بھائی جبکہ بالاتفاق

ج۔ اپیلانٹ جو اپنے بھائی کے ساتھ رہتا تھا اور جسنے جایداد بلا صرف

کرنے سرمایہ موروثی کے خرید کی جایداد نذکور کا بلاشرکت احدے مالک ہے اور جو جایداد کہ رسپانڈنٹ نے اِسی طور پر خرید کی وہ اُسکی ہے اور درصورت بالاتفاق رہنے رسپانڈنٹ اور اپیلانٹ کے اگر جایداد نذکور کی خرید مین رسپانڈنٹ کا سرمایہ کثیر صرف ہوا ہے اور اپیلانٹ کا کم تو جسقدر جس شخص کا سرمایہ خریداری مین خرچ ہوا ہے اُسی قدر وہ جایداد نذکور سے حصہ پانے کا مستحق ہے فریقین سے جسنے جو جایداد خرید کی ہے اُسپر اُسکا حق ہے اور وہ بلاشرکت احدے اُسی کی ملک ہے لیکن جب کہ یہ تحقیق نہو کہ کس نے کس قدر خریداری جایداد مین سرمایہ صرف کیا ہے تو اُس صورت مین فریقین کے حصص جدا گانہ کے مقرر کرنے مین کوئی قاعدہ معینہ شاستر کے بموجب نہین ہے ❊

رہتے ہون اپنی جایداد مکسوبہ سے ہر ایک اُس قدر حصہ پانے کا مستحق ہے جسقدر اُسکی خرید مین اُسنے سرمایہ صرف کیا ہے ❊

ماخذ - قول جاگیلگ منقولہ داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ "جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے سرمایہ پدری کے کسی واسطہ دار سے ہدیۃً یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کو تعلق نہین ہے"۔ "ہر شخص کو حصہ موافق کمی وبیشی مقدار اُس سرمایہ کے ملنا چاہیے جو اُسنے صرف کیا ہو" یہ مقولہ داے بھاگ اور داے رہا اور اور کتب معتبر مین مندرج ہے - یہی امر کہ جو کچھ ایک شخص نے حاصل کیا ہے وہ تادم مرگ بلاشرکت غیرے اُسی کا ہے عقل کی رو سے بھی مستنبط ہے اور اِس امر کی تائید مین ایک فقرہ دھرم شاستر کا ہے مگر چونکہ اصلیت اُسکی معلوم نہین ہوتی لہذا تنقیح اُسکی چندان ضرور نہین ہے ❊

صدر دیوانی عدالت - ۲۸ - مئی ۱۸۱۱ع

کشل جگربتی بنام رادھا ناتھ جگربتی ❊

مقدمہ ۹ - س - ایک شخص اپنے کنبے کا مکان چھوڑ کر اپنے چچا کے ہمراہ ملک غیر کو چلا گیا اور وہان چچا کے وسیلہ سے نوکری حاصل کی اور

پچاند کور کی شرکت مین اپنی محنت اور کوشش سے کچھ جایداد اراضی حاصل کی اور جایداد مذکورہ کے حاصل کرنے کے وقت اُسکا باپ بقید حیات تھا بعد حصول جایداد مذکورہ کے اُسکا باپ اُسکے شامل جاکر رہا اور تھوڑے عرصہ تک ہم طعام رہا اور بعد ازان باپ گھر واپس آکر مر گیا۔ بعد حصول جایداد مذکورہ بالا کے اُسکے دو حقیقی بھائی بھی تھوڑے عرصہ تک اُسکے شامل جاکر رہے مگر بعض اوقات وے اپنے خاص گھر بھی آکر رہتے تھے جبکہ وے بھائی کے ساتھ رہتے تھے تو بالاتفاق کھانا کھاتے تھے اور جب اپنے گھر آنکر رہتے تھے تو اُنکا بھائی جسنے جایداد حاصل کی تھی اُنکی پرورش کے واسطے کچھ روپیہ بھیجا کرتا تھا اب منجملہ اُن بھائیون کے ایک بھائی حاصل کرنے والے کی جایداد سے ایک ثلث کا دعویٰ کرتا ہے اس صورت مین یہ دعویٰ درست اور جائز ہے یا نہین ٭

ج۔ اگر حاصل کرنے والے بھائی نے جایداد اراضی اپنی محنت سے بلا صرف کرنے سرمایۂ موروثی کے حاصل کی ہے تو اُسکی جایداد مین کسو برادر بھائیون کا کچھ حق نہین پہونچتا ہے چنانچہ منو نے کہا ہے کہ ”جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے اپنی محنت اور فکر سے حاصل کیا ہو اُسکو وہ بلا رضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُس نے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے“٭ بیاس ”جو کچھ کہ ایک شخص خاص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے سرمایۂ موروثی پر حصر نہ کرکے حاصل کرے اُسکو وہ اپنے شریکون کو نہین دے سکتا نہ اُس شے کو جسے اُسنے بذریعۂ علم کے حاصل کیا ہے“ ٭

اگر کسی شخص نے بلا اعانت دوسرے کے جایداد حاصل کی ہو تو اُسمین سے اُسکے اپنے بھائیون کو گو وہ بالاتفاق رہتے ہون حصہ نہ ملیگا نہین ہے ٭

عدالت اپیل پٹنہ۔

جمعیت لال مفلس بنام حقیت رائے۔

مقدمہ ۱۰۔ س۔ دو بھائیون نے حین حیات اپنے باپ کے اُس صورت مین جبکہ وے بالاتفاق بطور کنبۂ مشترکہ کے رہتے تھے کچھ جایداد اراضی اپنے اپنے

سرمایہ جداگانہ سے خرید کی اور اپنی جایداد پر ہر ایک علیحدہ قابض ہا نہ بالاشتراک -
باپ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد کو اُسکے دونون بیٹون نے برابر تقسیم کرلیا -
اب جایداد متنازعہ وہ ہے جسے ایک بھائی متوفی نے اپنی زوجہ کے روپیہ
سے بنام اپنے بیٹے کے اُس حالت مین خرید کی جب کہ اُنکا باپ زندہ
تھا اور دونون شامل رہتے تھے - اِس صورت مین بھائی جو زندہ
ہے اُس جایداد سے جسکو اِس طور پر متوفی نے خرید کیا کچھ حصہ پانے کا دعویٰ
کرسکتا ہے یا نہین +

ج - صورت مذکورہ بالا مین معلوم ہوتا ہے کہ جایداد متنازعہ باپ کے مال یا محنت سے خرید نہین کی گئی نہ اُس بھائی کے روپیہ اور کوشش سے جو زندہ ہے پس بھائی کو باوجود اِسکے کہ حاصل کرنے والے کے ساتھ رہتا تھا اُسکی جایداد مکسوبہ سے کچھ تعلق نہین ہے +

ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی اُس جایداد پر کچھ دعویٰ نہین ہے جو اُسنے اپنے علیحدہ سرمایہ سے حاصل کی ہو گو وہ بالاتفاق رہتا ہو +

ماخذ - واے بھاگ اور متاچھرا مین اقوال مندرجہ ذیل مندرج ہین -
"جو کچھ کہ بھائی نے بلا صرف کرنے سرمایہ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہو
اُسکی نسبت ضرور نہین ہے کہ وہ اُسے اپنے شریکون کو دے نہ اُس شے کو
جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کی ہو" +

"جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جایداد کے ایک واسطہ دار
سے ہدیہ یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُسمین کسی اور شریک کا تعلق
نہین ہے" +

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۱۸ - جنوری ۱۸۲۰ع

مقدمہ ۱۱ - س - دو بھائیون کے قبضہ مین ایک مفصلی تعلقہ کا حصہ آٹھ آنہ کا تھا اور دونون بھائی علیحدہ رہتے تھے گو جایداد دونون کے قبضے مین بالاشتراک تھی - مفصلی تعلقہ مذکور کے زمیندار یعنی مالک نے اِس وجہ سے کہ دوسرے آٹھ آنہ کے حصہ مین باقی واجب الادا تھی کل جایداد مذکور کو ضبط

کر لیا - بڑا بھائی منجملہ اپنی ازواج کے ایک زوجہ اور ایک زوجہ کی بیٹی کا بیٹا یعنی نواسہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان دوسرا بھائی دو بیٹے چھوڑ مرا دونون بھائیون کی وفات کے بعد بھی تعلقہ مذکور زمیندار کے قبضہ مین تھا - چھوٹے بھائی کے بیٹون مین سے ایک بیٹے نے بحالت حیات بڑے بھائی کی بیوہ کے اور دوسرے آٹھ آنہ کے حصہ کے مالکون نے زمیندار کے نام پر حصول جایداد کے لیے نالش کی مگر زمیندار کے ساتھ باہم تصفیہ کر کے جایداد مذکور پر وے لوگ قابض ہوے لیکن آٹھ آنہ کا حصہ جو دونون بھائیون کا تھا وہ اب صرف چھوٹے بھائی کے بیٹون کے قبضہ مین رہا کیونکہ اُنھون نے بڑے بھائی کی بیوہ سے اُسکے شوہر کے حصہ کا ہبہ نامہ اپنے نام لکھوا لیا مگر اب یہ ثابت ہوا کہ چند روز پیشتر تحریر کرا لینے ہبہ نامہ کے بیوہ مجنون ہو گئی تھی اور آٹھ یا نو دن بعد تحریر ہبہ نامہ کے مر گئی چھوٹے بھائی کے ایک بیٹے نے اُسکا کریا کرم کیا - بیوہ کے ہبہ نامہ لکھدینے کے پیشتر اُسکا نواسہ اس امر کی نسبت مزاحم ہوا اور اُسنے اپنے عذرات حاکم کے سامنے بذریعہ عرضی پیش کیے - اب بعد وفات بڑے بھائی کی بیوہ کے اُسکا پوتا اُسکے حصہ تعلقہ مفصلی کا دعوی کرتا ہے اس صورت مین نواسہ مذکور مستحق کچھ حصہ پانے کا ہے یا نہین اگر ہے تو کس قدر - اور بیوہ اپنے شوہر کے کل حصہ کو اپنے شوہر کے بھائی کے بیٹے کو دینے کی مجاز تھی یا نہین *

جو شخص کہ اپنے کنبے کی جایداد کو دوبارہ حاصل کرتا ہے اُسمین سے اُسکو ایک ربع آنے کے اپنے حصہ سے زیادہ ملتا ہے *

ج - اس صورت مین تعلقہ مفصلی کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے نصف بڑے بھائی کا تھا اور نصف چھوٹے بھائی کا اور معلوم ہوتا ہے کہ زمیندار نے اُنکے حصون کو مع دوسرے حصہ آٹھ آنہ کے اس وجہ سے کہ اس پچھلے حصہ مین باقی واجب الادا تھی ضبط کر لیا مگر بعد ازان چھوٹے بھائی کے بیٹے نے جایداد کو دوبارہ حاصل کیا اس صورت مین اُس چار آنہ کے حصہ سے جو بڑے بھائی کا ہے ایک آنہ کا حصہ حاصل کرنے والے کو اُسکے

حصہ سے مزید ملیگا اور باقی تین آنہ کا حصہ نواسہ کو پہونچیگا بڑے بھائی کی بیوہ نے جو اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام ہبہ کیا وہ جائز نہین ہے - یہ راے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ؛

شہر ڈھاکہ - ۲۵ - جون ۱۸۱۱ع

مقدمہ ۱۲ - س - تین ہنود حقیقی بھائی بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے اور اُنھون نے کچھ جایداد منقولہ و غیر منقولہ بلا استعانت سرمایہ پدری حاصل کی - بعد ازان بڑا بھائی اور بھائیون سے علیحدہ ہو گیا اور اُسنے کل جایداد پر بغیر تقسیم کرنے اُسکے قبضہ کر لیا اور معلوم یہ ہوتا ہے کہ اور بھائیون سے بڑے بھائی کی جایداد مکسوبہ زیادہ ہے اس صورت مین جایداد مذکور کس طور پر تقسیم ہونی چاہیے ؛

ج - اِس صورت مین تین بھائی بالاتفاق رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے سرمایہ جداگانہ سے بلا استعانت جایداد موروثی کے جایداد منقولہ و غیر منقولہ حاصل کی لہذا ہر ایک بھائی اُسقدر جایداد کا مستحق ہے جسقدر کہ اُسکے حاصل کرنے مین اُسنے سرمایہ صرف کیا ہے اگر منجملہ اُنکے ایک نے بذریعہ سرمایہ مشترکہ موروثی کے جایداد حاصل کی ہے تو حاصل کرنے والا باقیون کی بہ نسبت دوچند حصہ پائیگا اور اگر کسی نے اُنمین سے صرف اپنے سرمایہ سے بلا صرف سرمایہ مشترکہ کے جایداد حاصل کی تو کل ایسی جایداد مکسوبہ وہی شخص پائیگا - اس راے کی تائید مین قول بیاس اور جاگیلک کا داے بھاگ وغیرہ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے ؛

اگر جایداد کے حاصل کرنے مین سرمایہ موروثی صرف ہو تو حاصل کرنے والے کو وقت تقسیم دوچند حصہ پہونچتا ہے ؛

" اگر سرمایہ مشترکہ صرف مین لایا گیا ہو تو بلا لحاظ کمی و بیشی اُسکے ہر شخص کو حصہ بقدر اُسکے حصہ مقررہ کے ملنا چاہیے " " جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر حصر نہ کرکے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون کو نہ دے اور نہ وہ جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل

کیا ہو" "جو کچھ ایک شریک نے بغیر صرف کرنے پدری جایداد کے کسی اور طرح سے ہدیہ یا بیاہ مین بطور بخشش حاصل کیا ہو اُس سے کسی اور شریک کا تعلق نہین ہے" "جبکہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت شے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کی جایداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہئین اور باقیون کو حصص مساوی" ؛

شہر ڈھاکہ - ۱۲ - مئی ۱۸۶۱ع

مقدمہ ۱۵۱ - س - ایک لڑکے کو چند زیورات اور اشیا اَن پاسنی [1] کی رسم کے وقت بطور یوتک [2] ملے - اُسکی مان نے انکو بیچکر زر قیمت سے جایداد اراضی لڑکے مذکور کے نام سے خرید کی اِس صورت مین اُسکا حقیقی بھائی اُسمین حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین ؛

ف - اراضی جو بذریعہ مال یوتک کے خرید کی گئی تقسیم ہونے کے قابل نہین ہے ؛

ج - جو مال کہ زیور یا کسی اور اسباب کی قسم سے کسی لڑکے کو بطور یوتک ویا جاے یعنی اُسکی کسی ابتدائی رسم کے ادا ہونے کے وقت اُسکو ہدیۃً ملے تو ایسی بخشش بلا شرکت غیرے صرف اُسی کا مال ہے لہذا جو جایداد کہ خاص اُسکے سرمایہ سے اُسکی مان نے خرید کی ہے اُسمین سے اُسکے حقیقی بھائی کو حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے ؛

ضلع میدنی پور - ۲۵ - نومبر ۱۸۶۱ع

[1] یہ رسم وہ ہے جبکہ چھٹے یا آٹھوین مہینے مین یا جب بچے کے دانت نکلتے ہین اُسکو تلج کھلایا جاتا ہے - مختلف سنسکار یعنی رسوم کی تفصیل تنبیہ متعلقہ خلاصۂ کولبروک صاحب جلد ۳ صفحہ ۱۰۴ - مین مندرج ہے ؛

[2] یوتک مراد اُس شے سے ہے جو بیاہ مین ملے - یہ لفظ یو سے نکلا ہے جسکے معنی ملنے کے ہین یعنی بیاہ مین دولھا اور دولھن کا ملاپ ہوتا ہے - لہذا جو بیاہ کے وقت ملے اُسکو یوتک کہتے ہین - لیکن عموماً استعمال اِس لفظ کا اُس شے کی نسبت ہے جو کسی سنسکار یعنے رسم کے وقت ہدیہ دی جاے ؛

مقدمہ ۱۴-س- ایک شخص چار بیٹے اور کچھ جایداد اراضی مکسوبہ چھوڑ کر مر گیا- باپ کی وفات کے بعد بیٹے بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہے اور ہر ایک نے اپنے زر مکسوبہ کے ذریعہ سے اراضی خرید کر کے اصل جایداد کے ساتھ شامل کی اس صورت مین چارون بھائی کُل جایداد مساوی حصون مین پانے کے مستحق ہین یا نہین ٭

نتیجہ- اگر ہر ایک بھائی نے اپنی ذاتی محنت اور سرمایہ سے اُس صورت مین جبکہ وے بعد موت باپ کے بالاتفاق رہتے تھے جایداد خرید کر کے موروثی جایداد مین شامل کی ہو اور کسی طور سے یہ معلوم ہو سکے کہ ہر ایک بھائی کی جانب سے کس قدر سرمایہ صرف ہوا ہے یا محنت عمل مین آئی ہے تو اُسی قدر اُسکو جایداد سے حصہ ملنا چاہیے [1] لیکن جایداد موروثی اُنہین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہوگی ٭

ف جایداد جو بھائیون کی مکسوبہ ہو وہ اُنکے باہم بموجب اُنکی محنت اور سرمایہ کے تقسیم ہونی چاہیے ٭

رام چندر داس بنام گنگا دھر شھی ٭

مقدمہ ۱۵-س- ایک شخص اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور کبھی جدا نہوا بعد ازان وہ ایک ملک غیر کی طرف چلا گیا اور وہان کسی علاقہ پر مامور ہوا اور اُسنے کچھ جایداد اراضی خرید کی- اس صورت مین اُسکا سوتیلا بھائی اسوجہ سے کہ جایداد حاصل ہونے کے وقت وہ اُسکے شامل اور شریک تھا مستحق حصہ پانے جایداد مذکور سے ہے یا نہین اگر ہے تو کس طور پر جایداد باہم اُنکے تقسیم ہونی چاہیے ٭

نتیجہ- صورت مذکورۂ بالا مین مسئلہ مندرجۂ داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بھائی کا استحقاق جایداد مذکور پر اسوجہ سے

ف بھائی جو شامل رہتا ہو اُسکی خاص مکسوبہ جایداد پر دوسرے بھائی کا کچھ حق نہین ہے ٭

[1] اس مقدمہ مین یہ فرض کیا گیا ہے کہ سرمایہ جو حصول جایداد کے لیے صرف ہوا ہے وہ موروثی جایداد سے حاصل نہین ہوا تھا جبکہ سرمایہ موروثی صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین قاعدہ یہ ہے کہ جایداد حاصل کرنے والے بھائی کو دو چند حصہ ملتا ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ جبکہ

پہنچ نہین پہونچتا ہے کہ وہ جایداد حاصل ہونے کے وقت حاصل کرنے والے کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا ؁

۱۷- اپریل ۱۸۸۱ء

مقدمہ ۱۶- س- منجملہ پانچ بھائیون کے ایک نے ایک موضع معافی اپنے اور اپنے ایک بھائی کے نام سے حاصل کیا اور بعد ازان چار بھائی اور ایک بیوہ چھوڑ کر مر گیا اس صورت مین موضع مذکور جملہ بھائیون سے متعلق ہے یا صرف انھین سے جنکے نام سند معافی تحریر ہوئی تھی ؁

ف

جو شخص صرف اپنے سرمایہ سے جایداد حاصل کرے اُسکی جایداد اور بھائیون مین تقسیم نہین ہوسکتی ؁

نتیجہ

ج- جبکہ مال منقولہ یا غیر منقولہ بلا صرف سرمایۂ موروثی کے کسی شریک نے حاصل کیا ہو ایسا مال مکسوبہ صرف اُسی کی جایداد ہے اور بھائیون کو اُسپر دعوی کرنے کا کچھ حق نہین ہے اگر محنت اور سرمایۂ مشترکہ صرف ہوا ہے تو بموجب قول منو اور جاگبلک کے جایداد مذکور بھائیون مین باہم مساوی حصون مین تقسیم ہونی چاہیے قول مذکور یہ ہے- جو کچھ کہ ایک شخص اپنی لیاقت کے ذریعہ سے ترکہ موروثی پر حصر نہ کرکے حاصل کرے وہ اُسے اپنے شریکون کو نہ دے اور نہ وہ جو اُسنے علم کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو ؁ ۱

حطہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت کسی شے مشترکہ مثلاً اسلحہ یا سواری کے جایداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دینے چاہیین اور باقیون کو حصص مساوی- واے بھاگ صفحہ ۱۱۱ ؁

۱ بھائی کو خواہ حقیقی ہو یا سوتیلا اپنے بھائی کی اُس جایداد پر جو بلا صرف سرمایۂ موروثی کے اُسنے حاصل کی ہے حصہ پانے کا کچھ حق نہین ہے لیکن اگر استحصال جایداد مذکور کا سرمایۂ مشترکہ سے ہوا ہے تو بموجب شاستر متمشئیہ نبگالہ کے حاصل کرنے والے کو اور شریکون کی نسبت دو چند حصہ ملنا چاہیے لیکن اگر کسی طرح کی ترقی آمدنی کی نسبت کیجاسے تو اُس سے یہ قاعدہ متعلق نہین ہے اس صورت مین سب بھائی برابر حصے پاتے ہین چنانچہ مِتاچھرا کے صفحہ ۲۷۵- مین یہ قول منقول ہے کہ "اگر بھائیون مین سے جو بالاتفاق رہتے ہون ایک بھائی سرمایہ مشترکہ مین بذریعۂ زراعت یا تجارت وغیرہ افزایش یا ترقی کرے تو اِس صورت مین بھی جایداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دو چند حصہ نہ ملیگا" ؁

"جبکہ ایک بھائی کار شجاعت یا کسی اور ایسے کام کے ذریعہ سے بوساطت کسی شے مشترکہ مثلاً سلح یا سواری کے جایداد حاصل کرے تو اُسمین اور بھائی بھی شریک ہونگے لیکن حاصل کرنے والے کو دو حصے دیئے جاہیین اور باقیون کو حصص مساوی"۔

مقدمہ ۱۷- منجملہ دو بھائیون کے جو بالاتفاق بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے تھے بڑا بھائی چار بیٹے اور اپنا چھوٹا بھائی اور اُسکا بیٹا چھوڑکر مرگیا بڑے بھائی کی وفات کے بعد اُسکے چار بیٹے چھوٹے بھائی اور اُسکے بیٹے سے بلحاظ طعام علیحدہ ہوگئے مگر جایداد پر بالاشتراک قابض رہے- اور اُنھون نے کچھ جایداد اراضی چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام سے بذریعہ محاصل جایداد مشترکہ اور اُس روپیہ کے جو اُنھون نے اپنی کوشش مشترکہ سے قرض لیا خرید کی- قرضہ مذکور جایداد مشترکہ کے محاصل سے ادا کردیا گیا اور اہتمام اِس جایداد جدید کا بالکل چھوٹے بھائی کے بیٹے کے ذمہ رہا اِس صورت مین جایداد مذکور سے منجملہ اشخاص مذکورہ بالا کے ہر ایک کو کسقدر حصہ ملنے کا حق ہے۔

فیصلہ- اگر دو بھائیون مین سے جو شریک رہتے تھے ایک بھائی چار بیٹے اور ایک بھائی اور اُسکا بیٹا چھوڑکر مرگیا ہو اور بعد ازان صرف بلحاظ طعام کنبہ مین تفرقہ ہوجاے اور بڑے بھائی کی وفات کے بعد بھی جایداد تقسیم نہوئی ہو اور اشخاص مذکورہ بالا کے سرمایہ اور محنت مشترکہ کے ذریعہ سے جایداد اراضی چھوٹے بھائی کے بیٹے کے نام سے خریدی گئی ہو اور بیٹے مذکور نے جایداد کا اہتمام کیا ہو تو اِس صورت مین جایداد کے دو حصے کیے جاینگے ایک حصہ بڑے بھائی متوفی کے چار بیٹون کو ملیگا اور دوسرا چھوٹے بھائی کو جو زندہ ہے- جو حصہ کہ متوفی بھائی کے چار بیٹون کو ملیگا اُسکو وے سب آپس مین مساوی تقسیم کرلینگے- یہ رے داے بھاگ اور داے تتو کے بموجب ہے[۱]۔

اگر کوئی شخص بشمول اپنے بھائی کے چار بیٹون کے سرمایہ مشترکہ سے جایداد حاصل کرے تو جایداد مذکور دو حصون مین تقسیم کیجائیگی ایک حصہ شخص مذکور خود اپنے پاس رکھیگا اور دوسرا حصہ بھائی متوفی کے چار بیٹون کو ملیگا۔

[۱] اس مقدمہ مین ملحوظ رہے کہ متوفی بھائی کے بیٹون نے استحصال جایداد مین کچھ سرمایہ

عدالت اپیل کلکته - ۱۳ - جون ۱۸۶۸ع

مقدمه ۱۰۸ - س - ایک شخص کے چار بیٹے تھے ایک بیٹا اپنے باپ کے سامنے دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اُنکو جایداد مکسوبه بذریعۂ وصیت کے دے گیا اب متوفی کا باپ اور اُسکے تین بھائی جایداد مذکور سے حصه پانے کا دعوی کرتے ہین اگر متوفی نے جایداد مذکور کو صرف اپنے سرمایه اور ذاتی محنت کے ذریعه سے خرید کیا تو اِس صورت مین ایسی جایداد مکسوبه سے جمله دعویدار حصه پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر ہین تو کس قدر حصه ہر ایک کو ملیگا بخلاف اِسکے اگر جایداد سرمایۂ پدری کی استعانت سے حاصل کی گئی ہے تو اِس صورت مین جایداد اشخاص مذکورہ بالا کے باہم کس طور پر تقسیم ہوگی اور درصورت اُنکے ہم طعام ہونے یا علیحدہ رہنے کے ازروے شاستر حصه ملنے کے باب مین کیا قاعدہ ہے؟

ج - منجمله چار بھائیون کے اگر ایک نے جو بلحاظ طعام اورون کے شامل رہتا تھا یا جُدا اپنی مکسوبه جایداد کو اپنے دو بیٹون کو ازروے وصیت دیا ہو تو اِس صورت مین اگر جایداد مذکور اُسنے اپنے باپ کے سرمایه اور ذاتی محنت سے حاصل کی ہے تو اُسمین سے نصف باپ کا حق ہے اور باقی نصف پانچ حصون مین تقسیم ہوگی منجملۂ اُنکے دو حصے حاصل کرنے والے کو ملینگے اور باقی تین بھائیون کو ایک ایک حصه - اگر جایداد بلا استعانت محنت یا سرمایۂ پدری کے حاصل کی گئی ہے تو اِس صورت مین بھائیون کا کچھ حق نہین ہے لیکن باپ مستحق پانے نصف جایداد کا ہے اور دونون صورتون مین حاصل کرنے والے کے بیٹے اُس حصه پانے کے مستحق ہین جس پر اُنکے باپ کا استحقاق پہونچتا تھا یه راے واے بھاگ اور داے تتو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے اور اِن کتابون مین کا بیان کا یه قول مندرج ہے که وہ باپ اپنے بیٹے کی جایداد مکسوبه سے دو چند یا نصف حصه

عصو اپنی ذات خاص سے صرف نہین کیا بلکه اُنکو بذریعۂ اپنے باپ اور بلحاظ روپیه کے جو اُسنے صرف کیا استحقاق حاصل ہوا؟

منجمله چار بھائیون کے اگر ایک بھائی نے باپ کے سرمایه اور محنت کی استعانت سے جایداد حاصل کی ہو تو اُسکے دس حصے ہونگے پانچ حصے باپ کو ملینگے اور دو دو حاصل کرنیوالے کو و باقی ایک ایک حصه تینون بھائیون کو - اگر جایداد مذکور بلا استعانت سرمایه یا محنت پدری کے حاصل ہوئی ہے تو وہ دو حصون مین تقسیم ہوگا ایک حصه باپ کو ملیگا اور ایک حاصل کرنے والے کو

پاتا ہے"۔

صورت مذکورہ بالا سے واضح ہے کہ اگر بیٹا باپ کی جایداد سے کچھ مال حاصل کرے تو باپ کو مال محصلہ سے دو چند حصہ ملیگا اور مابقی سے حاصل کرنے والے بیٹے کو نصف حصہ اور باقیون کو ایک ایک ملیگا لیکن اگر استحصال مال مین باپ کا سرمایہ صرف نہین ہوا ہے تو مال مذکور سے نصف باپ کا حق ہے اور نصف حاصل کرنے والے کا باقی شخص حصہ پانے سے محروم رہینگے۔ داے بھاگ۔

صدر دیوانی عدالت۔

مقدمہ ۱۹۔ س۔ ایک شخص نے ضلع بھاگل پور کی عدالت دیوانی مین ایک گانون کے آٹھ آنہ کے حصے مین سے پانچوین حصہ کی بابت چار شخصون پر نالش دائر کی اور مقدمہ صدر امین کی عدالت مین فیصلہ کے لیے سپرد کر دیا گیا۔ مدعی نے اس عدالت مین ایک سوال بدین مضمون گذرانا کہ گانون مذکور کے آٹھ آنہ کا حصہ مجھ مدعی اور مدعا علیہ کے باپ نے جو دونون حقیقی بھائی تھے بالاتفاق خرید کیا مگر خریداری کے وقت میرا باپ مجنون اور مین نابالغ تھا۔ اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب جایداد مذکور سے مدعی حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین واضح ہو کہ جب جایداد مذکور خرید کی گئی تھی تو مدعی اور مدعا علیہ کے باپ دونون بالاشتراک قابض تھے گو مدعی کے باپ کی عقل مین فتور اور مدعی خود نابالغ تھا مگر اب مدعی بالغ ہو گیا ہے تو اس صورت مین وہ جایداد سے پانچوان حصہ پانے کا مستحق ہے یا نہین۔

پانچ بھائیون نے اگر سرمایہ مشترک کے ذریعہ سے جایداد حاصل کی ہے تو انمین سے ایک کا نام مجموعہ جایداد سے پانچوان حصہ پانیکا مستحق ہے گو اسکا باپ مجنون تھا۔

فتح۔ اگر پانچ بھائیون مین سے ایک بھائی مجنون تھا اور سب بطور کنبہ مشترک کے رہتے تھے اور چار بھائیون نے جایداد مذکور سرمایہ مشترک کے ذریعہ سے جو پانچون بھائیون کا تھا خرید کی تو گو بیع نامہ

اُن چار بھائیون کے نام جو مجنون نہ تھے لکھا گیا تاہم مدعی اگر اسی قسم کی بیماری یعنی جنون وغیرہ مین مبتلا نہین ہے تو منجملہ جایداد کے وہ ازروے تقسیم مستحق پانے پانچوین حصہ کا ہے لیکن اگر جایداد مذکور بلا استعانت سرمایہ مشترکہ کے خرید کی گئی ہے تو مدعی کا اسپر کچھ حق نہین ہے یہ راے بموجب بیادرتناگر اور بیادچنتامنی اور متاچھرا اور اور کتب شاستر کے ہے ❊

ماخذ - قول دیول منقولۂ بیادرتناگر اور اور کتب شاستر مین یہ ہے کہ باپ یا کسی اور مالک جایداد کی وفات کے بعد نامرد آدمی یا وہ جو مرض پیلپایہ مین مبتلا ہو یا مجنون یا مخبط فطرتی یا وہ جو نابینا پیدا ہو یا وہ جو بباعث گناہ ذات سے خارج کردیا گیا ہو اور اُسکی اولاد یا ایک مکار بافریبی کو ترکہ نہین ملیگا - ایسے آدمیون کے لیے باستثناے اُنکے جو ذات سے خارج ہین طعام و پارچہ کا سرانجام کردینا چاہیے اور ایسے آدمیون کے بیٹون کو اگر وہ مثل اپنے باپ کے عدم قابلیت ارث نہین رکھتے ہین اُنکے باپ کا حصہ ملنا چاہیے - ”عدم قابلیت ایک سبب محرومی ارث کا ہے“ - رتناگر ❊

کتابون مذکورۂ بالا مین یہ قول کاتیائن کا منقول ہے کہ وہ کل جایداد جو مترکا کے باپ یا دادا کی ہے اور جو کہ اُنھون نے خود اپنی کوشش مشترکہ سے حاصل کی ہے وہ آنپین باہم تقسیم ہونی چاہیے ❊ ”جو کچھ کہ اُنھون نے خود حاصل کیا ہے باستثناء اُسکے جو باعث تفرقہ ہے“ - یہ معنی قول مندرجہ رتناگر کے ہین ❊

”لفظ مکسو بہ سے یہان مراد اُس جایداد سے ہے جو بذریعہ سرمایہ پدری حاصل کی گئی ہو“ - بیادچنتامنی ❊

ضلع بھاگل پور - ۱۱ - جولائی سنہ ۱۸۲۱ع

مقدمہ ۲۰ - س ۱ - تین حقیقی بھائی اپنی موروثی جایداد پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک بھائی کو ایک جاگیر حاصل ہوئی اور چند گانون خسر سے بطور بخشش ملے - اِس صورت مین جاگیر اور گانون مذکور سے جملہ بھائی حصہ پائینگے یا نہین ؟

ج - اگر بصرف سرمایۂ موروثی جاگیر حاصل کی گئی ہے تو وہ جملہ بھائیون مین تقسیم ہونی چاہیے اور اگر اُسکو ایک بھائی نے صرف اپنی محنت سے بلا استعانت جایداد پدری کے حاصل کیا ہے تو اِس صورت مین جملہ بھائیون کا اُسمین کچھ حصہ نہین پہونچتا ہے کیونکہ جایداد مذکور بلاشرکت احدے اُسی کی ہے جسنے اُسے حاصل کیا ہے - علی ہذا القیاس گانون جنکو خسر نے اپنے روپیہ سے خرید کے اپنے داماد کو دیے وے بھی جملہ بھائیون مین تقسیم نہین ہو سکتے چنانچہ اِس باب مین منو کا قول یہ ہے کہ ”جو کچھ بھائی نے بلاصرف سرمایۂ موروثی کے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے اُسکو وہ بلارضامندی اپنے کسی کو نہ دے کیونکہ اُسکو اُسنے اپنی کوشش سے حاصل کیا ہے“ ؟

ف جاگیر یا بخشش جو بذریعہ سرمایہ موروثی کے حاصل کی گئی ہو اُسکا مالک صرف حاصل کرنے والا نہین ہے ؟

س ۲ - اول سوال کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر جاگیر بذریعہ صرف جایداد موروثی کے حاصل کی گئی ہے تو وہ سب بھائیون مین تقسیم ہو گی - جایداد موروثی کے صرف سے مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ جایداد موروثی مذکور سے فی الواقع کچھ سرمایہ لیا ہو یا حاصل کرنے والے کی پرورش بذریعہ جایداد موروثی کے ہوئی ہو اور اُسنے اِس اثنا مین علم تحصیل کر کے عہدہ حاصل کیا اور جاگیر پائی ہو تو اِن دونون صورتون مین جاگیر مذکور جایداد موروثی مین داخل متصور ہو کر کُل بھائیون مین تقسیم ہو سکتی ہے یا نہین ؟

جایداد بھائیون مین ؟

ج - جب کہ جایداد ایک ایسا بھائی جو بالاتفاق رہتا ہو علم کے

تقسیم ہوگی گو علم کے ذریعہ سے حاصل کی گئی ہو ٭

ذریعہ سے حاصل کرے اور تحصیل علم اُسنے سرمایۂ پدری کی وساطت سے کی ہو تو دھرم شاستر کے بموجب اُسکے بھائی بھی شریک جایداد مذکور ہونگے ٭

س ۳ - اگر جاگیر بذریعہ سرمایۂ پدری یا علم کے باعث سے جو علم کہ سرمایہ مذکور کی وساطت سے حاصل ہوا ہے پیدا کیجائے تو ان دونون صورتون مین حاصل کرنے والا اور اُسکے بھائی جایداد مذکور سے مساوی حصہ پائینگے یا کم و زیادہ ٭

حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ ملتا ہے ٭

ج ۳ - دونون صورتون مین حاصل کرنے والا مستحق پانے دو حصون کا ہے اور اور بھائیون کو ایک ایک حصہ ملیگا چنانچہ برہسپتی کا قول ہے کہ از منجملہ اُنکے وہ شخص جسنے جایداد مکسوبہ پیدا کی ہے وہ دوچند لے سکتا ہے" [۱]

عدالت اپیل پٹنہ - ۱۲ - جنوری ۱۸۱۴ع

اگھوری شیو چرن رام بنام اگھوری کرت رام وغیرہ ٭

مقدمہ ۱۲ - س - جبکہ شرکا ایک دوسرے سے علیحدہ اور اپنی جایداد مشترکہ کو باہم تقسیم کرنا چاہین تو اِس صورت مین ایک دستاویز کا باضابطہ لکھا جانا ضرور ہے یا نہین ٭

تقسیم جایداد کی دستاویز لکھی جانی چاہیئے ٭

ج - جبکہ شرکا بلحاظ طعام اور جایداد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوا چاہین تو مناسب ہے کہ ایک دستاویز تقسیم جایداد یا فارغخطی تحریر کیجائے ٭

ماخذ - اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی

[۱] شاستر متمیتہ بنگالہ کے بموجب جو شخص بذریعہ سرمایہ مشترکہ جایداد حاصل کرے دوچند حصہ پائیگا لیکن اُن آئین دانون نے جنکے اقوال بنارس مین مروج ہین اس مسئلہ کی نسبت ایک استثنا لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اُس صورت مین بھی مساوی تقسیم ہوا چاہیے جبکہ بلا استعمال کسی نئی جایداد کے اصل جایداد زیادہ یا اُسکی ترقی کیجاوے چنانچہ فقرۂ منقولہ متاچھرا سے یہ امر ظاہر ہے کہ اگر بھائیون مین سے جو بالاتفاق رہتے ہون ایک بھائی بذریعہ زراعت یا تجارت وغیرہ کے سرمایہ مشترکہ کی ترقی یا اُسمین افزایش کرے تو اِس صورت مین بھی جایداد کی تقسیم مساوی ہوگی اور حاصل کرنے والے کو دوچند حصہ نہ ملیگا ٭

کے وثیقہ تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جایداد کہتے ہین ﴿۱﴾

ضلع بردوان

مقدمہ ۲۲ - س - تین اپیلانٹ اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر ایک ہی دادا کی اولاد مین تھے اور آنکی جایداد موروثی ایک گانون کے پچیس بیگھہ اراضی اور دوسرے گانون کے سات بیگھون پر مشتمل ہے - وقت بند وبست یعنی سنہ ۱۱۹۶ فصلی سے اپیلانٹیان پچیس بیگھہ اراضی پر بلاتخلل قابض رہے اور بطور رٹہی دار زرلگان گانون کے مالک کو دیتے رہے اور رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور خود رسپانڈنٹیہ دوسرے گانون کے سات بیگھون پر متصرف ہو کر مالگذاری سرکار ادا کرتے رہے اپیلانٹیان اُسی گانون مین رہتے ہین جسمین پچیس بیگھہ اراضی واقع ہے اور اُنھون نے رسپانڈنٹیہ پر سات بیگھہ اراضی سے حصہ پانے کی نالش کی اور اُنکے حق مین پانچ بیگھہ اور پانچ بسوہ اراضی کی ڈگری صادر ہوئی رسپانڈنٹیہ نے اس فیصلہ سے اپیل نہین کیا مگر اپیلانٹیون پر ایک نالش جدید دائر کر کے منجملہ پچیس بیگھون کے چھ بیگھہ اور پانچ بسوہ کا بابت حصہ جائز اپنے شوہر کے دعوی کیا اور اُسکے حق مین ڈگری صادر ہوئی اپیلانٹیون نے بنا راضی اس حکم کے اس عدالت مین اپیل دائر کیا - یہ امر اچھی طرح متحقق نہین ہے کہ دونون گانون کی اراضی مذکورۂ بالا باہم اپیلانٹیون اور رسپانڈنٹیہ کے شوہر کے باضابطہ بموجب اُنکے حصون کے تقسیم ہو گئی تھی یا نہین اس صورت مین رسپانڈنٹیہ شاستر کے بموجب پچیس بیگھہ اراضی مقبوضۂ اپیلانٹیون سے

۱ - تقسیم جایداد کی صورت مین ایک فارغخطی یا دستاویز ایک عمدہ شہادت اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہے لیکن اگر تقسیم جایداد بلا تحریر ہونے کسی دستاویز کے عمل مین آئی ہے تو یہ وجہ جایداد کے تقسیم نہونے پر دال نہین ہے
۱۳۰ جبکہ در باب تقسیم شکوک واقع ہون تو اِسکے لیے چند طرح کی شہادتین ہین جنکا بیان مفصل آیندہ کی تنبیہ مین لکھا جائیگا ⁂

اپنے شوہر کے حصہ پانے کا دعویٰ کرنے کی مستحق ہے یا نہیں ٭

ج - اقوال جاگیلاک ومنو ونارد وکاتیاین وغیرہ منقولہ متاچھرا وبیرمترادوا - ریوہار مادھو ویوہار میوکھ اور اور کتب شاستر سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر چار اشخاص ایک ہی دادا کی نسل سے ہون اور بالاتفاق رہتے ہون تو بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ مستحق پانے صرف خورد و پوشش اور مکان سکونت کی ہے لیکن اگر اُسکا شوہر اپنے شرکا سے علٰحدہ ہوگیا تھا تو اُس صورت مین وہ اپنے شوہر کی جایداد پانے کی مستحق ہے - اس امر کی تشخیص سے کہ پچیس بیگھہ کا زرلگان اپیلانٹ اور سات بیگھہ کا رسپانڈنٹیہ کا شوہر اور وہ خود ادا کرتے رہے مستنبط ہوتا ہے کہ رسپانڈنٹیہ کا شوہر اپنے شرکا سے علٰحدہ رہتا تھا اور بوجہ تقسیم ہونے جایداد کے وہ اُس زمین کی مالگزاری جو اُسکے قبضہ مین تھی ادا کرتا رہا - اگر بھائی ایک دوسرے سے علٰحدہ رہتے ہون اور تقسیم جایداد اسقدر عرصہ دراز سے ہوئی ہو کہ کوئی دستاویز تحریری اُس امر کی نسبت نہ پائی جاے اور یہ ثابت ہوجاے کہ وے مدت دراز سے علٰحدہ رہتے تھے اور بلحاظ طعام جدے تھے تو اس صورت مین قاعدہ دھرم شاستر کا یہ ہے کہ جایداد کا تقسیم ہوجانا قیاس کرلیا جاے چونکہ یہ مقدمہ اسی صورت کا ہے لہذا بیوہ یعنی رسپانڈنٹیہ پچیس بیگھہ اراضی سے اپنے شوہر کا حصہ پانے کی مستحق ہے ٭ ملہ

ل کن صرف قرائن مین عمل مین آنا تقسیم کا معمول ہوگا ٭

شہر بنارس - ۲۵ - مارچ سنہ ۱۸۱۶ع

ملہ اگر تقسیم جایداد کی بابت شبہہ واقع ہو تو اسکے حل کرنے کے واسطے دھرم شاستر کے بموجب واسطہ دارون اور رشتہ دارون اور اور گواہون کی شہادت لینی چاہیے یا اس امر کو دستاویز تقسیم جایداد اور شرکا کے معاملات جداگانہ اور اُنکے علٰحدہ انتظام خانہ داری اور اور اسی قسم کے امور کے ذریعہ سے منقح کرنا چاہیے - واے تتو کے اُس باب سے جہان تقسیم مشتبہہ کا ذکر ہے اقوال مرقومہ ذیل نقل کیے جاتے ہین عسہ

مقدمہ ۲۳۳ - س - ایک شخص چار بیٹے چھوڑ کر مر گیا منجملہ اُنکے ایک جدا ہو گیا اور باقی مین بالاتفاق رہے بھائی جو علیحدہ ہو گیا تھا اُسنے واسطے تفریق

عصمت سنگھ کا حکم ہے کہ جبکہ کنبہ کی علیحدگی مین شبہہ ہو اور جو واسطہ دار قریب اِس امر کا جواب اپنے علم سے نہ دے سکین تو اُس صورت مین بعید رشتہ دارون کی شہادت لینی چاہیے *

اگر اِس امر مین شبہہ ہو کہ ایک کنبہ کی علیحدگی ہوئی ہے یا نہین - یا درباب تقسیم جایداد کے جو درا شتاً ایک کنبہ کو ملی ہو اور جسکی تقسیم ہونی چاہیے یا نسبت تقسیم ہونے یا نہونے ایک جایداد کے شک ہو تو اِس امر کے گواہ واسطہ دار ہونے چاہیین اور یہ نہون تو ہمسایہ کے لوگ *

تقسیم جایداد کی تحریری دستاویز کے معنی برہسپتی نے اِس طور پر بیان کیے ہین - اگر بھائی یا اور شرکا بعد تقسیم مناسب اور آپس کی رضامندی کے وثیقہ تحریر کرین تو اُسکو دستاویز تقسیم جایداد کہتے ہین *

بیوہار متر یکا مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ "اگر گانون اور ملکیت اور باغ کسی بخشش نامہ مین درج ہون اور منجملہ اُنکے کوئی شخص کسی جزو پر دخیل ہو تو قانوناً وہ کل پر قابض متصور رہوتا ہے" "مثلاً اگر بھائیون مین جایداد کی تقسیم عمل مین آوے اور کوئی گانون یا کوئی اور اراضی دستاویز تقسیم مین کسی بھائی کے نام مندرج ہو اور منجملہ اُسکے ایک جزو پر اُسکا دخل ہو اور باقی قبضہ مین نہو تاہم قانوناً کل اراضی اُسکے قبضہ مین تصور کرنی چاہیے نہ بطور ترک کیے ہوئے مال کے" *

برہسپتی کا یہ بھی قول ہے کہ " مال غیر منقولہ جو بذریعہ جایداد کے تقسیم مناسب یا اشتراکی سے ملے یا وراثتاً باپ سے حاصل یا راجہ سے عطا ہو اُسپر مدت دراز کے قبضہ سے استحقاق حاصل ہوتا ہے اور اگر اِس امر مین سکوت و غفلت عمل مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے اُس مال پر بھی جو استحقاق مناسب یا بلا استحقاق کے حاصل کیا جاوے اور جسکو کسی شخص نے قبول کر لیا ہو اور بلا مزاحمت دیگرے وہ اُسپر قابض رہا ہو تو اُسکا استحقاق اُس مال پر ہو جاتا ہے اور علی ہذا القیاس اگر اُسکی جانب سے سکوت و غفلت ظہور مین آوے تو اُسکا استحقاق زائل ہو جاتا ہے - جو مال کہ جایداد کی تقسیم مناسب یا اشترا یا کسی اور اسی قسم کے باعث سے حاصل ہو اُسپر قبضہ کی رو سے استحقاق قائم ہوتا ہے اور اگر قبضہ کی نسبت سکوت یا غفلت وقوع مین آئے تو استحقاق جاتا رہتا ہے * ص

مالگزاری سرکاری جایداد پدری کے اِس غرض سے درخواست دی کہ تفریق مذکور مطابق اُس حصہ کے جو اُسکو وراثتاً ملا ہے عمل مین آوے اِس اثنا مین محاصل کی تقسیم باہم ہوگئی مگر تقسیم جایداد نہوئی منجملہ تین بھائیون کے جو بلحاظ طعام وغیرہ بالاتفاق رہتے تھے ایک بھائی مرگیا اور باقی دو شریک بھائیون نے بذریعہ محاصل اُس جایداد کے جو اُسکے اور متوفی کے حصہ مین تھی اُسکا کریاکرم کیا اِس صورت مین متوفی بھائی کی جایداد سے ثلث اُس بھائی کو جو علیحدہ ہوگیا ہے ملیگا یا نہین ؟

ف ج - اگر منجملہ چار حقیقی بھائیون کے جنکا مال منقولہ موروثی آپس مین تقسیم ہوگیا ہے مگر جایداد غیر منقولہ غیر منقسمہ ہے اور اُنمین سے تین بالاتفاق رہتے تھے ایک نے وفات پائی ہو اور باقی دو شریک بھائیون نے سرمایہ مشترکہ سے اُسکا کریاکرم کیا ہو تو اِس صورت مین اُس بھائی کو جو علیحدہ رہتا ہے متوفی بھائی کے حصہ جایداد موروثی غیر منقسمہ سے ایک ثلث ملیگا گو وہ اُسکے کریاکرم کرنے مین شامل نہوا ہو یہ راے منو اور

بلحاظ طعام یا سکونت کے جدا رہنے سے ایسی علیحدگی کی تصور نہین کیجا سکتی جسکے باعث سے عدم قابلیت ارث لازم آوے ؛

صہ نارد سے '' اگر شرکا نے جایداد باہم تقسیم کرلی ہو تو اُنکے معاملات داد و ستد نسبت مویشی و اناج و زمین و معاملات خانگی و طعام و دین و آمدنی و خرچ بھی جداگانہ ہونگے اور یہ امور تقسیم جایداد کی نسبت دلائل لازمی ہین - تقسیم جایداد کے بعد بھائی ایک دوسرے کے گواہ اور ضامن ہوسکتے ہین اور باہم ہدیہ دے پا لے سکتے ہین اور معاہدات کرسکتے ہین اور قبل تقسیم جایداد ایسا نہین ہوتا ہے مگر مال مکسوبہ کی نسبت البتہ وے قبل تقسیم بھی ایسا کرسکتے ہین اگر اُن شخصون سے جنکی جایداد علیحدہ ہے ایسے امور علانیہ وقوع مین آوین تو اُنکی جایداد کو منقسمہ تصور کرنا چاہیے گو تقسیم کی نسبت کوئی تحریری دستاویز نہو '' ؛

چنانچہ جاگیلک کہتا ہے کہ '' یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ بھائی اور شوہر و زوجہ اور باپ و بیٹا ایک دوسرے کے واسطے قبل تقسیم جایداد ضامن نہین ہوسکتے اور نہ اپنی جایداد مشترکہ ایک دوسرے کو عاریتاً دے سکتے ہین اور نہ معاملات سرمایہ مشترکہ مین ایک دوسرے کے گواہ ہوسکتے ہین ؛

عالمون کے قول کے بموجب ہے۔ منو کا قول ہے کہ ”اگر جملہ زر قرضہ اور جایداد شاستر کے بموجب مناسب طور پر تقسیم ہو گئی ہو اور بعد ازان کوئی اور جایداد ظاہر ہو تو وہ بھی اسی طور پر تقسیم ہونی چاہیئے“۔ دیول کا قول ہے کہ ”بعد ازان برادران حقیقی کو اُس بھائی کا ورثہ جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو آپس مین تقسیم کر لینا چاہیئے“۔

منو کا قول ہے کہ ”اگر منجملہ کئی بھائیون کے بڑا یا چھوٹا بھائی تقسیم جایداد مین اپنا حصہ پانے سے محروم رہے یا اُنمین سے کوئی مرجاے تو اُسکا حصہ زائل نہ جائیگا بلکہ اُسکے حقیقی بھائی یا بہنین اور ایسے بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے دوبارہ شامل ہو گئے ہین فراہم ہو کر اُسکے حصہ کو آپس مین تقسیم کر لینگے“۔ ط ا

مقدمہ ۴۲ - س ا - تین حقیقی بھائیون نے اپنے باپ سے اُسکے حین حیات کُل جایداد تقسیم کرالی اور اُس وقت سے ایک بھائی علیحدہ

ط ا اکثر عدالتون اضلاع مغربی مین سوال مرقومہ بالا بھیجا گیا تھا اُسکے جواب مین بعض پنڈتون نے یہ بیوستہ لکھا کہ بھائی جو بعد علیحدہ ہو جانے کے جدا رہتا تھا وہ اپنے متوفی بھائی کی جایداد وراثتاً نہین پا سکتا صرف وے بھائی ورثہ پائینگے جو متوفی کے شامل رہتے تھے اور اُنھون نے اپنے بیوستون کی تائید مین وے قول جو دوبارہ شامل ہوے بھائی کے استحقاق کی نسبت ہین نقل کیے۔ بعض پنڈتون نے یہ بیان کیا کہ جو بھائی شامل نہین رہتا تھا اُسکا بھی استحقاق وراثت مساوی ہے کیونکہ دراصل جایداد غیر منقولہ موروثی کی تقسیم قرعہ اندازی یا کسی اور ذریعہ سے قبل یا بعد علیحدہ ہونے بھائی مذکور کے عمل مین نہین آئی۔

یہ اختلاف راے اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تقسیم جایداد کا نہونا اور بھائی کا صرف علیحدہ ہو جانا سوال مین صراحتاً بیان نہین کیا گیا تھا۔ صرف بلحاظ طعام بالاتفاق رہنے سے شریک بھائیون کو اُس بھائی کی نسبت جو علیحدہ کھانا کھاتا ہے مگر جسکا حصہ جایداد سے علیحدہ نہین کیا گیا ہے زیادہ استحقاق حاصل نہین ہے۔

ہو گیا اور تین شامل بطور کنبہ مشترکہ کے رہے باپ کی وفات کے بعد شریکیت بھائیون
مین سے ایک بلا اولاد ذکور مر گیا اور اُسکا کریا کرم اُس بھائی نے جو شامل
رہتا تھا کیا اس صورت مین دونون بھائی جو زندہ ہین اپنے بھائی متوفی کی
جایداد کے مساوی وارث ہین یا صرف وہی بھائی جو متوفی کے شامل رہتا تھا
مستحق وراثت ہے ؛

فیصلہ ا - بھائی جو علیحدہ ہو جائین اور بعد ازان منجملہ اُنکے ایک لاوارث
مر جائے ۱؎ تو اُسکی جایداد اُسکے بھائیون مین مساوی طور پر تقسیم
ہو جائیگی بشرطیکہ کوئی خاص ثبوت اس امر کی نسبت نہو کہ بھائی متوفی
اور وہ بھائی جو اُسکے مرتے وقت تک ساتھ رہا بلحاظ جایداد دوبارہ
شامل ہو گئے تھے ۲؎ اس باب مین دائے بھاگ اور اور کتب
شاستر مین مسائل مندرج ہین ؛

اگر بیان یہ ہو کہ بعد تقسیم کے دوبارہ شامل ہو جانا عمل مین آیا تو اُسکا وجہ ثبوت کافی ضرور ہے ؛

جاگیہ ولک - "زوجہ اور بیٹیا اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی"؛
منو - "اُس شخص کا ترکہ جو بیٹا نہ چھوڑ مرا ہو اُسکا باپ یا
بھائی پائیگا"؛

دیول - "بعد ازان حقیقی بھائیون کو ورثہ اُس شخص کا جو اولاد
ذکور نہ چھوڑ مرا ہو تقسیم کر لینا چاہیے"؛

۱؎ اس جگہ لاوارث کے لفظ سے یہ سمجھنا چاہیے کہ شخص مذکور کوئی وارث ماں تک نہ چھوڑ مرا؛
۲؎ جگناتھ نے دوبارہ شامل ہونے کے معنی جمتواہن کے قول کے بموجب بیان کیے ہین
جنکو رگھونندن مصنف دائے تتو نے نقل کیا ہے - اور وے یہ ہین - کہ صرف وے
اشخاص جو از روئے ولادت اپنے باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ کی جایداد مکسوبہ کے شریک ہون
اور اگر بعد تقسیم جایداد کے ایک مکان مین بطور کنبہ مشترکہ کے رہین اور پہلی تقسیم کو آپس کی
محبت کے باعث سے بدین اظہار کہ تیری جایداد میری ہے اور میری تیری ہے منسوخ کرین
تو دوبارہ شامل ہو سکتے ہین علاوہ اُنکے اور اشخاص مثلاً شرکار تجارت کا اپنے مال کو باہم
ملانا دوبارہ شریک ہونا نہین کہا جاتا ہے - جلد ۴ صفحہ ۲۱۵ ؛

س ۲- اگر دوبارہ شامل ہونے کا کوئی صریح اور صاف ثبوت ہو اور دوبارہ شامل ہوئے بھائیون مین سے ایک مرجائے تو اُسکی جایداد کا صرف وہ بھائی جو شامل ہے مستحق ہوگا یا وہ بھی جو شامل نہین ہے *

ج ۲- صورت مذکورہ بالا مین صرف وہ بھائی جو شامل ہوگیا ہے بمحرومی اُس بھائی کے جو علٰحدہ ہے مستحق وراثت ہے *

جاگیلک – "جو بھائی دوبارہ شامل ہوا ہو اپنے متوفی شریک بھائی کا حصہ پائیگا" *

ضلع ہوگلی

بمقابلہ اُس بھائی کے جو دوبارہ شامل ہو اُس بھائی کا کچھ حق نہین ہے جو علٰحدہ ہوگیا ہو *

باب چھٹا

تبنی کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ناکتخدا شخص ایک لڑکے کو بطور بیٹے کے متبنی کرنے کا مجاز ہے یا نہین *

ج- ناکتخدا شخص اپنے اور اپنے مورثون کو پنڈ و پانی دینے کے لیے لڑکا متبنی کرسکتا ہے *

ناکتخدا شخص متبنی کرسکتا ہے *

یہ راے مطابق دت تک چندریکا اور دت تک درپن اور اور کتب شاستر کے ہے *

ضلع خنگل محال – ۱۱ مئی ۱۸۲۶ع

مقدمہ ۲- س ۱- عورت بعد وفات اپنے شوہر کے بیٹا گود لینے کی مجاز ہے یا نہین *

ج ۱- اگر اُسکا شوہر اُسے گود لینے کے واسطے ہدایت کرگیا ہو تو اِس صورت مین عورت شاستر کے بموجب مجاز ہے کہ بیٹا گود لے نہ اور کسی صورت مین *

اگر شوہر متوفی اپنی زوجہ کو اجازت دے گیا ہو تو وہ متبنی کرسکتی ہے *

ماخذ - باسشٹ کا قول بہاد چنتامنی اور بہاد سکھنگار نو مین نقل ہے وہ یہ ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے" ؂

س ۲ - ایک شخص اپنے باپ کے سامنے حاملہ زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور اُسکے بعد ازان ایک طفل پیدا ہوا اس صورت مین یہ طفل جو بعد مرگ اپنے باپ کے پیدا ہوا اپنے باپ کی جایداد پانے کا مستحق ہے یا نہین ؂

ج ۲ - اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اور کُنبہ سب شامل رہتا ہو اور بیوہ کے بعد ازان ایک بیٹا پیدا ہو تو ایسا بیٹا اپنے دادا کی وفات کے بعد اپنے باپ کا حصہ بشمول اپنے چچا یا اور وارثون کے وراثتاً پانے کا مستحق ہے لیکن اگر بیوہ مذکور کے دختر پیدا ہو تو وہ حصہ مذکور کا دعوی نہین کر سکتی کیونکہ شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ پوتی جسکا باپ اپنے باپ کے سامنے مر گیا ہو اپنے دادا کی جایداد کا ترکہ پاوے لیکن اگر مالک نے اپنی جایداد کو باہم اپنے اور اپنے متوفی بیٹے کے تقسیم کر دیا تھا تو اس صورت مین پوتی اپنے باپ کا حصہ وراثتاً پانے کی مستحق ہے ؂

لڑکا جو بعد وفات اپنے باپکے پیدا ہو وہ دادا کی جایداد کا ترکہ بشمول اپنے چچاؤن کے پاویگا مگر بیٹی کو جو اسطرح پیدا ہوئی ہو نہ ملیگا الا صرف اس صورت مین جبکہ اسکا باپ قبل وفات اپنی بحصہ جایداد پر قابض اور متصرف ہو ؂

ماخذ - کاتیائن کا قول واسے تھو مین یہ منقول ہے کہ "اگر بیٹا قبل تقسیم جایداد مر جاوے تو اُسکا حصہ اُسکے بیٹے کو ملیگا بشرطیکہ اُسنے کوئی جایداد اپنے دادا سے نہ پائی ہو - پوتا اپنے باپ کا حصہ اپنے چچا یا چچا کے بیٹے سے پائیگا" ؂

س ۳ - لڑکا گود لینے کے وقت کوئی معاہدہ تحریر کرنے کا دستور ہے یا نہین اور اگر ہے تو تبنی جسمین کوئی معاہدہ تحریری عمل مین نہین آیا ہے باطل و نادرست متصور ہوگا یا نہین ؂

ج ۳ - تبنی کے وقت دستاویز تحریر کرنے کے واسطے کوئی قانون نہین ہے

جواز تبنی کے لیے ہو

تحریر ہونا دستاویز کا ضرور نہین ہے ✤

گود دستاویز لکھنے کا رواج عام ہے۔ اگر کسی شخص نے لڑکے کو جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ نہو بعد اداے رسوم معینہ تبنی کے گود لیا ہو اور کوئی دستاویز اس امر مین تحریر نہوئی ہو اور متبنی کے اصلی والدین نے اُسے برضا و رغبت گود دیا ہو تو اس صورت مین ایسی تبنیت درست اور جائز ہے ✤

فقرہ مرقومہ ذیل بباد ارنوستو اور بباد بھنگار نو مین منقول ہے

"لیکن اے راجہ دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹون کو جب کہ اُنکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہو ✝ گود لینا نہ چاہیے اور اول اولاد ذکور کے لیے

✝ یہ لکھنا مناسب ہے کہ پانچ برس کا جو بیان ذکر ہوا ہے اسکی کچھ قید ضرور نہین ہے یعنی اس سے عمر متبنی کا تعین جسکے بعد تبنی ناجائز تصور ہو مقصود نہین ہے۔ تنبیہ منقولہ ذیل مین کو بروک صاحب نے اس باب مین بہت تفصیل کے ساتھ بحث لکھی ہے۔ تنبیہ مذکور انکے ترجمہ متاچھرا مین مندرج ہے اور وہ یہ ہے کہ رگھونندن نے اودھوتتو مین کالکا پُران سے ایک فقرہ نقل کیا ہے جو مع قول باسسٹ کے آئین تبنی کی بنیاد ہے اور حسب پیرو اقوال رگھونندن کا عمل ہے۔ فقرہ مذکور کے وہ لوگ یہ معنی بیان کرتے ہین کہ متبنی کرنا لڑکے کا جسکی عمر پانچ برس سے زیادہ ہو اور خصوصاً اُسکا جسکی موتراشی کے علاوہ اور رسوم ابتدائی بھی ادا ہو گئی ہون ممنوع ہے مگر اس قول کو ہنود کے اور طریقون کے مصنفون نے بطور مقولہ مسلمہ کے تسلیم نہین کیا ہے بلکہ بعض کو فقرہ مذکور کے صحیح ہونے مین شبہہ ہے خصوصاً مصنف بیوہار میوکھ کو جو بیان کرتا ہے کہ یہ فقرہ اکثر نسخجات کالکا پران مین نہین ہے۔ بعض مصنف اس فقرہ کو صحیح کہتے ہین اور معنی اُسکے دستور عامہ کے مطابق بیان کرتے ہین جسکی رو سے رشتہ دار نہ شخص اجنب کو گود لینے کی اجازت ہے گو اُسکی عمر بڑی ہو اور رسوم ابتدائی بھی اُسکی نسبت عمل مین آگئی ہون۔ فقرہ مذکورہ بالا کے معنی جو ذیل مین لکھے جاتے ہین وہ اُس معنی کے مطابق ہین جو نندا پنڈت سے دتک مِمانسا مین لکھے ہین۔ دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹے گو دوسرے شخص کے نطفہ سے ہون تاہم باقاعدہ بذریعہ رسم تبنی اپنے کُنبہ مین داخل کرنے سے دے گود لینے والے باپ کے بیٹے ہو جاتے ہین اگر کسی لڑکے کی رسم موتراشی اُسکے اصلی باپ کے خاندان کے نام سے حسب دستور عمل مین آئے تو وہ اسوجہ سے دوسرے شخص کا بیٹا نہین ہو جاتا ہے البتہ جب رسم موتراشی اور اور رسوم ابتدائی گود لینے والے کے خاندان کے نام سے عمل مین آئین تو صرف اِس صورت مین دیے ہوے اور اور قسم کے بیٹے گود لینے والے

جاگ کرے " مـــ۱

ضلع ندیا ۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۱۰ء

مقدمہ کشن کنت گوسامی بنام پرمانند گوسامی ؎

مقدمہ ۲۳ ۔ س ۔ ایک شخص کے دو بیٹون مین سے ایک بیٹا مرگیا بعد ازان اُسنے اپنی زوجہ کے بھائی کو اپنا دوسرا بیٹا گود دیا علاوہ اِن دو بیٹون کے اُسکے کوئی اور اولاد نہ تھی اِس صورت مین ایسے لڑکے کا گود لینا جائز ہے یا نہیں ؎

جبکہ صرف ایک بیٹا ہو تو وہ گود نہیں دیا جاسکتا ؎

ج ۔ صورت متذکرہ بالا مین بڑے بیٹے کی وفات کے بعد بحالت نہونے تیسرے بیٹے یا پوتے کے گود دینا دوسرے بیٹے کا ناجائز تصور کرنا چاہیے ؎ مـــ۲

م اولاد مین متصور ہونگے اور اگر ایسا نہو تو اُنکو غلام کہتے ہین ۔ اے راجہ بیٹون کو جبکہ اُنکی عمر پانچ برس سے تجاوز کرجاے گود دینا نہ چاہیے لیکن پانچ برس کے لڑکے کو گود لیکر تبنی کرنے والے کو وہ جگ کرنا چاہیے جو اولاد ذکور کے لیے معین ہے ؎

مـــ۱ ۔ مقدمہ کیرت نرائن بنام بھب نیسری منفصلہ ۱۸۲۶ء صدر دیوانی عدالت سے یہ راے لکھی گئی تھی کہ " ایک فقرہ شاستر مرقومہ عالمان ہنود کا جنکی کتب شاستر بنگالہ مین مروج ہین یہ مضمون ہے کہ لڑکے کو پانچ سال کی عمر کے بعد کسی طریقہ تبنی سے متبنی کرنا نہ چاہیے ۔ اور جب کسی کو گود لینا منظور ہو وہ پانچ برس سے زیادہ عمر کے لڑکے کو متبنی نہ کرے ۔ اِس فقرہ پر بحث یہ درپیش ہوئی کہ تبنی کے جواز کے لیے عمر کا تعین ایک امر ضروری اور لابدی ہے یا کہ فقرہ مذکورہ کے معنی کو کسی قدر وسعت بھی دی جاسکتی ہے ۔ دیگر اضلاع اور نیز بنگالہ مین بدرہی نسل کے رشتہ دار قریب کو متبنی کرنے مین کچھ مشکل واقع نہیں ہوتی مثلاً بھائی کے بیٹے کو یا شوہر کے قریب تر رشتہ دار کو گود لینا بلاشک جائز متصور رہو گا گو اُسکی عمر معینہ سے بہت زیادہ ہو ۔ لیکن بنگالہ مین جہان اشخاص اجنب کے گود لینے کا رواج ہے مقولہ مسلمہ یہ ہے کہ لڑکے کی عمر ایسی ہونی چاہیے کہ داخل خاندان کرنے کی رسوم منجملہ جنکے موتراشی کی رسم جو سب مین بڑی ہے گود لینے والے کے نام سے اور اُسکے گھر مین عمل مین آئے " ؎

مـــ۲ ۔ یہ امر اِس قاعدہ امتناعی کے بموجب ہے کہ جسکے صرف ایک بیٹا ہو وہ اُسی بیٹے کو گود

مقدمہ ۴ - س - شاستر متمشیہ بہار کے بموجب گود لینا اکلوتے بیٹے کا جائز ہے یا نہین ؟

طریقہ دت تک کے بموجب اکلوتا بیٹا گود نہین لیا جاسکتا ؛

ج - شاستر متمشیہ بہار کے بموجب **دت تک** طریقہ سے گود لینا اکلوتے بیٹے کا ناجائز ہے بلکہ دونون امر یعنی دینا اور لینا اکلوتے بیٹے کا منع ہے اور بلا ادا رسم دینے اور لینے کے اُس قسم کی تبنیت کو جو **دت تک** کے نام سے موسوم ہے نفاذ نہین ہوسکتا ؛

ماخذ - کسی آدمی کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مورثون کے مراد وغیرہ

عمر دے دینے کا مجاز نہین ہے - کبیر بھٹ کہتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہون اُسکو اپنا ایک بیٹا دے دینا نہ چاہیے وہ بعد نقل کرنے اس قول سنگہہ کے کہ "جسکے بہت سے بیٹے ہون وہ مصائب کے سبب سے اپنا ایک بیٹا دے سکتا ہے" یہ بیان کرتا ہے کہ دوسرے بیٹے کے مرجانے کے بعد قطع نسل ہو جائیگا - اس راے مین مصنفان **دیجانتی** اور **دت تک ممانسا** کا بھی اتفاق ہے اُنکا قول ہے کہ جس شخص کے صرف ایک بیٹا ہے وہ اُسکو کبھی نہ دینا چاہیے چونکہ اس قول سے یہ مستنبط ہوتا ہے کہ جسکے دو بیٹے ہون وہ ایک بیٹا دے سکتا ہے لہذا اسکے ساتھ یہ عبارت امتناعیہ کہ دینا ایک بیٹے کا جسکے دو بھی ہون ملحق کی گئی ہے اس جگہہ یہ بیان کرنا مناسب ہے کہ یہ امتناع کہ جس باپ کے دو بیٹے ہون اُسکو ایک بیٹا دے ڈالنا نہ چاہیے اس امر پر حاوی نہین ہے کہ اگر ایک شخص کے علاوہ دے ڈالے ہوے بیٹے کے ایک اور بیٹا یا پوتا یا دونواسے ہون تو وہ ایسا نہ کرے - کیونکہ اگر علاوہ ایک بیٹے کے اسکے ایک پوتا یا دونواسے زندہ ہون تو نسل قطع نہوگی اور لفظ پتر کے معنی بیٹے اور پوتے اور پرپوتے کے ہین اگر یہ معنی قرار دیے جائین تو اس سے لازم آتا ہے کہ ایک شخص جسکے پوتا یا پرپوتا ہو وہ بیٹا گود دے سکتا ہے - معلوم ہوگا کہ جواب مرقومہ بالا سوال کے مطابق نہ تھا سوال یہ تھا کہ ایسی صورت مین گود لینا جائز ہے یا نہین اسکا جواب یہ دیا گیا کہ ایسی صورت مین گود دینا بیٹے کا ناجائز ہے - لیکن دراصل حکم امتناعی دونون امر یعنی لینے اور دینے سے متعلق ہے جو شخص اپنے اکلوتے بیٹے کو دے ڈالے اسکی نسبت صرف یہی خیال نہین کیا جاتا کہ اُسنے اُس خاص ذریعہ کو جس سے اُسکی صعوبات عقبیٰ دور ہوتی ہین ہاتھ سے دیا بلکہ یہ بھی کہ اُسنے اپنے مورثون کو ایسی ہی مشکل مین ڈالا اور ایسی صورت مین وہ فوائد زائل ہوتے ہین جنکے حفظ کے لیے قانون کی مداخلت ضرور ہے ؛

کے لیے اکلوتے بیٹے کا رہنا بقاے نسل کے واسطے ضرور ہے۔ عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے۔ یہ قول باسشٹ کا دت تک ممانسا اور دت تک چندریکا مین منقول ہے ۔

صدر دیوانی عدالت۔ ۱۴ مئی ۱۸۱۳ع

مقدمہ نند رام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ

مقدمہ ۵ ۔ س ۔ ایک شخص اپنی وفات کے قبل اور حین حیات بھائیون کے اپنی زوجہ کو جو نابالغ تھی بیٹا گود لینے کے واسطے ہدایت کر گیا اس صورت مین درحالت زندہ ہونے اُسکے بھائیون کے وہ اپنی زوجہ کو بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کر جانے کا مجاز تھا یا نہین ۔

فیج ۔ اگر شخص متوفی قبل اپنی وفات اور حین حیات اپنے بھائیون کے اپنی زوجہ کو بیٹا متبنی کرنے کی اجازت دیجاے تو بعد اُسکی وفات کے بیٹا لینے کے واسطے اُسکی ہدایت جائز متصور ہوگی اُسکی زوجہ کی نابالغی اور اُسکے بھائیون کا موجود ہونا باعث مزاحمت تبنی نہوگا یہ راے بموجب مسائل متو اور بہا دتندیو اور دت تک ممانسا اور اور کتب شاستر کے ہے ۔

ف بیوہ اگر نابالغ ہے تو وہ بموجب ہدایت محصلہ اپنے شوہر متوفی کے گود لے سکتی ہے گو اُسکے شوہر کے بھائی موجود ہوں ۔

شہر مرشد آباد۔ ۱۹۔ مارچ ۱۸۱۵ع

ہردھن راے مختار سرپ منگل بنام لبھو ناتھ راے وغیرہ ۔

مقدمہ ۶ ۔ س ۔ ایک عورت نے اپنے شوہر متوفی سے گود لینے کی اجازت حاصل کر لی تھی چنانچہ ایک شخص نے عورت مذکور کو اپنا بیٹا گود دینے کے واسطے ایک دستاویز لکھدی اور اُسنے اُس دستاویز کو قبول کر لیا اور رسوم معینہ تبنی کے ادا کرنے کو تیار تھی مگر اس اثنا مین لڑکے کا باپ اُسے اور مقام پر لے گیا اور وہان اُسکی رسم موتراشی بلا رضامندی بیوہ کے ادا کی جب بیوہ نے یہ خبر سُنی تو اول اُسنے اُسکو متبنی کرنے سے انکار کیا اور ایک اور لڑکے کی تلاش کی مگر آخر کار اُسنے اُسی لڑکے کو جسکی موتراشی اُسکے اصلی باپ سے کے

گھر ہو گئی تھی متبنی کر لیا اس صورت مین یہ تبنی جائز اور درست ہے یا نہین ؀

ج - اگر بیوہ نے اُس دستاویز کو جو لڑکے کے باپ نے اپنا لڑکا گود دینے کے واسطے تحریر کر دی تھی قبول کر لیا اور باپ مذکور نے اُسے کسی اور مقام پر لیجا کر اُسکے گود لینے والے باپ کے خاندان کے نام سے اُسکی موتراشی بلا اجازت بیوہ کے کی ہو تو ایسی تبنی جائز ہے بشرطیکہ لڑکا اُسکا سپنڈ ہو اور بیوہ نے ہوم اور رسوم تبنی خود ادا کی ہون - اگر باپ نے لڑکے کی موتراشی اپنے باپ دادا کے نام سے کی ہو تو تبنی ناجائز ہے ؀

اگر لڑکے کے اصلی باپ نے لڑکے کی موتراشی گود لینے والے باپ کے نام سے کی ہو تو وہ لڑکا بعد موتراشی کے بھی گود لیا جا سکتا ہے ؀

ضلع رنگ پور - ۲۸ ستمبر ۱۸۱۵ء

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص اپنی زوجہ کو گود لینے کے لیے ہدایت کر کے فوت ہوا بعد ازان اُسکی بیوہ نے ایک ہی زمانہ مین دو بیٹے گود لیے اِس صورت مین گود لینا دونون کا درست اور جائز ہے یا نہین ؀

ج - اگر ایک شخص لاولد بخیال مذہب اپنی زوجہ کو گود لینے کی اجازت دے تو ایسا متبنی لڑکا صحیح النسب لڑکے کی بجاے تصور کیا جاتا ہے اور اگر بیوہ کو ایسی اجازت حاصل ہو تو وہ گود لینے کی مجاز ہے - ظاہر ہے کہ شوہر نے اجازت بخیال اِس امر کے دی تھی کہ متبنی کرنا ایک بیٹے کا اداے رسوم مذہبی کے واسطے کافی ہوگا لہذا بپابندی ہدایت شوہر کے وہ زمانۂ واحد مین دو لڑکے گود نہین لے سکتی اور تبنی دوم ناجائز ہے ؀

اگر بیوہ نے اپنے شوہر سے بیٹا گود لینے کے واسطے اجازت حاصل کر لی ہو تو وہ زمانۂ واحد مین دو بیٹے گود نہین لے سکتی اور تبنی دوم ناجائز ہے ؀

ماخذ - ”جس کسی کے اولاد ذکور نہو اُسکو کسی قسم کا بیٹا پنڈ اور پانی دینے اور کریا کرم اور بقاے نام کے واسطے گود لینا چاہیے - اِس قول مین بیٹا بصیغۂ واحد مستعمل ہوا ہے لہذا مصنف داے تتو اِس سے مستنبط کرتا ہے کہ کثرت تبنی ناجائز ہے“ ؀

منو کا قول ہے ”گرو داناؤن نے بیان کیا ہے کہ یہ گیارہ قسم کے لڑکے یعنی زوجہ کا بیٹا وغیرہ بجاے صحیح النسب بیٹون کے ہین ورنہ کریا لوپت یعنی رسوم بعد وفات

عمل ہین نہ آئینگی ؞

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۳۰ - اپریل ۱۸۱۳ء

مقدمہ ۸ - س - ایک برہمن کے چار لڑکون مین سے ایک لڑکا اُسکے سامنے لاولد مرگیا اُسکی وفات کے بعد باپ نے منجملہ اپنے حی القائم بیٹون کے ایک بیٹے کا بڑا بیٹا متوفی کی بیوہ کو دیا تاکہ وہ اُسے گود لے اِس صورت مین ایسا متبنی بیٹا دہرم شاستر کی روسے متوفی کا وارث ہے یا نہین ؞

کوئی عورت بلا اجازت اپنے شوہر کے دت تک گود نہین لے سکتی صرف اکلوتا بیٹا یا بڑا بیٹا گود نہین دیا جاسکتا ہے ؞

فتح - بیوہ بیٹا گود لینے کی مجاز نہین ہے اور اگر اُسکے بیٹے ہین تو منجملہ اُنکے وہ کسی بیٹے کو گود بھی نہین دے سکتی ہے اور اگر کسی شخص کے صرف ایک بیٹا ہے تو وہ اُسکو گود نہین دے سکتا ہے اور جب کسی شخص کے بہت سے بیٹے ہین وہ بڑے بیٹے کو گود نہین دے سکتا ہے ؞

باسشٹ کا قول ہے - کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے" ؞

"علی ہذا القیاس کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے" ؞

اگر بہت سے بیٹے ہون تو اُنمین سے بڑا بیٹا متبنی کے لیے نہین دیا جاسکتا ہے چنانچہ منو کا قول ہے کہ "ایک شخص بفور پیدا ہونے پہلے بیٹے کے اولاد ذکور کا باپ تصور کیا جاتا اور اپنے مورثون کے فرض سے بری ہو جاتا ہے" ؞

ضلع بندیل کھنڈ - ۱۴ - اپریل ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۹ - س - دت تک بیٹا اپنے اصلی باپ کا ترکہ پانے کا مستحق ہے یا نہین ؞

جب تک بیٹا اپنے خاص باپ کی جایداد نہین پاسکتا ہے ؞

فتح - دت تک بیٹا اپنے اصلی والدین کا وارث نہین ہو سکتا چنانچہ منو کا قول ہے کہ "دت تک بیٹے کو اپنے اصلی باپ کے خاندان اور جایداد کا کبھی دعوی نہ کرنا چاہیے خاندان اور جایداد اُسی سے متعلق ہے جو پنڈ دینے کا مجاز ہے مگر جس شخص نے کہ اپنا بیٹا دے دیا ہے اُسکی نسبت وہ بیٹا کریا کرم نہین کر سکتا ہے" ؞

ضلع شاہ آباد - ۱۳ - مئی ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۱۰ - س ۱ - اگر ایک عورت بدین اظہار کہ اُسنے بیٹا گود لینے کے لیے اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرلی تھی بیٹا گود لے اور اجازت حاصل ہونے کی تائید مین سوائے اُسکے اظہار کے اور کوئی امر نہو تو اِس صورت مین تبنی جائز ہے کہ نہین ❊

ج ۱ - اگر عورت مُظہر اس امر کی ہو کہ اُسکے شوہر نے اُسے بیٹا گود لینے کی اجازت دے دی تھی اور یہ امر گواہی گواہان یا کسی اور ثبوت کی رو سے ثابت نہو تو اس صورت مین تبنی ناجائز ہے ❊

ماخذ " عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے - یہ قول باسشٹ کا دتک چندریکا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ❊

س ۲ - اگر متبنی اور اُسکی گود لینے والی مان کے باہم تنازع پیدا ہو اور اُسکے فیصلے کے لیے متبنی بیٹا ایک اقرار نامہ اِس مضمون کا تحریر کردے کہ اُسکی مان حین حیات اپنی جایداد اراضی پر قابض رہے اور بعد وفات اُسکے وہ صرف اِس شرط پر ورثہ پائے کہ اگر باہم اُسکے اور اُسکی مان کے کوئی تنازع عظیم واقع ہو تو اُسکے کُل حقوق جاتے رہینگے اور اُسکا متبنی ہونا باطل تصور ہوگا - اِس صورت مین اگر باہم کوئی نااتفاقی پیدا ہو تو مان بذریعہ اِس دستاویز کے متبنی بیٹے کو ترکہ سے محروم کرنے کی مجاز ہے یا نہین ❊

ج ۲ - صورت مذکورہ بالا مین ایسے اقرار نامہ کے ذریعہ سے مان کو استحقاق مذکور حاصل ہے کیونکہ ہر جایداد کے مالک کو اختیار ہے کہ اپنی جایداد کو جاہے جسطرح سے منتقل کردے - یہ رائے داے بھاگ اور بیاد بھنگارنو اور بیاد آرنو ستو اور اور نسخجات کے بوجب ہے ❊

ماخذ - کتب مذکورہ بالا مین نارد کا یہ قول منقول ہے کہ " اگر وے اپنے

عورت کا فقط اظہار کہ اُسنے بیٹا گود لینے کے لیے اپنے شوہر کی اجازت حاصل کرلی تھی اس امر کے لیے کافی ثبوت نہین ہے ❊

متبنی بیٹا مجاز ہے کہ حین حیات اپنی گود لینے والی مان کے جایداد پر قابض ہونے کی نسبت بطور جائز اقرار کرے اور درصورت خلاف ورزی اقرار اسکا حق استحقاق زائل ہوجائیگا ❊

حصون کو دے ڈالیں یا بیع کر دیں تو وے اپنی خوشی کے مطابق کر سکتے ہیں کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہیں" ۔

صدر دیوانی عدالت - ۱۴ - جنوری ۱۸۲۶ع

مقدمہ مسماۃ تارامنی دیبی بنام دب نراین رائے اور کشن پرشاد

مقدمہ ۱۱ - س - ایک باشندۂ ضلع شاہ آباد نے جبکہ وہ لاولد تھا اپنے بھائی کے بیٹے کو متبنیٰ کر لیا بعد ایسے تبنی کے متبنیٰ کرنے والے باپ کے ایک بیٹا پیدا ہوا اس صورت میں متبنیٰ کرنے والے باپ کی وفات کے بعد اسکی جایداد سے ہر ایک بیٹا کسقدر حصہ پانے کا مستحق ہے ۔

متبنیٰ بیٹا اشمول صلبی بیٹے کے چہارم حصہ پانے کا مستحق ہے ۔

نتیجہ - صورت مذکورہ بالا میں جایداد کے چار حصے کرنے چاہییں منجملہ اُنکے تین حصہ تو اصلی بیٹے کو ملینگے اور ایک حصہ متبنیٰ کو - یہ رائے متاچھرا اور دت تک مما نسا اور اور کتب شاستر متمشیۂ ضلع شاہ آباد کے مطابق ہے ۔

ماخذ - باسشٹ کا قول مرقومۂ ذیل کتب مذکورۂ بالا میں منقول ہے - " اگر تبنی کرنے کے بعد ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو متبنیٰ بیٹے کو ایک ربع کا حصہ ملتا ہے" ۔ [1]

صدر دیوانی عدالت

مقدمہ ۱۲ - س - ایک شخص پانچ بیٹے (ا) (ب) (س) (د) (ط) چھوڑ کر مر گیا یہ سب باپ کی جایداد پر بالاشتراک قابض و متصرف رہے بعد ازاں (ا) اور (س) لاولد مر گئے مگر (س) اپنی زوجہ چھوڑ مرا بعد اُنکی وفات کے حی القائم بھائیوں (ب) و (د) و (ط) نے جایداد کو باہم مساوی حصوں میں تقسیم کر لیا اور علیحدہ رہنے لگے اور بعد اس تقسیم کے (ب) اور (ط) نے بھی

[1] یہ حصہ متبنیٰ بیٹے کا بنارس کے شاستر کے بموجب ہے مگر شاستر بنگالہ کے بموجب وہ ثلث حصہ کا دعوی کر سکتا ہے ۔

وفات پائی (ب) دو بیٹے اور (ط) ایک بیوہ اور ایک نواسہ چھوڑ مرا جس نواسہ کو (ط) نے گود لے لیا تھا اور یہ تبنی بشہادت یقینی ثابت ہے۔ (ط) کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ اور نواسہ نے اصل مالک کی جایداد کے ثلث حصہ پر جو کہ (ط) کا جائز حصہ تھا قبضہ کیا اور چار برس تک یہ دونون اُسپر قابض رہے اب (د) اور (ب) کے دو بیٹے اُنکو جایداد سے بیدخل کیا چاہتے ہین اس صورت مین (ط) کی بیوہ اور نواسہ اصل مالک کی جایداد سے کسی قدر حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین اگر (ط) نے اپنے نواسہ کو گود نہ لیا ہو تو اِس صورت مین بھی وہ اپنے نانا کی جایداد۔ ا ثنا پانے کا مستحق ہے یا نہین ❊

فتح ۔ اگر منجملہ بھائیون کے جو علٰحدہ رہتے ہون چھوٹا بھائی بعد گود لینے اپنے نواسہ کے مرجائے تو صرف ایسا متبنیٰ مستحق پانے اُس جایداد کا ہے جسپر متوفی کا استحقاق تھا ❊

"اگر کسی شخص کے صلبی صحیح النسب اولاد نہو تو کل اس قسم کے بیٹے اُسکے وارث بیان کیے گئے ہین لیکن اگر بعد ازان ایک صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو ترکے بیٹے کا استحقاق حاصل نہین ہے۔ اولاد کے لیے یہ بارہ قسم کے بیٹے بیان ہوے ہین۔ بیٹا جو اپنی صلب سے پیدا ہو۔ یا دوسرے شخص کی صلب سے۔ یا جو متبنیٰ کے لیے لاہو۔ یا جو خود اپنے تئین بیٹا بنا دے۔ قول دیول ❊

"منجملہ اِنکے جو وارثون کے سلسلہ مین قریب ہے وہ وارث ہے اور اِس سے پہلے کا شخص نہو تو وہ پنڈ اور پانی دیگا" ❊ قول جاگبلک ❊

"اگر نواسہ گود نہین لیا گیا ہے تو (ط) کی جایداد اولاً اُسکی بیوہ کو پہونچیگی اور بیوہ نہو تو ترتیب مین جو شخص زوجہ کے بعد وارث قرار دیا گیا ہے وہ وارث ہوگا" قول جاگبلک "زوجہ اور بیٹیان الخ" ❊

قول بشنو "جس شخص کے اولاد ذکور نہو اُسکی جایداد اُسکی زوجہ کو پہونچیگی

ف نواسہ بتریج بھتیجے کے گود لیا جا سکتا ہے مگر تنبیہ متعلقہ اِسکی مقدمہ کو دیکھو ❊

ف نواسہ کے بعد زوجہ کا وارث ہونا پایا ہے ❊

"نواسہ داریون مین شمار کیا جاتا ہے اور ترتیب وراثت کے بموجب جایداد اُسکو پہونچتی ہے"۔

"جس شخص کے کوئی بیٹا نہو اُسکے نواسہ کو اُسکی کُل جایداد دینی چاہیے اور اُسکو دو پنڈ یعنی ایک اپنے باپ کو اور دوسرا اپنے نانا کو دینا لازم ہے اگر کوئی شخص بیٹا یا پوتہ نہ چھوڑ مرے تو نواسہ وراثتاً جایداد کا مالک ہے کیونکہ اِس امر مین کُل کا اتفاق ہے کہ بلحاظ ادا کرنے رسوم کریا کرم کے پوتا اور نواسہ دونون یکسان ہین" قول منو اور کشبن + سلہ

ضلع مرزاپور – ۱۰ – جولائی سنہ ۱۸۷۱ع

مقدمہ ۱۳ – س – ایک شخص مسمی شیو ناتھ باشندہ بنگالہ جو نصف موروثی جایداد اراضی کا مالک تھا اپنی حاملہ زوجہ مسماۃ بھگوتی اور حقیقی بھائی گوبند پرشاد چھوڑکر سنہ ۱۲۶۱ بنگلہ مین مرگیا اسی سال مین اُسکی بیوہ کے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام گنگا مائی رکھا بیوہ مذکور نے سنہ ۱۲۶۱ بنگلہ مین وفات پائی گنگا مائی کا بیاہ سنہ ۱۲۷۱ بنگلہ

سلہ گوبند دمعن لکھتا ہے کہ متبرک منی سنگھ کا قول ہے کہ برہمنون کو اپنے سپنڈ ون مین سے بیٹا گود لینا چاہیے اور سپنڈ نہون تو غیر سپنڈ ون مین سے منجملہ سپنڈ ون کے بھتیجا سب سے بہتر ہے اگر بھتیجا نہو تو ایسا سپنڈ پسند کرنا چاہیے جو سگوتر بھی ہو اگر ایسا شخص نہو تو ایسا سپنڈ جو سگوتر نہو اور یہ نہو تو سگوتر جو سپنڈ نہو اور یہ بھی نہ ملے تو جو شخص نہ سپنڈ ہو نہ سگوتر متبنی کرنا چاہیے لیکن کسی صورت مین بہن کا یا بیٹی کا بیٹا گود لینا نہ چاہیے اور نہ آنکو جبکا متبنی کرنا عقل کے نزدیک نامناسب ہے مثلاً بھائی یا چچا یا ماموں – تین قومون یعنی برہمن اور چھتری اور ویش کو چاہیے کہ خاص اپنی قوم کا لڑکا متبنی کرین – اور جو بیٹا کہ اکلوتا نہین ہے وہ گود دیا جاسکتا ہے شودر کے لیے بہن اور بیٹی کا بیٹا گود لینا جائز ہے – توضیحات دھرم شاستر صفحہ ۱۵۰ +

تبنی کا صحیح قاعدہ یہی ہے جو اوپر منقول ہوا اور مقدمہ مذکورہ بالا مین گو یہ امر بصراحت نہین بیان ہوا ہے کہ فریقین شودر تھے مگر ہمکو انھین ویسا ہی خیال کرنا چاہیے الا جواب شاستر کے مطابق معلوم نہین ہوتا +

مین رام کشب دت کے ساتھ ہوا اصل مالک جایداد کا بھائی گوبند پرشاد سنہ ۱۸۱۲ع
مین مرگیا اور ایک لڑکا کشن کشور اور ایک بیٹی دیا مائی چھوڑ مرا سنہ ۱۸۲۲ع بنگلہ مین
رام کشب دت گنگا مائی کا شوہر لاولد مرگیا - اصل مالک کی وفات کے بعد اُسکے
بیوہ بھگوتی مستحق وراثت کی تھی یا کہ اُسکا بھائی گوبند پرشاد مستحق تھا - اگر
بیوہ وارث تھی تو اُسکی وفات کے بعد ورثہ گوبند پرشاد کو پہونچتا تھا یا کہ بیوہ
ندکور کی لڑکی گنگا مائی کو - اگر بیٹی وارث جائز تھی اور اُسنے باجازت اپنے
شوہر کے بیٹا گود لیا ہو تو اُسکی وفات کے بعد اُسکا متبنی بیٹا مستحق ترکہ کا ہے یا
نہین اگر یہ نہین ہے تو گنگا مائی کی وفات کے بعد کس وارث جائز کو اُسکی جایداد
وراثتاً پہونچیگی *

ج - شیوناتھ کی وفات کے بعد اُسکی جایداد استحقاق کی رو سے اُسکی
بیوہ بھگوتی کو پہونچی تھی نہ اُسکے بھائی گوبند پرشاد کو - کیونکہ اُس شخص کی
جایداد جو کوئی وارث پر پوتے تک نہ چھوڑ مرے دھرم شاستر کے بموجب اُسکی
بیوہ کو وراثتاً پہونچتی ہے - بھگوتی کی وفات کے بعد وہ جایداد جو اُسکو شوہر سے
ملی تھی اُسکی بیٹی کو پہونچیگی جو اپنی ماں کی وفات کے وقت غیر منکوحہ تھی نہ کہ
شیوناتھ کے بھائی کو - کیونکہ آئین وراثت کے بموجب منجملہ تین قسم کی بیٹیون کے
یعنی غیر منکوحہ بیٹی اور وہ جسکا شوہر زندہ ہے اور اُسکے بیٹا پیدا ہونے کا احتمال
ہے اور وہ جسکے بیٹا پیدا ہوا ہے - اول قسم کی بیٹی کا حق وراثت فائق
ہے لیکن بلکہ اور وارث مرجح نہون - لیکن بیٹے کو جو گنگا مائی نے برضامندی
اپنے شوہر کے گود لیا ہے اُس جایداد پر جو اُسکی ماں کو وراثتاً پہونچی تھی کچھ
استحقاق حاصل نہین ہے کیونکہ دا ے بھاگ کے بموجب متبنی بیٹے کا دعوی
بندھو کی جایداد پر جائز نہین ہے - اور اقوال منو جسکی رو سے متبنی بیٹون
کو قرابت دارون کے وارث ہونے کا استحقاق حاصل ہے اُسکے معنی
یہ ہین کہ وہ اُسی خاندان یعنے گود لینے والے باپ کے کُنبہ کے اشخاص کی

ف
جایداد موروثی جو بیٹی کو
وراثتاً پہونچے وہ اُسکی
وفات کے بعد اُسکے
متبنی بیٹے کو نہ ملیگی
بلکہ اُسکے باپ کے
وارثون کو پہونچیگی *

جایداد کا وارث ہے چنانچہ یہ امر من ور دہکتا ولی موئفہ کلوک بہٹ اور اور
کتب شاستر سے واضح ہے لہذا گنگا ائی کی وفات کے بعد اسکے باپ کی جایداد جو اسکو
بعد وفات اپنی ماں کے وراثتاً پہونچی تھی اور ماں کا استحقاق محدود وہ اسپر صرف
اسکی زندگی تک تھا اسکے شوہر کے بھائی کے بیٹے کشن کشور کو پہونچیگی کیونکہ جب
لاولد بیوہ کو جو اپنے شوہر کا نصف جسم متصور ہے جایداد پہونچے تو اسکی وفات
کے بعد جایداد مذکور اسکے شوہر کے وارثون کی طرف عود کرتی ہے پس چونکہ
بیٹی کا استحقاق بمقابلہ ماں کے ضعیف ہے لہذا جو جایداد کہ بیٹی کو وراثتاً
حاصل ہوئی ہے وہ بدرجہ اولی اسکے باپ کے وارثون کی طرف
عود کریگی *

ماخذ- جاگبلک کا قول دائے بھاگ اور اور کتب مین منقول ہے "
زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس بھائی اور انکے بیٹے
اور گوتج اور بندھو" الخ- دائے بھاگ صفحہ ۱۶۰*

صدر دیوانی عدالت- یکم ستمبر ۱۸۲۱ع

مقدمہ گنگا ائی بنام کشن کشور چودھری وغیرہ

مقدمہ ۱۴- اس ا- (ا) جو راج اور زمینداری کا مالک تھا تین بیٹے (ب)
(س) و (د) چھوڑ کر مر گیا اسکی کل جایداد اسکے بڑے بیٹے (ب) کو پہونچی-
(ب) ایک بیٹا (ط) چھوڑ کر مر گیا جسکو کل جایداد ملی- (س) نے دو بیٹے (ع)
و (ف) چھوڑ کر وفات پائی- بہلا انمین سے (ط) کے پیشتر مر گیا (د) بھی ایک
بیٹا (م) چھوڑ مرا اور یہ (م) بھی (ط) کے قبل رحلت کر گیا- (ف) کے ایک
(ن) لڑکا ہے (ط) لاولد مر گیا اور اسکی وفات کے بعد اسکی بیوہ (ل) کل جایداد کی
قابض ہوئی اور اسنے بلا اجازت اپنے شوہر کے ایک لڑکے (و) بدر (ی) کو
متبنی کیا مگر اس امر مین اسنے اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی اجازت جنکے
تحت مین وہ رہتی تھی حاصل کرلی تھی- اسکی وفات کے بعد (ف) کا لڑکا

(ن)، اُسکے شوہر (ط) کی جایداد کا دعویٰ کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ بیوہ (ل) کا گود لینا جائز تھا یا ناجائز اور اس تبنی کی وجہ سے جایداد مذکور (د) اور (و) کے وارثون کو پہونچیگی یا نہین ٭

تنقیح - اگرچہ بیر مترا اودا ے اور بیوہار گستبہ کے بموجب بیوہ اپنے شوہر کے رشتہ دارون کی اجازت حاصل کرکے متبنی کرے تو جائز ہے مگر چونکہ دت تک مانسا مین اس قول کی تردید ہے لہذا بیوہ (ل) کا (و) پدر (ی) کو گود لینا بلا اجازت (ط) کے جس امر کی کہ بیوہ مذکور مقر ہے ناجائز ہے اور یہ امر دت تک مانسا مروجہ گورکھپور کے بموجب ہے ٭

ماخذ - باسسشٹ کا حکم ہے کہ "عورت کو بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا گود لینا یا دینا نہ چاہیے" - جبکہ حاصل کرنا شوہر کی رضامندی کا غیر ممکن ہو تو غیر مجازیت بیوہ کی اس قول سے مستنبط ہے - یہ اعتراض پیش کرنا نہ چاہیے کہ عورت کو رضامندی اپنے شوہر کی بوجہ مطیع ہونے کے صرف اُس صورت مین ضرور ہے جبکہ شوہر زندہ ہو اور بیوہ کے لیے یہ امر ضرور نہین ہے - یہ حجت صحیح نہین ہے کیونکہ قول مذکورہ بالا مین عورت کا لفظ عموماً مستعمل ہوا ہے اور اجازت حاصل کرنے کے لیے شوہر کے مطیع ہونے کی وجہ بیان نہین کی گئی ہے - مطیع ہونا عورت کا ایک اعد قول مین آیا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اگر اُسکا شوہر نہو تو اُسکے رشتہ دار" الخ - اگر یہ حجت پیش کیجاے کہ رشتہ دارون کی اجازت سے عورت متبنی کرسکتی ہے تو یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس صورت مین لفظ شوہر جو قول بالا مین آیا ہے بیفائدہ ہوگا اور تبنی سے جو غرض ہے وہ حاصل نہوگی - شوہر کی اجازت سے غرض یہ ہے کہ گو زوجہ رسم تبنی ادا کرے تاہم وہ شوہر کا بیٹا بنایا ہوا متصور ہو - دت تک مانسا

س ۲ - اگر (د) کی تبنی ناجائز ہے تو منجملہ (ا) کی اولاد کے جایداد موروثی بعد وفات بیوہ (ل) کے جسنے تھوڑا عرصہ ہوا وفات پائی ہے کس سے متعلق ہوگی ٭

نٹ
بیوہ کا بلا اجازت خاص محصلہ اپنے شوہر کے متبنی کرنا ناجائز ہے اور شاستر متمنیہ بنارس کے بموجب اس امر مین شوہر متوفی کے رشتہ دارون کی اجازت کافی نہین ہے

نٹ
حوالہ تبائید راے مذکورہ بالا ٭

بیوہ کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا عم زاد بھائی اُس جایداد موروثی کا جو اُسکو پہونچی تھی وارث ہوگا بشرطیکہ شوہر کا کوئی اور نزدیکتر وارث نہو٭

حوالہ بتائید راے مذکورۂ بالا٭

ج ۲- چونکہ وت تک ممانسا کے بموجب (و) کا متبنی ہونا ناجائز قرار دیا گیا، لہذا (ط) کی کل جایداد جو اُسے (ب) اور (ا) سے پہونچی تھی (ف) کو جو (س) کا دوسرا بیٹا اور (ا) کا پوتا ہے اِسوجہ سے ملیگی کہ (س) اور (ی) دو چھوٹے بیٹے (ا) کے اور (ع) بڑا بیٹا (س) کا اور (ی) بیٹا (م) کا (ط)[1] کے سامنے مرگئے اور (ف) کی وفات کے بعد جایداد اُسکے بیٹے (ن) کو پہونچیگی- یہ راے متاچھرا کے بموجب جو گورکھپور مین مروج ہے مرقوم ہوئی٭

ماخذ "بعد ازان نزدیکتر سپنڈ سے ترکہ متعلق ہے"- قول منو منقولہ متاچھرا٭

۲ دادی اور وے رشتہ دار جو پنڈ اور پانی دینے کے مجاز ہین گوترج ہین٭

اگر باپ کی اولاد مین سے کوئی وارث نہو تو یکے بعد دیگرے یہ لوگ وارث ہونگے دادی- دادا- چچا اور اِنکے بیٹے- اگر دادا کی نسل سے کوئی نہو تو پردادی پردادا اور اُسکے بیٹے اور اُنکی اولاد- اِس ترتیب سے وارث ہونا رشتہ دارن یکجدی کا جو پنڈ دینے کے مجاز ہین تصور کرنا چاہیے- اگر منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے کوئی نہو تو وراثت اُنکو پہونچتی ہے جو پانی دینے کے مجاز ہین اور پانی دینے کے وے شخص مجاز ہین جو پنڈ دینے والے اخیر شخص سے ساتوین پیڑھی تک ہون یا وے جنکا گوت اور نسل خاندان معلوم ہوسکے- مصنف متاچھرا نے قول جاگیولک کے معنے اِس طور پر لکھے ہین "زوجہ اور بیٹیان اور نیز والدین اور علی ہذا القیاس اُنکے بیٹے اور گوترج اور بندھو" الخ- متاچھرا٭

س ۳- (ن) کی بیوہ (ء) جو چند روز ہوے مرگئی ہے اپنی حین حیات جایداد پر قابض رہنے کی مستحق تھی یا نہ تھی- اور (ص) اکلوتا بیٹا (ق) کا متبنی کے باعث سے بیوہ (ء) کی حین حیات یا اُسکی وفات کے بعد جایداد کے وارث

[1] وارثون کی ترتیب مین عم زاد بھائی کا درجہ سترھوان ہے- صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ (ل) کا اپنی حین حیات جایداد پر قابض رہنے کا کچھ حق نہ تھا لیکن چونکہ وہ مرگئی تھی لہذا اِس امر کی بحث بیفائدہ متصور ہوئی٭

ہونے کا مستحق ہے یا نہین اور صورت ہذا مین کُنبہ کا شجرہ یہ ہے ؀

ا
بدھامل

ب — بھوانی
ط
(ل) بخت کنور بیوہ
و
متبنیٰ بیٹا پرتاب
ی
شمشیر اپیلانٹ

س — لچھمن
ع — بھیم کاشی پرشاد
ف — شیو
(ن) اجیت
تیج (ل) اکلوتا بیٹا سرجیت کا

د — آنند
م — گوبند
دھراج کنور سپانڈنٹ
ص — متبنیٰ بیٹا
ق

تنقیح ۴۔ (ن) کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ (د) اپنے حین حیات جایداد پر قابض رہنے کی مستحق نہ تھی کیونکہ (ن) کو کل جایداد وراثتاً ملی تھی اور شاستر کے بموجب بیوہ صرف مستحق پانے جایداد منقسمہ منقولہ وغیر منقولہ کی ہے جو اُسکا

ملاحظہ بیوہ کا اپنے لاولد شوہر کی جایداد پر وارث ہونے کی بابت ابین شاستر بنگالہ اور بنارس کے یہ ایک بہت بڑا فرق ہے شاستر بنگالہ کے بموجب ہر صورت مین بیوہ وارث ہے خواہ جایداد منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ ـ اور شاستر بنارس کے بموجب بیوہ صرف جایداد منقسمہ ہونے کی صورت مین وارث قرار دی گئی ہے ؀

تنقیح شاستر متھیلہ بنارس کے بموجب بیوہ اپنے شوہر متوفی کی جایداد غیر منقسمہ کی وارث نہین ہوسکتی تنقیح ہی اکلوتے بیٹے کی ناجائز ہے ؀

شوہر چھوڑ مرا ہو۔ اور شاستر مین دینا یا لینا اکلوتے بیٹے کا بطور متبنی کے منع ہے۔ اگر (ق)، نے اپنا اکلوتا بیٹا (ص)، (ن)، کو تبنی کے لیے دیا اور (ن) نے بشمول اپنی زوجہ (د)، کے گود لیا تو ایسی تبنی جائز نہین ہے اور (ص) کو غیر منقسم و غیر منقولہ جایداد (ن) پر قبل یا بعد وفات (د)، کے حق وراثت نہین پہونچتا ہے اگر (ق) نے اپنا بیٹا (ص)، (ن) کو اس شرط سے گود دیا کہ وہ دونون کا بیٹا متصور ہو اور (ن) نے اِس شرط کے بموجب اُسے بعد اداے رسوم ضروری گود لیا ہو تو ایسے طریقہ تبنی کو دواے مکھائن کہتے ہین اور اِس سے مراد یہ ہے کہ شخص جو گود لیا گیا ہو وہ دونون لینے اور دینے والے کا بیٹا متصور ہوتا ہے۔ ایسی تبنی دت تک ممانسا کے بموجب جو گورکھپور مین جاری ہے جائز ہے اور (ص)، جو بموجب ایسی تبنی کے دواے مکھائن بیٹا (ن)، کا ہے حین حیات (د)، کے بھی (ن) کی جایداد پائیگا یہ راے بموجب متاچھرا اور دت تک ممانسا اور اور کتب شاستر مروجہ گورکھپور کے لکھی گئی ہے۔

گمر اُس صورت مین جائز ہے جبکہ تبنی دواے مکھائن کے طریقہ کے بموجب عمل مین آنے جبکی رو سے متبنی اپنے اصلی اور گود لینے والے باپ کا بیٹا متصور ہوتا ہے۔

ماخذ۔ ا۔ "جو شخص اپنے شرکا سے علٰحدہ ہو جاے اور دوبارہ شامل ہو اور بلا اولاد ذکور مر جاے تو اول اسکی بیوہ جایداد پائیگی بشرطیکہ وہ عفیفہ ہو"

۲۔ "کسی شخص کو اکلوتا بیٹا دینا یا لینا نہ چاہیے کیونکہ مقصود اس سے یہ ہے کہ اُسکے مورثون کی نسل قائم رہے" یہ قول باسشٹ کا ہے اور متاچھرا اور دت تک ممانسا اور اور کتب شاستر مین نقل ہے۔

۳۔ "باپ مجاز نہین ہے کہ اپنے بیٹے کو دے ڈالے یا فروخت کر دے" یہ قول اکلوتے بیٹے سے متعلق ہے۔ دت تک ممانسا۔

۴۔ دیے ہوے اور اور اسی قسم کے بیٹے جو دونون باپ کے بیٹے متصور ہوتے ہین دو قسم کے ہین۔ کامل دواے مکھائن اور غیر کامل دواے مکھائن جو بیٹا اس شرط سے کہ یہ بیٹا ہم دونون کا ہے متبنی کیا جاے وہ دواے مکھائن کامل ہے اور غیر کامل وہ ہے جبکی رسم موتراشی اصلی باپ کے

گھر عمل مین آئے اور رسم زنار بندی متبنٰی کرنے والے باپ کے نام سے ہو چونکہ
ایسا بیٹا دونون خاندانون کے نام سے کنبہ مین داخل کیا جاتا ہے لہذا وہ
دونون باپ کا بیٹا ہے مگر ناقص طور پر" دت تک ممانسا +

+ "وے جو پنڈ اور پانی دیتے ہین رشتہ کے قربت کے بموجب ورثہ
پاتے ہین" - متاچھرا +

+ "منجملہ بارہ بیٹون مذکورہ بالا کے اگر پہلا نہو تو ترتیب کے بموجب
جو اُس سے دوسرا ہو وہ پنڈ اور پانی دینے کا مجاز متصور ہونا چاہیے اور وراثتاً
جایداد کا حصہ پائیگا" متاچھرا +

س ۴- اگر ایسی تبنی ناجائز ہو اور بیوہ (د)، کو اپنے حین حیات جایداد پر
قابض رہنے کا استحقاق حاصل ہو تو اُسکی وفات کے بعد منجملہ (ا) کی اولاد
کے کون اُسکا وارث ہوگا +

ان سوالون کا جواب شاستر متمیثرہ گورکھپور کے بموجب دینا چاہیے +

ج ۴- اگر (د)، کو جایداد پر قابض رہنے کا اپنے حین حیات استحقاق
حاصل تھا اور (ص)، کی تبنی ناجائز ہے تو (د) کی وفات کے بعد اُسکے شوہر کا
نزدیک ترین وارث جو زندہ ہو وارث ہوگا - اِس جواب کی تائید مین بھی وہی
حوالہ ہے جو تیسرے سوال کے جواب مین لکھا گیا +

بیوہ کی اُس جایداد پر جو اُسے اُسکے شوہر متوفی سے پہونچی ہو اُسکے شوہر کا نزدیکتر وارث قائم مقام ہوگا

صدر دیوانی عدالت ۳- جنوری ۱۸۶۱ء

راجہ شمشیر مل اپیلانٹ بنام رانی دلراج کنور رسپانڈنٹ

مقدمہ ۱۵- س- ایک شخص قوم کاتیہ نے ایک شخص کا دوسرا بیٹا جو اُسکے
پدری جانب سے رشتہ دار بعید تھا گود لیا اور تبنی کے وقت گود دینے والے کے
کوئی اور بیٹا زندہ نہ تھا- اس صورت مین یہ تبنی جائز ہے یا نہین +

ج ۱- صورت مذکورہ بالا مین قول باسشٹ کے بموجب تبنی ناجائز ہے —
۷۹ "وہ کسی آدمی کو اپنا اکلوتا بیٹا دینا" یا لینا الخ +

کسی رشتہ دار بعید کا اکلوتا بیٹا گود نہین لیا جا سکتا +

س ۲- اگر کسی شخص کا لڑکا جو اسکی بڑی زوجہ سے ہو مرجاے اور بعد ازان اسکی چھوٹی زوجہ کے ایک لڑکا پیدا ہو- اس صورت مین پچھلا بیٹا جو بڑے بیٹے کی بجاے متصور کیا جاے قابل گود دینے یا گود لینے کے ہے یا نہین*

تبنی بڑے بیٹے کی ناجائز ہے گو وہ پہلوٹھا نہو*

ج ۲- اگر بڑی زوجہ کے لڑکے کی وفات کے بعد چھوٹی زوجہ کے لڑکا پیدا ہو تو دوسرا بیٹا پہلوٹھے بیٹے کے بجاے متصور ہوتا ہے اور جو فرائض کہ پہلوٹھے بیٹے پر واجب ہین انکا ادا کرنا اسکو لازم ہے لهذا ایسے بیٹے کو دوسرا شخص متبنی نہین کرسکتا*

ضلع سارن - ۷- جنوری ۱۸۰۹ع

مقدمہ ۱۶- س ۱- برہمن قوم کی عورت باشندۂ ترہوت بلا اجازت اپنے شوہر کے بیٹا بطور کرت تیر اس نظر سے کہ اسکی نسبت رسوم کریاکرم کما حقہ ادا کیجائین گود لینے کی مجاز ہے یا نہین- اگر وہ ایک مرتبہ ایسا بیٹا گود لے اور بعد ازان وہ ایسی تبنی سے منکر ہو تو اس صورت مین ایسی تبنی درست اور واجب التعمیل متصور ہوگی یا نہین*

بیوہ باشندہ ترہوت کرتی تریم طریقہ کے بموجب بلا اجازت شوہر کے بیٹا گود لے سکتی ہے*

ج- ترہوت مین برہمن کی زوجہ اپنی قوم کے ایک شخص کو بطور کرت یعنی کرتی تریم تیر کے اداے رسوم کریاکرم کے لیے گود لے سکتی ہے گو اسکو اسکے شوہر سے اجازت نہ ملی ہو- اس باب مین منو کا یہ قول ہے کہ ”جس شخص کو کوئی آدمی اپنے بیٹے کے طور پر لے اور وہ شخص ہمقوم ہو تو وہ بنایا ہوا یعنی متبنی بیٹا تصور کیا جاتا ہے اور قول بدھائن یہ ہے ”لڑکا جسکو کوئی شخص گود لے اور وہ ہمقوم ہو اور اسکو متبنی ہونا منظور ہو وہ بنایا ہوا بیٹا ہے“*

”جب آدمی کے بیٹا نہو اسکو ہمیشہ بجاے اسکے متبنی لینا چاہیے“*

اقوال مذکورہ بالا سے مستنبط ہوتا ہے کہ عورت اپنے کریاکرم کے ادا کے لیے بیٹا گود لے سکتی ہے- عالمان قانون نے کرتی تریم تیر کی تبنی کے لیے شوہر کی اجازت ضرور نہین لکھی ہے لیکن ایسی تبنی دستور مقررہ کی رو سے

ہوتی ہے اگر بعد ایسی تبنی کے عورت اُس سے انکار کرے اور متبنی سے منکر ہو تو استرداد ایسی تبنیت کا نہیں ہوسکتا کیونکہ کوئی قول تبنی کی تنسیخ کے لیے واقع نہیں ہوا ہے ٭

س ۲- عورت ایک نابالغ کو جسکی نسبت رسم اوپنائن یعنی زنار بندی حسب ضوابط اسکی قوم کے ادا ہوچکی ہے بطور کرت تپر گود لینے کی مجاز ہے یا نہیں

ج ۲- عورت اُس اپنی ہمقوم لڑکے کو گود لینے کی مجاز ہے جسکی زنار بندی بطور کرتا یا کری تریم تپر کے باجازت اُسکے والدین کے عمل مین آوے جبکہ بیٹا کری تریم طریقہ کے بموجب گود لیا جاے تو رضامندی متعاقدین کی ضرور ہے اور چونکہ بیٹا تابع اپنے والدین کا ہوتا ہے لہذا اُنکی رضامندی بھی ضرور ہے یہ راے وجیتی اور اور عالمون کے قول کے بموجب ہے جنکی کتب متھلا مین مروج ہین ٭

بعد اداے رسم اوپنائن بھی بیوہ گود لینے کی مجاز ہے ٭

ضلع پرنیہ - ۴ - اگست ۱۸۱۸ع

مقدمہ ۱۷- س- تین بھائی زمیندار اپنی موروثی غیر منقولہ جایداد پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ اُنکے ایک کے اولاد ذکور نہ تھی اُسنے اپنے بھائی کے بیٹے کو بطور کرت تپر متبنی کیا اس صورت مین یہ تبنی درست اور جائز ہے یا نہین ٭

ج ۱- منجملہ تین بھائیون مذکورہ بالا کے اگر ایک بھائی کے اولاد ذکور نہو اور وہ دوسرے بھائی کے بیٹے کو بطور کری تریم تپر جسکو عوام مین کرت تپر کہتے ہین متبنی کرے تو ایسی تبنی جائز ہے چنانچہ آتری کہتا ہے کہ "جس آدمی کے بیٹا نہو" الخ ٭

بھتیجہ بطور کری تریم بیٹے کے گود لیا جاسکتا ہے ٭

س ۲- لاولد بھائی نے اپنے دوسرے بھائی کے بیٹے کو اپنا کرت تپر بنایا اور وہ اپنے باپ کا صرف اکلوتا بیٹا تھا اِس صورت مین اکلوتے بیٹے کو چچا اپنا کرت تپر بنا سکتا ہے یا نہین ٭

بھتیجا بطور کری ترم بیٹے کے گود لیا جاسکتا ہے گو وہ اکلوتا بیٹا ہو

تج ۲- صورت مذکورہ بالا مین تبنی جائز ہے کیونکہ چچا کی جانب سے عمل مین آئی ہے چنانچہ اس باب مین قول بیاس یہ ہے کہ "پھر ایک مرتبہ ایک حور اسمائی کے ساتھ جسکا نام اروبسی تھا ہمخواب ہوا اور ایک لڑکا مسمی سودیس پیدا ہوا بیتال نے اوسکو اپنا بیٹا بنایا اور دونون کو اس بیٹے کے ذریعہ سے مغفرت حاصل ہوئی"

ضلع ترہوت - ۲۲ - جون ۱۸۲۴ء

مقدمہ ۱۵ - س - ایک شودر نے اپنے بھائی کا بیٹا جسکی چار برس کی عمر تھی بغرض متبنی کرنے کے لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا بیاہ کیا بعد ازان متبنی لینے والے باپ کے تین بیٹے زوجۂ منکوحہ سے پیدا ہوے اب اگر شودر مذکور نے لڑکا لینے کے وقت رسم معینہ ادا نہین کی تو اس صورت مین تبنی اسقدر کامل متصور ہوگی کہ متبنی مذکور مستحق پانے جائداد اپنے متبنی لینے والے باپ کا ہو یا نہین *

بلا ادا سے طریقہ معینہ کے تبنی جائز نہین ہے

تج - اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ شودر نے متبنی کرنے کی غرض سے اپنے بھائی کا بیٹا جسکی عمر چار برس کی تھی لیا اور اُسکی پرورش کی اور اپنے نام سے اُسکا بیاہ کیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد اُسکے تین بیٹے زوجہ منکوحہ سے پیدا ہوے اور اگر اُسنے بغرض متبنی کرنے کے اُسکو لیا تھا اُسوقت اُسنے رسم تبنی ادا نہین کی تو اس حالت مین شاستر کے بموجب تبنیت کامل متصور نہین ہو سکتی نہ وہ اس شخص کی جائداد وراثتاً پانے کا مستحق ہے جسنے اُسے بغرض تبنی لیا تھا یہ رائے بموجب اقوال منقولۂ دت تک ممانسا اور دت تک چندریکا اور بہاو چنتامنی وغیرہ کے ہے *

ماخذ - اگر طریقۂ تبنی ادا نہ کیا جاوے تو اس صورت مین وہی مصنف اس باب مین ایک قاعدۂ خاص بیان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ "جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنی کا بیاہ کر سکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ

نہین کرسکتا ‘‘ معنی اسکے یہ ہین کہ جو شخص بلا طریقہ تبنی گود لیا جاے اُسکا صرف بیاہ کیا جا سکتا ہے اُسکو جائداد نہین دی جا سکتی بلکہ خلاف اسکے ایسی صورت مین زوجہ اور اور وارث ترکہ پائینگے پس واسطے خلفی ان پانچ قسم کے بیٹون سے صرف اس صورت مین قائم ہوتا ہے جبکہ تبنی کسی طریقہ معینہ کے ساتھ عمل مین آئے ”اگر دینے یا لینے کی صورت مین ہوم وغیرہ رسوم ادا نہون تو ایسے بیٹے کی نسبت واسطہ خلفی صادق نہین آتا ہے ‘‘ وت تک ماتسا ✝

اگر طریقہ مقررہ پر لحاظ نہ کیا جاے تو اس صورت مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ متبنی بیٹا مستحق اسقدر مال کا ہے جو اُسکے بیاہ کے لیے کافی ہو اس قول کے بموجب باپ کو چاہیے کہ بیٹون کی رسوم ابتدائی ادا کرے۔ متبنی کی نسبت بھی بجالانا رسوم مذکور کا جسکی تکمیل بعد تبنی کے ہونی چاہیے گود لینے والے باپ پر لازم ہے چنانچہ اس امر سے جملہ متقدمین کے اُس دستور کی تائید ہوتی ہے جسکی رو سے تبنی کی نسبت کوئی زمانہ خاص معین نہین ہے۔ کیونکہ معنی ہماری تاویل کے اُس فقرہ کی نسبت جسکا منقول ہونا پرانون سے قیاس کیا گیا ہے عیان ہے۔ چنانچہ ایک مصنف کا قول درباب مجاز وراثت انھونے اُس شخص کے جو بلا لحاظ قاعدہ معینہ متبنی کیا جاے یہ ہے کہ ”اگر ایک بیٹا صلبی یا کسیکا دیا ہوا بیٹا موجود ہو اور ایک بیٹا بلا لحاظ طریقہ معینہ گود لیا جاے تو ترکہ صرف اُس شخص کو پہونچے گا جو اپنے باپ کی جائداد کا بطور واجب مالک ہو‘‘ منو کا قول ہے کہ ”جو شخص بلا لحاظ قواعد محکومہ کے بیٹا گود لے وہ اُس متبنی کا بیاہ کرسکتا ہے مگر اُسکو اپنی جائداد کا حصہ دار نہین کرسکتا‘‘ یہ دونون قول وت تک چندریکا مین منقول ہین۔ بیاد چنتامنی مین یہ قول منقول ہے کہ ”جو لڑکا کہ طریقہ معینہ شاستر کے بموجب متبنی نکیا جاے تقلیدی بیٹا ہے اور مستحق حصہ پانے جائداد کا نہین ہے‘‘ ہوسا

سلہ قرار واقعی ادا کرنا خاص رسوم معینہ کا ضروری نہین ہے البتہ منجملہ طریقون مقررہ کے خاص طریقون کو

عدالت اپیل کلکتہ - ۲۰ - اپریل ۱۸۶۸ء
مقدمہ ۱۹اس - ایک شخص جسکے لڑکا موجود تھا بحالت بیماری اپنی زوجہ کو متبنی کرنے کے لیے ہدایت کرکے مرگیا بعد اُسکی وفات کے بیوہ نے ایک سوال واسطے حصول اجازت تبنی عدالت مین گذرانا اس صورت مین اگر شوہر کا صلبی لڑکا بقید حیات ہو تو بیوہ کو ایک اور لڑکا گود لینے کی اجازت دیجاسکتی ہے یا نہین
ج - زوجہ مجاز نہین ہے کہ درصورت موجود ہونے اُسکے شوہر کے صلبی بیٹے کے متبنی کرے گو اس امر کے لیے اُسکا شوہر ہدایت کرگیا ہو - متبنی کرنا بحالت موجود ہونے صلبی بیٹے کے زوجہ کے لیے منع ہے ۱۸۶۸ء

سراسری طور پر اس غرض سے ادا کرنا چاہیے کہ گود لینے والے کا گود لینا بلاشبہ ثابت ہوجاے ❖

۱۸ فقرۂ مرقومۂ ذیل مین جو لفظ صرف کا واقع ہوا ہے اُس سے تبنیت کی غیر مجازیت درصورت ہونے اولاد ذکور کے ظاہر ہے ”پس اگر کوئی شخص جسکا بیٹا مرگیا ہے مگر پوتا زندہ ہے بیٹا گود لے تو یہ امر خلاف عقل ہے - لہذا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف وہ شخص مجاز گود لینے کا ہے جسکے پوتا یا پرپوتا نہو“ اُس فقرہ دت تک چندریکا کی توضیح مین صدرلین صاحب نے اپنے خلاصہ مین یہ لکھا ہے کہ ”ضرور ہے کہ اس شخص کے جو بیٹا گود لیا چاہتا ہو اولاد ذکور قابل ادا کرنے اُن رسوم کے نہو“ اولاد کے لفظ سے پوتا اور نواسہ مراد ہے اور یہ مستنبط ہوسکتا ہے کہ ”اگر ایسی اولاد ذکور موجود ہو مگر کسی قانونی ممانعت کی جہ سے مثلاً بوجہ ذات سے خارج ہونے کے قابل اداے رسوم مذکورۂ بالا کے نہو تو ایسی صورت مین بیٹا گود لینا جائز ہوسکتا ہے“ فی الواقع قاعدہ تبنی کی یہ صحیح توضیح ہے - لیکن مصنف بیاد بھنکار لو کہتا ہے کہ چونکہ باوجود ہونے صلبی بیٹے کے دیے ہوے بیٹے کی تبنی اسطور پر جائز ہے لہذا وہ مثل اُس متبنی بیٹے کے جسکی تبنی کے بعد ایک صلبی بیٹا پیدا ہو ثلث حصہ پاے گا - اور سری دھر سوامی نے بتوضیح اس فقرہ سری بھاگوت کے کہ (اسے راجہ اُسنے باجازت بسشٹ کے اکیوتی کو دے دیا اور وے فرائض جو

مقدمہ ۲۰ س۔ برہمن جو مبتلاء مرض جذام ہو بیٹا گود لے سکتا ہے یا نہین اور ایسی صورت مین تبنی درست اور جائز ہے یا نہین +

ج۔ جو شخص مبتلاء مرض جذام ہو گود لینے کا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ تا دم مرگ ناپاک رہتا ہے لہذا تبنی ناجائز تصور کرنی چاہیے۔ +

مجذوم گود نہین لے سکتا +

دختر بر بصورت پسران لینے اُسکے واجب آلنے مین اکیولی کے ذمہ کیے گو اُسکے بھائی موجود تھے) شاستر کا ایک مقولہ جو بہت سے بیٹے ہونے کی منفعت کے باب مین ہے نقل کیا ہے اور اس امر کے نقل کرنے سے اظہار اُس وجہ کا مقصود ہے بلحاظ جسکے لوگ بہت سے لڑکون کی خواہش کرتے ہین اور باوجود ہونے اصلی بیٹے کے بھی مجازی بیٹا گود لیتے ہین اور وہ قول یہ ہے کہ "بہت سے بیٹے ہونے کی خواہش اس غرض سے ہوتی ہے کہ منجملہ اُنکے کوئی گیا کو جاوے" مہابھارت اور اور کتب مین بھی یہ لکھا ہے کہ "پانڈو نے باوجود ہونے اولاد ذکور کے بھیم اور ارجن اور ایسے بیٹون کو بطور خلف قبول کیا جو اُسکی زوجہ کو دوسرے شخص کے صلب سے بطریق جائز پیدا ہوے تھے" مصنف دت تک کومدی مقولہ مرقومہ دت تک مماُنسا پر معترض ہے اور اُسکے لاطائل بیان کرتا ہے اور حجت اُسکی یہ ہے کہ "اگر منو اور وشش متر اور پانڈو اور اور عالمون کا قول کسی دستور کے جواز کے لیے معتبر نہ سمجھا جاوے تو واسطے قول کسی اور ہادی کے تجسس کرنا فضول ہے" مگر اُسی کتاب مین یہ شرط مرقوم ہے کہ "اگر کسی شخص کے اولاد ذکور ہو تو وہ اُس اولاد کی اجازت سے ایک اور بیٹا گود لے سکتا ہے" +

"غرض یہ نتیجہ بوجہ احسن نکالا جا سکتا ہے کہ زمانۂ سلف مین خواہ کچھ ہی قاعدہ یا رواج ہو مگر بالفعل نہایت معتبر عالمون کے قول کے بموجب جس شخص کے ایک بیٹا صلبی یا متبنی موجود ہو اسے کسی اور کو بیٹا بنانا جائز نہین ہے +

مقدمہ ۲/۱

مقدمہ ۱۲۱- س- اگر ایک شخص مبتلا ءمرض جذام پراشچت جسکے کرنیکا اس مرض کے لیے شاستر مین حکم ہے کرے اور ایک لڑکے کو بطور اپنے بیٹے کے گود لے تو ایسی تبنی درست اور جائز ہے یا نہین ٭

ج- جو شخص کہ مرض جذام یا اسی قسم کے کسی اور مرض مین مبتلا ہو وہ بعد بجا لانے پراشچت معینہ کے پاک ہو جاتا ہے اور بید کے بموجب پروان یعنی دو چند طرح ورسوم کے بجالانے کا مجاز ہو جاتا ہے لہذا اگر شخص مجذوم اس طور پر پاک ہونے کے بعد بیٹا گود لے تو ایسی تبنیت درست اور جائز ہے ٭ ؁

الا اس صورت مین کہ وہ کفارہ معینہ یعنی پراشچت ادا کرے ٭

باب ساتوان

نظائر متعلقہ نابالغی کے بیان مین

مقدمہ ۱- س- ایک شخص جسکے پاس کچھ جائداد منقولہ وغیر منقولہ تھی مرگیا منجملہ جائداد مذکور کے کچھ موروثی تھی اور کچھ مکسوبہ اور شخص مذکور اپنی زوجہ نابالغ چھوڑ مرا- اس صورت مین اُسکا خسر جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے یا اُسکے دادا کا بھائی خواہ وہ اُسکے شامل رہتا تھا یا علیحدہ ٭

ج- نابالغ بیوہ کی جایداد کا اہتمام اول اُسکے شوہر کے رشتہ دار یعنی اُسکے دادا کے بھائی پر منحصر ہے اور درصورت ہونے ایسے رشتہ دار کے بیوہ مذکور

جایداد جو بیوہ نابالغ کو پہونچی ہو اُسکا اہتمام اُسکے شوہر کے رشتہ دارون کے ذمہ ہے اور یہ نہون تو بیوہ مذکور کے رشتہ دارون کے

؁ یہ راے صحیح ہے مگر جس پنڈت نے یہ بیوستہ لکھا اُسنے تائید اپنی راے کے کسی ماخذ کا حوالہ نہین دیا- فقرہ منقولہ خلاصہ جگناتھ جو ذیل مین لکھا جاتا ہے اُس سے رفع سہو ہو سکتا ہے جگناتھ کا قول ہے- کہ "جو شخص مرض پیلیا پہ یا اور اسی قسم کے مرض مین مبتلا ہو اُسکو بجا آوری امور دینی محکومہ بید کے لیے پراشچت کرنے کا حکم ہے" پس یہ مستنبط ہے کہ جس طور پر وہ شخص رسوم مذہب کے ادا کرنے کا مجاز ہوا ہے اُسیطرح وہ وراثتاً جایداد پانے کا بھی مستحق ہوتا ہے ٭

کے باپ پر نہین ہے - اگر شوہر کے رشتہ دار نہون تو اُس صورت مین بیوہ کا باپ اُسکا ولی ہوگا چنانچہ اس باب مین نارد کا قول داے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے "جبکہ شوہر مرجاے تو اُسکے رشتہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے ولی ہین اور اُنکو درباب انتقال جائداد و بیوہ کی خبرگیری اور پرورش کے اختیار کلی ہے" لیکن اگر اُسکے شوہر کا کنبہ معدوم ہوگیا ہو اور کوئی شخص مذکورسے نہو اور ہو تو معذور ہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے ولی ہونگے بشرطیکہ اُسکے شوہر کے کوئی رشتہ دار سپنڈ تک نہو *

ضلع ہوگلی - ۸ - جولائی ۱۸۱۵ء

مقدمہ ۲ - س - ایک نابالغ یتیم کے ایک بڑا بھائی بالغ ہے اور دو بہنین وے بھی بالغ اور سنکوحہ ہین - اس صورت مین دھرم شاستر کے بموجب منجملہ اشخاص مذکورۂ بالا کے کون شخص بطور ولی اُسکے بیاہ کرنے کا مجاز متصور ہے *

ج - نابالغ کے بیاہ کرنے کا صرف بڑا بھائی مجاز ہے چنانچہ متاچھرا مین لکھا ہے کہ اول تو باپ اپنے بیٹے کے رسوم ابتدائی مثلاً اُسکا بیاہ وغیرہ کرے - وہ نہو تو دادا اور دادا نہو تو بھائی یا چچا یا چچا کا بیٹا - اور اگر ان اشخاص مین سے کوئی نہو تو مان - لہذا اس صورت مین بیٹے کے بیاہ کرنے کا استحقاق صرف بڑے بھائی کو حاصل ہے اُسکی بہنون اور بہنون کے شوہرون کو اس باب مین مداخلت کرنیکا کچھ استحقاق نہین ہے * رشتہ دارون کی ترتیب جنکو نابالغ کے بیاہ کرنے کا استحقاق حاصل ہے *

ضلع الہ آباد - ۱۰ - جنوری ۱۸۲۱ء

مقدمہ ۳ - س - اگر ایک نابالغ بیوہ لاولد کا باپ اور اُسکے شوہر کا بھانجا موجود ہو تو اُنمین سے کون اُسکی جائداد کے اہتمام کرنے کا مستحق ہے *

ج - اشخاص موجودۂ بالا یعنی منجملہ بیوہ کے باپ اور اُسکے شوہر کے بھانجے کا بھانجا اُسکا ولی جائز ہے اور اُسی کو درباب پرورش بیوہ مذکور اور انتقال جائداد اور اُسکی خبرگیری کے اختیار ہے کیونکہ اُسکی وفات کے بعد وہ وارث اُسکی جائداد اگر بیوہ کے شوہر کا بھانجا موجود ہے تو بیوہ کا باپ اُسکا ولی نہین ہوسکتا

کا ہے - یہ راے داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور داے تتو وغیرہ کے بموجب ہے -

ضلع جنگل محال - ۲ - جولائی ۱۸۲۲ع

مقدمہ ۴ - س - ایک زمیندار دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اُنکی ماں اور چچا موجود ہین اس صورت مین نابالغ کی ذات اور اُسکی جائداد کی نسبت ولایت کا استحقاق اُنکی ماں کو ہے یا اُنکے چچا کو +

ماں اپنے نابالغ بیٹون کی بہ ترجیح اُنکے چچا کے ولی ہوتی ہے +

ج - نابالغون کی ذات اور جایداد کی ولی اُنکی ماں ہے لیکن اگر ماں جائداد مذکور بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرے اور اُسکے واسطے کوئی اشد ضرورت نہو مثلاً کھانا کپڑا جسکا سرانجام لابد ہے تو اُس سے اختیار اہتمام جائداد لے لیا جاوے اور اُنکے چچا کے حوالہ کیا جاے بشرطیکہ وہ لئیق اور دیانت دار ہو +

ضلع ۲۴ پرگنہ - ۱۰ - مئی ۱۸۱۰ع

مقدمہ ۵ س - ایک شخص زوجہ اور بیٹا چھوڑ کر مر گیا - اگر بیوہ حین حیات اپنے بیٹے کے کسی شخص پر بابت اپنے شوہر کی غیر منقولہ جائداد کے نالش کرے تو اُسکی نالش شاستر کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین +

بیوہ جسکے بیٹا ہو وہ اپنے شوہر کی جایداد کے واسطے نالش کر سکتی ہے بشرطیکہ اُسکا بیٹا نابالغ ہو

ج - جبکہ مالک متوفی کا بیٹا موجود ہے تو اُسکی بیوہ کی نالش بدعوی اپنے شوہر کی جائداد کے قابل پذیرائی نہین ہے الا اس صورت مین کہ اُسکا بیٹا نابالغ یعنی سولہ برس کی عمر سے کم ہو تو اس صورت مین بیوہ کی نالش جو اُسکے بیٹے کی جانب سے ہو قابل سماعت ہے کیونکہ وہ اُسکی ولی ہے +

عدالت اپیل مرشد آباد - ۱۵ - فروری ۱۸۱۴ع

باب آٹھوان
ہبہ کے بیان مین

مقدمہ ۱ - س ۱ - اگر کوئی شخص اپنی کل جائداد یا اُسکا جزو دستاویز کے

ذریعہ سے منتقل کر دے اور اسمین لکھدے کہ وہ اور اُسکی زوجہ حین حیات اپنے جایداد پر قابض رہینگے اور اُنکی وفات کے بعد منتقل الیہ انکا کریا کرم ادا کرکے جایداد مذکور پر متصرف ہو مگر بعد تھوڑے عرصہ کے وہ جایداد مذکور کا ایک جزو دوسرے شخص کو دے دے اور جزو موہوبہ پر اس پچھلے موہوب الیہ کو قابض کرادے تو اس صورت مین پچھلا ہبہ جایز ہے یا کہ منسوخی اُسکی ہبہ سابق سے لازم آتی ہے +

ج ۱- اگر شخص مذکور جایداد کو برہمن کے نام ادائے رسوم دینی مثلاً دیوتا ان کی پرستش یا کریا کرم وغیرہ کے لیے منتقل کر دے اور منتقل الیہ ایفائے شرائط کرے تو ہبہ ثانی درست اور جایز نہین ہے لیکن اگر شخص مذکور نے منتقل الیہ کے سامنے جایداد مذکور کو ہبہ کر دیا ہے اور پچھلا موہوب الیہ اُسپر بلا مزاحمت تصرف رہا ہو تو یہ ہبہ قابل تردید نہین ہے +

ف جایداد جبکہ برہمن کے نام دینی امور کے لیے منتقل کر دیجائے تو وہ بلا اجازت منتقل الیہ کے کسی اور کو نہین دی جاسکتی ہے +

س ۲- اگر واہب نے منجملہ جایداد کے جو اُسکے قبضہ مین تھی ایک جزو دوسرے شخص کو بذریعہ ہبہ نامہ دے دیا ہو اور جایداد موہوبہ پر قابض کراکر بعدہ اُسکو بیدخل کیا ہو تو اس صورت مین پچھلا موہوب الیہ واہب پر ہبہ کے واسطے ہبہ نامہ کی رو سے نالش کر سکتا ہے یا نہین +

ج - صورت مذکورہ بالا مین پچھلے موہوب الیہ کو اختیار ہے کہ جایداد موہوبہ پر قبضہ حاصل کرنے کے لیے واہب پر نالش کرے اور واہب پر ایفا اُسکے دعوی کا واجب ہے +

ف موہوب الیہ بیدخلی کی نالش واہب پر کرسکتا ہے +

س ۳- پہلا منتقل الیہ واہب کی وفات کے بعد حسب نوشتہ دستاویز انتقال ایفائے شرائط کر کے اُس جایداد کا دعوی کرے جسپر پچھلا موہوب الیہ دخیل ہے تو اس صورت مین منتقل الیہ ایسی جایداد کا مستحق ہے یا نہین +

ج ۳- اگر واہب نے اپنی جایداد منقولہ یا کسی اور قسم کی جایداد کو جو اُسکے قبضہ مین تھی دوسرے شخص کو بخش دی ہو اور اُسکو قابض کرا دیا ہو تو اس صورت مین

ف موہوب الیہ وفی قبضہ فائق ہے بمقابلہ منتقل الیہ

واہب کی وفات کے بعد منتقل الیہ اول منتقل الیہ ثانی پر جایداد کے لیے قانوناً نالش نہین کر سکتا - اگر منتقل الیہ اول نے جملہ شرائط مصرحہ دستاویز کی تعمیل کی ہے تو وہ باستثناء اُس حصہ کے جو منتقل الیہ ثانی کو ملا ہے منتقل الیہ اول کی کل جایداد پانے کا مستحق ہے + — سابق کا کچھ واخذہ نہین پہونچا +

س ۴ - اگر کوئی شخص اپنی جایداد منقولہ وغیر منقولہ دوسرے شخص کو ہبہ کرکے ہبہ نامہ لکھدے تو اس صورت مین واہب اُس ہبہ کو عرصہ پندرہ یا بیس برس تک اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز ہے یا نہین +

ج ۴ - جایداد موہوبہ کو واہب اپنے قبضہ مین رکھنے کا مجاز نہین ہے اور یہی مقولہ مسلمہ ہے + — جایداد موہوبہ واہب کے قبضہ مین نہین رہ سکتی +

عدالت اپیل کلکتہ - ۳ - مارچ ۱۸۰۳ع

گوبندرام مصر بنام کشور لعل سکل

مقدمہ ۲ س - ایک زمیندار کے دو زوجون کے بطن سے اولاد تھی یعنی اول زوجہ سے دو بیٹے زید اور بکر تھے اور دوسری زوجہ سے عمرو اور خالد اور ایک لڑکی ہندہ تھی بیٹا زید اپنے باپ سے علیحدہ ہوگیا اور کنبہ کا مکان سکونت چھوڑ دیا اور زمیندار مذکور کی بڑی زوجہ قبل اُسکے دوسرے بیاہ ہونے کے مر گئی - بعدازان اُسکی دوسری زوجہ اور اسکے تینون بیٹے بکر اور عمرو اور خالد بطور کنبہ مشترکہ کے اُسکی وفات تک شامل رہے اور اُسکی وفات کے بعد زمینداری پر قابض ہوے اور بطور کنبہ مشترکہ کے بالاتفاق رہے لیکن چونکہ بعد تھوڑے عرصہ کے وے زر مالگذاری ادا نکر سکے لہذا زمینداری سے مستعفی ہوے اور علیحدہ ہو گئے اور سکونت کی حویلی بھی چھوڑ دی اور بعد اس علیحدگی کے پھر شامل نہوے - بعدازان عمرو اور خالد باپ کے مکان مین پھر جا کر رہے صرف عمرو نے باپ کی زمینداری کا ایک جزو حاصل کیا چند اسکے بکر بھی اُسی حویلی کے ایک مکان مین آنکر رہا اور عمرو اور خالد بعد ازان لاولد مر گئے اور قبل اُنکی وفات کے اُنکی ازواج نے وفات پائی تھی اور جب عمرو اور خالد مذکور مر گئے تب اُنکی مان زمینداری پر قابض

ہوئی اور زر مالگذاری واجب ادا کیا اور اُسنے کل زمینداری کا ہبہ نامہ بنام اپنی بیٹی ہندہ اور اسکے بیٹے کے بغرض اُنکی پرورش اور مصارف اپنے کریاکرم کے لکھدیا - بعد لکھنے اس ہبہ نامہ کے وہ مرگئی - اب بکر اُس جایداد کا جو اسکی سوتیلی مان نے ہبہ کردی دعویٰ کرتا ہے اس صورت مین وعویدار اُس جایداد کو وراثتاً پانے کا مستحق ہے یا نہین اور ہبہ جائز ہے یا نہین +

ج - اگر واہبہ کو جایداد بطور ورثہ کے اُسکے بیٹے عمرو سے ملی تھی تو وہ اس صورت مین مجاز نہین ہے کہ بلا اجازت اپنے سوتیلے بیٹے بکر کے کل زمینداری کو اپنی دختر اور نواسہ کو دیدے لہذا اُسکی وفات کے بعد جایداد مذکور وعویدار بکر کو پہونچیگی لیکن اگر واہبہ نے زمینداری مذکور کو اپنے نام منتقل کرالیا تھا اور اپنا نام دفتر سرکار مین بنجانۂ ملکیت درج کراکے استحقاق جدید حاصل کیا تھا تو اس صورت مین وہ ہبہ کرنے کی مجاز ہے اور ہبہ جائز متصور ہوگا اور اسیواسطے واہبہ کی بیٹی اور نواسہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے استحقاق صریح حاصل ہے اور بکر کو جایداد مذکور سے کچھ علاقہ نہین ہے +

ف گو ماں کو بیٹے سے جایداد ورانتاً پہونچی ہے تو وہ اُسے اپنی دختر اور نواسہ کو ہبہ کرنے کی مجاز نہین ہے اور اُسکی وفات کے بعد وہ اُسکے سوتیلے بیٹے کو جو شامل نہین تھا ملے گی +

ضلع میدنی پور

مقدمہ ۳۲ س - ایک زمیندار کے منجملہ دو بیٹون کے بڑا بیٹا دو بیٹے چھوڑکر مرگیا بعد ازان زمیندار مذکور نے اپنی کل جایداد موروثی منقولہ وغیر منقولہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے دوسرے بیٹے کے نام منتقل کردی - اس صورت مین ہبہ جائز ہے یا نہین +

ج - غیر منقولہ جایداد جو زمیندار کو اُسکے مورثون سے پہونچتی ہے اُسکو وہ اپنے دوسرے بیٹے کو بلا اجازت اپنے بڑے بیٹے کے بیٹون کے ہبہ نہین کرسکتا اور ہبہ نامہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا وہ مستحق دے ڈالنے زیور اور غیر منقولہ اشیا کا ہے گو وے اُسکو دادا سے ملی ہون - یہ رائے ببادرتناکر اور متاچھرا اور کتب شاستر کے بموجب ہے +

ف جایداد اراضی موروثی صرف ایک بیٹے کو بمحرومی دوسرے بیٹے کے بیٹون کے نہین دیجا سکتی +

۲۴۰

ماخذ۔ قول جاگیلک ''وہ اراضی جو دادا کی مکسوبہ ہے اُسمین باپ اور بیٹے کا
حق ملکیت یکسان ہے اور حقوق خورو پوش اور مال منقولہ مین بھی'' +

''باپ کو جایداد موروثی کے غیر مساوی تقسیم یا ہبہ کرنے کا اختیار نہین ہے''
یہ مقولہ بہادر شاکر کا ہے +

''وے جو پیدا ہوے ہین اور وے جو ابھی پیدا نہین ہوے ہین اور وے جو
فی الواقع رحم مین ہین سبکے لیے ذریعہ پرورش ضرور ہے لہذا ہبہ یا بیع کرنا نہ چاہیے''

قول جاگیلک ''جواہرات اور موتی اور مونگہ اور منقولہ مال کا باپ مالک ہے
لیکن کل غیر منقولہ جایداد کا نہ باپ مالک ہے نہ دادا'' +

ضلع بھاگلپور۔ ۷۔ اپریل ۱۸۱۹ع

مقدمہ ۴ س ۱۔ ایک لاولد بیوہ کو اُسکے شوہر کے ترکہ سے اراضی اور
اور قسم کی جایداد وراثتاً ملی اس صورت مین درحالت موجود ہونے اُسکے شوہر کے اور
وارثون کے وہ جایداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے
کسی طرح انتقال کرے تو ایسا انتقال جائز اور درست ہوگا یا نہین +

بیوہ منجملہ جایداد اپنے شوہر متوفی کے ایک جزو اپنے شوہر کی عقبیٰ کی بہتری کے لیے اور اپنی پرورش کے واسطے منتقل کرسکتی ہے +

ج ۱۔ بیوہ جسکے اولاد ذکور نہو وہ اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کی تکمیل کے
لیے منجملہ اپنے شوہر کی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے ایک جزو دے سکتی ہے اور اگر
وہ نان نفقہ سے محتاج ہو تو وہ اسقدر حصہ جایداد کا بیع کرسکتی ہے جو اُسکی پرورش
کے لیے کافی ہو باستثنار ان صورتون کے اور کسی حالت مین اگر بذریعہ ہبہ یا
بیع یا کسی اور طور پر جایداد انتقال کرے تو ایسا انتقال باطل اور ناجائز تصور
کرنا چاہیے +

س ۲۔ بیوہ بلا اجازت اپنے نواسہ کے جایداد کا جزو بیع کرنے کی مستحق
ہے یا نہین اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو ایسا بیع برقرار رکھا جاسکتا ہے یا نہین

جایداد مذکور کو بیوہ اپنی پرورش کے واسطے

ج ۲۔ اگر نواسہ اُسکی پرورش کرتا ہے تو وہ بلا اجازت اُسکے انتقال جایداد
نہین کرسکتی اور اگر اُسنے فی الواقع بیع کیا ہے تو وہ بیع باطل ہے لیکن اگر نواسہ

اُسکی پرورش کرنے سے انکار کرے تو وہ اُسقدر جایداد بلا اجازت اُسکے بیع کر سکتی ہے جو اُسکی پرورش کے واسطے مکتفی ہو اور ایسا بیع جائز اور درست متصور ہوگا ✦

بیع نہین کر سکتی اگر وارث مابعد اُسکی پرورش کرے ✦

ماخذ - اس راے کا داے بھاگ ہے چنانچہ اُسمین یہ قول درج ہے کہ ''اگر وہ کسی اور طور پر اپنی پرورش نکر سکے تو اُسکو اپنی جایداد رہن کرنے کا اختیار ہے اور اگر یہ صورت بھی مکتفی نہو تو وہ علی ہذا القیاس اُسکو بیع یا کسی اور طور پر منتقل کر سکتی ہے - اُسکو اپنے شوہر کے چچاؤن اور اور رشتہ دارون کو اپنی حیثیت کے مطابق اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کے وقت ہدیہ دینا چاہیے'' ✦

ضلع راج شاہی

مقدمہ ۵ س - اگر کوئی شخص منجملہ جایداد مشترکہ کے اپنے جائز حصہ سے زیادہ ہبہ کردے تو اس صورت مین ہبہ نامہ ناجائز ہے یا کہ موہوب لہ واہب کا اصل حصہ پائے گا ✦

فتویٰ - اگر واہب نے منجملہ جائداد مشترکہ کے اپنے حصہ سے زیادہ جائداد بذریعہ ہبہ نامہ کے منتقل کردی ہے تو ایسا ہبہ نامہ ناجائز اور نادرست متصور نہوگا بلکہ موہوب الیہ اُسقدر جائداد پانے کا مستحق ہوگا جسقدر کہ منجملہ جایداد مشترکہ کے واہب کی قرار پائے یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور بباد آرنو ستو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے[۱] ✦

بموجب طریقہ مروجہ بنگالہ کے اگر کوئی شخص منجملہ جایداد مشترکہ کے اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے ✦

ضلع جنگل محال - ۲۶ مئی ۱۸۲۶ء

مقدمہ ۶ س - ایک شخص نے کچھ اراضی اور مکانات اپنے نواسہ کی زوجہ کو ہبہ کیے وہ اُسپر کچھ عرصہ تک قابض رہی اور اُسنے بحالت مبتلا ہونے اُس مرض کے جو باعث اُسکی وفات کا ہوا جایداد مذکور اپنے نواسہ کے نام ہبہ کردی اور اسنے باوصف موجودگی اپنی حقیقی بہن کے جو مدعیہ ہے اور

---

[۱] پنڈت جسنے راے مذکورۂ بالا لکھی ہے اُسنے کتب مذکورۂ بالا سے اس اپنی راے کی تائید مین قول نقل نہین کیے مگر اُسکا ہونا بموجب آئین متمشیہ بنگالہ کے درست ہے چنانچہ راے متعلقہ ایک مقدمہ بیع سے یہ امر ہویدا ہے - مقدمہ ۱ - اور ۱۶ معائنہ کرو ✦

دوسری بہن کے بیٹے کے جو مدعا علیہ ہے اور سوتیلے بھائی کے اُسی جایداد کو دیا اب اس صورت مین کونسا ہبہ جائز او روا جب التعمیل ہے +

جو شخص غیر منقولہ اپنے نفاس کی زوجہ کو ہبہ کرے وہ اس زوجہ کی جایداد خاص ہے اور اسکو اُسپر اختیار کلی حاصل ہے +

شج - عورت مذکور نے اس جایداد کو جو اُسنے اپنے شوہر کے نانا سے پائی تھی ہبہ کردیا یہ ہبہ جائز ہے کیونکہ جایداد موہوبہ اُسکی ذات خاص کی ملک تھی جسکو شاستر مین سوداَیک یعنی بخشش جو واسطہ دار محب سے ملی ہو کہتے ہین اور اُسکے جین حیات اُسکے بیٹے کو ہبہ کرنے جایداد مذکور کا اختیار نہین ہے کیونکہ اُسکو حق ملکیت اُسپر حاصل نہین ہے یہ راے داے بھاگ اور دلے تتو اور بیاد بھنگارنو اور کتب شاستر کے بموجب ہے +

قول اتیائن ہے - جو کچھ عورت کو اپنے بیاہ کے بعد یا قبل اور اپنے شوہر یا اپنے باپ کے گھر شوہر یا والدین سے ملے اُسکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے ملی ہو اور چونکہ وے لوگ ایسی بخشش کو براہ محبت دیتے ہین لہذا شاستر کے بموجب ایسی جایداد اُن عورات کی ملک خاص قرار دی گئی ہے جنکے قبضہ مین وہ ہو بشرطیکہ عورات مذکورہ نیک رویہ ہون اور ایسی بخشش پر عورات کا اختیار کلی ہمیشہ سے تسلیم کیا گیا ہے اور اُنکو حسب مرضی اپنے اُسکے بیچ کرے یا دے ڈالنے کا اختیار ہے گو وہ اراضی ہو یا مکانات" +

قول مرقومۂ بالا کے معنی جیمند الیشر نے یہ لکھے ہین اور وے بیاد بھنگارنو مین منقول ہین - یعنی جیمند الیشر نے ان الفاظ کے بعد کہ "باپ کے گھر مین" یہ عبارت قائم کی ہے کہ "اُسکے بھائی یا والدین سے" لیکن یہ عبارت صرف تمثیلاً تحریر ہوئی ہے اور حاصل یہ ہے کہ جو کچھ کہ عورت کو بیاہ کے بعد یا قبل اُسکے شوہر یا باپ کے گھر مین اُسکی مان یا باپ یا اور اشخاص سے ملے اُسکو اُس قسم کی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوئی ہو - کاتیائن کا قول ہے کہ "شوہر یا بیٹے یا باپ یا بھائی کو عورت کے خاص مال جائز کو کام مین لانے یا منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے" +

ضلع ندیا - ۲۶ - جولائی سنہ ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۷ س - دو حقیقی بھائی کے پاس کچھ اراضی معافی موروثی تھی بڑے

بھائی کے صرف ایک بیٹی تھی اور کوئی بیٹا نہ تھا اور چھوٹے بھائی کے دو بیٹے تھے - بڑے بھائی نے اپنی بیٹی کا بیاہ کر دیا اور منجملہ اراضی مذکور کے ایک جزو اپنی بیٹی کو بغرض پرورش دیا یا شاید وہ اُسپر وراثتاً قابض ہوئی غرض یہ امر بصراحت معلوم نہین کہ وہ اُسپر کیونکر قابض ہوئی اس صورت مین وہ ایک شخص غیر کو بلا اجازت اپنے چچا کے بیٹون کے ایسی جایداد کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین *

جایداد اراضی جو دختر کو بذریعہ ہبہ حاصل ہو اُسپر اُسکا اختیار کلی ہے نہ اُسپر جو اُسکو وراثتاً پہونچی ہو

فتح - اگر ایک بھائی نے اپنی اکلوتی بیٹی کا بیاہ کر دیا ہو اور منجملہ جایداد موروثی کے کچھ اراضی اُسکی پرورش کے واسطے دی ہو اور بیٹی بذریعہ ایسی بخشش کے اُسپر قابض ہوئی ہو تو اس صورت مین وہ بلا اجازت اپنے چچا کے دو بیٹون کے شخص اجنب کو دینے کی مجاز ہے کیونکہ جایداد مذکور وہ بخشش ہے جو واسطہ دار محب سے ملی ہے اور جسپر اُسکو اختیار کلی حاصل ہے اگر برخلاف اسکے جایداد اُسکو وراثتاً حاصل ہوئی ہے تو وہ اُسکو بلا اجازت اپنے باپ کے بھتیجون کے کسی کو دینے کی مجاز نہین ہے - یہ رائے کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بموجب ہے *

ماخذ - اقوال کاتیائن مندرجہ دائے بھاگ و دلسے کرم سنگرہ و دیگر کتب شاستر جو کچھ کہ منکوحہ یا غیر منکوحہ عورت کو اُسکے شوہر یا اُسکے باپ کے گھر اُسکے شوہر یا والدین سے حاصل ہو اُسکو ایسی بخشش کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے ملے اور بخشش مذکور کی نسبت عورات کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جایداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسائش و پرورش عورات کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جایداد کی نسبت اختیار ہے کہ وے حسب مرضی اپنے اُسکو بیع یا ہبہ کرین گو وہ مال غیر منقولہ کی قسم سے بھی ہو چنانچہ دائے بھاگ مین فقرہ مرقومۂ ذیل مندرج ہے "اُسکو اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اُسکے جایداد کو اُسکے وارث پاوینگے" * ؎

"لفظ زوجہ کا بمعنی عام مستعمل ہوا ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ قاعدہ علی العموم

عموم

؎ اصل جزو اس اشلوک کا نقل نہین کیا گیا ہے *

عورت کے وراثتا قائم مقام ہونے کی صورت سے متعلق سمجھنا چاہیے +

ضلع بیر بھوم

مقدمہ ۸ س - ایک شخص کے دونا بالغ بیٹے تھے اُسنے اپنی جایداد منقولہ وغیر منقولہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنی زوجہ کے نام منتقل کردیا اور اب دونون بیٹے بالغ ہین مگر آشتی پسند ہونے کے باعث سے وے ہبہ کی نسبت کچھ تعرض نہین کرتے - بعد ہبہ کے شخص مذکورنے دوبارہ بیاہ کیا اور دوسری زوجہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا وہ اب اپنے باپ کی کُل جایداد منقولہ وغیر منقولہ کا دعوی کرتا ہے اِس صورت مین باپ کا وہ ہبہ جو اُسنے اپنے دوسرے بیاہ کے قبل کیا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین +

فتح - اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو بحالت اپنے موجودگی دونا بالغ بیٹون کے دوسرے بیاہ کرنے کے وقت جایداد بخش دی تو وہ استری دھن کے نام سے موسوم ہے اور شوہر کا ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا - مگر صرف وہ شے داخل استری دھن ہے جسپر اُسکو دے ڈالنے یا بیع کرنے یا کام مین لانے کا خود مختاری کے ساتھ بلا اجازت شوہر کے اختیار ہے لیکن جایداد غیر منقولہ جو زوجہ کو اُسکے شوہر سے ملی ہو اُسکو وہ دے ڈالنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے پس گو ایسا مال اُسکا ہے مگر وہ استری دھن نہین ہے کیونکہ اُسپر اُسکو اختیار کامل حاصل نہین ہے اِس صورت مین زوجہ کو صرف یہ استحقاق حاصل ہے کہ غیر منقولہ جایداد جو اُسے اُسکے شوہر سے ملی ہو اُس سے وہ حین حیات اپنے متمتع ہو - بڑی زوجہ کی وفات کے بعد صرف اُسکی اولاد اُس مال منقولہ کے پانے کی مستحق ہے جو اُسے اپنے شوہر سے ملا تھا کیونکہ وہ اُسکی ذات خاص کا مال ہے شوہر کا استحقاق جایداد غیر منقولہ پر جو اُسنے اپنی زوجہ کو دے دی ہو بدستور قائم رہتا ہے اور شوہر کی وفات کے بعد اُسکے جملہ بیٹے خواہ کسی زوجہ سے ہون مستحق ورثہ پانے کے ہین +

ف مال منقولہ جو شوہر اپنی زوجہ کو اپنے دوسرے بیاہ کے وقت دے وہ خاص اُس زوجہ کا مال ہے نہ مال غیر منقولہ کیونکہ باوجود ہبہ کر دینے کے شوہر کا استحقاق اُسپر بدستور قائم رہتا ہے +

وو اگر شوہر بحیات اپنی پہلی زوجہ کے دوسرا بیاہ کرے تو اُسکو چاہیے کہ ایسی صورت مین زوجہ مذکورہ کو زر مساوی بطور معاوضہ کے دے"*

وو جو چیز کہ اُسکو اپنے شوہر کے دوسرے بیاہ ہونے کے وقت دیجاے اور نیز وہ شے جو اُسکی منسوبہ خاص ہے استری دھن کہلاتی ہے"*

وو جو کچھ کہ شوہر براہ محبت اپنی زوجہ کو دے اُسکی نسبت زوجہ کو بعد مرجانے شوہر کے باستثناء مال غیر منقولہ کے اختیار ہے کہ صرف مین لاوے*

وو دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناء سے واسطہ دارون کے کسی اور سے ازراہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین"*

وو ان کے مرجانے کے بعد اُسکی جایداد کو جملہ حقیقی بھائی اور حقیقی بہنین آپسمین مساوی تقسیم کرلین"*

اقوال مرقومۂ بالا جاگیہلک اور نارد اور کاتیائن اور منو اور برہسپتی کے ہین*

ضلع پرنیا

مقدمہ ۹ س - ایک برہمن جسکے پاس مال منقولہ یعنی زر نقد اور زیور سونا و چاندی اور اور اسباب تھا ایک زوجہ اور ایک بیٹی چھوڑکر مرگیا زوجہ نے کل اپنے شوہر کے مال مذکورۂ بالا کو اپنے داماد کو بخش دیا اِس صورت مین مال مذکور کو بیوہ بخشش دینے کی مجاز ہے یا نہین اور بذریعہ ہبہ کے وہ موہوب الیہ کو پہونچ سکتا ہے یا نہین*

ج - صرف بصورت نہونے زوجہ کے مال بیٹی کو ملتا ہے لہذا زوجہ نے جو کل مال اپنے داماد کو دے دیا یہ ہبہ درست ہے اور موہوب الیہ کو بذریعۂ اُس انتقال کے مال مذکور مل سکتا ہے*

ماخذ - وا ے بھاگ مین یہ قول بیاس منقول ہے کہ وو جو کچھ کہ بیٹی کے شوہر کو دیا جاوے وہ بیٹی کو پہونچتا ہے گو اُسکا شوہر زندہ یا مرگیا ہو اور بعد وفات

مال منقولہ شوہر کو زوجہ اختیار ہے کہ اپنے داماد کو ہبہ کرسکتی ہے اسکو اُسکی بیٹی وہ...

بیٹی مذکور کے وہ اُسکی اولاد کو پہونچتا ہے'' +

شہر ڈھاکہ - ۲۹ - مئی ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۱۰ اس - ایک ہندو عورت نے قبل تین یا چار گھنٹہ اپنی موت کے بحالت کمال ضعف اپنی جایداد اراضی وغیرہ کو ایک شخص اجنب کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین +

فتویٰ - اگر اُس عورت کے کوئی اولاد یا کوئی اور وارث نہین ہے اور مال موہوبہ اُسکے شوہر کا مال نہین ہے اور ہبہ کرنے کے وقت اُسکے ہوش و حواس بخوبی بجا تھے تو ہبہ مذکور درست اور جائز ہے + معلہ

اگر عورت کے کوئی وارث نہو تو وہ اپنا خاص مال شخص اجنب کو ہبہ کرسکتی ہے +

شہر ڈھاکہ - ۲۴ - فروری ۱۸۱۳ء

مقدمہ ۱۱ اس - ایک بیراگی نے اپنے فرقہ کے ایک شخص کے نام ہبہ نامہ لکھدیا اُسکے ذریعہ سے اپنا کل مال منقولہ وغیر منقولہ اُسکے نام بدین شرط منتقل کر دیا کہ موہوب الیہ کو بعد واہب کی وفات کے مال موہوبہ پر استحقاق ملکیت حاصل ہو موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا اور واہب حین حیات اپنے مال مذکور پر قابض رہا بعد ازان اُسنے بھی رحلت کی اب موہوب الیہ کا چیلا جو کہ قانوناً اُسکا وارث تصور کیا گیا ہے جایداد مذکور کا دعویٰ کرتا ہے اس صورت مین چیلہ بذریعہ ہبہ نامہ کے جو اُسکے گرو کے نام تحریر ہوا تھا مستحق پانے مال مذکور کا ہے یا نہین +

فتویٰ - اگر واہب نے موہوب الیہ کے نام اپنا مال منقولہ وغیر منقولہ اس شرط پر انتقال کیا تھا کہ تجھکو میرے مال پر استحقاق ملکیت بعد میری وفات کے حاصل ہوگا اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرگیا تو اس صورت مین موہوب الیہ کا استحقاق اشیاء موہوبہ پر قائم نہین ہوا تھا اور اگر ہبہ نامہ مین کوئی خاص شرط ایسی نہو کہ درصورت مرجانے موہوب الیہ قبل واہب کے مال مذکور اُسکے وارث کو پہونچے تو چیلہ کا مال مذکور پر قانوناً کچھ دعویٰ نہین پہونچتا ہے +

ہبہ اگر اس شرط سے کیا جاے کہ بعد وفات واہب کے شے موہوبہ موہوب الیہ کو پہونچیگی اور موہوب الیہ قبل واہب کے مرجاوے تو اس صورت مین وہ موہوب الیہ کے وارث کو نہ ملیگی الا اُس صورت مین جبکہ کوئی خاص شرط اس بابت مین ہوگئی ہو +

+ تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۳۹ معاینہ کرو -

ضلع جنگل محال - ۲۹ - مارچ ۱۸۱۹ء

مقدمہ ۱۲ س ۱ - وے کونسی صورتین ہین جنکے باعث سے ہبہ باطل اور منسوخ ہو جاتی ہے +

ج ۲ - اگر کوئی شخص غلبہ شہوت یا غیظ کی صورت یا جبکہ اُسکو استحقاق ملکیت حاصل نہو یا بتبلاء مرض شدید ہو یا اُسکی عقل مین فتور ہو یا وہ بدمست ہو یا حالت جنون اور تکلیف مین ہو یا غلطی سے یا براہ تمسخر یا بخوف یا جبکہ وہ بتبلاے رنج ہو یا کوئی اور اسی قسم کی صورت مین ہبہ کرے تو ایسا ہبہ باطل اور منسوخ متصور ہوگا +

ذکر اُن صورتون کا جسمین ہبہ ناجائز متصور ہوتا ہے +

ماخذ - قول کاتیائن ''جو کچھ کہ بحالت غلبہ شہوت یا غیظ دیا جاوے یا ایسے شخص دین جو خود مختار نہون یا مبتلاے مرض یا نامرد یا بدمست یا فاتر العقل ہون یا جو کچھ کہ غلطی یا براہ تمسخر دیا جائے وہ واپس لیا جا سکتا ہے'' + سلہ

س ۲ - اگر ایک شخص بحالت مبتلا ہونے ایسے مرض کے جو باعث اُسکی وفات کا ہوا ہو اپنی جایداد ہبہ کر دے مگر اُسوقت اُسکے ہوش و حواس بخوبی قائم ہون تو اس صورت مین ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین +

ج ۲ - اگر ہبہ کے وقت واہب کی عقل بجا ہو تو ہبہ جائز اور درست متصور ہوگا گو اُسنے مرض مہلک مین گرفتار ہونے کی صورت مین ہبہ کیا ہو + سلہ

ہبہ جو عین موت کے وقت کیا جاے وہ جائز ہے +

س ۳ - کس زمانہ تک عورت نابالغ تصور کیجاتی ہے +

سلہ اور صورتین جنکے باعث سے ہبہ ناجائز تصور کیا جاتا ہے یہ ہین - جو کچھ نابالغ یا مخبط فطری یا غلام یا کوئی اور شخص جو خود مختار نہین ہے یا پیر فرتوت یا نامسعود یا خارج القوم دے وہ شے مثل غیر موہوبہ کے تصور کیجاے اور علی ہذا القیاس وہ شے بھی جو بطور رشوت یا بسبب فریب یا اُس کام کے لیے جسکا انجام نہوا ہو یا بحالت غلبہ خوشی یا کھیل مین یا ایک بد آدمی کو بشبہہ نیک آدمی کے یا کسی اور ناجائز فعل کے لیے دیجاے - اس راے کے حوالے ہبہ ناجائز کی ضمن مین خلاصہ کی جلد مین مندرج ہین +

سلہ تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۳۹ - معاینہ کیجاے +

پندرھوین سال کے انجام تک عورت نابالغ تصور کیجاتی ہے +

نج ۲- جبتک کہ عورت کی پوری پندرہ برس کی عمر نہو جاوے اسوقت تک وہ نابالغ ہے +

مقدمہ ۱۳ اس- عورت جسکو اپنے باپ کی جایداد ورانثاً ملی ہو وہ اُس جایداد کو اپنے بیٹے کے نام ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین- اگر اُسکے باپ کی جایداد اور شرکا کے ساتھ مشترک ہے تو اس صورت مین عورت مذکور اُس حصہ جایداد کو جو اُسکے باپ سے متعلق ہو منتقل کرسکتی ہے یا نہین +

شاستر متعلقہ بنگالہ کے بموجب جایداد مشترکہ سے اگر ایک شریک اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے +

ونج- اگر عورت مذکور کے باپ کے نہ بیٹا ہو نہ نواسہ تو وہ اُس جایداد کو جو اُسے اپنے والدین سے ترکہ مین ملی ہے دے ڈالنے کی مجاز ہے اور اگر اُسنے دیڈالی ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز ہے گو جایداد مذکور مشترکہ اور غیر منقسمہ ہو- یہ رائے دائے بھاگ اور دائے تتو کے بموجب ہے +

ماخذ- قول واکشا ۱؎ جو کچھ کہ ماں یا باپ یا گرو یا دوست یا مرد نیک یا محسن یا محتاج یا بیکس یا فاضل کو ہدیۃً دیا جاوے وہ باعث منفعت ہے"

قول نارد ۲؎ اگر وے منجملہ حصص غیر منقسم کے اپنا اپنا حصہ دے ڈالین یا بیع کرین تو وے اپنی ہر قسم کی جایداد کی نسبت مجاز ہین کہ چاہین جو کچھ کرین کیونکہ بالتحقیق اُنکو اپنی جایداد پر اختیار کلی حاصل ہے" +

ضلع ندیا- ۷- جون ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۴ اس- ایک شخص نے بذریعۂ محاصل اراضی موروثی یا زر سالانہ موروثی کے جایداد غیر منقولہ خرید کی اس صورت مین شخص مذکور باوجود ہونے بیٹون اور پوتون کے کل ایسی جایداد کو یا اُسکا ایک جزو بلا اُنکی رضامندی کے اپنی بیٹی یا بہن کے بیٹے کو اُنکی پرورش کے لیے دے سکتا یا اُنکے ہاتھ بیع کرسکتا ہے یا نہین +

کل ایسی جایداد یا اُسکے ایک جزو کا بذریعۂ

نج- اگر شخص مذکورہ بالا نے کچھ اراضی بذریعۂ محاصل اُس اراضی کے جو اُسے اُسکے مورثون سے بطور ورثہ ملی ہو یا بذریعۂ زر سالانہ موروثی کے

خریدی ہو اور وہ اُس کل اراضی یا اُسکے ایک جزو کو بلا رضامندی اپنے بیٹون یا پوتون کے اپنی بیٹی یا ہمشیرزادہ کو دے دے یا اُنکے ہاتھ بیع کردے تو وہ اس طور پر منتقل کرنے کا مجاز ہے کیونکہ جایداد مذکور محاصل جایداد موروثی کے ذریعہ سے خریدی گئی ہے وہ خود موروثی نہین ہے اور کل ایسی جایداد یا اسکے ایک جزو کو ہبہ کرنے کے لیے باپ کو ممالغت نہین ہے کیونکہ ایسی ہبہ کے باعث سے اُسکے کنبہ کی وجہ معاش کی نسبت کچھ ضرر نہین پہونچتا ہے اور شخص مذکور کو ایسی جائداد پر اختیار کلی حاصل ہے یہ راے داے بھاگ کے بموجب ہے جو بنگالہ مین مروج ہے +

ماخذ۔ چونکہ یہان بھی لفظ کل کا واقع ہے لہذا ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا کل کا منع ہے کیونکہ جایداد غیر منقولہ اور اور اسی قسم کی اشیا کنبہ کی پرورش کے ذریعے ہین مگر ایک تھوڑا سا حصہ جس سے کنبہ کی پرورش کی نسبت کچھ ضرر نہ پہونچتا ہو دینا یا کسی اور طور پر منتقل کرنا منع نہین ہے" +

محاصل موروثی خریدی گئی ہو ہبہ کرنا درست اور جائز ہے +

ضلع بیربھوم

مقدمہ ۱۵ اس ۱۔ ایک کنبے مین تین بھائی تھے اُنھون نے اپنی موروثی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو آپسمین تقسیم کر لیا اور علٰحدہ ہو گئے اور اپنے اپنے حصہ پر متصرف ہوے اس صورت مین منجملہ بھائیون کے ایک بھائی جسکی ایک زوجہ اور ایک بیٹی اور ایک نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ موجود ہے بلا رضامندی اُنکے اپنے دو چھوٹے بھائیون کو اپنی جایداد اراضی دے ڈالنے کا مجاز ہے یا نہین اگر رضامندی اس صورت مین درکار ہو تو کس شخص کی ضرور ہے +

فتح ۱۔ اگر بھائی جو بالاتفاق رہتے تھے علٰحدہ ہو گئے ہون اور ہر شخص اپنے حصہ موروثی پر متصرف ہوا ہو اور منجملہ اُنکے ایک بھائی حین حیات اپنی زوجہ اور بیٹی اور نواسہ اور بیٹے کی لاولد بیوہ کے بلا اُنکی رضامندی اپنا حصہ اپنے دو چھوٹے بھائیون کو دے دے تو وہ اس امر کا مجاز ہے کیونکہ وہ اپنے حصہ کا

شاستر مشتہرہ بنگالہ کے بموجب ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنے کل موروثی حصہ کو بتجویز می اپنی زوجہ اور دختر کے منتقل کرے +

مالک ہے اور بہر نہج مختار کل ہے - یہ رائے دائے بھاگ اور اور کتب متعلقہ بنگالہ کے مطابق ہے +

ماخذ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین" یہ قول نارد کا دائے بھاگ وغیرہ مین منقول ہے +

س ۲- اگر ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر ہوئی ہو کہ واہب کو بحالت نزع دریا کے کنارے لیجانے اور اُسکی رسوم کریاکرم ادا کرنے مین جو کچھ صرف ہو وہ موہوب الیہ کے ذمہ ہے اور نیز موہوب الیہ اُسکے بیٹے کی لاولد زوجہ کی پرورش اور تمام قرضہ ادا کرے تو اس صورت مین اگر موہوب الیہ نے بعض شرائط پوری کی ہون اور بعض کا ایفا نکیا ہو تو ہبہ نامہ جائز متصور ہوگا یا نہین +

اگر موہوب الیہ جملہ شرائط واہب کا ایفا نکرے تو ہبہ نامہ مشروطہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا +

فیصلہ ۲- اگر واہب نے ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر کی ہو کہ واہب کو اُسکے قریب المرگ ہونے کی حالت مین دریا کے کنارے لیجانے اور اُسکی نسبت ادا سے رسوم کریاکرم مین جو کچھ صرف ہو وہ موہوب الیہم کے ذمہ ہوگا اور نیز وہ اُسکے بیٹے کی لاولد بیوہ کی پرورش اور اُسکا قرضہ ادا کرینگے تو اس صورت مین اگر موہوب الیہم نے جملہ شرائط مرقومہ ہبہ نامہ کی تعمیل کی ہے تو وہ ہبہ نامہ واجب التعمیل متصور ہوگا لیکن اگر جملہ شرائط کا ایفا نہین ہوا ہے تو ہبہ نامہ ناجائز ہے - ہبہ کی صورت مین وہی وصیت پر بڑا لحاظ ہے اور جبکہ جملہ شرائط جو اُسنے ہبہ نامہ مین تحریر کرائی ہون اُنکا ایفا موہوب الیہم کی جانب سے نہوا ہو تو جایداد موہوبہ اُنکی ملکیت مین داخل نہوگی کیونکہ ہبہ مشروطہ کا حصر اُسکی شرائط کی تکمیل پر ہے اور درصورت اُنکی تعمیل کے ہبہ نامہ بھی کامل تصور کیا جاتا ہے +

ماخذ "کیونکہ ملکیت کا حصول واہب کی مرضی کی تعمیل پر منحصر ہے" دائے بھاگ "اگر مالک کو رعیت خراج ادا نکرے اور بخشش مشروطہ ہو تو عہد شکنی کے باعث سے وہ بخشش منسوخ ہو جائیگی" بباد بھنگارنو وغیرہ +

س ۳- اگر واہب نے بحالت بیماری مگر ہوش و حواس کے ثبات کی صورت مین ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو وہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین +

ج ۳- صورت مذکورۂ بالا مین ہبہ نامہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے +

ماخذ- فقرۂ مرقومۂ ذیل بیاد بھنگار نو اور اور کتب مین منقول ہے ''وہ جو کچھ کہ آدمی خوف یا حظ نفسانی یا رنج یا تکلیف مرض لاعلاج وغیرہ کے باعث سے دین اُسکو شل نہین دیے ہوے کے تصور کرنا چاہیے'' +

اگر ہبہ نامہ قریب المرگ ہونے کی حالت مین تحریر کیا جاوے تو وہ جائز ہے

ضلع بیربھوم

مقدمہ ۱۶ س- اگر کوئی شخص زوجہ تاک وارث نہ چھوڑ مرے اور اُسکی جایداد اُسکی بیٹی کو جسکے اولاد ذکور ہو پہونچے اور بعد ازان نواسہ مرجاے اور وہ بیٹی بیوہ اسطور پر لاولد ہو جاے اور بعد ازان وہ جایداد مذکور اپنی بیوہ لاولد بہن کو ہبہ کرکے فوت ہو تو اس صورت مین لاولد بیوہ بیٹی بحالت موجودگی اپنے چچا کے بیٹون کے جایداد مذکور دینے یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر اُسنے انتقال جایداد کیا ہو تو ایسا انتقال جائز اور واجب التعمیل ہوگا یا نہین +

ج- صورت مذکورۂ بالا مین لاولد بیوہ بیٹی کو صرف یہ استحقاق حاصل تھا کہ وہ اپنے باپ کی جایداد سے باعتدال متمتع ہو اسی وجہ سے اُسکا منتقل کرنا ناجائز ہے- یہ راے داے بھاگ اور اور کتب کے بموجب ہے +

اگر دختر کو کچھ جایداد باپ سے وراثتاً پہونچی ہو تو وہ بموجودگی وارث قبیل باپ کے مجازاً انتقال جایداد مذکور نہین ہے

شہر ڈھاکہ- ۴- جولائی ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۷ س ۱- شاستر متمشئیہ ترہوت کے بموجب جایداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ ہبہ کرنا جائز ہے یا نہین +

ج- ہبہ کرنا جایداد مشترکہ وغیر منقسمہ کا خواہ وہ منقولہ ہو یا غیر منقولہ جائز نہین ہے بلکہ واہب اپنے حصہ تک کے ہبہ کرنے کا مجاز نہین ہے کیونکہ جب جایداد مذکور نہ بیع

شاستر متمشئیہ ترہوت کے بموجب ہبہ کرنا جایداد مشترکہ کا ناجائز ہے

ملہ مگر تنبیہ متعلقہ مقدمہ ۳۹ معائنہ کیجاے +

ہو سکتی ہے نہ دی جا سکتی ہے تا وقتیکہ حصۂ تخصیص و تنقیح نہو جاوے اور یہ امر بلا تقسیم نہین ہو سکتا +

ماخذ ۲۹ تقسیم یعنی بجھاگ اُسے کہتے ہین کہ جو حقوق مختلف اشخاص کو کل جایداد کی نسبت حاصل ہون اُنکا تعین بلحاظ اجزاے خاص جایداد مذکور کے کیا جاوے" متاچھرا +

س ۲- مہا برہمنی برت یعنی وہ منافع جو کریا کرم کی رسوم ادا کرنے سے حاصل ہو منتقل کیا جا سکتا ہے یا نہین اور اگر ایسے منافع سے بہت سے اشخاص جنکو مہا برہمن ۱ کہتے ہین بالاشتراک متمتع ہون تو منجملہ اُنکے ایک شریک اپنے حصہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز ہے یا نہین +

منافع برت منتقل نہین کیا جا سکتا +

ج ۲- مہا برہمنی برت کا منافع قابل انتقال نہین ہے اور منجملہ شرکا منافع برت مشترکہ کے کسی کو اختیار نہین ہے کہ اپنی برت کا نفع دوسرے کے نام منتقل کرے اور گو برت کی آپسمین تقسیم ہو گئی ہو تو بھی یہی ممانعت لازم آئیگی کیونکہ جو دکشنا کہ ایسی رسوم کے ادا کے وقت دیجاوے اُسکے پانے کی صرف وہی شخص مستحق ہین جنکے اہتمام سے وے رسوم ادا ہون اور اگر ایسی دکشنا منتقل کیجاوے تو اصل مقصود اُسکے دینے کا جس سے پہونچانا ثواب کا ارواح متوفیون کو مراد ہے فوت ہوتا ہے +

ماخذ ۲۰ برہمن جمع کرکے اور متوفیون کے نام لے کر اُسے چاہیے کہ اُس برہمن کو جو صدر مقام پر بیٹھا ہو متوفی کا پلنگ وغیرہ دے" قول دیول نیاک منقولہ نرنے سندھو +

۲۱ اپنر خوشبویات چھڑک کر اُسے چاہیے کہ پوجا کرنے والے کو اپنے باپ کی پوشاک

۱ برہمن جو کریا کرم کراتے ہین اُنکو بعض جگہ مہا برہمن کہتے ہین اور بعض جگہ مہا پتر یا اگرہائی یا پریت یا گٹھیا وغیرہ - تنبیہ متعلقہ خلاصۂ دھرم شاستر صفحہ ۶۱ جلد ۲ - ترجمہ کولبروک صاحب معائنہ کرو +

اور زیور اور پلنگ وغیرہ دے" قول برہسپتی منقولہ نرنی سندھو +

صدر دیوانی عدالت - ۱۴ مئی ۱۸۲۳ء

نندرام وغیرہ بنام کاشی پانڈے وغیرہ -

مقدمہ ۱۸۱اس - ایک شخص نے قبل اپنے دوسرے بیاہ کرنے کے ایک اقرارنامہ اپنی بڑی زوجہ کو اس مضمون کا لکھدیا کہ رودھ سیٹھنہ کی گدی پر بطور مالک پیر اختیار کل ہوگا اور مجھکو کچھ تعلق نہوگا اور میری دوسری زوجہ کا استحقاق ملکیت گدی واقع بھمن گڈھ پر ہوگا اور علاوہ ازین اگر میرے کوئی اولاد نہو تو تجھکو گدی واقع بھمن گڈھ سے بھی جو دوسری زوجہ کے نامزدگی ہے دس آنہ کا حصہ ملیگا اور باقی چھ آنہ کا حصہ میری دوسری زوجہ پائیگی - اس صورت مین یہ دستاویز شاستر کے بموجب درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین +

ہر شخص اپنی کل جایداد دو زوجون مین غیر مساوی طور پر تقسیم کر سکتا ہے بشرطیکہ ہر ایک کو وجہ معاش کافی پہونچے اور اُسکے کوئی اور وارث نہو + +

نج - شوہر اپنی جایداد کا مالک ہے اور اُسکو اُسے دے ڈالنے کا اختیار ہے بشرطیکہ اُسکے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف نہ پہونچے لہذا اگر گدی بھمن گڈھ سے چھ آنہ کا حصہ دوسری زوجہ کے اخراجات ضروریہ کے لیے وجہ معاش کافی ہے اور کوئی اولاد نہین ہے تو اس صورت مین گدی مذکور سے دس آنہ کا حصہ جو اُسنے دوبارہ بیاہ کرنے کے قبل اپنی بڑی زوجہ کے نام مقرر کر دیا اُسکی بڑی زوجہ کو پہونچیگا اور اقرارنامہ درست اور واجب التعمیل متصور ہوگا +

ماخذ - نارد کا قول دائے بھاگ مین منقول ہے وہ یہ ہے "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین" +

قول ورہت منو "پرورش کرنا اُن شخصون کا جنکی خبرگیری ضرور ہے ایک عمدہ طریقہ بہشت حاصل کرنے کا ہے اور اگر اُنکو تکلیف پہونچے تو اُس شخص کو دوزخ ملیگا اسیواسطے بزرگ خاندان کو لازم ہے کہ اچھی طرح سے اُنکا خبرگیران رہے" +

شہر مرشد آباد - ۱۱ - جون ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۱۹ س - ایک شودر نے جسکے اولاد ذکور نہ تھی اپنی بڑی بیٹی کا بیاہ کردیا اور بعد ازان باوجود ہونے ایک کواری لڑکی اور زوجہ کے اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو بڑی بیٹی منکوحہ مذکورۂ بالا کے نام ہبہ کردیا اس صورت مین موہوب لہ کا اس جایداد پر جو بذریعہ ہبہ نامہ اُسکو ملی ہے کلیۃً استحقاق ملکیت پہونچتا ہے یا نہین اور اگر پہونچتا ہے تو وہ کل جایداد مذکور یا اوسکا ایک جزو اپنی بہن کے نام ہبہ کرسکتی ہے یا نہین اور ایسا ہبہ جائز ہوگا یا نہین +

فتح - اگر شودر کے اولاد ذکور نہو لیکن اُسکے ایک غیر منکوحہ دختر اور زوجہ ہو اور اُسنے کل جایداد یعنی اراضی اور اور قسم کے مال کو اپنی منکوحہ بڑی بیٹی کے نام ہبہ کردیا ہو تو ایسا ہبہ درست اور جائز متصور ہونا چاہیے ماخذ اس راے کا دایے بھاگ ہے - نارد کا قول ہے کہ ”اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور اُنکا کاروبار مختلف ہو اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین“ [1] اگر موہوب الیہ نے منجملہ جایداد موہوبہ کے ایک جزو اپنی غیر منکوحہ بہن کو دے دیا ہے تو اس ہبہ کو کامل اور واجب التعمیل متصور کرنا چاہیئے +

شاستر دھرم شاستر متمسیہ بنگالہ کے بموجب کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کا بحالت موجودگی غیر منکوحہ بیٹی اور زوجہ کے بڑی بیٹی منکوحہ کو ہبہ کرنا جائز ہے +

ماخذ - کاتیائن کے قول دایے بھاگ مین نقل ہین وے یہ ہین - ”جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے شوہر یا

[1] اگرچہ شاستر متمسیہ بنگالہ کے بموجب باپ بحالت ہونے بیٹے یا پوتے یا پرپوتے کے اپنی کل جایداد منتقل کرنے کا مجاز ہے لیکن اگر وہ اُس صورت مین ایسا کرے جبکہ اُسکے غیر منکوحہ دختر موجود ہے یا کہ اُسکا کنبہ ضروریات روزمرہ کی طرف سے تکلیف اُٹھائے تو وہ مذہب کی رو سے گنہگار رہیگا - خانہ دار پر اپنے بچون کی رسوم ابتدائی کا کرنا اور کنبہ کی پرورش لازم ہے

والدین سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو
عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے
اُنکو ہبہ یا بیع کرنے عطیہ مذکور کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے" *

قول منقولہ بالا سے صاف ظاہر ہے کہ موہوب الیہا اپنی جایداد کو جو اُسے اُسکے باپ سے ملی تھی اپنی غیر منکوحہ بہن کے نام ہبہ کرنے کی مجاز ہے - یہ راے بموجب واے بھاگ اور واے تتو اور سری کشن ترک لنگار اور اور عالمون کی ہے *

ضلع میمن سنگھ - ۱۸ - جنوری سنہ ۱۸۲۳ع

مقدمہ ۲۰ س - ایک شخص جسکی ایک بہن صاحب اولاد ذکور یا لاولد موجود رہو وہ اپنی جایداد اراضی موروثی شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب ایک شخص کو جو باپ کی جانب سے رشتہ مین ہو ہبہ کر سکتا ہے یا نہین اور اگر مالک بلا کسی طور پر منتقل کرنے اپنی جایداد کے بلا اولاد ذکور مر گیا ہو تو اس صورت مین اُسکی جایداد باہم اُسکی بہن اور بہن کے بیٹے اور پدری رشتہ دارون کے کسطور پر تقسیم ہوگی *

ج - شاستر مین کوئی حکم ایسا نہین ہے کہ مالک اپنی جایداد غیر منقولہ موروثی کو بحالت موجودگی ہمشیرہ اور ہمشیرہ زادہ کے منتقل نکر سکے اسی وجہ سے واہب اپنی جایداد رشتہ دار پدری کو دینے کا مجاز ہے اور ایسا ہبہ درست اور جائز ہے اگر مالک بلا ہبہ کرنے جایداد کے لاولد مر گیا ہے اور ہمشیر اور ہمشیر زادہ اور ایک پدری رشتہ دار چھوڑ مرا ہے تو اس صورت مین ہمشیر اگر اُسکا بیاہ نہین ہوا ہے مستحق اسقدر جایداد کی ہے جو اُسکے بیاہ کے لیے مکتفی ہو باستثناء اسقدر حصہ کے بہن کا اپنے بھائی متوفی کی جایداد پر اور کچھ دعوی نہین ہے - اگر متوفی کے

باوجود ہونے ہمشیر اور ہمشیر زادہ کے کل جایداد دیجاسکتی ہے بہن کو حق وراثت حاصل نہین ہے اور ہمشیر زادہ کا اس صورت مین ہے جبکہ کوئی وارث بھائی کے بیٹے تک نہو *

۲ اور جو شخص کہ ان فرائض کو بجا نہ لائے وہ مستوجب سزا ہے چنانچہ منو نے اس باب مین بصراحت یہ لکھا ہے کہ وہ باپ جو اپنے وقت مناسب پر بیٹی کا بیاہ نکرے اور جو شوہر کہ وقت واجب پر اپنی زوجہ کے پاس نجاوے وہ گنہگار ہے اور وہ بیٹا بھی گنہگار ہے جو اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنی ماں کی حفاظت نکرے" *

وارثون مین سے کوئی وارث بھائی کے پوتے تک نہو تو ہمشیرزادہ اُسکے ترکہ کا مستحق ہے کیونکہ وہ متوفی کے مورثون کو دوہری رسوم کے ادا کرنے کے باعث سے فائدہ پہونچا سکتا ہے +

ماخذ - قول نارد "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین - اگرچہ مال منقولہ و دو پایئے" الخ + ۱

"چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو ایسا کرنے سے مسئلہ امتناعیہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل نہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جا سکتا" +

بہن کا استحقاق قول مرقومۂ ذیل کی رو سے کچھ نہین ہے +

"دولت اسواسطے ہے کہ دینی امور کے کام مین آوے اسی وجہ سے وہ اُن شخصون کو دیجاوے جو فرائض مذہبی سے تعلق رکھتے ہین اور عورات اور بیوقوفون کو اور اُنکو جو پاک فرائض کے بجالانے مین غفلت کرتے ہین نہ ملنی چاہیئے" +

"عورات سے جملہ مستورات باستثناء اُس شخص کی زوجہ اور بیٹی اور دادی اور پردادی کے جو لاولد مرجاوے مراد ہے" +

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۱ - جون ۱۸۱۳ء

مقدمہ ۲۱ - س ۱ - ایک ہندو نے جو علیحدہ رہتا تھا ایک بڑے مجمع مین مدعی کو اپنے کریاکرم کرنے کے لیے نامزد اور اپنی جایداد کا مالک قرار دیا اس صورت مین بعد وفات شخص مذکور کے مدعی اُسکے وارث ہونے کا مستحق ہے یا نہین +

---

۱ داے بھاگ صفحہ ۳۱ +

۲ متاچھرا صفحہ ۳۲۹ +

ج - اگر متوفی نے مدعی کو اپنے کریا کرم کرنے کے لیے رشتہ مین بیٹا قرار دیا اور اپنی جایداد کو اُسکے نام زبانی ہبہ کر دیا تو اس صورت مین اگر مدعی نے متوفی کی روح کو پنڈ و پانی ضرور دیا ہو تو وہ اُسکے مال کے وارث ہونے کا مستحق ہے +

ف - اگر ایک ہندو جو علٰحدہ رہتا ہو کسی شخص کو اپنی جایداد اس شرط پر کہ موہوب الیہ واہب کی رسوم کریا کرم کرے زبانی ہبہ کر دے تو ہبہ مذکور بعد وفات واہب کے درست ہے +

س ۲ - اگر متوفی کے بھائی حقیقی یا رشتہ دار بقید حیات ہون تو وے ترکہ مذکور سے حصہ پانے کے مستحق ہین یا نہین +

ج ۲ - بھائی اور اور رشتہ دار وارث ہونے کا استحقاق نہین رکھتے ہین کیونکہ متوفی اپنی جملہ اقسام کی جایداد کا مالک تھا +

ف - اس صورت مین واہب کے بھائیون کا ورثہ مین کچھ حق نہ پہونچیگا +

ضلع سلہٹ - ۶ - جون ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۲۲ س - ایک شخص نے بدعوی ثلث حصہ منجملہ ایک خاص جایداد اراضی کے مشتری اراضی مذکور اور اپنے بھائی بالغ پر نالش کی اور قبل فیصلہ کے مستغیث نے اپنے استحقاق کو جو اراضی متنازعہ پر تھا بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے نابالغ بھتیجے یعنی بالغ کے بیٹے کے نامزد کر دیا اس صورت مین یہ ہبہ نامہ کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بذریعہ دستاویز مذکور کے نابالغ موہوب الیہ کا ولی بشمول اصل مدعی کے نالش جایداد کے نسبت پیروی کرنے کا مجاز ہے یا نہین +

ج ۱ - اگر یہ ثابت ہو کہ ہبہ نامہ تحریر کرنے کے وقت ہوش و حواس مدعی کے بخوبی درست تھے اور وہ اپنا استحقاق کلی جو جایداد متنازعہ کی نسبت اُسکو حاصل تھا اپنے نابالغ بھتیجے کے نام منتقل کر کے مر گیا تو ہبہ نامہ شاستر کے بموجب درست اور جائز ہے اور اس ہبہ نامہ کے ذریعہ سے نابالغ موہوب الیہ کا ولی جو اُسکے کاروبار کا مہتمم ہو اُسکی جانب سے جایداد مذکور کے لیے مقدمہ کی پیروی کر سکتا ہے +

ف - مدعی اُس جایداد کو جسکی نسبت نالش دائر ہوئی ہے منتقل کر سکتا ہے اور اس وجہ سے موہوب الیہ کا ولی مقدمہ متنازعہ مین پیروی کرنے کا مجاز ہے + +

عدالت اپیل کلکتہ - ۳۱ - مئی ۱۸۱۲ع

پریم چند بنام راجچندر بھورجا

مقدمہ ۲۳ س - ایک شخص بلا اولاد ذکور مر گیا اُسکی غیر منکوحہ دختر وارث

ہوئی اُسکے بعد وفات باپ کے اپنا بیاہ کیا اور اُسکے لڑکا پیدا ہوا اور وہ لڑکا کئی لڑکے چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اصل مالک کی دختر مذکور نے اپنے باپ کی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ کو منجملہ اپنے پوتون کے ایک پوتے کو ہبہ کر دیا گو اُسکا شوہر اور اُسکے اور پوتے بقید حیات ہین +

جایداد جو بیٹی کو وراثتاً پہونچی ہو وہ اسے صرف ایک پوتے کو بلا مرضی اور پوتون کے نہین دے سکتی

ج - صورت مذکورہ بالا مین دختر کا کل جایداد کو ہبہ کرنا بلا اجازت اپنے اور پوتون کے قانوناً باطل اور ناجائز تصور کرنا چاہیے +

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۸ - جون سنہ ۱۸۱۲ع

مقدمہ ۲۴ س - جس شخص کے حقیقی بہن موجود ہو وہ اپنی اراضی اور اور جایداد موروثی شخص اجنب کے نام ہبہ کر سکتا ہے یا نہین اور اگر کر سکتا ہے تو بہن مذکور جایداد مذکور سے وجہ معاش پانے کی مستحق ہے یا نہین +

ہر شخص اپنی کل جایداد شخص اجنب کے نام ہبہ کر سکتا ہے گو اُسکی بہن بقید حیات ہو +

ج - ہر شخص اپنی کل موروثی جایداد منقولہ و غیر منقولہ کے ہبہ کرنے کا شخص اجنب کے نام مجاز ہے گو اُسکی حقیقی بہن زندہ ہو اگر اُسکا بیاہ ہو گیا ہے تو وہ جایداد موہوبہ سے وجہ معاش پانے کی مستحق نہین ہے +

شہر چنسرہ -

مقدمہ ۲۵ س - ایک برہمن جسکا بڑا بھائی اپنی جایداد موروثی و مکسوبہ مشترکہ کو چھوڑ کر فرقہ مذہبی مین داخل ہوا ہو مجاز اس امر کا ہے کہ بحالت موجودگی بھائی مذکور کے کل غیر منقسمہ جایداد کو اپنی دخترون کے نام زبانی ہبہ کر دے +

بموجب دھرم شاستر کے تارک الدنیا ہونے سے حرمان جایداد وغیرہ لازم آتا ہے +

ج - اگر بڑا بھائی طریقہ خانہ داری چھوڑ کر فرقہ مذہبی مین داخل ہو تو حق اُسکا موروثی جایداد کی نسبت جاتا رہتا ہے اسیواسطے چھوٹے بھائی نے جو جایداد غیر منقسمہ کو اپنی دخترون کے نام زبانی ہبہ کر دیا وہ جائز اور درست ہے +

ماخذ - باسشٹ کا قول رتناکر اور اور کتب شاستر مین جو منقول ہے یہ ہے کہ وے جو اور فرقون مین داخل ہون حصے پانے سے محروم رہتے ہین'' +

ضلع بردوان - ۱۵ - جنوری سنہ ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۲۶ س ۱- اگر ایک زمیندار کے ایک بیٹا زوجہ منکوحہ سے ہو تو وہ اپنی کل جایداد یا اُسکا ایک جزو اپنے دوسرے ایسے بیٹے کو جو غیر قوم کی عورت سے ہو یا شخص اجنب کو بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے ہبہ کرنیکا مجاز ہے یا نہین *

ج ۱- گو کسی شخص نے مال غیر منقولہ یا دوپایے خود حاصل کیے ہون مگر وہ بلا رضامندی اپنے تمام بیٹون کے بیع یا ہبہ نہین کرسکتا *

کوئی شخص بلا اجازت اپنے صحیح النسب لڑکے کے اپنے غیر منقولہ جایداد منتقل نہین کرسکتا *

"وہ باپ کی رعایت سے کپڑے اور زیور کام مین لاسکتا ہے مگر مال غیر منقولہ باپ کی اجازت سے بھی صرف نہین کرسکتا" ۔ "وہ جملہ اس قسم کے بیٹے اُس شخص کے وارث شمار کیے جاتے ہین جسکے صحیح النسب اولاد خاص اُسکے صلب سے نہو لیکن اگر بعد ازان صحیح النسب بیٹا پیدا ہو تو اُنکو بڑے ہونے کے باعث سے کوئی استحقاق حاصل نہین ہے۔ منجملہ انکے وے لڑکے جو اپنے باپ کے ہمقوم مین ثلث حصہ پائینگے اور جو قوم مین کمتر ہین اُنکو وہ صرف کھانا اور کپڑا دیگا" "صرف صحیح النسب لڑکا اپنے باپ کی جایداد کا وارث ہے لیکن از روے ترحم وہ باقیون کی بھی خبر گیری کرے" *

اقوال منو د جاگبلک دنارد دیول منقولہ بالا کے بموجب باپ مجاز نہین ہے کہ جایداد غیر منقولہ و دوپایے کو بحالت موجودگی صحیح النسب بیٹے کے بلا اجازت اُسکے بیع یا رہن یا کسی اور طور پر منتقل کرے [1] باپ بحالت موجود ہونے صحیح النسب بیٹے کے غیر صحیح النسب بیٹے کو اسقدر جایداد دینے کا مجاز ہے جسقدر اُسکے خورد و پوش کے واسطے مکتفی ہو *

س ۲- راجہ کی وفات کے بعد اُسکی بیوہ نے ایک بیٹا متبنی کیا اور اپنے شوہر کی کل جایداد پر اُسکو قابض کیا تھوڑے عرصہ کے بعد اُسنے بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے جایداد مذکور کا ایک جزو بذریعہ ہبہ نامہ کے ایک شخص غیر کو دیدیا اس صورت مین ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین *

[1] واضح ہو کہ یہ مقدمہ حسب آئین شستہ بنگالہ کے فیصل ہوا ہے *

بیوہ بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے کوئی حصہ اپنے شوہر کی جایداد کا منتقل نہین کرسکتی +

قح ۶ ''لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے واجب التعظیم محافظ کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے مین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو - وہ اُسکے ہبہ یا بیع یا رہن کرنے کی مجاز نہین ہے'' +

طفولیت مین ضرور ہے کہ عورت اپنے باپ کی اور جوانی مین شوہر کی حمایت مین رہے اور شوہر کے مرجانے کے بعد اپنے بیٹون کی اور اگر بیٹے نہون تو اپنے شوہر کے قریب رشتہ دارون کی اور ایسے رشتہ دار نہون تو اپنے باپ کے رشتہ دارون کی اور پدری رشتہ دار نہون تو راجہ کی حمایت مین رہے - عورت کو خود مختار رہنا نہ چاہیے +

'' اگر مال غیر منقولہ و دو پایے'' - الخ +

کاتیائن اور جاگیلک کے مسائل منقولہ بالا کے موجب بیوہ کسی جایداد کو بلا اجازت اپنے متبنی بیٹے کے ہبہ یا رہن یا بیع کرنے کی مجاز نہین باستثناے ایسی جایداد کے جو اُسنے اپنے محب واسطہ دارون سے پائی ہو +

عدالت اپیل بریلی +

مقدمہ ۲۷ س - مدعیہ اپنی عرضی مین بیان کرتی ہے کہ اُسکے شوہر کے نانا نے اولاد ذکور نہونے کے باعث سے اپنی کل موروثی جایداد اراضی کو اپنی بیٹی یعنے میری ساس کے نام بذریعہ ہبہ نامہ ہبہ کر دیا اور مرگیا - موہوب الیہا جایداد موہوبہ پر قابض ہو کر مدت تک اُسکے محاصل سے متمتع ہوتی رہی اور بعد ازان اُسکو اپنے بیٹے یعنے میرے شوہر کے نام ہبہ کر دیا اور میرا شوہر دو نابالغ بیٹے چھوڑ کر مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی مان فوت ہوئی جسکی وفات کے بعد مدعا علیہم نے مجھ مدعیہ اور میرے بیٹون کو جایداد سے بیدخل کر دیا - مدعا علیہم نے جواب دیا کہ اصل مالک ایک زوجہ اور دو بیٹیان چھوڑ کر مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی بیوہ جایداد اراضی پر قابض ہوئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکی دو بیٹیان قائم مقام ہوئین اور اصل مالک نے جایداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام جیسا کہ مدعیہ کا بیان ہے

ہبہ نہین کیا اور دوسری بیٹی کے ایک بیٹا تھا جو اپنی مان کی وفات سے قبل مرگیا اور اُسکی بڑی بیٹی کے دو بیٹے تھے جنمین سے ایک مدعیہ کا شوہر تھا دونون بیٹے اپنی مان کے سامنے مرگئے اور بموجب شاستر کے جایداد مالکہ کے پدری رشتہ دارون کو پہونچنی چاہیے - اس صورت مین اگر مدعیہ کا بیان ثابت ہوجاے تو جایداد جو بڑی بیٹی چھوڑ مری ہے وہ اُسکے پوتون اور مدعیہ بیوہ کو پہونچیگی یا کہ اُسکے پدری رشتہ دارون کو جو مدعا علیہم ہین +

جو جایداد اراضی کہ دختر نے اپنے باپ سے بطور ہبہ پائی ہو وہ اُسکو منتقل کرسکتی ہے نہ اُسے جو وراثتًا پہونچی ہو +

حج - اگر یہ ثابت ہوجاے کہ اصل مالک نے اپنی کل اراضی اور اور جایداد کو اپنی بڑی بیٹی کو دے دیا اور اُسنے اُسے اپنے بیٹے یعنی شوہر مدعیہ کو بخش دیا تو ایسا ہبہ جائز تصور کرنا چاہیے - عورت کا جایداد غیر منقولہ کو جو اُسنے اپنے باپ یا اور واسطہ دار محب سے ہبتہً پائی ہو ہبہ کرنا قانونًا جائز متصور ہے - اگر برعکس اسکے اصل مالک نے جایداد مذکور کو اپنی بڑی بیٹی کے نام ہبہ نہین کیا تو اس صورت مین بیٹی مذکور اپنے باپ کی اُس جایداد کو جو اُسے وراثتًا ملی ہے انتقال کرنے کی مجاز نہین ہے اور ہبہ کرنا اُسکا اپنے بیٹے کے نام ناجائز ہے - اگر بڑی بیٹی اپنے بیٹے یعنی مدعیہ کے شوہر کی وفات کے بعد فوت ہوئی ہو تو اُس صورت مین اُسکے بعد اُسکے پدری رشتہ دارون یعنی مدعا علیہم کو قائم مقامی کا استحقاق پہونچتا ہے اور اُسکے پوتے اور بیٹے کی بیوہ یعنی مدعیہ کا کچھ استحقاق نہین ہے +

ماخذ "عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرتے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار رہے" +

"بعد ازان ورثہ نزدیک تر وارث کو پہونچے گا"

ضلع بردوان - ۲۴ - مارچ ۱۸۲۱ع

مقدمہ ۲۸ س - ایک شخص نے عدالت کے ذریعہ سے اپنے باپ کی جایداد

اراضی معافی مکسوبہ جو قبل ازین ہاتھ سے جاتی رہی تھی حاصل کی اُسوقت اُسکے اور
بھائی اور باپ بطور کنبہ مشترکہ اور غیر منقسمہ کے اُسکے ساتھ رہتے تھے اور باپ نے
جایداد مذکور حاصل کرنے والے بیٹے کو زبانی دے دی اور موہوب الیہ اُسپر قابض ہوگیا
اس صورت مین شاستر کے بموجب ایسا ہبہ جائز اور درست ہے یا نہین +

شاستر بنگالہ کے بموجب باپ اپنی کل جایداد مکسوبہ منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے کو دے سکتا ہے +

ج - اگر منجملہ بھائیون کے ایک بھائی ایسی موروثی غیر منقولہ جایداد جو پہلے ہاتھ سے جاتی رہی ہو یا اسپر اشخاص اجنب قابض ہوگئے ہون دوبارہ حاصل کرے اور سب کنبہ بالاتفاق رہتا ہو تو اور بھائیون کو ایک ربع علاوہ حصہ معینہ کے اس بھائی کو جسنے جایداد حاصل کی ہے دینا چاہیے - صورت مذکورہ بالا مین جایداد محصلہ باپ کی مکسوبہ تھی اور باپ نے اپنی رضامندی سے اُسے حاصل کرنے والے کو دے دیا اسواسطے یہ ہبہ جائز ہے یہ رائے داے تتو اور اور کتب شاستر کے مطابق ہے +

ضلع جنگل محال - ۱۹ - جون ۱۸۲۶ء

مقدمہ ۲۹ س - ایک عورت نے ہبہ نامہ تحریر کیا اور اُسکے ذریعہ سے اُسنے اپنی کل جایداد منقولہ وغیر منقولہ ایک ایسے شخص کے نام لکھدی جسکی اُسنے تعلیم اور پرورش کی اور اُسی تاریخ اور اُنھین لوگون کے روبرو جنکے سامنے ہبہ نامہ مذکور لکھا گیا واہبہ نے موہوب الیہ سے یہ اقرار لکھا لیا کہ حین حیات واہبہ کے موہوب الیہ اُسکی پرورش کرے اور اُسکی ہدایت کے خلاف کاربند نہو اور اگر ان شرائط کا ایفا نہوگا تو ہبہ باطل اور ناجائز متصور ہوگا - موہوب الیہ جایداد غیر منقولہ مذکورہ ہبہ نامہ کے ایک جزو پر قابض ہوا اور اب واہبہ اور موہوب الیہ کے باہم تنازع واقع ہونے کے سبب سے واہبہ چاہتی ہے کہ ہبہ مذکور مسترد ہوجاے اور جایداد مقبوضہ موہوب الیہ پر وہ پھر قابض ہو اس صورت مین واہبہ اپنے پہلے انتقال کو مسترد کرنے کی مجاز ہے یا نہین +

اگر موہوب الیہ ایفاء شرائط نکرے تو ہبہ فسخ کیا جاسکتا ہے

ج - صورت مذکورہ بالا کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت نے ایک شخص سے اس مضمون کا اقرار نامہ لکھوا کر کہ وہ شخص حین حیات عورت مذکور کے اُسکی پرورش

کرے اور اُسکے احکام کے خلاف نہ کام کرے اپنی جایداد اُسے دے دے مگر
موہوب الیہ نے شرائط مشروطہ کا ایفا نکیا اس حالت مین واہبہ موہوب الیہ سے
دستاویز واپس لینے اور ہبہ مسترد کرنے کی مجاز ہے ٭

ضلع چٹاگانو - ۵ - اپریل ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۳۰ س - ایک عورت نے دستاویز کے ذریعہ سے اپنی جایداد کو
اپنی دختر اور داماد کے نام ہبہ کر دیا اس صورت مین واہبہ ہبہ مسترد کرنے کی
مجاز ہے یا نہین ٭

ج - جس شخص نے کہ قانون کی روسے ہبہ کر دیا ہو وہ پھر اُسکے مسترد کرنے کا
اور جایداد جو ہبہ کے ذریعہ سے منتقل کر دیگئی ہو اُسپر پھر قبضہ لینے کا مجاز
نہین ہے ٭

مسترد کرنا غیر مشروطہ ہبہ کا ناجائز ہے ٭

ضلع چٹاگانو - ۳۰ جنوری ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۳۱ س - ایک شخص نے جسکے حقیقی بھائی تھا اپنی زوجہ کے نام
ایک دستاویز اس مضمون کی لکھدی کہ میری وفات کے بعد میری جایداد مکسوبہ
منقولہ و غیر منقولہ کے ہبہ یا بیع کرنے کا میری زوجہ کو اختیار ہے اور وہ بعد ازان
لاولد مر گیا اس صورت مین بیوہ مذکور جایداد متذکرہ دستاویز ہبہ یا بیع کرنے کی
مجاز ہے یا نہین ٭

ج - اگر متوفی نے درصورت موجود ہوتے اُسکے حقیقی بھائی کے بذریعہ دستاویز
تحریری اپنی زوجہ کو اختیار دیا ہو کہ وہ اُسکی جایداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کو ہبہ
کرسکے اور کوئی وارث پر پوتے تک نہ چھوڑ مرا ہو تو بیوہ بموجب اجازت محصلہ اپنے
شوہر کے جایداد مذکور دینے یا بیع کرنے کی مجاز ہے ٭

بنگالہ مین بیوہ حسب مرضی و اجازت اپنے شوہر متوفی کے اُسکی جایداد مکسوبہ غیر منقولہ منتقل کرسکتی ہے گو اُسکے شوہر کا بھائی بقید حیات ہو ٭ ٭ ٭

عدالت اپیل کلکتہ ٭

مقدمہ ۳۲ س - ایک شخص برہمن اپنی جایداد و غیر منقولہ منقسمہ کو اپنی دختر کے
نام ہبہ کرکے مر گیا اور موہوب الیہا بتیس برس تک بلا مزاحمت جایداد موہوبہ پر قابض

رہی مگر وہ لاولد تھی اس صورت مین وہ جایداد مذکور کے ہبہ کرنے کی مجاز ہے یا نہین اور اگر وہ اُسے اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ایسا ہبہ کامل اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ✤

ف
جایداد اراضی جو عورتون کو اُسکے باپ سے بطور ہبہ ملے وہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق منتقل کرسکتی ہے ✤

فتح - لاولد بیوہ دختر کو اختیار ہے کہ وہ اُس جایداد اراضی کو جو اُسے اُسکے باپ سے ملی ہو اپنے بیاہ کے بعد برہمن کو دے ڈالے اور اس قسم کی جایداد اگر وہ اپنے پروہت کے نام ہبہ کردے تو ہبہ درست اور جائز متصور ہوگا - دلے بھاگ اور اور کتب شاستر مین اس راے کے حوالے مندرج ہین ✤

ماخذ - قول کاتیائن وو جو کچھ ایک عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو - عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے - شوہر اور بیٹے اور باپ اور بھائی کو عورت کی جایداد کو لینے یا دے ڈالنے کا اختیار حاصل نہین ہے" ✤

ضلع ہوگلی - ۱۶ - جنوری ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۳۳ س - ایک مچھلی والے کی بیوہ نے حین حیات اپنی سوت کے تین بیٹون کے اپنی خاص جایداد مکسوبہ یعنی ایک مکان اور اور مال کو اپنی عقبی کی بھلائی کے لیے دو برہمنون کو ہبہ کردیا اور مکان کو موہوب الیہم کے قبضہ مین دیا اور خود بھی اُسی مکان مین اُنکے ساتھ رہی اُسکی سوت کا ایک بیٹا بھی مع اپنی زوجہ کے اُسی مکان مین رہتا تھا بعد ازان بیوہ بموجودگی اُنکے مر گئی اور اُسکی وفات کے بعد اُسکے سوتیلے بیٹے نے کریا کرم کیا اور بعد ازان وہ بھی فوت ہوا اب سوتیلے بیٹے مذکور کی بیوہ مکان مذکور کا دعوی کرتی ہے اسصورت مین ہبہ متذکرۂ بالا درست اور جائز متصور ہوگا یا نہین ✤

بیوہ اپنی خاص ...

فتح - اگر مچھلی والی کی بیوہ نے کچھ سرمایہ اپنی ذاتی محنت سے حاصل کیا اور اُسکے

ذریعہ سے اُسنے مکان خرید کیا ہو اور اپنی عقبیٰ کی بھلائی کی نظر سے اُسنے مکان مذکور کو دو برہمنون کے نام ہبہ کر دیا اور قبل اپنی وفات کے مکان موہوبہ مذکور موہوب الیہم کے حوالہ کیا تو اس صورت مین بیوہ مذکور کا استحقاق جایداد مذکور سے جاتا رہا اور موہوب الیہم کا استحقاق پیدا ہوا اور واہبہ کی سوت کے بیٹے اور اُسکی زوجہ کے مکان مذکور مین رہنے سے موہوب الیہم کا استحقاق نہین زائل ہو سکتا۔ موہوب الیہم کا استحقاق صرف اُس صورت مین معدوم ہو سکتا ہے جبکہ وے ہبہ کو قبول نکرین یا اُسکو بذریعہ بیع یا اور طور پر منتقل کرین۔ داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب سوتیلے بیٹے کی بیوہ کا جایداد پر کچھ دعویٰ نہین پہونچتا کیونکہ اُسپر اُسکا کچھ استحقاق نہین ہے اور عورت اُس مال کو جو اُسے اُسکے محب واسطہ دارون سے ہدیۃً ملے اور اور اپنے خاص مال کو بیع یا ہبہ کرے تو قانونًا جائز ہے ✤

ماخذ۔ نارد اور اور واضعان قانون کے قول داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے مصنفون نے نقل کیے ہین ✤

وہ دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجائے یا باستثناء واسطہ دارون کے کسی اور سے ازراہ محبت ملے اُسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار رہے۔ باقی اور چیزین جو داخل استری دھن ہین وہ بخشش مذکور کی نسبت عورات کا اختیار کلی تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ ایسی جایداد رشتہ دارون کی جانب سے بنظر آسائش و پرورش عورات کے دیجاتی ہے اور یہ امر مسلمہ ہے کہ عورتون کو ایسی جایداد کی نسبت اختیار ہے۔ وہ عورت نے جو کچھ کہ دستکاری کی محنت مثلاً رنگنے یا کاتنے کے ذریعہ سے حاصل کیا ہو اُسکو اُسکا شوہر بلا وقوع کسی طرح کی تکلیف کے بھی لے سکتا ہے ✤ ۱ے

عدالت اپیل ڈھاکہ

ا ے جایداد جو عورت کی مکسوبہ ہو وہ فی الواقع استری دھن کی چند اقسام مین جنکا جاگیلک اور جمتواہن نے بیان کیا ہے داخل نہین ہے حتی کہ امر مسلمہ یہ ہے کہ عورت جو کچھ اپنی محنت

مقدمہ ۲۴۴ س - ایک بیراگی کو اپنی کل جایداد بحالت موجودگی اپنے بیٹے کے جو کنیزک کے بطن سے ہو اپنی مدخولہ عورت کو دے ڈالنے کا اختیار ہے یا نہین اور اگر ہے تو موہوب الیہا ایسی جایداد ایک شخص اجنب کو ہبہ کر سکتی ہے یا نہین - بیٹا جو کنیزک سے ہے اور جس کنیزک کو بیراگی نے گھر سے نکال دیا ہے وہ بیراگی کی مدخولہ یعنی موہوب الیہا کے حین حیات ترکہ پانے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہین +

ج - اگر بیراگی نے بحالت غلبہ حظ نفسانی یا غیظ یا کسی اور طرح کی نفسانیت کے کہ یہ صورتین واسطے عدم جواز ہبہ کے کافی بیان کی گئی ہین اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کیا ہو تو ایسا ہبہ جائز اور درست متصور ہوگا کیونکہ ہر شخص اپنی جایداد کا مالک ہے البتہ اگر واہب بحالت موجودگی کسی شخص منجملہ کنبہ کے اپنی کل جایداد ہبہ کرے تو وہ مذہب کی رو سے گنہگار ہے - عورت مذکورہ نے جایداد وراثتاً پائی ہے اور نہ اپنے شوہر سے لہذا وہ اُسے شخص اجنب کو دیسکتی ہے - اگر بیراگی نے اپنی کل جایداد عورت کو دے دی تو پھر اُسکے پاس کچھ جایداد نہ رہی لہذا اُسکے بیٹے کو جو کنیزک کے بطن سے ہے حین حیات موہوب الیہا کے جایداد پر کچھ استحقاق نہین پہونچتا ہے - اگر واہب نے بعد ہبہ کرنے کے کوئی اور جایداد حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے کے وقت کچھ جایداد رکھ چھوڑی ہو تو ایسی جایداد بیراگی کی وفات کے بعد بموجب دستور بیراگیون کے اُسکے بیٹے کو جو کنیزک سے ہے ملیگی اور گو کنیزک کو گھر سے نکال دیا ہو یا اُسکی تذلیل کی ہو تاہم اگر بیٹے مین کوئی نقص ذاتی نہین ہے تو وہ اُس جایداد کے پانے کا مستحق ہے جو بیراگی نے بعد ہبہ حاصل کی ہو یا ہبہ کرنے سے بچا رکھی ہو - یہ رائے داے بھاگ اور سمرتی چندریکا اور باد بھنگارنو اور منو اور واے تتو اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے +

بیراگی کی مدخولہ عورت جایداد کو جو اُسنے بیراگی سے پائی حسب مرضی اپنی کے منتقل کر سکتی ہے گو اُس بیراگی کے ایک لڑکا صحیح النسب موجود ہو جو بصورت دیگر کل جایداد کا وارث ہوتا +

قول برہسپتی داے بھاگ مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ کہ منکوحہ خاص کے حاصل کرے اُسپر بھی اُسکے شوہر کا اختیار ہے خلاصہ کی جلد ۳ - صفحہ ۵۶۶ معائنہ کیجائے لیکن صورت مذکورہ بالا مین شوہر مرگیا ہے +

اسکو وہ اپنی خوشی کے مطابق دے سکتا ہے"*

سمرتی سار مین ہبہ کا جائز ہونا تسلیم کیا گیا ہے " اگر ایک شخص خود ہبہ کرے تو جائز ہے کیونکہ اُسکا مال ہے اور ہبہ کے جواز کا بھی سبب مسلمہ ہے لیکن مقصود دینی کا استحصال بوجہ ملحوظ نہ رکھنے احکام شاستر کے تسلیم نہین کیا گیا ہے"*

باد بھنگار لو *

قول منو " بیاہ مین کلام متبرکہ کا پڑھنا اور پرستش معکوشہ خالق کا عمل مین لانا دولہا دولھن کی بہتری کے لیے ہے لیکن شوہر جو بیاہ کے وقت اقرار کرتا ہے اُسی اقرار سے اختیار شوہری کی ابتدا ہوتی ہے"*

قول جاگبلک داسے "تو مین منقول ہین " شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پاسکتا ہے یا باپ کی موت کے بعد اُسکے بھائی اُسکو نصف حصہ دینگے اور اگر اُسکے کوئی بھائی نہو تو وہ کل جایداد پائیگا بشرطیکہ نواسہ نہو"*

بن پران " ہر شخص کو ملک کے دستورات مسلمہ اور خاندان کے قواعد واجب یا اپنی قوم کے آئین مخصوص کی نسبت غفلت کرنی نچاہیے"*

ضلع ندیا - ۹ - اپریل ۱۸۱۲ء

مقدمہ ۳۵ س - ایک شخص کے ایک زوجہ اور دو بیٹیان تعین اُسنے اپنی کل اراضی موروثی اور اور جایداد اپنی ایک بیٹی کو زبانی ہبہ کردی اس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین *

ج - صورت مذکورہ بالا مین باپ نے جو باوجود ہونے ایک زوجہ اور ایک اور بیٹی کے اپنی ایک بیٹی کے نام ہبہ کیا تو ایسا ہبہ جائز اور درست ہے *[1]

ہر شخص اپنی کل جایداد ایک بیٹی کو بھوڑی اپنی زوجہ اور دوسری بیٹی کے ایسکتا ہے *

ضلع بردوان - ۱۴ - اپریل ۱۸۱۱ء

مقدمہ ۳۶ س ۱ - ایک شخص نے کچھ اپنی جایداد غیر منقولہ کو اپنے نواسون کو

[1] ملحوظ رہے کہ یہ مقدمہ بنگالہ کا ہے *

نام جو نابالغ ہین اور اُسکی حفاظت مین رہتے ہین ہبہ کردی ہے اور جایداد کو اپنے قبضہ مین رکھا ہے اس صورت مین ہبہ جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین +

ج ۱- اگر واہب نے اپنے نابالغ نواسون کو جو اُسکی حفاظت وحمایت مین ہین جایداد بخش دی ہے اور تا ایام نابالغی موہوب الیہم کے جایداد مذکور وہ اپنے قبضہ مین رکھے تو ایسا ہبہ جائز ہے لیکن اگر موہوب الیہم کی ایام نابالغی گذر جانے کے بعد بھی واہب جایداد کو اپنے قبضہ مین رکھے اور موہوب الیہم کی جانب سے ملکیت کے استحقاق کا نفاذ کسی طور پر عمل مین نہین آیا ہو تو ہبہ جائز اور واجب التعمیل نہوگا +

ہبہ جو نابالغ کے نام عمل مین آیا جائز ہے بشرطیکہ وہ سن شعور کو پہونچکر اُسپر قابض ہوا ہو

س ۲- اگر واہب مذکورہ بالا نے اپنی اراضی موروثی کے ایک جزو کو بلا اجازت اپنے بیٹون کے نواسون کے نام ہبہ کردیا ہو تو ہبہ کرنا ایسی جایداد کا جائز ہے یا نہین +

ج ۲- گو واہب کے بیٹون نے ہبہ کی نسبت اپنی رضامندی ظاہر نہ کی ہو پھر بھی واہب اپنی جایداد اراضی موروثی کا ایک جزو اپنے نواسون کو دینے کا مجاز ہے لہذا ایسا ہبہ درست اور جائز ہے +

ہر شخص بلا اجازت اپنے بیٹون کے تھوڑا حصہ اپنی جایداد کا نواسون کو دے سکتا ہے +

ضلع ۲۴ پرگنہ - ۳۱- جنوری سنہ ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۳ س - ایک شخص برہمن نے جبکہ وہ اپنے بھائیون سے علیحدہ ہوکر جدا رہتا تھا ۱۳ بیگھہ اور گیارہ گٹھے اراضی معافی حاصل کی اور ۶۴ بیگھہ اور سات گٹھے اسی قسم کی اراضی کا جو اُسکے بیٹے نے بذریعہ ہبہ حاصل کی تھی وہ اُسکا مالک ہوا - شخص مذکور تھوڑے عرصہ تک اس جایداد پر متصرف رہکر مرگیا اور اُسکی زوجہ اُسکی قائم مقام ہوئی اور اُسنے بحالت موجودگی اپنے شوہر کے بھتیجون کے جایداد اراضی مذکور کا ایک جزو اپنے بھائی کے نام ہبہ کردیا اور ہبہ نامہ مین یہ تحریر کیا کہ اراضی اُسکے شوہر کی عقبیٰ کے بھلائی کے لیے ہبہ کی گئی ہے اس صورت مین یہ ہبہ جائز ہے یا نہین +

ج - سوال مذکورۂ بالا سے یہ واضح نہین ہے کہ کسقدر اراضی بیوہ نے ہبہ کی

بیوہ منجملہ اپنے شوہر کے

ہبہ کرنا صرف ایک تھوڑے سے حصہ جایداد کا اپنے شوہر متوفی کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے جائز ہے کیونکہ گو دائے بھاگ ادر اور کتب شاستر مین یہ لکھا ہے کہ شخص متوفی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہو اُسکی جایداد سے اُسکی بیوہ صرف اپنے حین حیات متمتع ہو سکتی ہے لیکن پھر بھی وہ اپنے شوہر کی بھلائی کے لیے جایداد کا ایک جزو ہبہ کرنے کی مستحق ہے اور اگر وہ ایسا کرے تو ہبہ جائز متصور ہوگا +

جایداد کے ایک جزو شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے اپنے رشتہ دار کے نام ہبہ کرسکتی ہے +

ضلع دیناج پور - ۱۵ - اپریل سنہ ۱۸۲۰ع

مقدمہ ۳۸ س - ایک برہمن جسکے پاس اراضی معافی اور اور جایداد تھی تین بیٹے زید و بکر و عمرو اور ایک بیٹی ہندہ چھوڑ کر مرگیا تھوڑے عرصہ تک سب بیٹے بالاشتراک باپ کی جایداد سے متمتع ہوتے رہے بعد ازان بڑا بیٹا زید ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑ کر فوت ہوا - زید کا بیٹا باپ کے حصہ پر قابض ہوا اور تھوڑے عرصہ کے بعد مرگیا اور اُسکی وفات کے بعد اُسکا حصہ اُسکے ہمشیرزادہ کو پہونچا - دوسرا بیٹا بکر بھی مرگیا اور صرف اپنی زوجہ کو اپنا وارث چھوڑ مرا اور چھوٹے بیٹے عمرو نے بکر کی بیوہ کی پرورش کی اور دونون حصون پر لینی اپنے حصہ اور اپنے بھائی بکر کے حصہ پر قابض ہوا - اس صورت مین عمرو اور بکر کی بیوہ اپنے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو اور بقیہ جایداد زید کے نواسہ کو دینے کی مجاز ہین یا نہین اور اگر انھون نے اپنے حصون کو بذریعہ دستاویز دیا ہے تو ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین اور اگر جائز نہین ہے تو کون مستحق وراثت ہے +

ج - صورت مذکورۂ بالا مین چھوٹے بیٹے عمرو اور دوسرے بیٹے بکر کی بیوہ مجاز ہین کہ بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے حصون سے ایک جزو اپنے گرو اور پروہت اور ہندہ کے بیٹے کو دین اور باقی زید کے نواسہ کو ہبہ کرین ایسا ہبہ نامہ جائز متصور ہوگا لیکن اگر وے بغیر عمل مین لانے ایسے ہبہ کے مرگئے ہون تو اس صورت مین اُنکی جایداد اُنکی بہن کے بیٹے یعنی ہندہ کے پسر کو پہونچیگی +

جایداد بھائی کی دختر کے پسر کو بجز و می ہمشیرزادہ کے دی جاسکتی ہے گو کہ بن وراثت کے بموجب ہمشیرزادہ کا استحقاق مقدم ہے +

عدالت اپیل کلکتہ

نند رام بنام رام تنو کرجیا

مقدمہ ۳۹ - س - ایک ہندو نے بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ جو اُسنے اپنی ذات خاص کی محنت سے حاصل کی تھی اپنی عورت مدخولہ کو دے دی اور ہبہ نامہ تحریر ہونے کے وقت وہ بیماری مین مبتلا تھا اور اُسی بیماری مین دو روز بعد مرگیا اس صورت مین ہبہ ناجائز ہے یا نہین اگر وہ باطل اور ناجائز ہے تو اُسکی جایداد اُسکے ہمشیر زادہ کو پہونچیگی یا نہین ✤

ج - اگر شخص مذکورہ بالا نے اپنی جایداد مکسوبہ منقولہ و غیر منقولہ کو بحالت موجودگی حقیقی بہن کے بیٹے کے اپنی مدخولہ کے نام ہبہ کر دیا ہو اور اُسنے بحالت ثبات ہوش و حواس ہبہ نامہ تحریر کیا ہو تو اس صورت مین اس طور پر منتقل کرنا جایداد کا درست اور ناجائز ہوگا ورنہ ہبہ ناجائز ہے اور بہن کا بیٹا ورثہ پائیگا ✤ [1]

ہبہ کرنا اپنی مکسوبہ جایداد کا جائز ہے مگر قریب المرگ کیا گیا ہو تو شبہ ہلگیا کہ اسباب کے ہوش و حواس اسوقت درست ہون ✤

قول منو - وہ اُسے اپنی مرضی کے مطابق دے سکتا ہے یا ایسے سرمایہ کو اپنے اخراجات مین صرف کر سکتا ہے" ✤ [2]

قول نارد - اگرچہ اشخاص عموماً اپنی ذات کے خود مالک ہین مگر جو کچھ کہ مختل الحواس کرتا ہے وہ مثل ناکردہ کے دانائون نے بیان کیا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات کا

---

[1] اس رائے اور اُسی قسم کی رائے کو جو اس سے پہلے مقدمہ کی نسبت ہے کسی قدر ترمیم کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے - کولبروک صاحب نے اپنے رسالہ مین جو در باب عہود اور اُنکی تعمیل کے ہے مقالہ ۵ دفعہ ۵ ہو ۶ - مین عام قاعدہ یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا معاہدہ بخشش کے باب مین اگر ایسے شخص کی جانب سے جو مرض لا علاج مین مبتلا ہو عمل مین آئے تو وہ نادرست ہے اُسکی عقل سلیم مین فتور آجانے کے باعث وہ اپنی طبیعت پر اسقدر ضبط و قدرت نہین رکھتا ہے جو واسطے جواز فعل اور وجوب انتقال جایداد کے ضرور ہے - اس قول سے یہ مستنبط ہے کہ بغرض استحکام ہبہ کے جو قریب المرگ عمل مین آئے نہایت صاف ثبوت ثبات عقل کا ضرور ہے تاکہ کوئی شبہ جو خلاف اُسکے ہو وہ رفع ہوجاے ✤

[2] یہ قول منو کا نہین ہے بلکہ برہسپتی کا ہے ✤

خود مالک نہین ہے ✣

عدالت اپیل پٹنہ

مقدمہ ۰۱۴ - س - ایک شخص نے اپنی وفات کے قبل اپنی دونون زوجہ کو ہدایت کی کہ ہر ایک اُنمین سے بیٹا گود لے بعد اُسکی وفات کے اُسکی بڑی زوجہ نے کوئی بیٹا گود نہین لیا اور دونون زوجون نے ملک شوہری کو باہم مساوی تقسیم کرلیا - بڑی زوجہ اپنا کُل حصہ ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کر کے مرگئی بعد ازان چھوٹی زوجہ نے ایک بیٹا گود لیا اِس صورت مین بڑی زوجہ کا حصہ موہوب لیہ کو پہونچیگا یا چھوٹی زوجہ کے متبنٰی بیٹے کو ✣

ج - چھوٹی زوجہ نے جو باجازت محصلہ اپنے شوہر کے بیٹا گود لیا ہے وہ بڑی زوجہ کا جس نے اپنے شوہر کی عدول حکمی کر کے کوئی بیٹا متبنٰی نہین کیا کُل حصہ پانے کا مستحق ہے - ہبہ کرنا اُس حصہ کا جو اُسنے ازروے تقسیم اپنی سوت کے ساتھ پایا ہے ناجائز ہے اور موہوب الیہ جاید اد مذکور نہین پاسکتا کیونکہ مراد ہ کا ہونا اور پانی دینا صرف اُسی صورت مین ہوسکتا ہے جب کہ بیٹا متبنٰی کیا جاے اور اگر بیوہ بلا فائدہ پہونچانے اپنے شوہر متوفی کی روح کے جاید اد ہبہ کردے تو وہ اُن بیوون مین شمار کیجائیگی جنکو حق وراثت حاصل نہین ہے لہذا ہبہ کرنا اُسکا باطل اور نادرست متصور ہوگا ✣

زوجہ جسکو اُسکے شوہر نے بیٹا گود لینے کے لیے ہدایت کی ہو ایسا نکرے اور جائداد کو جو اُسنے شوہر کی وفات کے بعد وراثتاً پائی ہو شخص اجنبی کے نام ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے ✣

ضلع دیناج پور - ۲۱ - اگست ۱۸۱۳ء

مقدمہ ۱۱۴ - س - ایک راجپوت نے اپنی کُل جاید اد منقولہ وغیر منقولہ اپنے بیٹے کے نام ہبہ کردی اور اُسکو اُسپر قابض کردیا اور خود ایک اور جگہ جاکر رہا اور وہان مقروض ہوگیا اِس صورت مین حین حیات مقروض کے جاید اد موہوبہ کا اداے قرضہ کے لیے نیلام کیاجانا مناسب ہے یا نہین ✣

ج - متاچھرا اور منو اور اور کتب شاستر کے بموجب یہ راے ہے کہ معاملات تمدن مین ہبہ کا قاعدہ چار طرح کا ہے اول وہ شے جو دیجا سکتی ہے اور دوسرے

اگر کوئی شخص اپنی کُل جاید اد بغیر قبض کرنے

استحقاق وصنحواہ کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز نہین ہے ؛

وہ جو نہین دیجا سکتی اور تیسرے وہ جسکا ہبہ جائز ہے اور چوتھے وہ جسکا ہبہ جائز نہین ہے " یہ قول نارد کا متاچھرا مین منقول ہے ؛

" جبکہ کُنبے کے لیے وجہ معاش کی نسبت تکلیف ہو تو باستثنار زوجہ یا بیٹے کے جایداد دے دی جاسکتی ہے لیکن اگر ایک شخص کے اولاد ہو یا آسنے کسی شخص سے جایداد کے دینے کا اقرار کیا ہو تو وہ کُل اپنی جایداد نہین دے سکتا" ۔ منو نے لکھا ہے کہ " کنبے کے لیے کھانا اور کپڑا سر انجام کرنے کے بعد جو کچھ جایداد بچے صرف وہی دیجا سکتی ہے " ؛

" منو کا قول ہے کہ " باپ اور مان کی بحالت ضعیفی اور زوجہ عفیفہ کی اور بیٹے کی بحالت طفولیت پرورش کرنی چاہیے گو وہ اور کام جسکا کرنا منع ہے " سو مرتبہ کرتا ہو " ؛

ایک اور قول منو کا ہے جسکے بموجب کُل جایداد کا ہبہ کرنا منع ہے " اچھی طرح سے پرورش کرنا آنکا جو وجہ معاش پانے کے مستحق ہین ایسا امر ہے جسکا ثمرہ بہشت ہے لیکن اُس شخص کو جسکی غفلت کے باعث سے اُسکے کنبے کو تکلیف پہونچے دوزخ نصیب ہوگا اسواسطے اُسے چاہیے کہ اپنے کنبے کی اچھی طرح سے خبر گیری کرے " ؛

واکشا کا یہ قول بیر متر اودا ے مین منقول ہے کہ " حسب راے عالمون کے اشیار مفصلۂ ذیل یعنی جایداد مشترکہ اور اشیار مستعارہ اور ایسا مال امانت جسکو سنسکرت مین نیاس کہتے ہین اور اشیار مرہونہ اور زوجہ اور اُسکا مال اور امانت جو کسی اور شخص کو تفویض کرنے کے لیے حوالہ کی گئی ہو اور مال امانت بالعموم اور کسی شخص کی کُل جایداد درصورتیکہ اولاد اُسکی موجود ہو نہ مانہ تکلیف مین بھی منتقل ہونے کے قابل نہین ہین جو شخص اُنکو دے ڈالے وہ بیوقوف ہے اور بپاداش اس گناہ کے اُسپر پرائچت کرنا واجب ہے " ؛

جاگبلک بیان کرتا ہے کہ " ہبہ کی نسبت امتناع اسواسطے کیا گیا ہے کہ مبادا جایداد انتقال کر دینے سے کنبہ کو وجہ معاش کی طرف سے تکلیف پہونچے جو شے دیجا سکتی ہے اور جو نہین دیجا سکتی اُسکی نسبت کاتیائن کا یہ قول ہے

کہ "باستثنار کل جایداد اور مکان سکونت کے جو کچھ کُنبے کے کھانے اور کپڑے سرانجام کرنے کے بعد بچے وہ دیا جاسکتا ہے خواہ وہ مال منقولہ ہو یا غیر منقولہ۔ اور سوا اسکے کچھ نہین دیا جاسکتا"۔

قول منو"۔ اگر حاکم کو معلوم ہو جاے کہ رہن یا بیع یا ہبہ یا اُسکا قبول کرنا فریباً عمل مین آیا ہے یا کسی اور صورت مین فریب کا ہونا اُسپر ظاہر ہو جاے تو اُسکو چاہیے کہ کل معاملہ منسوخ کرے"۔

اقوال مرقومہ بالا سے ظاہر ہے کہ کل جایداد کا ہبہ جائز نہین ہے کیونکہ اِس صورت مین قرضخواہ کو فریب دیتا ہے لہذا جو مال کہ فریباً دیا جاے وہ اداے زر قرضہ کے لیے نیلام ہونا چاہیے۔ اُمور دینی کے لیے بھی کل جایداد کا ہبہ کرنا منع ہے مگر تحقیقات اس امر کی ضرور ہے کہ مقروض واسطے ایفاء مطالبہ قرضخواہ کے کوئی اور جایداد رکھتا ہے یا نہین۔

ضلع فرخ آباد۔ ۱۳۔ دسمبر ۱۸۱۰ء

مقدمہ ۲۴۔ س۔ ایک شخص نے ۱۲۱۶ فصلی مین اپنے بیٹے کے نام جسکو بطور کرتم پتر متبنی کیا تھا ہبہ نامہ اپنی کل جایداد کا لکھدیا اور ہبہ نامہ مذکور قاضی کی مُہر سے مصدق ہوا لیکن کلکٹر کے دفتر مین داخل و خارج عمل مین نہین آیا اور موہوب الیہ کا جایداد پر کبھی قابض ہونا بھی اچھی طرح سے واضح نہین ہے۔ موہوب الیہ ۱۲۱۶ فصلی مین اپنی زوجہ کو حاملہ چھوڑ کر مر گیا بعد ازان اُسکے بیٹا پیدا ہوا اور موہوب الیہ کی وفات کے تھوڑے عرصہ کے بعد واہب بلا اطلاع موہوب الیہ یعنی متبنی بیٹے کی بیوہ کے قاضی مذکور کے پاس گیا اور ہبہ نامہ سابق کو چاک کرکے ایک اور شخص کے نام نصف جایداد مذکور کی بابت حصہ چار آنہ کا بیعنامہ لکھدیا اور بقیہ بارہ آنہ کے حصہ کی نسبت موہوب الیہ کے بیٹے کے نام ہبہ نامہ تحریر کر دیا اور قاضی کی مہر و دستخط سے اُنکو حسب ضابطہ مصدق کرا دیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ایک اور شخص نے واہب پر اراضی مذکور کو اپنی ملک موروثی ظاہر کرکے

نالش دائر کی واہب نے اُسکے دعوی کو تسلیم کیا اور جایداد مذکور پر اُسکو قابض کر دیا بعدہٗ اصل موہوب الیہ کی بیوہ نے مشتری اور مدعی مذکورہ بالا پر واسطے دخل کل حصہ سولہ آنہ کے جو اُسکے شوہر کے نام سابق مین ہبہ کر دیا گیا تھا نالش کی - یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے - کہ جایداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی ملکیت تھی اور اقبال دعوی جو اُسنے نسبت نالش شخص مذکور کے گذرانا تھا وہ محض سازشی بغرض محرومی اور شخصون کے متصور ہوا - اِس صورت مین موہوب الیہ کی بیوہ اور بیٹا بذریعہ ہبہ نامہ موسومہ متوفی کے کل جایداد کا دعوی کرنے کے مجاز ہین یا نہین ◆

ہبہ جو ایکبار ہو گیا ہے وہ حسب مرضی واہب کے پھر مسترد نہین ہو سکتا ◆

ج - ہبہ کے لفظ سے زائل ہونا واہب کی ملکیت کا اور پیدا ہونا - موہوب الیہ کی ملک کا مراد ہے - جایداد جو ایک مرتبہ دی گئی ہو وہ پھر واپس نہین لی جاسکتی اور جایداد مذکور کو بعد ازان کسی طور پر منتقل کرنا قانوناً جائز نہین ہے ◆

قول منو ”جایداد کی تقسیم ایک مرتبہ ہوتی ہے اور لڑکی کا بیاہ ایک دفعہ اور ایک مرتبہ آدمی یہ کہتا ہے کہ مین فلان شے دیتا ہون اچھے آدمی اِن تینون اُمور کو ایک مرتبہ کرتے ہین اور پھر مسترد نہین کرتے“ ◆

دوسرے امر کی نسبت جواب یہ ہے کہ چونکہ واہب نے موہوب الیہ کو کری تریم طریقہ کے بموجب متبنی کیا لہذا وہ اُسکا بیٹا تصور کیا جاے کیونکہ ایسا بیٹا منجملہ بارہ بیٹون کے شمار کیا گیا ہے اِسی وجہ سے موہوب الیہ بھی ہر صورت جایداد مذکور کا مستحق تھا اور علاوہ برین ہبہ کے ذریعہ سے بھی اُسکی بیوہ اور بیٹا مستحق دعوی کرنے جایداد کے ہین کیونکہ جایداد مذکور بلا شرکت غیرے واہب کی تھی ◆

شہر ٹینہ - ۲۰ - اگست ۱۸۱۶ء

دیال سنگھ بنام ہولیا

مقدمہ ۳۴ - س - ۱ - ایک شخص کے دو بیٹیان تھین اور ایک بھتیجا اور ایک بیٹا تھا بیٹا ذات سے خارج تھا شخص مذکور نے اپنی کل جایداد منقولہ و غیر منقولہ اپنی ایک دختر کے نام زبانی ہبہ کر دی اِس صورت مین ہبہ درست اور جائز ہے یا نہین ◆

نج ۱- اگر شخص مذکورہ بالا نے محبت پدری کے باعث سے اپنی کل اراضی اور جایداد ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور بھتیجے اور خارج القوم بیٹے کے منتقل کردی تو ایسا انتقال جائز ہے اور اشخاص مذکورہ بالا کا کچھ استحقاق نہیں ہے چنانچہ یہ امر جاگیلک کے قول سے واضح ہے۔ ماہرین قواعد ہبہ بیان کرتے ہین کہ اشیاء جو ایک مرتبہ حوالہ کردیجائین واپس نہیں ہوسکتین مثلاً فروخت شدہ اسباب کی قیمت اور اجرت جو شاعرون اور مطربون وغیرہ کو بعوض استحصال حظ سامعہ کے دیجاے اور جو کچھ کہ کسی کو براہ محبت یا شکریہ جو محسن کو اور جو دولہن کو یا اُسکے شہری خاندان بین بیاہ کے وقت خاطراً دیا جاے مٹ یہ مسئلہ متاچھرا اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

س ۲- اگر یہ ہبہ نامہ جائز تصور کیا جاے اور خارج القوم لڑکا مرگیا ہو اور باپ کی دو بیٹیان اور ایک بھتیجہ زندہ ہون تو اشخاص حی القائم مین سے کون مستحق ترکہ کا ہے۔

نج ۲- اگر جایداد بیٹی کو دیجاے تو ایسا ہبہ جائز ہے کیونکہ اس سے استحصال منفعت متصور ہے چنانچہ بیاس کا قول ہے کہ "بیٹی کے نام ہبہ کرنے سے مفاد ابدی حاصل ہوتا ہے اور علی ہذا القیاس بھائی کو دینے سے بھی"۔ اشخاص حی القائم کا کچھ استحقاق نہیں ہے اور اگر دوسری بیٹی غیر منکوحہ ہے تو وہ جایداد سے صرف اسقدر حصہ پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے اخراجات کے لیے کافی ہو۔

ضلع آگرہ - ۹ - مارچ سنہ ۱۸۳۱ع

مقدمہ ۴۴- س- ایک شخص نے اپنی زوجہ اور بیٹے کی وفات کے بعد اپنی جایداد موروثی سے کچھ اراضی اپنی بہنون اور اُنکے بیٹون کی وجہ معاش کے لیے علحدہ کردی اور بقیہ کو بذریعہ ہبہ نامہ کے اپنے گرو یا گرو کے بیٹے کے نام

ف باپ اگر کل اپنی جایداد صرف ایک دختر کے نام بحالت موجودگی دوسری دختر اور ایک بھتیجے کے ہبہ کرے تو ایسا ہبہ جائز ہے۔

ف دوسری بیٹی کا اگر بیاہ نہین ہوا ہے تو وہ اسقدر پانے کی مستحق ہے جسقدر کہ بیاہ کے صرف کے لیے کافی ہو۔

مٹ یہ قول جاگیلک کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے۔ خلاصہ کی جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ کو معائنہ کرو۔

ہبہ کردیا اور ہبہ نامہ بہنون کے سامنے اور اُنکی رضامندی سے تحریر ہوا مگر اُنکے بیٹے موجود نہ تھے اِس صورت مین ایسا ہبہ جائز ہے یا نہین ؟

بلا رضامندی ہمشیرہ زادون کے موروثی جایداد کا ہبہ کرنا جائز ہے ؟

فتح ۔ صورت مذکورۂ بالا مین ہبہ درست اور جائز تصور کرنا چاہیے ۔ دھرم شاستر کے بموجب جس شخص کے نہ بیٹا ہے نہ پوتا اور نہ پرپوتا تو باوجود زندہ ہونے اور رشتہ دارون کے وہ اپنی موروثی جایداد کو ہبہ کرسکتا ہے ۔ صورت متذکرۂ بالا مین بہن یا اُنکے بیٹون کی اجازت فضول ہے ؟

ضلع بردوان ۔ ۲۵ ۔ جولائی ۱۸۲۳ع

مقدمہ ۵۴ ۔ س ۱ ایک شخص دو لڑکے چھوڑ کر مرگیا دے اپنی موروثی جایداد پر قابض ہوے اور باہم بطور کنبۂ مشترکہ کے متفق رہے بڑے بھائی نے بوجہ لاولد ہونے کے اپنے ایک رشتہ دار کا بیٹا جو پدری نسل کی چھٹھی پشت مین تھا متبنیٰ کیا اور بعد ازان مرگیا اُسکی وفات کے بعد اُسکا متبنیٰ لڑکا اپنے چچا کے ساتھ جو اُسکے گود لینے والے باپ کا بھائی تھا بطور کنبۂ مشترکہ رہا ۔ دوسرے بھائی کے کوئی اولاد ذکور نہ تھی اُسنے اپنی جایداد کو نواسہ کے نام ہبہ کردیا اب متبنیٰ بیٹا استحقاق وراثت کی روسے کل جایداد کا دعویٰ کرتا ہے اور موہوب الیہ جو دوسرے بھائی کا نواسہ ہے ہبہ کی روسے دعویدار ہے اِس صورت مین منجملہ دعویدارون کے کسکو جایداد ملنی چاہیے اگر دونون کو ملنی چاہیے تو ہر ایک کسقدر جایداد پانے کا مستحق ہے ؟

کوئی شخص بموجودی اپنے بھائی کے متبنیٰ بیٹے کے جو شامل تھا اپنی جایداد نواسہ کے نام ہبہ نہین کرسکتا ؟

فتح ۔ اگر ایک شخص کے دو بیٹے وارث ہون اور بڑا بیٹا بباعث لاولد ہونے کے ایک رشتہ دار بعید کا بیٹا گود لے اور دوسرا بھائی بباعث نہونے اولاد ذکور کے ایک ہبہ نامہ تحریر کرے جسکے ذریعہ سے بحالت موجود ہونے متوفی بھائی کے متبنیٰ بیٹے کے اور بصورت مشترک اور متفق ہونے کنبہ کے اپنی کل جایداد نواسہ کے نام ہبہ کردے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے ۔ اگر کوئی شخص اپنے شریکون سے علیحدہ ہوجاے اور پھر شامل نہوا اور بلا اولاد ذکور مرجاے تو اُسکی بیوہ کو کل

جایداد ملتی ہے اور بیوہ نہو تو دختروں کو ترکہ پہونچتا ہے - دختروں کے لفظ سے بیٹیاں اور نواسے مراد ہیں چنانچہ اس باب میں جاگیلک کا قول ہے کہ "زوجہ اور بیٹیاں" - الخ - بیٹا اپنے گود لینے والے باپ کی جایداد لے سکتا ہے اور نیز ایسے بھائی کا متبنی بیٹا جو بالاتفاق رہتا ہو اپنے چچا کے ترکہ پانے کا مستحق ہے ؞

منو کا قول ہے کہ "متوفی کے اگر بیٹے یا بیٹوں کی اولاد ذکور زندہ ہے تو وے وارث ہیں نہ کہ بھائی یا والدین" ؞

ضلع سارن - ۲۱ - ستمبر سنہ ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۶ ۴ - س - تین بھائی جایداد اراضی پر بالاشتراک قابض تھے منجملہ انکے ایک زوجہ چھوڑکر لاولد مر گیا اور زوجہ اپنے شوہر کے حصہ کی وارث ہوئی بعد ازاں حی القائم بھائیوں نے کل جایداد کو مع حصہ بھائی متوفی کے ایک شخص اجنبی کے نام ہبہ کر دیا بیوہ نے عدالت میں اپنے حصہ شوہری کی نسبت نالش کرکے ڈگری حاصل کی اور جایداد مدعوہ پر اسکو قبضہ دلایا گیا بعد ازاں اسنے باوجود زندہ ہونے اپنے شوہر کے دو بھائیوں کے بیٹوں اور پوتوں کے اپنے شوہر کی کل جایداد کو جو بذریعہ نالش حاصل کی ہوئی تھی شوہر کے ایک بھائی کے پوتوں کو ہبہ کر دیا اس صورت میں ایسا ہبہ جائز ہے یا نہیں ؞

بیوہ کو اس امر سے کہ اپنے شوہر کی حصہ کو بذریعہ نالش حاصل کیا جایداد مذکورہ پر کچھ زیادہ اختیار حاصل نہیں ہو جاتا ہے

ج - صورت متذکرہ بالا میں بیوہ مجاز نہیں ہے کہ اپنے شوہر متوفی کی کل جایداد بحالت موجودگی شوہر کے بھائیوں کے بیٹوں اور پوتوں کے شوہر کے صرف ایک بھائی کے پوتوں کو ہبہ کر دے - ایسا ہبہ ناجائز تصور کرنا چاہیے چنانچہ یہ امر اکابر کے قول مرقومہ ذیل سے صاف ظاہر ہے کاتیائن کا قول ہے کہ "اسکو حین حیات اپنی جایداد سے باعتدال متمتع ہونا چاہیے اور بعد اسکے جایداد مذکور اسکے وارث پائینگے" - بیوہ جو عفیفہ ہو اسے اپنے شوہر
۱۰ کا حصہ لینا چاہیے مگر حین حیات اپنے اسکو جایداد مذکور کے دے ڈالنے

یا رہن یا بیع کرنے کی نسبت خود مختار ہونا چاہیے"+

"اس صورت مین بھی جبکہ تقسیم ہو گئی ہے بیوہ غیر منقولہ جایداد پانے کی مستحق ہے یا نہین"+

مقدمہ ۷ ہم۔ س۔ ایک شخص نے بلا اجازت اپنے بالغ بیٹے کے اپنے نانا کی زمینداری مفصلی کا ایک جزو جس سے زمیندار یعنی مالک نے اُسے بیدخل کر دیا تھا ایک شخص اجنب کے نام بذریعۂ ہبہ منتقل کر دیا اور ہبہ نامہ مین یہ شرط تحریر کی کہ موہوب لہ اگر جایداد مذکور پر دوبارہ قبضہ حاصل کرے تو اُسکو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا اور واہب کو کچھ تعلق نہوگا اس صورت مین اگر موہوب لہ اپنا قبضہ حاصل کرے تو ایسا ہبہ نامہ واجب التعمیل اور جائز ہوگا یا نہین اور اگر جائز ہے تو ہبہ نامہ کی رو سے واہب کا بیٹا جایداد پانے سے محروم رہیگا یا کہ واہب کی وفات کے بعد اُسکے بیٹے کو استحقاق ملکیت حاصل ہوگا+

ج۔ صورت مذکورۂ بالا مین واہب اپنے نانا کی غیر منقولہ جایداد کو جو اُسے وراثتاً پہونچی شخص اجنب کے نام ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور استحقاق موہوب لہ کا کامل اور واجب التعمیل ہے کوئی قاعدہ ایسا نہین ہے جسکی رو سے نواسہ کا بیٹا ترکہ پاوے لہذا واہب کے بیٹے کو ہبہ کے مسترد کرنے کا استحقاق نہین ہے۔ یہ راے داے بھاگ اور بیاد چنتامنی اور داے رہاس اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے+

ماخذ۔ قول برہسپتی جو بیاد چنتامنی مین منقول ہے یہ ہے "منجملہ مکانات اور اراضی کے جو سات طریقون استحصال سے کسی طریقہ کے بموجب حاصل ہو جو کچھ دیدیا جائے"+

داے بھاگ مین یہ لکھا ہے "چونکہ ہبہ یا بیع کرنا منع ہے تو اس امر سے مسئلہ امتناعیہ کی تنسیخ لازم آتی ہے مگر ہبہ یا انتقال باطل نہوگا اسواسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جاسکتا"+

داے رہاس مین قول سنکہ منقول ہے وہ یہ ہے کہ "اگر اراضی علی التواتر وراثتاً پہونچے اور کسی زمانہ مین ہاتھ سے جاتی رہے اور اگر صرف ایک وارث خاص

ہر شخص باوجود ہونے بیٹے کے اپنے نانا کی جایداد اراضی کو جو اُسنے عالمون سے دوبارہ حاصل کیا ہو ہبہ کر سکتا ہے+

اپنی محنت سے اُسے دوبارہ حاصل کرے تو باقی وارثون کو چاہیے کہ حاصل کرنے والے کو ایک ربع دے کر آپس مین بموجب اپنے واجبی حصون کے جائداد کو تقسیم کرین" ؛

مقدمہ ۸۴ - س - ایک شخص کچھ جائداد اراضی چھوڑ کر مر گیا اور اُسکا بیٹا جو زن مدخولہ کے بطن سے تھا جائداد پر قابض ہوا بعد ازان وہ لاولد مر گیا اُسکی زوجہ وارث ہوئی - اس صورت مین زوجہ بحالت موجودگی اصل مالک کے نواسہ یا ایک اور زن مدخولہ کے جائداد مذکور ہبہ یا بیع کرنے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز ہے یا نہین اگر اُسنے کسی طور سے جائداد منتقل کر دی ہو تو ایسا انتقال درست اور واجب التعمیل ہے یا نہین ؛

ج - سوال مین یہ امر نہین بیان ہوا کہ اصل مالک کس قوم کا تھا اگر وہ شودر تھا اور اُسکی بیٹی جسکا بیٹا زندہ ہے زن مدخولہ کے بطن سے تھی تو اس صورت مین اُسکے اُس بیٹے کی بیوہ جو ایک اور زن مدخولہ کے بطن سے تھا کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے حین حیات اپنے متمتع ہوگی اور بیوہ مذکور اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کی تکمیل عقبیٰ کی بھلائی کے لیے یا اپنی پرورش کے واسطے ایک جزو جائداد مذکور کا دے یا بیع کر سکتی ہے مگر باستثنار ان امور کے بیوہ مذکور کو جائداد جو شوہر سے ورا ثتاً ملی ہے منتقل نہین کر سکتی اور ہبہ ایسی جائداد کا نادرست تصور کیا جاے ؛

شودر کا بیٹا جو زن مدخولہ یا کنیزک کے بطن سے ہو وہ مستحق وراثت ہے لیکن اسکی بیوہ بمجرومی اور وارثون کے جائداد مذکور منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے ؛

ماخذ "مہابھارت مین دان دھرم کے باب مین یہ لکھا ہے کہ "عورات اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لا سکتی ہین - عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نکرے حتی کہ سرمایہ مذکور عمدہ پوشاک پہننے یا امداسلح کی نفس پروری کے لیے صرف نکرے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ مین رکھنے سے اپنے شوہر کو فائدہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جائداد استعمال مین لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علی ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہر حال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ اپنے شوہر کی رسوم کریا کرم کی تکمیل کے لیے

ہبہ یا بیع کرے - پس اگر وہ کسی اور طور پر اپنا گذارہ نکر سکے تو وہ جائداد رہن کرنے کی مجاز ہے یہ امر نکتنی نہو تو وہ اُسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرسکتی ہے کیونکہ اس صورت سے بھی وہی وجہ متعلق ہے" یہ مسئلہ داے بھاگ مین مندرج ہے *

قول کاتیائن " لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اُسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جائداد سے باعتدال متمتع ہو - بیوہ کے بعد اُسکی جائداد اُسکے وارث پاوینگے" *

" محافظ واجب التعظیم یعنی خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت مین رہکر بیوہ کو چاہیے کہ اپنے حین حیات شوہر کی جائداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جائداد خاص کے اُسے اپنی مرضی کے مطابق ہبہ یا رہن یا بیع نکرے" *

قول نارد " اگر شوہر مرجاے تو اُسکے واسطہ دار اُسکی لاولد بیوہ کے محافظ ہوتے ہین اور اُنکو انتقال جائداد اور بیوہ کی خبرگیری اور وجہ معاش کی نسبت اختیار کلی حاصل ہے" *

قول جاگبلک " شودر کا بیٹا بھی جو کنیزک کے بطن سے ہو باپ کی رضامندی سے حصہ پاسکتا ہے لیکن اگر باپ مرگیا ہو تو بھائیون کو چاہیے کہ اُسے نصف حصہ دین" - *

اِس عبارت سے کہ " شودر کا بیٹا جو کنیزک کے بطن سے ہو" - بیٹیان اور نواسے اور اور وارث بھی مراد ہین - یہ راے داے بھاگ اور داے تو اور باو خیتا منی اور متاچھرا اور منو وغیرہ کے بموجب ہے * ۱

شہر ڈھاکہ - یکم مئی ۱۸۱۸ع

۱ مقدمہ بندرابن چندراے بنام کشن چندراے رسپانڈنٹ واسطے برقرار رہنے دخل نسبت بعض اراضیات وانکار ہبہ نامہ نوشتہ ایک ہندو بیوہ کے جسکو اراضی مذکور بعد وفات اُسکے شوہر کے مدعا مین جائداد تقسیم ہونے کے وقت ملی تھی دعویدار ہوا اس مقدمہ مین بھی صدر دیوانی عدالت سے مرحوم

مقدمہ ۹۴۔ س ا۔ ایک ہندو زمیندار اپنی زوجہ چھوڑ کر لاولد مر گیا اور زوجہ مذکورہ نے ایک روز قبل اپنی وفات کے بہ ثبات ہوش و حواس ایک وصیت نامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ بابت جملہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو اسے اسکے شوہر سے وراثتاً پہونچی تھی مع منافع زمانۂ ماضی و آیندہ اور مع اور اپنی جملہ جایداد مکسوبہ کے بدستخط و گواہی ایک شخص اجنب کے نام تحریر کر دیا اس صورت مین کونسی جایداد ایسے وصیت نامہ یعنی ہبہ نامہ مشروطہ کے بموجب موہوب الیہ کو پہونچیگی؂

ج۔ اگرچہ وثیقہ مذکورہ دستخط اور گواہی سے مصدق ہوا اور بیوہ نے بہ ثبات ہوش و حواس تحریر کیا تاہم وہ بلا اجازت وارثان شوہری اور اُن لوگون کے جنکی وہ مطیع ہے اِس شرط سے ہبہ کرنے کی کہ بعد اُسکی وفات کے موہوب الیہ جایداد پر قابض ہو مجاز نہین ہے نہ اُسکو بابت اراضی اور اور جایداد کے جو اُسکا شوہر چھوڑ مرا ہو اور جسپر وہ بعد وفات شوہر کے قابض ہوئی ہو وصیت کرنے کا اختیار ہے نہ بابت اُسکے منافع کے اور اپنے مال مکسوبہ کے جو اُسنے بذریعۂ جایداد متروکہ یا اُسکے منافع کے حاصل کی ہو لہذا جایداد مذکور کا کوئی جزو موہوب الیہ کو نہین پہونچ سکتا۔ مگر جو کچھ کہ بیوہ نے بلا ذریعہ جایداد متروکہ یا اُسکے منافع کے کسی اور طور پہ حاصل کیا ہو وہ اُسکا استری دھن ہے اور اُسکی نسبت باستثناء اُس جایداد غیر منقولہ کے جو شوہر نے اُسے دی ہو اُسے اختیار ہے کہ بذریعۂ ہبہ یا وصیت کے چاہے جسطرح منتقل کرے۔ اِسی واسطے بیوہ کا استری دھن باستثناء اُس مال غیر منقولہ کے جو شوہر سے ملا ہو بذریعۂ وصیت نامہ یا ہبہ نامہ

ف بیوہ اُس جایداد کو جو شوہر سے وراثتاً پہونچی ہو ہبہ یا وصیت کے ذریعہ سے منتقل نہین کر سکتی اور نہ اُس جایداد کو جو اُسنے بذریعۂ جایداد شوہری کے خود حاصل کی ہو؂

لیکن وہ خاص اپنی جایداد کو باستثناء اُس غیر منقولہ جایداد کے جو اُسے اُسکے شوہر نے دی ہو جو چاہے جس طرح منتقل کر سکتی ہے؂

؂ یہ تجویز کی کہ عذر رسپانڈنٹ کا ثابت نہین ہے اور بہر صورت ہبہ بلا اجازت وارثون کے ناجائز ہے۔ رپورٹ صدر دیوانی عدالت جلد ۴ صفحہ ۱۴۴۔ اور اُسی جلد کے صفحہ ۱۱۷ مین ایک اور مقدمہ کی نسبت یہ تجویز قرار پائی کہ ہندو جو لاولد مر گیا ہو اُسکی بیوہ اپنے شوہری جایداد کے ایک جزو کو شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی کے لیے ہبہ کر سکتی ہے مگر چونکہ اس مقدمہ مین عدالت کے نزدیک ہبہ کرنا اِس غرض سے معلوم نہین ہوتا لہذا موہوب الیہ کا دعویٰ نامنظور کیا گیا؂

مشروط کے موہوب الیہ کو پہونچ سکتا ہے یہ رائے داے بھاگ اور شرح داے بھاگ مصنفہ سری کشن ترک لنکار اور داے تتو اور داے رہس اور اور کتب شاستر مروجہ اڑیسہ اور کاتیاین اور منو کے بموجب لکھی گئی ہے ؛

ماخذ ۱ "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت مین رہتی ہو اوسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو۔ بیوہ کے بعد اُسکی جایداد اسکے وارث پاوینگے" یہ قول کاتیاین کا داے بھاگ اور داے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ؛

۲ "اراضی چھ طریق پر منتقل ہوتی ہے۔ شہریون اور رشتہ دارون اور ہمسایون اور وارثون کی رضامندی سے اور سونے اور پانی دینے کے ذریعہ سے" معلوم نہین کہ یہ قول کس عالم کا ہے مگر داے تتو اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ؛

۳ "شوہر کی وفات کے بعد اُسکے رشتہ دار اُسکی لاولد زوجہ کے محافظ ہوتے ہین اور رشتہ داران مذکور کو بابت انتقال جایداد اور نسبت عورت اور اُسکی پرورش کے اختیار کلی حاصل ہے" ؛

یہ قول نارد کا داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ؛

۴ "لیکن اگر شوہر کا کنبہ معدوم ہو گیا ہو یا اُسمین کوئی شخص ذکور رہے نہو یا کنبہ مذکور بیکسی کی حالت مین ہو تو اس صورت مین اگر بیوہ کے شوہر متوفی کے رشتہ دارون مین سپنڈ تک کوئی نہو تو بیوہ کے باپ کے رشتہ دار اُسکے محافظ ہونگے"

یہ قول نارد کا داے بھاگ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ؛

۵ "بیوہ درصورت نہونے بیٹون کے بعد وفات شوہر درباب انتقال جایداد بذریعہ ہبہ وغیرہ اپنے شوہر کے کنبہ کی مطیع ہوتی ہے"۔

قول جمتواہن منقولہ داے بھاگ ؛

۶ "چونکہ عورات ہبہ کرنے کی نسبت مطیع اپنے شوہر کے رشتہ دارونکی ہین لہذا ظاہر ہے کہ وے انکی اجازت سے ہبہ کرسکتی ہین"

شرح تصنیف سری کرشن ترک لنکار؛

۷۔ "عورات اپنے ترکہ شوہری کو کام مین لاسکتی ہین مگر عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نہ کرے یہان ضائع کرنے سے مراد یہ ہے کہ اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جایداد کو بذریعہ ہبہ یا بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"۔ قول مہابھارت منقولہ داے رہاس۔

۸۔ "اگر ایسا شخص جو اورون کا تابع ہو اراضی یا مکانات یا غلام ہبہ یا رہن یا بیع کرے تو یہ امر ناجائز یا غیر موثر ہوگا" قول کاتیائن؛

۹۔ "دولت جو فنون دستکاری کے ذریعہ سے حاصل کیجاے یا باستثناء واسطہ دار ان کے کسی اور سے از راہ محبت ملے اسپر ہمیشہ شوہر کا اختیار ہے۔ باقی اور چیزین داخل استری دھن ہین"۔

جو کچھ کہ عورت منکوحہ یا غیر منکوحہ کو اُسکے شوہر یا باپ کے گھر سے اُسکے والدین یا شوہر سے ملے اُسکو ایسا عطیہ کہتے ہین جو واسطہ دار محب سے حاصل ہوا ہو عورات کا اختیار ایسے عطیہ پر جو واسطہ دار محب سے ملا ہو ہمیشہ ملحوظ رہا ہے اُنکو ہبہ یا بیع کرنے ایسے عطیہ کا گو وہ غیر منقولہ ہو اپنی خوشی کے مطابق اختیار ہے۔ یہ قول کاتیائن کا ہے اور داے بھاگ اور داے کرم سنگرہ اور اور کتب شاستر مین منقول ہے؛

۱۰۔ "جو کچھ شوہر محب نے اپنی زوجہ کو دیا ہو اُسکی نسبت زوجہ کو بعد وفات شوہر کے اختیار رہے چاہے جسطرح صرف مین لاوے یا دے ڈالے مگر یہ اختیار جایداد غیر منقولہ کی نسبت حاصل نہین ہے"۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ؛

۱۱۔ "لیکن اگر شوہر نے مال غیر منقولہ اپنی زوجہ کو دیا ہو تو عورت کو اُسے ہبہ وغیرہ کے ذریعہ سے منتقل کرنے کا اختیار نہین ہے"۔ قول جمتواہن منقول داے بھاگ؛

۱۲۔ دوسرے کے نام منتقل ہونا جایداد کا ہبہ ہے؛

سن ۲ - اگر اس طور پر منتقل کرنا ناجائز اور باطل متصور ہو تو بیوہ مذکورکا استری دھن بحالت موجودگی اُسکے باپ یا دادا کی اولاد کے اولاد مذکور کو پہونچیگا یا اُسکے شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو اس سوال کا جواب بموجب شاستر متشبہ اڈریسہ کے چاہیے؛

فتح ۲ - جبکہ وثیقہ مذکور اس طور پر ناجائز اور باطل ثابت ہوا تو اگر عورت کے باپ یا دادا کی اولاد مین سے کوئی زندہ نہو اور اُسکے غیر منکوحہ یا منسوبہ یا منکوحہ بیٹی نہو یا بیٹا یا نواسہ یا پوتا یا بیٹے کا پوتا یا سوتیلا بیٹا یا سوتیلے بیٹے کا بیٹا یا شوہر یا ان یا باپ یا شوہر کا چھوٹا بھائی یا شوہر کے چھوٹے بھائی کا بیٹا یا شوہر کے بڑے بھائی کا بیٹا یا بہن کا بیٹا یا اُسکے شوہر کے بہن کا بیٹا نہو تو استری دھن عورت کے بھائیون یا اُسکے بھائیون کے بیٹون کو اُنکے رشتہ کی قربت کے بموجب ملیگا نہ شوہر کے بھتیجون یا اور وارثون کو ۔ یہ رائے دائے بھاگ اور دائے کرم سنگرہ اور دائے تتو اور اور کتب شاستر مروجہ اڈریسہ کے بموجب لکھی گئی ہے؛

استری دھن عورت کے بھائیون کے بیٹون کو بحرومی اُسکے شوہر کے وارثون کے ملیگا؛

ماخذ ا

ماخذ اول بہن کی جائداد حقیقی بھائیون کو اور اُنکے بعد مان اور بعد ازان باپ کو پہونچتی ہے"؛

۲ دوم خالا اور نانی اور پھوپھی اور ساس اور بڑے بھائی کی زوجہ کا درجہ مان کے مساوی ہے اگر وے اپنے بطن سے کوئی بیٹا یا سوت کا بیٹا یا نواسہ یا ان شخصون کا بیٹا نہ چھوڑ مرین تو اُنکی جائداد بہن کا بیٹا اور باقی بہ ترتیب پائینگے"۔ قول برہسپتی منقولہ دائے بھاگ و دائے کرم سنگرہ و دائے تتو اور کتب شاستر

صدر دیوانی عدالت - ۱۲ - جولائی ۱۸۵۲ع

کندروب سنگھ اپیلانٹ بنام موہن لال کہن رسپانڈنٹ

مقدمہ ۵۰ - سن - ایک شخص کے جو مالک حصہ دس آنہ کا جایداد اراضی مین تھا ایک بیٹا تھا بیٹا مذکور باپ کے سامنے مرگیا اور ایک زوجہ اور تین بیٹیان چھوڑ مرا مالک مذکور نے اپیلانٹ کو کسی مقام سے لاکر اپنی ایک پوتی کے ساتھ

اُسکا بیاہ کردیا اور اپنا کُل حصہ جایداد مذکور کا ایک وثیقہ کے ذریعہ سے بطور جوتک
کے اُسے بخشدیا جوتک اُس عطیہ کو کہتے ہین جو بیاہ کے وقت دیا جاے *

اور یہ بھی ثابت ہے کہ اپیلانٹ جایداد عطیہ پر قابض ہوا اور منجملہ اُسکے اُسنے
اپنی زوجہ کی رضامندی سے دو آنہ کا حصہ بیع کیا اور بیع ضلع اور پربنشل کورٹ
کی عدالتون کے فیصلون کے بموجب درست اور جائز قرار دیا گیا۔ اس صورت مین
واہب مذکور کے بیٹے کی بیوہ باقی آٹھ آنہ کے حصہ سے کسیقدر بیع کرنے کا استحقاق
رکھتی ہے یا نہین *

فیصلہ۔ ہر شخص اپنی کل جایداد بحضور اپنے بیٹے کی بیوہ اور دو بیٹیون کے صرف ایک بیٹی کے شوہر کو بطور جوتک دے سکتا ہے

فیصلہ۔ وجہ ثبوت جو اِس مقدمہ مین پیش کیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ
مالک اراضی مذکور نے جائداد مین سے اپنے حصہ کو اور شرکا سے علیحدہ کرکے اپنے
بیٹے کے نام دفتر سرکار مین لکھوا دیا اور بعد ازان اپیلانٹ کو ایک مقام بعید سے
لاکر منجملہ اپنی تین پوتیون کے ایک پوتی سے بیاہ کردیا اور نامبردہ بحالت
موجودگی اپنی زوجہ اور بیٹے کی بیوہ اور دو غیر منکوحہ لڑکیون کے اپنا کُل
حصہ جائداد کا اُسکے نام بطور جوتک دے کر مرگیا اور اپیلانٹ کو ہدایت کرگیا
کہ وہ اُسکی زوجہ اور اُسکے بیٹے کی بیوہ کی پرورش کرتے۔ اس صورت مین
جایداد جسکی تصریح ہبہ نامہ مین کی گئی ہے شاستر کے بموجب اپیلانٹ کی جائداد
ہے اسپر متوفی بیٹے کی بیوہ کا کچھ استحقاق نہین ہے اور وہ اُسکو بیع نہین
کرسکتی۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہبہ نامہ پر تین شخصون کی گواہی ہے لہذا
موہوب الیہ کا استحقاق ملکیت جائداد مصرحہ ہبہ نامہ پر بخوبی ثابت ہے
اور بیٹے کی بیوہ کا اُسپر کچھ استحقاق نہین ہے اسواسطے اُسکا دعوی قابل سماعت
نہین *

ماخذ۔ قول منو "باپ اور مان کی وفات کے بعد بھائیون کو چاہیے کہ جمع
ہوکر جائداد موروثی کو باہم مساوی طور پر تقسیم کرلین کیونکہ جبتک اُنکے والدین
بقید حیات ہین اُسوقت تک اُنکا اختیار جایداد مذکور پر نہین ہے" *

قول مِتّشن ”اگر باپ اپنے بیٹے کو جدا کرے تو وہ اپنی جائیداد کسوبہ کی تقسیم اپنی مرضی کے مطابق کر سکتا ہے“ ۔

قول دیول ”جب تک کہ باپ زندہ ہے اور نقص سے بری ہے اُسوقت تک بیٹے مالک نہیں ہیں لیکن جائیداد جو بیاہ کی بابت ملے وہ اُس جائیداد میں تصور کیجاتی ہے جو زوجہ کے ساتھ ملی ہو“ ۔

عدالت اپیل ڈھاکہ - مئی ۱۸۶۳ء

جگناتھ داس بنام مدن موہن گھوس وغیرہ

باب نوان

غلامی کے بیان مین

مقدمہ ا - س - ایک مقام مین ایک شخص جو دوسرے کا ملازم تھا اُسکو وہان کے لوگ غلام تصور کرتے تھے - اِس صورت مین ایسی شہرت کے باعث سے وہ بطور غلام سمجھا جا سکتا ہے اور اگر ایسا سمجھا جاے تو آقا اُسے بذریعہ بیع کے منتقل کرنے کا مجاز ہے یا نہین ۔

غلام کی پندرہ قسم ہین اور تفصیل اُسکی تین مین درج ہے ۔

ج - شاستر کے بموجب پندرہ قسم کے غلام ہین مگر سوال مین یہ امر بالتصریح نہین لکھا گیا ہے کہ شخص مذکورہ بالا کس قسم کی غلامی سے تعلق رکھتا تھا - منجملہ پندرہ اقسام کے پانچ قسمین غلامون کی یہ ہین - گرہی ہجتا یعنی غلام جو کنیزک کے بطن سے اُسکے آقا کے گھر مین پیدا ہو - کریتا یعنی خریدا ہوا - لبدہ جو ہدیہ ملا ہو کرم گوتا جو مورثون سے ترکہ مین ملا ہو - اٰتم بکریا جسنے خود اپنے تئین بیع کیا ہو ان پانچ قسم کے غلامون کی اولاد اُنکے آقا کا مال ہے - آقا ایسے غلامون کے بیع کرنے کا مجاز ہے اور اُنکو آزادی حاصل نہین ہو سکتی - باقی دس قسمین غلامون کی یہ ہین - وہ جسکی قحط مین پرورش کی گئی ہو - جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف

ہو گیا ہو۔ جو شخص اپنے تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون۔ جسکا قرضہ کنیز ادا کیا گیا ہو۔ جسکو پہلے آقا نے رہن رکھدیا ہو۔ جو لڑائی مین اسیر کیا گیا ہو غلام جو شرط مین جیتا گیا ہو۔ جس شخص کی اس غرض سے پرورش کیجاے کہ وہ خدمتگزاری کرے۔ جو شخص اپنی معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے غلام جو اوقات مشروطہ کے لیے ہو۔ یہ دس قسم کے غلام آقا کی رضامندی سے آزاد کیے جاسکتے ہین اس باب مین نارد کا قول بہاد خیتامنی مین یہ لکھا ہے کہ "منجملہ ان غلامون کے اول چار طرح کے غلام یعنی خانہ زاد و زر خرید اور وہ جو ہدیۃً اور وہ جو وراثتاً ملا ہو انکو غلامی سے آزاد کیے جانے کا استحقاق نہین ہے انکی غلامی موروثی ہے البتہ آقا کی رعایت سے آزادی انکی عمل مین آسکتی ہے۔ ایسا کمین آدمی جو باوجود آزاد ہونے کے اپنے تئین بیچ کرے وہ منجملہ غلامون کے نہایت مبتذل غلام ہے وہ بھی غلامی سے آزاد نہین کیا جاسکتا"۔

شہر ڈھاکہ۔ ۲۶۔ مئی ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۲۔ س۔ ایک کنیزک دو شخصون کی ملکیت تھی اُنمین سے ایک شخص نے شخص ثالث کے غلام کے ساتھ اُسکا بیاہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ اپنے شوہر کے گھر جاکر رہے جہان وہ ابتک رہتی ہے۔ دوسرے مالک نے بدعویٰ کنیزک مذکورہ عدالت مین نالش دائر کی اس صورت مین مدعی کا استحقاق اُسکی نصف ذات پر پہونچتا ہے یا کہ وہ اُسکے نصف جسم کی قیمت پانے کا مستحق ہے۔

ج۔ اگر کنیزک کے دو مالکون مین سے ایک نے بلا رضامندی اپنے شریک کے اُسکا بیاہ کر دیا ہو تو وہ شخص جسنے اپنی رضامندی ظاہر نہین کی مستحق اس امر کا ہے کہ کنیزک نصف خدمتگزاری اُسکی بجالاوے نہ کہ اُسکی نصف ذات کا مستحق ہے اور اگر وہ کنیزک کی نصف قیمت چاہے تو اُسکو قیمت مذکور کے حصول کا اختیار ہے یہی راے عالمون کی ہے۔

ضلع چٹ گانون۔ ۱۳۔ مارچ ۱۸۰۹ء

ش منجملہ دو مالکون کے اگر ایک مالک کنیزک کا بیاہ کر دے تو دوسرے کا استحقاق بسبب اُسکی نصف خدمتگزاری یا نصف قیمت کے قائم رہتا ہے

نظیر

مقدمہ ۱۲۸ - س - ایک کنیزک تین شخصون کی ملکیت تھی منجملہ اُنکے ایک نے اپنی رضا و رغبت سے اُسے آزاد کردیا اور اُسکا جسقدر قانوناً حصہ اُسکی ذات پر پہونچتا تھا اُس سے وہ دست بردار ہوا - اِس صورت مین کنیزک پر جو خدمتگزاری نسبت دو باقی مالکون کے واجب ہے اُس سے بھی وہ آزاد تصور کیجا سکتی ہے یا نہین اور اگر نہین تو باقی دونون آقا کس طور پر اُسکی غلامی کی نسبت اپنے استحقاق کا دعوی کرسکتے ہین ۞

ج - اگر منجملہ تین مالکون کے ایک نے بقدر اپنے حصہ جائز کے غلام کو آزاد کردیا اور باقی دو نے نہ کیا ہو تو اُس شخص کا استحقاق جسنے غلام کو آزاد کیا ہے اُسپر سے جاتا رہتا ہے لیکن اس معاملہ سے اور ون کی ملکیت ضائع نہین ہوسکتی غلام کو ضرور ہے کہ وہ اُن اشخاص کی جنھون نے اُسے آزاد نہین کیا ہے اور جسقدر اُنکا اُسپر استحقاق پہونچتا ہے خدمت کرے ۞

ف - اگر منجملہ تین مالکون کے ایک مالک غلام کو آزاد کرے تو ایسی صورت مین آزادی اسکی نسبت دو دیگر مالکون کے تصور نہین کیجا سکتی ۞

ضلع میمن سنگھ - ۱۵ - جولائی سنہ ۱۸۱۴ع

مقدمہ ۱۴ - س - ایک کنیزک نے غلامی سے آزاد کیے جانے کے بعد ضروریات روزمرہ کی جانب سے بہت تکلیف اوٹھائی اُسنے اپنے آقاے سابق کی رضامندی سے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے جنمین سے ایک کی عمر پانچ برس اور دوسری کی سات برس کی تھی بیع کردیا اس صورت مین بیع کرنا بیٹیون کا صغر سنی مین شاستر کے بموجب درست ہے یا نہین بیٹیون کو جب وے بالغ ہون اس بیع سے اپنی ذات کو بری کرنے کا اختیار ہے یا نہین ۞

ج - اگر کنیزک نے بعد آزادی حاصل کرنے کے باجازت اپنے آقاے سابق کے اپنے تئین مع اپنی دو بیٹیون کے بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے اور لڑکیون کو بیع ہونے کے بعد اس معاہدہ کے مسترد کرنے کا اختیار نہین ہے یہی داؤدن کی راے ہے ۞

ف - اطفال جو بطور غلام بیع کیے جائین بیع ہونے کے بعد مستحق آزادی کے نہین ہین ۞

ضلع چٹاگانو - ۱۹ - جولائی سنہ ۱۸۱۹ع

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے آپس کے معاہدہ سے اپنے غلام کا بیاہ دوسرے آزاد شخص کی بیٹی کے ساتھ کردیا اور بعدازان اپنے غلام کی زوجہ کو ایک شخص ثالث کے ہاتھ بیع کردیا اس صورت مین آقا کو اپنے غلام کی زوجہ کی ذات پر اس وجہ سے کہ وہ غلام کی تابع تھی استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے یا نہین اور اس طور پر عورت کا بیچنا شاستر کی رو سے جائز ہے یا نہین ❊

ج - آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک ہوجاتی ہے جسکو بذریعہ بیع اُسکے منتقل کرنے کا اختیار کلی حاصل ہے اور ایسا بیع درست اور جائز ہے ❊

ف آزاد عورت اگر غلام کے ساتھ بیاہ کرے تو وہ اپنے شوہر کے آقا کی کنیزک ہوجاتی ہے ❊

ضلع چٹاگانون - ۲۰ - اگست ۱۸۱۹ء

مقدمہ ۶ - س - چار بھائیون نے ایک کنیزک کو خریدا بعدازان اُسکے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی - منجملہ چار بھائیون کے ایک نے اپنا استحقاق نسبت کنیزک اور غلام کے باقی تین بھائیون کے ہاتھ بیع کیا اُسوقت غلام کی عمر صرف گیارہ برس کی تھی بعدازان غلام ایک آزاد عورت کے ساتھ بیاہ کرکے مرگیا منجملہ تین مالکون کے دو لاوارث مرگئے اور ایک مالک کا ایک بیٹا زندہ ہے اس صورت مین بیٹا مذکور غلام کی بیوہ کو بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین ❊

ج - اگر متوفی بھائیون کے کوئی اور قریب تر رشتہ دار نہو تو بھتیجا کنیزک کے بیٹے کی بیوہ کے بیع کرنے کا مجاز ہے کیونکہ بھتیجا قانوناً مستحق وراثت ہے - لیکن اگر متوفی بھائیون کا وہ وارث نہو تو وہ صرف اپنے استحقاق کو جو کنیزک مذکور کی ذات پر پہونچتا ہے بیع کرسکتا ہے - غلامون کا بیع کرنا شاستر اور دستور ملک کی رو سے جائز ہے ❊

ف کنیزک کے شوہر کی وفات کے بعد آقا اُسکو بیع کرسکتا ہے ❊

ماخذ - کاتیائن کا قول ہے کہ "آزاد عورت یا وہ جو آپہی آقا کی کنیزک نہو ایک غلام کی زوجہ ہوجاوے تو وہ اُسکے شوہر کے مالک کی بھی کنیزک ہوجاتی ہے کیونکہ اُسکا شوہر اُسکا مالک ہے اور یہ مالک تابع ایک آقا کا ہے" ❊

عدالت اپیل ڈھاکہ

مقدمہ ۷ - س - ایک غلام اپنے آقا کا گھر چھوڑ کر ایک اور جگہ جا رہا اور دس یا بارہ برس تک اُسنے اپنی قوت بازو سے بسر کی اور اس زمانہ مین اُسکے آقا نے اُسے کبھی نہین بُلایا اور نہ اُسے حاضر ہونے کے لیے کہا گو وہ غلام کے مسکن سے واقف تھا اس صورت مین آقا کا اپنے مال سے دست بردار ہونا مستنبط ہوتا ہے یا کہ برعکس اِسکے بیع کرنا ایسے غلام کا آقا کی جانب سے جائز اور واجب التعمیل متصور رہوگا ٭

ج - منجملہ پندرہ اقسام غلامون کے پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد اور جو بدیّہ ملا ہو اور جسنے اپنے تئین خود بیع کیا اور جو ورثہ مین ملا اور جو زرخرید ہو ایسے ہین کہ اُنکو آزادی حاصل نہین ہوسکتی جب تک کہ اُنکا آقا اُنھین آزاد نہ کرے - اس صورت مین معلوم ہوتا ہے کہ غلام دس یا بارہ برس تک بعلم اپنے آقا کے ایک اور جگہ رہا اور اُسنے اپنی محنت کے ذریعہ سے اوقات بسر کی اور اپنے سرمایہ مکسوبہ کے ذریعہ سے اپنا بیاہ کیا اور آقا نے اُسکو کبھی اپنی خدمت کے لیے واپس نہ بلایا اور نہ اُسکی پرورش کے لیے کچھ خرچ دیا اِس صورت مین آقا کا استحقاق ملکیت غلام پر بالضرور جاتا رہا اسواسطے کہ اتنی مدت تک معترض نہونا دخل غفلت ہے جسکے باعث سے جملہ جایدادسے باستثناء غیر منقولہ کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے اِسی وجہ سے بیع کرنا غلام کا صورت ہذا مین ناجائز ہے ٭ [1]

اگر بارہ برس سے زیادہ عرصہ تک غلام کا دعوی نہ کیا جاوے تو اُسپر سے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے ٭

مقدمہ ۸ - س - ایک باشندہ سلہٹ اپنی کنیزک کو مع اُسکے اطفال یعنے چار لڑکون اور ایک چھوٹی لڑکی کے دوسرے شخص کے ہاتھ بعوض کچھ روپیہ کے بیع کرنا چاہتا ہے - غلامون نے عدالت مین اِس مضمون کا سوال گذرانا ہے

[1] جایدادمنقولہ سے بعد گذرنے عرصہ دس برس کے استحقاق ملکیت جاتا رہتا ہے بشرطیکہ مالک کی جانب سے دیدہ و دانستہ غفلت اِس عرصہ تک ظہور مین آئی ہو لیکن یہ امر اُس صورت مین نہین ہے جبکہ لاچاری کے باعث مداخلت نہ کی گئی ہو ٭

کہ ہم اپنے آقا کی خدمتگزاری کے لیے حاضر ہین مگر آقا نے براہ عداوت مشتری سے یہ ٹھہرالیا ہے کہ ہمکو ہمارے وطن سے علیحدہ لیجاکر مختلف مقامون مین بیچے ؛

دھرم شاستر شمشیہ سلہٹ کے بموجب غلام ایسے بیع کی نسبت معترض ہوسکتے ہین یا نہین ؛

اگر اُنکے آقا کا مصمم ارادہ اُنکے بیع کرنے کی نسبت ہو تو وے کسی اور خریدار کو پسند کرسکتے ہین یا نہین اور بشرط فراہم کرلینے زر مطلوبہ کے وے اپنی آزادی خود خرید کرسکتے ہین یا نہین ؛

پانچ قسم کے غلام اپنی آزادی خود نہین کرا سکتے ؛

ج - سوال مذکورۂ بالا کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام متذکرۂ بالا منجملہ پندرہ اقسام کے اُس قسم مین داخل ہین جنکو شاستر مین گرہی ہجنا یعنی خانہ زاد کہتے ہین پانچ قسم کے غلام یعنی خانہ زاد و زر خرید اور جو ہدیۃً اور ورثتاً ملے اور جسے خود اپنے تئین بیع کیا ہو ایسے ہین جو غلامی سے آزاد نہین کیے جاسکتے بشرطیکہ اُنکا آقا رعایتاً اُنکو آزاد کرے - اگر مالک اپنے غلام کو بیع کرنا اور بعوض زر معینہ اپنے استحقاق کو منتقل کرنا چاہتا ہو تو وہ استحقاق ملکیت کے باعث سے منجملہ ان پانچ قسمون کے غلامون کے کسی غلام کو بیع کرسکتا ہے گو غلام اُسکی خدمتگزاری کے لیے راضی ہون ؛

لیکن انکو ایسے طور پر بیع کرنا چاہیے کہ وے مبتلاے مصیبت نہوجائین ؛

صورت مذکورۂ بالا مین اگر آقا زر معینہ اُس خریدار سے جسنے اُسکو پسند کیا ہے لے اور اُسکے باعث سے غلام مبتلاء مصیبت ہوجائین تو شرائط محکومہ شاستر کے بموجب آقا کو چاہیے کہ خانہ زاد وغیرہ غلامون کے بالعوض اپنا زر معینہ اُس خریدار سے جسکو غلام نے پسند کیا ہے یا کسی اور خریدار سے لے کیونکہ آقا کو بوجہ حاصل ہونے زر کے جو اُسنے اپنے غلام کی بالعوض معین کیا ہے کچھ نقصان عائد نہوگا گو خریدار غلام نے پسند کرلیا ہو یا وہ کوئی اور شخص ہو ؛

مگر خانہ زاد اور باقی قسم کے غلامون کو یہ منصب حاصل نہین ہے کہ وے

آقا کے زر معینہ کو اپنی جایداد سے ادا کر کے غلامی سے آزادی حاصل کرین کیونکہ مالک کی حقیت اپنے غلامون کی جایداد تک پہونچتی ہے - یہ بیوستہ بیاد بھنگار نو اور داے کرم سنگرہ اور داے بھاگ اور اور کتب شاستر متمشیہ سلمٹ کے بموجب ہے ؏

ماخذ ۱ "قول نارد جو بیاد بھنگار نو اور داے کرم سنگرہ مین لکھا ہے اسمین تفصیل اُن پندرہ قسم کے غلامون کی جو شاستر مین مذکور ہین اس طور پر درج ہے یعنی غلام خانہ زاد اور زر خرید اور جو ہدیۃً اور جو مورثون سے ورثتاً ملا ہو اور جسکی قحط مین پرورش کی گئی ہو اور جسکو پہلے آقا نے رہن رکھدیا ہو اور جسکا قرض کثیر ادا کر دیا گیا اور جو لڑائی مین اسیر کیا گیا اور جو شرط مین جیتا گیا ہو اور جو اپنے تئین خود پیش کرے اور کہے کہ مین تیرا ہون اور جو ایک مذہبی فرقہ سے منحرف ہو جاے اور غلام جو اوقات مشروطہ کے لیے ہو اور جس شخص کی اس غرض سے پرورش کیجاے کہ وہ خدمتگزاری کرے اور جو معشوقہ کی خاطر غلامی اختیار کرے اور جسنے اپنے تئین خود بیع کیا ہو" ؏

۲- "داے کرم سنگرہ مین خانہ زاد کے یہ معنی لکھے ہین کہ خانہ زاد سے وہ مراد ہے جو کنیزک کے بطن سے پیدا ہو" ؏

۳- فقرہ مرقومۂ ذیل داے کرم سنگرہ سے منقول ہے "منجملہ ان غلامون کے پہلے چار قسم کے غلام یعنی خانہ زاد وغیرہ اور وے جنھون نے اپنے تئین خود بیع کیا ہو استحقاق کی رو سے آزاد نہین کیے جا سکتے آقا انکو رعایتاً آزاد کر سکتا ہے" ؏

۴- برہسپتی کا قول مرقومۂ ذیل بیوہار تتو اور اور کتب مین منقول ہے ؏ "صرف شاستر ہی پر حصر کر کے تجویز کرنی نچاہیے کیونکہ حالات کے بموجب اگر تحقیقات نہ کیجاے تو سر رشتہ انصاف کا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے" ؏

۵- بیاد بھنگار نو اور داے بھاگ اور داے تتو اور اور کتب شاستر

مین منو کا یہ قول منقول ہے کہ "تین شخص یعنی زوجہ اور بیٹے اور غلام کی نسبت شاستر مین یہ لکھا ہے کہ عموماً اونکی ذات خاص کا کوئی سرمایہ نہین ہوتا ہے سرمایہ جو وے پیدا کرتے ہین وہ درحقیقت اُس آدمی کے لیے حاصل کیا جاتا ہے جس سے اُنکو تعلق ہے" پ ہائے

ضلع سلہٹ - ۱۲ - جون ۱۸۶۵ع

ہائے صاحب مجسٹریٹ سلہٹ نے اس مقدمہ کو عدالت بالادست کی تجویز اور حکم کے لیے ارسال کیا اور یہ کیفیت لکھی کہ ایک شخص کے ایک غلام ہے وہ اُسکو دوسرے شخص کے ہاتھ بالعوض کچھ روپیہ کے بیع کیا چاہتا ہے اور غلام مقر ہے کہ مین بائع کا غلام ہون مگر مجسٹریٹ کے محکمہ مین آنکے اس مضمون کی عرضی گذرانی ہے کہ وہ بطور ملکیت مشتری کے نہین رہا چاہتا اور خواستگار ہے کہ وہ اُسی قدر روپیہ جو مشتری دیا چاہتا ہے دیکر غلامی سے آزادی حاصل کرے اس صورت مین صاحب مجسٹریٹ کو اس اجازت دینے کا اختیار ہے یا نہین - خریدار معترض ہے کہ غلام ایسا نہین کرسکتا اور مقر ہے کہ خریداری جائز ہے اور مجھکو غلام کے اپنے پاس رکھنے کا استحقاق حاصل ہے - چونکہ بائع کو غلام کے بیع سے روپیہ حاصل کرنا مقصود ہے لہذا اگر غلام کو اس آزادی حاصل کرنے کا مقدور ہو تو صاحب مجسٹریٹ کا اس باب مین دخل دینا قرین انصاف معلوم ہوتا ہے تاکہ غلام اُس شخص کے قبضہ سے جسکے پاس وہ رہنے سے معترض ہے محفوظ رہے - اس باب مین عدالت نے اپنے پنڈتون کی رائے لینے کے بعد یہ جواب دیا کہ پنڈتون کے بیوستون کے بموجب عدالت کی یہ رائے ہے کہ اگر غلامون کا بیع کرنا ایسے شخص کے ہاتھ مرکوز ہو جسکی نسبت اُنکو شک یا خوف ہو تو اُنکو اجازت دیجاوے کہ دے کوئی اور ایسا خریدار تلاش کرلین جس سے وے راضی ہون اور یہ امر اُنکے آقا کو منظور کرنا چاہیے پنڈتون کے جواب سے یہ اجازت حاصل نہین ہے کہ غلام آقا سے اپنی آزادی اُسکی رضامندی کے خلاف حاصل کرنے کا مجاز ہے چنانچہ یہ مسئلہ اُس مسئلہ کے مطابق ہے جو لیفٹ ڈورت صاحب نے اپنی باب مین اپنی کتاب کی فصل ۸ - اور باب ۲ اور دفعہ ۸ مین لکھا ہے - وہ مسئلہ یہ ہے "یہ بھی معلوم نہین ہوتا کہ وہ اُنکو بلا اُنکی مرضی کے

مقدمہ ۹ - س ۱ - دھرم شاستر کے بموجب کتنے قسم کے غلام جائز ہین ٭

ج ۱ - پندرہ قسم کے غلام ہین اُنکی تفصیل یہ ہے ٭

اول - گرہی ہاجت - یعنی وہ جو کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر مین پیدا ہوا ہو ٭ | خانہ زاد ٭

دوم - کریت - جو بالعوض کچھ روپیہ کے دوسرے آقا سے خرید کیا ہو ٭ | زرخرید ٭

سوم - لبدہ - جو ہدیہ ملا ہو ٭ | ہدیۃً ملا ہو ٭

چہارم - واے دو پگت - جو وراثتاً ملا ہو ٭ | وراثتاً ملا ہو

پنجم - انکال بھرت - ایام قحط مین جسکی پرورش کی گئی ہو ٭ | قحط مین جسکی پرورش کی گئی ہو

ششم - اہیت - جو رہن رکھا گیا ہو ٭ | مرہونہ ٭

ہفتم - رنا داس - مقروض مفلس جو زمانہ خاص کے لیے اپنے قرضخواہ کی خدمت کرنی خود قبول کرے ٭ | بالعوض قرضہ

ہشتم - جدہ پراپت - جو جنگ مین اسیر کیا گیا ہو ٭ | فتح کے ذریعہ سے حاصل ہو ٭

نہم - پنا جیت - جو شرط یا کسی کھیل مشروطہ مین جیتا گیا ہو ٭ | جو شرط مین جیتا جاے ٭

دہم - اُپ گت - جو اپنے تئین بلا کسی طرح کے عوض کے غلام قرار دے اور کہے کہ مین تیرا ہون ٭ | خود مطیع ہونا ٭

یازدہم - پرورجیا بسیت - جو اپنے فرقہ مذہبی سے منحرف ہو جاے یعنی جس فرقہ مین کہ وہ خود داخل ہوا ہے اگر اُسکے قواعد کی تعمیل نکرے تو وہ اسوجہ سے ماجہ کا غلام ہو جاتا ہے ٭ | فرقہ مذہبی کو چھوڑنا ٭

دوازدہم - کریت کال - جو اپنے تئین خاص مدت کے لیے خدمتگاری کے واسطے پیش کرے ٭ | غلامی خاص مدت کے لیے ٭

سیزدہم - بھگت داس - جو وجہ معاش حاصل کرنے کے واسطے اپنے تئین | وجہ معاش حاصل کرنے کے لیے غلامی قبول کرنا ٭

٭ کسی اور آقا کے حوالہ کرے کیونکہ کیفیت اُنکی فی الواقع مثل مزدورون کے ہے اور وے بحالت خدمتگاری

بعوض سنخواہ کسی شخص کے کام کرتے ہین جس سے اُنکو اجرہ ملتا ہے اور جب وے اُس کام کو ترک کرتے ہین

تو تعلق اُنکا شخص مذکور سے آقائی نہین رہتا" ٭

غلام بنائے ÷

۱۴- پورب بھرت - جو شخص ایک کنیزک کے ساتھ بیاہ ہونے کی غرض سے غلامی اختیار کرے ÷ وہ جو خصم کی خاطر غلام بنتا ÷

۱۵- آتم بکری - جو اپنے تئین بطمع زر بیع کرے ÷ جو خود اپنے تئین بیع کرتا ÷

یہ پندرہ قسم کے غلام ناردا اور منو نے متاچھرا اور رتناگر اور بیاد چنتامنی اور کال تیر دا اور سمرتی سار اور بیاد تتو اور سمرتی سمو چیا اور مادھو یا ے اور اور شاستر کی کتابون مین بیان کیے ہین ÷

س ۲- شاستر کے بموجب کیا اختیارات مالکون کو اپنے غلامون کی نسبت خصوصاً کنیزکون کی ذات پر حاصل ہین ÷

ج ۲- غلام یا کنیزک کا مالک اُن سے مبتذل کام لے سکتا ہے مثلاً گھر اور ڈیوڑھی اور پاخانہ اور راستہ کا صاف کرانا اور خس و خاشاک اور اور کثافتون کو اُٹھوانا آقا کی مرضی کے مطابق اُسکو حاضر ہونا اور پانون دبانا چاہیے یہ سب مبتذل کام کہلاتے ہین اور باقی غیر مبتذل - نافرمانبرداری یا ارتکاب خطا کی صورت مین آقا کو اختیار ہے کہ غلام کو بذریعہ رسی یا لکڑی کے سزا بدنی دے یا اُسکی تشہیر کرے لیکن اگر آقا اُس اختیار سے تجاوز کر کے سزا مذکورہ بالا سے سخت تر سزا دے تو وہ حسب تجویز حاکم وقت کے مستوجب جرمانہ ہوگا - یہ راے کاتیائن کی قول منقولہ رتناگر اور بیاد چنتامنی اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ÷ خدمتگزاری جو غلامون پر واجب ہے اور سزا درصورت اُنکے نہ بجا لانے کے ÷

س ۳- وے جرائم کونسے ہین جنکا ارتکاب اگر غلامون اور خصوصاً کنیزکون کی ذات کی نسبت آقا کی جانب سے کیا جاوے تو وے قانوناً مستلزم سزا ہین اور کس طور پر ÷

ج ۳- آقا کو اختیار نہین ہے کہ استثناء اُن خدمات کے جنکا ذکر دوسرے سوال کے جواب مین ہوا ہے اور کامون کے کرنے کا کنیزک کو حکم دے نہ اُسکو اُس سزا سے زیادہ سزا دینے کا اختیار ہے جسکا اوپر ذکر ہوا اگر وہ ایسا کرے اگر آقا اپنے اختیار سے تجاوز کرے تو اس صورت مین کیا سزا چاہیے ÷

تو حسب راے حاکم مستوجب جرمانہ ہوگا ۰

س ۴۔ کسی بدسلوکی کی وجہ سے غلام مستحق آزادی حاصل کرنے کے ہین یا نہین اور اگر ہین تو وے صورتین کیا ہین اور ایسی بدسلوکی کے ثابت ہوجانے کے بعد عدالت غلام کو آزاد کرنے کی مجاز ہے یا نہین۔ خصوصاً اُس صورت مین جب کہ یہ ثابت ہوجاے کہ کنیزک کے مالک یا مالکہ نے اُسے اُسکی نابالغی مین فاحشہ بنایا یا اُسکی نسبت مالک کی جانب سے فعل شنیعہ کا اقدام ہوا ہو ۰

ج ۴۔ جرائم مذکورۂ بالا کا ارتکاب اگر آقا کی جانب سے ظہور مین آئے تو یہ امر غلام کی حالت بندگی کی نسبت کچھ موثر نہوگا لہذا حاکم کو آزاد کرادینے کا اختیار نہین ہے لیکن اگر یہ ثابت ہوجاے کہ کسی شخص نے ایک طفل کو چراکر یا فریب اور دغا کے ذریعہ سے پھسلاکر دوسرے شخص کے ہاتھ بیع کیا ہے یا کسی شخص نے دوسرے شخص کو زبردستی یا بجبر غلامی کرنے کے لیے مجبور کیا ہے تو اس صورت مین حاکم ایسے غلام کی آزادی کے لیے حکم دے سکتا ہے اور اگر آقا یا کوئی اور شخص آقا کی اجازت سے کنیزک کے ساتھ جبکہ وہ نابالغ ہو مقاربت کرے تو اس حالت مین حاکم مجرم پر جرمانہ کی سزا کرسکتا ہے لیکن کنیزک کو آزاد نہین کراسکتا۔ جب کہ کنیزک کے بطن سے آقا کے گھر ایک طفل پیدا ہو تو کنیزک مذکور مع طفل کے آزاد ہوجاتی ہے اور حاکم کو اُنکی آزادی کے لیے حکم دینا چاہیے۔ یہ آئین منو اور جاگیہ لک اور کاتیائن کے قول کے بموجب ہے جو متاچھرا اور اور کتب شاستر مین منقول ہے ۰

صدر دیوانی عدالت ۔ ۹ ۔ مارچ ۱۸۰۹ع

صورتین جنمین حاکم کو آزاد کرادینے کا اختیار ہے

باب دسوان

قرضہ کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س ۱۔ ایک مقروض شخص کچھ جایداد چھوڑ کر مر گیا مگر جایداد مذکور ز مظا

جائیداد کے ادا کے لیے کافی نہ تھی اُسکی زوجہ اور تین نابالغ بیٹے اُسکی جایداد پر قابض ہوے - اِس صورت مین اشخاص مذکورہ پر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے یا نہین ◆

وارث جو جایداد پاتین اُنپر متوفی کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے ◆

فتح - اگر متوفی کی جایداد اُسکی زوجہ اور بیٹون نے پائی ہے تو اُنپر قرضہ ادا کرنا لازم ہے بیٹے پر باپ کی سکدوشی بذریعہ ادا کرنے اُسکے قرضہ کے واجب ہے اور یہ امر قبل تقسیم باپ کی جایداد کے کرنا چاہیے - نابالغ بیٹون کا موروثی جایداد پر تاوقتیکہ وے بالغ ہون کچھ اختیار نہین پہونچتا ہے لیکن بالغ ہونے کے بعد اُنپر ادا کرنا باپ کے قرضہ کا واجب ہے اگر زوجہ وارث ہو تو اُسکو قرضہ ادا کرنا چاہیے لیکن اگر زر قرضہ جایداد سے زیادہ ہو تو کُل جایداد قرضداروں کے حوالہ کردینی چاہیے بعد ازان وارثون پر کچھ دعوی باقی نہین رہتا ہے ◆

رام رتن داس بنام راجو وغیرہ ◆

مقدمہ ۲ - س - ایک عورت نے جسکا شوہر زندہ ہے ایک تمسک یا اور اسی طرح کی دستاویز تحریر کی اس صورت مین ایسی دستاویز جائز اور شوہر کی نسبت واجب التعمیل ہے یا نہین ◆

خاص حالت مین معاہدہ کرنے کی مجاز ہین اور اُنکے معاہدہ کی جوابدہی اُنکے شوہر واجب ذمہ ہے ◆

فتح - عام قاعدہ شاستر کا یہ ہے کہ زوجہ قرض لینے یا کسی معاہدہ کے کرنے کی مجاز نہین ہے لیکن منجملہ اعلی اقوام کے کسی قوم کی عورت مثلاً برہمنی یا کھتر انی اگر اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو ادا کرنا قرضہ مذکور کا اُسکے شوہر پر واجب ہے اور ہر طرح کا قرضہ اگر نیچ قوم کی عورات مین سے کوئی عورت مثلاً گھوسن وغیرہ لے تو اُسکے شوہر پر اُسکا ادا کرنا ہر صورت واجب ہے خواہ وہ کسی امر کے واسطے لیا گیا ہو کیونکہ ایسے شخصون کا کُل کام اُنکی ازدواج کے اہتمام مین ہوتا ہے ◆

ماخذ - جاگربلک کا قول متاچھرا مین منقول ہے کہ عموماً یہ امر ہے کہ زوجہ پر اپنے شوہر کا اور ماں پر اپنے بیٹے کا قرضہ ادا کرنا ضرور نہین ہے نہ باپ پر بیٹے

کا قرضہ ادا کرنا لازم ہے نہ شوہر کو اپنی زوجہ کا بشرطیکہ قرضہ مذکور کنبہ کی منفعت کے لیے نہ لیا گیا ہو" ؛

بیر متراودا ے مین یہ فقرہ بشن کا منقول ہے "عموماً زوجہ پر شوہر کا اور باپ کو بیٹے کا قرضہ ادا کرنا لازم نہین ہے نہ شوہر پر زوجہ کا اور نہ بیٹے پر ان کا" ؛

قول برہسپتی "اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا توابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے ؛

قول نارد "اگر قرضہ کنبہ کی پرورش کے لیے شاگرد یا شاگرد حرفہ یا غلام یا زوجہ یا مختار لے تو اسکا ادا کرنا کنبے کے سرمنش پر واجب ہے" ؛

قول منو "اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کنبہ کی منفعت کے لیے معاملہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس قرضہ کو مسترد نہین کرسکتا" ؛

قول جاگبلک "اگرچہ واۓ یا کلال یا رقاص یا دھوبی یا شکاری کی زوجہ قرض لے تو شوہر اُسکو ادا کرے گا کیونکہ اُس شخص کا اوقات اکثر اُسکی زوجہ کی محنت پر منحصر ہوتا ہے" ؛

قول کاتیاین "اگر شوہر کلال یا شکاری یا چرمکار یا دھوبی یا چرواہا یا گدڑیا یا کوئی اور اسی قسم کا آدمی ہو تو وہ اپنی زوجہ کا قرضہ ادا کرے گا کیونکہ وہ شوہر کے کام کے لیے لیا گیا" ملہ

ضلع غازیپور

ملہ اِس باب مین دھرم شاستر کا مسئلہ آئین انگلشیہ کے مطابق ہے رسالہ کو بروک صاحب کے حصۂ اول صفحہ ۲۳۳ مین لکھا ہے کہ "اگر منکوحہ عورت منتظم امور خانہ داری ہو یا شوہر کا کل کاروبار یا تجارت یا اُسکا ایک جزو اُسکی ذات سے متعلق ہو اور وہ بہ لحاظ امور متعلقہ اپنے کے کوئی معاہدہ کرے تو تعمیل اُسکی اُسکے شوہر پر واجب ہوگی کیونکہ زوجہ کی وساطت سے

مقدمہ ۳۴ - س - ایک شخص اپنے پانچ بیٹون کے ساتھ بلحاظ طعام اور کار تجارت شریک تھا - منجملہ بیٹون کے ایک بیٹے نے خاص اپنے صرف کے لیے قرض لیا نہ معاملہ مشترکہ کے واسطے - بعد گذر جانے میعاد ادائے زر قرضہ کے دائن نے مدیون پر نالش کی مگر اسی اثنا مین مدیون نے اپنے باپ اور چار بھائیون کے سامنے وفات پائی اور ایک زوجہ چھوڑ مرا - باپ اور باقی سب بھائی جایداد مشترکہ پر متصرف ہین اس صورت مین قرضہ سرمایہ مشترکہ سے ادا کیا جاسکتا ہے یا نہین ؟

ج - اگر مدیون اپنے باپ اور بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا اور بالاتفاق کاروبار کرتا تھا اور اسنے اپنے صرف خاص کے لیے قرض لیا تھا اور اسی اراضی یا جایداد کا محاصل جو زر قرضہ مذکور کے ذریعہ سے خریدی گئی تھی کنبہ مشترکہ کے کام یا تجارت مشترکہ مین صرف ہوا ہو تو اُس صورت مین باپ اور بھائی جو موروثی اور مکسوبہ جایداد پر بالاشتراک قابض ہین قرضہ مذکور ادا کرینگے - لیکن قول منو اور متاچھرا اور بیاد ھنتا منی اور بیاد آر تو ستو اور اور کتب شاستر کے بموجب اگر قرضہ امور مفصلہ ذیل کے لیے لیا گیا ہو تو اشخاص مذکورہ بالا پر کچھ دعویٰ نہین پہونچتا ہے - قول برہسپتی "اگر باپ کو بابت شراب یا نقصانات کھیل کے یا بابت ایسے اقرارات کے جو بلا معاوضہ یا بحالت غلبہ حظ نفس یا غیظ کے عمل مین آتے ہون کچھ دینا ہو یا باستثناء اُن صورتون کے جنکا ذکر اس بیان سے قبل ہوا ہے آسے بابت ضمانت یا جرمانہ یا محصول

اشخاص حق القائم چندہ دار ہی اُس قرضہ کی دو شریک متوفی کے لیا ہو ہے بشرطیکہ زر قرضہ اُنکے کام مین آیا ہو ؛

۳ شوہر کا معاہدہ کرنا تصور کیا جاتا ہے " اس صورت مین اور نیز جبکہ اشیاے فرودی کا سر انجام زوجہ کی جانب سے ہوا ہو زوجہ کے معاہدہ کی تنسیخ اسوجہ سے کہ اُسکی نسبت شوہر کی اجازت خاص و صریح نہین لی گئی تھی نہین ہو سکتی ؛

ملاحظہ سوال کا پہلا نصف جواب معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ امر تحقیق ہے کہ بھائی جو جایداد لین سے جایداد مذکور کے مطابق ذمہ دار قرضہ کے ہین گو وہ روپیہ متوفی بھائی نے اپنی ذات خاص کے لیے قرض لیا ہو یا کہ وہ کنبہ کی منفعت کے لیے صرف ہوا ہو ؛

یا نزر باقی اُسکے روپیہ دیتا ہو تو بیٹون پر ادا کرنا ایسے روپیہ کا واجب نہین ہے" +

ضلع جنگل محال - ۷ - مئی ۱۸۶۲ع

مقدمہ ۴ - س - ایک عورت منکوحہ نے ایک شخص اجنبی سے کچھ روپیہ قرض لیا اور اُس روپیہ کو اخراجات مقدمہ مین جو اُسنے شوہر کی جایداد حاصل کرنے کے لیے دائر کیا تھا صرف کیا اور عدالت سے ڈگری حاصل کی اور دائن کو ایک تمسک اِس مضمون کا لکھدیا کہ درحالت نہ ادا کیے جانے زر قرضہ کے جسکے ذریعہ سے اُسنے جایداد شوہری حاصل کی ہے اُسکا شوہر جایداد مذکور پر جسکی نسبت عدالت سے مدیونہ کے نام ڈگری حاصل ہوئی ہے دائن کو قابض کرادے بوقت تحریر ہونے اِس تمسک کے شوہر غیر حاضر تھا بعد ازان دائن نے تمسک کے ذریعہ سے مدیونہ اور اُسکے شوہر پر جو مالک جایداد مصرحہ تمسک کا تھا نالش کی عورت نے اپنے جواب مین تمسک کے لکھنے اور روپیہ پانے سے اقرار کیا لیکن عذر یہ کیا کہ جایداد مذکور اُسکے شوہر کے قبضہ مین ہے - مدعا علیہ ثانی یعنی عورت کے شوہر نے دعوی کی نسبت انکار محض کیا اور بیان کیا کہ میری زوجہ نے مدعی کے ساتھ تعلق پیدا کیا ہے چنانچہ مینے قبل دائر ہونے اِس مقدمہ کے عدالت فوجداری مین اِس امر کی نالش کی چنانچہ صاحب مجسٹریٹ نے بحق میرے فیصلہ کرکے حکم دلائے جانے میری زوجہ کا دیا ہے اور اب زوجہ مذکور مدعی کے ساتھ سازش کرکے مجھکو میری حقیت سے محروم کیا چاہتی ہے - اِس صورت مین شاستر کے بموجب ادا کرنا زر قرضہ کا مدیونہ اور اُسکے شوہر پر واجب ہے یا صرف مدیونہ پر +

ج - متاکھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے کہ اگر زوجہ باجازت شوہر کے کاروبار خانگی کا اہتمام کرے اور روپیہ قرض لے تو ادا کرنا ایسے زر قرضہ کا شوہر پر واجب ہے - ورنہ وہ ذمہ دار نہین ہے +

ضلع مرادآباد - ۲۴ - اگست ۱۸۷۰ع

اگر شوہر یکا کاروبار بہ زوجہ کرتی ہو تو اُس صورت مین شوہر ذمہ دار اُس قرضکا ہے جو زوجہ لیا ہو +

بخشی رام بنام مسماۃ دربو وغیرہ

مقدمہ ۵ - س - ایک شخص نے جو اپنے بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا کچھ روپیہ قرض لیا اور تمسک اس اقرار سے لکھدیا کہ زر قرضہ بذریعہ اقساط کے ادا کیا جاے گا مدیون بلا اداے زر قرضہ کسی مقام بعید کو چلا گیا اور عرصہ نو برس سے اُسکی کچھ خبر نہین ملی ہے کنبہ اُسکا بدستور شامل ہے اور مدیون کے بھائی اور اُسکی زوجہ کنبہ کی جایداد منقولہ وغیر منقولہ پر بالاتفاق متصرف ہین اس صورت مین دائن قرضہ کا دعوی اُن شخصون پر جو مدیون کی جایداد پر قابض ہین کر سکتا ہے یا کہ اُسکو اپنا دعوی تاریخ روانگی مدیون سے بارہ برس گذر جانے تک ملتوی رکھنا چاہیے +

ج - اگر کوئی شخص اُس حالت مین جبکہ وہ بھائیون کے ساتھ بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا ہو قرض لے اور بعد ازان وہ مفقود الخبر ہوجاے تو مدیون کے بھائیون اور زوجہ پر جو اُسکی جایداد پر قابض ہون ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے اور اُنکو بارہ برس گذر جانے کا انتظار نچاہیے +

ف مفقود الخبر شخص کا قرضہ اُن لوگون کو ادا کرنا چاہیے جو اُسکی جایداد پر قابض ہون اور بارہ برس تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے +

ماخذ - قول جاگیلک (۱) اگر نجلہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطہ داروں مشترکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مرجاے یا کہین فاصلہ دور دراز پر مدت سے چلا جاے تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضہ مذکور کا لازم ہوگا اگر قبل تقسیم جایداد کے ایک چچا یا ایک بھائی یا مان کُنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شریکون پر واجب ہوگا" +

قول نارد (۲) دائن کو کسی خاص مدت تک انتظار کرنا نہ چاہیے کیونکہ اس امر کا کہین حکم نہین ہے" +

ضلع بٹیرہ - ۱۶ - جولائی ۱۸۱۲ء

مقدمہ ۶ - س - مدیون کی وفات کے بعد دائن اُسکے وارثون یعنی اُسکی زوجہ اور بھائیون پر نالش کرتا ہے مگر تمسک مین یہ شرط مندرج نہین ہے کہ دائن

کے وارثون اور قائم مقامون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہوگا اس صورت مین مدیون کے وارثون پر ادا کرنا قرضہ کا واجب ہے یا نہین ؛

ج - اگر مدیون متوفی نے درحقیقت روپیہ متذکرہ تمسک قرض لیا ہو تو اسکی بیوہ کو باوصفیکہ ورثہ دستاویزین ذمہ وار ادائے زر قرضہ قرار نہین دیے گئے ہون ایفاء شرائط تمسک مذکور لازم ہے بشرطیکہ وہ بھی شریک معاملہ ہو یا اسنے قرض ادا کرنے کا اقرار کیا یا شوہر کی جایداد پائی ہو اگر منجملہ متفق بھائیون کے ایک بھائی خاندان مشترکہ کی پرورش کے لیے روپیہ قرض لے تو بقیہ شرکا پر ادا کرنا اسکا واجب ہے یہ راے دھرم شاستر کے مطابق ہے ؛ ؎۱

ف وارث جو متوفی مدیون کی جایداد پائے اُسکو بقدر جایداد مذکور کے قرضخواہون کا فیصلہ کرنا ضرور ہے ؛

ضلع جبپور

مقدمہ ۷ - س - ایک شخص اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گیا اور زوجہ مذکور اُسکی جایداد کی وارث ہوئی اور شاستر کے بموجب جایداد سے اُسکو صرف حین حیات اعتدال کے ساتھ متمتع ہونے کی اجازت ہے نہ اُسکے ہبہ یا بیع کرنے کی - اُسنے بغرض حفاظت شوہر کی جایداد کے یا کسی اور امر کے واسطے قرض لیا اور وہ بلا ادا کرنے قرض مذکور کے فوت ہوئی اور شوہر کا بھائی اور بھتیجا جو دعویدار وراثت تھے چھوڑ مری اُسکے شوہر کا بھائی جایداد پر قابض ہوا اور دوسرے بھائی کے بیٹے نے نالش کرکے جایداد مذکور سے نصف حاصل کی اس صورت مین بھائی اور بھائی کے بیٹے پر قرضہ مذکور کا ادا کرنا واجب ہے یا نہین ؛

ج - اگر بیوہ نے جسکو جایداد شوہری وراثتاً ملی ہو مالگزاری سرکار ادا کرنے یا اور اخراجات ضروریہ کے واسطے جو حفظ جایداد کے لیے مناسب تھے یا اپنے شوہر کی عقبیٰ کی بھلائی یا کنبے کی پرورش یا ایفاء عہود شوہر کے لیئے قرض لیا ہو اور بغیر ادا کرنے قرضہ کے مر گئی ہو تو اس صورت مین مالک کے وارثون یعنی اُسکے بھائی

ف ذکر اُن صورتون کا جن وارثان شوہری ادا کے واسطے ادائے قرضہ بیوہ کے ذمہ وار ہین ؛

؎۱ دھرم شاستر مین کنبہ کے شامل ہونے وغیرہ کے باعث سے سب پر معاہدہ کا ایفا ضرور واجباً لازم آتا ہے ؛

اور بھائی کے بیٹے پر ادا کرنا قرضہٗ مذکور کا واجب ہے اور اگر زر قرضہ باستثنار امور مصرحہ بالا کے کسی اور غرض سے اُسنے لیا ہو تو ایسا قرضہ اُس شخص پر ادا کرنا لازم ہے جو اُسکے جواہرات اور اور مال منقولہ کا مالک ہو۔ یہ راے داے بھاگ اور متاچھرا اور بباد چنتامنی اور ویپک لیکھ اور اور کتب شاستر کے مطابق ہے؀

ماخذ۔ قول نارد منقولہ داے بھاگ "ورثہ پدری سے جو کچھ کہ باپ کے عہود کے ایفا کرنے اور اُسکے قرضہ کے ادا کے بعد بچے اُسے بھائی آپس مین تقسیم کرلین تاکہ باپ قرضدار نرہے"؀

قول گوتم جو متاچھرا مین منقول ہے اُس سے لازم آنا اداے زر قرضہ کا معلوم ہوتا ہے "جو شخص ایسے آدمی کی جسکے اولاد ذکور نہو جایداد پائے اُسکو ادا کرنا اُسکے زر قرضہ کا واجب ہے" بباد چنتامنی مین برہسپتی کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر باپ مرجاے تو اُسکے بیٹون کو چاہیے کہ بعد یا قبل تقسیم جایداد کے اپنے حصون کے بموجب اُسکا قرضہ ادا کرین یا صرف وہ بیٹا ادا کرے جس نے کل بار اپنے اوپر لیا ہو"؀ ملہ

ویپک لیکھ مین منو کا یہ قول منقول ہے کہ "اگر بدیون مرجاے اور اُسنے زر قرضہ اپنے کنبہ کی پرورش کے لیے لیا ہو تو قرضہٗ مذکور کنبہ کو جو مشترکہ ہو یا غیر مشترکہ اپنی جایداد سے ادا کرنا چاہیے۔ جملہ اقوال مین جو لفظ باپ کا آیا ہے اُس سے باپ اور اور شخص تصور کیے جائین؀

بباد چنتامنی مین اُس قرضہ کا جسکا ادا کرنا وارثون پر لازم نہین ہے اسطور پر ذکر ہوا ہے کہ "اگر باپ کو شراب یا نفسانی یا نقصانات کھیل کی بابت یا جرمانہ یا محصول کی بابت دینا ہو یا اُسنے کسی شے کے دینے کا بلا معاوضہ اقرار کیا ہو تو بیٹے پر باپ کا ایسا قرضہ اس دنیا مین دینا واجب نہین ہے؀

عدالت اپیل ڈھاکہ۔ ۲۹۔ مئی ۱۸۲۶ع

ملہ یہ قول برہسپتی کا نہین ہے بلکہ نارد کا ہے۔ خلاصہ کی جلد ا صفحہ ۲۷۵ معائنہ کرو؀

مقدمہ ۸ - س - ایک شودر اپنی قوم کے ایک شخص کا جسکو کسی نے روپیہ قرض دیا تھا ضامن ہوا اور قبل ادا ہو جانے روپیہ کے مرگیا اس صورت مین دائن ضامن متوفی کی جایداد سے زر قرضہ وصول کرنے کا مستحق ہے یا نہین ٭

ف ضامن متوفی کی جایداد سے اصل مدیون کا قرضہ نہین دلایا جاسکتا ٭

ج - دائن اپنا روپیہ ضامن متوفی کی جایداد سے وصول نہین کرسکتا گو مدیون نے زر قرضہ ادا نہ کیا ہو - یہی راے مسلمہ ہے ٭ ١

ضلع جیٹ گانون - ۲۵ - ستمبر ۱۸۲۶ع

مقدمہ ۹ - س - بیٹا جو بالاتفاق اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہتا تھا مرگیا اور بیٹے کا کوئی مال باپ کے ہاتھ نہین آیا اس صورت مین بیٹے کا قرضہ باپ پر ادا کرنا واجب ہے یا نہین ٭

ف اُن صورتون کا ذکر جنمین باپ کو بیٹے کا قرضہ ادا کرنا چاہیے ٭

ج - اگر بیٹا لاولد مرجاے اور بحالت مشترک ہونے کنبہ کے اُس نے روپیہ

١ یہ بالتصریح بیان نہین ہوا ہے کہ اس جگہ کس قسم کی ضمانت مراد ہے لیکن سوال کے مضمون سے ضمانت قرضہ مفہوم ہوتی ہے اور اگر یہ مفہوم درست ہو تو ایسی صورت مین متوفی کے وارثون پر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے اور سوال کا جواب جو اوپر تحریر ہوا ہے غلط قرار پاتا ہے دھرم شاستر کے بموجب تین قسم کے معاہدے واجب التعمیل ہین یعنی پرتیا پرت بھو اور دان پرت بھو اور درشن پرت بھو اصطلاح اول سے ضمانت بالاعتبار مراد ہے اور کولبرک صاحب نے مقصود اُسکا یہ بیان کیا ہے کہ ضامن ایسی ضمانت کے ذریعے سے دوسرے شخص کے مفاد کا کفیل ہوتا ہے مثلاً ضامن یہ لکھدے کہ تم فلان شخص کا اعتبار کرو یا اُسے روپیہ قرض دو یا اُسے معتبر سمجھکر روپیہ دو یا اُسکی جانب سے کاربردار ہو یا اُسکی طرف سے ذمہ دار ہو - دوسری اصطلاح سے یہ مراد ہے کہ ضامن کسی مال مابعد مین قرضہ دہندگی شخص ثالث کے ادا کرنے یا ایفاے معاہدہ کا اقرار کرے یعنی اس ضمانت سے مالضامنی مراد ہے اور تیسری اصطلاح سے حاضر ضامنی عبارت ہے اور غرض اس سے یہ ہے کہ ضامن یہ اقرار کرے کہ اگر فلان شخص حاضر نہو گا تو مین حاضر کرونگا - پہلی اور پچھلی صورتون مین بعد وفات ضامن کے معاہدہ باطل ہو جاتا ہے لیکن دوسری صورت مین معاہدہ کی تعمیل ضامن متوفی کے وارثون پر لازم آتی ہے ٭

قرض لیا ہو اور باپ نے بیٹے کا کچھ مال نہیں پایا ہے تو اس صورت مین ادا کرنا قرضہ کا باپ پر واجب نہین ہے لیکن اگر بیٹے نے قرضہ مذکور کنبہ کی پرورشس یا رسوم دینی کے انجام کے لیے جنکا ادا کرنا کنبہ پر ضرور تھا لیا ہو یا باپ نے بیٹے کا قرضہ ادا کرنے کا اقرار کیا ہو تو ان صورتون مین باپ کو قرضہ مذکور ادا کرنا لازم ہے ؂

ضلع علی گدھ - ۱۵ - اپریل ۱۸۶۸ء -

مقدمہ ۱۰ - س - ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لیکر ایک دوکان کھولی اور بعد ازان مر گیا اُسکی وفات کے بعد اُسکے بھائیون اور باپ نے تمام اسباب پر جو دوکان مین قبضہ کر لیا اس صورت مین ادا کرنا متوفی کے قرضہ کا اُسکے بھائیون اور باپ پر واجب ہے یا نہین اور اگر مدیون کی بیوہ موجود ہو اور اُسے اپنے شوہر کی دوکان سے کچھ اسباب نہ ملا ہو تو بھی وہ ذمہ دار قرضہ شوہر کی ہے یا نہین ؂

ج - صورت مذکورہ بالا مین مدیون کے باپ اور بھائیون پر قرضہ کا ادا کرنا واجب ہے اور اُسکی بیوہ سے کچھ مواخذہ اس امر مین نہین ہو سکتا ؂

ماخذ - جاگیلک کا قول متاچھرا اور کتب دھرم شاستر مین منقول ہے اور وہ یہ ہے ”اگر منجلہ دو یا زیادہ شرکا یا واسطہ داران شرکہ کے ایک شخص کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے اور بعد ازان وہ مر گیا ہو یا کہین فاصلہ دور دراز پر مدت سے چلا گیا ہو تو اُسکے شریکون کو ادا کرنا قرضہ مذکور کا لازم ہو گا“ ؂

جو شخص متوفی کی جایداد پاوین اُنپر ادا کرنا اُسکے قرضہ کا واجب ہے ؂

مقدمہ ۱۱ - س - ایک شخص مقروض دو نابالغ بیٹے چھوڑکر مر گیا بڑا بیٹا صرف تیرہ برس کا ہے اور کوئی شخص بالغ وارث متوفی کا نہین ہے اگر کوئی شخص نابالغون کے نام پر نالش کرے تو بموجب اُن رعایتون کے جو سرکاری آئین کی رو سے نابالغون کی نسبت مرعی ہین اور ملک کے دستور مسلمہ کے مطابق نالش مذکور قابل سماعت نہین ہے - اور یہ بھی حکم ہے کہ نابالغی اٹھارھوین سال کے انجام تک رہتی ہے بعد ازان بلوغ شروع ہوتا ہے - اس صورت مین اگر مقدمہ مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر دائر کیا گیا ہو تو وہ دھرم شاستر

کے بموجب قابل سماعت ہے یا نہین اور اُسپر باپ کا قرضہ ادا کرنا واجب ہے یا نہین ﴿

نابالغ کی جایداد اور ذات مورثون کے قرضہ کی ذمہ دار نہین ہے ﴿

فتح ۔ شاستر کے بموجب قرضہ کی نالش جو مدیون متوفی کے بڑے بیٹے پر جو صرف تیرہ برس کا ہے دائر کی گئی ہے جائز نہین ہے جب بیٹا سن بلوغ کو پہونچے تو اُسوقت اُسکو باپ کا قرضہ ادا کرنا چاہیے نہ اس سے پیشتر ﴿ ؎۱

ضلع میدنی پور ﴿

مقدمہ ۱۲ ۔ س ۔ ایک شخص نے کچھ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہوگیا یعنی بیراگیون کے فرقہ مین داخل ہوا اور اُسکی موروثی جایداد اُسکے بھائی کے وارثون کے ہاتھ آئی اس صورت مین دائن اپنا روپیہ جایداد مذکور سے وصول کر سکتا ہے یا نہین ﴿

جس شخص کو بیراگی کی جایداد پہونچیگی وہ اُسکے قرضہ کا ذمہ دار ہے ﴿

فتح ۔ اگر شخص مذکور نے کچھ روپیہ قرض لیا اور بعد ازان تارک الدنیا ہوگیا اور اُسکی جایداد غیر منقولہ اُسکے واسطہ دارون کو پہونچی ہو تو اُس صورت مین جو رشتہ دار کہ اُسکی جایداد پر متصرف ہون وے مستوجب ادا کرنے زر قرضہ کے ہین اور اگر وے ادا نہ کرین تو دائن مجاز ہے کہ مدیون کی جایداد سے اپنا روپیہ حاصل کرے چنانچہ اس باب مین جاگبلک نے یہ لکھا ہے کہ جو شخص جسکو ایسے مالک کی جایداد حاصل ہوئی ہو جو کوئی بیٹا لائق کار و بار نہ چھوڑ مرا ہو تو اُسکو چاہیے کہ جو قرضہ جایداد مذکور پر واجب ہو ادا کرے یا اگر ایسا بیٹا ہو تو وہ

؎۱ بعض مقننان ہنود کے بموجب پندرھوین سال کے انجام تک نابالغی رہتی ہے اور بعض کے نزدیک سولھوین سال تک ۔ متوفی شخص کے بیٹے اور پوتے پر بعد ایام نابالغی کے مورث کے عہد کا ایفا ضرور ہے اور اور وارثون پر بھی ایسا کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُنکو متوفی کی جایداد ورا ثتاً ملے لیکن کسی صورت مین ایسے معاہدہ کے لیے نابالغ قابل مواخذہ نہین اور تا مرور ایام نابالغی متوفی کی جایداد اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع نہین کیجا سکتی ۔ اس امر کی بحث جلد اول باب نابالغی مین مفصل کی گئی ہے ﴿

شخص جو متوفی کی زوجہ کو نے ذمہ دار قرضہ مذکور کا ہوگا لیکن ایسے بیٹے پر جسکے باپ کی جایداد دوسرے شخص کے قبضہ مین ہو ادا کرنا قرضہ کا فرض نہین ہے *

متاچھرا اور اور کتب شاستر کے اُس باب مین جسمین ادائے قرضہ کا ذکر ہے اِس امر کی نسبت بہت مفصل قاعدہ مندرج ہے *

شہر جیسرا۔ ۱۲۔ جون ۱۸۵۸ع

مقدمہ ۱۲۲۔ س ایک بیوہ نے اپنے نابالغ بیٹے کے مصارف ضروری کے لیے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنے بیٹے کے نام سے ایک تمسک اپنا دستخطی دائن کو لکھدیا اِس صورت مین تمسک مذکور جائز اور بیٹے پر واجب التعمیل ہے یا نہین *

قرضہ ضروری جو طفل کے واسطے لیا جاے اُسکی تعمیل اُسپر واجب ہوتی ہے

ج۔ اگر مان اپنے نابالغ بیٹے کی پرورش کے لیے قرض لے اور دائن کو تمسک بیٹے مذکور کے نام سے لکھدے تو برہسپتی اور دیگر عالمون کے قول منقولہ ہلاد ہنالر اور ہلا دختیامنی اور داے تتو وغیرہ کے بموجب تمسک مذکور جائز اور واجب التعمیل ہے *

ماخذ۔ "اگر قبل تقسیم جایداد کے چچا یا بھائی یا مان کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو اُسکا ادا کرنا سب شرکیون پر واجب ہوگا"۔ "اہتمام خانہ داری جسکے ذمہ ہو وہ اپنے چچا یا بھائی یا بیٹے یا زوجہ یا ملازم یا شاگرد یا تو ابع کی غیر حاضری مین کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے سکتا ہے" *

ضلع بردوان۔ ۴۔ دسمبر ۱۸۱۸ع

باب گیارھوان

بیع کے بیان مین

مقدمہ ۱۔ س۔ منجملہ تین بھائیون کے جنکی جایداد موروثی غیر منقولہ مشترکہ اور غیر منقسمہ تھی دو بھائیون نے جایداد مذکور کے ایک جزو خاص کو جو اُنکے حصہ

سے متعلق تھا بلا اجازت اپنے تیسرے شریک بھائی کے بیع کیا اور بھائی مذکور نے اسوقت جبکہ مشتری نے بیعنامہ پر رجسٹری کرائی اور صاحب کلکٹر کے دفتر مین اپنا نام داخل کرایا کچھ اعتراض پیش نہین کیا اس صورت مین یہ بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین *

بنگالہ شاستر کے بموجب شرکا جو بانفاق ہون اپنے موروثی حصون کو بیع کرسکتے ہین *

جواب - اگر دو بھائیون نے جایداد غیر منقسمہ و مشترکہ سے اپنے حصون کا ایک جزو بیع کیا ہو اور انتقال جایداد کے وقت بھائی نے اس معاملہ کی نسبت کچھ اعتراض پیش نہین کیا تو اس سے اسکی رضامندی مستنبط ہوتی ہے مگر اسکی بلا اجازت بھی وے اپنے حصون کے بیع کرنے کے مجاز ہین کیونکہ اپنی جایداد کے وے آپ مالک ہین - واے بھاگ اور واے تتو اور اور کتب متشیہ بنگالہ کے بموجب ایسا بیع درست اور جائز ہے *

ماخذ - واے بھاگ مین یہ قول نارد کا منقول ہے کہ "اگر بہت سے شخص ایک آدمی کی اولاد مین ہون اور خدمات اور معاملات مختلفہ سے تعلق رکھتے ہون اور انکے کاروبار مختلف ہون اور شامل نہون تو اس صورت مین اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو انھین حسب مرضی اپنی کے ایسا کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین" * ۱؎

عدالت اپیل ڈھاکہ - ۲۲ - فروری ۱۸۲۰ع

سدانند سرما بنام رامچندر دت

۱؎ جو حوالہ کہ اس مقدمہ مین منقول ہے اسکو اس مسئلہ سے جسکی تائید مین وہ لکھا گیا ہے کچھ تعلق معلوم نہین ہوتا گو قول مذکور کے جو معنی مرقومۂ ذیل کہ مسٹر کولبروک صاحب نے واے بھاگ کے ترجمہ مین لکھے ہین وے فی الواقع مسئلہ مذکور کے مؤید متصور ہین *

"قول نارد جو اس جگہ منقول ہے اسکے معنے مختلف مؤلفون نے اور طور پر لکھے ہین در عموماً اس سے وہ استحقاق جداگانہ مفہوم ہوتا ہے جو شرکا کو بعد تقسیم جایداد حاصل ہوتا ہے یہ معنی اسکے سمرتی چندریکا اور رتناکر اور چینتامنی اور بیرمتر اودا وغیرہ مین لکھے ہین مگر اس جگہ اسکی نقل

مقدمہ ۲-س- ایک زمیندار زوجہ اور نابالغ بیٹا اور پوتا چھوڑ کر مرگیا بعد اسکی وفات کے اُسکی زوجہ نے اپنے نابالغ بیٹے اور پوتے کی پرورش اور ادا

م کرنے سے ظاہرا یہ تصور کیا گیا ہے کہ وہ حصص منقسمہ اور غیر منقسمہ سے بدرجۂ مساوی متعلق ہے"۔

بیرمترا اودا ے کا مصنف جسنے اِس مسئلہ کا مختصر بیان لکھا ہے کہتا ہے کہ جمتواہن بعد نقل کرنے دو مقولون بیاس کے (دا ے بھاگ کی دفعہ ۲۷-کو صفحہ ۱۳۱-مین دیکھو) یہ تسلیم کرتے ہین کہ مقولون مذکور کا منشا یہ نہین ہے کہ شریک اپنے حصّہ کو بیع یا ہبہ کرنے کا مجاز نہین ہے کیونکہ وہ اپنی جایداد کا مالک ہے اور اُسکو اپنی خوشی کے مطابق جایداد غیر منقولہ کے منتقل کرنے کا اُسی طور پر اختیار حاصل ہے جیسا کہ اور قسم کے مال کی صورت مین- اور علاوہ ازین دونون قول مذکور کی رو سے ہبہ جو فی الواقع کر دیا جاے یعنی جایداد سے اپنا قبضہ اُٹھا لیا جاے منسوخ نہین ہے کس واسطے کہ جو امر واقعی ہے وہ سو مسائل سے بھی بدل نہین جا سکتا- لیکن بد اعمال شخصون کے لیے ممانعت ہے اور اُنکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ اگر وے اپنا حصہ منتقل کرینگے تو گنہگار متصور ہونگے کیونکہ اگر منتقل کرنے کے لیے کوئی سبب کافی مثلاً کنبہ کا حالت افلاس مین ہونا وغیرہ نہو تو ایسا امر کنبہ کے لیے باعث مضرت ہے- اِسی طور پر اُن اقوال کے معنی بھی جو غیر منقسم شرکا سے متعلق ہین سمجھنے چاہیین دا ے بھاگ کی دفعہ ۲۹-کو صفحہ ۱۳۲-مین معائنہ کرو- اسی بموجب ناردونے بھی بیع یا کسی اور طرح کے انتقال کی نسبت علی العموم اجازت دی ہے اور قول نارد مین جو یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین"- اِس سے بیان جایداد غیر منقولہ مراد ہے کیونکہ اگر یہ مراد نہوتی تو قول بے معنی ہوتا۔

دا ے بھاگ مصنفہ جمتواہن پر جو سر یکیوشن اور اشوانے اور جو ا ے تو مصنف رگھونندن پر جو کاشی رام نے شرح لکھی ہین اُنمین قول نارد کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ قول جو ہبہ یا بیع کی نسبت ہے وہ نیک آدمیون سے متعلق ہے مگر بد آدمیون کے لیے ممانعت ہے اِسوجہ سے اِسمین کوئی امر متناقض نہین ہے- اِس جگہ بالتصریح یہ لکھا ہے کہ ہبہ یا کسی اور طور

بقایاے مالگزاری کے لیے شوہر کی جایداد غیر منقولہ بیع کر ڈالی اِس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین ؟

اگر بیوہ نے واسطے پرورش کنبہ کے جایداد بیع کی ہو تو ایسا بیع جائز ہے ۰

ج - اگر عورت اپنے شوہر کے مرجانے کے بعد اُسکی جایداد اپنے بیٹے اور پوتے کی پرورش اور بقایاے مالگزاری سرکار کے ادا کرنے کے واسطے بیع کرے تو ایسے بیع کو درست اور جائز تصور کرنا چاہیے کیونکہ نابالغون کے لیے خور و پوش کا سر انجام اور اداے مالگزاری سرکار ضرور ہے یہ راے داے بھاگ اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ۰

ضلع ۲۴ - پرگنہ

مقدمہ ۴۳ - س - اگر جایداد جس پر بہت سے شخص بالاشتراک قابض ہون اور منجملہ مالکون کے ایک مالک کے نام پر ڈگری جاری ہو تو انتقال اُسکا بغرض ایفاے ڈگری مذکور کے ہو سکتا ہے یا نہین ۰

جایداد مشترکہ سے قرضہ کے لیے صرف اُسی قدر قابل مواخذہ ہے جو مدیون کا حصہ ہو ۰

ج - جو کچھ کہ حصہ جائز مدیون ڈگری کا ہے وہی صرف بیع کیا جا سکتا ہے اور صرف اُسی قدر حصہ کا بیع کرنا جائز ہے ۰ ۱

مقدمہ ۴۴ - س - کچھ جایداد اراضی بہت سے اشخاص کی ملکیت مین بالاشتراک تھی اور ایک یا دو شریکون نے شامل ہو کر جایداد مذکور کو بیع کیا اور بعینامہ پر ایک نابالغ شریک کے دستخط کر دیے اِس صورت مین بیع کرنا جایداد کا باستثنار

صہ پر منتقل کرنا بلا اجازت اور وارثون کے جائز ہے لہذا کل جایداد کو بیع یا ہبہ کرنے کا امتناع باستثنار حالت افلاس کے اُس جایداد کی نسبت ہے جو غیر منقولہ یعنی اراضی وغیرہ ہونہ کہ منقولہ یعنی جواہرات و موتی و مونگہ وغیرہ لیکن اگر اِس سے مُراد جایداد مکسوبہ ہو تو قول سابق جو داے بھاگ کی دفعہ ۲۲ - صفحہ ۶۹ - مین مندرج ہے بے معنی ہو گا کیونکہ ہر شخص کو اپنے مال مکسوبہ پر بلاشک اختیار حاصل ہے" ۰

۱ اِس سوال کے جواب سے البتہ یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ قرضہ جسکی نسبت فیصلہ صادر ہوا اُسکو مدیون نے خاص اپنی ذات کی منفعت کے لیے لیا تھا نہ کنبہ کے لیے ۰

اُس حصہ کے جو نابالغ کا ہے درست اور جائز ہے یا کہ کل بیع باطل اور ناجائز متصور ہوگا اگر جایداد کے انتقال مین جو ادر شریکون کی جانب سے وقوع مین آیا شریک نابالغ کی مان نے اجازت دے دی ہو تو اس صورت مین نابالغ کے حصہ کا بیع کالعدم اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ؛

نابالغ کے بھائی اُسکا حصہ جایداد مشترکہ سے بیع کرنے کے مجاز نہین ہین گو نابالغ کی مان نے اِس باب مین اجازت دے دی ہو

نج اگر شریکون مین سے ایک یا دو نے جایداد مشترکہ کو بیع کیا ہو اور بعیناً پر اپنے اور شریک نابالغ کے دستخط کردیے ہون تو اس صورت مین بیع کل جایداد کا جائز اور واجب التعمیل نہین ہے کیونکہ تمام شرکا کا اُسپر استحقاق ہے اور ایک شخص کے منتقل کردینے سے اُنکا حق زائل نہین ہوسکتا لیکن بیع اُسقدر حصہ کا جو شرکا کی ملکیت سے ہے جائز و درست ہے کیونکہ وے اپنے حصون کے مالک ہین اور منجملہ جایداد مبیعہ کے مالک ایک جزو کے ہین۔ نابالغ کے حصہ کا بیع باطل اور ناجائز ہے گو اُسکی مان نے منتقل کرنے کے لیے اجازت دے دی ہو کیونکہ طفل کی جایداد کو جب تک وہ بالغ ہو محفوظ رکھنا چاہیے۔ یہ راے داے بھاگ اور داے تتو اور بیاد چنتامنی اور بیاد بھنگارنو اور دوایت نرنے اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ؛

ماخذ قول ناردؔ ''قاعدہ مسلمہ یہ ہے کہ ہبہ یا بیع جو باستثنا مالک حقیقی کے کسی اور سے وقوع مین آئے اُسکو عدالت کی کارروائی مین شامل ناکر وہ کے تصور کرنا چاہیے'' ؛

قول کاتیائن ''اگر بغیر ملکیت کے بیع عمل مین آئے اور ہبہ یا رہن ایسے مالک کی جانب سے جسکو اِس امر کا منصب ہو وقوع مین آئے تو حاکم کو چاہیے کہ اسکو ناجائز قرار دے'' ؛

مقدمہ ۵ ۔س۔ ایک شخص کے چھ بیٹے تھے وہ اپنی مکسوبہ غیر منقولہ جایداد چھوڑکر مرگیا۔ بندوبست زمینداری بڑے بیٹے کے نام عمل مین آیا باپ کی وفات کے بعد سب بیٹے بالاشتراک اور محاصل جایداد سے متمتع ہوتے رہے

بڑا بیٹا جسکے نام علاقہ کا بندوبست ہوا تھا دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور وے اپنے باپ کی وفات کے بعد اپنے چچاؤن کے ہمراہ مثل اپنے باپ کے بطور کنبہ مشترکہ کے رہے اس صورت مین بڑے بھائی کے بیٹون کو ایسی جایداد کے بیع کرنے کا استحقاق ہے یا نہین اور اگر انھون نے جایداد مذکور کو بیع کر دیا ہو تو اس معاملہ کی نسبت بہ ثبوت رضامندی جملہ شرکا کے ثبت ہونا انکے دستخط کا بیعنامہ پر ضرور ہے یا نہین - اور اگر دونون بھتیجون نے بلا اجازت اور علم چچاؤن کے بیعنامہ لکھدیا ہو تو ایسا بیع جائز متصور ہوگا یا نہین - اور اگر بیعنامہ پر پانچ شریکون نے دستخط کر دیے ہون تو باقی ایک شخص کی گواہی نہونے کے باعث سے معاملہ قابل منسوخی ہے یا نہین ؛

حاشیہ: جایداد مشترکہ کے بیع کرنے مین تمام شرکا کی رضامندی ضرور ہے گو دفتر سرکار مین صرف ایک کا نام بطور مالک کے مندرج ہو ؛

فتویٰ - اگر جایداد موروثی مین بہت سے شریک ہون اور وے آپسمین بطور کنبہ مشترکہ کے رہتے ہون تو انمین صرف ایک شخص بلا اجازت اور شریکون کے جایداد مذکور بیع نہین کر سکتا اور گو بندوبست علاقہ کا صرف ایک شریک کے نام ہوا ہو دفتر سرکار مین صرف ایک شخص کے لکھے جانے سے اسکو جایداد پر استحقاق کلیہ حاصل نہین ہوتا - جو بیع کہ بذریعہ بیعنامہ غیر مصدقہ کل شریکون کے عمل مین آئے باطل اور ناجائز ہے - اس مسئلہ کے حوالہ مین بیاس کا قول ویوہار بھاگ اور دایہ تتو مین منقول ہے اور وہ یہ ہے کہ "صرف ایک شریک بلا اجازت اور شریکون کے کل غیر منقولہ جایداد کو بیع یا ہبہ نہین کر سکتا ہے اور نہ اس شے کو جو کنبہ مین مشترک ہو - بلحاظ جایداد غیر منقولہ کے واسطہ دار خواہ علیحدہ ہون یا شریک مساوی ہین کیونکہ انمین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کل جایداد کو رہن یا بیع کرے" ؛ [1]

[1] دونون اشلوک جو اس قول مین اس جگہ منقول ہوے ہین انکو متواہن اور سری کرشن نے بیاس کی تصنیف سے لکھا ہے مگر رتناگر مین دوسرے اشلوک کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ برہسپتی کا قول ہے تنبیہ متعلق ویوہار بھاگ صفحہ ۱۳۱ - کو معائنہ کرو ؛

اگر ایک جایداد غیر منقسمہ کو جو چھ شخصون کا مال ہو پانچ شخص بلا اجازت چھٹے آدمی کے بیع کرین تو ایسا بیع ناجائز ہے گو وہ بذریعہ دستاویز تحریری کے اور سبھون کی جانب سے عمل مین آیا ہو ؛

ضلع کٹک - ۲۵ - مارچ ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۶ - س - ایک کنبہ مین پانچ حقیقی بھائی ہین اُنمین سے دو جوان اور تین نابالغ ہین اس صورت مین بڑا بھائی جایداد موروثی مشترکہ کو بیع کرنے اور بیعنامہ پر اور بھائیون کے دستخط کر دینے کا مجاز ہے یا نہین اور اگر اُسنے جایداد مذکور بیع کر دی ہو تو ایسا بیع جائز ہے یا نہین ؛

بجز اُن صورتون کا جنمین بیع جایداد کا بڑے بھائی کی جانب سے بحالت نابالغی اُسکے بھائیون کے جائز ہے ؛

منج - اگر منجملہ بھائیون کے بعض جوان ہون اور بعض نابالغ تو بڑا بھائی جایداد موروثی غیر منقولہ کو اپنے نابالغ بھائیون کی پرورش اور اُنکی رسوم ابتدائی وغیرہ اور باپ کی رسوم کریاکرم یا اُسکے قرضہ کے ادا کے لیے بیع کر سکتا ہے اور باستثناء اِن صورتون کے وہ علاوہ اپنے حصہ کے اور کوئی حصہ جایداد کا بیع نہین کر سکتا اگر اُسنے باستثناء صورتون مذکورہ بالا کے جایداد کو بیع کیا ہے تو ایسا بیع ناجائز تصور کیا جاے ؛

ضلع بیربھوم - ۲۰ - اگست ۱۸۶۸ء

مقدمہ ۷ - س - ایک جایداد اراضی دو آدمیون مین مشترک تھی اُنمین سے ایک شخص نے اپنا حصہ بیع کرنا چاہا چنانچہ دوسرے شریک نے قیمت مناسب اُسکے لیے دینی چاہی مگر باوجود اِسکے بائع نے اپنا حصہ ایک شخص اجنبی کے ہاتھ بیچدیا اِس صورت مین ایسا بیع جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین ؛

جایداد مشترکہ مین حق شفع پر عمل کرنا چاہیے ؛

منج - اگر جایداد اراضی دو شخصون کے قبضہ مین مشترک تھی اور اُنمین سے ایک کو اپنا حصہ بیع کرنا منظور تھا اور دوسرے نے اُسی قدر قیمت دینا قبول کیا جو مشتری دیا چاہتا تھا تو اِس صورت مین جایداد کا بیع شریک مذکور کے ہاتھ ہونا چاہیے اور اگر بائع نے جایداد کو شخص اجنبی کے ہاتھ فروخت

کیا ہے تو ایسا بیع مسترد کرنا چاہیئے ۔ ؂۱

عدالت اپیل مرشدآباد ۔ ۲۱ ۔ دسمبر ۱۸۱۶ء

مقدمہ ۸ ۔ س ۔ ایک ہندو اپنا متبنّیٰ بیٹا چھوڑ مرا ۔ اُسنے اپنے متبنّیٰ کرنے والے باپکی جایداد اراضی کو ایک شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کیا ۔ مشتری اب اراضی مذکور مین ایک تالاب کھودنا چاہتا ہے اور متبنّیٰ کرنے والے باپ کے بھائی باظہار حق شفع جایداد مبیعہ کو خرید نا چاہتے ہین اس صورت مین بیع کرنا متبنّیٰ کرنا باطل اور ناجائز متصور ہوگا یا نہین اور دعویداران شفع مستحق خریدنے جایداد کے ہین یا نہین ۔

فی شاستر بنگالہ کے بموجب حق شفع جائز نہین ہے ۔

مسئلہ ۔ اگر کوئی شخص اپنا حصہ خاص جایداد منقولہ و یا غیر منقولہ سے بیع کرے تو ایسا بیع دھرم شاستر کے بموجب جائز اور واجب التعمیل ہے اور چچا کے بیٹون کے حق شفع کے دعویٰ کی وجہ سے ایسا بیع مسترد نہین ہو سکتا ۔

ماخذ ۔ اگر وے اپنے حصص غیر منقسمہ کو دینا یا بیع کرنا چاہین تو اُنکو اپنی ہر قسم کی جایداد کی نسبت انتقال کا اختیار ہے کیونکہ بلا شک وے اپنی جایداد کے مالک ہین ۔

ضلع بردوان ۳ ۔ دسمبر ۱۸۱۹ء

ادریت دت بنام کشن موہن دت وغیرہ

؂۱ طریقون بنگالہ یا بنارس یا متیھلا کے بموجب کہین دھرم شاستر مین حق شفع کا ذکر نہین لکھا ہے بلکہ بنارس اور متیھلا کے طریقون کے بموجب بیع کرنا جایداد مشترکہ کا منع ہے ۔ اور جہان زمان نسبت جو مقولہ شفع کی بابت لکھا ہے اسکی تائید کسی اور کتاب سے نہین ہوتی اور مجھکو در باب صداقت اس رائے کے جو اس مقدمہ مین دی گئی ہے شبہہ ہے اس رائے کو حق شفع سے علاقہ نہین ہے بلکہ وہ اصل مبنی ہونا اُسکا اُس قاعدہ پر معلوم ہوتا ہے کہ منجملہ چند شرکا کے ایک شریک جایداد مشترکہ سے اپنے حصہ کے منتقل کرنے کا مجاز نہین ہے اور چونکہ بنگالہ مین اس قسم کی غیر مجازیت ملحوظ نہین ہے لہذا میرے نزدیک اس ملک مین حق شفع بھی جائز نہین ہو سکتا ۔ مقدمہ ۸ ۔ دیکھو ۔

مقدمہ ٩ ـ س ـ ایک شودر جسکے پاس کچھ جایداد اراضی تھی اپنی زوجہ اور ایک بیٹی اور نواسہ چھوڑ کر مر گیا ـ جایداد کے ایک جزو پر ایک شخص اجنب غصباً قابض ہوا چنانچہ مالک متوفی کے نواسہ نے باجازت اپنی نانی کے واسطے حصول قبضہ جایداد مغصوبہ کے نالش دائر کی اس صورت مین جایداد مذکور نواسہ کو پہونچیگی یا نہین اگر اصل مالک متوفی کی زوجہ نے بحالت موجودگی بیٹی اور نواسہ کے اپنے جایداد شوہری کے ایک جزو کو بلا اُنکی اجازت اور علم کے بیع کیا ہو اور مشتری سے کل قیمت نہ پائی ہو تو اس صورت مین ایسا بیع جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ؞

ج ـ اگر مالک متوفی کی جایداد غیر منقولہ کے ایک جزو پر کوئی شخص اجنب غصباً قابض ہو گیا اور نواسہ نے غاصب پر واسطے حصول جزو مذکور کے باجازت متوفی کی بیوہ کے نالش دائر کی ہو تو نواسہ مذکور بوجہ وارث ہونے کے متوفی کی جایداد متنازعہ کے پانے کا مستحق ہے ـ جایداد غیر منقولہ جو بیوہ کو شوہر سے ورثتاً پہونچی ہو اسکو وہ ہبہ یا بیع یا اور طور پر منتقل کرنے کی مجاز نہین ہے الا واسطے ادا کرنے رسوم کریا کرم شوہر یا کسی اور ایسی ضرورت کے ـ اگر مشتری کل زر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ناجائز متصور ہونا چاہیے ؞

خلاصہ ـ بیوہ اُس جایداد کے کسی جزو کو جو شوہر سے ورثتاً ملی ہو بلا اجازت اُن شخصوں کے جنکو اُسکے بعد ملے پہونچے اگر بیع کرے تو ایسا بیع باستثناء خاص صورتوں کے ناجائز ہے ؞

ماخذ ـ قول برہسپتی "اگر اشخاص اجنب کا تین پشت سے قبضہ ہو تو بلا شک اُنکو استحقاق کلی حاصل ہوجاتا ہے لیکن واسطہ دار جو سنبندھ ہون اُنکے قبضہ سے یہ امر عائد نہین ہوتا ـ اگر مکان یا اراضی قابل زراعت یا دکاکین یا اور جایداد غیر منقولہ پر اصل مالک کا رشتہ دار یا واسطہ دار قریب جو مذکور ہے ہو یا اناث سے قابض ہو تو ایسی صورت مین اصل مالک کا استحقاق زائل نہین ہوتا اور داماد و دلد اعدد ذی علم برہمنون اور راجہ اور اُسکے وزیرون کو جایداد پر قبضہ حاصل نہین ہوتا گو وے بلا تخلل مدت دراز تک اُسپر قابض رہے ہون"

واسے سبھاک اور اور کتب شاستر مین اقوال مندرجہ ذیل مرقوم ہین چنانچہ

مہابھارت کے باب دان دھرم شاستر میں یہ لکھا ہے کہ "عورات اپنے ترکہ شوہری کو کام میں لاسکتی ہیں۔ عورت کو چاہیے کہ کبھی سرمایہ شوہری کو ضائع نہ کرے حتی کہ سرمایۂ مذکور کو عمدہ پوشاک یا اور اسی طرح کے تکلفات میں صرف نہ کرنا چاہیے لیکن چونکہ بیوہ اپنے جسم کو حفظ میں رکھنے سے اپنے شوہر کو استفادہ پہونچاتی ہے لہذا وہ اسقدر جایداد استعمال میں لانے کی مجاز ہے جو اس امر کے لیے کافی ہو علی ہذا القیاس چونکہ شوہر کی منفعت پر بہر حال لحاظ کیا جاتا ہے اسی واسطے عورت کو اجازت ہے کہ وہ واسطے ادا کرنے اپنے شوہر کی رسوم کریاکرم کے ہبہ یا بیع کرے پس اگر وہ کسی اور طور پر گذارہ نہ کرسکے تو وہ جایداد رہن کرنے کی مجاز ہے اور یہ امر مکتفی نہو تو وہ اسے بیع یا کسی اور طور پر منتقل کرسکتی ہے کیونکہ وہی وجہ اس صورت کی نسبت بھی صادق ہے"؎ ۱

قول کاتیائن "لاولد بیوہ جو پاکدامن ہو اور اپنے محافظ واجب التعظیم کی حمایت میں رہتی ہو اسے چاہیے کہ اپنے حین حیات جایداد سے باعتدال متمتع ہو بیوہ کے بعد اسکی جایداد اسکے وارث پائینگے۔ محافظ واجب التعظیم یعنی خسر یا شوہر کے کسی اور رشتہ دار کی حمایت میں رہکر بیوہ کو چاہیے کہ اپنی حین حیات شوہر کی جایداد سے متمتع ہو اور مثل اپنی جایداد خاص کے اپنی مرضی کے مطابق ہبہ یا رہن یا بیع نہ کرے" یہ رائے بہادر چنتامنی کے مصنف کی ہے۔

قول برہسپتی "اگر کوئی چیز ایک شخص بدمست یا مجنون یا منحرف یا جو خود مختار نہو یا مخبط جلی بکمی قیمت بیع کرے تو وہ شے واپس ہو جائیگی یا مشتری سے جبراً لیجائیگی"۔

شہر ڈھاکہ ۔ ۴ ۔ فروری ۱۸۷۱ء

مقدمہ ۱۰ ۔ س ۔ ایک جایداد اراضی موروثی پر تین حقیقی بھائی بالاشتراک

؎ ۱ دایے بھاگ صفحہ ۱۸۲۔

قابض تھے آنمین سے ایک بھائی امور خانہ داری کے انصرام اور جایداد کے اہتمام کے لیے گھر رہا اور باقی ملک غیر کو تبلاش روزگار چلے گئے اس صورت مین بھائی جو منصرم جایداد ہو بحالت غیر موجودگی اور بھائیون کے جایداد مذکور کے بیع کرنے یا خاص مدت کے واسطے رہن کرنے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہین ۔

نتیجہ ۔ منجملہ شریک بھائیون کے دو بھائی کسی مقام بعید کی طرف تبلاش روزگار چلے گئے ہون اور تیسرے بھائی کو اپنی جایداد مشترکہ کے اہتمام کے لیے چھوڑ گئے ہین تو منصرم مذکور بلا رضامندی شریکون کے کنبہ کی پرورش یا امور مذہبی کے لیے کُل جایداد موروثی یا اُسکے ایک جزو کو رہن یا بیع کرسکتا ہے علی ہذا القیاس وہ اپنے عیال واطفال کی پرورش کے لیے بلا اجازت اپنے بھائیون کے اپنا حصہ خاص بھی کسی طور پر منتقل کرسکتا ہے ۔ یہ راے واے بھاگ ورد اکرم سنگرہ اور اور کتب دھرم شاستر کے بموجب ہے ۔

ماخذ ۔ قول ورہت منو ”اگر بغیر بیع کرنے کُل جایداد غیر منقولہ اور اور قسم کے مال کے پرورش کنبہ کی نہو سکتی ہو تو اس صورت مین کُل جایداد بھی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجا سکتی ہے ۔ اور واے بھاگ مین یہ مقولہ لکھا ہے کہ اُن شخصون کی پرورش جنکی خبرگیری ضرور ہے عمدہ ذریعہ بہشت حاصل کرنے کا ہے لیکن اُنکو تکلیف پہونچنے کی صورت مین دوزخ نصیب ہوگا اسی واسطے مالک خاندان کو چاہیے کہ اُنکی بخوبی پرورش کرے“ ۔

” اگر غلام بھی اپنے غیر حاضر آقا کے نام سے کُنبہ کی منفعت کے لیے کوئی معاہدہ کرے تو آقا خواہ اپنے ملک مین ہو یا باہر اُس معاہدہ کو مسترد نہین کرسکتا ۔ “ معاملہ کے لفظ سے یہان بیع وغیرہ مراد ہے ۔ واے کرم سنگرہ ۔

” لیکن حالت افلاس مین کُنبہ کی پرورش اور خصوصاً فرائض دینی کے ادا کے لیے صرف ایک شریک بھی جایداد غیر منقولہ دے یا ہبہ یا بیع کرسکتا ہے “ ۔

” اگر غلام اپنے آقا کے کنبہ کی پرورش کے لیے قرض لے تو آقا کو قرضہ مذکور

شریک جو منصرم جایداد ہو وہ ضرورت کے وقت کُل جایداد کے بیع کرنیکا مجاز ہے ۔

ادا کرنا چاہیئے" - یہ راے بباد خیتا منی کے مصنف کی ہے ؛

"اراضی مشترکہ اور بھی اسی قسم کی اور جایداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجہ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے" - چنانچہ نارد کا قول ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیچ کرین تو انھین حسب مرضی اپنے اس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین" یہ مسئلہ داے بھاگ مین درج ہے ؛

" اسی قسم کی اور جایداد" سے جایداد مشترکہ مراد ہے "بدرجہ مساوی حاصل ہے" یعنی مراد اس سے یہ ہے کہ مالکیت کی تخصیص نہین کی گئی ہے چونکہ کل جایداد مین شرکا کو حقیت عامہ حاصل نہین ہے لہذا یہ فرض کرنا کہ مالکون کی کثرت سے اشتراک لازم آتا ہے غلط ہے پس اس صورت خاص مین اشتراک سے غیر علیحدگی مراد ہے اگر استحقاق ملکیت جایداد مشترکہ مین قبل تقسیم کے حاصل ہے تو اس صورت مین کوئی امر اس بات کا مانع نہین ہے کہ شریک اُسوقت اپنے حصہ کو بیع یا کسی اور طور پر منتقل نہ کرسکے - یہ راے داے بھاگ کے مصنف کی ہے اور وہ لکھتا ہے کہ بعد تقسیم و تعین حصص کے ہر شریک کو جایداد مقسمہ مین حق بقدر حصہ اپنے حاصل ہوتا ہے - چنانچہ نارو جو یہ کہتا ہے کہ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین" اس سے منشا اُسکا یہ ہے کہ معاملات جو ایک شریک کی جانب سے وقوع مین آئین اُسے بلا اجازت باقی شریکون کے اپنے حصہ کے دینے یا کسی اور طور پر منتقل کرنے کا اختیار ہے مصنف واے کرم سنگرہ کی بھی یہی راے ہے ؛

عدالت اپیل کلکتہ - ۱۳ - جنوری ۱۸۱۵ء

گوپی کنتھ ٹھاکر بنام کمل کنتھ ٹھاکر وغیرہ

مقدمہ ۱۱ - س - ایک زمیندار نے اپنی جایداد اراضی مدعی کے باپ کے ہاتھ بیع کی اور مشتری کے نام بیعنامہ لکھدیا لیکن بیع کے وقت جایداد رہن تھی اسواسطے بائع جایداد مبیعہ پر مشتری کو قابض نکرا سکا پانچ برس بعد اس معاملہ کے

بائع نے پھر اُسی جایداد کو مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت کیا اور زر ثمن سے رہن کو فک کرا کے جایداد مدعا علیہ کو بغیر مشتری ثانی کے حوالہ کی چنانچہ وہ ابھی تک اُسپر قابض ہے اس صورت مین جایداد مذکور اول خریدار کو ملیگی یا کہ خریدار ثانی کے قبضہ مین بدستور رہیگی ◆

نتیجہ - اگر کوئی شخص اپنی اراضی کسی شخص کے ہاتھ بیع کر دے اور پھر اُسی اراضی کو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کرے تو اس صورت مین اول مشتری مستحق پانے اراضی مذکور کا ہے - یہی راے مسلمہ عام ہے ◆ ۱

جایداد مرہونہ کی بیع جائز ہے اور وہ بیع بعد ادا ے زر رہن کے کامل ہو جاتا ہے

ضلع چٹ گانون - ۳۰ - جولائی ۱۸۱۳ع

مگن داس بنام مدن موہن وغیرہ

مقدمہ ۱۲ - س - تین حقیقی بھائی اپنی جایداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھے دو بھائی اپنی اپنی زوجہ چھوڑ کر مر گئے تیسرا بھائی زندہ ہے اور جایداد اشخاص حی القائم کے قبضہ مین ہے - دونون بیوون نے بسبب تکلیف وجہ معاش کے حصص شوہری اراضی مشترکہ سے ایک جزو بلا اجازت برادر شوہر کے بیع کر دیا

۱ مقولہ ہے کہ تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آئے وہ مستند ہے مگر رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاتا ہے وہی نہایت پختہ تصور کیا جاتا ہے ◆

اب اس مقولہ کے بموجب اعتراض یہ پیش کیا جا سکتا ہے کہ بیع اول رہن کی وجہ سے ناجائز تصور کیا جاے کیونکہ رہن اُسکے قبل عمل مین آیا ہے لیکن یہ اعتراض غلط ہے کیونکہ قول مذکور کے معنی یہ ہین کہ جب ایک شخص بعوض کسی قدر زر کے اپنی جایداد کسی شخص کے پاس رہن کر دے اور بعد ازان پھر اُسی جایداد کو دوسرے شخص کے پاس رہن کرے تو اس صورت مین رہن اول جائز سمجھا جائیگا لیکن اگر کوئی شخص اپنی جایداد کو رہن اور بعد ازان اُسی جایداد کو بیع کرے تو اس صورت مین معاملہ آخر بعد اداے زر رہن زیادہ تر مستند متصور ہوگا یعنی رہن اول کے بعد رہن ثانی ناجائز ہے اور رہن اول کے بعد ہبہ یا بیع ناجائز نہین ہے ◆

امندین

اور زر ثمن اپنے تصرف مین لاوین اس صورت مین ایسا بیع درست اور جائز ہے یا نہیین ۔

نج ۔ دائے بھاگ مین یہ قول برہسپتی کا منقول ہے کہ ”زوجہ اُس متوفی کی جو اولاد ذکور نہ چھوڑ مرا ہوا پنے شوہر کا حصہ باوجود ہونے شوہر کے واسطہ دارون اور باپ اور مان اور حقیقی بھائیون کے پائیگی“ ۔

اسواسطے اُس شخص کی بیوہ جو بلا اولاد ذکور مرا ہو اپنے شوہر کا کل ترکہ پائیگی گو اُسکے شوہر کا باپ اور بھائی بقید حیات ہون کیونکہ بیوہ سرایہ شوہر ہی سے متمتع ہو کر اپنی جان کی حفاظت کرنے اور شوہر کی روح کو پنڈ و پانی دینے کی وجہ سے اپنے شوہر متوفی کو استفادہ پہونچاتی ہے اور اگر وہ بحالت محتاجی عفیفہ نہ رہے تو اُسکے شوہر کو دوزخ نصیب ہوتا ہے“ اسی واسطے اُسکو اپنی جان اور عصمت کی حفاظت نہایت ضرور ہے ۔ اگر جایداد شوہری کا محاصل بیوہ کی وجہ معاش کے لیے مکتفی نہو تو وہ اپنا آذوقہ حاصل کرنے کے لیے اپنے شوہر کی جایداد اراضی کے ایک جزو کو رہن یا بیع کر سکتی ہے اور ایسی صورت مین بیع جائز اور واجب متصور ہوگا“ ۔

ف اگر بیوہ وجہ معاش کی ضرورت سے جائداد اراضی شوہری کو بیع کرے تو جائز ہے ۔

۲۷ ۔ اگست ۱۸۷۰ع

دولت سنگھ بنام بختاور سنگھ ۔

مقدمہ ۱۲۳ ۔ س ۔ اراضیات دیوتر اور مکانات وقف بیع کیے جا سکتے ہین یا نہیین ۔

نج ۔ اگر اراضیات کسی دیوتا کی پرستش کے لیے دے دی گئی ہین اور مکان دیوتا کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے تو واہب کا کچھ استحقاق نہین ہے لہذا وہ ایسی جایداد کے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے چنانچہ سرمیت بھاگوت کی گیارھوین دفعہ مین یہ قول مندرج ہے ”جو شخص دیوتاؤن یا برہمنون کا مال خواہ اُسکا دیا ہوا ہو یا کسی اور کا غصب کرے وہ اِسکے بالعوض کرورون برس

ف جایداد وقف کا بیع ناجائز ہے ۔

تک نجاست کے کیڑے کی جون بھگتیگا" ٭

عدالت اپیل ڈھاکہ ۔ ۲۷ ۔ نومبر ۱۸۶۲ع

مقدمہ ۱۴ ۔ س ۔ نابالغ اپنی جایداد موروثی کے بیع کرنے کا مجاز ہے یا نہین ۔ اگر اُسنے بیعنامہ لکھدیا ہے مگر زر ثمن وصول نہین پایا ہے تو اِس صورت مین بیع جائز اور واجب التعمیل متصور ہوگا یا نہین ٭

نابالغ کا اپنی جایداد اراضی کو بیع کرنا جائز نہین ہے ٭

ج ۔ نابالغ کو اپنی جایداد غیر منقولہ کے بیع کرنے کا اختیار نہین ہے اور اگر اُسنے زر مندرجہ بیعنامہ وصول نہین پایا ہے تو ایسا بیع ناجائز ہے ٭

ضلع جنگل محال ۔ ۱۴ ۔ مئی ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۵ ۔ س ۔ غلام بحالت موجودگی اپنے آقا کے اپنی لڑکی جسکی عمر تین برس کی ہو بیع کرسکتا ہے یا نہین ٭

غلام کا اپنی اولاد کو بیع کرنا جائز نہین ہے ٭

ج ۔ غلام بلا اجازت اپنے آقا کے اپنی اولاد کو بیع نہین کرسکتا اور صورت مذکورہ بالا مین بیع ناجائز اور نادرست متصور ہوگا ٭

ضلع سلہٹ ۔ ۲ ۔ دسمبر ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۱۶ ۔ س ۔ تین بھائی اپنی جایداد موروثی پر بالاشتراک قابض تھے بڑے بھائی نے بلا تقسیم ہونے جایداد کے اُسمین سے نصف برضامندی چھوٹے بھائی اور بلا رضامندی دوسرے بھائی کے بیع کردیا ایسا بیع بموجب شاستر متمشیہ اُڑیسہ کے درست اور جائز متصور ہے یا نہین ٭

شاستر متمشیہ اُڑیسہ کے بموجب جایداد مشترکہ ایکہ جزو کا بیع جائز نہین ہے

ج ۔ بڑے بھائی کا منجملہ جایداد موروثی غیر منقولہ کے نصف جایداد کا بیع کرنا اُس صورت مین جبکہ جایداد کی تقسیم یا اُسکے حصہ جات کی تخصیص نہوئی ہو صرف باجازت چھوٹے بھائی کے جائز نہین ہے اور بیع ایسی صورت مین باطل اور ناجائز ہے ٭ ؎۱

ضلع میدنی پور ۔ ۱۵ ۔ مارچ ۱۸۱۳ع

؎۱ بموجب کتب شاستر مروجہ بنگالہ کے بیع جایداد غیر منقولہ مشترکہ کا صرف ایک شریک

مقدمہ ۱۷۰ س - ایک شخص نے کچھ روپیہ قرض لیا اور اپنی جایداد اراضی کفالتہ رہن کردی بعدازان راہن نے اُسی جایداد کو دوسرے شخص کے ہاتھ بلا ادا کے

* کی جانب سے بقدر اپنے حصہ کے منع نہین ہے اور اگر وہ کل جایداد بیع کرے تو ایسا بیع صرف اُسقدر ناجائز ہوگا جسقدر کہ وہ اور شرکا کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے لیکن بقدر اُسکے حصہ کے جائز ہوگا اور اگر باجازت تام یا بعض شرکا کے جایداد بیع کی جاے تو ایسا بیع اُسقدر جائز ہوگا جسقدر کہ وہ اجازت دینے والون کے حصون کی نسبت عمل مین آیا ہے اگر ایسا مقدمہ بنگالہ مین واقع ہوتا تو بیع نصف جایداد مشترکہ کا جو بڑے بھائی کی جانب سے باجازت چھوٹے بھائی کے وقوع مین آیا اس وجہ سے باطل متصور نہ تا کہ بڑے بھائی نے اُس جایداد کو بیع کیا جسکی نسبت اُسکو حق ملکیت حاصل نہ تھا - اِس راے کی تائید مین عبارت مرقومۂ ذیل جگناتھ کے خلاصہ سے نقل کیجاتی ہے ❖

" یہ امر بحث طلب ہے کہ اگر صرف ایک شریک جایداد منتقل کرے تو ایسی صورت مین ملکیت خاص اُسکی زائل ہوتی ہے یا نہین - جواب اسکا یہ ہے کہ ایسی صورت مین ملکیت مذکور زائل ہوجاتی ہے اور یہ نہین کہا جاسکتا کہ ہبہ غیر مکمل ہونے کی جہت سے باطل ہے اور واہب کو حق ملکیت کامل حاصل نہین ہے چونکہ شریک جایداد اپنے حصہ کو بغرض ساقط ہونے حقوق دیگر شرکا نسبت حصہ مذکور کے ہبہ کرتا ہے لہذا کوئی امر مانع زوال اُسکے حق ملکیت کا نہین ہوسکتا کیونکہ اسطرح کے ہبہ سے وجود ملکیت لازم آتا ہے پس ایسی صورت مین واہب کا حق منتقل ہوتا ہے اور شریکون کا حق بدستور قائم رہتا ہے چنانچہ علماے متقدمین کی راے سے بھی جو درباب ناجوازی ہبہ جایداد مشترکہ کے ہے یہی مراد ہے غرضکہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور منجملہ چند بھائیون کے ہر بھائی کو استحقاق ملکیت حاصل ہوتا ہے" ❖

" جایداد مشترکہ سے وہ شے مراد ہے جو چند شخصون کی ملکیت ہو چنانچہ مصریہ کہتا ہے کہ چونکہ جایداد مشترکہ اور زوجہ اور بیٹے پر اختیار کلی حاصل نہین ہوتا لہٰذا ایسی صورت مین ہبہ ناجائز ہے پس مصر کی تفسیر سے یہ مستنبط ہے کہ اگر منجملہ جایداد مشترکہ کے ایک

زر قرضہ بیع کر دیا لیکن مرتہن نے بعد بیع ہونے کے جایداد مذکور پر قبضہ کر لیا اِس صورت مین بیع جایداد مرہونہ کا بلا ادائے زر رہن جائز اور کالعدم ہے یا مرتہن تا ادائے زر رہن کے اُسپر قابض رہیگا۔

جایداد مرہونہ کو راہن باستثنائے خاص صورتون کے منتقل نہین کر سکتا۔

نچ۔ اگر کوئی شخص اپنی جایداد غیر منقولہ دوسرے شخص کے پاس اِس شرط سے رہن کرے کہ تا ادائے زر رہن جایداد کا انفکاک عمل مین نہ آئے تو اِس صورت مین بیع کرنا یا دینا ایسی جایداد کا قبل ایفائے شرط مذکورہ بالا ناجائز ہے اور مرتہن کو اختیار ہے کہ جایداد مذکور اپنے قبضہ مین رکھے لیکن اگر راہن بلا انفکاک رہن اپنی جایداد کو دینا یا بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے لازم ہے کہ وہ موہوب الیہ یا مشتری کے نام ایک رقعہ ادائے زر قرضہ کے لیے لکھدے اور مرتہن سے رقعہ مذکور کی نسبت رضامندی حاصل کرے۔ اِس صورت مین وہ اپنی جایداد مرہونہ کو دے یا بیع کر سکتا ہے اور اِس طور پر عمل کرنے سے زر قرضہ موہوب الیہ یا مشتری پر لازم آجاتا ہے اور وہ بجاے راہن کے تصور کیا جاتا ہے راہن مجاز ہے کہ جایداد کو تا ادائے زر رہن کے اپنے قبضہ مین رکھے۔

یہ امر متاچھرا اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے۔

ماخذ ۱۱۰ بعد انقضائے مدت مدید یا جب کہ منافع مد قرضہ کے مساوی ہوجاے

---

۹ شریک اپنا حصہ ہبہ کرے تو ایسا ہبہ ناجائز ہے لیکن بنظر رفع اختلاف راے دو عالمون یعنی جگناتھ اور مصر کے وہ معنی مستنبط کیے گئے ہین جو قرین عقل متصور ہین اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہبہ کل جایداد مشترکہ کا شریک واحد کی جانب سے ناجائز ہے نہ ہبہ اُسکے حصہ خاص کا‘‘۔

۱۰ الحاصل شریک کو دیگر شرکا کے حق ملکیت زائل کرنے کا اختیار حسب مرضی اپنے نہین ہے لیکن منتقل کرنا اپنے حصہ خاص کا جایداد مشترکہ سے منع نہین ہے کیونکہ ایسی صورتین سلسلہ تجارت کی جانب سے اکثر وقوع مین آتی ہین۔ یہ امر مطابق راے وجینیتی بھاچارجیا اور بگنیشر کے ہے۔ غرض کہ شریک اپنے خاص حصہ کے ہبہ کرنے کا مجاز ہے اور اگر اِس سے تجاوز کرے تو مستوجب سزا اور کفارہ ہوگا‘‘۔

تو وہ ایسے رہن کو منتقل یا بیع نہین کرسکتا" ۞ ۖ

ملا ہن اگر فک الرہن کرایا چاہتا ہو تو مرتہن کو شے مرہونہ واپس کرنی چاہیے ورنہ مثل چور کے اُسے سزا دیجائیگی اور اگر مرتہن مرگیا یا غیر حاضر ہو تو راہن ندر ہون مرتہن کے واسطے وارون کو دیکر شے مرہونہ واپس لے ۞ ٢

اِس صورت مین مرتہن جب مالک غیر سے آ دے تو جسقدر روپیہ اُسکو پانا واجب ہو وہ اُسسے لیکر شے مرہونہ واپس کردے۔ یہ امر متاچھرا اور اور کتب شاستر مین مندرج ہے ۞

ضلع آگرہ ۔ ۱۳ ۔ جولائی ۱۸۶۸ع

مقدمہ ۱۸ ۔ س ۔ ایک شخص دو بیٹے اور زوجہ چھوڑ کر مرگیا اس صورت مین منجملہ متوفی کی جایداد منقولہ وغیر منقولہ کے کسقدر ہر شخص کو ملنی چاہیے اور بیٹے بلا تقسیم کرنے جایداد کے باہم اپنے اور اپنی مان کے کل جایداد بیع کرنے کے مجاز ہین یا نہین ۞

بیٹے اپنی ان کے حصہ کو بیع کرنے کے مجاز نہین ہین ۞

ج ۔ دھرم شاستر کے بموجب منجملہ متوفی کی جایداد کے بیٹے اور بیوہ مساوی حصے پانے کے مستحق ہین اور اُنمین سے کوئی شخص دوسرے کا حصہ بلا اجازت اُسکے بیع کرنے کا مجاز نہین ہے اگر اُنمین سے ایک شخص اپنے حصہ کو بیع کرنا چاہتا ہو تو اُسے بعد تقسیم کرانے جایداد کے ایسا کرنے کا اختیار ہے اگر ایک شریک دوسرے شریک کا حصہ بیع کرے تو اس صورت مین بائع اور مشتری دونون اُنکے جرم کے بموجب تجویز حاکم مستوجب سزا ہونگے ۞

ضلع مرادآباد ۔ ۲۹ ۔ جون ۱۸۶۹ع ۔

مقدمہ ۱۹ ۔ س ۔ ایک شخص کے پاس جایداد اراضی مشترکہ تھی وہ اپنی زوجہ اور ایک بیٹا چھوڑ کر مرگیا بعد اُسکی وفات کے اُسکا بیٹا لاولد فوت ہوا اور منجملہ

ملہ قول منو کے اشلوک کا اخیر فقرہ ہے ۞

ملہ قول جاگبلک ۞

جایداد مشترکہ کے اُسکا حصہ اُسکے چچا کے بیٹون نے ناجائز طور پر لے لیا۔ متوفی کی بیوہ نے جایداد مذکور کو اپنے نواسہ کے نام ہبہ کردیا اور بعد ازان اتفاق موہوب الیہ کے اُسکو شخص ثالث کے ہاتھ بیع کیا اس صورت مین بیع جائز اور درست ہے یا نہین ۔

ج ۱- صورت مذکورۂ بالا مین بیوہ کا بیع کرنا جایداد مشترکہ کا باجازت اپنے نواسہ کے جو اُسکا وارث ہے درست اور جائز ہے ملہ۔ بہ راے سمرتی شاستر کے بموجب ہے ۔

بیوہ اگر اپنے وارث ابعد کی اجازت سے بیع کرے تو ایسا بیع جائز ہے ۔

س ۲- اگر بیوہ نے باجازت اپنے نابالغ نواسہ کے بیع کیا ہے تو اس صورت مین ایسا بیع جائز ہے یا نہین ۔

ج ۲- اگر بیوہ نے ضروریات روزمرہ کے حصول کے لیے یا بوجہ نکرسکنے اہتمام کے جایداد کو بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بشرطیکہ وارث مذکور اُسکا نابالغ نواسہ ہو بیع کیا ہو تو ایسا بیع جائز ہے لیکن اگر کسی اور صورت مین وہ بلا ضرورت بہ رضامندی یا بلا رضامندی نابالغ کے بیع کرے اور نابالغ مذکور ایسے انتقال کو مسترد کیا چاہے تو ایسا کرسکتا ہے اور بیوہ کا بیع کرنا جائز متصور نہوگا ۔

شہر مرشد آباد - ۲۳ - اگست ۱۸۲۲ع۔

ملہ عام قاعدہ یہ ہے کہ عورت اُس جایداد کو جو اُسے اپنے شوہر سے وراثتاً پہونچی ہو کسی طور سے منتقل نہین کرسکتی لیکن خاص امور کے لیے اور نیز باجازت اپنے شوہر کے اُس واسطہ دار کے کہ جو عورت مذکور کے بعد وارث ہو ایسا کرسکتی ہے لیکن اگر باجازت ایسے وارث کے بیوہ اپنی جایداد شوہری کو ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کردے اور وارث قبل وفات بیوہ کے مرجاے تو اس صورت مین امر بحث طلب یہ ہے کہ بعد وفات بیوہ کے اور در صورت نہونے واسطہ دار مذکور کے جسنے اپنی رضامندی نسبت انتقال کے ظاہر کی تھی شخص ثانی جو مستحق وراثت اُسکے شوہر کا ہو مجاز فسخ کرنے بیوہ کے معاہدہ کا ہوگا یا نہین ۔

مقدمہ ۲۰ - س - تین بھائی (ا) و (ب) و (ج) بالاشتراک ایک جایداد اراضی غیر منقسمہ کے مالک تھے (ا) ایک بیٹا (د) چھوڑکر مر گیا اور (ب) ایک بیٹا (ر) اور (ج) ایک بیٹا (س) چھوڑکر فوت ہوا اور (س) چار بیٹے چھوڑ مرا - (ا) کی وفات کے بعد جایداد مذکور دفتر سرکار مین (د) کے نام لکھی گئی اور (س) کے بیٹون کی نابالغی مین جایداد بوجہ نہ ادا ہونے مالگزاری کے نیلام ہونے والی تھی اور (د) نے بشمول (ر) کے جایداد کو بغرض محفوظ رکھنے نیلام سے شخص اجنب کے ہاتھ بیع بالوفا کیا اور چونکہ میعاد مشروطہ کے اندر مرتہن کا روپیہ نہ ادا ہو سکا لہذا وہ بیع کامل ہو گیا اب (س) کے وارثون نے اپنا حصہ حاصل کرنے کے لیے نالش اِس بیان سے دائر کی ہے کہ بیع مذکور اُنکی بلا رضامندی اور اُنکی نابالغی کے زمانہ مین عمل مین آیا تھا - ایسا بیع جو (س) کے وارثون کی نابالغی مین وقوع مین آیا ہو شاستر کے بموجب جائز ہے یا نہین +

ف اگر ایک شریک جایداد مشترکہ کو بغیر ضرورت بیع کرے تو وہ بیع درست ہے اور باقی شرکا پر اُسکی تعمیل لازم ہے +

ج - چونکہ (د) اور (ر) کنبہ مین بڑے بھائی تھے اور کاروبار اہتمام کا اُنکے ذمہ تھا اور اُنھون نے بحالت محتاجی اور ضرورت کے جایداد کو بیع کیا تو یہ امر جائز ہے اور بیع اِس صورت مین درست ہے کیونکہ جایداد اِس نیت سے منتقل کی گئی تھی کہ وہ نیلام نہو جاوے +

ماخذ "محتاجی کی حالت مین کنبہ کی رفاہ یا امور نیک کے لیے جایداد غیر منقولہ کو صرف ایک شخص بھی ہبہ یا رہن یا بیع کر سکتا ہے" - یہ قول جاگبلک کا متاچھرا اور کال تیر داور اور کتب شاستر مروجہ بہار مین منقول ہے +

ضلع شاہ آباد - یکم اپریل ۱۸۱۶ع

وارثان گودری سنگھ بنام گمان سنگھ وبستی سنگھ +

مقدمہ ۲۱ - س - اگر کوئی عورت حین حیات اپنے مفقود شوہر کی جایداد شہری کے ایک جزو کو اپنی ساس کی کریاکرم کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع شاستر کے بموجب کامل اور واجب التعمیل ہے یا نہین +

ج - اگر زوجہ اپنے شوہر کی جایداد کے ایک جزو کو جبکہ شوہر اسکا لاولد اور یقیناً مجنون ہو امر مذکورۂ بالا کے لیے بیع کرے تو ایسا بیع قانوناً درست ہے ۞

ضلع سلہٹ - ۲۹ - نومبر ۱۸۲۱ع

شب پرشاد بنام سوبرن داسی ۞

مقدمہ ۲۲ - س - ایک شخص جسکے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور ایک زوجہ ہو اپنی کُل جایداد موروثی کسی شخص اجنب کے ہاتھ بیع کر سکتا ہے یا نہین ۞

ج - اگر ایک شخص جسکے بیٹے اور اور وارث ہون اپنی جایداد غیر منقولہ موروثی کو بغیر اُنکی رضامندی یا بلا اشد ضرورت کے بیع کرے تو ایسا بیع باطل اور ناجائز ہے اور اشد ضرورت سے مراد یہ ہے کہ بیع کنبہ کی پرورش کے لیے عمل مین آئی ہو اور ایسی ضرورت مین یہ امر جائز ہوگا - یہ راے بباد ہنتامنی اور بباد چندر اور اور کتب شاستر کے بموجب ہے ۞

ماخذ - قول کاتیائن "زوجہ یا بیٹے یا کل جایداد کو دے دینا یا بیع کرنا بلا اجازت رضا اُن اشخاص کے جنکو اُسسے تعلق ہو نچا ہیے اُسے واجب ہے کہ اُنھین خود اپنے پاس رکھے لیکن درصورت اشد ضرورت کے وہ برضامندی متعلقین مذکور کے دے یا بیع کر سکتا ہے اور صورت مین اُسکو ایسا کرنا واجب نہین ہے اور یہی قاعدہ مسلمہ کتب شاستر کے بموجب ہے - باستثناے کُل جایداد اور مکان سکونت کے جو کچھ کہ کنبے کے کھانے اور کپڑے کے بعد بچے خواہ وہ غیر منقولہ ہو یا منقولہ اُسے دے دینے کا اختیار ہے سوا اِسکے اور کچھ دینے کا اختیار نہین ہے" ۞

"اگر بیٹون اور کنبہ کی پرورش بغیر بیع کرنے جایداد غیر منقولہ کے نہو سکے یا اگر باپ اِسقدر جایداد اپنے پاس رکھکر جو کنبہ کی پرورش کے لیے کافی ہو کُل جایداد غیر منقولہ موروثی بیع کرے تو ایسا بیع درست اور جائز ہے" ۞

داے بھاگ - لیکن اگر بغیر بیع کرنے کل جایداد غیر منقولہ کے کنبہ کی پرورش

ف ذکر اُس صورت کا جسمین زوجہ کو بیع کرنا اپنے مجنون شوہر کی جایداد کا جائز ہے ۞

ف ذکر اُن صورتون کا جسمین ایک شخص کل جایداد موروثی کو بیع کر سکتا ہے ۞

نہو سکے تو کل جایداد بھی بیع یا کسی اور طور پر منتقل کیجا سکتی ہے"۔

ضلع ندیا - ۱۲- مئی سنہ [illegible]ع

مقدمہ ۳۳ - س - ایک جایداد اراضی (ا) اور (ب) نے بالاشتراک خرید کی اور (ب) چار بیٹے یعنی (ج)، و (د) و (ر) و (س)، و (ص) چھوڑ کر مرگیا اور (ب) کی وفات کے بعد منجملہ اُسکے بیٹون کے ایک بیٹا (ص) بھی فوت ہوا اور ایک زوجہ چھوڑ مرا بعد ازان (ا) اور باقی تین حقیقی بھائیون (ج)، و (د) و (ر) نے کل جایداد مذکور کو بیع کیا اِس صورت مین یہ بیع بلا اجازت (ص) کی بیوہ کے جائز اور واجب التعمیل ہے یا نہین اور بیوہ کا جایداد مذکور مین کچھ استحقاق ہے یا کہ وہ اپنے شوہر کے بھائیون سے صرف خورو پوش کی مستحق ہے ۔

ج - اگر (ص) جایداد مین سے اپنا حصہ لے کر بھائیون سے علیحدہ ہوگیا ہو اور بعد ازان فوت ہوا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ مستحق پانے جایداد شوہری کی ہے اور اگر (ص) اپنے بھائیون سے علیحدہ نہوا ہو یا جدا ہوکر پھر شامل ہوگیا ہو تو اس صورت مین (ص) کی بیوہ اپنے شوہر کے بھائیون سے حین حیات اپنے صرف وجہ معاش پانے کی مستحق ہے - اگر بعد تقسیم ہونے جایداد کے (ص)، صرف ایک بھائی کے ساتھ پھر شامل ہوگیا ہو تو صرف اُس بھائی پر اپنے شریک بھائی کی بیوہ کے لیے وجہ معاش کا مہیا کرنا واجب ہے اور اِس حالت مین واسطے جواز بیع کے بیوہ کی اجازت مطلق ضرور نہین ہے ۔

ذکر اِس صورت کا جبکہ تین بھائی بلا اجازت چوتھے بھائی کی بیوہ کے جایداد بیع کرسکتے ہین ۔

ضلع مراد آباد - ۲۷ - اپریل سنہ [illegible]ع

مقدمہ ۳۴ - س - دو بھائی ایک ہی مکان مین رہتے ہین اور جایداد غیر منقسمہ پر بالاشتراک قابض ہین اُنمین سے ایک بھائی اپنے حصہ غیر معینہ کو بیعنامہ کے ذریعہ سے شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کرتا ہے ایسا بیع بمجرومی دوسرے بھائی کے وارثون کے درست ہے یا نہین - اِس سوال کا جواب شاستر متمشیہ بنگالہ کے بموجب چاہیے ۔

ف شاستر بنگالہ کے بموجب عمل مین آنا بیع حصہ غیر معینہ کا ایک شریک کی جانب سے درست اور جائز ہے ۔

ج - ایسا بیع درست اور جائز ہے ۔

ماخذ - صرف ایک "شریک بلا اجازت اور شریکون کے کُل غیر منقولہ جایداد بیع یا ہبہ نہین کر سکتا ہے اور نہ وہ شے جو کنبہ مین مشترک ہو جایداد غیر منقولہ کی نسبت واسطہ دار خواہ علیحدہ ہون یا شریک مساوی استحقاق رکھتے ہین کیونکہ اُنمین سے صرف ایک کو یہ اختیار حاصل نہین ہے کہ کل جایداد کو رہن یا بیع کرے"۔ اگرچہ یہ دونون قول مرقومہ بالا بیاس کے داے بھاگ مین منقول ہین مگر پھر بھی مصنف داے بھاگ کا بیان یہ ہے کہ اِن اقوال کی رو سے یہ تسلیم کرنا نہ چاہیے کہ کسی شخص کو ایسی جایداد کے بیع یا کسی اور طور پر انتقال کرنے کا اختیار نہین ہے کیونکہ اِس صورت یعنی اراضی مشترکہ کی اور بھی اسی قسم کی اور جایداد کی نسبت ہر شریک کو بدرجہ مساوی اختیار انتقال حاصل ہے اور اقوال بیاس مین جو ممانعت لکھی ہے منشا اُسکا یہ ہے کہ ایسے امر کا ارتکاب اخلاق کی رو سے داخل جرم ہے کیونکہ ایسا بیع یا ہبہ یا اور طور کا انتقال جس سے مالک کی بدسلوکی پائی جاے کنبہ کی تکلیف کا باعث ہوتا ہے لیکن اقوال مذکور سے عدم جواز ایسے بیع یا اور طرح کے انتقال کا مراد نہین ہے"۔ داے بھاگ ۔

۲ - قول نارو منقولہ داے بھاگ "اگر وے اپنے حصون کو دین یا بیع کرین تو اُنھین حسب مرضی اپنی کے اِس امر کا اختیار ہے کیونکہ وے اپنی جایداد کے مالک ہین" ۔

۳ - ہبہ یا کسی اور طور پر منتقل کرنا جایداد غیر منقولہ کا بھی خواہ وہ منقسمہ ہو یا غیر منقسمہ جائز ہے کیونکہ تعین حصص جداگانہ کا قرعہ اندازی یا کسی اور طور پر زمانہ مابعد مین ممکن ہے شرح داے بھاگ مصنفہ سری کرشن ترک لنکار بہا ۔

صدر دیوانی عدالت - ۸ - اپریل ۱۸۱۵ء

بیجناتھ نیرجیا ایپلانٹ بنام شمبھو چند نیرجیا ریسپانڈنٹ

ف یہ راے پنڈت متعلقہ عدالت شہر ٹپنہ کی راے کے خلاف دی گئی تھی پنڈت موصوف

مقدمہ ۲۵ - س - شودر قوم کی ایک بیوہ نے جسکے کوئی بیٹا نہ تھا اپنی جایداد غیر منقولہ شوہری مین سے ایک جزو اپنی وجہ معاش کے لیے رکھکر باقی کو بحالت موجودگی اپنے نواسہ کے اپنے شوہر کے بھتیجون کو بذریعۂ ہبہ نامہ کے منتقل کر دیا اور نواسہ اِس امر مین معترض نہوا ہبہ کے پندرہ سال بعد اُسنے اُسی جایداد موہوبہ کو ایک شخص اجنبی کے ہاتھ بیع کیا اور بیعنامہ پر نواسہ نے گواہی کر دی اِس صورت مین کونسا معاہدہ قائم رکھنا چاہیے ؀

ہبہ سابق کے باعث سے بیع جو پندرہ سال کے بعد عمل مین آئے ناجائز متصور ہوگا ؀

ج - ہبہ کے باب مین موہوب الیہا کے نواسہ کی رضامندی مستنبط ہوتی ہے کیونکہ آسنے اُسوقت یا ہبہ کے پندرہ برس بعد تک کوئی اعتراض پیش نہین کیا لہذا ہبہ جائز اور واجب التعمیل تصور کرنا چاہیے بیع جو گواہی نواسہ کے عمل مین آیا ہے کامل نہین تصور کیا جاسکتا کیونکہ جایداد مبیعہ پر بیوہ کا کچھ استحقاق نہ تھا ہبہ یا بیع کے بعد حق ملکیت جاتا رہتا ہے اور صورت ہذا مین فعل سابق یعنی ہبہ مستند تصور کیا جائیگا ؀

ماخذ - اقوال مرقومۂ ذیل نارد اور کاتیائن اور برہسپتی کے ہین -

"اگر کسی شخص نے کوئی شے کسی شخص کے پاس مکفول یا رہن کر دی ہو اور وہ اُسکو پھر دوسرے شخص کے ہاتھ رہن یا بیع کرے تو جو امر کہ اول وقوع مین آیا ہے وہی مستند تصور کیا جائیگا" - تمام معاملات متنازعہ مین جو امر کہ بالآخر عمل مین آئے وہ مستند ہے مگر رہن یا ہبہ یا بیع کی صورت مین جو معاہدہ کہ اول کیا جاے وہی نہایت مستند تصور کیا جاتا ہے" ؀ ۱؎

۱؎ کی یہ راے تھی کہ شریک کا منجملہ جایداد مشترکہ کے اپنے حصہ غیر معینہ کا بیع کرنا جائز نہین ہے چنانچہ آسنے اپنی راے کی تائید مین دونون قول بیاسؔ کے جو اوپر لکھے گئے ہین نقل کیے تھے ؀

۱؎ جاگبلک - خلاصہ کی جلد ۲ - صفحہ ۷۰ معائنہ کرو ؀

باب بارھوان

شہادت کے بیان مین

مقدمہ ۱- س ۱- ایک شخص نے چند غلام اور کنیز بذریعہ بیعنامہ کے جسپر بائع کے اور غلامون کی گواہی ثبت ہوئی خرید کین بعدازان متعاقدین مین تنازع ہوا اور مشتری نے بائع اور زر خرید غلامون پر اِس بیان سے نالش دائر کی کہ بائع کے اور غلامون کے روبرو بیعنامہ لکھا گیا تھا چنانچہ وے میرے حق مین گواہی دے سکتے ہین اِس صورت مین شہادت ایسے غلامون کی جائز ہے یا نہین ❊

ج ۱- صورت مذکورہ بالا مین مدعی کی جانب سے بائع کے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے ❊ — غلام اپنے آقا کے خلاف گواہ ہو سکتا ہے ❊

س ۲- مقدمہ جو غلامون یا کنیزکون کے باب مین دائر کیا جاے انہین مدعی اپنا دعوی ثابت کرنے کے لیے اپنے غلام بطور گواہ پیش کرتا ہے ایسے غلامون کی شہادت درست اور جائز ہے یا نہین ❊

ج ۲- غلام کی شہادت بحق اپنے آقا کے کسی صورت مین قابل منظوری نہین ہے ❊ — [آقا] کے حق مین گواہی نہین [د]ے سکتا ❊

س ۳- مدعی کے رشتہ دارون کے غلام کی گواہی بحق مدعی قابل منظوری ہے یا نہین ❊

ج ۳- شاستر کے بموجب مدعی کے رشتہ دارون کے غلامون کی گواہی بحق مدعی درست ہے اور رشتہ داری کی وجہ سے یہ اعتراض پیش نہین ہو سکتا کہ ایسے غلامون کی گواہی بحق مدعی نہ لیجاے ❊ — [مد]عی کے رشتہ دارون کے غلام مدعی کی جانب سے [گو]اہ ہو سکتے ہین ❊

ضلع تیرا ۱-۵- جولائی ۱۸۱۳ع

مقدمہ ۲- س- ایک شخص نے عدالت مین اپنی جانب سے ایک ایسے شخص کو گواہ قرار دیا جو اُسکا مقروض تھا اِس صورت مین مدیون کی شہادت دائن کے حق مین درست ہے یا نہین ❊

مدیون اپنے دائن کے حق مین گواہی دیسکتاہے

فیصلہ - مدیون کی گواہی دائن کے حق مین مستقید ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ بلارو و رعایت شہادت دے اور اُسکے مجاز ہونے مین کوئی اعتراض نہو ٭

ضلع سلہٹ - ۵ استمبر ۱۸۱۴ع -

چکورام سرما بنام بدہ سنگھ وغیرہ -

مقدمہ ۳ - ایک شخص نے بدعوی ایک راس مادہ گاؤ کے اِس بیان سے نالش دائر کی کہ گاے مذکور اُسکے پاس رہن رکھی گئی تھی اور فریق مخالف نے رہن سے منکر ہوکر یہ عذر پیش کیا کہ مینے گاے خریدی ہے اور اپنے عذر کے ثبوت مین مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کو گواہ قرار دیتا ہے اس صورت مین عورات مذکورہ کی گواہی درست اور جائز تصور ہوسکتی ہین یا نہین ٭

مدعا علیہ مدعی کی عورات رشتہ دار کو اپنا گواہ قرار دینے کا مجاز نہین ہے

فیصلہ - اگر صورت مذکورہ بالا مین مدعا علیہ نے یہ عذر خاص پیش کیا ہو کہ گاے مذکور اُسکی زرخرید تھی اور ایسے عذر کا ثبوت مدعی کی زوجہ اور بیٹی اور مان اور بہن کی شہادت پر منحصر رکھا ہو تو شاستر کے بموجب مدعا علیہ ایسے شخصون کو اپنا گواہ قرار دینے کا مجاز نہین ہے ٭

ضلع جنگل محال - ۷ فروری ۱۸۱۸ع

مقدمہ نہم - س - ایک عورت نے اپنے شوہر کے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان اُسپر وجہ معاش کے واسطے نالش کی اور فعل مذکور کے ثبوت کے لیے مدعا علیہ کی زوجہ کو گواہ قرار دیا اِس صورت مین شہادت صرف ایک عورت کی جائز ہے یا نہین ٭

مترجم - متاچھرا مین جواب دعوی چار طرح کا لکھا ہے - اقبال - انکار - عذر خاص - عذر فیصلہ سابق اس باب مین اگر زیادہ تصریح دیکھنی منظور ہو تو جلد اول کا وہ باب جسمین طریقہ داد رسانی وغیرہ کا بیان ہے معائنہ کیا جاے آئین دھرم شاستر کے بموجب مختصر احوال شہادت اور اور امور قانونی کا مندرج ہے ٭

ف: عورتون کے مقدمہ مین شہادت صرف ایک عورت کی قابل منظوری ہے ۔

ج - اگر عورت نے اپنے شوہر کے چھوٹے بھائی کے ساتھ زنا کیا اور بعد ازان اُسپر وجہ معاش کے واسطے نالش کی اور مدعا علیہ کی زوجہ کو اپنا گواہ قرار دیا تو چونکہ یہ مقدمہ عورت کا ہے لہذا شہادت صرف ایک عورت کی درست اور جائز ہے ۔

ضلع جنگل محال - ۷ فروری ۱۸۱۶ع

مقدمہ ۵ - س - جو شخص مبتلاء مرض جذام ہو اسکی شہادت قانوناً جائز ہے یا نہین ۔

ف: مجذوم گواہ قرار نہین دیا جاسکتا ۔

ج - مجذوم کی گواہی قابل منظوری نہین ہے ۔

ضلع چوبیس پرگنہ - ۹ - نومبر ۱۸۱۸ع

بدیا ناتھ ہالدر بنام ہر چندر ہالدر وغیرہ -

مقدمہ ۶ - س - مدعی کے پاس کوئی وجہ ثبوت بصداقت اپنے اظہار کے نہین ہے لہذا وہ مدعا علیہ کے حلف پر حصر کرنا چاہتا ہے اس صورت مین مدعا علیہ کو حلف دلایا جاسکتا ہے یا نہین ۔

ف: مدعا علیہ اگر انکار کرے تو اُس سے درصورت نہونے اور وجہ ثبوت کے حلف لیا جاے ۔

ج - منو اور جاگیلک اور اور معتبر عالمون کے قول جو شاستر مین منقول مین اُنکے بموجب مدعا علیہ کو حلف دینا چاہیے ۔ [1]

ضلع مراد آباد - ۲۲ - مارچ ۱۸۱۶ع

ہنگ چرن برہمن بنام گنگا نرائن وغیرہ

[1] لیکن اس مسئلہ کو بلا قید تسلیم کرنا نہ چاہیے کیونکہ کسی قسم کی تصدیق غیبی پر عمل کرانا مناسب نہین ہے الا اُس صورت مین جبکہ جملہ اقسام کی شہادت موجود نہو - تصدیق غیبی کے مختلف قسم کے طریقے ہین جو مختلف صورتون کے لیے مخصوص ہین اُنکا بیان جلد اول کے اُس باب مین معائنہ کیا جاے جسمین طریقہ کارروائی عدالت وغیرہ کا بیان ہے ۔

تمام شد

جلد دوم نظائر دھرم شاستر